www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ

رسولوں کے سردار کے فضائل کا بیان، اُن پر اللہ کی رحمتیں اور سلام [1] پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اولادِ آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا، یکے بعد دیگرے گروہ [2] حتیٰ کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے

[1] فضائل جمع ہے فضیلت کی فضیلت وہ خصوصی بزرگی ہے جو حضور انور کو عطا ہوئی آپ کے سوا کسی نبی ولی جن فرشتے کو عطا نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدا تعالیٰ ساری مخلوق سے افضل ہیں آپ کا مثل رب تعالیٰ نے پیدا ہی نہ فرمایا ؎

دھر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات — قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

حضور کے خصوصی فضائل حد سے و اشمار سے زیادہ ہیں۔ ان کا شمار ساری مخلوق نہیں کر سکتی جو کوئی کچھ بیان کرتا ہے وہ صرف برکت کے لئے سمندر کا قطرہ ریگستان کا ذرہ ہی بیان کرتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسا انہیں رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی طرح صاحب مشکوٰۃ نے صرف ایمان تازہ کرنے اپنا نام حضور کے نعت خوانوں میں لکھوانے کیلئے یہ باب باندھا اور یہ فقیر گنہگار احمد یار اپنے نصیب پر ناز کرتا ہے کہ مجھے رب تعالیٰ نے اس باب کی شرح لکھنے کی توفیق بخشی مجھے تو ان کا گنہگار امتی ہونے پر فخر ہے ؎

بریں نازم کہ ہستم امت تو — گنہگارم ولیکن خوش نصیبم

خیال رہے کہ حضور انور ساری خلقت سے افضل ہیں لہٰذا آپ نبیوں سے رسولوں سے عرش اعظم سے کعبہ معظمہ سے کتاب اللہ لفظی قرآن مجید سب سے افضل ہیں کہ یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں چنانچہ کعبہ دیکھنے والا حاجی ہے کوئی غازی کوئی قاری یا قاضی ہے مگر حضور کو ایمان کیساتھ دیکھنے والا صحابی ہے جو تمام سے افضل ہے اسی لئے جب حضور انور نے مکہ معظمہ کو چھوڑا وہاں سے ہجرت کی تو مسلمانوں کو بلا عذر وہاں رہنا حرام ہو گیا حالانکہ کعبہ شریف وغیرہ وہاں موجود تھے جب فتح مکہ فرمائی تب تا قیامت وہاں رہنا جائز بلکہ ثواب ہو گیا جب حضور مکی تھے تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں جب حضور مدنی ہو گئے تو آیات قرآنیہ مدنیہ ہو گئیں رب نے مکہ کی قسم فرمائی اس لئے نہیں کہ وہاں کعبہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہاں حضور ہیں لا اقسم بہذا البلد وانت حل بہذا البلد حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ ہے پھر موسےٰ علیہ السلام کا اس کے بعد خاموشی بہتر ہے۔ دیکھو اشعۃ اللمعات [2] یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔ اس میں اچھی خصلتیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم شئی کریم ہیں حضور آن سے افضل

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ

سے تھا۔ (بخاری) روایت ہے حضرت واثلہ ابن اسقع سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو چنا ۲ اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا ۳ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھ کو بنی ہاشم میں

شرافت۔ نجابت تھی اور جن کے بیٹھوں یا پیٹوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا کوئی دادا دادی کافر نہ ہوئے سب موحد مومن رہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔ خود جناب خلیل نے فرمایا ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب یہاں وَالِدَیَّ سے آپ کے باپ تارح اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں اور واغفر لابی انہ کان من الضالین۔ میں اب سے مراد چچا آزر ہے والد اور اب کا فرق خیال میں رہے۔

۱ قرن کے لفظی معنی ہیں مگر اصطلاح میں جماعت کو قرن کہتے ہیں۔ پھر زمانہ۔ ہم زمانہ لوگ۔ گروہ سب کو قرن کہتے ہیں یہاں مراد ہے جماعت یا گروہ اور جماعت سے مراد ہیں حضور کے باپ دادا ماں اور ناناؤں کی جماعت یا اس سے مراد ہے صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی جماعت یا مراد ہے تا قیامت حضور کی امت یا حضور کا سارا قبیلہ و خاندان۔ اگر آخری معنی مراد ہیں تو خیریت سے مراد ہے۔ اعلیٰ و اشرف قوم جس کی دنیا میں بڑی عزت کی جاتی ہو حضور کے خاندان میں اگرچہ بعض لوگ کافر تھے جیسے ابولہب وغیرہ مگر تھے اونچے خاندان والے قریشی ہاشمی کہ ان کی دنیا میں بڑی عزت تھی۔ اور دوسرے احتمالات کی بنا پر خیر کے معنی ہیں مومن متقی پرہیزگار کہ حضور انور کے والدین دادا نانا سب کے سب مومن موحد پرہیزگار تھے کفر۔ زنا۔ بری حرکتوں سے محفوظ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور پھر فرمایا ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم خدایا میری اولاد میں ایک جماعت مومن رہے۔ میرے مولیٰ اس مومن جماعت میں آخری رسول بھیج۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں حضور کی نسل پاک باؤ اجداد نار والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور نورانی لوگوں میں رکھا۔ (اشعۃ اللمعات)

۲ لغت میں قریش سمندر کی وہ بڑی اور طاقت ور مچھلی ہے جو دوسری مچھلیوں کو کھائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے پھر اس کے معنی ہو گئے غالب جو کسی سے مغلوب نہ ہو۔ پھر قریش نام ہو گیا۔ نضر ابن کنانہ کی اولاد کا کہ یہ جماعت ہمیشہ سب پر غالب رہی اور تا قیامت سب سے اشرف رہے گی کیوں نہ رہے کہ حضور انور قریشی ہیں۔

۳ کنانہ کے چند بیٹے تھے ان میں سے ایک نضر ابن کنانہ تھے نضر کی اولاد قریش ہے کنانہ کے دوسرے بیٹوں کی اولاد کنانی تو ہے مگر قریش نہیں۔ قریشی سب سے افضل ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

بَنِیْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ كِنَانَةَ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ

سے چنا ۱؎ (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ سے جناب اسمٰعیلؑ کو چن لیا ۲؎ اور اولاد اسمٰعیلؑ میں سے بنی کنانہ کو چن لیا ۳؎ روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدمؑ کا سردار ہوں ۴؎ اور میں پہلا وہ ہوں جن کی

۱؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف یہ ہے محمد رسول اللہ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن یاس ابن نضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان آگے اختلاف ہے ہاشم حضور کے چوتھے دادا ہیں انکی اولاد کو بنی ہاشم کہتے ہیں یہ حضرات سارے قریش میں افضل ہیں بنی ہاشم ہی میں وہ آفتاب نبوت باہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم چمکے خیال رہے کہ حضرت اسحاق ابن ابراہیم کی نسل شریف میں ہزاروں نبی ہوئے اولاد اسمٰعیل میں کوئی نبی نہیں ہوا بجز ہمارے حضور کے کیونکہ جس آسمان پر سورج ہے۔ اس میں کوئی ستارا نہیں اسی طرح عرب میں حضرت اسمٰعیل سے لیکر حضور انور تک کوئی نبی تشریف نہیں لائے ۲؎ حضرت اسحاق علیہ السلام ہزاروں نبیوں کے والد ہیں مگر چونکہ حضرت اسمٰعیل حضور انور کے والد ہیں اسلئے وہ اسحاق علیہ السلام سے بھی افضل ہوا ورکیوں نہ ہوں کہ ؎

انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے — بے نور تھا خرد کا ستارہ ترے بغیر

۳؎ فرق یہ ہوا کہ پچھلی روایت میں بنی کنانہ تھا اور یہاں صرف کنانہ ہے بنی نہیں مگر مطلب ایک ہی ہے کنانہ ابن خزیمہ حضور انور کے پندرہویں دادا ہیں جن کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔ حضور کی ذات سے تمام باپ یا دادوں کے نام روشن ہوگئے ہم کو تو اپنے تیسرے دادا کا نام نہیں معلوم مگر حضور انور کے دادوں کا نام دنیا میں مشہور ہے آج کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ شاہجہان یا اکبر بادشاہوں کی ماں یا دائی کا نام کیا تھا۔ وہ کیسی تھیں حضور کی دائی حلیمہ سعدیہ والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شان کے قصیدے دنیا میں پڑھے جارہے ہیں شاعر کہتا ہے ؎ کم من اب قد علا بابنی شرفٍ — قد علا بہ رسول اللہ عدنان

حضور نے وہ جگہ جس میں مشرکین کی قبریں اور گھورا تھا مسجد نبوی بنا دی تو آج تک وہاں لاکھوں سجدے ہورہے ہیں اگر وہ کریم ہمارے گندے دلوں پر نظر فرمادیں تو یہ دل عرش معلی بن جاوے ؎

گر سر میں رہے سودا ان کا سر گنبد خضرا ہو جاوے — گر دل میں کھچے نقشہ ان کا دل عرش معلی ہو جاوے
گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خار بھی رہتے ہیں — اے شاہ عرب مجھ بد کا بھی طیبہ میں گذارا ہو جاوے

۴؎ قوم کا سید (سردار) وہ ہے جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ ان کی مصیبتیں دفع کرے حضور تمام مخلوق کی پناہ

www.alahazratnetwork.org

عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قبر کھلے گی ۱؎ اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ۲؎ (مسلم) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن میں تمام نبیوں سے زیادہ تابعین والا (امت والا) ہونگا ۳؎ اور میں پہلا وہ ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا ۴؎ (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

دافع البلاء میں دیکھو مرقات۔ چونکہ اس سرداری کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ کوئی اس کا انکار نہ کرسکے گا دنیا دیکھ لیگی وہ دن انہی کا دن ہے سب اُن کی پناہ لینگے اسلئے قیامت کی قید لگائی گئی (لمعات مرقات اشعہ) جو لوگ آج ان سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں کل وہ بھی شفاعت کی بھیک انہیں سے مانگیں گے۔ ؎

ہم بھی محشر میں سیر دیکھیں گے نجدی آج ان سے التجا نہ کرے

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی حضور تمام جہاں کے لئے پناہ ہیں انہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذاب الٰہی سے بچے ہوئے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور تمام نبیوں کے سردار سب سے افضل ہیں کیونکہ سارے نبی اولاد آدم ہیں اور جب سب نبیوں سے افضل ہوئے تو ساری مخلوق سے افضل ہوئے فرشتے ہوں یا جنات یا کوئی اور مخلوق (اشعہ۔ مرقات۔ لمعات)۔

۱؎ یعنی قیامت میں دوسرے نفخے پر سب سے پہلے ہماری قبر کھلے گی پہلے ہم اٹھیں گے ترمذی اور حاکم کی روایت میں ہے۔ کہ پہلے ہماری قبر کھلیگی پھر ابوبکر صدیق کی پھر عمر فاروق کی پھر ہم بقیع والوں کا انتظار کرینگے۔ پھر مکہ معظمہ کے مدفونین کا ان سب کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا ۲؎ یہ واقعہ بہت تفصیل سے شفاعت کے بیان میں گزر چکا کہ پہلے شفاعت حضور کرینگے اسی شفاعت کا نام شفاعت کبریٰ ہے پھر دوسرے شفیع شفاعت کرینگے حتی کہ چھوٹے بچے، ماہ رمضان، قرآن مجید، کعبہ معظمہ وغیرہم شفاعت کرینگے وہ شفاعتیں شفاعت صغریٰ ہیں اس لئے حضور انور کو شفیع المذنبین کہتے ہیں گنہگاروں کو اس وقت پوچھنے والے جب کوئی نہ پوچھے ہم نے عرض کیا ہے ؎

ہیں جیتے جی کے یہ سارے جھگڑے مچی جو آنکھیں تمام چھوٹے کریم جلوہ وہاں دکھانا جہاں کہ سب منہ پھرا رہے ہیں

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ہم کو جوڑا پہنایا جاویگا عرش کی داہنی طرف خاص جگہ پر ہم جلوہ گر ہونگے وہاں ہمارے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا (مرقات) احمد ترمذی۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس دن حمد کا جھنڈا ہمارے ہاتھ ہوگا۔ حضرت آدم اور ان کے سوا سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہونگے ہم یہ فخریہ نہیں فرماتے (مرقات) ۳؎ یعنی قیامت میں سب نبیوں سے زیادہ میری امت ہوگی۔ چنانچہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور کی امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں سارے نبیوں کی امتیں معلوم ہوا کہ زیادہ غلام والا ہونا آقا کی عظمت کی دلیل ہے چنانچہ قاریوں

www.alahazratnetwork.org

اَتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ نَبِیًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ

کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر میں آؤں گا دروازہ کھلواؤں گا تو خازن جنت کہیگا آپ کون ہیں میں کہونگا محمد ہوں وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے بارے میں ہم پہلے شفاعت کرنیوالے ہیں کسی نبی کی تصدیق اتنی نہ کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی نبیوں میں بعض نبی وہ ہیں جن کی کسی نے بھی اُن کی اُمت سے تصدیق نہ کی

ہیں عاصم۔ اماموں میں حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم افضل ہیں کہ ان کے تبع زیادہ ہیں مذہب حنفی مذہب اولیار ہے اسی فی صدی ولی حنفی ہیں دیکھو ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم اور دیکھو مرقات یہ ہی مقام ۲ یعنی دروازۂ جنت ہم ہی کھلوائینگے حضور انور سے پہلے دروازہ جنت پر نبیوں اور امتوں کا میلہ لگ چکا ہوگا حضور انور ابھی محشر میں ہوں گے گرتوں کو سنبھالنے گنہگاروں کو بخشوانے فریادیوں کی فریاد رسی میں مشغول ہوگے ادھر دروازہ جنت بند ہوگا حضور کی آمد کا انتظار ہوگا آپ کے آنے پر دھوم مچ جاوے گی آپکے کھلوانے پر دروازۂ جنت کھلے گا پہلے حضور تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے نبی پھر حضور کی امت پھر دوسری امتیں اللہ تعالیٰ جنت کھلنے کا یہ نظارہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

۱ اس کھلوانے میں اور پہلے سے کھلے ہوئے نہ ہونے میں یہ ہی دکھانا ہے، کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اتفاقاً حضور انور نے کھلوا دیا اور نبی بھی اگر کھلواتے تو کھل جاتا ۲ یہ ہے انا فتحنا لك فتحا مبینا کا ظہور ہر دروازہ حضور کے ہاتھ سے ہی کھلے گا۔ پہلا دروازہ شفاعت سے کھلے گا۔ دروازہ رحمت و دروازہ مغفرت دروازہ جنت حضور کے ہاتھ سے کھلیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

تم سے جہاں کا وجود تم سے کھلا باب جود تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود۔

۳ یعنی جو لوگ اعمال سے جنت کے قابل نہ ہونگے ان کی شفاعت کرکے انہیں جنت میں داخل کروں گا فی الجنۃ سے پہلے دخولہم، پوشیدہ ہے یعنی جنت کے داخلہ کے بارے میں ورنہ جنت میں پہونچنے کے بعد شفاعت کیسی (از مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ جنت کے قابل جو لوگ ہوں گے اور ان کی شفاعت فرماؤں گا۔ ترقی درجات کے متعلق کہ نیچے والوں کو اونچا کر دیا جاوے تب درجات پوشیدہ ہے فی درجات الجنۃ ۴ اس فرمان عالی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ جتنے زیادہ لوگوں نے مجھ پر ایمان قبول کیا اتنے لوگ کسی اور نبی پر ایمان نہیں لائے یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ دوسرے نبی کسی خاص قوم کے نبی ہوتے تھے حضور انور سارے جہان کے نبی ہیں نیز اور نبیوں کا زمانہ نبوت محدود تھا حضور کی نبوت تا قیامت ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی

www.alahazratnetwork.org

اُمَّتِہٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِکَ مِنْہُ مَوْضِعُ لَبِنَۃٍ فَطَافَ بِہِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَۃِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ

سوا ایک کے ۱؎ (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سوا اس اینٹ کے ۲؎ تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ پر کردی۔ مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے اور مجھ پر رسول ختم کردیئے گئے ۳؎ ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں ۴؎ (مسلم و بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے

تصدیق میری کی گئی اس وجہ کی تصدیق کسی نبی کی نہیں کی گئی میری امت مجھ پر دل و جان سے فدا ہے اور ہوگی یہ عشق سوز و گداز کسی امت کو نہیں ملا۔ (اشعۃ اللمعات)

۱؎ یہ عبارت جملہ اول کے پہلے معنی کی تائید کرتی ہے یعنی میری امت دوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہے۔ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر صرف اسی آدمی ایمان لائے آٹھ آدمی اپنے گھر کے بہتر آدمی دوسرے حضور نے تیئس سال تبلیغ فرمائی۔ دیکھ لو آج تک کیا حال ہے نوح علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے۔ وما اٰمن معہ الا قلیل ۲؎ سبحان اللہ کیسی پیاری مثال ہے نبوت گویا نورانی محل ہے۔ حضرات انبیاء کرام گویا اس کی نورانی اینٹیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس محل کی آخری اینٹ ہیں جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جو کشش حسن سے ۔۔۔ نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی نوخار ہے

۳؎ یعنی جیسے اس آخری اینٹ سے وہ محل مکمل ہوجاویگا اور اسکے بعد اس میں کسی اینٹ کی جگہ نہ رہے گی یوں ہی مجھ سے نبوت کا محل مکمل ہوگیا اب کسی نبی کی گنجائش نہ رہی خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائینگے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نبی نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہ آئینگے بلکہ حضور کے امتی ہوکر دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو نبوت کی شان سے نہ گئے ورنہ خضر علیہ السلام آپ کی اطاعت کرتے بلکہ اطاعت کی شان سے گئے تھے حالانکہ اس وقت نبوت موسوی منسوخ نہیں ہوئی تھی تو اگر عیسیٰ علیہ السلام جنکی نبوت منسوخ ہوچکی ہے حضور کی امت بن کر آویں تو کیا عجب ہے ۴؎ اب کسی نبی کی نبوت ممکن نہیں۔ خیال رہے کہ آخری بیٹا وہ ہے جس کے بعد کوئی بیٹا

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے ۱؎ اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں اُمید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہونگا ۲؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابرؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

پیدا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ پچھلے سارے نبی مرچکے ہوں حضور کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد کوئی پیدا نہ ہوگا اگر پہلے کے کوئی نبی زندہ ہوں تو مضائقہ نہیں۔ چار نبی اب تک زندہ ہیں دو زمین پر حضرت خضر اور حضرت الیاس اور دو آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت عیسٰی علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی زندگی حضور انور کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں بھی کوئی نبی نہ پیدا ہوا نہ بہ شان نبوت رہا سب سے اول سب سے آخر ایک ہی ہوسکتا ہے حضور اول مخلوق ہیں اور آخری نبی ہیں۔ ھو الاول والآخر۔ دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن ۔

۱؎ یعنی ہر نبی کو وقت کے مناسب معجزے دیئے گئے۔ جنہیں دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہوں۔ چنانچہ دور عیسوی میں طب یونانی کا زور تھا تو آپ کو مردے زندہ کرنے اندھے کوڑھے اچھا کرنے کا معجزہ عطا ہوا دور موسوی میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا کو سانپ بنا دینے اور ہاتھ چمکا دینے کا معجزہ عطا ہوا تاکہ ان چیزوں کو ان فنون کے اوستاد دیکھیں اور ایمان لائیں ان کی پیروی میں دوسرے لوگ ایمان لائیں جب وہ دور گذر گیا وہ معجزے ختم کر دیئے گئے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو وہ زمانہ سائنس کا تھا اسے کوئی ایسا معجزہ ملتا جس سے سائنس والے عاجز رہتے۔ دیکھو حضور انور کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت زباندانی کا زور تھا تو حضور کو بلیغ کلام یعنی قرآن کا معجزہ عطا ہوا یہ قانون قدرت ہے۔ ۲؎ یعنی گذشتہ نبیوں کے معجزات انکے ساتھ ہی چلے گئے اب نہ عصا موسوی ہے نہ تخت سلیمانی مگر میرا معجزہ قرآن ہے جو تا قیامت باقی رہے گا کیونکہ میری نبوت تا قیامت ہے اس سے ہر زمانہ میں لوگ قرآن کے ذریعہ مجھ پر ایمان لائینگے خیال رہے کہ قرآن فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے آج علماء کیلئے معجزہ ہے مگر اس میں یہ خوبیاں ہیں کہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا بغیر سمجھے لذت دیتا ہے حفظ ہوجاتا ہے عوام کو تڑپا دیتا ہے اس کے ایک نقطہ میں تبدیلی نہ ہوسکی ان وجوہ سے عوام کیلئے معجزہ ہے دوسری کتب آسمانی میں یہ خوبیاں نہ تھیں لہذا وہ معجزہ نہ تھیں خیال رہے کہ حضور کا ذکر کثیر حضور کی بغیر دیکھے محبوبیت بھی زندہ جاوید معجزے ہیں تمام حسینوں کے دیکھنے والے لاکھوں مگر ان کے عاشق ایک ایک آج حضور کا دیکھنے والا کوئی نہیں مگر حضور کے عاشق ان کے نام پر جان دینے والے لاکھوں ہیں یہ زندہ معجزے ہیں رب نے موسٰے علیہ السلام سے فرمایا وألقیت علیک محبۃ منی ۔ نیز آج آسمان پر ستاروں پر گائے بکریوں مرغی کے انڈوں پر حضور کا نام

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؕ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئی ۱؎ میں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا ۲؎ اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ۳؎ کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کردی گئیں مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں کی گئیں ۴؎ اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی ۵؎ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے ۶؎ میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۷؎ (بخاری و مسلم)

قدرتی طور پر لکھا دیکھا گیا ہے اور دیکھا جارہا ہے یہ سب حضور کے معجزے ہیں ۱؎ یہاں پانچ فرمانا حصر کیلئے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کہ یہ پانچ خصوصی فضیلتیں وہ ہیں جو میرے سوا کسی نبی کو نہ دی گئیں تو آئندہ کسی ولی کو ملنے کا احتمال ہی نہیں ہزارہا خصوصیات ہیں جو حضور انور ہی کو ملیں کسی اور کو نہ ملیں۔ لہٰذا یہ حدیث دوسری ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں اور خصوصیات کا بھی ذکر ہے ۲؎ یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے اگرچہ وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہوکر یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا اب بھی حضور کے روضۂ اطہر پر پہلی حاضری کے وقت زائر کے دل میں حضور کی ہیبت بہت ہی ہوتی ہے بعد میں حضور سے انس و محبت پیدا ہوجاتی ہے ۳؎ یعنی دوسرے نبیوں کے دینوں میں نماز صرف ان کے عبادتخانوں میں ہوتی تھی مگر جوں و غیروں میں میری امت تمام روئے زمین پر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتی ہے ہاں بعض جگہ نماز جائز نہیں وہ کسی عارضہ سے ہے جیسے قبرستان حمام مذبح وغیرہ نیز کسی دین میں تیمم نہ تھا یہ صرف میرے دین میں ہے غسل اور وضو دونوں کا تیمم زمین پر ہوسکتا ہے یہ ہماری خصوصیات میں سے ہے ۴؎ چنانچہ پچھلے دینوں میں جہاد تھے اور جہادوں میں مال غنیمت بھی حاصل کیا جاتا تھا مگر یہ مال غنیمت کسی پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا اگر اس میں کچھ غبن نہ ہوتا تو غیبی آگ آتی اسے کھا جاتی اگر ذرہ بھر بھی غبن ہوتا تو آگ نہ آتی ہمارے دین میں غنیمت کا مال مجاہدین میں تقسیم ہوتا ہے یوں ہی قربانی کا گوشت دوسرے دینوں میں کھایا نہیں جاتا تھا بلکہ پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا جسے آگ کھا جاتی تھی اسلام میں قربانی کو نبی والا بھی اور دوسرے بھی کھا سکتے ہیں ۵؎ یعنی شفاعت کبریٰ جسے شفاعت عامہ کہتے ہیں وہ صرف حضور ہی کریں گے شفاعت صغریٰ دوسرے نبی اولیاء اللہ اور رمضان قرآن وغیرہ بھی کریں گے یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے ۶؎ اپنی قوم سے مراد وہ خاص قوم ہے جو ان کی امت دعوت ہوتی تھی جس پر واجب ہوتا تھا کہ ان نبی پر ایمان لائے خواہ اپنے خاندان کے لوگ ہوں یا اپنے شہر کے یا دوسرے لوگ لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ابراہیم و لوط علیہم السلام ملک شام و فلسطین کے نبی تھے یہ لوگ نہ ان حضرات کے خاندان کے تھے نہ وطن کے ۷؎ علماء کرام کے نزدیک اس فرمان عالی

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَّخُتِمَ بِیَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو تمام پیغمبروں پر چھ چیزوں سے بزرگی دی گئی ۱؎ مجھے جامع الفاظ دیئے گئے ۲؎ ہیبت سے میری مدد کی گئی ۳؎ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ۴؎ اور مجھ سے نبی ختم

ارسلت الی الخلق کافۃ

کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی نبوت کے ظہور سے لے کر قیامت تک لوگ آپ کی امتی ہیں خواہ کسی قوم کے ہوں کسی جگہ کے ہوں کسی وقت میں ہوں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سب حضور کے امتی ہیں حتی کہ گذشتہ انبیاء کرام بھی ہاں وہ قومیں بالواسطہ امتی تھیں ہم لوگ بلاواسطہ اس لئے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین اور نبیوں نے حضور کے پیچھے معراج میں محمدی نماز پڑھی یہاں تو ہے کہ ہم سارے انسانوں کی طرف بھیجے گئے آگے آرہا ہے کہ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے جسکا رب اللہ ہے اس کے نبی حضور ہیں اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے حضور رحمۃ للعالمین

۱؎ ہم ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ پانچ چھ کا ذکر فرمانا حد بندی کیلئے جنہیں حضور کو بیشمار خوبیوں میں بزرگی دی گئی ہے لہذا پانچ والی روایت بھی درست ہے اور چھ والی اور زیادہ والی بھی۔ ۲؎ قرآن مجید کے الفاظ بھی جامع ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ بھی نہایت جامع ہیں کہ لفظ تھوڑے معنی مطلب بہت زیادہ دیکھو حضور فرماتے ہیں اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔ دین خیر خواہی ہے۔ مومن کامل وہ ہے جو بیکار اور غیر مفید باتیں چھوڑ دے چھوٹے چھوٹے جملے ہیں مگر ساری شریعت و طریقت ان میں بھری ہے بعض محدثین نے ایسی حدیثیں کتابی شکلوں میں جمع فرمادی ہیں۔ ۳؎ اس کی شرح ابھی گذر گئی کہ دشمنوں کے دل میں قدرتی طور پر حضور کا رعب تھا ایسا دیکھا گیا ہے کہ حضور اور اکیلے سو سپاہیوں کا فر تلوار لے کر آکھڑا ہوا مگر قتل نہ کر سکا۔ تھر تھرا کر گر گیا ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

غیر ضروری باتیں ترک کرو

۴؎ خلق سے مراد ساری مخلوق ہے جاندار ہو یا بے جان عاقل ہو یا غیر عاقل سب پر حضور کی نبوت حضور کے احکام نافذ ہیں۔ ہاں حضور کے احکام ہر قسم کی مخلوق کے لئے علیحدہ ہیں چاند سورج حضور کے مطیع ہیں کنکروں پتھروں لکڑیوں نے حضور کا کلمہ پڑھا یہ ساری مخلوق حضور کو نبی مانتی ہے سوا کفار جن و انس باقی سب حضور کو مانتے ہیں لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر ساری مخلوق حضور کی امت ہے تو سب پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہر مخلوق کے احکام جداگانہ ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سارے جن و انس کے بادشاہ تھے ان سب کے نبی نہ تھے اسی طرح آدم علیہ

www.alahazratnetwork.org

النَّبِيُّوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ

کر دیئے گئے [1] (مسلم) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور ہیبت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں [2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے [3] اور

السلام نہ ساری خلقت کے نبی تھے نہ سارے انسانوں کے بلکہ آپ کے زمانہ میں انسان تھے ہی تھوڑے جن کے آپ نبی تھے اسی طرح نوح علیہ السلام کفار کے ڈوب جانے کے بعد سارے کشتی والوں کے نبی تھے اس وقت کل انسان اتنے ہی رہ گئے تھے حضور انور کی خصوصیت یہ ہے کہ لاتعداد انسان ہوں اور آپ سب کے نبی ہوں تو سارے انسانوں کا اسی طرح نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے۔ اور ساری مخلوق کا نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے

[1] یعنی میں آخری نبی ہوں جس پر دور نبوت ختم ہو گیا میرے زمانہ میں یا میرے بعد کوئی نبی نہیں جو نبی زندہ ہیں ان کی نبوت بھی منسوخ ہو گئی اب وہ میری امت کے ولی ہیں حضرت ابن عباس کی روایت میں جو ہے کہ زمین کے سات طبقے ہیں ہر طبقہ میں ابراہیم و موسیٰ اور محمد ہیں وہاں مراد ہادی برحق ہیں نہ کہ نبی [2] یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں خیال رہے کہ تمام زمینی اور دریائی پیداواریں یعنی خزانے ہی انکی چابیاں کچھ دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ان سب کا مالک بنا دیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرما دیں ؎

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ۔۔۔ ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ۔۔۔ ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا حضور بہ عطار الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی جو منظور فرما لیا گیا [3] یعنی ساری زمین مجھے مختصر کر کے دکھا دی گئی میرے سامنے رکھ دی گئی یہاں مرقاۃ میں ہے کہ ساری زمین حضور انور کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ (مرقاۃ) حضور انور کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا کی گئی (دیکھو اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور انور کی نظر میں بھی ہیں اور حضور انور کے تصرف میں بھی سمیٹ دینے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاظر ناظر کے یہ ہی معنی ہیں مشرق و مغرب دیکھنے کے معنی ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر

www.alahazratnetwork.org

اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَّا یُھْلِکَھَا بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَھُمْ وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّہٗ لَا یُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُکَ لِاُمَّتِکَ اَنْ لَّا اُھْلِکَھُمْ بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا

میری امت کا ملک وہاں تک ہی پہنچے گا جہاں تک کہ میرے لیے سمیٹ دیا گیا[1] اور مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ و سفید[2] اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہ کرے[3] اور ان پر ان کی جماعت کے سوا کوئی دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی اصل اکھیڑ دے[4] میرے رب نے فرمایا اے محمد ہم جب کوئی فیصلہ فرما دیتے ہیں تو وہ رد نہیں ہو سکتا[5] میں نے آپ کو آپ کی امت کے متعلق یہ وعدہ دے دیا کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا، اور ان پر

بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور کے سامنے ہے۔

[1] یعنی ساری روئے زمین پر میری امت کی سلطنت ہوگی زمین کے اکثر حصہ پر مسلمانوں کی بادشاہت رہ چکی ہے قریب قیامت حضرت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر مسلمانوں کی بادشاہت ہوگی [2] سرخ خزانہ سے مراد ہے کسریٰ شاہ فارس کے خزانے جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد ہے روم کے خزانہ جن میں چاندی زیادہ تھی یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور کی پیش گوئی پوری ہوئی [3] یعنی میری امت قحط و بھوک سے ہلاک نہ ہو جائے لہٰذا اس پر اعتراض نہیں کہ بعض جگہ مسلمانوں پر قحط آجاتا ہے بعض مسلمان بھوک سے مرجاتے ہیں یہاں عام امت کی ہلاکت مراد ہے [4] بیضہ کے معنی ہیں انڈا بھی اور خود بھی پھر اسے بمعنی اصل استعمال کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد مسلمانوں کا وہ دار السلطنت ہے جس کی تباہی سے مسلم قوم بالکل تباہ ہو جائے خواہ مدینہ منورہ مراد ہو یا کوئی اور جگہ حضور کی اس دعا کا ہی اثر ہے کہ اگرچہ مسلمانوں پر کبھی کفار غالب آجاتے ہیں مگر الحمد للہ انہیں فنا نہیں کر سکتے اور نہ فنا کر سکیں گے۔ مسلمان اگرچہ گنہگار ہیں مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے سایہ میں ہیں۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسری دعا اور بھی مانگی تھی جس کا ذکر دوسری احادیث میں ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں جنگ اور خونریزی نہ ہو یہ متفق رہیں۔ اس کے متعلق آگے ارشاد ہے خیال رہے کہ اس حدیث میں کفار کی سلطنت کی نفی نہیں بلکہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی نفی ہے کفار مسلمانوں پر بادشاہ تو ہو جائیں گے مگر انہیں بالکل مٹا نہ سکیں گے کہ زمین پر ایک مسلمان نہ رہے۔

[5] یعنی اے محبوب نبی کو چاہیے کہ ایسی دعا نہ فرمائیں جو ہمارے فیصلے کے خلاف ہو کیونکہ ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو نہیں سکتا اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ نبی کی دعا خالی جاوے لہٰذا نبی ایسی دعا کریں ہی نہیں آپ کی یہ دونوں دعائیں تو قبول ہیں مگر تیسری دعا کرنے کی آپ کو اجازت نہیں۔

www.alahazratnetwork.org

اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ

انکی جماعت کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ کروں گا جو ان کی اصل کھیتی کو اگرچہ وہ دنیا کے ہر طرف سے جمع ہو جاویں حتی کہ وہ اُمتی خود اُن کے بعض بعض کو ہلاک کردیں گے اور بعضے بعض کو قیدی کریں گے ۲ (مسلم) روایت ہے حضرت سعدؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد پر گذرے ۳ اس میں تشریف لے گئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں ۴ اور ہم نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی ۵ حضور نے اپنے رب سے دراز دعا مانگی پھر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں ۶ اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا ۷ میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ عطا فرمادیا میں نے سوال کیا کہ میری امت کو ڈبو کر ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا میں نے یہ سوال کیا کہ ان کی آپس میں جنگ نہ ہو مجھے اس سے

۱ یعنی مسلمان خود آپس میں لڑتے بھڑتے رہیں گے اس لئے کبھی کمزور بھی ہو جائیں گے اور تکلیف بھی پائیں گے اس کا ظہور آج تک ہو رہا ہے اس گئے گزرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی اتنی بادشاہتیں موجود ہیں کہ اگر یہ سب متفق ہو جائیں تو کوئی طاقت انہیں دبا نہ سکے مگر یہ ایسے نیک ہیں کہ دو ایک نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کا یہ حال بن کر مصرع دل میں دو حرف ہیں اور وہ بھی جدا ایک سے ایک! ۲ اس فرمان عالی میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسلمان آپس میں لڑتے بھڑتے رہیں گے مگر فنا پھر بھی نہ ہوں گے ۳ بنی معاویہ انصار کا ایک قبیلہ ہے انہوں نے اپنے محلہ میں مسجد بنائی تھی۔ جسے مسجد بنی معاویہ کہا جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ مسجد اب بھی عوالی مدینہ میں ہے اس کے کچھ آثار موجود ہیں اس کے صحن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے مگر اب اس کے نشان دیکھے نہیں جاتے ۴ ظاہر یہ ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد تھی اگر کسی مسجد میں اتفاقاً جاوے تو بھی وہاں دو رکعتیں پڑھ لے اسے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے ۵ ظاہر یہ ہے کہ ساتھ سے مراد جماعت نہیں بلکہ ان سب حضرات نے الگ الگ تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے مگر حضور کیساتھ پڑھے اور اگر جماعت مراد ہے تو یہ جماعت اتفاقیہ طور پر تھی اہتمام سے نہ تھی نفل کی جماعت بغیر اہتمام اتفاقاً کر لینا جائز ہے ۶ اس حدیث میں تفصیل ہے پچھلی حدیث میں اجمال تھا وہاں دو دعاؤں کا ذکر تھا یہاں تین دعاؤں کا ذکر ہے یہ واقعہ صرف یہاں ایک بار ہوا مگر اسکا ذکر مختلف طریقہ سے مختلف احادیث میں ۷ یعنی اس تیسری چیز کے مانگنے سے منع فرمادیا فرمادیا کہ آپ دعا نہ کریں

www.alahazratnetwork.org

فَمَنِعَهُ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ

سوال سے منع فرمادیا اسے (مسلم) روایت ہے حضرت عطا ابن یسار سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے ملاقات کی میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات سناؤ جو توریت میں مذکور ہیں انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم حضور توریت میں بعض ان صفات سے موصوف ہیں جو قرآن میں موجود ہیں وہاں ارشاد ہے اے نبی ہم نے تم کو گواہ بشارت دینے والا ڈر سنانے والا بے پڑھوں کا حفاظت کرنیوالا پناہ بنا کر بھیجا تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا

لہ خیال رہے کہ اس قسم کی دعاؤں سے حضور انور کو منع فرما دینے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے اس ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور کی زبان خالی نہ جائے سوال نہ کرنے دینے اور سوال رد کر دینے میں بڑا فرق ہے ۲ عطاء ابن یسار مشہور تابعی بھی ہیں آپ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص نے توریت علماء یہود سے سیکھی تھی ۳ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنی اور دوسرے سے پڑھوا کر سننی دونوں سنت صحابہ ہیں اور گذشتہ آسمانی کتابوں کے نعت والے مضامین یاد کرنا لوگوں کو سنانا بھی سنت ہے، پچھلی کتابوں میں حضور کی نعت تلاش کرنی بھی سنت ہے بعض حضرات نے ہندو شاعروں کے نعتیہ کلام کتابی شکل میں شائع کئے ہیں یہ سب اس عمل سے ماخوذ ہیں ۴ یعنی توریت شریف میں بزبان عبرانی حضور انور کے بعض صفات ایسے مذکور ہیں جو قرآن کریم کے مذکور صفات کے بالکل مطابق ہیں ۵ جیسے قرآن مجید میں گذشتہ نبیوں کو پکارا گیا ہے ایسے ہی توریت شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا گیا تھا جس آیت توریت کا یہ ترجمہ ہے اس میں حضور انور کو پکار کر حضور کے اوصاف بیان کئے گئے اور مخلوق کو سنائے گئے ہیں کہیں توریت میں اہل کتاب کو پکار کر حضور کے اوصاف سنائے گئے ۶ یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اسکی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھو شاہد یا بنا ہے شہود سے تو اس کے معنی ہیں حاضر با مشاہدہ سے تو معنی ہیں ناظر و شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور دنیا میں اللہ کی ذات و صفات سارے عالم غیب کے گواہ ہیں پچھلے نبی سنکر گواہ تھے حضور انور عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لئے آپکے بعد کوئی نبی نہیں کہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گواہ پر عینی گواہ کا انتظار رہتا ہے آخرت میں حضور کے سامنے اپنی امت کے عقائد اعمال۔ اقوال کے عینی گواہ سارے نبیوں انکی امتوں کے ہر حال کے عینی گواہ ہیں نیز دنیا میں لوگوں کے انجام کے گواہ ہیں کہ کون مومن مریگا کون کافر مومنوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے غرض کہ حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد بمعنی محبوب یعنی عشاق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں ۷ سارے نبیوں نے سن کر بشارت دی اور ڈرایا حضور انور نے جنت و دوزخ کی سیر فرما کر ہر شخص کا ٹھکانہ مکان جگہ دیکھ کر بشارت دی اور ڈرایا یہ فرق ہے حضور کی بشارت و نذارت اور دوسرے نبیوں کی بشارت و نذارت میں ۸ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی

www.alahazratnetwork.org

الْمُتَوَكِّلُ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا

نام متوکل رکھا[1] سخت دل نہ سخت زبان نہ بازاروں میں شور کرنے والے[2] برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معافی و بخشش کر دیتے ہیں[3] اللہ انہیں وفات نہ دے گا حتی کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے دین کو سیدھا کر دے گا[4] اس طرح کہ لوگ

امت کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہیں کہ آپ کے دامن میں امت پناہ لئے ہوئے ہے امیین کے معنی یا تو ہیں ام القری والے یعنی مکہ کے لوگ یا بے پڑھے لوگ کیونکہ اہل عرب عموماً بے پڑھے تھے اس زمانہ میں یا اس کے معنی ہیں نبی امی والے یعنی ساری امت کے رسول اللہ یہ تیسرے معنی بہت موزوں ہیں کہ اس میں ساری امت داخل ہے (مرقات) حضور کا پناہ ہونا توریت میں مذکور تھا ؎

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہمچو کا بے آمدم کو بے گناہ آوردہ ام

[1] حضور انور بھی اللہ کے عبد ہیں اور ہم بھی اللہ کے عبد و بندے ہیں مگر دونوں عبدیت میں فرق یہ ہے کہ ہم کو ناز ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور دست قدرت کو ناز ہے کہ حضور انور میرے بندے ہیں ھو الذی ارسل رسولہ الخ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔ ؎

عبد دیگر عبدۂ چیزے دگر ایں سراپا انتظار او منتظر

سارے بندے اللہ کی رحمت کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت حضور انور کا انتظار کرتی ہے توریت میں حضور کا نام متوکل تھا کیونکہ حضور نے اتنا بڑا تبلیغ کا کام کیا بغیر ظاہری سہارے کے بھائی کوئی نہیں ماں باپ بچپن شریف میں رخصت ہو گئے جو اقربا تھے وہ دشمن تھے ایسے ناسازگار حالات میں دنیا کی کایہ پلٹ دینا اور غیبی طاقت نہیں تو اور کیا ہے[2] حضور جیسا نرم دل حضور جیسا شیریں گفتار حضور جیسا نیک کردار آسمان نے نہ دیکھا آسمان تو کیا خالق دو جہاں نے نہ دیکھا کیونکہ اس نے ایسا کوئی بندہ پیدا ہی نہیں کیا پھر دیکھنے کے کیا معنی حضور وہ ہیں۔ جنہوں نے ابوسفیان، ہندہ، عکرمہ، وحشی کو معاف فرمایا لوگوں کی گالیاں سن کر دعائیں دینے والے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ؎

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

حضور بازار میں تشریف لے جاتے تھے مگر وہاں شور کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ احکام کیلئے اسی لئے یہاں سخاب کی نفی فرمائی نہ کہ ذہاب یعنی جانے کی۔[3] یہاں ذاتی برائی کرنے والوں کا ذکر ہے۔ حضور انور نے اپنے ذاتی دشمن سے بدلہ نہ لیا معافی دی مگر دینی قومی، ملکی دشمن کو معاف نہ کیا ضرور سزا دی وحشی، عکرمہ وغیرہم کو معافی دیدی کہ وہ دشمن ذاتی تھے مگر فاطمہ مخزومیہ نے چوری کر لی تو اسے ہرگز معاف نہ فرمایا ہاتھ کٹوا دیا کہ وہ دینی قانون کی مجرمہ تھی یہ فرق ضرور خیال میں رہے آج ہمارا عمل برعکس ہے معافی اور بخشش میں بڑا فرق ہے رب فرماتا ہے بالتی ھی احسن حضور کی زندگی شریف اس آیت کی تفسیر ہے مرقات نے فرمایا کسی کا عیب چھپا لینا مغفرت ہے اور سزا نہ دینا معافی ہے حضور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں اللہ تعالیٰ عفو بھی ہے اور غفور بھی ہے حضور کو یہ صفات رب نے پوری پوری عطا فرمائی ہیں[4] ٹیڑھے دین سے مراد ملت ابراہیمی ہے جس میں کفار مکہ نے زیادتی

www.alahazratnetwork.org

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیَفْتَحُ بِہَآ اَعْیُنًا عُمْیًا وَّ اٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَکَذَا الدَّارِمِیُّ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَہٗ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِیْ بَابِ الْجُمُعَۃِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ۔ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً فَاَطَالَھَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّیْتَ صَلٰوۃً لَمْ تَکُنْ تُصَلِّیْھَا قَالَ اَجَلْ اِنَّھَا صَلٰوۃُ رَغْبَۃٍ وَّرَھْبَۃٍ وَّاِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ فِیْھَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ

کہیں گے لا الٰہ الا اللہ[1] اور اس سے اللہ اندھی آنکھیں بھرے کان اور ڈھکے دل کھول دے گا[2] (بخاری) یوں ہی اسے دارمی نے بروایت عطاء عن عبداللہ ابن سلام نے بھی اسی طرح روایت کیا اور حضرت ابوہریرہ رضی کی حدیث کہ ہم آخر ہیں باب الجمعہ میں ذکر کردی گئی۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت جناب ابن ارت سے[3] فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اسے بہت دراز فرمایا[4] صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو کبھی نہ پڑھتے تھے[5] فرمایا ہاں یہ نماز رغبت اور ڈر کی ہے[6] میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے

کمی کر کے اسے ٹیڑھا کر دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تمام برائیوں کو دور کر کے جیسی وہ ملت تھی اسے ویسا کر دیا یہ ہے اس ملت کا سیدھا کرنا (مرآت) یہ شرح بہت اعلیٰ ہے: [1] لا الہ کہنے سے مراد ہے سارے اسلامی عقیدے مان لینا جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب یعنی ساری سورہ فاتحہ [2] یعنی حضور کے ذریعہ سے لوگوں کو کلمہ طیبہ نصیب ہوگا اور کلمہ طیبہ کے ذریعہ لوگوں کی اندھی آنکھیں روشن بہرے کان سننے والے غافل دل جاگ جائیں گے بعض روایات میں بھائی بجائے بہ یعنی حضور انور کے ذریعہ یہ تین نعمتیں ان کو ملیں گی [3] آپ مشہور صحابی ہیں پرانے مومن ہیں حضور کے دار ارقم میں تشریف لیجانے سے پہلے اسلام لائے مشرف ہوئے کفار کی ایذا پر بہت صبر کیا بدر میں شریک ہوئے کوفہ میں سب سے پہلے وہ مسلمان ہیں جن کی وفات ہوئی حضرت علی نے آپکی نماز جنازہ پڑھی کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے (اشعۃ) [4] یا تو اس طرح دراز فرمایا کہ اس نماز کے سارے ارکان دراز کئے یا اس طرح کہ اس میں دعا دراز مانگی دیکھو مرقات یا سجدہ دراز کیا اور سجدے میں دعا طویل مانگی نوافل کے سجدہ میں دعا مانگنا جائز ہے یہ نماز نفل ہی تھی جو اس کے لئے ادا کی گئی تھی۔ [5] یعنی اس وقت آپ نماز کبھی نہ پڑھتے تھے یا ایسی دراز اور لمبی نماز آپ کبھی نہ پڑھتے تھے اس صورت میں دن کی نماز مراد ہوگی کیونکہ حضور انور تہجد کی نماز تو بہت ہی دراز پڑھتے تھے۔ [6] یعنی دوسری نمازوں میں یا امید غالب ہوتی ہے یا خوف الٰہی غالب مگر اس نماز امید و خوف دونوں کامل طور پر جمع تھے جب نماز ایسی میسر ہو تو اسے خوب دراز پڑھنا چاہئے تاکہ خوف و امید کا کمال تبرک ہے خیال رہے کہ یہاں امید و خوف سے مراد ہے اپنی امت کے متعلق امید و خوف ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبوبیت مقبولیت کا یقین ہے یہاں نہ خوف مد کی گنجائش ہے نہ خوف کی یا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں جو دعا مانگی اس کی قبولیت کی امید تھی اور انکار کا خطرہ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو دعائیں قبول ہوئیں اور تیسری دعا سے روک دیا گیا

www.alahazratnetwork.org

اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلٰثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِيْعًا وَاَنْ لَّا يَظْهَرَ اَهْلُ

دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا[1] میں نے اس سے مانگا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے اس نے مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان پر ان کا غیر دشمن مسلط نہ فرمائے[2] مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان کے بعض کو بعض کی سختی نہ چکھائے اس سے مجھے منع فرمادیا[3] (ترمذی، نسائی) روایت ہے حضرت ابو مالک اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تین آفتوں سے امان دے دی، تم پر تمہارے نبی بددعا نہ کریں گے کہ تم سارے ہلاک نہ ہو جاؤ[4] اور جھوٹے لوگ حق والوں پر

[1] منع فرمانے کے دو ہی معنی ہیں کہ مجھے یہ دعا مانگنے سے منع فرمادیا اس میں دعا کا رد نہیں ہے رد دعا اور چیز ہے منع عن الدعا کچھ اور چیز منع میں محبوبیت کی شان ظاہر ہوتی ہے [2] غیر سے مراد کفار ہیں اور مسلط کرنے سے مراد ہے مسلمانوں پر اس طرح چھا جانا کہ مسلمانوں کو وہ بالکل ہلاک کر دیں۔ کہ کوئی مسلمان نہ بچے جیسا کہ پہلے گذرا آج تک نہ تو ایسا ہوا ہے اور نہ ان شاء اللہ ایسا ہوگا۔ [3] اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ مسلمانوں میں آپس کی جنگیں تو رہیں گی چنانچہ خلافت عثمانی کے آخر دور میں مسلمانوں میں جنگ ہوئی سب سے پہلے حضرت عثمان غنی شہید کئے گئے اس دن کی میان سے نکلی ہوئی تلوار آج تک میان میں نہ گئی ہر دور میں مسلمان آپس میں لڑتے بھڑتے ہی رہے خلافت جدیدی میں مسلمانوں کا آپس میں جو کشت و خون ہوا وہ سب کو معلوم ہے تمام جنگوں میں فریقین کے قریبًا اسی ہزار مسلمان قتل ہوئے۔ معالم التنزیل میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم۔ تو حضور انور نے عرض کیا اعوذ بوجھک پھر فرمایا گیا او من تحت ارجلکم عرض کیا اعوذ بوجھک پھر فرمایا۔ او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض حضور انور نے عرض کیا الٰھی ھذا اھون ھذا ایسر الٰہی آسانی عذاب اور زمینی عذابوں سے یہ آپس کی جنگوں کا عذاب آسان ہے [4] یعنی جیسے گذشتہ نبیوں نے اپنی سرکش قوموں کیلئے بددعائیں کیں ان پر عام عذاب آئے حتی کہ زمانہ نوح میں روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہا۔ الحمد للہ میں تمہارے لئے بددعا نہ کروں گا۔ اولًا تو اس لئے کہ میں رحمۃ اللعالمین ہوں کسی پر بددعا نہیں کرتا۔ دوسرے اس لئے کہ میری قوم گذشتہ قوموں کی طرح سرکش نہیں میری قوم میں اکثر لوگ مومن ہو جائیں گے بعض کافر رہیں گے مگر ان کی وجہ سے میں عام بددعا نہ کروں گا۔ (مرقات واشعۃ)

www.alahazratnetwork.org

الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَسَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ

غالب نہیں آئیں گے [۱] اور اس سے کہ تم گمراہی پر جمع نہ ہوؤ گے [۲] (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی اس امت پر دو تلواریں کبھی جمع نہیں فرمائے گا ایک تلوار اس کی اپنی اور دوسری تلوار اس کے دشمن کی [۳] (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے

[۱] یعنی میری امت میں بڑے بڑے بیدین پیدا ہونگے مگر وہ کبھی اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے اگرچہ بظاہر بیدین بڑے ساز و سامان سے لیس ہونگے اور اہل حق بظاہر بے سامان ہوں گے مگر ہمیشہ غلبہ اہل حق کو ہی رہے گا آج تک اسی کا ظہور ہو رہا ہے اہل سنت کے پاس ترقی کے اسباب بہت کم ہیں اور اہل باطل کے پاس ہر طرح کے اسباب ہیں مگر غلبہ اہل سنت ہی کا ہے [۲] یعنی جیسے گذشتہ امتیں جب گمراہ ہوتی تھیں تو ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں انکے پاس کتاب الٰہی اور انبیاء کرام کی تعلیم باقی نہیں رہتی تھی میری امت میں ایسا نہ ہوگا ان میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہونگے مگر ایک فرقہ حق پر بھی رہے گا اس فرقہ کی پہچانیں دو بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ ما علیہ انا و اصحابی میری اور میرے صحابہ کی سنت کے متبع ہونگے دوسرے یہ کہ جماعت انہیں کی زیادہ ہوگی اتبعوا السواد الاعظم الحمد للہ تیسرے یہ کہ اس فرقے میں اولیاء اللہ ہوں گے رب فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیہم یہ تینوں چیزیں اسی فرقہ اہل سنت والجماعت میں ہیں یہ جماعت برحق ہے ۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں اور لوگ انہیں خواہ مخواہ ولی مانیں ولی کہیں رب تعالٰی فرماتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون لہم البشرٰی الخ تمام زندہ ولی اور اولیاء اللہ کے آستانہ سب اہل سنت میں ہیں [۳] عموماً دیکھا گیا ہے کہ اولاً تو مسلمان لڑتے بھڑتے رہتے ہیں مگر جب کفار کا حملہ ہو جاتا ہے تو سب یکدم متفق ہو جاتے ہیں ۔ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے بڑی قوت سے اچانک پاکستان پر ڈھائی بجے رات کے حملہ کر دیا اللہ تعالٰی نے اس جنگ میں مسلمانوں کو ایسا متفق کر دیا کہ یہ لڑنا بھڑنا بھول گئے اور جب اللہ کے فضل سے ہم نے جوابی کارروائی کی تو بھارت کے دانت کھٹے کر دیئے ان کے چھ سو ٹینک ۔ بیس ہزار فوج تباہ کر دی آخر وہ صلح پر مجبور ہو گئے سترہ دن جنگ ہوئی اگر کچھ دن جنگ اور رہتی تو انشاء اللہ بہت فتح مسلمان پاتے ۔ بڑی طاقتوں نے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور کفار جب کبھی مسلمانوں پر غالب آجاتے ہیں اس کی وجہ ہماری غلطیاں ہماری غفلت ہماری اسلام سے دوری ہوتی ہے اللہ رسول سچے ہیں مگر ہم جھوٹے ہو جاتے ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا

کچھ سُنا تھا[1] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں[2] لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا[3] پھر ان اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے ان کے اچھے فرقہ میں سے بنایا[4] پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے کیے تو مجھے اچھے قبیلہ میں بنایا[5] پھر ان اچھوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں[6] بنایا، تو میں ان سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں[7] (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا

[1] بعض بدباطن منافقوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب شریف پر کچھ طعن کیا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جناب ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت ہاجرہ بی بی سارہ یا حضرت ابراہیم کی لونڈی تھیں اس کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں حضرت عباس کو یہ طعن سنکر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور سے اسکی شکایت کی۔ [2] حضور انور نے اس کا جواب صرف حضرت عباس کو نہ بتایا بلکہ مجمع میں کھڑے ہو کر سب کو سنایا تاکہ مسلمان آئندہ ایسے اعتراضات کے جوابات دے سکیں اپنے متعلق لوگوں سے سوال فرمایا تاکہ لوگ جواب دیں اور ان کے دل میں یہ بات اتر جائے [3] جناب عبدالمطلب سارے عرب میں عظمت و عزت و شرافت میں مشہور و معروف تھے غالباً معترضین نے کہا تھا کہ نبوت ہم کو ملنی چاہیئے تھی تب حضور نے یہ فرمایا عرب تمام جہان سے افضل ہیں حضور انور کو عرب میں پیدا فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ساری مخلوق میں انسان افضل مجھے انسانوں میں سے بنایا انسانیت کو حضور سے فخر ہوا [4] یعنی انسان دو قسم کے ہیں عرب و عجم ان میں عرب افضل ہیں مجھے عرب میں پیدا فرمایا [5] یعنی عرب کے بہت سے قبیلے بنائے سب سے قریش ہیں مجھے قریش میں پیدا فرمایا [6] یعنی قریش میں بہت سے خاندان و بطن بنائے سب خاندانوں میں بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا [7] یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ذاتی شرافت بھی بخشی اور خاندانی و بیرونی شرافتیں بھی بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم بعض قرأت میں انفسکم میں ف کا فتحہ ہے یعنی نفیس ترین بہترین یعنی تم میں وہ رسول تشریف لائے جو تم سب میں سب سے زیادہ نفیس اور شریف ہیں [8] خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہوتے ہیں شعب، قبیلہ، عمارہ، بطن، فخذ، فصیلہ حضور ان چھ درجات میں سے بہترین میں تشریف لائے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلیٰ نسب اونچے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیسا کہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے بہترین شکل بہترین آواز بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں۔ کشش

www.alahazratnetwork.org

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاہُ

یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے [1]

والی ہر چیز اللہ انہیں بخشتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالٰے کے فضل سے ملتی ہے اس میں کسب کو یا کسی اور شرف کو دخل نہیں ہاں جسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا رب فرماتا ہے اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اور فرماتا ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں۔ بعد خدا تمام مخلوق سے بہتر آپ ہی ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ [1] یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالٰے جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالٰے تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہو چکا تھا۔ فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لائے آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا تھا۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ عرش اعظم۔ آسمانوں۔ جنت کے محلوں۔ دریچوں میں وہاں کے درختوں کے پتوں پر حوروں کی پتلیوں میں فرشتوں کی آنکھوں میں۔ غلمان کے سینوں پر طوبٰی کے غنچہ و گل میں حضور انور کا نام لکھ دیا گیا تھا ان شاء اللہ ہم لوگ بھی وہاں جا کر یہ ساری بہار اپنی آنکھوں دیکھیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے آپ ان کی روحوں کو تعلیم و تربیت دیتے تھے سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے (اشعۃ اللمعات) اللھم صلی علی سیدنا محمد و الہ و صحبہ وسلم۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ چنانچہ ابن سعد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت کی کنت نبیا وادم بین الروح والجسد۔ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کنت اول النبی فی الخلق واخرھم فی البعث ہم پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہیں بعثت میں سب کے بعد۔ دانہ درخت سے پہلے زمین میں جاتا ہے اور آخر میں ہی دانہ نمودار ہوتا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ ؎

باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری ۔۔۔ مہدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہ ہی تو ہیں

خیال رہے کہ جسمانی نبوت کے لیے شرط ہے کہ نبی انسان ہوں اور انسانی سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوتا ہے روحانی نبوت کے لئے یہ شرط نہیں لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ نبی انسان ہونے چاہئیں اس وقت حضور صفت انسانیت سے موصوف نہ تھے یا یوں کہو کہ انسانیت کے لئے اولاد آدم ہونا ضروری حضرت بی بی حوا انسان ہیں مگر اولاد آدم نہیں یوں ہی جو مخلوق جنت بھرنے کیلئے پیدا کی جاوے گی وہ انسان ہو گی مگر اولاد آدم نہ ہو گی لہذا اس وقت بھی حضور انسانیت کی صفت سے موصوف تھے۔

www.alahazratnetwork.org

التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرًا اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاهُ

(ترمذی) روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے[1] وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا، جب کہ آدم اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے[2] میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں، میں دعا ابراہیمؑ ہوں اور بشارت عیسےٰؑ ہوں[3] میں اپنی ماں کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیے شام کے محل چمک گئے[4]

[1] آپ مشہور صحابی ہیں آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں صفہ والے صحابہ میں سے ہیں آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق آیت کریمہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم نازل ہوئی۔ [2] یہاں لکھنے سے لوح محفوظ میں لکھنا مراد نہیں بلکہ کوئی خاص تحریر مراد ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لئے لکھی گئی تھی وہاں حضور انور کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر وغیرہ کی وجہ سے خمیر میں لوٹنے کے معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی خمیر میں سکھایا جا رہا تھا[3] یعنی قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے ربنا وابعث فیھم رسولا منھم اور اسی قرآن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت مذکور ہے میں وہ ہوں ورنہ بہت نبیوں نے آپ کی دعائیں مانگیں ہیں اور قریبًا سارے نبیوں نے آپ کی بشارتیں دی ہیں صرف ان دو نبیوں نے ہی دعا یا بشارت نہیں دی

ع ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا — دعا خلیل اور نوید مسیحا
معلم خدائی کے وہ بن کر آئے — جھکے ان کے آگے سب اپنے پرائے

[4] یہاں رویا سے مراد خواب نہیں بلکہ نظارہ ہے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب تو ولادت سے پہلے دیکھا تھا ولادت شریف کے وقت یہ نور اور نور سے ملک شام کے محلات و قصور بیداری میں آنکھوں سے دیکھے تھے ابن جوزی نے کتاب الوفاء شریف میں روایت کی کہ جناب آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا بولا کہ آمنہ یہ دعا مانگو اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد بلکہ حاملہ ہوتے ہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ تم اس امت کے سید اس امت کے نبی سے حاملہ ہو۔ (مرقات) ع

سب بیبیوں میں آمنہ تم کاملہ ہوئیں! — اس فخر انبیاء کی جو تم حاملہ ہوئیں
آئی ندا کہ آمنہ جاگے تیرے نصیب — آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب
گودی میں تو کھلائیگی آج اپنے لال کو — اللہ نے کیا ماہ کامل ہلال کو!!

www.alahazratnetwork.org

فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوَاہُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ مِنْ قَوْلِہٖ سَاُخْبِرُکُمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ ۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ

(شرح سنہ) اور احمد بروایت ابوامامہ حضور کے فرمان ساخبرکم سے روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں [1] فخر یہ نہیں کہتا [2] اور

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد شریف پڑھنا جیسے سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے ویسے ہی سنت رسول اللہ بھی ہے دیکھو حضور انور منبر پر کھڑے ہو کر اپنا میلاد شریف خود ارشاد فرما رہے ہیں۔ قرآن کریم نے تو حضور کا میلاد بہت جگہ بیان فرمایا ہے۔ حضور انور کے معجزات چھ قسم کے ہیں۔ بعض وہ جو حضور انور سے پہلے گذشتہ نبیوں اور امتوں نے دیکھے بعض وہ ہیں جو ولادت پاک سے پہلے والدہ ماجدہ اور عرب بلکہ دنیا نے دیکھے۔ بعض وہ ہیں جو ولادت پاک وقت دیکھے گئے بعض وہ ہیں جو بچپن شریف میں دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو ظہور نبوت کے بعد سے وفات پاک تک دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو بعد وفات سے قیامت تک دیکھے جائیں گے ان کی تفصیل ہماری کتابوں میں دیکھو۔ بعد نبوت سے وفات تک چھ ہزار معجزات منقول ہیں۔

[1] لغت میں سید یعنی سردار پیشوا آتا ہے اس لئے قرآن مجید نے زلیخا کے خاوند یعنی عزیز مصر کو جو کافر تھا زلیخا کا سید فرمایا وجد سیدھا لدا الباب۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں سید یعنی دستگیر حاجت روا مشکل کشا آتا ہے۔ حضور قیامت کے دن سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق کے فریادرس بھی ہوں گے اور مشکل کشا بھی حاجت روا بھی جس کو ہم بحوالہ مرقات اسی باب کی تیسری حدیث کی شرح میں عرض کر چکے۔ اس وقت سب حضور کو دافع البلاء مشکل کشا حاجت روا مان لیں گے اگرچہ آج بھی حضور سرکار اسی معنی سے سید ہیں۔ مگر آج بعض لوگ یہ بات نہیں مانتے۔ قیامت میں سب مان لیں گے۔ اس لئے یوم القیامت فرمایا جیسے رب فرماتا ہے۔ لہ الحمد فی الاخرہ۔ [2] اپنی شیخی و ناموری کے لئے اپنی بڑائی بیان کرنا فخر ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے بیان کرنا شکر ہے فخر منع ہے رب فرماتا ہے لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین اور اللہ کے شکر کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا عبادت ہے رب فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا انی حفیظ علیم سرکار فرما رہے ہیں کہ میں اپنے فضائل فخریہ نہیں بلکہ شکریہ کے طور پر بیان فرما رہا ہوں خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے صفات جاننے ماننے کا نام ایمان ہے اگر حضور اپنے فضائل بیان نہ فرماتے تو ہم حضور کو کیسے پہچانتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے صفات قرآن مجید میں بیان کئے اور حضور نے اپنے فضائل بیان نہ فرمائے تاکہ ہم کو ایمان ملے تو یہ فرمان ہم کو ایمان دینے کیلئے ہیں لہذا یہ بھی تبلیغ ایمان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ان صفات پر فخر نہیں کرتا بلکہ صفات دینے والے رب پر فخر کرتا ہوں یا میں ان صفات پر فخر نہیں فرماتا۔ بلکہ مجھے اپنی عبدیت عبودیت۔ عبادت اور نیاز مندی پر فخر ہے (مرقات) خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی ان کے سامنے تعریفیں فرمائیں تاکہ انہیں اور زیادہ عبادات کا شوق ہو اور یہ بھی حکم دیا کہ کسی کی تعریف اس کے سامنے نہ کرو تاکہ

www.alahazratnetwork.org

لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ

میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا فخر یہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی فخر یہ نہیں فرماتا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے پھر حضور انور تشریف لائے حتی کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا دوسرے صاحب بولے کہ

اس میں فخر پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں الملاح ھوالذبح غرض کہ لوگ مختلف ہیں۔ (مرقات)

۱ اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ واقعی ایک جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے یہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت ہے جو صرف حضور کو عطا ہوگی کیونکہ اللہ کی حمد سب سے افضل ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد حضور ہی کریں گے ایسی حمد جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو اور علانیہ حمد بھی حضور ہی کریں گے حمد کے جھنڈے سے یہ ہی مراد ہے یعنی اعلان حمد تیسرے یہ کہ حمد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا حضور کی حمد فرمانا اور آپ کی حمد کا اعلان فرمانا کہ تمام دنیا اور خود خدا تعالیٰ حضور کی حمد فرمائے آپ کی حمد کا اعلان کرے قیامت کا حساب صرف ۴ گھنٹہ میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح وخوانی میں صرف ہوگا رب فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک مقاماً محمودًا ان ہی وجود سے حضور انور کا نام احمد، محمد اور محمود ہے بلکہ حضور کی امت کا نام ہے حمادون کیونکہ یہ حضور محمد کی امت ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

۲ اگر پہلے جھنڈے سے مراد یہ ظاہری جھنڈا ہے تو یہاں اسکے معنی یہ ہیں کہ سارے نبی میرے اس جھنڈے تلے جمع ہو کر حمد الٰہی کرینگے ہم انکے امام ہونگے اور اگر وہاں جھنڈے سے مراد تھی حمد الٰہی تو مطلب یہ ہے کہ سب ہمارے بتانے سکھانے سے حمد الٰہی کریں گے اور اگر وہاں مراد تھی حضور کی حمد تو مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ بھی ہماری حمد کریگا اور ساری مخلوق حتی کہ انبیاء کرام بھی ہماری حمد کرینگے ۳ اسکی شرح پہلے ہو چکی کہ دوسرا نفخ صور ہونے پر سب سے پہلے حضور انور بیدار ہونگے بعد میں ترتیب وار اور لوگ ۴ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے یا کسی اور جگہ یوں ہی آپس میں بات چیت کرنے کیلئے دیکھو حضرات صحابہ کے دن رات کی آپس کی گفتگو کیسی ہوتی تھی اور انکی مجلسیں کیسی پیاری ہوا کرتی تھیں ہماری مجلسیں غیبت بہتان کسی کے خلاف اسکیم سازی کی ہوتی ہیں مگر وہ مجلسیں دینی ہوتی تھیں ۵ اس وقت حضور انور ان حضرات سے قریب تو ہوئے مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے ورنہ وہ حضرات اپنی گفتگو بند کر دیتے معلوم ہوا کہ آقا اپنے غلاموں کی بات

www.alahazratnetwork.org

مُوْسٰی کَلَّمَہٗ تَکْلِیْمًا وَّقَالَ اٰخَرُ فَعِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَخَرَجَ

اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا[1] ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اسکی روح ہیں[2] ایک دوسرے نے کہا کہ آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا[3]

چیت چھپ کر سن سکتا ہے اور اس کی اصلاح بھی کر سکتا ہے یہ تجسس نہیں بلکہ اصلاح اور تبلیغ ہے تجسس کہتے ہیں کسی کی عیب جوئی کرنا یہ ممنوع ہے رب فرماتا ہے ولا تجسسوا ۵۶ ان حضرات کی گفتگو اس بارے میں تھی کہ کون نبی افضل ہیں۔ بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ انہیں اللہ نے خلیل بنایا رب فرماتا ہے واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ خلیل کے معنی اور خلیل و حبیب میں فرق ان شاء اللہ ابھی ہم عرض کرتے ہیں۔

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی زندگی شریف میں کوہ طور پر بغیر واسطہ فرشتہ کلام کیا اور کئی بار کیا اسی لئے ان کا لقب ہے کلیم اللہ لہٰذا وہ ہی تمام نبیوں سے افضل ہونے چاہئیں خیال رہے کہ تکلیم کے معنی ہیں بار بار کلام فرمانا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے تو عطا نبوت کے وقت کلام کیا۔ وما تلک بیمینک یا موسیٰ پھر بارہا انہیں کوہ طور پر بلا کر کلام فرمایا یہ کلام بیداری میں تھا باقی نبیوں سے ایسے بے واسطہ کلام نہ ہوا مگر خیال رہے کہ یہ کلام تھا حجابانہ ہمارے حضور سے معراج میں ملے۔ حجابانہ کلام کیا وہاں دیدار کے ساتھ گفتار تھی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
ان سے پردہ تھا خدا کا آپ سے پردہ نہ تھا

[2] یعنی عیسےٰ علیہ السلام کو رب نے ذاتی خوبی یہ بخشی کہ آپ کی پیدائش مرد یا عورت سے نطفہ سے نہیں ہوئی بغیر واسطہ نطفہ رب نے حضرت مریم کے پیٹ شریف میں بذریعہ جبریل علیہ السلام کے دم کے آپ کا جسم بنایا چونکہ آپ روح الامین کے دم سے پیدا ہوئے اس لئے آپ کا لقب روح اللہ ہے اور چونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کلمہ کہہ کر دم کیا تھا۔ اس لئے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہے۔ اسی لئے آپ کلمہ کن فرما کر مردے میں روح ڈال دیتے تھے بیمار اچھے کر دیتے تھے۔ کیونکہ آپ روح الامین کے ایک کلمہ کے ذریعہ پیدا ہوئے اس لئے چاہیئے کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہوں۔

[3] یعنی اللہ تعالیٰ نے چند خصوصیتوں میں آدم علیہ السلام کو ممتاز فرمایا آپ کو ابو البشر بنایا آپ کو ساری چیزوں کے نام بتائے آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ کو سارے نبیوں کا والد بنایا۔ اس لئے آپ ہی افضل ہونے چاہئے تھے ان بزرگوں میں کسی نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر نہ کیا۔ مگر ؎

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو نکیں حسن والا ہمارا نبی!

یعنی اللہ اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ کی وجہ

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجِبْتُكُمْ
اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَعِيْسٰى
رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذَالِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذَالِكَ اَلَا وَ
اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ

تب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے راز کی بات کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں، آدم کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدم

لہ یعنی اب حضور انور ان حضرات کے سامنے تشریف لائے اگر پہلے ہی ظاہر ہو جاتے تو وہ حضرات اس آزادی سے گفتگو نہ کر سکتے الحمد للہ کہ ان حضرات کے دلائل بھی ہمارے سامنے آ گئے اور حضور انور کا فیصلہ بھی سامنے آ گیا۔ اب تا قیامت یہ فرمان عالی مسلمانوں کے لئے مشعل راہ رہے گا
لہ عجب سے مراد ہے ان حضرات کا ان انبیاء کرام کے درجات عالیہ پر تعجب و حیرت کرنا اور انہیں افضل سمجھنا وجہ فضیلت میں گفتگو کرنا لہ نجی بنا ہے نجوای سے معنی تنہائی میں خفیہ بات کرنا یعنی سرگوشی چونکہ موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے طور پر بالکل تنہائی میں کلام کرتے تھے اس لئے آپ کو نجی اللہ فرمایا آپکا لقب کلیم اللہ بھی ہے اور نجی اللہ بھی لہ سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا انصاف والا کلام کسی کی شان کا انکار نہیں فرماتے بلکہ ان حضرات کی یہ شانیں حضور انور نے ہی دنیا کو بتائیں اور ان کے اوصاف عالم میں مشہور کئے جس پیغمبر کی جتنی شانیں حضور نے مشہور فرما دیں۔ انکی صرف اتنی ہی شانیں مشہور ہوئیں جس نبی کا نام، نہ بتایا ان کے نام دنیا سے گم ہو گئے۔ جن کے اوصاف کا ذکر نہ کیا ان کے اوصاف گم ہو کر رہ گئے۔ مصرع
شان یوسف جو بڑھی وہ بھی اسی در سے بڑھی لہ یعنی میں ان تمام مذکورہ صفات کا جامع ہوں کیونکہ اللہ کا حبیب ہوں میں خلیل بھی ہوں کلیم بھی، مشرف بھی ہوں اس کے ساتھ حبیب بھی ہوں (مرقات) خیال رہے کہ خلیل و حبیب میں چند طرح فرق ہے۔
۱ خلیل بنا ہے خلد سے بمعنی حاجت حبیب بنا ہے حب سے بمعنی محبت بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے، حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔ ۲ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو اور حبیب وہ جو مراد ہو مطلوب ہو مجذوب ہو
۳ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اس کی رضا چاہے ولسوف یعطیک ربك فترضیٰ اور فلنولینك قبلة ترضاها۔ ۴ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو حضرت ابراہیم نے کہا تھا اطمع ان یغفر لی ربی۔ حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے لیغفر لك اللہ ما تقدم

www.alahazratnetwork.org

وَدُونَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ

اور انکے سوا ہونگے فخر نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنیوالا اور پہلا مقبول الشفا قیامت کے دن میں ہوں فخر نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائیگا

من ذنبك ع۵ خلیل وہ جو اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالے بلند کرے ورفعنا لك ذکرك بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ملائے۔ ع۶ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے واجعلنی من ورثة جنت النعیم حبیب وہ جسے رب جنت دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے انا اعطیناك الکوثر (مرقات) ع۷ کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے طور پر جائے حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لئے عرش پر بلائے ع۸ خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو حبیب وہ جو درون سرا ہو۔ چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے کنت خلیلا من ورا در ؎

تم تو ہو مغز اور پوست اور ہیں باہر کے دوست تم ہو درونِ سرا تم پہ کروڑوں درود

ع۹ کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے۔ فخر موسیٰ صفا حبیب وہ جو عین ذات کبریا دیکھے اور مسکرائے ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

ع۱۰ کلیم وہ جس کی رازدارنہ گفتگو محبوب کو سنادی جاوے حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جاویں۔ ع۱۱ کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدہا ہو۔ حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو ؎

عصا کلیم اژدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصا محمد

ع۱۲ کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے ارنی اور رب فرمائے لن ترانی حبیب اللہ وہ جسے رب تقاضوں سے بلائے اپنا دیدار دکھائے ان کو یا محمد فرمائے ؎

تو بدیں جمال و خوبی سر عرش گر خرامی ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

ع۱۳ روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو۔ حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔ ع۱۴ روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔

ع۱۵ روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر اون سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔ ع۱۶ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں۔ حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجیں ع۱۷ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو ارواح کے والد ہیں۔ ع۱۸ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح قلم وغیرہ بنے ع۱۹ صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا وعلم ادم الاسماء کلھا حبیب اللہ وہ جسے رحمٰن نے قرآن

www.alahazratnetwork.org

فَيَفْتَحُ اللّٰهُ فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللّٰهِ وَمُوسَى صَفِيُّ اللّٰهِ

تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کریگا میرے ساتھ فقراء مسلمان ہونگے فخریہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں، فخریہ نہیں کہتا (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت عمرو ابن قیس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں، اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ اللہ کے

سکھایا۔ الرحمٰن علم القرآن ۱۲ حلق جمع ہے حلقہ کی اور حلقہ کہتے ہیں چھلے یا زنجیر کی کڑی کو یہ کڑیاں اور چھلے مل کر زنجیر بنتی ہے زنجیر ہلانے سے مراد ہے دروازہ کھلوانا اپنی آمد کی اطلاع دے کر۔

۱۲ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ سارے نبی اور ان کی امتیں جنت کے دروازہ پر حضور انور سے پہلے پہونچ جائینگے حضور انور اپنے گنہگاروں کو بخشوانے نیکوں کے ہلکے پلے بھاری کرانے صراط پر گرتوں کو سنبھالنے میں مصروف ہوں گے مگر دروازہ جنت بند ہوگا داروغہ جنت دروازے کے اندر ہوگا کسی کو زنجیر ہلانے بجانے کی جرأت نہ ہوگی ہمت و جرأت والے نبی کا انتظار ہوگا۔ حضور پہنچ کر دروازہ کھلوائیں گے ۱۲ اس فرمان عالی کی شرح وہ حدیث ہے کہ فقراء بمقابلہ اغنیاء کے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائینگے خیال رہے کہ یہاں فقیر سے مراد محتاج الی الخلق نہیں یہ فقیری تو نفس کی ہے جس سے حضور انور نے پناہ مانگی ہے بلکہ اس سے مراد محتاج الی اللہ ہے حضور انور نے اپنے لئے فخر فرمایا الفقر فخری صوفیاء کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو عدم کے وقت صابر ہے وجود کے وقت بادل و سخی ہو (مرقات) لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضرت عثمان غنی جنت میں آخر میں پہنچیں کیونکہ وہ مال کے غنی تھے دل کے فقر والے ۱۲ یہ فرمان عالی گذشتہ سارے مضمون کا تتمہ یا اس کی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور جیسا عزت والا کوئی پیدا ہی نہیں کیا۔ حضور نے جس پر نگاہ کرم کر دیں وہ عزت والا ہو جاوے خدا تعالیٰ کے بعد حضور ہی عزت والے ہیں۔ ۱۲ آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے آپ کے والد کا نام قیس ماں کا نام عاتکہ ہے جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کی خالہ ہیں آپ مشہور صحابی ہیں نابینا تھے حضور انور نے بہت موقعوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا یا قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے

۱۲ یعنی دنیا میں سب نبیوں سے آخر ہمارا ظہور ہوا کتاب آخری یعنی قرآن ہم کو ملی آخری کلمہ ہمارا جاری ہوا آخری ملت آخری امت ہماری ہے قیامت میں ہر جگہ ولایت کا سہرا ہمارے سر ہوگا اول شفیع ہم جنت میں پہلے داخلہ ہمارا پھر دوسرے نبیوں کا ساری امتوں میں پہلے ہماری امت جنت میں جاوے گی پھر دوسری امتیں غرضکہ ھو الاول والاخر مخلوق میں ہم ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو۔

www.alahazratnetwork.org

وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَآءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَ اَجَارَهُمْ مِنْ ثَلٰثٍ لَا يُعَمِّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلٰلَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا

برگزیدہ ہیں[1] اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا[2] اللہ نے مجھے میری اُمت کے بارے میں وعدہ فرمالیا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا انہیں کوئی دشمنی جڑ سے نہ اکھیڑیگا انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا[3] (دارمی) روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولوں کا پیش رو ہوں[4] فخریہ نہیں کہتا میں نبیوں میں آخری ہوں، فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت والا اور مقبول الشفاعت ہوں فخریہ نہیں (دارمی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ اٹھائے جاویں گے ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئینگے[5] اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم

[1] یہاں صفی لغوی معنی میں ہے یعنی چنے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لئے چن لیا۔ ورنہ صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ہے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے [2] ان تمام فرمانوں کی شرح ابھی کچھ پہلے ہم عرض کرچکے ہیں حمد سے مراد یا تو حامدیت ہے کہ سب سے زیادہ حمد الٰہی حضور کرینگے اس لئے آپ کا نام پاک احمد ہے یا مراد محمودیت ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حمد حضور ہی کی ہوگی۔ اسی لئے آپکا نام پاک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم محمودیت کا ظہور دنیا میں بھی ہو رہا ہے جتنی حمد و ثنا حضور کی ہوئی اور ہو رہی ہے اتنی کسی کی نہ ہوئی ہر زبان میں آپ کے نعتیہ قصیدے بھی ہیں اور نعتیہ کلام بھی [3] یعنی میری امت میں اختلافات ہونگے مگر سارے گمراہ نہ ہونگے ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی وہ ہی سب پر غالب ہوگی سواد اعظم یعنی بڑا گروہ وہ ہی ہوگا۔

[4] قائد بنا ہے قود سے بمعنی کھینچنا کر چلانے والا آگے ہو چلنے والا پیچھے کے معنی میں بانکنا کہ چلانیوالا پیچھے ہو چلنے والا آگے حضور جنت میں سب نبیوں سے پہلے جائینگے اور سارے نبی حضور کے پیچھے پیچھے ہونگے اس لحاظ سے حضور قائد المرسلین ہیں۔ [5] اس کی شرح گزر چکی کہ جب قیامت میں دوسرے تفخر پر قبریں کھلیں گی۔ مردے نکلیں گے۔ زندہ ہو کر تو اس کی ترتیب یہ ہوگی کہ سب سے پہلے حضور انور کی قبر کھلے گی اور نبیوں کی بعد میں پھر سب سے پہلے حضرت صدیق و فاروق کی قبریں کھلیں گی۔ دوسرے لوگوں کی بعد میں اس کا یہاں ذکر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

خَطِیْبُہُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُہُمْ اِذَا اُحْبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُہُمْ اِذَا یَئِسُوا الْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَ اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ

پیشرو ہونگے[۱] اور لوگ جب خاموش ہونگے تو ہم انکے خطیب ہونگے اور[۲] جب لوگ روکے ہوئے ہونگے تو انکے شفیع ہونگے لوگ جب مایوس ہونگے تو انہیں بشارت دینے والے ہم ہونگے[۳] اسدن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ ہونگی[۴] حمد کا جھنڈا اسدن ہمارے ہاتھ ہوگا میں ساری اولاد آدم میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں[۵] ہمارے پاس ایک ہزار خدام گھومیں گے گویا وہ محفوظ

[۱] قرآن کریم فرماتا ہے یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا و نسوق المجرمین الی جھنم وردا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن متقی مومن رب کی بارگاہ میں وفد اور نمایندوں کی صورت میں اس سے ملنے کے لئے حاضر ہوں گے اس وقت حضور انور ان سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے حضور ہی کے ذریعے لوگ رب سے ملیں گے حضور ہی رب تعالیٰ کا جواب ان لوگوں کو سنائیں گے یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

[۲] یہ واقعہ شفاعت کبریٰ کا ہے۔ جب کہ مخلوق سخت پریشان ہو کر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور کوئی رسول شفاعت کی جرأت نہ کریں گے رب کی بارگاہ میں سب ہی خاموش ہوں گے اس وقت حضور ہی سجدہ کر کے حمد الٰہی کر کے شفاعت کریں گے۔ خطیب بمعنی پیغام پہنچانے والا خطاب کرنیوالا بندوں کی طرف سے رب کی بارگاہ میں عرض و معروض اور رب کی طرف سے بندوں کو فرمان سنانا اس وقت حضور ہی کا کام ہوگا اس کا ذکر ہے۔ [۳] یعنی جب لوگ میدان محشر میں جمع تو کر دئے جائینگے مگر کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوگا سخت گرمی سے کلیجے منہ کو آگئے ہونگے سب خاموش لاتتکلم نفس الا باذنہ تب حضور انور رب سے عرض کر کے حساب کتاب شروع کرائینگے حضور کی شفاعت قیامت کے تمام کاموں کی کنجی ہوگی [۴] یہاں پاس سے مراد خوف کی باعث گویا بخشش سے مایوسی چھا جانا اول قیامت میں مومنوں کا یہ حال ہوگا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رب کی طرف سے بخشش رحمت مغفرت کی خوشخبری دینگے کہ مت گھبراؤ تم بخشے جاؤ گے رب تم پر رحم فرمائیگا اس بشارت پر دھڑکتے دل ٹھہر جائینگے روتی آنکھیں خشک ہو جائینگی۔ لبوں پر مسکراہٹ آجاویگی مگر یہ بشارات مومنوں کے لئے ہونگی [۵] یعنی نبیوں ولیوں کو عزت گنہگاروں کو بخشش سیہ کاروں کو معافی میرے ذریعہ سے ملے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں ان سب خزانوں کی چابیاں حضور انور کے ہاتھ ہوں گی ؎

لا و رب البیت جو جس کو ملا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی!

[۶] اولاد آدم سے مراد سارے انسان ہیں جن میں حضرت آدم و حوا بھی داخل ہیں۔ حضور ان سے بھی افضل ہیں اور جب سارے انسانوں سے حضور افضل ہیں تو باقی مخلوق فرشتے۔ جن وغیرہ سے بھی افضل ہیں کہ انسان ان سب سے افضل ہے

www.alahazratnetwork.org

مَكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ

انڈے ہیں[1] یا بکھرے ہوئے موتی[2] (ترمذی دارمی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا پھر مجھے جنتی جوڑا پہنایا جاویگا[3] پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا[4]

لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں رب نے مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی کہ وہاں حضور جلوہ گر ہیں لا اقسم بھذا البلد وانت حلٌ بھذا البلد انشاء اللہ یہ تمام صفات قیامت میں سب آنکھوں سے دیکھیں گے جو یہاں بیان ہے وہاں عیاں ہوگا ۔ [1] بیض جمع ہے بیضۃ کی بمعنی انڈا اس سے شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں مکنون کے معنی ہیں جسے گرد و غبار نہ پہونچا اپنی اصلی صفائی پہ ہوں عرب میں شتر مرغ کے انڈے کے رنگ کو بہت حسین سمجھتے تھے۔ لہذا انہیں سمجھانے کیلئے یہ فرمایا یعنی سفیدی مائل بہ زردی اس لئے قرآن کریم نے حوروں کا حسن اسی طرح بیان فرمایا کانّھنّ بیض مکنون باقی دنیا میں جیسے حلب شام وغیرہ میں سفیدی مائل بہ سرخی کو پسند کیا جاتا ہے حضور انور کا حسن ایسا ہی تھا جیسا کہ حلیہ شریف کے بیان میں آوے گا (مرقات)

[2] یہاں او فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ صرف عرب کو سمجھانے کے لئے ہے کہ یوں سمجھو جیسے شتر مرغ کے محفوظ انڈے یا یوں سمجھو جیسے درنا سفتہ خیال رہے کہ موتی جس میں سوراخ نہ کیا جائے اور اسے دھاگہ میں نہ پرویا جائے وہ زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے سوراخ کئے ہوئے موتی کے مقابلہ میں کہ وہ اپنی سیپ والی حالت پر ہوتا ہے اس لئے ہر جگہ درمنثور سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بغیر پروے ہوئے موتی ہیں بکھرے ہوئے نیز وہ خادم حضور کے ہر طرف پھیلے ہوں گے۔ لہذا انہیں بکھرے موتیوں سے تشبیہ دینا بہت ہی موزوں ہے یہ خدام یا تو قیامت ہی میں حضور کے گرد و پیش ہوں گے یا جنت میں اگر جنت میں ہیں تو علاوہ ان غلمانوں کے ہونگے جو دوسری جنتیوں کو عطا ہوں گے [3] یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا تتمہ ہے ثم فرما کر اس مضمون کو پہلے مضمون پر معطوف کیا گیا ہے یعنی سب سے پہلے قیامت کے دن قبر انور سے میں اوٹھایا جاؤنگا وہاں ہی مجھے حلہ پہنایا جاوے گا وہ جو گزرا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حلہ پہنایا جاوے گا۔ پھر مجھے یہ دوسرا جوڑا ہوگا حلہ کرامت یہ جوڑا میدان محشر میں پہونچ کر پہنایا جاوے گا اور یہاں جس جوڑے کا ذکر ہے وہ جوڑا ستر کے لئے ہے جو قبر انور پر اٹھتے ہی پہنا دیا جاوے گا۔ سب ننگے جائیں گے حضور انور اور بعض خاص پیارے کپڑے پہنے ہوئے [4] یعنی میرا یہ خاص مقام جہاں میں تشریف فرما ہوں گا۔ عرش اعظم کی داہنی جانب ہوگا اس مقام پہ میرے سوا کوئی نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ عرش کی داہنی طرف سوا میرے کوئی نہ ہوگا اس دن جب کافر و مومن میں چھانٹ ہو گی اور ارشاد ہوگا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون تو مومن عرش اعظم کی داہنی طرف کھڑے ہو جائیں گے کفار بائیں طرف۔ رب فرماتا ہے فاصحاب الیمین ما اصحاب الیمین اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے

www.alahazratnetwork.org

يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَآئِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاَكْسٰى ۞ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَ

مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو[1] (ترمذی) اور جامع الاصول کی روایت میں، اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس کی قبر کھلے گی پھر مجھے جوڑا پہنایا جائے گا، روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ کیا چیز ہے فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ جسے صرف ایک شخص پائیگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا[2] (ترمذی) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب

یمین یعنی عرش اعظم کی داہنی جانب والے ۔

[1] کھڑے ہونے سے مراد ہے تشریف فرما ہونا یہ مقام وسیلہ ہے یا مقام محمود وسیلہ مقام پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی شفاعت کریں گے اور مقام محمود پر سب حضور کی تعریفیں کریں گے حتی کہ رب تعالیٰ بھی۔

[2] خیال رہے کہ مقام وسیلہ حضور انور کے لئے ہی نہیں بنایا گیا ہے۔ حضور کے نامزد ہو چکا ہے پھر ہم سے دعا کرانا اس لئے ہے تاکہ اس دعا کے ذریعہ ہم کو بھی کچھ مل جاوے کریموں کو دعائیں دینا بھیک مانگنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے ؎

قلب کی صورت غنچہ بستہ اس کو کرم سے کر دو شگفتہ دے گا دعائیں حافظ خستہ صلے اللہ علیہ وسلم

درود شریف پڑھنے کا بھی یہ ہی مقصد ہے اذان کے بعد جو دعائے وسیلہ پڑھی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔

[3] اس کی بحث اذان کے بیان میں گزر گئی اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ جنت میں سب سے بلند و بالا مقام ہے جو صرف حضور انور کے لئے ہے باقی سب کے لئے اس کے نیچے کے مقامات ہیں حتی کہ فردوس والے جنتی بھی ہیں اس کے نیچے ہونگے محشر میں مقام محمود ہی ہے۔ اور اگر وہاں بھی وسیلہ ہے تو وہ دوسرا مقام ہے [4] یہاں ارجو فرمانا بے علمی یا بے یقینی کی وجہ

www.alahazratnetwork.org

خَطِيْبُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وِلَايَةً مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞

ہوں گا اور ان حضرات کا شفاعت والا[۱] فخر یہ نہیں فرماتا ہوں (ترمذی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے بعض نبی قریب تر ہوتے ہیں[۲] اور میرے قریبی میرے باپ میرے رب کے خلیل ہیں[۳] پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی کہ لوگوں میں ابراہیم[۴] سے قریب ترین وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ ایمان لائے[۵] اور اللہ ولی ہے مومنوں کا[۶] (ترمذی)

سے نہیں بلکہ تواضعاً ہے یا یوں کہو کہ کریم کی امید بھی یقینی ہوتی ہے ۞

۱ یہاں امام سے مراد نماز کا امام نہیں بلکہ سب سے آگے چلنے و مناسب کی طرف سے رب کی بارگاہ میں کلام کرنے والا ہر کام میں سب پر پہل کرنے والا مراد ہے حتی کہ جنت میں آگے آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور پیچھے سارے نبی داخل ہوں گے۔

۲ یعنی تمام نبیوں کی شفاعت ہم کریں گے بلندی درجات کی۔ یا ان سب کی شفاعت کی ابتدا ہم سے ہوگی کہ پہلے ہم دروازہ شفاعت کھول دیں گے پھر ہمارے بعد دوسرے نبی شفاعت کریں گے۔

۳ یعنی حضرات انبیاء کرام کو ہر نبی کو کسی دوسرے نبی سے خاص قرب خاص مناسبت ہوتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو نوح علیہ السلام سے مناسبت ہے جلالت میں اور کفار کو ہلاک کرانے میں یا عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے تارک الدنیا ہونے میں۔ ۴ یعنی میں صورۃً سیرۃً اخلاقاً حضرت ابراہیم سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہوں حتی کہ حضور کا دین اسلام بھی ملت ابراہیم کہلاتا ہے رب فرماتا ہے قل بل ملة ابراهيم حنيفاً حتی کہ حضور انور نے فرمایا کہ بالکل جناب ابراہیم کی ہم شکل ہوں۔ جو انہیں دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔

۵ حضور انور نے اپنے فرمان عالی کی تائید میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں حضور کو حضرت ابراہیم سے قریب تر فرمایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اچھوں سے قرب بھی اچھا ہے حضور حبیب اللہ اور خلیل سے قرب خاص رکھتے ہیں نور علی نور ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

۶ اس آیت کی تفسیر ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم توکل، صبر، رضا بالقضا و راہ خدا میں قربانی دینے سے بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت کا مقابلہ کر کے اسے فنا کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو پھر آقائے دو جہاں کی سیرت پاک بغور پڑھو۔ یکسانیت نظر آئے گی۔ جو مومن حضور انور کے نقش قدم پر چلے اسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انشاء اللہ قرب حاصل ہوگا

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ ۔ وَعَنْ کَعْبٍ یَحْکِیْ عَنِ التَّوْرٰیۃِ قَالَ نَجِدُ مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَبْدِیَ الْمُخْتَارُ

روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے [1] اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے مجھ کو بھیجا (شرح سنہ) روایت ہے حضرت کعب سے [2] وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں [3]۔

[1] مکارم جمع ہے مکرمۃ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر اخلاق جمع ہے خلق کی بمعنی عادت و خصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں۔ بعض نے فرمایا کہ دل و باطنی صفات یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لاتے تھے مگر ہم اعلیٰ درجہ کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں [2] محاسن جمع ہے حسن کی خلاف قیاس اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب عمدہ اعلیٰ افعال جمع ہے فعل کی بمعنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لئے ہے کہ ہم تمام لوگوں کی دل کی عادتیں بھی اعلیٰ درجہ کی کر دیں اور ظاہری اعمال بھی۔ یا ان کے عقیدے بھی ٹھیک کر دیں اور اعمال بھی یا انہیں طریقت بھی سکھا دیں شریعت بھی بعض شارحین نے فرمایا کہ ذاتی خوبی کو کرم کہا جاتا ہے۔ بیرونی خوبی کو کمال رب فرماتا ہے من کل زوج کریم یا مقام کریم یا قرآن کریم حضور نے دنیا کی نیت ارادے عقیدے دل حالات بھی درست فرمائے اور ان کی عبادات۔ معاملات بھی ٹھیک کئے انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھا دیا عرب کو وہ تھے انہیں کیا کر دیا۔ شعر

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا تھا اسے صدق مقال۔ اکل حلال۔ سائلین کی حاجت روائی۔ امانت کی حفاظت حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک۔ مہمان کی تواضع۔ بڑوں کا احترام چھوٹوں کا لحاظ ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے یہ اخلاق محمدیہ کا ایک کرشمہ ہیں (از مرقات) [3] آپ مشہور تابعی ہیں آپ کو کعب احبار کہتے ہیں یہود سے بڑے عالم توریت کے ماہر تھے حضور کا زمانہ شریف پایا مگر اس زمانہ میں نہ ایمان لائے نہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد فاروقی میں ایمان لائے آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے خلافت عثمانیہ میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال) [4] مختار کے معنی پسندیدہ بھی ہیں اور اختیار والا بھی حضور دونوں معنی سے مختار ہیں۔ حضور کو اللہ نے اپنے خزانوں کا مالک کیا مختار کیا۔ مختار تو توریت میں بھی آپ کو کہا گیا ہے۔

شعر کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے سرکار کیا مالک و مختار بنایا

مختار مقابل ہے مجبور کا حضور مجبور نہیں مختار ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ

نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے[1] برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف فرما دیتے ہیں بخش دیتے ہیں[2] ان کی ولادت مکہ میں ہوگی اور[3] ان کی ہجرت مدینہ میں[4] اور ان کا ملک شام میں[5] ان کے امتی بہت حمد کرنے والے ہیں آرام و تکلیف میں اللہ کی حمد کریں گے، اور ہر درجہ میں اللہ کی حمد

[1] حضور انور دل کے نرم، زبان کے نرم طبیعت کے نرم تھے بازار میں تشریف لے جاتے تھے۔ مگر تبلیغ احکام کے لیے نہ کہ محض سیر و تماشہ کے لیے یہاں بازار میں جانے کی نفی نہیں بلکہ وہاں گھومتے پھرتے وہاں چیخ و پکار کرنے کی نفی ہے [2] ہم عفو اور غفر کے فرق پہلے بیان کر چکے ہیں، چھوٹے گناہ معاف کرنا عفو ہے غفر حق العباد معاف کرنا عفو ہے۔ حق اللہ معاف کرنا غفر، جرم معاف کر دینا عفو ہے اور جرم چھپا لینا کہ اس کا کبھی ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو غفر ہے مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے تو حضور انور نے صحابہ کرام کو تاکید فرما دی کہ عکرمہ کے سامنے کوئی ابوجہل کو برا نہ کہے کہ اس سے فطری طور پر عکرمہ کو تکلیف ہوگی خیال رہے کہ ہمارے ہر گناہ میں حق اللہ بھی مارا جاتا ہے اور حق الرسول بھی لہٰذا ہر گناہ کی معافی حضور سے مانگنا جائز ہے کیونکہ ہمارے گناہ سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم [3] خیال رہے کہ حضور کی پیدائش تو مکہ میں ہوئی مگر حضور کی آمد سارے جہاں میں جیسے سورج رہتا ہے چودھویں آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہاں پر اسی لیے رب نے تمام جہاں سے خطاب فرمایا لقد جاءکم رسول پھر جیسے سورج روشنی ساری زمین پر دیتا ہے مگر پھل پھول کی پختگی باغوں کھیتوں میں کرتا ہے لعل بناتا ہے بدخشاں کے پہاڑوں میں حضور نے یہ سب کو دیا مگر ولایت صحابیت کسی کسی کو۔ [4] مدینہ منورہ کے بہت نام ہیں جن میں سے ایک نام طیبہ ہے۔ یعنی نکھاری ہوئی۔ صاف کی ہوئی زمین کہ رب نے یہاں کی دنیا منتقل کر کے یہ میں بھیجیں اور اسے شفا کا گھر بنا دیا۔ اب مدینہ کی خاک کا نام خاک شفا ہے۔ [5] یعنی ان کے بعد ان کی خلافت مدینہ یا عراق میں رہے گی۔ مگر ان کی سلطنت شام میں ہوگی چنانچہ اسلام کے پہلے سلطان حضرت امیر معاویہ کا دار الخلافہ دمشق بنا یعنی ملک شام کا ایک شہر یہاں ملک سے مراد ملک نبوت نہیں حضور کا ملک نبوت تو سارا جہاں ہے لیکون للعالمین نذیرا (مرقات) اور اگر ملک نبوت مراد ہو تو

چونکہ شام میں ہمیشہ جہادوں کا زور رہا ہے اس

لئے اسے خصوصیت سے

بیان کیا۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ إِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَتَأَزَّرُوْنَ عَلٰى أَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى أَطْرَافِهِمْ مَنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ صُفُوْفُهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصُفُوْفُهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ رَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ ۔ وَعَنْ

کریں گے اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہیں گے ۵ سورج کا خیال رکھیں گے جب نماز کا وقت آوے گا تو نماز پڑھا کریں گے ۶ اپنی کمر پر تہبند باندھیں گے اور اپنے اعضاء پر وضو کیا کریں گے ان کا مؤذن آسمان کی فضا میں اذان دیا کرے گا ۸ ان کی صف جہاد میں اور ان کی صف نماز میں برابر ہوگی ۹ رات میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کی جھنکار کی طرح ہوگی ۱۰ یہ مصابیح کے لفظ ہیں، دارمی نے معمولی فرق سے روایت کی، روایت ہے حضرت

۱ سبحان اللہ نبی محمد میں اور امت حماء یعنی ہر حال میں حمد الٰہی کرنے والی۔ ایسی پاکیزہ امت کسی نبی کو نہیں ملی۔ ۲ یعنی اونچے قلعوں میں رہ کر بھی اللہ کی عبادت کریں گے اور نیچے جھونپڑوں میں بھی ۳ یعنی نماز اور روزوں کی وجہ سے ہمیشہ سورج کے طلوع غروب استوا کا حساب رکھیں گے اور اس کی جنتریاں چھاپا کریں گے اسلامی نمازیں افطار وغیرہ تو سورج سے ہیں مگر خود روزے عیدیں حج وغیرہ چاند سے اس لئے مسلمان دونوں کا حساب رکھتے ہیں اور کوئی قوم یہ دونوں کام نہیں کرتی ۴ نماز پنجگانہ سوا اسلام کے کسی اور دین میں نہیں ہوئیں اس لئے اس امت کی صفات یہ بیان ہوئیں ۵ انصاف جمع ہے نصف کی بمعنی آدھا یہاں مراد ہے جسم کا آدھا یعنی کہ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کمر پر تہبند یا پائجامہ باندھے رہیں گے نہ تو ننگے پھریں گے نہ ننگے رہیں گے نہ ننگے نہائیں گے اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ باپردہ بہت رہیں گے ستر ڈھکے رہا کریں گے یا انصاف سے مراد ہے آدھی پنڈلی تک یعنی ان کے تہبند پائجامے ٹخنوں کے نیچے نہ ہوا کریں گے تاکہ گندے نہ رہیں بلکہ ٹخنوں سے اونچے ہوا کریں گے کہ پاک رہیں اس صورت میں یہ مسلمانوں کی پاکیزگی اور صفائی کا ذکر ہے لمعات مرقات۔ اشعہ ہماری اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ حضور انور نے ٹخنوں سے اوپر تک تہبند لٹکانے کی اجازت دی ہے اور یہاں نصف پنڈلی فرمایا گیا ۶ یعنی نماز کے پابند ہوں گے اس پابندی کی وجہ سے وہ ہمیشہ نہایت مبالغہ سے وضو کیا کریں گے خیال رہے کہ پچھلی بعض امتوں پر بھی نمازیں فرض تھیں اور وہ لوگ وضو بھی کرتے تھے مگر مسلمانوں کی طرح پابند نہ تھے ۸ گذشتہ امتوں میں نماز کا اعلان اذان سے نہیں ہوتا تھا کسی دین میں گھنٹے بجائے جاتے تھے کسی میں آگ روشن کر کے نماز کی اطلاع دی جاتی تھی اذان اسلام کی خصوصیات سے ہے آسمانی فضا بتا کر فرمایا گیا کہ مؤذن اونچے میناروں پر اذانیں دیا کریں گے اب لاؤڈ سپیکر وغیرہ پر اذان بہت ہی لطف دیتی ہے ساری فضا ساری بستی گونج جاتی ہے سبحان اللہ کبھی فجر کے وقت کی اذانیں سنو اور یہ حدیث پڑھو ۹ یعنی مسلمانوں میں تا قیامت نمازیں باجماعت ہوتی رہیں گی اور جہاد قائم رہیں گے وہ لوگ نمازوں جہادوں میں بڑے اہتمام سے صفیں بنایا کریں گے نماز میں مسلمان نفس اور شیطان سے جہاد کرتا ہے

www.alahazratnetwork.org

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرٰىةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى

عبداللہ ابن سلام سے[1] فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمد کی صفت مذکور[2] ہے اور عیسیٰ ابن مریم حضور انور کے ساتھ دفن کیے جائیں گے[3] ابو مودود کہتے ہیں[4] کہ حجرہ انور میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے[5] (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس رضی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ

جہاد میں کفار سے اس لئے یہاں نماز اور جہاد کی صفوف کا ایک جگہ ذکر فرمایا گیا[6] ظاہر یہ ہے کہ یہاں اس سے مراد آخری رات کی نماز ہے یعنی تہجد۔ یعنی وہ لوگ تہجد کی نماز میں قرأت قرآنیہ آہستہ کیا کریں گے مگر پھر بھی ان کے سینوں سے رونے کی گڑگڑاہٹ ایسی محسوس ہوگی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کی بن بناہٹ یا اس سے مراد ہے آہستہ آہستہ درد والی آواز سے تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل ہے اللہ تعالیٰ یہ علامت ہم گنہگاروں کو بھی نصیب فرمائے آمین ۔[7] آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے یہود کے بڑے عالم تھے انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی آپ کی وفات ۴۳ھ تنالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔ بڑے فضائل و خوبیوں کے مالک ہیں۔

[2] یہاں صفت جنس ہے یعنی حضورؐ کی ہر قسم کی نعت شریف توریت میں بالتفصیل مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ توریت میں حضور انور کی صرف ایک صفت مذکور تھی۔ [3] یعنی توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ قریب قیامت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے یہاں رہیں گے وفات پائیں گے اور حضور انور کے ساتھ روضۂ اطہر میں دفن ہوں گے مرزا قادیانی کہتا تھا کہ عیسیٰ ابن مریم میں ہوں مگر وہ مرا لاہور میں دفن ہوا ہے زمین قادیان میں۔ اس حدیث میں پچھے عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے۔ [4] ابو مودود کا نام عبدالعزیز ابن سلیمان مدنی ہے تابعی ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری اور سائب ابن یزید، عثمان ابن ضحاک وغیرہم صحابہ کرام سے ملاقات ہے (مرقات) مہدی کے زمانہ میں وفات پائی [5] فی الحال حجرہ شریف میں تین قبریں اس ترتیب سے ہیں کہ آگے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس سے متصل حضرت ابوبکر صدیق رضی کی قبر اس طرح کہ جناب صدیق اکبر کا سر شریف حضور انور کے سینہ شریف کے مقابل ہے۔ اس قبر شریف کے متصل حضرت عمر رضی کی قبر انور ہے۔ کہ آپ کا سر جناب صدیق کے سینہ کے مقابل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمر رضی کی قبر شریف کے متصل دفن ہوں گے اس طرح کہ آپ کا سر حضرت عمر رضی کے سینہ کے مقابل ہوگا۔ یوں سمجھو کہ حضرت صدیق رضی اور فاروق رضی دو نبیوں کے بیچ میں رہیں گے۔ ادھر حبیب اللہ ادھر روح اللہ بیچ میں یہ دونوں حضرات علیہم السلام عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔ مدینہ منورہ آتے ہوئے راستہ میں وفات پائیں گے۔ مسلمان

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ فَقَالُوْا یَا عَبَّاسُ بِمَ فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَآءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُہٗ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ قَالَ

علیہ وسلم کو سارے نبیوں پر اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی[1] لوگوں نے کہا اے ابن عباس آسمان والوں پر کسی طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں[2] تو یہ وہی ہوگا جسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں[3] اور اللہ تعالیٰ نے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے روشن فتح دی[4] کہ آپ کے صدقہ سے آپ کی اُمت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے[5] لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا

میت شریف مدینہ منورہ لاکر یہاں دفن کریں گے (مرقات)۔

[1] یعنی فرشی عرشی ساری مخلوق سے حضور انور کو اللہ نے افضل کیا۔ حضور خیر الخلق کلہم ہیں۔

[2] یعنی جو فرشتہ دعویٰ خدائی کرے گا ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے یہ فرمان فرضی صورت پر ہے جیسے قرآن فرماتا ہے کہ اگر خدا کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا۔ فرشتے گناہ بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ دعوئے خدائی کرے۔ یہ خوب خیال رہے۔

[3] یعنی فرشتوں کے متعلق یہ فرمان عالی قہر و غضب پر مبنی ہے جس سے انہیں خوف و ہراس ہو۔

[4] فتح سے مراد یا فتح مکہ ہے یا رحمت کے تمام دروازے حضور کے لیے کھولنا مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ رب نے آپ کے ذریعہ سب دروازے کھول دیئے۔ اس کی نفیس تحقیق ہمارے حاشیہ القرآن میں دیکھو۔

[5] یعنی حضور انور سے رب تعالیٰ نے رحمت و کرم بندہ نوازی والا کلام فرمایا اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ ہیں۔ لہٰذا ذنبک سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا بخشوانا حضور کے ذمہ کرم پر ہے۔ یعنی امت کے گناہ اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو۔ ذنبک کی تفسیریں اور بہت کی گئی ہیں۔ تقدم اور تاخر سے مراد امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ وَقَالَ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَہٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرِّ الْغِفَارِیِّ رض قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی اسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ

کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں[1] تاکہ وہ ان کے لیے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے گمراہ کرے آخر آیت تک اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لیے کافی[2] تو حضور کو جن و انسان کی طرف بھیجا[3]، روایت ہے حضرت ابوذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتی کہ آپ نے یقین کر لیا[4] تو فرمایا اے ابوذر میرے

[1] یعنی پچھلے نبیوں کی امتیں خاص ہوتی تھیں۔ یوں ہی ان کے علاقے ان کے زمانے مخصوص ہوتے تھے کہ اس کے باہر ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوتا تھا۔ دیکھو موسٰی علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان پر اپنے دین اپنی کتاب کے احکام جاری نہ کر سکے جب ان کی نبوتیں خاص تھیں تو ان حضرات کی زبانیں بھی خاص تھیں۔ وہ خاص اسی زبان میں تبلیغ فرماتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم عطا فرمانا ان کا معجزہ تھا تبلیغ کے لیے نہ تھا۔

[2] کافۃ یا تو ناس کا حال ہے تب تو ت تانیث کی ہے یا ارسلناک کے کاف خطاب سے حال ہے تو ت مبالغہ کی ہے جیسے علامۃ یا فہامۃ کی ت کافۃ بنا ہے کف سے بمعنی روکنا یا پورا ہونا ناس سے مراد حضور انور کے زمانہ سے لیکر قیامت سارے انسان ہیں حضور سب کے نبی ہیں اور سب پر حضور کی اطاعت واجب و لازم ہے رات میں ہر گھر کا چراغ علیحدہ ہوتا ہے مگر دن میں سارے جہاں کا سورج ایک اور ہو سکتا ہے ناس سے مراد ہوں سارے انسان از آدم علیہ السلام تا روز قیامت کہ سب کو حضور کا فیض پہنچا کسی کو بالواسطہ اور کسی کو بلا واسطہ رات میں چاند تارے سورج ہی کا نور دنیا کو دیتے ہیں۔

[3] اگرچہ مذکورہ آیت میں صرف انسانوں کا ذکر ہے مگر چونکہ جنات انسانوں کے تابع ہیں لہذا وہ بھی ان میں داخل ہیں بلکہ حضور انور ساری مخلوق کے نبی ہیں فرشتے وغیرہ سب آپ کی امت ہیں۔ رب فرماتا ہے لیکون للعالمین نذیرا رب تعالٰی رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور نذیر للعالمین بھی۔ خیال رہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان سے واقف بھیجے گئے ساری مخلوق حضور کی امت ہے لہذا حضور سب کی زبان جانتے ہیں۔ حضور سے اونٹوں، چڑیوں نے فریادیں کی ہیں پتھر سلام کرتے تھے لکڑی کا ستون حضور کے فراق میں رویا۔ آپ سے دل کا دکھ درد کہا اور حضور نے سب کچھ سمجھ لیا۔ آج حضور کے دروازے پر ہر شخص اپنی بولی میں حضور سے فریادیں کرتا ہے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں نہیں ہوتا سب کی سنتے سمجھتے ہیں۔ سب کی دادرسی فریاد رسی کرتے ہیں یہ ہے حضور کا سب زبانیں جاننے کا ثبوت اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ شعر

www.alahazratnetwork.org

اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَآءِ مَکَّۃَ فَوَقَعَ اَحَدُھُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ اَھُوَ ھُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْہُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِہٖ فَوُزِنْتُہٗ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِعَشَرَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِمِائَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّۃِ الْمِیْزَانِ

پاس دو فرشتے آئے جبکہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقہ میں تھا[1] تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آگیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا[2] تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہ ہی ہیں[3] اس نے کہا ہاں اس نے کہا کہ انہیں ایک شخص سے تولو میں[4] اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر[5] اس نے کہا کہ انہیں دس سے تولو تو میں ان سے تولا گیا میں ان پر وزنی ہوا پھر اس نے کہا کہ انہیں سو سے تولو میں ان سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہوا پھر[6] وہ بولا انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہو گیا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے

قدرت کی تحریریں جانیں ۔ امی اور تقریریں جانیں ۔ بخشش کی تدبیریں جانیں ۔ وہ ہے رحمت والا جن کا نام ہے محمد
ان سے ہو جگ ہے اجالا

[1] یعنی حضور آپ نے دنیا میں آکر اپنی نبوت یہاں کے کس سبب سے جانی پہچانی لہٰذا یہ سوال ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے یا بچپن شریف میں ہم کو شجر و حجر سلام کرتے تھے آپ کی نبوت کا اعلان آپ کی ولادت پاک سے پہلے ہو چکا تھا دنیا بھر نے آپ کو نبی جان لیا تھا پڑھو وہ معجزات جو حمل شریف اور ولادت پاک کے وقت تمام دنیا میں ظاہر ہوئے رب فرماتا ہے یعرفون کما یعرفون ابناءھم انسان اپنے بیٹے کو اس کی ولادت سے پہلے ہی جانتا ہے ۔ [2] غالباً یہ واقعہ بہت ہی بچپن شریف کا ہے جب حضور حلیمہ دائی کے یہاں تھے یا اس کے کچھ بعد جب بکریاں چراتے تھے بطحاء کہتے ہیں پتھریلے علاقہ کو مکہ معظمہ کے آس پاس تمام علاقہ پتھریلا ہے [3] یعنی ہوا میں یا فضا میں معلق رہا میں نے اسے اسی طرح دیکھا مگر حضور یہ عجیب نظارہ دیکھ کر دور سے نہیں معلوم ہوا کہ حضور نے انہیں پہچان لیا کہ یہ فرشتے ہیں اس لیے فرمایا اتانی ملکان [4] یعنی کیا یہ وہ ہی نبی ہیں جن کا اعلان فرشتوں میں کیا جا چکا ہے جن پر ایمان لانے کا عہد و پیمان نبیوں سے ہمارے سامنے لیا جا چکا ہے جنکی دعائیں جناب خلیل نے مانگی ہیں جنکی بشارتیں جناب مسیح نے دی ہیں جن کے مدرسہ نیش میں سارے نبی تعلیم پاکر دنیا میں آتے رہے ہو گے چل کے سارا جہان کا سہارا مومنوں کی آنکھوں کا تارا ہونگے وغیرہ وغیرہ [5] اگر امت سے مراد امت مرحومہ ہے تو شاید صرف انور کو جناب صدیق و فاروق کے ساتھ تولا گیا ہو گا اور اگر مطلقاً امت مراد ہے تو حضور کو جناب خلیل و کلیم کے ساتھ تولا گیا ہو گا یہ ترازو بھی کوئی اور ہی تھا اور تولنے

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزِنَتْهُ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا وَاَهُمَا الدَّارِمِیُّ ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ

پڑھتے ہیں تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو تو بھی یہ سب پر بھاری ہونگے (دارمی)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ پر

والے ہاتھ بھی دست قدرت ہی ہوں گے ۵ یہ وزنی ہونا نبوت کے وزن سے ہوا نبوت بڑی وزنی نعمت ہے۔ ۶ حضور کو ترتیب وار تولا کہ پہلے ایک شخص سے پھر دس سے پھر سو سے یہ بھی حضور کی شان دکھانے کے لیے ہے ورنہ اگر پہلے ہی ہزار سے تول دیا جاتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔

۷ یعنی جب ترازو کے ایک پلہ میں دو ہزار رکھے گئے اور دوسرے پلہ میں ہم تشریف فرما ہوئے تو ان سب کا پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے اتنا اونچا ہو گیا کہ وہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ خیال رہے کہ یہاں جسمانیت کا وزن تھا جس میں ہلکا اونچا ہوتا ہے بھاری نیچا روحانیت کے وزن میں ہلکا نیچا ہوتا ہے بھاری اونچا کہ جسم کا رجحان نیچے کی طرف ہے کہ وہ مادی چیز ہے اور نورانیت کا رجحان اوپر کی طرف ہے کہ وہ مجرد ہے جیسا کہ روایات میں ہے۔ لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ یہاں ہلکا پلہ اونچا کیوں ہوگا۔ رب تو فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔

۸ خیال رہے کہ یہ تو حضور انور کا ظاہری وزن تھا حقیقی وزن کا یہ حال ہے کہ کارخانہ قدرت میں ایسی ترازو نہیں بنی جو حضور کا ایک سجدہ بھی تول سکے جیسے کسی انسانی کارخانہ نے ایسی ترازو نہ بنائی جو سمندر کا پانی یا ہوا تول سکے۔ ایسا میٹر نہ بنا لیا جو سورج کی روشنی ناپ لے تو کارخانہ قدرت نے ایسی ترازو نہ بنائی جو حضور کے اعمال تول لے۔ اس لیے قیامت میں حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کہ وزن کس ترازو سے کیا جاوے وہ ترازو کہاں سے آئے کارخانہ قدرت میں تو بنی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گنہگار کے تاحد نظر گناہوں کے دفتر ایک ٹیڑھے کاغذ پرچے کے ساتھ تولے جائیں گے جس پر لکھا ہوگا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو پرچہ بھاری ہوگا۔ وہ لاکھوں من کے دفتر ہلکے کیوں نہ ہو کہ وہ تھے اس کے کام پر ہے اللہ رسول کا نام ہمارے کاموں سے ان کا نام بھاری ہے۔

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے — پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا !!

اگر قیامت کے دن حضور ساری امت کے ہلکے پلے میں اپنا قدم رکھ دیں تو قسم خدا کی سب کا پلہ بھاری ہو جائے اور سب کے بیڑے پار لگ جاویں۔

اللھم صلی وسلم وبارک علیہ

www.alahazratnetwork.org

عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَأُمِرْتُ بِصَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ جُبَيْرٍ

قربانی فرض کی گئی تم پر فرض نہیں کی گئی [1] اور چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہوں تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا [2] (دار قطنی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف اور حلیہ شریف کا بیان [3] پہلی فصل روایت ہے حضرت

[1] یعنی ہم میں تم میں شرعی احکام میں بھی فرق ہے کہ تم میں سے جو شخص امیر ہو اس پر قربانی فرض نہیں بلکہ واجب ہے غریب پر واجب بھی نہیں مگر ہم پر بہر حال فرض ہے۔ خیال رہے کہ حضور پر زکوٰۃ فرض نہیں (شامی) یا اس لیے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوٰۃ نہیں (شامی) یا اس لئے کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ آپ کے لیے مصرف موجود نہیں (نعیمی و مرشدی مولانا نعیم الدین صاحب) فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے ورنہ آپ پر قربانی فرض نہ ہوتی مال وقف سے قربانی نہیں دی جاتی حضور کا یہ فرمان اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فصل لربك وانحر۔

[2] حضور پر چھ نمازیں فرض تھیں پانچ تو پنجگانہ نمازیں چھٹی نماز تہجد رب فرماتا ہے ومن الليل فتهجد به نافلة لك آیت کریمہ میں نافلہ بمعنی زائد ہے یعنی مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں آپ پر نماز تہجد زائد فرض ہے۔ چنانچہ ہمارے لیے ارکان ایمان پانچ ہیں حضور کے لیے چار۔ یعنی زکوٰۃ فرض نہیں ہم پر نمازیں پانچ حضور پر چھ یعنی تہجد بھی فرض ہے۔ خیال رہے کہ پنج گانہ نمازیں اطاعت کی ہیں جو ہمارے لیے آئیں اور نماز تہجد نماز عشق ہے جو حضور انور کے لیے آئی۔ ہم حضور کی طفیل یہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز چاشت حضور پر ایک بار پڑھنا فرض تھی اس کی زیادتی مستحب تھی لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے کبھی کبھی ہی نماز چاشت پڑھی ہے۔

[3] حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ایک ہزار ہیں اور حضور انور کے نام بھی ایک ہزار اللہ تعالیٰ کے وہ نام ذاتی ہیں۔ عربی میں اللہ عبرانی میں ایل حضور انور کے بھی وہ نام ذاتی ہیں۔ محمد احمد ماتی نام صفاتی۔ چونکہ اللہ رسول کی صفات بہت ہیں نیز ان کے آستانوں پر مختلف حاجتمند اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے رہیں گے اس لیے ان دونوں ذاتوں کے نام بہت ہوئے کہ جیسا حاجتمند آوے اسی نام سے پکارے حضور انور سے پہلے کسی کا نام محمد نہ ہوا ہاں یہ ثابت ہے کہ نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی۔ کہ نبی آخر الزمان پیدا ہونے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا تو عرب میں چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے مگر چونکہ یہ سنکر انہوں نے یہ نام رکھے اس لیے پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا چونکہ ساری مخلوق بلکہ خود خالق ہمیشہ حضور کی ہر ادا کی تعریف فرماتے رہیں گے اس لیے نام پاک محمد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے تیئیں نام عطا فرمائے۔ امام سیوطی رح نے حضور کے نام پر رسالہ مستقل لکھا ہے۔ عبد المطلب یہی ایک خواب دیکھ کر حضور کا نام محمد رکھا (مرقات۔ اشعۃ لمعات) خیال رہے کہ حضور کے ناموں میں کوئی نام جامد نہیں۔ سب نام شریف مشتقات ہیں۔ (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا

جبیر ابن مطعم سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں [1] میں احمد ہوں [2] محو کرنے والا ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو محو فرمائے گا [3] اور میں جامع ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے [4] اور میں عاقب ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو [5] (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے نام پاک بتاتے تھے

[1] حضور کے تین نام حمد سے مشتق ہیں محمد، احمد، محمود۔ محمد کے معنی ہیں ہر طرح ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا حمد کیا ہوا یا ان کی ہر ادا کی ہر وصف کی ذات کی حمد کی ہوئی مخلوق بھی ان کی حمد کرے خالق بھی ان کی حمد فرمائے جتنی نعمتیں جتنی سوانح عمریاں ہر زبان میں ہر وقت حضور کی ہو رہی ہیں اتنی کسی کی نہیں ہوئیں کیوں نہ ہو کہ قیامت کا دن اس نعت خوانی ہی میں تو صرف ہونا ہے۔ حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جاوے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا شعر

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

[2] احمد اسم تفضیل ہے حمد کا یا تو حمد معروف کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد فرمانے والے اپنے رب کی یا حمد مجہول کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد کئے ہوئے پہلے معنی قوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہیں۔ حامدیت اور محمودیت میں جیسے آپ مرید بھی اللہ کے اور مراد بھی یوں ہی آپ طالب بھی ہیں مطلوب بھی یوں ہی آپ احمد بھی محمود بھی حبیب بھی ہیں محبوب بھی (مرقات) [3] حضور سورج ہیں دوسرے انبیاء چاند تارے شمع تھے۔ اور کفر تاریکی ہے اگرچہ تاریکی کو چراغ چاند ستارے بھی دور کرتے ہیں مگر وہ رات کو دن نہیں بناتے سورج رات کو دن بنا دیتا ہے نیز چراغ وغیرہ ایک محدود جگہ میں روشنی کرتے ہیں سورج ساری زمین کو منور کر دیتا ہے اس لئے صرف حضور کا نام ماحی ہوا نیز حضور سے پہلے دنیا میں ہدایت ہی تھا۔ جو حضور نے دور کیا نیز حضور ہم گنہگاروں کے گناہوں کو محبوبوں کے حجاب کو دور کرتے ہیں۔ [4] سب سے پہلے قبر انور سے حضور اٹھیں گے پھر دوسرے لوگ سب سے پہلے حضور میدان محشر میں پہنچیں گے پھر حضور کے پیچھے ساری مخلوق پھر سارے لوگ آخر کار شفاعت کی بھیک مانگنے حضور ہی کے پاس پہنچیں گے، حضور ہی کے اردگرد جمع ہو جائیں گے حضور ہی کو گھیر لیں گے حضور کے پاس آکر پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے اسلیے حضور حاشر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم [5] عاقب بنا ہے عقب سے یعنی پیچھے حضور سارے نبیوں سے پیچھے دنیا میں آئے نیز حضور اپنے پیچھے بہت خیر چھوڑ گئے لہٰذا حضور عاقب ہیں سب کی عاقبت حضور کے دم سے ہی ہے خیال رہے کہ حضور عاقب یعنی پچھلے نبی ہیں لہٰذا نہ تو آپ کے زمانہ میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک

www.alahazratnetwork.org

نَفْسَهٗ اَسْمَآءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ الْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَّلَعْنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں[1] مقفی ہوں[2] میں حاشر ہوں میں توبہ کا نبی ہوں[3] میں رحمت کا نبی ہوں، (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ کس طرح مجھ سے قریش کی گالیوں، ان کے لعن کو پھیر دیا وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں ہم تو محمد ہیں[5] (بخاری) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ جو انبیاء کرام زندہ تھے یا زندہ ہیں وہ اپنی شان نبوت زندہ نہیں، اب وہ حضور کے اتنی ہیں جیسے حضرت عیسٰی وادریس آسمان میں اور خضر والیاس زمین میں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

[1] لفظ اللہ اور لفظ محمد میں چند طرح مناسبت ہے اللہ میں حرف چار تو محمد میں حرف چار اللہ کے چاروں حرف بے نقطہ محمد کے چاروں حرف بے نقطہ، اللہ میں ایک شد اللہ کے تین حرف حرکت والے محمد کے تین حرف حرکت والے ہاں اللہ کے شد پر الف ہے محمد کے شد پر الف نہیں اللہ سلطان حضور اس سلطنت کے وزیر اعظم اللہ بولنے سے دونوں ہونٹ جدا ہوتے ہیں محمد بولنے سے دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں کردہ نچلوں کو اوپر والوں سے ملانے ہی تو آئے ہیں۔ [2] مقفی اسم فاعل سب نبیوں سے پیچھے دنیا میں آنے والا مقفی اسم مفعول سب نبیوں تمام انسانوں ساری مخلوق سے آگے رہنے والا کہ میرے نقش قدم سب چلنے والے یا مقفی اسم سب کی مہمانی کرنے والا کہ دنیا اس کی مہمان ہو وہ سب کا میزبان تفادہ کہتے ہیں لطف وکرم مہمانی کے کھانے کو (مرقات) [3] اس طرح کہ میرے ہاتھ پر ساری خلقت نے توبہ کی ادکرے گی یا میرے دین میں توبہ آسان کردی گئی یا میری برکت میرے صدقہ سے حضرت آدم ودیگر نبیوں کی توبہ قبول ہوئی ان کی مشکلیں حل ہوئیں۔ شعر

اگر نام محمد را نہ آوردے شفیع آدم ۔۔۔ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

یا جو میرے دروازہ پر آجاوے رب کو تواب ورحیم پائے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا [4] حضور کی رحمت عامہ تمام جہان پر ہے کہ حضور کی برکت سے دنیا میں عذاب آنا بند ہو گئے رحمت خاصہ مومنوں پر رحمت خاص الخاصہ ولیوں صدیقوں بلکہ گذشتہ نبیوں پر بھی ہے اللہ رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین حضور مومنوں پر رؤف ورحیم شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود ۔۔۔ حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

حضور کی رحمت کا پورا بیان ناممکن ہے [5] پہلے کفار مکہ حضور انور کا نام شریف لے کر آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمَطَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پاک اور ڈاڑھی شریف کا اگلا حصہ تھا[1] اور جب آپ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتا تھا اور بال بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتا[2] ڈاڑھی شریف میں بہت بال تھے[3] تو ایک آدمی بولا کہ حضورؐ کا چہرہ انور تلوار کی طرح تھا[4] فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا[5] اور قدرے گول[6] اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے کندھے شریف کے پاس دیکھا کبوتری کے انڈے کی طرح تھی

لھب ابولہب کی بیوی عورا بنت حرب نے کہا کہ تم لوگ محمد کہنا بھی چھوڑ دو کہ اس نام میں ان کی تعظیم ہے انہیں مذم کہا کرو یعنی بہت ہی بڑے لب وہ لوگ مذمم کہہ کر گالیاں دینے لگے اس پر حضور انور نے یہ فرمایا کہ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں ہوگا کوئی مذمم ہم تو محمد ہیں اللہ نے آپ کے نام کو بھی گستاخی سے بچالیا جو حضور کو محمد کہہ کر گستاخی کرے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ مجمد وہ جو بے عیب ہو اور تو اسے عیب لگا رہا ہے یہ مردود فخریہ کہا کرتی تھی: مذمما قلینا ودینہ اوینا۔ وامرہ عصینا۔ [1] شمط کے لفظی معنی ہیں کچھ بال سفید ہو جانا کچھ بال سیاہ رہنا اسے اردو میں کھچڑی بال کہتے ہیں سر شریف میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش مبارک میں ایک بال سفید کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔ [2] یعنی آپ کے بالوں کا کھچڑی ہونا جب ظاہر ہوتا تھا جبکہ بال شریف بکھرے ہوئے تھے ورنہ ظاہر نہ ہوتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ بہت تھوڑے بال سفید تھے [3] حضور کی داڑھی شریف پورا خط گھنے بال تھے حق یہ ہے کہ ایک مشت رہتی تھی ایک مشت سے داڑھی کم کرنا ممنوع ہے۔ مشت سے زیادہ میں بہت اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی سینہ تک رہتی تھی حضور غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی حضرت ابن عمر ایک مشت رکھتے تھے (اشعۃ اللمعات) [4] یعنی جیسے تلوار سفید اور چمک دار ہوتی ہے۔ ایسے ہی حضورؐ کا چہرہ انور چمکدار تھا مگر چونکہ اس تشبیہ میں دھوکہ ہوتا تھا کہ تلوار کی طرح لمبا ہوں اس لیے اس کی تردید کر دی گئی۔ [5] یعنی حضورؐ کے چہرہ کو تلوار سے تشبیہ نہ دو چاند سورج سے تشبیہ دو۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ شعر

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو
میں ان کے کفش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں !!

[6] یعنی چہرۂ انور مائل بہ گولائی تھا نہ بالکل گول نہ لمبا۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ لیس بہ کثیم۔

www.alahazratnetwork.org

جَسَدَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَکَلْتُ مَعَہٗ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْقَالَ ثَرِیْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَہٗ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ عِنْدَ نَاغِضِ کَتِفِہِ الْیُسْرٰی جُمْعًا عَلَیْہِ خِیَلَانٌ کَاَمْثَالِ الثَّآلِیْلِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَتْ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِثِیَابٍ فِیْہَا خَمِیْصَۃٌ سَوْدَآءُ صَغِیْرَۃٌ فَقَالَ اِیْتُوْنِیْ بِاُمِّ خَالِدٍ

جسم اطہر کے ہم رنگ تھی (مسلم) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا[۱] پھر میں آپ کے پیچھے مڑ گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندھے کی گھنڈی کے پاس تھی اکٹھی تھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے[۲] (مسلم) روایت ہے جناب ام خالد بنت خالد ابن سعید سے[۳] فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں کالی چھوٹی سی کملی بھی تھی[۴] تو فرمایا ام خالد

[۱] یعنی مہر نبوت جسم شریف کے ہمرنگ تھی برص کی طرح بہت سفید نہ تھی یہ بہت ہی جمیل معلوم ہوتی تھی حضور کا حسن اسی شعر میں مذکور ہے شعر

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
کس نیست در جہاں کہ ز حسنت عجب نماند — ای در کمال حسن عجب تر ز ہر عجب

[۲] راوی کو شک ہے کہ ان صحابی نے گوشت روٹی فرمایا یا ثرید کہا ثرید گوشت کے شوربے میں گلائی ہوئی روٹی کو روٹی بوٹی اور شوربا یک جان کر دی جاوے حضور انور کو یہ بہت پسند تھا[۳] ناغض وہ نرم ہڈی جو کندھے کے درمیان دونوں کندھوں کے کناروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے جمعًا یعنی مٹھی آتا ہے جس میں انگلیاں جمع ہوں یعنی یہ پارہ گوشت یا یہ تل الگ الگ نہ تھے بلکہ یکجا ملے ہوئے تھے۔[۴] ثالیل جمع ہے ثولول کی چنے کے دانہ کی برابر جو کھرنڈ سا جسم پر نکل آتا ہے اسے عربی میں ثولول فارسی میں زخ کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دو کندھوں کے بیچ میں کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر تل تھے اگر غور دیکھا جاتا تو محمد پڑھنے میں آتا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے یہ حضور کی نبوت کی علامت تھی اسے مہر نبوت کہتے تھے بحیرہ راہب یہی مہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا[۵] ام خالد بھی صحابیہ ہیں ان کے والد ابن سعید بھی صحابی ہیں خالد ابن سعید ابن عاص امیہ بڑے پرانے مومن ہیں۔ آپ چوتھے مسلمان ہیں آپ حضرت علی رض سے مناظرہ کرتے تھے کہ ہم دونوں میں پہلے سلام کون لایا۔ ام خالد اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن ہی میں مدینہ منورہ لائی گئیں ان سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا (مرقات، اشعۃ، اکمال)[۶] خمیصہ مربع کمبل کو کہتے ہیں جس کے کنارے منقش ہوں شاید یہ کپڑے مال غنیمت میں آئے تھے یا کسی جگہ سے ہدیہ حضور انور نے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے اس چھوٹی سی کملی کے لیے نظر انتخاب ان چھوٹی سی صحابیہ پر پڑی

www.alahazratnetwork.org

فَاُتِیَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِیْصَةَ بِیَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِیْ فَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ وَكَانَ فِیْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ یَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَهِیَ بِالْحَبَشِیَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِیْ اَبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ

کولاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا گود میں اُٹھا کر لے تو حضور نے وہ کملی اپنے ہاتھ میں لی انہیں پہنائی فرمایا پرانی کرو اور پھاڑو پھر پرانی کرو اور پھاڑو ۲ اس میں ہرے یا پیلے بیل بوٹے تھے تو فرمایا اے اُمّ خالد یہ بہت اچھے ہیں سناہ حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں ۳ فرماتی ہیں میں حضور کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی ۴ تو مجھے میرے والد نے ڈانٹا ۵ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو ۶ (بخاری) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

۱ ام خالد کے والد انہیں گود میں اٹھا کر لائے کیونکہ اس وقت آپ بہت کمسن بچی تھیں ۲ یعنی اے ام خالد جیتی جاگتی رہو تمہاری عمر دراز ہو تم اس کملی کو پرانی کر کے پھاڑو اس کے بعد اور کپڑے سے پرانے کرتی پھاڑ قاری بعض روایات میں ہے کہ یہ دعا تین بار دی ۳ چونکہ ان کے والد خالد بن سعید اولا ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہاں ام خالد پیدا ہوئیں وہاں کی زبان سیکھ گئیں اس لیے حضور انور نے ان سے حبشی زبان کا کلمہ ارشاد فرمایا۔ سناہ مدینہ منورہ کی زبان حسنۃ نہ فرمایا ۴ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر نئی اور عجیب چیز کو چھوتے چھیڑتے چپکی سے دباتے ہیں میں بھی مہر نبوت شریف سے یہ ہی حرکات کرنے لگی۔ ۵ اور کہا کہ بیٹی ایسی بے ادبی نہ کرو ادب سے بیٹھو خیال رہے کہ حضور انور کی قمیض کا گریبان سینہ پر نہ تھا بلکہ گردن کے دونوں طرف چاک تھے جن میں ایک ایک بٹن لگا تھا وہ بٹن اکثر کھلے رہتے تھے ام خالد نے اپنا ننھا سا ہاتھ اُن چاکوں کے اندر ڈال دیا، اور مہر نبوت شریف کو مس کرنے لگیں۔ کاش وہ پورے وہ انگلیاں ہم کو میسّر ان کی زیارت میسر ہوتی تو ہم چوم کر آنکھوں سے لگاتے۔ شعر

ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے ۔۔۔ ساربان کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے

دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے ۔۔۔ دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے

اس گنہگار فقیر احمد یار نے اپنی داڑھی سے حضورؐ کی پائنتی شریف کی چوکھٹ جھاڑی ہے۔ تذکرے یہ داڑھی جو اس آستانہ کی جھاڑو دی ہے میری بخشش کا ذریعہ بن جائے ۵ یعنی اس بچی کو اپنا کام کرنے دو اسے اس کام سے برکت حاصل ہو رہی ہے کبھی یہ اپنے پوروں اپنی ان انگلیوں پر ناز کیا کرے گی اسے آج دوہری برکتیں نصیب ہیں۔ ہماری چادر کا عطیہ اور مہر نبوت سے مس حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس حدیث سے بزرگوں کے خرقے ان کا پہننا۔ ان سے برکت لینا ثابت فرمایا کہ مومنوں کے ان اعمال کی اصل یہ حدیث ہے۔

(مرقات)

www.alahazratnetwork.org

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے ۱؎ اور نہ بالکل پست قد ۲؎ اور نہ خالص سفید رنگ تھے ۳؎ اور نہ گندمی رنگ نہ تو چھلے دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بال والے ۴؎ اللہ نے انہیں نبی بھیجا سے پر چالیس سال کی عمر شریف کے ۵؎ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں دس سال ۶؎ اللہ نے آپ کو ولادت دی ساٹھ سال کے کنارے پر ۷؎ اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے ۸؎ اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ قوم

۱؎ بائن بنا ہے بون سے بمعنی دوری ای سے بے طلاق بائنہ یہاں بائن سے مراد ہے بہت زیادتی جو حد اعتدال سے دور ہو یعنی حضور انور اتنے دراز قد نہ تھے کہ حد اعتدال سے دور ہوں ۲؎ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور مائل بہ درازی تھے کیونکہ طویل کے ساتھ بائن کی قید بیان ہوئی اور اقصیر مطلق بغیر قید کے فرمایا ۳؎ بلکہ آپ کا رنگ شریف سفید مائل بہ سرخی تھا یا سرخی پیلا ہوا سفید جو کہ بہت ہی حسین ہوتا ہے ۔ ۴؎ یعنی حضور کے بال شریف نہ تو حبشے والوں کی طرح بالکل چھلے دار مٹھے ہوئے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ بال سیدھے کناروں پر خم دار تھے ۔ ایسے بال بہت حسین معلوم ہوتے ہیں ۔ ۵؎ سر سے مراد ہے آخری کنارہ ہے حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا جب آپ کا سنہ شریف پورے چالیس سال کا ہو چکا تھا ۔ ۶؎ تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں قیام دس سال رہا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہور نبوت کے بعد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا دس سال تیرہ سال پندرہ سال قوی یہ ہے کہ تیرہ سال قیام رہا لہذا عمر شریف کل تریسٹھ سال ہوئی ساٹھ یا پینسٹھ سال نہیں یہاں دس سال والی روایت ہے ۔ ۷؎ مرقات نے یہاں فرمایا کہ ساٹھ والی روایت میں دو باتوں کی گئی ہے تین جو کسر تھی وہ چھوڑ دی گئی اور پینسٹھ سال والی روایت میں ولادت اور وفات کی سال شامل کر لی گئی ہیں ورنہ عمر شریف تریسٹھ سال ہے اور یہ دونوں روایات اس کے خلاف نہیں ۸؎ بعض روایات میں ہے کہ سر مبارک داڑھی شریف اور ریش بچی سب میں ملا کر بیس بال سفید تھے بعض میں ہے کہ کل چودہ بال سفید تھے ۔ یہ روایت چودہ بالوں والی ہے شمار میں اختلاف ہو سکتا ہے ۔ اس روایت میں ہے کہ سر مبارک میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش بچی میں ایک بال سفید ۔

www.alahazratnetwork.org

الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ وَفِيْ آخَرَ لَهٗ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ ؕ

میں درمیانہ قد تھے نہ بہت دراز اور نہ پست قد[1] چمکدار رنگت[2] اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے[3] (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ حضور بھاری سر[4] اور بھاری قدم والے تھے میں نے آپ جیسا حسین آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے[5] آپ کتنا ہاتھ پھیلاتے تھے[6] بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور بھاری قدم بھاری ہاتھوں والے تھے[7]

[1] پہلے گذر چکا کہ حضور انور درمیانہ قد تھے مائل بہ دراز یہ قد بہت حسین ہوتا ہے [2] رنگت سفید جس میں سُرخی پھلائی ہوئی اور وہ جگمگاتی ہوئی تھی رنگ حسن کی انتہا ہے

شعر جس سے تاریک دل جگمگانے لگے اس چمک دار رنگت پہ لاکھوں سلام

[3] بالوں کی درازی میں چار روایتیں ہیں نصف کان تک، کانوں کی لو تک، کانوں اور کندھوں کے درمیان کندھوں تک ان میں تعارض نہیں کبھی تا بگوش کبھی تا بدوش مختلف اوقات میں مختلف حالات تھے۔ حضور انور بال کٹواتے تھے اور سوا حج و عمرہ کے کبھی منڈواتے نہیں تھے۔ [4] چھوٹا سر کم عقلی کی علامت ہوتی ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا۔ درمیانی سر قدر سے بڑا بہت حسین ہے وہ ہی یہاں مراد ہے شعر

ہر چہ اسباب جمال است رُخِ خوب ترا ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفی (اشعہ)

[5] بھاری قدم بہادری، ثابت قدمی اور عبادت میں طاقت کی دلیل ہیں پتلے دبلے قدم کمزوری کی علامت ہے۔ یوں ہی تلوے اندر کو دھنسے ہونا حسن کے خلاف ہے کہ زمین پر صرف کنارہ قدم لگے باقی الگ رہیں۔ پورا قدم زمین کو لگے بھرے قدم ہوں یہ حسن ہے حضور کے قدم شریف ایسے ہی تھے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں شعر

دل کو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا سینہ پر رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

[6] یعنی آپ کا حسن کما حقہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے نہ آپ سے پہلے ایسا حسین دیکھا نہ آپ کے بعد حضرت انس کی آنکھ تو کیا دیکھتی جناب جبریل امین کی آنکھوں نے ایسا نہ دیکھا۔ شعر

معراج میں جبریل سے کہنے لگے شاہ امم تم نے تو دیکھے ہیں بہت بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

روح الامیں کہنے لگے اے رشکِ حسنِ تیری قسم آقا نہ گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری !!

www.alahazratnetwork.org

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَأَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ

روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے[1] دو کندھوں کے درمیان فاصلے والے[2] آپ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک تھے[3] میں نے آپ کو سُرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہ دیکھا[4] (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے زلفوں[5] والا سُرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین ہو، آپ کے بال

[1] کشادہ، پتھیلی علامت ہے جود وسخا کی حضور جیسا سخی پیدا نہ ہوا نہ ہوگا۔ عرب کہتے ہیں عبد الکف بخیل و بسط الکف جواد، تنگ ہتھیلی والا کنجوس ہوتا ہے وسیع ہتھیلی والا سخی داتا[1] خیال رہے کہ حضور انور کے دست مبارک قدم شریف تھے تو بھاری مگر کھال مبارک نہایت نرم تھی جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضور کے اعضاء ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ نرمی اور چیز ہے بھاری ہونا کچھ اور یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ پاؤں بھاری ہونا مردوں میں ہنر ہے عورتوں میں عیب ہے کیونکہ مردوں کے مضبوط اعضاء بہادری کی علامت ہیں۔ عورتوں کے اعضاء نازک چاہئیں (مرقات)

[1] یہ فرمان تركیبی ہے۔ یعنی قریبًا درمیانہ تھے کیونکہ حضور انور قدرے طویل قد تھے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا (مرقات)

[2] دو کندھوں میں فاصلہ جب ہی زیادہ ہوگا جب کہ سینہ چوڑا ہو حضور کا سینہ مبارک بہت کشادہ تھا چوڑا سینہ شجاعت و سخاوت دل کی وسعت کی علامت ہے۔ اس سے دل کی وسعت کا پتہ لگتا ہے جس کا دل وسیع ہو وہ کینہ بغض و حسد سے پاک ہوتا ہے۔ حضور نے کبھی اپنی ذات کا بدلہ کسی سے نہ لیا۔ بلکہ ہمیشہ درگذر کی، معافی دی یہ ہے حضور کی وسعت قلب۔

[3] یعنی کبھی آپ کے بال شریف تا گوش ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور کے بال شریف کندھوں تک تھے۔

[4] یہاں سُرخ سے مراد خالص سُرخ نہیں، کہ مردوں کے لیے خالص سُرخ لباس ممنوع ہے بلکہ مخلوط بالاحمر مراد ہے یعنی اس کپڑے میں سُرخ خطوط بھی تھے اور بھرے بھی اور کپڑا ریشمی نہ تھا سوتی تھا۔ حلہ سوتی کپڑے کا بھی ہوتا ہے یہ حلہ یمنی تھا۔ حضور کو یمنی لباس محبوب تھا۔

[5] جو بال کانوں کی لو تک ہوں انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں انہیں جمہ کہا جاتا ہے۔ اور جو کندھوں تک پہنچیں انہیں لمہ کہتے ہیں حضور انور کے بال کبھی لمہ بھی ہوتے تھے۔ اسی کا یہاں ذکر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقَبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقَبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ اَبِيْ

آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے [1] دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے نہ تو دراز قد تھے نہ پستہ قد [2] روایت ہے حضرت سماک ابن حرب سے [3] وہ حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ منہ والے [4] سرخ و سفید آنکھ والے پتلی ایڑیوں والے تھے [5] سماک سے پوچھا گیا کہ ضلیع الفم کیا چیز ہے فرمایا کشادہ منہ [6] کہا گیا کہ اشکل العین کیا ہے فرمایا آنکھ کی لمبائی دراز [7] کہا گیا کہ منہوش العقبین کیا ہیں، فرمایا ایڑی شریف پر گوشت تھوڑا [8] (مسلم) روایت ہے ابو طفیل رضی اللہ عنہ

[1] خیال رہے کہ عورتوں کی طرح بہت لمبے بال رکھنا مردوں کو ممنوع ہیں۔ کندھوں تک مردوں کے بالوں کی انتہا ہے۔

[2] یعنی حضور کے جسم شریف میں وہ درازی یا پستی نہ تھی جو بری معلوم ہو (مرقات)

[3] آپ مشہور تابعی ہیں کوفی ہیں تیس صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے بہت مقبول الدعا تھے خود کہتے ہیں کہ میری بینائی جاتی رہی تھی، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس نے مجھے بینائی واپس فرمادی۔ (اشعۃ)

[4] منہ کی کشادگی حسن ہے اور منہ کی تنگی بدزیب مگر کشادگی زیادہ مراد نہیں کہ وہ بدزیب ہوتی ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں کشادگی منہ سے مراد ہے فصاحت و بلاغت مگر یہ قوی نہیں کہ یہاں حلیہ شریف کا ذکر ہے فصاحت کو حلیہ شریف سے تعلق نہیں۔

[5] اشکل بنا ہے شکلہ سے شکلہ کے معنی ہوتے ہیں مخلوط رنگ جس میں سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں یا آنکھ کی سفیدی مائل بہ سرخی ہو اسی سے بنا ہے اشکل۔

[6] عربی میں وجہ کہتے ہیں چہرہ کو اور فم کہتے ہیں دہان یعنی منہ کو کشادہ منہ سے مراد ہے ہونٹ قدرے دراز ہوں یہ بھی حسن و خوبی ہے۔

[7] محدثین فرماتے ہیں کہ سماک نے جو اشکل العین کی تفسیر کی ہے وہ درست نہیں تمام محدثین کا اسی پر اتفاق ہے کہ اشکل کے معنی یہ نہیں اس کے معنی وہ ہی ہیں جو ابھی مذکور ہوئے یعنی آنکھ کی تیز سفیدی میں سرخ باریک ڈورے یہ بھی حسن ہے۔

[8] پتلی ایڑی بہت حسین ہوتی ہے موٹی و چوڑی ایڑی بھدی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حسن کے تمام اوصاف جمع تھے ۞

www.alahazratnetwork.org

طُفَيْلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ اَعُدُّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

سے[1] فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور گورے نمکین حسن والے میانہ قد تھے[2] (مسلم) روایت ہے حضرت ثابت سے[3] فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا[4] تو فرمایا کہ اس حد کو نہ پہنچے کہ خضاب لگاتے[5] میں اگر چاہتا تو آپ کے سفید بال جو ڈاڑھی شریف میں تھے گن لیتا[6] اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں ان سفید بالوں کو گننا چاہتا جو آپ کے سر شریف میں تھے تو ایسا کر لیتا[7] (مسلم)

[1] آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی ہیں کنانی ہیں کنیت ابو طفیل اسی کنیت میں مشہور ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف کے آٹھ سال پائے روئے زمین میں سب سے آخری صحابی آپ ہیں جن کی وفات سب صحابہ سے آخر میں ہوگی آپ کی وفات کے بعد کوئی صحابی دنیا میں نہ رہے دور صحابہ آپ کی وفات پر ختم ہوا ۱۲ منہ، ایک سو دو میں وفات پائی۔ مکہ معظمہ میں وفات ہوئی وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات۔ اکمال وغیرہ) [2] حسن دو قسم کا ہوتا ہے ملیح اور صبیح۔ ملیح جس کا ترجمہ ہے نمکین حسن اگرچہ صباحت بھی حسن ہے مگر ملاحت حسن کا اعلیٰ درجہ ہے اس میں فرق بیان سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی چھانٹ عاشق کی نگاہ کرتی ہے اس کے بیان سے زبان قاصر ہے اشعۃ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ شعر

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو نمکین حسن والا ہمارا نبی

یوں سمجھو کہ سفید رنگ صبیح ہے اور سفیدی میں سرخی کی جھلک ہو اور اس میں کشش ہو کہ دل ادھر کھچے اور دیدہ اس کے دیدار سے سیر نہ ہو وہ ملیح ہے یعنی نمکین حسن ہے حضور ایسے ہی حسین تھے۔ [3] آپ کا نام ثابت ابن اسلم ہے بنانی ہیں کنیت ابو محمد ہے۔ تابعی ہیں بصری ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس برس رہے بصرہ میں وفات پائی (مرقات) [4] سوال یہ تھا کہ حضور انور نے سر شریف یا ڈاڑھی مبارک میں خضاب لگایا یا نہیں اگر لگایا تو کس رنگ کا اور کس چیز سے خضاب بنا ہے خضب سے بمعنی رنگنا۔ سیاہ خضاب ممنوع ہے سرخ خضاب بہتر ہے [5] یعنی حضور انور کے سر یا ڈاڑھی شریف کے بال اتنے سفید نہ ہوئے جن میں خضاب لگایا جا سکتا صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔ یہاں شیخ نے فرمایا کہ سفید بال تو بہت تھوڑے تھے کچھ بال سرخ ہو گئے تھے یعنی سفید ہونے والے تھے کہ وفات شریف واقع ہو گئی اس پر حدیث پیش کی۔ وکان مثیبہ احمر وہ سرخی بھی قابل خضاب نہ ہوتی۔ [6] شمطات جمع ہے شمط کی۔ شمط شین کی فتح میم کے سکون سے سفید اور میم کے بھی فتح سے ہو تو سیاہی سفیدی سے مخلوط یہاں پہلے معنی ہیں یعنی سفید بال داڑھی شریف میں پانچ بال سفید تھے [7] یعنی سر شریف میں بھی گنتی چنتی کے بال شریف سفید تھے اور داڑھی شریف میں بھی سر شریف میں چودہ بال سفید تھے ظاہر ہے کہ اتنے بال ضرور گنے جا سکتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِہٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَ فِی الرَّأْسِ نَبْذٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ وَمَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرَۃً اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَّعَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ کچھ سفیدی آپ کی ریش پچی اور کنپٹیوں میں تھی اور سر شریف میں کچھ معمولی سا حصہ [۱] روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ گویا موتی تھا [۲] جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے [۳] اور میں نے موٹا باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے زیادہ نرم نہ چھوا [۴] اور نہ مشک و عنبر سونگھا جو حضور انور کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو [۵] (بخاری مسلم)

[۱] نبذ۔ کے معنی ہیں تھوڑے سے بال وہ بھی الگ الگ۔ کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے چودہ تو سر شریف میں پانچ داڑھی مبارک میں ایک ریش پچی میں یہ ہے صحابہ کا عشق رسول کہ حلیہ شریف ہو بہو بیان کر دیا۔ خدا کرے یہ حلیہ شریف قبر میں یاد رہے کہ اس پر وہاں کی کامیابی موقوف ہے [۲] یعنی چمکدار اور نہایت ہی آبدار صاف شفاف خوشبودار یہاں صرف صفائی و آب تاب مراد ہے۔ خوشبو دوسری احادیث سے مروی ہے [۳] جب طاقتور آدمی چلتے ہیں تو رفتار کے دوران یکدم پاؤں زمین سے اٹھاتے ہیں گویا پاؤں کو چیر رہے ہیں۔ حضور انور کی چال پہلی قسم کی تھی تکفا کے یہ معنی ہیں جیسے انسان اوپر سے اترتے ہوئے قدم اٹھاتا ہے۔ حضور کی رفتار ایسی تھی۔ [۴] حضور انور کے ہاتھ موٹے مو ٹے یعنی بھرے ہوئے نہایت طاقتور تھے مگر ساتھ ہی نہایت نرم بھی تھے اس گنہگار نے ایک بار خواب میں اس دست قدس کو بوسہ دیا ہے بالکل ایسے ہی دیکھے نہایت ٹھنڈے کہ مصافحہ ہوا تو کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا رب تعالیٰ پھر نصیب کرے۔ شعر

خدا نے ان کو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے ۔۔۔ وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسین ہو کر

[۵] یہ خوشبو حضور کے جسم اطہر سے ہر وقت مہکتی تھی بہت تیز تھی۔ اور دور دور پہنچتی تھی حتیٰ کہ گلی سے گزرتے تو گھروں والے اندر ہی خانہ محسوس کر لیتے تھے پھر یہ خوشبو بہت دیر تک پھیلی رہتی تھی کہ جس گلی سے گزر جاتے بعد میں بہت دیر تک وہ گلی مہکی رہتی تھی کہ بعد میں آنے والے پہچان لیتے کہ یہاں سے حضور گزر گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ ۔۔۔ کیسی خوشبو میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْا

روایت ہے حضرت ام سلیم سے[1] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان کے پاس قیلولہ کرتے تھے[2] وہ حضور کیلئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں[3] حضور اس پر آرام کرتے تھے حضور کو پسینہ بہت آتا تھا[4] تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے بولیں حضور آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے[5] اور ایک روایت میں ہے کہ بولیں یا رسول اللہ ہم اس کی

بلکہ اب بھی روضہ اطہر پر خصوصاً مواجہ شریف جہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے کبھی کبھی نہایت نفیس خوشبو محسوس ہوتی ہے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ کبھی کسی کو اپنے گھر میں خصوصاً تہجد کے وقت غیبی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے یہ خیال کرے کہ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں بعض لوگوں کی وفات کے وقت ایسی خوشبو محسوس ہوتی ہے گویا حضور تشریف لائے ہوئے ہیں اس میت کو لینے آئے ہیں۔

[1] آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے کنیت ام سلیم بنت ملحان ہے آپ پہلے مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں ان سے حضرت انس ابن مالک پیدا ہوئے مالک ابن نضر مشرک مارے گئے تو ابو طلحہ نے آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ میرا مہر یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس کے سوا میں اور مہر نہیں چاہتی۔ چنانچہ ابو طلحہ مسلمان ہوئے اور آپ سے نکاح کیا بے شمار فضائل و شمائل والی بی بی ہیں[2] خیال رہے کہ ام سلیم اور آپ کی بہن ام حرام دونوں عورتیں کی صاحبزادیاں ہیں بعض مؤرخین نے فرمایا کہ یہ دونوں بیبیاں حضور انور کی رضاعی خالہ تھیں اس لئے آپ سے پردہ نہ کرتی تھیں اور آپ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ دونوں بیبیاں مدینہ کے انصاری نجار سے ہیں۔ حضور انور کبھی شیر خوارگی میں مدینہ نہ گئے لہٰذا حق یہ ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کے والد حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ تھیں۔ کیونکہ عبدالمطلب نے مدینہ منورہ میں بنی نجار میں ایک بی بی سے نکاح کیا تھا وہاں یعنی مدینہ پاک میں ہی حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہاں ہی ان کی شیر خوارگی کا زمانہ گزرا اور بنی نجار میں ہی پلے بڑھے ام حرام اور ام سلیم کی بہن نے انہیں دودھ پلایا اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کی رضائی دادیاں، پھوپھیاں ہیں لہٰذا آپ کا ان کے پاس جانا سونا بالکل درست ہے۔ (مرقات) [3] نطع نون کے کسرہ اور ط کے فتحہ سے چمڑا کا بستر [4] کیونکہ حضور انور بہت حیادار تھے جس کو حیا و شرم بہت ہوتی ہے اسے پسینہ بہت آتا ہے (مرقات) [5] ظاہر یہ ہے کہ ام سلیم جسم شریف سے پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنے عطر میں ملا لیتی تھیں ما نہیں جسم اطہر چھونا جائز تھا اسی رشتہ کی وجہ سے جو ہم نے عرض کیا اور ہو سکتا ہے، کہ اس بستر سے یا حضور کے کپڑے سے نچوڑ لیتی ہوں۔ [6] پسینہ شریف کا خوشبودار ہونا غیر اختیاری معجزہ تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی، حضرات انبیاء کرام کے معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں لازمی معجزات جیسے یہ مذکورہ معجزے عارضی اختیاری

www.alahazratnetwork.org

بَرَّكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّيَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَّرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞

برکت کی اپنے بچوں کے لیے امید کرتے ہیں فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر اپنے گھر کی طرف چلے میں حضور کے ساتھ چلا آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے ایک ایک کے ۵ رہا میں تو حضور نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو گویا عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے (مسلم)

معجزات جیسے حضرت موسیٰ کا عصاء یا ید بیضا کہ جب پھینکا وہ سانپ بن گیا عارضی غیر اختیاری معجزات جیسے آیات قرآنیہ کا نزول یہ خوشبودار پسینہ پہلی قسم کا معجزہ ہے ۞

۱ یعنی بطور تبرک آپ کا پسینہ اپنے بچوں پر ملتے ہیں جس سے خوشبو بھی حاصل ہو برکت بھی کہ اس کی برکت سے ہمارے بچے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں (اشعۃ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع بلا ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی قمیض نے حضرت یعقوب کی بینائی کی بلا دور کر دی۔ ۲ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پسینہ ان کے لباس بال سارے آثار سے برکت اور قرب الٰہی حاصل کرنا مستحب ہے (مرقات) جب حضرت انس کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری میت پر جو خوشبو ملی جاوے اس میں یہ پسینہ شریف شامل کیا جاوے (مرقات) حضور انور نے اپنا تہبند شریف اپنی صاحبزادی زینب کے کفن میں رکھوایا برکت کے لیے۔ ۳ آپ اور آپ کے والد عمرہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں (اشعۃ) ۴ اس سے مراد نماز فجر ہے کہ دن کی پہلی نماز یہی ہے اس وقت دروازہ مسجد پر بچے جمع ہو جاتے تھے دم کرانے یا دست اقدس اپنے سروں پر پھروانے کے لیے۔ ۵ بہت چھوٹے بچے اپنے والد کی گود میں تھے کچھ سمجھدار بچے خود کھڑے تھے حضور انور محبت سے ان کے رخساروں پر اس طرح چھوتے ہوئے نکلتے چلے گئے کہ انگوٹھا شریف ایک رخسار پر انگلیاں دوسرے رخسار پر ان بچوں کی ٹھوڑی حضور کی ہتھیلی شریف میں جیسے عموماً بزرگ حضرات بچوں کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ۶ یعنی ہاتھ شریف ٹھنڈے اور خوشبودار تھے مگر ٹھنڈک تکلیف دہ نہیں بلکہ نہایت ہی خوشگوار تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔ ۷ خیال رہے کہ حضور انور کا جسم اطہر خود بھی خوشبودار معطر تھا اور حضور عطر ملتے بھی تھے۔ تاکہ اصل و عارضی دونوں خوشبوئیں مل کر بہت لطف دیں کیونکہ حضور کی ملاقات فرشتوں سے ہوتی رہتی تھی (مرقات) یہاں اس ذاتی خوشبو کا ذکر ہے اس لیے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اور صفات شریف میں ذکر کی گئی ۞

www.alahazratnetwork.org

وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاسْمِيْ فِيْ بَابِ الْاَسَامِيْ وَحَدِيْثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِيْ بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَشْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ

اور حضرت جابر کی حدیث سموا باسمی ناموں کے باب میں ذکر کی گئی اور سائب ابن یزید کی حدیث کہ میں نے مہر نبوت دیکھی، پانیوں کے احکام کے باب میں بیان کی گئی [1] دوسری فصل روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے [2] اور نہ پستہ قد بڑے سر اور داڑھی والے [3] موٹی ہتھیلیاں اور موٹے قدم [4] سرخی پلائے ہوئے [5] موٹے جوڑوں والے [6] دراز بالوں کی ڈوری [7] جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں [8] میں نے

[1] یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں اس جگہ مذکور تھیں مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے ان بابوں میں بیان فرمادیں وہاں ہی مطالعہ کرو۔

[2] اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ حضور انور کا قد شریف مائل بہ درازی تھا مگر دراز قد نہ تھے [3] یعنی حضور انور کی داڑھی شریف نہ تو کچی تھی جو صرف ٹھوڑی پر ہوتی ہے بلکہ بھرا خط تھا اور نہ آپ کٹواتے تھے بلکہ پوری ایک مشت یعنی چار انگل رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث شریف کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور انور داڑھی کو اطراف سے لیتے تھے۔ اس کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا وہ عمل ہے کہ آپ اپنی داڑھی شریف مٹھی سے پکڑتے جو حصہ مٹھی سے باہر ہوتا اسے کٹوا دیتے تھے۔ تمام انبیاء کرام گھنی داڑھی والے تھے۔ حضور انور کی داڑھی شریف بھی گھنی اور بڑی تھی ایک مشت۔ [4] یعنی ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے یہ بڑا حسن ہے۔ [5] مشرب باب افعال کا مفعول ہے جس کے معنی ہیں سفیدی میں کچھ تھوڑی سرخی پلائی ہوئی۔ بالکل سرخ رنگ بھی اچھا نہیں اور سرخی میں سفیدی کی جھلک بھی حسن نہیں بلکہ سفیدی میں سرخی کی جھلک اعلیٰ حسن ہے۔ اس حسن کا نام ملاحت ہے یعنی نمکین حسن پچھلے دو حسنوں کو صباحت کہا جاتا ہے۔

[6] کراویس جمع ہے کردوس کی اس کے معنی ہیں جوڑ جہاں دو ہڈیاں جڑتی ہیں جیسے کندھے گھٹنے۔ کلائی کہنی وغیرہ ہڈیوں کے کناروں کو بھی کردوس کہتے ہیں۔ یہ اگر موٹے ہوں تو اعضاء میں طاقت و قوت پوری ہوتی ہے۔ [7] مسربہ بالوں کی وہ پتلی ڈوری جو سینہ کے کنارہ سے ناف تک ہوتی ہے یہ کسی کے ہوتی ہے کسی کے نہیں۔ یہ ڈوری علامت ہے۔ وفاداری کی اگر سینہ بالوں سے ننگا ہو تو آدمی اکثر بے وفا ملتی ہوتا ہے۔ [8] یعنی حضور انور کی چال میں ضعف بھی نہ تھا اور تکبر بھی نہیں قوت والی تواضع والی چال تھی، سر جھکا ہوا قدم پوری طاقت سے

www.alahazratnetwork.org

لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۞ وَعَنْهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد[1] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔ روایت ہے انہیں سے کہ آپ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے تو فرماتے تھے[2] کہ نہ تو آپ بہت ہی دراز قد تھے اور نہ بہت ہی پستہ قد[3] قوم میں درمیانہ قد تھے، اور نہ تو آپ چھلے والے گھونگھر بال تھے، اور نہ بالکل سیدھے بال والے آپ کے بال خم دار تھے،[4]

اٹھتا، پوری طاقت سے زمین پر پڑتا تھا۔ یہ لفظ بنا ہے کفر سے بمعنی قدم پر اعتماد۔

[1] یہاں قبلہ سے مراد ہے حضور کی وفات سے پہلے اور بعدہ سے مراد ہے حضور کی وفات کے بعد کیونکہ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے پہلے کا زمانہ دیکھا ہی نہیں۔ آپ حضور انور سے قریباً تیس سال چھوٹے ہیں۔

[2] یہاں وصف سے مراد ہے صورت پاک کی صفات بیان کرنا یعنی حلیہ شریف حضور انور کی نعت شریف چند قسم پر ہے حضور کے نور کا بیان صورت کا بیان۔ سیرت و اخلاق کا بیان گھر والوں سے برتاؤ کا بیان۔ مخلوق سے تعلق کا بیان۔ رب کی عبادات کا بیان۔ بندوں سے معاملات کا بیان۔ حضور کی جود و سخا و کرم نوازیوں کا بیان۔ غرضکہ حضور کے ہر حال ہر کمال لازوال کی تعریفیں دریا ناپیدا کنار ہیں۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم — کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

[3] ممغط یعنی ممدود ہے باب افعال کا اسم مفعول ہے۔ یعنی انتہائی دراز لمبے اور متردد بمعنی تنہائی ہے یعنی بہت ہی پستہ قد (مرقات)

[4] حضور انور کے بال شریف سیدھے اور کناروں پر خم دار تھے اسے اردو میں کنڈل والے بال کہتے ہیں یہ بہت ہی حسین ہوتے ہیں۔ حضور کے بال۔ کھال خد و خال رخسار گفتار

کردار سب ہی حسین تھیں حضور حسن کے
مرکز ہیں جہاں سے حسن تقسیم ہوتا ہے

www.alahazratnetwork.org

وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمَشَاشِ وَالْكَتِدِ أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً مَنْ

اور نہ آپ بہت موٹے تھے نہ بالکل گول [illegible] والے آپ کے چہرے میں قدرے گولائی تھی سفید رنگ تھے سرخی ملائی ہوئی خوب کالی آنکھیں دراز پلک موٹی [illegible] سے موٹے کندھوں والے جسم شریف صاف بالوں کی باریک ڈوری موٹی ہتھیلیاں موٹے موٹے قدم جب چلتے تو پوری طاقت سے چلتے گویا آپ گہرائی میں اتر رہے ہیں اور جب ادھر ادھر توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے آپ کے کندھوں کے بیچ مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں لوگوں میں سخی دل لوگوں میں بہت سچی بات والے ان میں نہایت نرم طبیعت والے اور ان میں بہت اچھے برتاؤ والے تھے،

۱؎ مطہم بہت موٹے کو بھی کہتے ہیں اور بہت دبلے کو بھی یہ لفظ دو ضدوں کے لیے وضع کیا گیا ہے یعنی جیسے حضور انور میانہ قد تھے۔ نہ بہت دراز نہ بہت پستہ قدیوں ہی حضور میانہ جسم تھے نہ بہت بھاری نہ بہت پتلے جسم والے (مرقاۃ)

۲؎ ادعج وہ آنکھ ہے جس کی سفیدی بھی تیز ہو اور پتلی کی سیاہی بھی خوب تیز ہو یہ آنکھ کا بہت حسن ہے۔ گدلی سفیدی یا بھوری پتلی حسن کے خلاف ہیں لمبے پلک حسن ہے پلکوں کا چھوٹا ہونا یا بالکل نہ ہونا حسن کے خلاف ہے۔

۳؎ جلیل یعنی موٹے یا بھاری شانہ ہڈیوں کا کنارہ کندھوں کا کنارہ یا کندھے۔

۴؎ یعنی کلائیوں پنڈلیوں وغیرہ پر بہت بال نہ تھے خیال رہے کہ یہ اعضاء شریف بالوں سے بالکل خالی نہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے (مرقات)

۵؎ صبب بلندی کو بھی کہتے ہیں اور نشیبی زمین کو بھی پہلے صبب بمعنی بلندی گزر چکا یہاں بمعنی گہرائی ہے۔ انسان چڑھتے اترتے دونوں حالتوں میں خوب طاقت سے چلتا ہے۔ لہٰذا دونوں فرمان بالکل درست ہیں کہ سرکار کی رفتار بہت طاقت سے ہوتی تھی جیسے چڑھتے یا اترتے وقت چلا جاتا ہے۔

۶؎ یعنی اپنے داہنے بائیں کنکھیوں سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ادھر دیکھنا ہوتا تو ادھر گھوم کر دیکھتے تھے پوری توجہ سے۔

۷؎ مہر نبوت کی تفصیل پہلے گزر گئی یہ مہر خاتم النبیین ہونے کی علامت تھی اسی لیے کسی نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں ہوا کیونکہ ان میں کوئی صاحب خاتم النبیین نہ تھے

۸؎ یعنی حضورؐ کا برتاؤ اپنے پرایوں سے بہت ہی اچھا تھا حضورؐ سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچی۔ جب کسی پر سختی کی تو اللہ کے لیے جیسے جہاد پر کفار مجرمین کو سزائیں۔

www.alahazratnetwork.org

رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً حَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرْفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞

جو آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ سے ہیبت کرتا اور جو آپ سے خلا ملا کرتا جان کر تو آپ سے محبت کرتا ۱؎ آپ کا نعت گو کہتا تھا کہ میں نے آپ کی مثل نہ آپ کے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم ۲؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے تھے کوئی راستہ پھر پیچھے آتا کوئی ۳؎ مگر وہ پہچان جاتا تھا کہ یہاں سے حضور گزرے ہیں آپ کی اعلیٰ مہک کی وجہ سے یا کہا آپ کے پسینہ کی خوشبو سے ۴؎ (دارمی)

۱؎ معلوم ہوا کہ چہرہ انور میں وقار، رعب، دبدبہ اور ہیبت تھی کہ جو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔ مگر اخلاق کریمانہ ایسے تھے کہ چند روز حضورؐ کے پاس حاضر رہتا تو آپ سے مانوس ہو جاتا۔ اب بھی روضۂ انور پر ہیبت سے پہلی بار حاضری پر دل تھرا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا حتی کہ وداع کے وقت آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ شعر

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

روضہ اچھا زائر اچھے اچھی رائیں اچھے دن سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

۲؎ حضرات صحابہ کرام تو حضورؐ کی مثل کیا دیکھتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضورؐ کا مثل نہ دیکھا۔ دیکھتے کیسے خدا نے حضورؐ کا مثل بنایا ہی نہیں۔ حضور انور کی بے مثالی کا مسئلہ ہم نے تفسیر نعیمی پارہ اول میں ان اللہ علی کل شئ قدیر کی تفسیر میں کچھ تفصیل سے عرض کیا ہے جسے کہتے ہیں مسئلہ امتناع النظیر حضورؐ کا مثل ناممکن ہے۔ خیال رہے کہ آیت کریمہ انما انا بشر مثلکم سے مراد یہ ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اس چیز میں مثل کہ خالص بندہ ہوں مجھ میں الوہیت کا شائبہ نہیں نہ خدا ہوں، نہ خدا کا جز نہ خدا کا بیٹا بھائی وغیرہ بلکہ خالص بندہ ہوں حضورؐ خود فرماتے ہیں ایکم مثلی تم میں مجھ جیسا کون ہے یعنی کوئی نہیں۔

۳؎ پیچھے سے مراد یہ نہیں ہے کہ فوراً آپ کے بعد کوئی آتا بلکہ دیر تک گلی کوچہ میں خوشبو رہتی تھی۔ کہ اگر کچھ دیر کے بعد بھی کوئی ادھر سے گزرتا تو پہچان لیتا کہ پہلے یہاں سے حضورؐ گزرے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴؎ یہ راوی کو شک ہے کہ حضرت جابر نے عرفہ فرمایا ہے یا عرقہ کہا قاف سے عرف جسم کی ذاتی مہک یا خوشبو کو کہتے ہیں۔ عرق قاف سے یعنی پسینہ یعنی خوشبو ملے ہوئے عطر کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ خود جسم پاک میں خوشبو تھی یا پسینہ معطر ہیں۔ مگر عرف زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضورؐ کی یہ مہک تو دائمی تھی اور پسینہ صرف گرمی کے موسم میں آتا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اَضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے [1] فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے [2] وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے [3] (دارمی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ رضی سے [4] فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا [5] تو میں رسول اللہ

[1] عمار ابن یاسر تو صحابی ہیں مگر ان کے بیٹے محمد اور پوتے عبیدہ دونوں تابعی ہیں۔ عبیدہ بہت مشہور تابعی ہیں بڑے عالم بڑے عامل متقی تھے بہت صحابہ سے ان کی ملاقات ہے ان سے عبدالرحمٰن ابن اسحاق جیسے جلیل القدر تابعی نے احادیث روایت کیں۔

[2] اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور کے احوال طیبہ طاہرہ سننا بلکہ فرمائش کرکے ان سے حضور انور کی نعت شریف سننا بزرگان دین کی سنت ہے دیکھو یہ تابعی ایک صحابیہ بی بی کے پاس جاتے ہیں حضور کے حالات آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لیے مگر یہ سننا سنانا پردہ میں سے ہوتا تھا۔ اجنبی عورت مردوں کو خوش الحانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرأت عورتوں کو سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لیے عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی کہ امام کو قرأت بلند آواز سے کرنی پڑتی ہے۔

[3] یعنی تم کو حضور انور کے چہرہ اطہر میں سورج کی سی تجلی معلوم ہوتی چہرہ حضور کا ایسا چمکتا دمکتا تھا۔ حضور انور کے چہرہ کو بعض صحابہ چاند جیسا کہتے ہیں بعض سورج جیسا یا تو یہ دونوں کلام صرف سمجھانے کے لیے ہیں یا جب حضور انور خوشی میں ہوتے تو انوار اور زیادہ ہوجاتے تھے اس وقت کی چمک کو سورج سے تعبیر کیا گیا ہے عام حالت میں چاند جیسا چہرہ ہوتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

[4] آپ کا نام جابر ابن سمرہ ہے کنیت ابوعبداللہ ہے قبیلہ بنی عامر سے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی ۷۴ھ چوہتر میں وفات پائی۔ (اکمال)

[5] اضحیان الف اور ح کے کسرہ سے وہ رات جس میں چاند رات بھر رہے یعنی چودھویں شب اور بادل بھی نہ ہو آسمان صاف ہو جب یہ دو شرطیں ہوں تو اسے اضحیان کہتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضہ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا ۱؎ آپ پر سُرخ جوڑا تھا ۲؎ میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے ۳؎ (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز ۴؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی ۵؎ گویا سورج آپ کے چہرے میں گردش کر رہا ہے ۶؎ اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو اپنے رفتار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ

۱؎ اس طرح کہ کبھی تو آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینہ کے چاند شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کو صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور انور کا چہرہ دیکھنا بھی اعلیٰ عبادت ہے جیسے قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن مجید کو دیکھنے سے چہرہ انور دیکھنا اعلیٰ و افضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے۔ ان کا نام مسلمان بنائے ان کا چہرہ صحابی بنائے اور ان کا تصور عارف بناتا ہے۔ شعر

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سنتا تجھ میں گم ہونا ۔۔۔ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانیکا ۔۔۔ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

فرشتے قبر میں وہ چہرہ ہی دکھاتے ہیں پہچان کراتے ہیں قرآن مجید یا کعبہ معظمہ نہیں دکھاتے انہیں کے چہرہ کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے ہر مومن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مومن کا سینہ مدینہ ہے ہم نے عرض کیا ہے ؎

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ ۔۔۔ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۲؎ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور انور نے خالص سرخ کپڑے کبھی نہ پہنے بلکہ اس سے مردوں کو منع فرمایا۔ ان جیسی احادیث میں سُرخ دھاریوں والا جوڑہ مراد ہوتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے ۳؎ ان حضرات کی نگاہ حقیقت بیں تھی حقیقت میں چہرہ مصطفوی چاند سے کہیں زیادہ حسین ہے کہ چاند صرف رات میں چمکے یہ چہرہ من رات چمکے چاند صرف تین رات چمکے یہ چہرہ ہمیشہ ہر دن رات چمکے چاند جسموں پر چمکے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکے چاند سدا ابدان دے یہ چہرہ نور ایمان دے چاند گھٹے بڑھے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ رہے چاند کو گرہن لگے یہ کبھی نہ گہنائے چاند سے عالم اجسام کا نظام تازہ ہے حضور سے عالم ایمان تا۔ حضور انور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت میں نہ تھا۔ بلکہ واقعیوں ہی ہے چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ نہ کاٹے حسن یوسف دیکھ کر زلیخا نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور حسن یوسفی سے حسن محمدی افضل ہے لہٰذا حضرت جابر کا یہ فرمان بالکل درست ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ اِنَّا لَنَجْہَدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَۃٌ وَّکَانَ لَا یَضْحَکُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَّکُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْہِ قُلْتُ اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَکْحَلَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

علیہ وسلم سے زیادہ تیز ہو گویا آپ کے لیے زمین لپٹی جاتی تھی ہم تو اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے اور آپ پرواہ نہ فرماتے تھے ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی ۱۲ اور نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے ۱۲ اور میں جب حضور کو دیکھتا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے نہ ہوتے تھے ۱۲ (ترمذی) تیسری فصل

۱۲ کوئی چیز میں چاند، سورج تارے اور تمام حسین انسان سب ہی داخل ہیں حضور ان سب سے بہتر ہیں ۱۲ یعنی نورانی اور نورانی کرنیں حضور کے چہرے انور میں ایسی چمکتی معلوم ہوتی تھیں، جیسے سورج اپنے فلک میں گردش کرتا ہے (مرقات) اور اگر تجری کے معنی کر لیے جائیں جگمگا رہا ہے تو مطلب بالکل ظاہر ہے ۔

۱۲ حضور کی رفتار کی تیزی بے راستہ طے ہونے کے لحاظ سے تھی نہ کہ سرکار کے چلنے کے لحاظ سے حضور انور نہایت وقار سے آہستہ چلتے تھے رب فرماتا ہے واقصد فی مشیک مگر آپ کے آہستہ چلنے کے باوجود راستہ جلد اور بہت زیادہ طے ہوتا تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۲ یہ بھی حضور انور کا معجزہ تھا کہ آہستہ چلنے پر زمین زیادہ طے ہوتی تھی بعض صوفیاء کو بھی یہ کرامت عطا ہوتی ہے اسے طے الارض کہتے ہیں معراج میں جو حضور انور نے طی الارض کیا نہیں کی بلکہ زمین و آسمان عرش و کرسی، لوح و قلم سب ہی طے فرما لیے، آصف برخیا کی طی الارض تو قرآن مجید سے ثابت ہے رب فرماتا ہے ۔ اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں ملکہ بلقیس کا تخت یمن سے آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا ۔

۱۲ رب کا منشا یہ تھا کہ کوئی شخص میرے محبوب سے آگے نہ چل سکے لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ یہ عمل خود رب تعالیٰ نے ان سے کرایا تھا ۔ ۱۲ یعنی حضور کی پنڈلیاں بہت موٹی نہ تھیں جو بدنما ہوتی ہیں بلکہ قدرے پتلی تھیں جن سے کمزوری کا نہیں بلکہ لطافت کا ظہور ہوتا ہے بہت پتلی بھی نہ تھیں جو دوسرے اعضاء کے مناسب نہ ہوں اور اچھی نہ معلوم ہوں (مرقات)

۱۲ حضور سے ٹھٹھا مار کر ہنسنا کبھی ثابت نہیں بہت ہنسنا دل کو غافل کر دیتا ہے مسکرانے سے اپنا دل بھی خوش ہوتا ہے سامنے والے کا دل بھی خوش کر لیتا ہے ۱۲ یعنی حضور پیدائشی طور پر سرگیں آنکھیں والے تھے پھر بھی سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائی سرمہ لگاتے تھے اگر کبھی سرمہ نہ بھی لگاتے تو وہ قدرتی سرمہ جو رب نے لگا کر دنیا میں بھیجا تھا وہ نمودار ہوتا تھا، حضور انور قدرتی طور پر ناف بریدہ ختنہ شدہ سرمہ دانستہ کٹے ہوئے پیدا ہوئے ولادت پاک اسی طرح ہوئی تھی ۔ شعر

بالوں میں خانہ آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا ۔ لپٹے ہوئے حریر میں ختنہ کیا ہوا

www.alahazratnetwork.org

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ يَقْرَءُ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثنیہ دانتوں میں کھڑکی والے تھے جب کلام فرماتے تو آپ کے ثنیہ دانتوں کے درمیان سے نور سا نکلتا تھا (دارمی) روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک جاتا تھا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے، ہم یہ جان لیتے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انسؓ سے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا تو اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کو تشریف لائے اور اس کے باپ کو اس کے سرہانے

لہ آگے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو رباعیہ کہتے ہیں، ان سے متصل ایک ایک دانت کو ثنائی کہتے ہیں کیلوں کو انیاب کہتے ہیں داڑھوں کو اخراس حضور کی ثنایہ دانت رباعیہ سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان باریک کھڑکیاں تھیں، یہ بھی حسن کا بہترین مرقع ہے یہ کھڑکی اوپر نیچے والے دونوں ثنایا میں تھیں (اشعۃ) سے یہ نور دل میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے سوئی تلاش کرلی جاتی تھی اعلیٰحضرت نے فرمایا ؎

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے رات کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

سے یعنی حضور کے دل کی خوشی چہرۂ انور پر ظاہر ہوجاتی تھی، چہرۂ پاک چمک دمک جاتا تھا یوں تو حضور کا چہرہ قدرتی طور پر ہر وقت ہی منور اور چمکیلا تھا، مگر خوشی میں ایک خاص چمک اور بھی نمودار ہوتی تھی جس سے وہ نور اعلیٰ نور ہوجاتا تھا اور یہ نور ایسا ظاہر باہر ہوتا تھا کہ کسی پر مخفی نہیں رہتا تھا۔ سے عربی میں غلام نابالغ مگر سمجھدار بچے کو کہتے ہیں بہت چھوٹے بچے کو صبی کہا جاتا ہے شیر خوار کو رضیع اور جس کا دودھ چھوڑ دیا جاوے اسے فطیم کہا جاتا ہے یہ بچہ یہودی کا تھا حضور انورؐ کی خدمت میں رہتا تھا، آپ کی ہر طرح کی خدمت کرتا تھا معلوم ہوا کہ کافر بچوں سے خدمت لینا جائز ہے کبھی یہ خدمت و صحبت ہی ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسا کہ یہاں ہوا اس بچہ اور اس کے باپ کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ سے ہوا یہ کہ وہ بچہ حضور عالم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا لوگوں سے وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایسا بیمار ہے کہ چل پھر نہیں سکتا تب مع صحابہ کرام خود حضور انور اس کی بیمار پرسی کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے معلوم

www.alahazratnetwork.org

التَّوْرٰىةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ
اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتِيْ وَ
صِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ
فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِيْمُوْا

توریت پڑھتے پایا[1] تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری[2] کیا تو میرے اوصاف، میری نعت، میری ہجرت توریت میں پاتا ہے[3] کہا نہیں تو جوان بولا ہاں[4] یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم آپ کی نعت، آپ کی صفات آپ کی ہجرت توریت میں پاتے ہیں[5] اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں[6] تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اس یہودی کو

ہُوا کہ کفار کی بیمار پرسی جائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ کافر تندرستی میں ہمارے پاس آتا جاتا ہو۔

[1] معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ اپنے مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھتے ہیں ایسے ہی یہود اپنے مرنے والوں کے پاس توریت پڑھا کرتے تھے وہ بچہ غالباً قریب الموت تھا[2] اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جیسے خود قسم کھانا جائز ہے ایسے ہی دوسرے کو قسم دینا بھی جائز ہے دوسرے یہ کہ جب کسی کو قسم دی جائے یا اس سے قسم لی جاوے تو قسم میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جس سے اس کے دل پر رعب چھا جاوے یہود کے نزدیک توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام بڑی عزت و عظمت والے ہیں۔ اور توریت کا نزول ان کے ہاں اللہ کی بڑی نعمت ہے ان وجوہ سے حضور انور نے ان الفاظ سے اسے قسم دی۔ [3] حضور کا یہ سوال اس سے اقرار کرانے کے لیے ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور توریت بلکہ ساری کتب الٰہیہ سے واقف ہیں توریت و انجیل میں حضور کے نام حضور کے کام حضور کے حالات طیبہ حتیٰ کہ حضور کی ہجرت سب کچھ موجود ہے[4] اس یہودی نے دیدہ و دانستہ جھوٹ بولا اس نے توریت میں یہ تمام کچھ پڑھا تھا وہ حضور کا نام حضور کے اوصاف حضور کی ہجرت سب کچھ توریت میں پڑھ چکا تھا۔ [5] معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا اگرچہ تھا تو کم عمر مگر توریت شریف سے واقف تھا۔ اور اس کے دل میں حضور انور کی محبت تھی۔ اسے یہ نعمت حضور انور کی صحبت پاک سے نصیب ہوئی تھی۔ [6] حضور انور کے سامنے مسلمان ہو گیا کوئی اسلام دیکھ کر ہی آتا ہے مگر اس شخص کے پاس ایمان و اسلام آیا کیونکہ جس ذات کریمہ پر ایمان لایا جاتا ہے۔ جن کے نام سے انسان مسلمان بنتا ہے وہ خود اس کے گھر تشریف لے گئے یہ اثر صحبت پاک کا تھا۔

www.alahazratnetwork.org

هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ وَلُّوْا اَخَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۞ بَابُ فِيْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ

اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو[1] (بیہقی دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں رحمت ہوں رب کا ہدیہ ہوں[2] (دارمی بیہقی، شعب الایمان) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان[3]
پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی

[1] فرمایا یعنی اس کی تیمارداری کرو جب یہ مر جاوے تو اس کے کفن و دفن نماز جنازہ کا انتظام کرو۔ اب اسے یہودی باپ ہاتھ نہ لگائے اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نابالغ سمجھدار بچے کا ایمان معتبر ہے۔ دوسرے یہ کہ مرتے وقت کا ایمان قبول ہے جبکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے ہو۔ تیسرے یہ کہ اسلامی رشتہ جانی رشتوں سے قوی تر ہے کہ مومن کا کفن دفن اجنبی مسلمان تو کریں گے مگر اس کا باپ دادا کافر نہ کرے گا۔ چوتھے یہ کہ اسلام میں نئے پرانے مسلمان برابر ہیں۔ [2] یعنی رب نے مجھے تمہارے لیے رحمت بھی بنا کر بھیجا ہے اور اپنا ہدیہ و تحفہ بھی اس فرمان عالی میں اس امت کی بہت ہی عزت افزائی ہے۔ کیونکہ ہدیہ تحفہ اپنے پیاروں کو ہی دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ امت رب کو پیاری ہے۔ اس لیے اسے یہ تحفہ دیا گیا فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين اعلیحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ دائم درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

[3] اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت کا بیان تھا۔ اب حضور کی باطنی سیرت کا ذکر شریف ہے اخلاق جمع خلق کی ہے۔ بمعنی عادت۔ اور شمائل جمع ہے شمال کی میم کے فتح سے بمعنی طبیعت و جبلت اخلاق عام ہے اور شمائل خاص انسان کی جو عادت دنیا میں آکر پڑے وہ بھی خلق ہے مگر شمائل پیدائشی عادت کو ہی کہا جاتا ہے۔ حضور کے اخلاق کو رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا کہ ارشاد ہوا انك لعلى خلق عظيم۔ کوئی شخص بھی کما حقہ حضور کے اخلاق کا بیان نہیں کر سکتا۔ جب ہم دنیا کی نعمتیں نہیں گن سکتے جو کہ بہت تھوڑی ہیں قل متاع الدنیا قلیل۔ تو جسے رب عظیم کہے اسے کیسے گن سکتے ہیں۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں شعر

تری خلق کو رب نے جمیل کیا تیرے خلق کو رب نے عظیم کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم ۞

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ
النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ
اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى
اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُوَ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ۱؎ کبھی مجھ سے اف نہ فرمایا اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں نہ کیا ۱؎ (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے ۲؎ حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا ۳؎ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا ۴؎ اور میرے دل میں یہ تھا کہ اس کام کے لیے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ۵؎ چنانچہ میں روانہ ہو گیا حتی کہ میں کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے ۶؎ اچانک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

۱؎ حضور انور کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال تھی ان کے والدین اس وقت حضور انور کی خدمت میں انہیں لائے اور بولے کہ ہم نے انہیں آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ وفات شریف ۱۰ھ میں ہوئی وفات شریف تک حضور انور کی خدمت میں رہے بعد وفات مدینہ سے باہر گئے مقام موصل میں آپ کا مزار ہے۔ ۲؎ یعنی اس کم عمر بھی تھا اور کم سمجھ بھی مجھ سے قصور بھی ہوتے تھے اور کبھی کچھ نقصان بھی ہو جاتا تھا جیسے کوئی چیز ٹوٹ جانا وغیرہ مگر اس سراپا رحم و کرم نے مجھے کبھی جھڑکا نہیں۔ اور ملاست کے طریقہ پر یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کر دیا یہ کیوں چھوڑ دیا۔ اف کا ترجمہ اردو میں ہے اوفوہ یہ سرزنش اور ملاست کے وقت بولا جاتا ہے یہاں دنیاوی کاموں میں اف نہ فرمانا مراد ہے شرعی غلطی پر پکڑ کرنا تو اصلاح ہے (مرقات و اشعہ) ۳؎ ناس سے مراد سارے ہی انسان ہیں۔ خلق سے مراد برتاؤ ہے (مرقات) ۴؎ یعنی مجھے وہاں جانے کا حکم دیا لہٰذا اگلا مضمون بالکل درست ہے۔ ۵؎ یہ جواب نافرمانی یا مخالفت حکم نہیں بلکہ نازبردار بے نیاز کریم پر نیازمندانہ ناز ہے شعر

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے نیازمند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے (اقبال)

جیسے بچے ماں باپ پر ضد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں کرتے نیز یہ واشگاف قسم کے لیے نہیں تاکہ اس پر قسم کے احکام جاری ہوں بلکہ بلا قصد یہ لفظ بولا گیا ہے امام شافعی کے ہاں یہ قسم لغو ہے امام اعظم کے ہاں یہ قسم ہی نہیں۔ ۶؎ یعنی میرا یہ انکار صرف زبانی تھا دل سے نہ تھا چونکہ یہ کام لازمی نہ تھا اس لیے حضور انور نے بار بار جانے کا حکم نہ دیا بلکہ نہایت نرمی فرماتے ہوئے ناراض ہو گئے صلی اللہ علیہ وسلم (لمعات) ۷؎ جب میں ان کھیلنے والے بچوں پر گزرا تو میں بھی ان کا کھیل دیکھنے کے لیے کھڑا ہو گیا یہی مطلب ہے اس عبارت کا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے

www.alahazratnetwork.org

وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَرَآئِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَھَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْھَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَآئِہٖ جَبْذَۃً وَّرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ

میرے پیچھے سے میری گردن پکڑی [۱] فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے [۲] فرمایا اے اُنَیْس کیا تم وہاں جارہے ہو [۳] جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جارہا ہوں [۴] (مسلم)

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا حضور پر نجرانی موٹے کنارے والی چادر تھی [۵] حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس بدوی کے سینہ میں پہنچ گئے [۶] حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے کنارہ میں دیکھا اس کی سخت کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارہ نے اثر کیا تھا [۷] پھر بولا اے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے

[۱] گردن پکڑنا انتہائی پیار و محبت سے تھا قفا کہتے ہیں گردن کے پچھلے حصہ کو یا کہو کہ پچھلا حصہ قفا یعنی گردن ہے اگلا حصہ حلقوم یعنی گلا ہے۔

[۲] یعنی مسکرا رہے تھے۔ حضور کے لیے جہاں کہیں لفظ ضحک آتا ہے وہاں تبسم مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور انور نے کبھی ٹھٹھا نہ لگایا۔

[۳] لفظ انس کو انیس فرمانا تصغیر کرکے یہ بھی محبت کرم سے تھا یہ نام کا بگاڑنا نہیں جیسے ہمارے ساجدہ کو سجو غلام کو گاما کہہ دیتے ہیں۔

[۴] یہ ہے اپنے ارادہ کا اظہار یعنی میں نے صرف زبان سے انکار کیا تھا۔ جانے کا ارادہ اس وقت ہی تھا۔ چنانچہ میں مطابق حکم کے جارہا ہوں۔ [۵] نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا، انہوں نے نہیں کیا بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے۔ وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوتے تھے۔ [۶] اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب کو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا۔ حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (ملیحضرت)

[۷] قرآن کریم نے سچ فرمایا الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ

میرے لیے بھی حکم دیجئے [1] تو اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے لیے عطاء کا حکم دیا [2] (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بہت حسین اور سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ بہادر تھے [3]

[1] غالباً یہ بدوی نومسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مولفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی (مرقات) وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ وصدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں۔ مجھے بھی اس میں سے دیجئے۔

[2] یعنی حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سنکر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوٰۃ سے کچھ دے دیں اس عطا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار ومنافقین کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیئے کہ رعایا کی سختی پر صبر وتحمل سے کام لیا کریں۔ اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ شعر

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ۔۔۔ ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

[3] بدصورتی۔ بدخلقی۔ بخل بزدلی۔ انسانی عیب ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے اپنے نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ حضور انور چونکہ تمام نبیوں کے سردار سید ہیں۔ اس لیے حضور ان عیوب سے بہت دور تھے۔ حضور حسین تھے۔ تو ایسے کہ اللہ کے محبوب ہوئے تھی ایسے کہ حضور کی نحاوت سے آج بھی بلکہ قیامت تک لوگ پرورش پاتے رہیں گے۔ علماء صوفیاء نعت خواں، مشائخ اس بارے سے پل رہے ہیں۔ ان کا جود وکرم وسخاوت کوئی مجھ جیسے کمینے سے پوچھے۔ حضور کی کرم نوازی مجھ پر اتنی کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ شعر

ہم نے خطائیں نہ کی تم نے عطائیں نہ کی ۔۔۔ کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

مرزا قادیانی ایسا بزدل تھا کہ ڈر کے مارے حج کو نہ گیا۔ والی افغانستان کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ایں جا بیا۔ یہاں آکر تبلیغ کرو مرزا نہ گیا۔ سچے نبی کبھی بزدل نہیں ہوتے۔

اسی شجاعت کی بناء پر رب نے فرمایا وقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المومنین علی القتال اے محبوب تم اکیلے ہی کفار سے جہاد کرو۔ آپ ہی کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ مومنوں کو بھی رغبت جہاد دو۔ اس لیے حضور اکثر خچر پر سوار ہوتے تھے کہ خچر جنگ پر پیچھے نہیں لوٹتا (مرقات)۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

www.alahazratnetwork.org

النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ایک رات مدینہ والے گھبرا گئے تو لوگ آواز کی طرف دوڑے [1] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے [2] آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف دوڑے اور کہتے جاتے تھے مت گھبراؤ [3] اور آپ ابو طلحہ کے ننگے گھوڑے پر تھے جس پر زین نہ تھی [4] اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا [5] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز

[1] یعنی مدینہ طیبہ کے کسی محلہ میں رات کو اچانک شور مچ گیا کہ دوڑو ہماری مدد کو دشمن یا چور ہم پر آن پڑے کبھی ایسا ہو جاتا ہے سارے محلہ والے چیخ رہے تھے۔ [2] اس جملہ کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ ہم کا مرجع وہ ہی چیخنے شور مچانے والے لوگ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ تو جماعت اور ٹولیاں بن کر شور کی طرف دوڑے کہ ایسے موقع پر امداد کرنے والے اکیلے نہیں جایا کرتے دشمن یا چوروں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر حضور انور ان سب لوگوں سے پہلے اکیلے ہی بیدھڑک روانہ ہوئے اور ان سب سے پہلے پہنچے یہ ہے حضور کی بہادری و جرأت دوسرے یہ کہ ہم کا مرجع یہ مدد کے لیے جانے والے لوگ ہیں اور استقبال کے معنی ہیں حضور انور واپس آتے ہوئے ان جانے والوں کو ملے۔ آپ وہاں ہو کر سب تحقیقات کر کے ان ڈرنے والوں کو تسلی و تشفی دے کر واپس آرہے تھے۔ ہم جا رہے تھے حضور آرہے تھے یہ ہے حضور کی بہادری (مرقات) [3] اس عبارت کے معنی بھی دو ہیں ایک یہ کہ آپ جاتے ہوئے ان ڈرنے والوں کو تسلی دیتے ہوئے آواز دیتے جا رہے تھے کہ مت گھبراؤ میں آگیا ہوں، مت ڈرو میں تمہاری مدد کو آگیا ہوں۔ اس صورت میں لم بمعنی لا ہے اور یہ عبارت نہی کا صیغہ ہے دوسرے یہ کہ لم تراعوا میں خطاب ہے ان مددگاروں سے جو ادھر جا رہے تھے اور مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بھی ڈرو نہیں ہم وہاں ہو آئے ہیں وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ یوں ہی ان لوگوں کو دھوکا ہو گیا تھا۔ لم تراعوا بنا ہے روع سے بمعنی گھبراہٹ اور ڈر یا یہ مضارع مجہول صیغہ جمع مذکر حاضر ہے یعنی تم لوگ ڈرائے نہ گئے ہو بلکہ یوں ہی وہم میں مبتلا ہو گئے ہو۔ بعض روایات میں لن تراعوا ہے [4] ابو طلحہ کے اس گھوڑے کا نام مندوب تھا بمعنی مطلوب آپ نے جلدی میں اس پر کاٹھی لگام وغیرہ کچھ نہ لگائی یوں ہی بغیر کاٹھی بغیر لگام سوار ہو کر روانہ ہو گئے (مرقات) [5] اہل عرب تیز رو اور سبک رفتار گھوڑے کو دریا سے تشبیہ دیتے ہیں وہ ہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے یعنی جیسے دریا کا سوار نہایت آرام سے بغیر جھٹکے سفر کرتا ہے ایسے ہی اس گھوڑے کا حال ہے کہ مجھے نہایت تیز اور آرام سے لے گیا۔ یہ گھوڑا بہت ہی سست رفتار اور سخت اڑیل تھا جناب ابو طلحہ اس گھوڑے سے تنگ تھے حضور کی اس سواری کے بعد یہ دونوں عیب جاتے رہے یہ حضور انور کا ایک معجزہ نہیں بلکہ چند معجزے ہوئے گھوڑے کی

www.alahazratnetwork.org

وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَآءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَعَنْ جُبَيْرٍ

نہ مانگی گئی کہ حضور نے فرمایا ہو نہیں ۱؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں ۲؎ حضور نے وہ سب اسے دیدیں ۳؎ وہ اپنی قوم کے پاس گیا بولا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد ایسی عطا دیتے ہیں کہ فقیری کا خوف نہیں فرماتے ۴؎ (مسلم) روایت ہے حضرت جبیرؓ

پشت پر سوار ہو گئے تو حقیقت بدل دی جس انسان پر ہاتھ رکھ دیں نظر کرم کر دیں اس کی بھی قسمت کھل جاوے۔ شعر

السلام اے دو جہاں کے بادشاہ مجھ غریب و خستہ پر بھی اک نگاہ (غلام امام شہید)

۱؎ یعنی حضور انور نے کسی سائل بھکاری کو یہ کبھی نہیں فرمایا کہ ہم تم کو نہیں دیں گے اگر وہ چیز ہو تو عطا فرما دی ورنہ با خاموشی اختیار کی یا آئندہ کے لیے وعدہ فرما لیا یا معذرت کر دی لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں قل لا اجد ما احملکم علیہ کہ آیت کریمہ میں معذرت کا لا ہے۔ اور یہاں انکار کا لا مراد ہے فرزدق شاعر نے حضور کی نعت میں عرض کیا۔ شعر

ما قال لا قط الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔ شعر

نرفت کلمۂ لا بر زبان او ہرگز مگر بہ اشہدان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور انور نے بجز کلمہ طیبہ کے لا انکار کے لیے کبھی ارشاد نہ فرمایا آج بھی حضور سے مانگ کر دیکھ لو محروم نہ پھرو گے یہ تو کوئی مجھ سے پوچھے میں نے بہت تجربہ کیا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا زبان پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

۲؎ یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوہ حنین میں مال غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں۔ ۳؎ یعنی بغیر دقت و تامل بے سب اسے عطا فرما دیں بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہو گئے فرمایا کیسے اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کی اکیلے کی ملک ہیں فرمایا سب تجھے عطا فرما دیں لے جاؤ یہ سیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا ۴؎ حیران رہ گیا کہ ایسی دین کے دروازے مخلوق میں کسی کو یہاں دکھا کر ایمان بخش دیا کسی کو جود نوال یعنی عادت دکھا کر اپنا متوالا بنا لیا کسی کو میدان جہاد میں ہلال الٰہی دکھا کر مومن بنا دیا ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام نثار ایمان دے دیا۔ ان کا نام۔ ان کے کام ان کی صورت ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا۔ مع اپنی قوم کے مسلمان ہو گیا وہ بکریاں کیا

www.alahazratnetwork.org

ابْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْفِلِيْنَ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَّقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَآءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَآءِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَّمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ

ابن مطعم سے ۱؎ کہ جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین کی واپسی کے موقعہ پر ۲؎ تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ سے مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ کو ایک خاردار درخت کی طرف لے گئے (آپکی چادر الجھ گئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو ۳؎ اگر میرے پاس ان درختوں کی برابر جانور ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا ۴؎ پھر تم مجھے تو کنجوس پاتے نہ جھوٹ بولنے والا نہ بزدل ۵؎ (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے

ملیں کہ انہیں ایمان مل گیا۔ خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔

۱؎ آپ جبیر ابن مطعم ابن عدی ابن نوفل ابن عبد مناف میں قریشی ہیں بڑے نام ہیں حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد اور حضور کے صحابی ہیں (اشعۃ)

۲؎ حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لئے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔

۳؎ اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔ حضور نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا گذشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اس موقعہ پر ہوا تھا (اشعۃ اللمعات) یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء و مساکین ایک کریم غنی کو گھیر لیں حضور کسی منگتے کو ٹہلایا نہیں کرتے۔

۴؎ عضاہ جمع ہے عضاۃ کی بمعنی درخت خاردار۔ ببول ہو یا کوئی اور درخت

۵؎ یہاں شجاعت صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تین عیبوں سے بری کیا ہے۔ بخل۔ بزدلی جھوٹ۔ حضور انور بخی نہیں بلکہ سخی ہیں۔ خود نہ کھائیں۔ زمانہ بھر کو کھلائیں۔ شعر

وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو ۔۔۔ کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

www.alahazratnetwork.org

خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَآءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ اِمَآءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ انْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ

کے پاس مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے آپ ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے[۵۲] (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی[۵۳] تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی[۵۴] (بخاری) روایت ہے انہیں سے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا[۵۵] اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے[۵۶] تو فرمایا اے فلاں کی ماں تو سوچ لے کہ کون سی گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں تیرا کام کروں[۵۷] تو کسی راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام

[۵۲] یعنی اہل مدینہ اپنے لونڈی غلاموں کو پانی کے برتن لے کر بھیجا دیتے تھے وہ دروازہ مسجد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضور فجر کی نماز پڑھ کر نکلتے اور ان برتنوں میں اپنی انگلیاں ڈالتے جاتے تھے۔ [۵۲] یہ پانی اہل مدینہ اپنے بیماروں کو شفا کے لیے پلاتے تھے اس میں بیان ہوا حضور کے اخلاق حمیدہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا حاصل کرنا بلکہ جائز سنت صحابہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جاوے وہ تبرک ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وجعلنی مبارکا اینما کنت [۵۳] ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا۔ اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ ساری امت حضور کی اولاد ہے۔ حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ سکتی ہے۔ یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتیٰ کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھوڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے۔ [۵۴] خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔ [۵۵] یعنی وہ بی بی دیوانی تھی یا مجذوبہ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ [۵۶] ظاہر یہ ہے کہ حضور انور راستے سے جا رہے تھے کہ یہ مجذوبہ بی بی صاحبہ جا نثار ہو کر عرض کرنے لگیں وہ خود حضور انور کے دولت خانہ میں نہ آئی تھی (اشعۃ اللمعات)۔ [۵۷] یعنی اگر تو نے مجھ سے کوئی بات تنہائی میں عرض کرنی ہے تو کوئی گلی تجویز کر کے مجھے بتا۔ جہاں میں اکیلے کھڑے ہو کر صحابہ کرام سے جدا ہو کر تیری بات سنوں اور تیرا کام کروں۔

www.alahazratnetwork.org

مَنْ حَاجَتِهٖ فَارَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعَاتَبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رض

(عرض و معروض) سے فارغ ہو گئی [1] (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے نہ گالی دینے والے [2] غصہ عتاب میں فرماتے تھے اُسے کیا ہوا اس کی پیشانی میں مٹی لگ جاوے [3] (بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین پر بددعا کیجئے فرمایا میں بددعا کرنے والا نہ بھیجا گیا میں تو رحمت ہی بھیجا گیا ہوں [4] (مسلم) روایت ہے حضرت ابو سعید

[1] اس سے معلوم ہوا کہ گلی کوچہ یا گزرگاہ عام میں کسی عورت کے ساتھ تنہائی خلوت نہیں نہ اس پر خلوت کے احکام جاری ہوں (مرقات) اتنی عبارت لکھ کر میں دوپہری میں آرام کے لیے سو گیا۔ خواب میں اس گنہگار کو اس کی مکمل شرح بتائی گئی وہ یہ ہے کہ خلوت دو قسم کی ہے خلوت لغویہ خلوت شرعیہ خلوت لغویہ یہ ہے کلام سننے سنانے میں تنہائی ہو کہ کوئی ان کی بات نہ سن سکے اگرچہ دیکھنے دکھانے میں جلوت ہو کہ لوگ دونوں کو دیکھ رہے ہو کہ خلوت شرعیہ یہ ہے کہ سننے دیکھنے دونوں کے لحاظ سے خلوت تنہائی ہو کہ نہ کوئی دیکھے نہ کلام سنے خلوت شرعیہ نامحرم کے ساتھ حرام ہے مگر خلوت لغویہ بوقت ضرورت حلال ہے۔ یہاں خلوت لغویہ تھی خلوت شرعیہ نہ تھی کہ یہاں گلی میں وہ دیوانی حضور کو الگ لیے کھڑی ہے۔ راہ گیر یہ ماجرا دیکھ رہے ہیں مگر اس کی عرض و معروض حضور انور کا جواب نہیں سن رہے ہیں مسجد کے گوشہ میں گلی کوچہ میں دن کے وقت بھی خلوت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں۔ کہ کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے نہ اس کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ دیکھ لو یہ میری زوجہ ہیں (الحدیث) کہ وہاں خلوت شرعیہ کا ذکر ہے اور یہاں خلوت لغویہ واقعہ ہوا۔ الحمد للہ فقیر کو یہ خواب میں آج مارہ ذی الحج ۱۳۸۳ھ بارہ مارچ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ کو بوقت دوپہر یہ دیری فرمائی گئی وہ ہی اس گنہگار نے سپرد قلم کر دی یہ میرے آقا کی کرم نوازی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] یعنی حضور کی عادت کریمہ فحش باتیں کرنے کی کسی پر لعنت پھٹکار کرنے کی نہ تھی۔ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی کسی کو گالی نہ دی کسی خادم بیوی کو لعنت کے لفظ سے یاد نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ سباب اور لعان مبالغے کے صیغے ہیں مگر یہاں اصل لعنت اور گالی کی نفی ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے وما اللہ یظلام للعبید [3] کیسا پیارا کلمہ ہے۔ اس کلمے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص خواہ مخواہ رگڑوے مگر کامیاب نہ ہو دوسرے یہ کہ اللہ اُسے سجدے سجود کی توفیق دے جس سے اس کی پیشانی میں لگا کرے سجدے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ غصہ میں بھی دیکھتے ہیں کہ تیرا بھلا نہ ہو ؎

[4] حضور کی رحمت خاصہ تو مسلمانوں پر ہی ہے اور رحمت عامہ کفار پر بھی ہے حضور کی برکت سے دنیا میں کفار پر عذاب آنا بند ہوا حضور انور نے

www.alahazratnetwork.org

الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞

خدری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے میں شرمیلی ہوتی ہے [۱] اور جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرۂ انور میں اسے پہچان لیتے تھے [۲] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ رضہ سے فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی پورا کھل کر ہنستا نہ دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے کوّے دیکھ لیتی [۳] آپ تبسم ہی فرمایا کرتے تھے [۴] (بخاری)

ہمیشہ کفار کو دعوت اسلام دی یعنی رحمت ایزدی سے قریب کرنے کی کوشش فرمائی۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری کی دعا کرنا جو رحمت سے قریب کرنے کے لیے بھیجا گیا ہو وہ رحمت سے دور کیسے کر سکتا ہے۔ فرمایا گیا وما ارسلنا الا رحمۃ اللعالمین اس لئے جب حضور انور نے قبیلہ رعل اور ذکوان کے لیے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی تو آیت کریمہ نازل ہوئی لیس لک من الامر شئی اے محبوب بیبات آپ کے لیے مناسب نہیں یہ تو جلال والے پیغمبروں حضرت نوح اور موسیٰ علیہم السلام کے ہی لائق تھی جن مشرکین پر حضور نے بددعا کی وہ بحکم الٰہی کی جیسے فرمایا اللھم علیک بالقریش پھر وہ سب بدر میں مارے گئے (اشعۃ) ۞

[۱] کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جاتا ہے اُسے اردو میں مائیوں بٹھانا کہا جاتا ہے اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں۔ عربی میں خدر اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی حضور کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی۔ حیا انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ [۲] یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ ایک دعوت ولیمہ پر دو تین آدمی حضور کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کر چلے جاؤ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں۔ رب تعالیٰ نہیں شرماتا یہ ہے حضور کی حیا۔ [۳] لہوات جمع ہے لہاۃ کی عربی میں لہاۃ حلق کے کنارہ پر گوشت اور لٹکے ہوئے کوّے کو کہتے ہیں۔ جب انسان منہ کھول کر ہنستا ہے تو پورا منہ کھل جاتا ہے اور وہ جگہ نظر آجاتی ہے۔ حضور انور اس طرح نہیں ہنستے تھے۔ [۴] یہاں مرقات میں ہے کہ حضور انور سے بہت کم ہنسنا بھی ثابت ہے مگر قہقہہ لگانا منہ کھول کر ہنسنا کبھی ثابت نہیں تبسم فرمانے کی عادت بہت ہی تھی۔ (مرقات۔ اشعۃ) ۞

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جلدی کی طرح بات جلدی جلدی نہ کرتے تھے آپ باتیں یوں کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انہیں گن لیتا (مسلم بخاری) روایت ہے اسود سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے آپ نے کہا کہ اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے پھر جب نماز آجاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے

۱ حضور انور کا کلام شریف نہ تو لگاتار ہوتا تھا نہ جلد جلد بلکہ ایک جملہ پر رک جاتے تھے۔ تاکہ سننے والا غور کر کے سمجھ لے اور ہر جملے کے کلمات بھی بہت آہستگی سے ادا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ دل میں بیٹھ جاتا تھا۔ کیونکہ حضور انور کا ہر کلمہ تبلیغ کے لیے ہوتا تھا۔ اگر حضور جلد یا مسلسل یا بہت زیادہ کلام فرماتے تو لوگ بھول جاتے آپ کا کلام نہایت جامع مگر مختصر ہوتا تھا کہ حضرات صحابہ قرآن کی طرح اسے یاد کر لیتے تھے وہ ہی حدیث کی شکل میں جمع ہو گیا اسی کلام مبارک سے آج دین قائم ہے۔ اسی کلام مبارک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے۔ ایک صاحب نے حضور انور کے وعظ جمع کئے وہ ایسے ہیں کہ آج واعظ حضور کے بڑے وعظ کو دس منٹ میں کہہ سکتا ہے۔ مگر ان وعظوں نے دنیا پلٹ دی ہوا کا رخ بدل دیا۔ اللہم صلی وسلم وبارک علیہ ۲ آپ اسود بن ہلال محاربی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی پایا خلفاء اربعہ کو بھی دیکھا بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی اسی حج و عمرے کئے آخری زمانہ میں صائم الدہر قائم اللیل تھے۔ ہر شب ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے بڑے فقیہ تھے۔ ۳ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات حضور انور کی بیرونی اور اندرونی زندگی کے حافظ ہونا چاہتے تھے اور امت تک پہنچانا چاہتے تھے اس لئے بیرونی زندگی شریف صحابہ کرام سے پوچھتے تھے اور اندرونی زندگی ازواج پاک سے خصوصاً ام المومنین عائشہ صدیقہ سے ۴ مبتدر بروزن کلمہ بمعنی کام کاج خدمت یعنی حضور انور اپنے گھر کے کسی کام میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ بکری دوھ لیتے اپنے کپڑے دھو لیتے تھے پھٹے کپڑے پھٹی نعلین شریف میں پیوند لگا لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گھر میں کام کر لینا صالحین کا طریقہ ہے۔ کسی جائز کام میں تکلف نہیں چاہیئے۔ ۵ یعنی جب نماز جماعت کا وقت آتا تو سارے کام چھوڑ دیتے گھر بار سے منہ موڑ لیتے جیسے کسی کو جانتے ہی نہیں اور مسجد تشریف لے جاتے یہ ہی سنت ہے اللہ ایسی زندگی نصیب فرمائے (مرقات) شعر

اپنے کپڑے خود دھو لینا خاک کے بستر پر سو لینا ساده ساده نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا ۞ وَعَنْهَا

(بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نہیں اختیار دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کا میں کبھی بھی مگر حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا[1] جب تک کہ گناہ نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ دور ہوتے[2] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا مگر یہ کہ اللہ تعالٰے کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ ضرور لیتے[3] (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے کہ

[1] ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالٰی ہے یعنی اگر اللہ تعالٰی حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی تو حضور انور نے حضرت ابو بکر صدیق کا مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا پھر رب تعالٰی نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو ناقانون بنا دیا کہ فرمایا فاما منا بعد واما فداء اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔ [2] اگر اختیار دینے والا رب تعالٰی ہے تو گناہ سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں۔ یا آپ سادہ زندگی قبول فرمادیں چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی۔ اس لئے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر

بحمد اللہ رہے تمہارا کہ شہ بکل ہو کر — زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری

[3] یعنی حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا۔ جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے۔ حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے۔ جیسے عقبہ بن ابی معیط، عبداللہ ابن خطل کو جو حضور کے دشمن تھے انہیں حضور نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔ (مرقات۔ اشعہ) مگر پہلی بات قوی ہے۔

حضور نے ہندہ۔ وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے۔ مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا حکم کیا تھا اس موقعہ کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضی فرمائی۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَاِنْ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا[1] نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو[2] مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور[3] ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پائی جاوے[4] پھر آپ اس کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کیلئے اس کا بدلہ لیتے[5] تھے دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت خدمت کی جبکہ میں آٹھ سال کا تھا[6] میں نے حضور کی دس سال خدمت کی تو مجھے کبھی کسی چیز پر ملامت نہ کی جسے میرے ہاتھ پر خرابی پہنچتی[7]

[1] یہاں شیئًا سے مراد آدمی ہے۔ یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بارہا مارا ہے ایک بار بچھو بھی مارا ہے۔ سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

[2] چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیئًا میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں

[3] حضور انور نے غزوۂ احد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا (سرقات) صرف یہی ایک کافر حضور کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے۔

[4] یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔

[5] یعنی اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرما دیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

[6] حضرت انس جب حضور انور کی خدمت میں خدمت گار یا خاص خادم کی حیثیت سے حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی اور آپ نے کل دس سال حضور کی بے مثال خدمت کی۔ حضور انور کی وفات کے بعد آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی اس کا یہاں ذکر ہے۔

[7] یعنی چھوٹا بچہ تھا مجھ سے کبھی کوئی چیز ٹوٹ بھی جاتی تھی۔ کبھی مجھ سے کام بگڑ جاتے تھے۔ مگر حضور انور مجھے کبھی برا نہ کہتے تھے اور نہ جھڑکتے تھے اتی ماضی مجہول ہے فیہ اس کا نائب فاعل ہے۔

www.alahazratnetwork.org

لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْا وَیَصْفَحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ

اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے جانے دو[1] اگر کچھ اور مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا[2] یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ معمولی فرق سے روایت کی ۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادۃً بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلفاً[3] نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے[4] اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے[5] (ترمذی) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ بیماروں

[1] یعنی حضور انور نہ تو خود ملامت کرتے نہ کسی کو ملامت کرنے دیتے تھے۔ چیز کا درد گھر کی عورتوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے ازواج پاک ناراض ہوتی تھیں حضور انہیں منع فرماتے تھے [2] یعنی اس برتن کی عمر اتنی ہی تھی اور یہ کام رب کی طرف سے یوں ہی ہونے والا تھا انس تو اس کا مظہر ہیں انہیں کچھ نہ کہو۔ اگر ہم لوگ اس طریقہ نبوی پر عمل کریں تو ثواب بھی پائیں اور ہمارے گھر جنت بن جائیں کبھی لڑائی جھگڑے نہ ہوں، گھروں میں فساد لڑائیاں اس چیز کے بھول جانے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ [3] فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی بات اکثر گالی کو فحش کہتے ہیں بعض لوگوں کے منہ سے عادۃً گالیاں نکلتی رہتی ہیں انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ میرے منہ سے گالی نکل رہی ہے۔ بعض لوگ گالی گفتاری کے ایسے عادی تو نہیں ہوتے مگر وہ غصہ میں گالیاں بک دیتے ہیں پہلی قسم کے لوگ فاحش کہلاتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ متفحش اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ستھرے پاکیزہ طیب و طاہر نبی کو ان دونوں عیبوں سے محفوظ رکھا تھا [4] حضور انور کبھی بازار تشریف لے جاتے تھے مگر تاجروں کا گاہکوں کو احکام شرعیہ کی تبلیغ کرنے کے لیے کبھی خرید و فروخت بھی فرماتے تھے۔ یہاں اس کی نفی ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو بازار میں پھرنے گھومنے بلاوجہ چیزوں کا بھاؤ پوچھنے کی عادت ہوتی ہے اس سے حضور محفوظ تھے [5] عفو کے معنی ہیں معافی دینا سزا نہ دینا۔ صفح کے معنی ہیں دیکھی کو ان دیکھی بنا دینا مجرم کی طرف سے منہ پھیر لینا جیسے دیکھا ہی نہیں اس سے سامنے والے پر بڑا ہی رعب پڑتا ہے برات کی گرفت کرنے سے رعب جاتا رہتا ہے۔ بڑے بننے کے لیے صفح درگزر ضروری ہے فرماتا ہے فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین حضور انور اس آیت کے نزول سے پہلے ہی اس پر عامل تھے جیسے حضور انور نماز میں تشریف میں نماز پڑھتے تھے۔ اور قریباً سارے احکام شرعیہ پر عامل تھے فطری طور پر۔

www.alahazratnetwork.org

يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۞ وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ

کی مزاج پرسی کرتے تھے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے غلام[1] کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور دراز گوش[2] پر سوار ہوتے تھے میں نے خیبر کے دن دیکھا آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی مہار پوست کھجور کی تھی[3] (ابن ماجہ بیہقی شعب الایمان)

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ شریف درست کر لیتے تھے اپنے کپڑے سی لیتے تھے[4] اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے فرماتی

[1] حضور انور نے بیمار پرسی بعض کفار کی بھی کی ہے مگر جنازہ میں شرکت صرف مسلمانوں کے ہی کی ہے حتیٰ کہ ابو طالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا وارا ابالک فی التراب اپنے باپ کو مٹی میں داب دو اگرچہ حضور کو ان کے انتقال کا صدمہ بہت ہی بڑا تھا۔

[2] یہاں مملوک سے مراد یا تو آزاد کردہ غلام ہے یا عبد ماذون جسے تجارت وغیرہ کی اجازت مولیٰ سے مل گئی ہو یا مطلب یہ ہے کہ غلام کا مولیٰ اپنے غلام کے ذریعہ حضور انور کی دعوت کرتا تو بھی قبول فرما لیتے تھے (مرقات) پہلے دو معنی زیادہ قوی ہیں غرضیکہ طبیعت میں بڑائی شیخی تکبر بالکل نہ تھا مگر خیال رہے کہ حضور انور نے کفار کے ہدیے قبول فرمائے ہیں۔ انہیں تحفے دیئے بھی ہیں لیکن کفار کے گھر دعوت قبول کرنے کا ثبوت نہیں ملتا خصوصاً جبکہ ان کی محبت کی بنا پر ہو۔

[3] گدھے کی سواری خصوصاً جبکہ اس کی لگام کھجور کے پوست کی ہو بہت معمولی سمجھی جاتی تھی حضور انور فاتح خیبر ہیں مگر ایسی معمولی سواری پر سوار ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی شان و شوکت سلطنت حضور کے قلب پاک کو نہ بدل سکی۔ سب کو دنیا بدلتی ہے مگر حضور نے دنیا کو بدل دیا خود دنیا سے نہ بدلے۔

[4] اس عمل شریف سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیوند والا کپڑا اور پیوند لگا ہوا جوتا پہننے میں عار نہ کرے یہ سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں بھی شرم نہ کرے دوسرے کا حاجت مند نہ رہے مگر یہ دونوں عمل بخل کی بنا پر نہ ہوں بلکہ تواضع انکسار کے لیے ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ سب نیا کپڑا پایا نیا جوتا پاؤ تو پرانہ خیرات کر دو کہ وہاں سخاوت کی تعلیم ہے اور یہاں تواضع کی اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر ہر کام جانتے ہیں۔ حضور سلطنت کرنا مقدمہ میں فیصلہ کرنا بھی جانتے ہیں اور کپڑے سینا جوتے میں پیوند لگانے سے بھی واقف ہیں یہ سب کچھ کسی سے سیکھا نہیں رب کے ہاں سے سیکھے سکھائے تشریف لائے۔ حضور انور نے کوئی کمال کسی مخلوق سے نہیں سیکھا۔

www.alahazratnetwork.org

بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيَخْدُمُ نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

وَعَنْ خَارِجَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهٗ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهٗ لَهٗ فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا

ہاں آپ بشروں میں سے[1] ایک کی سی زندگی رکھتے تھے[2] اپنے کپڑوں کی جوئیں دیکھتے تھے اپنی بکری دوھ لیتے تھے اپنے کام خود کرتے تھے[3] (ترمذی) روایت ہے خارجہ ابن زید ابن ثابت[4] سے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت زید ابن ثابت کے پاس آئی وہ بولے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنائیے فرمایا کہ میں حضور کا پڑوسی تھا[5] تو جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اُسے لکھتا تو جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہ ہی ذکر کرتے تھے ،[6]

[1] یعنی حضور کی زندگی پاک شاہانہ پر تکلف نہ تھی۔ عام بشر کی طرح سادہ تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور انور میں سوا بشریت کے اور کوئی کمال نہ تھا اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرات صحابہ کرام حضور کو بشر کہہ کر پکارتے ہوں۔ بشر کہنا تو بڑی بات ہے۔ حضرت عباس حضور کو بھتیجا نہیں کہتے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھائی نہیں کہتے، حضرت عائشہ خاوند کہہ کر نہیں پکارتیں سب یہی کہتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا ۔

[2] خیال رہے کہ حضور انور کے سر پاک کپڑوں میں جوئیں پڑتی نہ تھی ہاں دورہ سے کی چڑھ جاتی تھیں وہ آپ اپنے کپڑوں سے صاف کرتے تھے اور ام حرام آپ کے سر شریف سے نکالتی تھیں۔ ہاں مکھی جسم پاک پر نہیں بیٹھتی تھی، مچھر حضور کو ایذا نہ دیتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات شارحین نے فرمایا کہ کبھی ایک دو جوں پڑ جاتی تھی۔ جوں پڑنا صفائی خون کی علامت ہے اس لیے جذامی کے سر پاکپڑوں میں جوں نہیں پڑتی مگر فقیہ کے نزدیک پہلی بات قوی ہے۔ [3] یعنی اپنے کام خود آپ بھی کر لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ حضور انور کی خدمات کرتے تھے۔ [4] حضرت زید ابن ثابت تو مشہور صحابی ہیں کاتب وحی ہیں مگر آپ کے فرزند خارجہ تابعی ہیں خلافت عثمانیہ کا زمانہ پایا ہے مدینہ منورہ کے سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔

[5] یعنی مجھے حضور انور کے پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں حضور انور کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہوں کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے حالات سے باخبر ہوتا ہے مجھ سے پوچھو وہ کیسے تھے۔

[6] مطلب یہ ہے کہ حضور کی مجلس پاک میں صرف آخرت ہی کا ذکر نہ ہوتا تھا کہ لوگ اکتا جائیں بلکہ دنیا کی برائی یا بھلائی کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ دنیا نفس کے لیے بری ہے اور آخرت کی کھیتی ہونے کو اچھی ہے۔ جب ہم دنیا کی کوئی بات کرتے تو حضور انور بھی اس میں شریک ہو جاتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ باتیں بھی جائز ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهٗ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ يَنْزِعْ يَدَهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزِعُ يَدَهٗ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

ہمارے ساتھ ہیں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہی ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہ ہی ذکر کرتے یہ تمام باتیں میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دے رہا ہوں ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتی کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا ۱۳ اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہ ہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا، اور حضور کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ حضور اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں ۱۴ (ترمذی) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

۱۱ مگر ان ذکروں میں بہت سے مسائل شرعیہ بھی حل ہو جاتے ہیں کیا کھانا چاہیئے کیسے کھانا چاہیئے کونسا کھانا ہم کو مرغوب ہے اس کمانے میں کیا فوائد ہیں۔ حضور کی مجلس علم کی مجلس تھی ہر بات میں تبلیغ و تعلیم تھی۔ ۱۲ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شیخ جلوت میں ہر وقت اللہ اللہ ہی کرتا ہو اور کوئی بات ہی نہ کرتا وہ مکار ہے مجلس میں ہر طرح کا ذکر چاہیئے ہاں جائز ذکر چاہیئے ناجائز نہ چاہیئے۔ رب تعالیٰ کو اپنے محبوب حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں پسند ہیں جو ان اداؤں کی نقل کرے گا وہ خدا کو محبوب ہوگا۔ مجلس کی یہ ادا کہ وہاں ہر طرح کا دین کا دنیا کا ذکر ہو محبوب کی ایک ادا ہے تم بھی اس ادا کی نقل کرو۔ ۱۳ الرجل اس لیے فرمایا گیا کہ حضور انور نے کبھی کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔ مردوں سے اکثر مصافحہ فرمایا کبھی کسی سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی فرمایا ہے جیسے حضرت جعفر یا حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہم یہ حضور کے اخلاق کریمانہ ہیں کہ کسی سے جب مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے وہ جتنی دیر تک آپ کا ہاتھ تھامے رہتا آپ بھی ویسے ہی اس کا ہاتھ پکڑے رہتے وہ دستگیر عالم جو ہوئے۔

۱۴ یعنی حضور انور کبھی کسی مجلس میں کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے نہ اولاد کی طرف نہ ازواج پاک کی طرف نہ غلاموں خادموں کی طرف کہ اس عمل سے شاید اس کو تکلیف ہو کہ اس میں سامنے والے کی تحقیر ہوتی ہے۔ نیز یہ طریقہ متکبرین اور مغروروں کا ہے۔ دوسروں کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اپنی عزت اس کی حقارت ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاق محمدی نصیب کرے آمین۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصَّمْتِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ وَتَرْسِیْلٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا کَانَ

علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے ۱؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز خاموشی والے تھے ۲؎ (شرح سنہ) روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا ۳؎ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ

۱؎ یعنی اپنی ذات کریم کے لیے کوئی چیز کل کے لیے نہ رکھتے روزانہ حالت یہ ہوتی تھی کہ دنیا روز نئی روزی یہ انتہائی توکل ہے اپنا مہمانوں اور گھر والوں کا معاملہ اس کے متعلق طریقہ یہ تھا کہ فتح خیبر سے پہلے تو گھر شریف میں بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ دو دو ماہ صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ کبھی بالکل فاقہ

شعر اور کبھی تھوڑے چھوارے سے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا — دو دو مہینے یوں ہی گزارہ صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن فاقہ اک دن کھانا — جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر فتح خیبر کے بعد ہر بی بی صاحبہ کو ایک سال کیلئے جو اور کھجوریں عطا فرما دیتے تھے وہ ذخیرہ بال بچوں اور مہمانوں کے لیے ہوتا تھا مرآت۔ واشعۃ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ سب کو تو حضور کا سا توکل میسر نہیں۔ شعر

ہر کسے را آداب دانا دیگر اند — سوختہ جان و روانا دیگر اند

۲؎ خاموشی سے مراد بے دنیاوی کلام سے خاموشی ورنہ حضور اقدس کی زبان شریف اللہ کے ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ ذکر ہے جائز کلام کا نا جائز کلام تو عمر بھر زبان شریف پر آیا ہی نہیں جھوٹ، غیبت چغلی وغیرہ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آئے۔ حضور سراپا حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی کیسے ہو۔ آم کے درخت میں جامن نہیں لگتے۔ باردار درخت خاردار نہیں ہوتے خود فرماتا ہے کہ جو بھی کلام کرے تو خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں۔ کاش میں گونگا ہوتا، مگر حق بات سے (مرآت)

۳؎ بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل اور ترسیل ہم معنی ہیں یعنی کلام میں آہستگی رب فرماتا ہے ورتل القرآن ترتیلا بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل کے معنی ہیں آہستگی سے کام کرنا۔ ترسیل کے معنی ہیں واضح اور ظاہر کلام فرمانا کہ ایک ایک حرف ظاہر ہو زبان کسی حرف کے ادا کرنے میں لپٹے نہیں (مرآت) دوسرے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور انور رب تعالیٰ کی طرف سے مبلغ اعظم ہیں کلام میں جلدی یا کلام واضح نہ ہونا تبلیغ کے لیے مضر ہے۔ اس لیے رب نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ خوش آوازگی بھی عطا فرمائی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِبَیِّنَۃٍ فَصْلٌ یَحْفَظُ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ یُحَدِّثُ یُکْثِرُ اَنْ یَّرْفَعَ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَآءِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا کَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اس جلدی کی طرح کلام میں جلدی نہیں کرتے[1] تھے لیکن ایسا کلام کرتے تھے جس کے درمیان فاصلہ ہوتا تھا جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا وہ حفظ کر لیتا تھا[2] (ترمذی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے[3] فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا[4] (ترمذی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے[5] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باتیں کرتے بیٹھتے تو اپنی نگاہ شریف آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے تھے[6] (ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا

[1] یعنی حضور کے کلام اور کلمات مسلسل نہیں ہوتے تھے جیسے عام لوگ لگاتار کلام کرتے ہیں بلکہ ایک بات بتائی پھر کچھ خاموشی پھر دوسری بات اور ان دو باتوں کے درمیان اللہ کا ذکر۔

[2] صحابہ کرام کو احادیث قرآن مجید کی طرح حفظ تھیں اسی وجہ سے تو احادیث جمع ہوئیں۔ اس جمع ہونے کی بڑی وجہ حضور انور کا یہ وقار سے کلام فرمانا تھا۔

[3] آپ کی کنیت ابوالحارث ہے سہمی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے، مصر میں قیام رہا وہاں ہی وفات پائی۔ آپ مصر کے آخری صحابی ہیں آپ کی وفات سے مصر صحابہ سے خالی ہو گیا (اشعۃ و مرقات)

[4] تبسم یعنی مسکرانے سے اپنا دل تازہ اور مخاطب کا دل خوش ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسی اور ٹھٹھا لگانا دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔

[5] آپ کی کنیت ابویوسف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں توریت کے بڑے عالم تھے۔ آپ کے فرزند ہیں یوسف اور محمد وغیرہم ۴۳ھ تنتالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال)

[6] یہ نظر کا اٹھانا انتظار وحی میں ہوتا تھا۔ (مرقات۔ اشعہ) اور نہ معلوم قدرت کے کیا کیا نظارے کرتے ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ قد نری تقلب وجهك فی السماء۔

www.alahazratnetwork.org

اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا فَيَاْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِيْ

جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو[1] آپ کے فرزند ابراہیم[2] مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے[3] تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کا رضاعی والد لوہار تھا[4] آپ بچے کو لیتے اُسے چومتے پھر لوٹ آتے[5] حضرت نے فرمایا پھر جب ابراہیم وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا[6]

[1] عیال بنا ہے عول سے بمعنی پرورش ہر پرورد پالنے والے کا عیال ہے رب فرماتا ہے۔ ووجدك عائلا فاغنى ہم نے آپ کو بڑا عیال والا پایا تو غنی کر دیا یہاں عیال سے مراد یا تو بیویاں بچے ہیں یا ساری امت ہے کہ سب لوگ حضور کے پروردہ ہیں مرقات نے یہاں فرمایا کہ بعض نسخوں میں بالعباد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال بچوں پر بہت ہی مہربان تھے یا اپنی امت پر بہت ہی مہربان ہیں پہلے معنی کی تائید تو اگلا واقعہ کر رہا ہے۔ دوسرے معنی کی تائید وہ آیت ہے وبالمومنین رؤف رحیم [2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے اور چار بیٹیاں۔ بیٹے تو طیب۔ طاہر۔ قاسم۔ ابراہیم ہیں۔ صاحبزادیاں زینب۔ رقیہ۔ کلثوم۔ فاطمہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن شریف سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ جناب ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے تھے حضور کی زندگی شریف میں ساری اولاد وفات پا گئی تھی سوا جناب فاطمہ زہرا کے جو حضور کی وفات کے صرف پانچ ماہ کچھ دن بعد وفات پا گئیں۔ [3] عوالی جمع ہے عالیہ کی بمعنی بلند جگہ عوالی مدینہ بستی مدینہ کے آس پاس کے وہ مقام جو مدینہ منورہ سے ملحق ہیں چونکہ وہ زمین مدینہ سے قدرے بلند ہے اس لیے انہیں عوالی کہتے ہیں مسجد قبا مسجد بنی قریظہ اس عوالی میں واقع ہیں اس فقیر نے عوالی مدینہ کی بارہا زیارت کی ہے [4] حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دایہ دودھ کی ماں کا نام ام یوسف تھا اور اس کے شوہر کا نام براہ ابن اوس انصاری تھا کنیت ابو سیف تھی لقب قین تھا یعنی لوہار کیونکہ وہ لوہاری پیشہ کرتے تھے اس لیے ان کے گھر میں دھواں بھرا ہوتا تھا اس گنہگار نے اس گھر کی زیارت کی ہے جنت بقیع سے قریباً نصف میل ہے خیال رہے کہ ظئر دایہ کو بھی کہتے ہیں اور دایہ کے خاوند کو بھی یہاں ظئر دوسرے معنی میں ہے۔ [5] یعنی حضور انور ہفتہ عشرہ میں ابو سیف کے گھر اپنا بچہ ابراہیم دیکھنے جاتے وہاں باوجود دھوئیں کے کچھ دیر تشریف رکھتے فرزند کو چومتے پیار کرتے پھر واپس تشریف لے آتے تھے۔ [6] خیال رہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور انور کی لونڈی تھیں۔ جنہیں مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقش قبطی نے حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا ذی الحجہ ۸ھ آٹھ میں انہیں کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ جناب ابراہیم شیر خوارگی میں فوت ہوئے اس میں

www.alahazratnetwork.org

الثَّدْيِ وَاِنَّهٗ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهٗ فَلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ يَا يَهُوْدِیُّ مَا عِنْدِیْ

اس کے پلے دو دائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں لہ (مسلم) روایت ہے حضرت علی رضؓ سے کہ ایک یہودی جس کا نام فلاں پادری تھا ۲ہ اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ دینار قرض تھے ۳ہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا ۴ہ حضور نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی میرے پاس

اختلاف ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ غالباً سولہ یا سترہ ماہ تھی جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے ۔

لہ یعنی حضرت ابراہیم وفات پاتے ہی جنت میں پہنچا دیئے گئے اور دو صاحبہ وہاں انہیں دودھ پلانے کے لئے مقرر کر دی گئیں جو انہیں بقیہ ماہ دودھ پلائیں گی اپنا دودھ یا جنت کی نہر کا دودھ یہ جناب ابراہیم کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے اس حدیث کو اکثر محدثین نے محض باطل و موضوع کہا ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ حضرت ابراہیم کی خصوصیت ہے ورنہ گذشتہ نبیوں کے سارے بیٹے نبی نہیں ہوئے ہیں نیز اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضور خاتم النبیین نہ ہوں کیونکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جناب ابراہیم زندہ نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور میرے بعد کوئی نبی ہے نہیں۔ لہٰذا وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے (مرقات) غرضکہ یہ حدیث امام نووی ابن عبدالبر وغیرہم محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ بعض محدثین نے اسے مرفوعاً صحیح مانا اور مطلب وہ بتایا جو ابھی ہم نے عرض کیا (مرقات)

۲ہ یعنی حضرت علی نے اس یہودی کا نام بتایا تھا مگر راوی کو یاد نہ رہا تھا۔ وہ اپنے مذہب کا بڑا عالم حبر عالم یہود کو کہتے ہیں جمع ہے حبار محدثین نے بھی اس یہودی کا نام نہ بتایا ۔

۳ہ یعنی حضور انور نے اس یہودی پادری سے ضرورۃً چند اشرفیاں قرض لی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مالی معاملات حتیٰ کہ قرض کا لین دین بھی جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کا مال مخلوط ہو کہ اس کی کمائی حرام بھی ہو حلال بھی اس سے قرض ہدیہ لینا درست ہے۔ دیکھو یہود کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ اکالون للسحت یہ بڑے حرام خور ہیں۔ رشوتیں۔ سود۔ جوئے بھی ان کی کمائیاں تھیں مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا۔ اس سے بہت دینی مسئلے حاصل ہوں گے۔ ۴ہ اس یہودی کا یہ تقاضا مقررہ مدت سے پہلے تھا۔ خیال رہے کہ قرض یعنی دست گرداں میں مدت مقررہ لازم نہیں ہوتی قرضخواہ طے شدہ وقت سے پہلے بھی تقاضا کر سکتا ہے مگر کاروباری قرض جسے دین کہتے ہیں جیسے کوئی چیز خریدی اس کی قیمت قرض کر لی اس میں طے شدہ مدت سے پہلے قرضخواہ کو تقاضا کرنے کا حق نہیں ہوتا ۔

www.alahazratnetwork.org

مَا اُعْطِیْكَ قَالَ فَاِنِّیْ لَا اُفَارِقُكَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ وَ الْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحٰبُ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَیَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِیْ یَصْنَعُوْنَ

کچھ نہیں ہے۔ جو تجھے دوں[1] وہ بولا کہ میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں حتیٰ کہ آپ مجھے قرضہ ادا کریں[2] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں تیرے ساتھ ہی بیٹھوں گا آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر، مغرب، عشاء آخری اور فجر کی نمازیں پڑھیں[3] اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُسے ڈراتے دھمکاتے تھے[4] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا[5] جو وہ اسکے ساتھ کرتے

[1] اس فرمان عالی میں حضور انور کی طرف سے وعدہ خلافی نہیں بلکہ وعدہ خلاف اس قرضخواہ یہودی کی طرف سے تھی کہ وہ طے شدہ مدت سے پہلے ہی قرضہ وصول کرنے آگیا تھا۔

[2] فقرہ میں اُسے ملازمت کہتے ہیں یعنی قرضخواہ مقروض کے ساتھ رہے۔ کہے کہ میں تجھے بغیر قرضہ وصول کئے چھوڑوں گا نہیں۔

[3] غالباً یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہوا کہ وہ یہودی مسجد میں ہی حضور انور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور نے مسجد شریف میں ہی باجماعت نماز پڑھتے رہے اور اس یہودی کے ساتھ بیٹھے رہے، یہودی کافر تھا۔ کفار مسجد میں آسکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام وہاں نجاست سے مراد عقیدوں کی گندگی اور وہاں مشرکین کو حج بیت اللہ سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

[4] تہدد اور توعد دونوں کے معنی ہیں دھمکانا ڈرانا یہاں تہدد سے مراد ہے مار پیٹ سے ڈرانا اور توعد سے مراد ہے۔ نکال دینے سے ڈرانا وہ حضرات چپکے چپکے اسے ڈراتے دھمکاتے تھے۔ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

[5] یعنی قرائن و علامات سے حضور انور نے سمجھ لیا کہ ہمارے صحابہ اس یہودی کو ڈرا رہے ہیں۔ فطن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے علامات سے معلوم کیا یہ ہے اسلام کا عدل و انصاف اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں مسلمان حاکم قوم ہیں۔ وہ یہودی مسلمانوں کی رعیت کا ایک شخص ہے سلطان اسلام پر وہ ایسی سختی کر رہا ہے اور اس کو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا جاتا۔ ایسا عدل و انصاف کسی قوم نے نہیں کیا ہوگا۔

www.alahazratnetwork.org

بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ

تھے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی عہد والے کافر وغیرہ پر ظلم کروں[۲] پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں[۳] اور میرا آدھا مال اللہ کی

[۱] صحابہ کی یہ عرض و معروض بطور تعجب ہے کہ ایک ذلیل حقیر یہودی جو آپ کی رعایا ہمارا ماتحت ہے اس نے پہلی زیادتی تو یہ کی کہ وقت سے پہلے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ پھر اس کا یہ ظلم کہ آپ کے ساتھ رہ پڑا ہم کو اجازت دیں کہ ہم اسے ان حرکتوں کا مزہ چکھا دیں۔ ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو ڈرا دھمکا تے ہیں۔ اس کی زیادتی کی وجہ سے ہم کو اس کی اجازت دینی چاہیئے۔ خیال رہے کہ یا تو ان حضرات کے پاس روپیہ تھا نہیں کہ حضور انور کا قرض ادا کر دیتے یا حضور انور کو یہ منظور نہ تھا یا ان حضرات کو اس یہودی کا وقت سے پہلے مطالبہ کرنا پسند نہ تھا ان وجوہ سے ان حضرات نے حضور کا قرض ادا نہ کیا بلکہ اور طرح دھمکایا۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ صحابہ نے قرض ہی ادا کیوں نہ کر دیا۔ (ازمرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام سے قرض نہیں لیتے تھے۔ بلکہ غیر مسلموں سے یعنی اپنی رعایا یہود وغیرہ سے قرض لیتے تھے۔ (مرقات)

[۲] معاہد سے مراد ہے ذمی کافر ہے اور غیر معاہد سے مراد مستامن کافر ہے یا معاہد سے مراد ہے ذمی و مستامن دونوں قسم کے کفار اور اور غیر معاہد سے مراد ہیں حربی کفار کہ ظلم حربی کافر پر بھی جائز نہیں یا معاہد سے مراد ہیں ذمی مستامن کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں سارے انسان۔ خیال رہے کہ ذمی پر ظلم کرنا بمقابلہ مسلمان پر ظلم کرنے کے زیادہ برا ہے کیونکہ مسلمان کے قرض کا نتیجہ قیامت میں یہ ہوگا کہ یا تو مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں یا قرضخواہ کے گناہ مقروض پر ڈال دیئے جائیں۔ اگر کافر قرض خواہ یا مظلوم ہے اور مسلمان ظالم ہے تو یہ دونوں صورتیں وہاں ناممکن ہیں اسی لئے کافر پر ظلم بدتر ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے جیسے جانور پر ظلم کرنا بدتر ہے انسان پر ظلم کرنے سے کہ جانور کی شکایت نہیں کر سکتا۔ دیکھو مرقات یہی مقام نیز جانور کے ظلم کا مسئلہ شامی میں بھی ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور نے یہاں قرض مارنے کا ظلم نہیں فرمایا ہے۔ حضور کی نیت یہ تو تھی ہی نہیں۔ بلکہ قرضخواہ کے پاس نہ بیٹھنے کو اسے دُرانے دھمکانے کو ظلم قرار دیا ہے اس لیے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس بیٹھنا چاہیئے۔ حربی کفار کا مال جنگ میں غنیمت میں لینا جائز ہے۔ امانت۔ قرض۔ عاریۃ کافر کی بھی ادا کرنی پڑے گی۔

[۳] یعنی میں دیکھ کر اللہ کی توحید اور آپ کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں اس کی تفصیل ابھی آگے آرہی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہِ اَمَا وَاللّٰہِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِیْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰی نَعْتِكَ فِی التَّوْرٰىةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَیْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّ لَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَیِّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَهٰذَا مَالِیْ فَاحْكُمْ فِیْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰہُ وَكَانَ الْیَهُوْدِیُّ كَثِیْرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ

راہ میں ہے[1] حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ میں صفات دیکھ لوں جو توریت میں ہیں[2] کہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں ان کی جاء ولادت مکہ اور جاء ہجرت طیبہ ہے اور ان کی سلطنت شام میں[3] ہے نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے نہ تو بری باتوں سے متصف ہیں اور نہ سخت کلام برے کلام سے[4] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ ہے میرا مال آپ اس میں وہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے[5] یہودی بہت بڑا مال دار تھا[6] (بیہقی دلائل نبوت) روایت ہے حضرت

[1] یعنی میں مسلمان ہوتا ہوں اور اسلام کی توفیق ملنے کی خوشی میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں یہ اس کا شکریہ ہے کہ رب نے مجھے اسلام کے ساتھ صحابیت کا شرف بھی بخشا۔

[2] یعنی میں نے آپ کی صورت آپ کا حلیہ توریت کے بیان کے مطابق پایا۔ مگر وہ سیرت پاک اور دیکھنی تھی جو توریت شریف میں آپ کی بیان کی گئی ہے میری یہ سخت روی اس کی تحقیق کے لیے تھی ورنہ قصور تو میرا ہے کہ میں نے وقت سے پہلے قرض کا مطالبہ کیا۔

[3] اس کی شرح ابھی کچھ پہلے گذر گئی کہ اسلام میں پہلے سلطان جناب امیر معاویہ ہیں ان کا دار الخلافہ دمشق تھا جو شام کا پایا تخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی سلطنت بالکل حق ہے۔ جیسے خلفاء راشدین کی خلافت بالکل درست و حق ہے نیز یہ کہ امیر معاویہ کی سلطنت حضور انور کی سلطنت ہے سلطنت اور خلافت نیز سلطنت اور خلافت راشدہ میں بڑا فرق ہے۔ سلطان اسلام مسلمانوں کے صرف اجسام کا حاکم ہوتا ہے اور خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کے جسم و قلب و روح سب کا حاکم ہوتا ہے۔ رسول اللہ کا جانشین اس کی بیعت سلطنت کی بیعت بھی ہے طریقت بیعت بھی کہ وہ مسلمانوں کا بادشاہ بھی ہوتا ہے اور پیر طریقت بھی اس لیے حضرات خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ مشائخ کی بیعت نہ کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ سے یہ طریقت کی بیعت علیحدہ ہوئی لوگوں نے شیخ اختیار کئے[7] مُتَزَیِّ بنا ہے زِیٌّ سے بمعنی لباس و ہیئت متزی باب تفعل کا اسم فاعل برے برتاؤ سے بری باتوں سے تلوث فحش کے معنی میں حد سے بڑھی ہوئی چیز خنا بمعنی بیہودہ[8] یعنی میں نے یہ مال اللہ کی راہ میں خیرات تو کر دیا مگر اسے تقسیم حضور انور کریں حضور میرے اور میرے مال کے مالک و مختار ہیں جہاں چاہیں جسے چاہیں عطا فرما دیں[9] اب مال کے ساتھ اس کا حال

www.alahazratnetwork.org

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ

عبداللہ بن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیا کی کلام بہت کم کرتے تھے [1] اور نماز دراز کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے [2] اور بیوگان، مساکین کے ساتھ چلنے سے عار نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی حاجت پوری فرمادیں [3] روایت ہے حضرت علی سے کہ ابوجہل نے [4] نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ہم تو اُسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں [5] تب اللہ تعالیٰ

اس کا مآل (انجام) بھی اچھا ہوگیا یہ ہے خوش نصیبی ۞

[1] خیال رہے کہ لغو کے معنی ہیں بیکار کام یا بیکار کلام یہاں کلام دنیا کو لغو فرمایا ذکر اللہ کے مقابلہ میں وہ بھی حضور انور کی نسبت ہے ورنہ حضور انور کی دنیا عین دین ہے۔ حضور کے دنیاوی کام ہماری ہزارہا عبادات سے افضل ہیں حتی کہ حضور انور کا مزاح (خوش طبعی کی باتیں) بھی دین تھیں کہ ان میں بھی تبلیغ تھی ہم کو مزاح دکھانا مقصود تھا۔ [2] یعنی جمعہ اور عیدین کے خطبے چھوٹے پڑھتے تھے۔ نماز میں دراز کیونکہ نماز میں رب تعالیٰ سے ہم کلامی ہوتی ہے وہ معراج مومن ہے اور خطبہ میں لوگوں سے خطاب کم ہی اچھا ہے۔ رب سے ہمکلامی دراز ہی بہتر ہے (ازمرقات) اب بھی سنت یہ ہی ہے [3] یعنی حضور انور کو غریبوں، یتیموں مسافروں بیوگان کے ساتھ رہنے سہنے چلنے پھرنے ان کا کام کرنے میں کوئی عار نہ تھی فرشتوں کے بھی ہم نشین تھے۔ عابدوں زاہدوں کے بھی اور گنہگاروں مساکین کے بھی۔ شعر

شاہ باز لامکانی آن او رحمت اللعالمین درشان او

[4] ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام تھا۔ قریش مکہ کا سردار تھا بڑا سخت دل حضور انور کا دشمن تھا۔ حضور انور نے اس کو ابوجہل کہا یعنی جہالت والا ابو کے معنی باپ نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں والا جیسے ابوہریرہ بلیوں والا، ابوبکر سرنیکی میں اور بیت والے ایسے ہی ابوجہل حماقت و جہالت والا لوگ اُسے ابوالحکم کہتے تھے۔ حضور نے ابوجہل کہا تو وہ ابوجہل ہی ہو کر رہ گیا۔ [5] یہ ہے حضور انور کی سچائی کی دھاک جو کفار کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی یعنی ہم نے آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری عقل نہیں قبول کرتی کہ آپ کی زبان جھوٹ کہے [6] اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ بما جئت میں ب سببیہ ہو اور تکذب کا مفعول پوشیدہ ہو یعنی ہم آپ کو اس قرآن مجید کی وجہ سے جھوٹا کہتے ہیں اگر آپ قرآن سنانا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو جھوٹا کہنا چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ ما مفعول ہے نکذب کا یعنی ہم تو اس قرآن کو جھوٹا کہتے ہیں نہ کہ آپ کو تب اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فرشتہ آپ کو قرآن لاکر سناتا ہے وہ فرشتہ نہیں ہے کوئی جن وغیرہ جھوٹی مخلوق ہے وہ آپ سے جھوٹ بول جاتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے ہم اسکو اور اس کلام کو

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْھِمْ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَآئِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَآئِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ جَآءَنِیْ مَلَکٌ وَ اِنَّ حُجْزَتَہٗ لَتُسَاوِی الْکَعْبَۃَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا وَاَنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلِکًا فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

نے ان کے بارے میں آیت اتاری کہ یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں [1] (ترمذی) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں [2] میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی [3] اس نے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی نہیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں [4] تو میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا [5] تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا

جھوٹا کہتے ہیں۔ آپ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ لہٰذا اس قول پر یہ اعتراض نہیں کہ جب وہ حضور کے متعلق یہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ کہنا قرآن کلام الٰہی سے جھوٹ ہے تو پھر اس نے حضور انور کو جھوٹا کہہ دیا پھر لا یکذبک کے کیا معنی ہیں

[1] ایک بار ابوجہل کا خاص دوست اخنس ابن شریق اسے خلوت گاہ میں لے گیا اور بولا کہ یہاں کوئی نہیں ہے سچ کہہ دے کہ محمد مصطفےٰ سچے ہیں یا نہیں وہ بولا ہیں تو وہ بالکل سچے۔ اخنس بولا پھر تو انہیں مانتا کیوں نہیں وہ بولا کہ قصی کی اولاد میں پہلے ہی سے کعبہ کی کلید برداری حجاج کو پانی پلانا اور دوسری شرافتیں حاصل ہیں اگر نبوت بھی ان میں چلی گئی تو دوسرے قریشیوں کے لیے کونسی عزت باقی بچے گی اس پر یہ آیت اتری لہٰذا اس آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ آیت الٰہیہ کی وجہ سے آپ کو جھٹلاتے ہیں یہ حاسد ہیں اگر آپ قرآن نہ سناتے یہ آپ کو جھوٹا نہ کہتے [2] اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ حضور جو چاہیں رب تعالیٰ وہ ہی کر دے جسے جو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں حتی کہ حضرت ربیعہ نے حضور انور سے جنت مانگی بلکہ جنت میں آپ کی ہمراہی مانگی، حضور نے انہیں عطا فرمائی جیسا کہ جلد اول باب السجود میں حدیث گزری، شعر

کہنی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ۔۔۔ سرکار بنایا تمہیں مختار بنایا

نوشت خیال میں رہے یعنی اگر ہم یہ چاہیں مولانا فرماتے ہیں

یاد او سرمایۂ ایماں بود ۔ ہر گدا از یاد او سلطاں بود ۔ تو کریمی من کمینہ بندہ ام ۔ بہ لبیک از لطف شما پروردہ ام ۔ [3] اس فرمان عالی سے اس فرشتہ کی قدر آوری اور دراز قدی بیان فرمانا مقصود ہے کہ وہ کعبہ معظمہ سے دوگنا بلند تھا [4] حضرات انبیاء کرام اکثر سالکین تھے حضرت سلیمان و داؤد

www.alahazratnetwork.org

فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَکَ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرِیْلَ کَالْمُسْتَشِیْرِ لَہٗ فَاَشَارَ جِبْرَئِیْلُ بِیَدِہٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِیًّا عَبْدًا قَالَتْ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِکَ لَا یَاْکُلُ مُتَّکِئًا یَقُوْلُ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ رَوَاہُ فِیْ

کہ آپ اپنی ذات میں انکسار کریں ۱؎ اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا ان سے مشورہ لینے والے کی طرح تو جناب جبریل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ انکسار کریں ۲؎ میں نے کہا کہ میں بندگی والا نبی رہونگا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے، فرماتے تھے میں ایسے ہی کھاؤنگا جیسے بندے کھاتے ہیں اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندے بیٹھتے ہیں، ۳؎

علیہما السلام بادشاہ نبی تھے آپ کو اختیار ہے کہ آپ مسکین نبی ہونا قبول فرمادیں یا بادشاہت والے نبی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان رب تعالٰی کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالٰی حضور کی رضا چاہتا ہے ۵؎ حضورؐ نے جبریل امین کو مشورہ کے لیے دیکھا اشارۃً فرمایا کہ اسے تمہاری کیا رائے ہے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرلینا بھی سنت ہے ۔

۱؎ یعنی اے محبوب حضور مسکینیت اور عبدیت اختیار فرمادیں کہ یہ غنا سے افضل و اعلٰی ہے۔ معلوم ہوا کہ مسکین صابر اعلٰی ہے غنی شاکر سے۔ رب تعالٰی نے شکر کی جزا زیادتی نعمت بتلائی ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم اور صبر کی جزا خود ذات پروردگار ہے۔ فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین خیال رہے کہ اگرچہ حضور انور سارے حجاز کے بادشاہ ظاہری بھی ہوئے۔ مگر حضورؐ نے اپنی زندگی شاہانہ نہیں گزاری بلکہ درویشانہ گزاری مسکینیت کا یہ ہی مطلب ہے۔ شعر

دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

۲؎ یعنی حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں تو آپ کا ہر وصف آپ کی ہر ادا افضل و اعلٰی ہی چاہیئے۔ تواضع اعلٰی ہے کہ آپ ہر چیز کے مالک ہوکر بھی انکسار فرمادیں۔

۳؎ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دوزانوں بیٹھتے تھے اور اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ جیسے مولٰی کے فرمانبردار مولٰی کی آواز کا منتظر بندہ اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ تاکہ اگر مولٰی بلائے تو اٹھنے میں دیر نہ لگے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ نماز کے باہر بھی دوزانو بیٹھنا افضل ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفع اکڑوں بھی بیٹھتے تھے (مرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ پھر ہاتھ شریف دھوتے تھے پانی تین سانسوں میں پیتے تھے یہ باتیں پہلے گزر چکی ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

شَرْحُ السُّنَّةِ ۔ بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

(شرح سنہ) ظہور نبوت اور ابتدار وحی کا بیان [1] پہلی فصل، روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے (نبی بنے) [2] پھر مکہ معظمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا کہ آپ پر وحی کی جاتی تھی پھر ہجرت کا حکم دیئے گئے تو دس سال مہاجر رہے [3] اور تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی [4] (بخاری مسلم)

[1] باب اصل میں بوبٌ تھا بمعنی لوٹنا اپنی ابتدا کی طرف واو الف سے بدل گیا اس کی جمع ابواب بھی آتی ہے۔ اور ابوبہ بھی مبعث مصدر میمی ہے بعض لغت بھیجنا ظہور نبوت کو بعثت کہا جاتا ہے وحی کے لفظی معنی اشارہ خفیہ کام آواز۔ بول کا القاء شریعت میں وہ کلام الٰہی جو نبی کا بواسطہ فرشتہ یا بلاواسطہ ہو یا بطور القاء دل میں ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زیادہ وحی اس آخری قسم کی اترتی تھی۔ یعنی دل میں ڈالنا اشعۃ اللمعات یہاں وحی سے مراد ہیں دوسرے معنی یعنی بواسطہ فرشتہ کلام الٰہی یہ ہی وحی نبی سے خاص ہے۔ وحی بمعنی الہام یا بمعنی القاء فی القلب غیر نبی پر بھی ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے واوحینا الی ام موسٰی یا فرماتا ہے واوحی ربک الی النحل (اشعۃ اللمعات)

[2] چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آئی تو عمر شریف چالیس سال تھی۔

[3] اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ظہور نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ بعد ظہور نبوت مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا۔ اس کے متعلق تین روایات ملتی ہیں۔ دس سال تیرہ سال۔ پندرہ سال۔ تیرہ سال کو ترجیح ہے اور اس کا یہاں بیان ہے۔

[4] سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے متعلق تین قول ہیں۔ ساٹھ سال تریسٹھ سال پینسٹھ سال۔ قوی تر قول تریسٹھ سال کا ہے بعض شارحین نے ان تینوں قولوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ساٹھ کے قول میں اکائیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف چھ دہائیاں بیان ہوئی ہیں اور پینسٹھ والے قول میں سال ولادت اور سال ہجرت کو الگ الگ سال شمار کر لیا گیا ہے بہرحال تریسٹھ کا قول قوی ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر۔ عمر فاروق۔ علی مرتضٰی ان تمام حضرات کی عمریں تریسٹھ ہوئی ہیں۔ فکتہ لا الٰہ الا اللہ کے حروف بارہ ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ کے حروف بارہ یوں ہی ابوبکر صدیق۔ عمر ابن الخطاب۔ عثمان ابن عفان۔ علی بن ابی طالب سب کے حروف بارہ بارہ ہیں۔ ان حضرات کے ناموں کو بھی رسول اللہ کے ناموں سے بہت ہی قرب ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا ثُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تُوُفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں پندرہ سال قیام فرمایا [۱] کہ سات سال تک غیبی آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور دیکھتے کچھ نہ تھے [۲] اور آٹھ سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی [۳] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضور کو ساٹھ سال کے کنارے پر وفات دی (مسلم و بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں وفات دیئے گئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں [۴] اور عمر رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال

[۱] اس کا مطلب ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ولادت شریف اور ہجرت شریف کے سال علیحدہ مان لیے گئے اس حساب سے پندرہ سال کہے گئے [۲] بعض روایات میں ہے کہ یہ غیبی نور اور غیبی آوازیں ظہور نبوت سے پہلے حضور دیکھتے اور سنتے تھے یہ نور اور آوازیں فرشتوں کی تھیں۔ پہلے صرف نور اور آوازوں کا حضور کو عادی بنایا گیا۔ پھر فرشتہ وحی لایا تاکہ حضور انور اس کی برداشت کر سکیں۔ اک دم سارا بوجھ نہ ڈالا گیا۔ اس کے باوجود نزول وحی پر سردی میں پسینہ آجاتا تھا (مرقات و اشعۃ) موسیٰ علیہ السلام کو پہلے عصا سے مانوس کیا گیا پھر کوہ طور پر تنہائی میں انہیں عصا کو سانپ بنا کر دکھا دیا گیا۔ تاکہ فرعون کے سامنے سانپ بن جانے پر آپ کو فکر نہ ہو۔ [۳] اس کی تحقیق ابھی ہو چکی کہ عمر شریف تریسٹھ سال ہے یہ دو سال کسروں کو پورا کرکے لئے گئے ہیں (مرقات) [۴] حضرت عثمان غنی کی عمر شریف بیاسی سال ہوئی۔ ان تمام حضرات کے نام اور کام یکساں ہیں۔ نکتہ عجیبہ حضور انور نے فرمایا خیر القرون قرنی اس قرنی میں ق سے اشارہ ہے ابوبکر صدیق کی طرف ر سے عمر فاروق کی طرف، ن سے عثمان غنی کی طرف اور ی سے حضرت علی کی طرف یہ چاروں زمانے حضور انور کے اپنے زمانے میں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت صدیق اکبر کی خلافت دو سال چار ماہ ہوئی بائیس جمادی اول منگل کی شب ۱۳ھ تیرہ ہجری مغرب و عشا کے درمیان وفات پائی۔ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ عمر فاروق نے نماز پڑھائی ۞

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَسِتِّينَ أَكْثَرُ.
وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ

کی عمر میں ۱؎ (مسلم) محمد ابن اسمٰعیل بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایت زیادہ ہیں ۲؎ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۳؎ فرماتی ہیں کہ اولا جس وحی کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتدا ہوئی وہ سوتے میں سچی خواب تھی ۴؎ کہ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی ۵؎

۱؎ حضرت عمر کی خلافت دس سال چھ ماہ ہوئی چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن آپ کو مغیرہ ابن شعبہ کے یہودی غلام ابولولو نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے محراب النبی میں برچھا مارا اس سے آپ شہید ہوئے۔ ۲۳ھ اتوار کے دن دفن کئے گئے خاص روضہ انور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں۔ حضرت علی خاص شہادت عثمان کے دن خلیفہ ہوئے یعنی اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ھ پینتیس ہجری میں عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے آپ کو جمعہ کے دن سترہ رمضان ۴۰ھ چالیس ہجری میں کوفہ میں شہید کیا۔ آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ چند دن ہوئی حضرت انس نے جب یہ حدیث بیان کی تو اس وقت حضرت علی زندہ تھے اس لئے آپ کا ذکر نہیں کیا (مرقات) ایک دن امیر معاویہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں تریسٹھ سال ہوئیں اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے میری تمنا ہے کہ اس سال میری وفات بھی ہو جائے مگر آپ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی عمر شریف اٹھتر سال ہوئی۔ مگر آپ کو اس تمنا کا ثواب مل گیا۔ (مرقات) (ترمذی عن جریر عن معاویہ۔

۲؎ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے بھی تریسٹھ سال کو ترجیح دی ہے قاضی عیاض نے تو روایت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ حضور کی ولادت پاک دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ وفات شریف دوشنبہ بارہ ربیع الاول دوپہر کے وقت ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ ولادت پاک دوسری ربیع الاول کو ہوئی یا آٹھویں کو یا دسویں کو یا بارہویں کو مگر زیادہ مشہور بارہ ربیع الاول ہے۔

۳؎ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرسل حدیث ہے یعنی صحابی کے ارسال میں سے ہے کیونکہ وہ زمانہ حضرت عائشہ صدیقہ نے پایا نہیں غالب یہ ہے کہ کسی صحابی سے سنکر فرمائی ہیں صحابی کا مرسل حدیث سب کے نزدیک حجت ہے۔ (مرقات) اور ہو سکتا ہے کہ ام المومنین حضور سے سنکر فرما رہی ہوں۔ مگر کسی روایت میں آپ نے حضور انور سے نقل نہ فرمائی۔

۴؎ اگرچہ حضور انور کو ہمیشہ ہی سچی خوابیں آتی تھیں مگر قریب ظہور نبوت یعنی چھ ماہ پہلے ان خوابوں کا سلسلہ بند ہو گیا اور تعبیر کا ظہور بہت جلد ہونے لگا۔

۵؎ یعنی حضور کی خواب کا ظہور بہت جلد اور بالکل درست ہوتا تھا جیسے رات کے بعد بہت جلد سویرا ہوتا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فَلَقِيَ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوا بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

پھر حضور کو خلوت پسند ہوگئی تو غار حرا میں خلوت کرتے تھے وہاں اس میں عبادت کرتے[1] تحنث کے معنی ہیں اپنے گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے تھے پھر[2] جناب خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لیے توشہ لے جاتے تھے[3] حتی کہ آپ پر حق آیا جبکہ آپ غار حرا میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا[4] عرض کیا

[1] غار حرا حضور انور کا پسندیدہ گاہ ہے جو جبل نور کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ جبل نور مکہ معظمہ سے قریبا دو میل فاصلہ پر جنت معلیٰ سے آگے ہے فقیر نے اس غار شریف میں نفل پڑھے ہیں [2] یعنی کچھ روٹیاں پکوا کر وہاں غار حرا میں لے جاتے اور آٹھ دس دن تک باسی تر باسی روٹیاں کھاتے، وہاں روزے نوافل رکوع سجود ادا کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور انور نزول قرآن سے پہلے ہی عارف باللہ تھے اور عبادات ریاضات سے واقف تھے جو کہے کہ حضور نے قرآن سے اللہ تعالیٰ کو جانا پہچانا اور قرآن سے عبادات سیکھیں وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو ابھی قرآن کریم آنا بھی شروع نہ ہوا اور حضور عبادات کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں چلے اور چلوں میں ریاضات ترک حیوانات کرنا۔ روزے رکھنا۔ کم کھانا۔ معمولی کھانا سب درست ہیں۔ ان سب کی اصل یہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ ام المومنین کا اس زمانہ کو راتیں فرمانا اس لیے ہے کہ خلوت کے لیے رات ہی مناسب ہے ذوات عدد فرما کر بتایا کہ بہت راتوں تک عبادت کرتے تھے۔ ذوات عدد کثرت کے لیے ہے۔ [3] اس میں گفتگو ہے کہ اس زمانہ میں حضور کونسی عبادت کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کسی نبی کی شریعت والی عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ حضور کسی نبی کے امتی نہیں بلکہ اجتہاد اور رائے سے عبادت کرتے تھے جو عبادت ابراہیمی یعنی اسلامی عبادت کے موافق تھیں۔ (شامی شروع کتاب الطہارۃ اور شروع کتاب الصلوٰۃ) کلمہ طیبہ کا ذکر اللہ کی صفات میں فکر، اعتکاف، رکوع، سجود وغیرہ (مرقات) میں تو ایک بار غار میں حاضر ہوا ہوں میرے ساتھیوں کو بخار آگیا تھا۔ سخت دشوار بہت اونچا اور پیچیدہ راستہ ہے قربان ان نرم و نازک تلوؤں پر جو ہر ہفتہ وہاں سے چڑھتے اترتے تھے۔ [4] یعنی جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے وحی لے کر۔ بعض نے فرمایا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے (مرقات) یہ فرشتہ اللہ کا فرمان بھی لایا اور فیضان بھی سینہ سے لگا کر دیا فرمان زبانی پہنچایا جیسا کہ آرہا ہے۔ خیال [5] ہے کہ اس وقت پہلے فرشتہ نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ میں رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ جیسے جناب مریم سے کہا تھا انما انا رسول ربك نہ حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیوں آئے ہو معلوم ہوا کہ حضور انہیں پہلے سے جانتے پہچانتے تھے اگر نہ پہچانتے تو آیہ کریمہ اقراء باسم ربك کا قرآن ہونا بھی نہ جانتے یہ نہ جاننا شان نبوت بلکہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کا جاننا پہچاننا ماننا فرض ہے بغیر جانے مانے گا کیا [5] بعض روایات میں ہے کہ حضور انور کو حریر ریشم کا ایک ٹکڑا دیا جس پر یہ سورت لکھی تھی اور کہا اسے پڑھئے (اشعۃ) یا یہ معنی ہیں کہ

www.alahazratnetwork.org

اِقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّالِثَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ

پڑھیئے فرمایا میں نہیں پڑھنے والا[1] پھر اس نے مجھے پکڑا مجھے گلے لگایا یہ حتی کہ اُسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتی کہ اسکو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتی کہ اُسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا[2] پھر کہا پڑھیئے اپنے رب کا نام جس نے سب کچھ بنایا جس نے

جو میں پڑھا ہوں وہ پڑھے (مرقات) مگر یہ دونوں توجیہیں قوی نہیں ظاہر یہ ہے کہ عرض کیا جو ذکر اور اللہ کا نام پہلے ہی سے آپ کے دل شریف پر نقش ہے وہ پڑھئے۔ اس لئے اقراء کا مفعول بیان نہ کیا کہ کیا پڑھئے۔

[1] عام شارحین اس کے معنی کرتے ہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ میں امی ہوں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ حضور انور کو رب نے لکھنے کی مشق نہیں دی تھی یہ ہی معنی ہیں امی کے (اشعہ) حضور کو اللہ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا تو اول ہی سے آتا تھا آپ کو اس غار میں عبادات ذکر اللہ عرصہ سے کر رہے تھے اور اگر یہ معنی ہوں کہ میں نے پڑھنا کسی سے سیکھا نہیں تو حضرت جبریل یہ تو جانتے ہی تھے پھر اس سوال و جواب کے کیا معنی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل اس وقت میں نہیں پڑھنے والا اس وقت تو پڑھنے والے تم ہو سننے والا میں ہوں تاکہ نزول قرآن اور وحی الٰہی کے معنی درست ہوں وحی قولی کے معنی ہی یہ ہیں کہ فرشتہ کہے نبی سنے اس فرمان عالی میں اپنا منصب حضرت جبریل کی خدمت اور قرآن کے درجے کا متعین فرماتا ہے۔ [2] غط کے معنی ہیں دبانا نچوڑنا اس پر طاقت صرف کرنا یہاں مراد ہے گلے لگا کر خوب زور سے دبانا یہ معانقہ فیض ربانی سینہ نبوی تک پہنچانے کے لیے تھا بعض مشائخ مصافحہ سے معانقہ سے بلکہ نظر سے توجہ باطنی دیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے معلوم ہوا کہ حال قال سے پہلے ہے قال زبان سے حال توجہ سے دیا جاتا ہے۔ [3] اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ مجھے مشقت پہنچی ورنہ عبارت یوں ہوتی بلغنی الجهد یہاں لفظ منی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرف سے حضرت جبریل کو مشقت پہنچی کہ انہوں نے سارا ملکی زور ختم کر دیا۔ الجہد یا تو بلغ کا فاعل ہے اور مرفوع ہے تو بلغ کا مفعول پوشیدہ ہے بلغہ یا یہ مفعول ہے۔ اور منصوب تو بلغ کا فاعل ھو پوشیدہ ہے یعنی جبریل کو میری طرف سے مشقت پہنچی یا وہ مشقت کو پہنچے کہ انہوں نے بہت ہی محنت سے وہ امانت فیض مجھ کو سونپی [4] فیض کی امانت آہستہ آہستہ تین بار ادا کی اس سے معلوم ہوا کہ فیض رسانی آہستگی سے ہوتی ہے یہ اس آیت کے نزول کی تمہید ہے جو اس وقت آنے والی ہے تاکہ اس کے حرف کا نزول کان پر ہو اس کے

www.alahazratnetwork.org

الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ

جمے خون سے انسان بنایا پڑھیئے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا[1] انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا[2] یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اس طرح کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا[3] خدیجہ کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو انہوں نے حضور کو چادر اوڑھائی حتی کہ آپ سے رعب جاتا رہا[4] پھر بی بی خدیجہ کو یہ خبر دے کر فرمایا کہ میں اپنی جان پر خوف کرتا ہوں[5]، خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا[6]

فیض و نور کا نزول دل پاک پر اس عظیم مہمان کے لیے یہ گھر تیار کیا گیا۔ مرقات نے فرمایا کہ پہلی بار جو ارشاد ہوا ما انا بقاری وہاں نافیہ ہے اور اب تیسری بار جو فرمایا ما انا بقاری اس میں ما استفہامیہ ہے۔ یعنی اب بتاؤ میں کیا پڑھوں (مرقات) ؛

[1] قوی یہ ہے کہ یہاں قلم سے مراد ہے وہ پہلا قلم قدرت ہے جس نے لوح محفوظ پر تا قیامت سارے واقعات لکھے پھر لوح محفوظ کی اس تحریر کے ذریعہ فرشتوں نبیوں ولیوں کو سب کچھ بتایا سکھایا اس لیے اُسے کتاب مبین کہتے ہیں یعنی مقبولوں پر اولین و آخرین کے علوم روشن کرنے والی اور ہو سکتا ہے کہ قلم سے مراد یہ ہی دنیاوی قلم ہو یعنی اس قلم کے ذریعہ سینہ کے علوم محفوظ کئے جس سے اگلوں کے علوم پچھلوں نے سیکھے مگر پہلے معنی قوی بھی ہیں لذیذ بھی (اشعۃ) یا قلم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو رب کا قلم ہے جس کے ذریعہ تا قیامت ولیوں عالموں کو علوم سکھائے گئے۔ اس کی بہت نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن میں دیکھو۔

[2] قوی یہ ہے کہ الانسان سے مراد انسانیت کی جان حبیب الرحمٰن حضور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مالم یعلم سے مراد ہے سارے علوم غیبیہ اس کی اور بہت تفسیریں ہیں۔ دیکھو ہمارا حاشیہ القرآن یہاں بیان کی گنجائش نہیں خیال رہے کہ یہاں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز نہیں اور نہ ہر سورت کے اول اتری یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے، اور سب سے پہلی سورت اقراء شریف ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت اللہ کا ذکر اس کا نام جپنا ہے۔ کہ قرآن مجید میں پہلے اسی کا حکم دیا گیا۔ [3] یہ دل کانپنا اس فیض ربانی کا اثر تھا جو آج عطا ہوا تھا۔ بعض مشائخ جب اپنے مرید کو سینے سے لگا کر توجہ دیتے ہیں تو وہ مرید بیہوش ہو جاتا ہے۔ گر پڑتا ہے یہ توجہ اگر پہاڑوں پر ڈالی جاتی تو پھٹ جاتا یہ تو حضور کا قوت والا دل ہے جو مظہر ارشاد رب فرماتا ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ [4] یعنی کچھ دیر لگ جانے سکون سے لیٹ سے صرف رعب ہی گیا۔ فیضان و نورانیت میں بالکل کمی نہ ہوئی بلکہ دل شریف میں تحمل و برداشت ہو گئی [5] یہاں کس چیز کا خوف مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے اپنی موت کا خوف یا دیوانگی و جنون کا خوف یا نبوت کی

www.alahazratnetwork.org

لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُقْرِیْ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِہٖ خَدِیْجَۃُ اِلٰی وَرَقَۃَ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَمِّ خَدِیْجَۃَ فَقَالَتْ لَہٗ یَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنْ ابْنِ اَخِیْکَ فَقَالَ لَہٗ وَرَقَۃُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے ہیں بات سچی کرتے ہیں دوسروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں مفلسی والوں کے لیے کمائی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی طرف سے جانے والوں کی مدد کرتے ہیں[۱] پھر حضور کو جناب خدیجہ ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچازاد تھے[۲] اُن سے بولیں اے چچیرے بھائی آپ اپنے بھتیجے سے تو سُنیئے[۳] حضور سے ورقہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو[۴] انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ خبریں سُنائیں

ذمہ داری برداشت نہ کرسکنے کا خوف یا قوم کی ایذا رسانی کا خوف آخری احتمال قوی ہے۔ حضرت خدیجہ وہ خوش نصیب بی بی ہیں کہ نبوت کی پہلی خبر انہیں ملی[۵] یعنی جس نے درد دیا وہ ہی دوا دے گا۔ جس نے نبوت آپ کو دی ہے وہ برداشت و تحمل کی طاقت دے گا اور کفار کی شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔

[۱] جناب خدیجہ نے حضور کی چھ صفات حضور کو سنائیں۔ عزیزوں پر مہربانی، ہمیشہ سچ بولنا، لوگوں کے بوجھ اپنے پر لے لینا فرض اولاد خصوصاً بچیوں کی پرورش۔ بے دست و پا فقیروں کو کما کر کھلانا۔ مہمان نوازی کرنا۔ غیبی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ان علامتوں کی وجہ سے بحکم توریت آخری نبی ہیں آپ کا سورج بلند ہوگا۔ آپ کا دین غالب ہوگا۔ حضرت خدیجہ توریت کی عالمہ تھیں اور علماء اسرائیل سے بھی آپ نے حضور کی یہ علامات سنی تھیں اس وجہ سے تو حضور سے نکاح کیا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور انور اوّل سے ہی ایسی عالی صفات سے موصوف تھے نزول قرآن کے بعد ان سے موصوف نہ ہوئے۔ حضور کو قرآن نے یہ چیزیں نہ سکھائیں بلکہ رب نے سکھا کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اچھے صفات اچھے اعمال بلائیں دفع کرتے ہیں۔ حفاظت الٰہی میں رکھتے ہیں۔ [۲] حضرت خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ہیں اور جناب ورقہ ابن نوفل ابن اسد ہیں۔ لہٰذا جناب خدیجہ اور ورقہ اسد میں مل جاتے ہیں۔ نوفل جناب خدیجہ کے چچا ہیں [۳] حضور رشتہ میں ورقہ کے بھتیجے نہیں مگر اہل عرب محبت و پیار میں اپنے سے کم عمروں کو بھتیجا یا بیٹا کہہ دیتے ہیں وہ محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے۔ [۴] ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے انجیل کا ترجمہ عربی میں آپ نے کیا تھا توریت و انجیل کے بڑے ماہر تھے۔ اس وقت بہت بوڑھے تھے نابینا ہوچکے تھے صاحب مشکوٰۃ نے آپ کو صحابہ کی فہرست میں لیا ہے دیکھو اکمال مگر قوی یہ ہے کہ ورقہ صحابی نہیں کیونکہ صحابی وہ ہے جو شرعی مومن بن چکنے کے بعد حضور کا دیدار یا صحبت پائے اور شرعی ایمان تبلیغ کی آیات آنے حضور کی تبلیغ اور دعوت اسلام دینے پر حاصل ہوتا ہے ورقہ نے وہ وہ زمانہ نہ پایا۔ اس واقعہ کے بعد ہی فوت ہوگئے۔ اسی لیے اوّل صحابی ابوبکر صدیق ہیں نہ کہ ورقہ۔ ابن نوفل اگر ورقہ صحابی ہوتے تو اول صحابی ہوتے

www.alahazratnetwork.org

خَبَرَ مَا رَاٰی فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ

جو آپ نے دیکھا تھا تو ورقہ نے کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا[1] ہائے کاش میں اُس زمانہ میں قوی جوان ہوتا[2] ہائے کاش میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے گی[3] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے نکالیں گے عرض کیا ہاں[4] کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان

کہ حضور پر انور نے پہلے انہیں کو اپنی وحی کی خبر دی ابھی صحابی بننے کا زمانہ شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ اعلان نبوت کے بعد جو شرعی ایمان لاکر حضور کو دیکھے وہ صحابی ہوتا ہے اس لیے جناب آمنہ عبد المطلب کو کسی نے صحابی نہیں کہا۔

[1] صاحب اسرار یعنی بھیدی ساتھی اگر خیر ہو تو ناموس کہلاتا ہے شر ہو تو جاسوس کہا جاتا ہے جہاں جبریل مراد ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت صاحب کتاب نبی ہیں۔ اس لیے ورقہ نے ان کا نام لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ورقہ کے بتانے پر حضور انور کو خبر ہوئی کہ وہ جبریل تھے یہ محض غلط ہے اور نہ لازم آوے گا کہ اتنے وقت تک حضور اس آیت کے کلام ہونے سے بے خبر رہے ورقہ کے کہنے سے حضور نے جانا کہ یہ آیت اقرأ باسم ربك کلام الٰہی ہے بی بی خدیجہ اور ورقہ مکہ بلکہ عرب میں بڑے معزز علماء میں سے مانے جاتے تھے۔ منشاء الٰہی یہ تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضور انور کی نبوت کی گواہی دلوائی جائے پھر تبلیغ اسلام کا حکم حضور کو دیا جاوے اس لیے حضور پہلے ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ تشریف لے جانا اپنے جاننے کے لیے نہ تھا بلکہ لوگوں کو بتانے سمجھانے کے لیے تھا۔

[2] عربی میں بکری کے دو سالہ بچہ کو اور اونٹ کے پانچ سالہ بچہ کو جذع کہتے ہیں۔ اس عمر میں وہ دونوں قوی جوان ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہر قوی جوان کو جذع کہنے لگے وہ ہی معنی یہاں ہیں فیھا میں ہا ضمیر مدت نبوت کو یا مدت نبوت تبلیغ کی طرف ہے یعنی جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا جاوے گا اس وقت میں جوان ہوتا تو آپ کی خدمت کرتا۔ [3] معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ نے حضور انور کے سارے پیش آنے والے واقعات گذشتہ کتابوں میں پڑھے تھے خیال رہے کہ اپنی نبوت کا علم ورقہ کے بتانے سے نہیں ہوا حضور کو تو بچپن شریف میں پتھر درخت بایں الفاظ سلام کرتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ جیسا کہ باب المعجزات میں آوے گا۔ والدہ ماجدہ آمنہ کی بشارتیں جناب حلیمہ کی حکایتیں اپنے متعلق حضور سن چکے تھے آپ اپنی نبوت سے اس وقت خبردار تھے جبکہ دنیا بھی نہیں بنی تھی دیکھو کتاب نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی یہ سب کچھ انتظام لوگوں کو سنانے کا ہو رہا ہے کہ لوگ ورقہ کی زبان سے سُن لیں اور حضور کے عالی صفات اعلیٰ واقعات سے خبردار ہو جائیں۔ [4] خیال رہے کہ یہاں نکالنے سے مراد ہے آمنا تنگ کرنا کہ حضور مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاویں نہ کہ خود نکالنا کفار مکہ تو حضور کو شہید کرنا چاہتے تھے نہ کہ نکالنا وہ تو قتل کے لیے ڈھونڈتے پھرے۔ حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا بھی اسی لیے تھا کہ لوگ ورقہ کی زبان سے ہجرت کی خبر سُن لیں اور ہجرت کو

www.alahazratnetwork.org

إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَالِكَ جَاشُهُ وَ

سے دشمنی کی گئی [1] اور اگر مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہو تو میں آپ کی بلیغ مدد کروں [2] پھر ورقہ نہ ٹھہرے کہ اُن کی وفات ہوگئی اور وحی بند ہوگئی [3] (مسلم بخاری) بخاری نے یہ زیادتی کی کہ حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے جو روایت ہم کو پہنچی ہے [4] اس میں ہے کہ آپ سخت غمگین بارہا صبح کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں [5] مگر جب کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے اپنے کو گرادیں تو حضرت جبریل حضور کے سامنے آتے کہتے اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے آپ کا قلق جاتا رہتا، اور آپ کا

حضور کی حقانیت کی دلیل سمجھیں۔

[1] اس سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قریبًا سارے نبیوں نے ہجرت کی الا ماشاء اللہ خیال رہے کہ دشمنی سارے نبیوں سے کی گئی۔ ہجرت اور جہاد اکثر نبیوں نے کئے۔ خیال رہے کہ حضور انور سے پہلے بعض لوگ اصلی عیسائیت پر قائم تھے مگر خال خال وہ بھی پہاڑوں غاروں میں چھپے چھپائے جناب ورقہ اور سلمان فارسی جیسے لوگوں نے انہیں راہبوں سے یہ علوم حاصل کئے تھے۔ انہیں علوم کی برکت سے حضور کو جانا پہچانا تھا

[2] موزر بنا ہے ازر سے بمعنی پشت اور پشت پناہی و قوت رب فرماتا تھا۔ واشدد بہ ازری موزر بمعنی مضبوط و قوی۔

[3] یعنی اقرا باسم ربک پہلی وحی کے نزول سے کچھ دن بعد ہی ورقہ کا انتقال ہوگیا اور صرف یہ ہی ایک وحی آکر بند ہوگئی کتنے روز بند رہی اس میں بہت گفتگو ہے غالب یہ ہے کہ چھ ماہ بند رہی اسی دوران میں حضرت جبریل آتے تھے حضور سے ملتے تھے مگر وحی نہ لاتے تھے (اشعۃ) مرقات نے فرمایا کہ اقرا باسم ربک پہلی وحی ہے اور یا ایہا المدثر قم فانذر دوسری وحی ان دونوں کے درمیان کچھ دنوں کا فاصلہ ہے۔ وحی بند ہونے میں بڑی حکمتیں تھیں۔ قلب پاک کو سکون بخشنا۔ حضور کو شوق وحی زیادہ کرنا وغیرہ (مرقات)

[4] یہ عبارت فیما بلغنا کسی راوی کا قول ہے یعنی پہلے تو قلب پاک پر رعب اور خوف تھا اب شوق کا دریا موجیں مار رہا تھا مگر ادھر سے خاموشی تھی۔ شعر

دیر است کہ دلدار پیامے نہ فرستاد — نوشت سلامی نہ فرستاد کلامے

[5] یعنی شوق و فراق برداشت سے باہر ہوگیا تو اپنے کو ہلاک کرنے کے لیے پہاڑ پر چڑھے کہ وہاں سے اپنے کو گرا کر خودکشی کریں اس وقت

www.alahazratnetwork.org

وَتَقِرَّ نَفْسُهٗ ؕ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ

دل مطمئن ہو جاتا[1] روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ وحی بند ہو جانے کے متعلق خبر دیتے تھے[2] فرمایا جبکہ ہم چل رہے تھے[3] کہ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہ ہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا تو میں رعب کی وجہ سے اس سے ڈرا دیا گیا[4] حتی کہ زمین کی طرف مائل ہو گیا[5] پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ مجھے چادر اوڑھاؤ انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے چادر اوڑھنے والے اٹھو ڈر[6] اور اپنے رب کی بڑائی بولو اپنے کپڑے پاک

تک احکام شرعیہ نہیں آئے تھے لہذا یہ ارادہ گناہ نہ تھا۔

[1] یعنی جبریل امین آکر عرض کرتے تھے کہ آپ ہیں سچے رسول وحی الٰہی آئے گی اور بارہا آئے گی آپ غم نہ کریں یہ سنکر حضور انور واپس گھر لوٹ آتے پھر شوق کا جوش ہوتا پھر وحی ارادہ فرماتے سبحان اللہ کیا انداز محبوبانہ ہے کہ کلام بھی نہیں فرماتے اور آگے بڑھنے بھی نہیں دیتے شعر

دیکر جھلک سی آپ تو پردہ میں چھپ رہے ۔۔۔ اور کہہ گئے کہ آنکھ سے ڈھونڈھا کرے کوئی

[2] معلوم ہوا کہ حضور انور اپنے حالات خود صحابہ کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب عارضی طور پر وحی بند ہو گئی تو ہمارا کیا حال تھا۔

[3] یہ واقعہ مکہ معظمہ بلکہ غار حرا کا ہے۔ (مرقات) وہاں ہی حضور نے یہ غیبی آواز آسمان کی جانب سے سنی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز میں یا تو الفاظ تھے نہیں یا تھے تو معمولی تھے اس لیے حضور نے اسے آواز فرمایا کلام نہ کہا[4] جُئِثْتُ بنا ہے جَاْثَۃٌ سے بمعنی گھبراہٹ۔ ڈر جُئِثْتُ مجہول فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ رعب رب کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا یہ رعب اس کلام الٰہی کا تھا جو حضور پر پہلے نازل ہوا تھا خیال شریف یہ ہوا کہ پھر کوئی آیت نازل ہوگی دل میں بیقراری اور رعب پیدا ہو گیا۔ حضرت جبریل اس وقت بھی شکل انسانی میں تھے ان سے رعب ہونے کی وجہ ہی کوئی نہیں اپنی صورت میں تو صرف دربار حاضر ہوتے۔ [5] ھوی کے معنی ہیں زمین پر لپٹ جانا اوندھے لیٹ کر اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر چپٹا دینا [6] مدثر بنا ہے دثار سے عربی میں شعار نیچے والے کپڑے کو کہتے ہیں جو جسم سے ملا ہوا ہو دثار اوپر والے کپڑے کو مدثر کے معنی ہوئے چادر کمبل اوڑھنے والے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق کے سامنے جانے والے نور مطلق نے بشریت کی چادر اوڑھی تب مخلوق آپ سے فیض لے سکی۔ شعر

www.alahazratnetwork.org

فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِّيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا

رکھو اور گندگی دور رکھو۔ پھر وحی گرم ہوگئی اور لگاتار جاری ہوگئی ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے جناب عائشہ سے کہ حارث ابن ہشام نے ۱۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے ۱۴ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس جہانج کی سی جھنکار آتی ہے ۱۵ وہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے ۱۶ تو وہ مجھ سے محو ہوتی ہے حالانکہ میں نے اس سے وہ یاد کر لیا ہوتا ہے ۱۷ جو اُس نے کہا اور کبھی میرے سامنے فرشتہ

لباس اُس کا پہنا جہاں نے آدمی جانا — مرسل بن کے آئے تھے ہو پیمبر ان کے نکلیں گے

یہاں مرتملّ نے اس کے معنی کئے اے نبوت کا عبا اوڑھنے والے رسالت کا بوجھ اٹھانے والے اس کی اور بہت نفیس نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن خود العرفان فی تفسیر القرآن میں ملاحظہ کرو وہاں لکھا ہے کہ اپنی چادر کرم میں اپنی امت کو چھپانے والے۔

۱۱ یعنی پیارے اٹھو تا کہ دنیا تمہارے سہارے اٹھے خیال رہے کہ سورۂ مزمل میں بھی ہے یا ایھا المزمل قم اللیل وہاں قیام سے مراد ہے نماز میں کھڑا ہونا اور یہاں قیام سے مراد ہے نبوت کی تبلیغ کے لیے اٹھنا یا وہاں نبوت کے لیے اٹھنا مراد ہے یہاں رسالت و تبلیغ کیلئے اٹھنا مراد (مرقاۃ) ۱۲ یعنی اپنے جسم کے کپڑے پاک و صاف رکھو معلوم ہوا کہ پاکیزگی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بہت بعد میں صوفیاء فرماتے ہیں کہ کپڑوں سے مراد ہے نفس کے صفات انہیں پاک کرنے سے مراد ہے برائیوں سے دور رکھنا (اشعۃ) ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی وحی اقرا باسم ربک ہے اور دوسری وحی یا ایھا المدثر ان دونوں کے درمیان فاصلہ رہا ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یعنی چھ ماہ یا کم و بیش ۱۴ حارث ابن ہشام صحابی ہیں ابوجہل کے نام عمرو ابن ہشام تھا حارث صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ان کے لیے جناب ام ہانی نے امان لی تھی شام میں رہے جنگ یرموک میں ۱۵ پندرہ میں عہد فاروقی میں شہید ہوئے انہیں حضور نے فتح مکہ کے دن اکیس اونٹ تالیف قلب کیلئے عطا فرمائے (اکمال) ۱۶ غالب یہ ہے حارث کے اس سوال کے وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ موجود تھیں اور ہو سکتا ہے کہ حارث نے حضرت عائشہ کو یہ واقعہ سنایا ہو (مرقات) ۱۷ صلصلہ یا تو مسلسل آواز کو کہتے ہیں یا وہ آواز جو لوہے کو لوہے سے لگنے سے مسلسل پیدا ہو جس طرح گھنگرو وغیرہ ہیں جو جانور کے گلے یا پاؤں میں باندھ دیئے جائیں جب وہ دوڑے تو مسلسل جھنکار پیدا ہو یہ مثال سمجھانے کیلئے دی گئی ہے یعنی وحی ایسی باریک اور مسلسل آواز میں ہوتی ہے جو بغیر غور سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کہا جا رہا ہے ۱۸ کیونکہ اسے سمجھنا اس میں غور کرنا پھر اسے یاد رکھنا یہ تینوں کام کرنا پڑتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں فرشتہ نہیں آتا تھا بلکہ کان میں غیبی آواز گھنگرو کی جھنکار کی طرح آتی تھی مگر حضور کو یقین ہوتا تھا کہ یہ وحی الٰہی ہے ۱۹ یعنی قدرتی طور پر وہ مجھے یاد بھی ہو جاتا اور میں اس معنی مقصد مطلب اسرار سب کچھ سمجھ بھی لیتا ہوں یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے ان علینا جمعہ و قرآنہ حتی کہ

www.alahazratnetwork.org

فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ

مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے[1] جو وہ کہتا ہے محفوظ کر لیتا ہوں[2] جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا کہ آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے ٹپکتی ہوتی تھی[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے[4] اور آپ کا چہرہ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سر جھکا لیتے اور آپ

فرمایا تم ان علیحدہ علیحدہ امور سے کام رب تعالیٰ کے ذکر کرم پر تھے ۞

[1] چنانچہ اکثر حضرت جبریل دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے کبھی اجنبی شخص کی شکل میں کبھی دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھتے تھے کبھی نہیں مگر آواز سنتے تھے خیال رہے کہ فرشتے لڑکوں کی شکل میں صرف حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بھی ایک بار اور کبھی عورتوں کی شکل میں نہ آئے یہ بھی خیال رہے کہ اگر فرشتے وحی لے کر نہ آئیں کسی اور مقصد کے لیے آئیں تو ممکن ہے کہ نبی اول انہیں نہ پہچانیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے لیے بھنا بچھڑا گھر میں سے لے کر آئے تھے انہیں یہاں سمجھ کر مگر یہ ناممکن ہے کہ فرشتہ وحی لائے اور نبی نہ پہچانیں۔ کہ اس صورت میں وحی مشکوک ہو جائے گی انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے وہ وحی الٰہی ہے۔ [2] یعنی اس فرشتہ کے الفاظ دماغ میں اس کے کلام کے مضامین دل اس کے کلام کے مضامین دل میں محفوظ کر لیتا ہوں یہ حفاظت رب کی طرف سے ہے [3] ظاہر یہ ہے کہ حضور کی یہ حالت شریفہ دونوں قسم کی وحی میں ہوتی تھی اور یہ حالت حضور انور پر اس کلام شریف کی عظمت اس کی تجلی کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ فرشتہ کی وجہ سے اور حالت شریف صرف تبلیغی وحی آنے پر ہوتی تھی ویسے جب بھی فرشتے آتے تو حضور انور بے تکلف ان سے کلام فرماتے تھے جس کی بہت سی احادیث میں تبلیغی وحی کی شان ہی اور تھی یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ کبھی جناب جبریل کی ملکیت حضور کی بشریت پر غالب آتی تو جھانج کی سی آواز محسوس فرماتے اور کبھی حضور انور کی بشریت حضرت جبریل کی ملکیت پر غالب آتی تو وہ شکل انسانی میں آتے تھے پہلی صورت میں حضور انور اپنی بشریت سے غائب بے نیاز ہو جاتے تھے نیز یہ حالت کہ سردی میں پسینہ آجاوے یہ بھی پہلی قسم کی وحی میں ہوتا تھا۔ جب جھانج کی سی آواز سنتے اور اپنی بشریت سے بے نیاز ہوتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات) [4] یہاں کرب بمعنی فکر مند ہونا نہایت معنوں میں غمگین ہونے کے معنی مناسب نہیں حضور انور کو یہ فکر یا تو وحی کی شدت کی بنا پر ہوتی تھی یا اس کی تبلیغ کی ذمہ داریوں پر۔ اس کے شکریہ ادا کرنے کی فکر کہ وحی ایک نعمت ہے اور نعمت کا شکر لازم ہے وہ بھی بقدر نعمت ہر حالہ میں یہاں فرمایا کہ یہ حال شریف ابتداء نبوت میں بڑا کرتا تھا بعد میں نہیں۔ واللہ اعلم ۞

www.alahazratnetwork.org

اَصْحَابُہٗ رُءُوْسَہُمْ فَلَمَّا اُتُلِّیَ عَنْہُ رَفَعَ رَاْسَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِہْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِیَنْظُرَ مَا ھُوَ فَجَآءَ اَبُوْ لَھَبٍ وَّقُرَیْشٌ

صحابہ اپنے سر جھکا لیتے پھر جب ختم ہوتی تو اپنا سر اٹھاتے (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرائیے ۲ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حتی کہ صفا پہاڑ پر چڑھے، پھر پکارنے لگے کہ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبیلوں کے نام لے کر حتی کہ وہ سب جمع ہو گئے ۳ حالت یہ ہوگئی کہ اگر کوئی آ نہ سکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کہ کیا واقعہ ہے ۴ تو ابولہب بھی آیا اور قریش بھی

۱ حضور انور تو اپنا سر شریف غور سے سننے کے لیے جھکا لیتے تھے حاضرین بارگاہ حضور کے ادب و احترام کے لیے سر جھکاتے تھے وجہ میں فرق تھا

۲ یہ حضور انور پر چوتھی قسم کی وحی آئی پہلی وحی اقرا باسم ربک دوسری وحی یا ایہا المدثر قم فانذر تیسری وحی ما ودعک ربک وما قلی۔ پوری سورت چوتھی وحی یہ اس ترتیب میں اور روایات بھی ہیں پہلی وحی میں ذکر اللہ کا حکم دوسری وحی میں حضور کی محبوبیت کا اظہار تیسری وحی میں تہذیب اخلاق پاکیزگی صفائی کا حکم چوتھی وحی میں عزیزوں کو تبلیغ خیال رہے کہ یہ ترتیب بہت ہی شاندار ہے پہلے اپنی اصلاح پھر اپنے قریبی عزیزوں کی اصلاح پھر دوسروں کی درستی یہی ترتیب جہاد میں تھی کہ پہلے قریبی کافروں پر پھر دور والوں پر رب فرماتا ہے قاتلوا الذین یلونکم من الکفار اب بھی یہی ترتیب چاہیئے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح پھر قریبی عزیزوں کی پھر دوسروں کی۔

۳ صوفیاء فرماتے ہیں کہ پہلی وحی صفا پہاڑ پر چڑھ کر فرمائی نہ کہ بیت اللہ شریف میں اس میں اشارہ اپنا مقام بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر انسان دور دور کی چیز دیکھ لیتا ہے اور پہاڑ کے دونوں طرف کی خبر رکھتا ہے۔ حضور انور انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اس مقام پر جہاں کونین نظر آتے ہیں فرش پر بھی نظر رکھتے ہیں عرش پر بھی مخلوق کی بھی خبر رکھتے ہیں خالق کی ذات و صفات سے بھی خبردار ہیں۔ شعر

ادھر اللہ سے واصل ادھر دنیا میں ہیں شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف شدد کا

حضور کی زبان مخلوق کی طرف ہے کان خالق کی طرف حضور کا ایک ہاتھ لینے والا رب کی طرف ہے دوسرا ہاتھ دینے والا ہم بھکاریوں کی طرف جب رب اپنے بندوں سے کچھ کہتا ہے تو حضور کی معرفت تو ہم جب رب تعالیٰ سے کچھ کہیں تو حضور کی معرفت۔ حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان اللہم صل وسلم وبارک علیہ۔

۴ یہ آواز سارے مکہ میں پہنچ گئی ہر کان نے سن لی یہ بھی حضور کا معجزہ ہے ورنہ پہاڑ کی آواز نیچے نہیں پہنچتی حضرت ابراہیم کی پکار تمام ارواح کو سنا دی گئی۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ خَیْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّکَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

تب فرمایا بتاؤ تو اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا[1] وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے[2] سب بولے ہاں ہم نے آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی[3] فرمایا تو میں تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے[4] ابولہب بولا کہ ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم نے ہم کو اسی لیے جمع کیا تھا[5] تب یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب[6] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ

[1] یہاں حدیث مختصر لائی گئی اس تبلیغ کی ابتداء یوں فرمائی کہ ارشاد فرمایا کیف انا فیکم اے اہل مکہ تم میں میں نے اپنی عمر گزاری تم نے میرے شب و روز دیکھے بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں۔ سب نے یک زبان سے کہا کہ صادق الوعد امین ہیں تب فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں الخ جس سے پتہ لگا کر ایمان کا پہلا رکن حضور انور کو جاننا پہچاننا ماننا ہے باقی ارکان بعد کے ہیں۔ اسی لیے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں۔ قرآن مجید نماز وغیرہ سب بعد کی چیزیں ہیں۔ [2] یعنی اگر تمہاری آنکھیں کہتی ہیں کہ اس میدان میں ایک چیونٹی بھی نہیں مگر میری زبان کہے کہ یہاں لشکر جرار ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہوگا تو بتاؤ اپنی آنکھوں کو مانو گے یا میری زبان کی اس میں حضور انور نے اپنے علوم غیبیہ کا ان کفار سے اقرار کرایا جنہیں ہی اسے ہیں جو غیبی خبریں دے جیسے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے علوم فرشتوں کو دکھائے پھر انہیں سجدے کا حکم دیا علم غیب نبی ماننا سجدے سے مقدم ہے [3] یعنی ہم نے آپ کا بچپن جوانی بڑھاپا دیکھا ہے۔ آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری آنکھ جھوٹی ہو سکتی ہے مگر آپ کی زبان جھوٹی نہیں ہو سکتی یہ ہے دشمنوں کی گواہی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے محبوب کو مکہ معظمہ سے باہر نہیں رکھا تاکہ کفار مکہ فرعون کی طرح یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ باہر سے علم پڑھ کر جادو سیکھ آئے ہیں بلکہ مکہ معظمہ میں ہی رکھا تاکہ حضور کی زندگی ان سب کے سامنے رہے اور کوئی یہ الزام نہ دے سکے کہ مکہ نے حضور کو صادق الوعد اور امین کا لقب دیا تھا۔ [4] یہاں تحت عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے دنیا میں عام غیبی عذاب آنا قیامت بند گئے۔ [5] ابولہب پہلے حضور انور کا بہت مداح تھا یہ نرمان حال سنتے ہی دشمن ہو گیا۔ اس نے ایک بھاری پتھر دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر حضور انور کی طرف پھینکا (اشعۃ اللمعات) یہ حدیث باب تغیر الناس کے بعد والے باب میں گزر گئی۔ [6] دونوں ہاتھ سے مراد یا تو ابولہب کی ذات ہے کہ اہل عرب کردو یا دونوں ہاتھ کہہ کر ذات مراد لیتے ہیں یا اس کے وہی دونوں ہاتھ مراد ہیں جس سے اس نے وہ پتھر اٹھایا تھا۔ خیال رہے کہ اگلی تین سورتوں میں قل ہے۔ یعنی سورۂ اخلاص اور فلق اور ناس میں مگر اس سورت میں قل نہیں تاکہ معلوم ہو کہ اپنے محبوب کا بدلہ

www.alahazratnetwork.org

ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَرَمِهَا يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى

ابن مسعود سے فرماتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے[1] اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی کہ ایک بولا[2] تم میں کون شخص فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے گا اور اس کی لید اور اس کے خون اس کی اوجڑی لائے حضور کو مہلت دے حتی کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھدے[3] تو ان میں سے بڑا بدبخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو وہ آپکے کندھوں کے درمیان رکھدیا[4] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے[5] کفار ہنسے حتی کہ بعض بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے[6] پھر کوئی جانے والا جناب

رب خوب لیتا ہے حتی کہ جو لفظ ابولہب نے حضور انور کے لیے بولے تھے۔ وہی الفاظ رب نے ابولہب کے لیے فرمائے۔

[1] غالب یہ ہے کہ یہ نماز وہ نماز تھی جو حضور انور اپنے الہام سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ نماز پنجگانہ میں سے نہ تھی کیونکہ یہ واقعہ جب کا ہے جب جناب فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھی اور ابھی حضور انور کو معراج نہیں ہوئی تھی نماز پنجگانہ معراج میں عطا ہوئی ہے۔ [2] یہ بولنے والا ابوجہل تھا جیسا کہ روایات میں ہے بعض نے کہا کہ کوئی اور قصہ (مرآت)۔ [3] یعنی دے تو یہ حرکت کرے اور ہم لوگ تماشا کے طور پر ہنسی مذاق کریں معلوم ہوا کہ سفرات انبیاء کرام سے ہنسی کرنا کفار کا پرانا دستور ہے ان حضرات کے کسی عمل شریف کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ ان کا ہر اسم کا ادب و احترام ایمان کا رکن ہے۔ [4] یہ حرکت کرنے والا عقبہ ابن ابی معیط تھا۔ بعض نے کہا کہ ابوجہل خود تھا [5] چونکہ اس وقت تک نماز کے احکام طہارت وغیرہ نہیں آئے تھے۔ اس لئے حضور نے نجاست پڑ جانے کے باوجود سجدہ جاری رکھا یہ نماز نہ تھی اور اسلام میں بعد معراج جاری ہوئی یا ممکن ہے کہ سر مبارک اس لئے نہ اٹھایا کہ مشرکین کعبہ پر یہ نجاستیں نہ گریں۔ جب جناب فاطمہ نے یہ چیزیں پھینک دیں تو کپڑے پاک کر کے نماز دوبارہ پڑھی ہو۔ لہذا اب اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گر جاوے تو نماز ٹوٹ جاوے گی، دوبارہ پڑھنی ہو گی۔ بعض آئمہ کے ہاں اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گر جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اول سے کپڑے بدن پاک ہونا چاہئیں درمیان میں پاک کرنا ضروری نہیں ان کے قول پر حدیث بالکل ظاہر ہے [6] یہ ہنسی صرف کفر ہی نہ تھی بلکہ عذاب الٰہی کا پیش خیمہ تھی۔ ان لوگوں کو ایمان کی توفیق نہ ملی حتی کہ جنگ بدر میں سارے کفر پر مارے گئے۔

www.alahazratnetwork.org

فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ

فاطمہ کے پاس گیا ۱؎ وہ دوڑتی آئیں ۲؎ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے یہ گندگی ہٹادی اور آپ ان پر متوجہ ہوئے انہیں برا کہتی تھیں ۳؎ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی تو عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑ لے تین بار فرمایا ۴؎ اور آپ جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے تھے ۵؎ الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو ۶؎ عتبہ ابن ربیعہ کو شیبہ ابن ربیعہ کو ۷؎

۱؎ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق یا علی مرتضیٰ یا اور کوئی صحابی موجود نہ تھے کفار میں سے کوئی نرم دل کافر جو بدنصیبوں کا مقابلہ کرکے حضور انور کی یہ تکلیف دور نہ کرسکتا تھا وہ دوڑا ہوا جناب فاطمہ کے پاس پہنچا کہ ایسے موقعہ پر چھوٹے بچے بے تکلف وہ کام کرلیتے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہوسکتے اور اگر مسلمان نے خبر دی ہے تو وہ بھی یہی وجہ تھی کہ اس مسلمان کے یہ پلیدی ہٹانے پر جنگ کا خطرہ تھا وہ اکیلا ان سب سے لڑ نہ سکتا تھا اس لئے اس نے یہ ترکیب نکالی اشعۃ اللمعات نے کہا کہ یہ خبر دینے والے حضرت عبداللہ ابن مسعود تھے۔ ۲؎ اس وقت حضرت فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھیں اسی لیے آپ دوڑتی ہوئی آئیں بچے جب بھی چلتے ہیں تو دوڑتے ہوئے چلتے ہیں یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا کی ولادت پاک کے وقت حضور انور کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔ ۳؎ خیال رہے کہ عربی میں شتم کہتے ہیں گالی کو سب کہتے ہیں برا کہنے ملامت کرنے کو حضرت فاطمہ کی زبان شریف پر گالی کبھی نہیں آئی ہاں اپنے اس وقت کفار کو ملامت کی سب کے یہ بھی معنی ہیں۔ ۴؎ قریش سے مراد قوم قریش نہیں قریش تو خود حضور انور جناب صدیق و فاروق عثمان و علی بھی ہیں۔ مراد یہ قریشی لوگ ہیں جنہوں نے مذکورہ بے ادبی گستاخی کی اگلی عبارت اسی کی تفصیل ہے۔ نماز پوری فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے فوراً نماز نہیں توڑ دی بلکہ بقیہ رکعات پوری فرمالیں۔ اس کی تحقیق ابھی کی گئی کہ اس وقت نماز میں طہارت کے بلکہ خود نماز کے احکام نہیں آئے تھے۔ ۵؎ سنت یہ ہی ہے کہ دعا مانگے تو تین بار رب سے کچھ سوال کرے تو تین بار سوال سے مراد بھی دعا ہی ہے۔ ۶؎ ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی ہے۔ اس کی کنیت ابوالحکم تھی کہ لوگوں میں یہ فیصلے کرتا تھا حضور انور نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی اس میں وہ ایسا مشہور ہوگیا کہ اس کا نام اس کی پہلی کنیت چھپ کر رہ گئی۔ غزوہ بدر میں عفراء کے دو بچوں معوذ و معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس کا ناپاک سر جسم سے جدا کیا۔

۷؎ حضور انور نے اپنی ذاتی دشمن کو کبھی بددعا نہیں دی۔ یہ دشمن دینی تھے جو حضور انور کی نماز میں خلل ڈالتے اور حضور کو دینی تکالیف بھی پہنچاتے رہتے۔ اپنے دشمنوں کو معافی دینا۔ قوم۔ ملک۔ قانون کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ ہی اخلاق محمدی ہیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

www.alahazratnetwork.org

وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ

اور ولید ابن عتبہ کو اور امیہ ابن خلف کو اور عقبہ ابن ابی معیط کو اور عمارہ ابن ولید کو[1] جناب عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے انہیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا[2] پھر وہ بدر کے جھیرے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے[3] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جھیرے والوں پر لعنت ڈالی گئی[4] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گذرا جو

[1] خیال رہے کہ شیبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف کو بدر کے دن حضرت علی نے جہنم رسید کیا اور عتبہ ابن ربیعہ کو جو شیبہ کا بھائی تھا۔ حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب نے بدر کے دن قتل کیا اور امیہ ابن خلف جو حضرت بلال کا پہلا مولی تھا یہ بھی بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بہت بُری طرح مارا گیا۔ جس کا ذکر بہت طویل ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے اسی طرح قتل کرایا نیزے برچھے چھروا کر جیسے وہ حضرت بلال کے جسم شریف میں گرم لوہے کی سلاخیں چبھویا کرتا تھا۔ اس کے بھائی ابی خلف کو بدر کے دن حضورؐ نے خود قتل کیا۔ اپنے ہاتھ شریف سے۔ صرف یہی کافر حضورؐ کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔

[2] یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور انور کی یہ دُعا قبول ہوئی اور یہ لوگ کفر پر مرے یا مارے گئے۔ خیال رہے کہ ان میں سے عمارہ ابن ولید جنگ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ حبشہ میں مرا اور عقبہ ابن ابی معیط جنگ بدر سے واپس آکر مارا گیا۔ (اشعہ) لہٰذا ان سب کو بدر کا مقتول کہنا تغلیباً ہے۔

[3] بدر ایک شخص کا نام تھا جو اس جگہ کا مالک تھا اس کے نام پر اس علاقہ کو اور اس کنویں کو بدر کہنے لگے۔ قلیب، کنویں کے پاس وہ گہرا غار جو کچا ہو اور اس پر من وغیرہ نہ ہو اس میں ان تمام کی لاشیں ڈالی گئیں مگر امیہ ابن خلف کی لاش ڈالی نہیں جا سکی کیونکہ اُسے کھینچتے ہی اس کے اعضاء الگ الگ ہو گئے۔

[4] یعنی دنیا میں تو ان کی ایسی ذلت و رسوائی ہوئی اور آخرت کی رسوائی اور عذاب ان کے لیے تیار تھا کہ قلیب میں پڑتے ہی اس میں گرفتار کر لئے گئے۔ لعنت سے مراد فرشتوں کی پھٹکار اور ان کی سخت مار ہے۔ جس میں وہ گرفتار ہوئے (مرقات) معلوم ہوا کہ حضورؐ کو ستانے والا بدترین بدبخت ہے۔ جیسے حضورؐ کی دُعائیں لینے والا بہت ہی خوش نصیب ہے۔

www.alahazratnetwork.org

مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمُ الْعُقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرَئِيْلُ

اُحد کے دن سے زیادہ سخت ہو تو فرمایا میں نے تمہاری قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں اُحد سے سخت دن جب میں نے ان کی مصیبت جھیلی عقبہ کا دن تھا جبکہ میں نے اپنے کو ابن عبد یالیل ابن کلال کے سامنے کیا جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا تو میں اپنے رُخ پر چلا حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن ثعالب میں تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبریل تھے

۱؎ غزوۂ احد میں حضور کے عزیز شہید ہوئے حضور کا دانت شریف شکستہ ہوا سر مبارک زخمی ہوا مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچی میرے خیال میں ایسا سخت دن آپ پر کوئی نہیں گزرا ہوگا فرمائیے تو اس سے سخت دن بھی کوئی آپ پر گزرا ہے۔

۲؎ یہاں تو تک فرمانا اظہار افسوس کے لیے ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی قوم وہی تو ہے۔ جو حضور انور کی قوم ہے یعنی قریش مقصد یہ ہے کہ تم نے قریش سے بہت تکلیفیں دیکھی ہیں جو غزوۂ اُحد سے زیادہ سخت تھیں کہ ان میں میرے قلب کو زخمی کیا گیا۔

۳؎ عقبہ منیٰ شریف کے ایک حصہ کا نام ہے۔ جمرۂ عقبہ اس ستون کا نام ہے جو اسی جگہ واقع ہے حضور انور حج کے زمانہ میں منیٰ شریف میں باہر سے آنے والوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ یہاں اس تبلیغ کا ذکر ہے۔ یوم عقبہ سے مراد ہے عقبہ کے میدان میں تبلیغ کا دن عقبہ کے عقبہ پہاڑ کے راستہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اسی لئے اس کو عقبہ کہا جاتا ہے۔ (مرقات) یا عقب یعنی پیچھے ہے یہاں کا جمرہ پہلے دو جمروں کے پیچھے واقع ہے لہٰذا یہ ستون جمرہ عقبہ کہلاتا ہے اور یہ جگہ عقبہ۔

۴؎ اس شخص کا نام مسعود ابن عبد یالیل ابن کلال ابن عمرو تھا یہ قبیلہ بنی ثقیف سے تھا طائف کا رہنے والا وہاں کا بڑا سردار تھا یہ سولہ سولہ ساتھیوں کے ساتھ طائف سے حج کرنے آیا تھا۔ اے حضور انور نے عقبہ میں دعوت اسلام دی یہ سخت بدتمیزی سے پیش آیا اور اسلام لانے سے انکار کر گیا۔ حضور انور کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ ۹ھ ہجری میں مسلمان ہوا۔ انہوں نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے مگر ملا علی قاری نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں ہوا واللہ اعلم (مرقات) ۵؎ یعنی اس نے اسلام قبول نہیں کیا میری کوئی بات نہ مانی بلکہ اپنے ساتھیوں اور لڑکوں کو حضور انور کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے حضور پر پتھر برسائے اور آپ کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ آپ کے قدم شریف نعلین شریف سے خون کی وجہ سے چپک گئے (اشعۃ) ۶؎ یعنی اس واقعہ سے مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں گویا بیہوش ہو گیا اس حالت میں میں سامنے کی طرف چل دیا حتیٰ کہ مجھے یہ خبر نہیں کہ میں کہاں کہاں چلتے چلتے مقام قرن الثعالب پر پہنچ گیا۔ قرن الثعالب کو قرن المنازل بھی کہتے ہیں یہ جگہ نجد والوں کا

www.alahazratnetwork.org

فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَیْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْكَ مَلَكُ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِیْهِمْ قَالَ فَنَادَانِیْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبُّكَ اِلَیْكَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ

انہوں نے مجھے پکارا عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے[۱] تاکہ آپ ان کفار کے متعلق جو چاہیں حکم دیں[۲] فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر فرمایا اے محمد[۳] اللہ نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے فیصلے کا حکم دیں[۴] اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں پر دو

میقات ہے وہاں پہنچ کر مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا[۵] آسمان کی طرف سر اٹھا کر اپنے رب کی رحمت کا انتظار کیا کیونکہ آسمان قبلۂ دعا ہے۔ [۵] آج حضرت جبریل حضور کی خدمت میں نئی شان سے حاضر ہوئے کہ بادل سایہ دار اور پہاڑوں کا حاکم فرشتہ ساتھ ہے۔

[۱] اس فرشتہ کا نام اسمٰعیل ہے یہ پہاڑوں کے انتظامات پر مقرر ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر اس کا راج ہے، سارے پہاڑ اس کے زیر فرمان ہیں [۲] یعنی پہاڑ تو اس فرشتہ کے زیر فرمان ہیں اور یہ فرشتہ آقا حضور آپ کے زیر فرمان جو آپ حکم دیں گے وہ یہ فرشتہ کرے گا اور جو یہ حکم دے گا اس پر پہاڑ عمل کریں گے گویا سارے پہاڑ آپ کے خادم ہیں آپ کے قبضہ میں ہیں۔ یہ ہے حضور کی سلطنت آج بعض اولیاء جیسے حضور غوث پاک جہاں کے راجہ ہیں اور حضور انور کے زیر فرمان ہیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ خیال رہے کہ حضور کے زیر فرمان درخت پتھر۔ پہاڑ جانور سب ہیں کہ حضور کے فرمان سے پتھروں نے کلمہ پڑھا سورج پھٹا۔ بادل برسے۔ یہاں حضور کی زیادہ شان دکھائی ہے کہ پہاڑوں کا حاکم فرشتہ بھی آپ کے زیر فرمان ہے جیسے حضرت سلیمان بلقیس کا تخت خود نہ لائے بلکہ اپنے خادم آصف ابن برخیا سے منگایا جو پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے شام میں لے آئے تاکہ پتہ لگے کہ ان کے آستانہ کے خدام یہ طاقت رکھتے ہیں۔

[۳] حضور انور کو یا محمد کہہ کر پکارنا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم لبعض اس آیت سے آپ کو صرف نام لے کر پکارنا حرام ہوا یا حضور انور نے اس فرشتہ کے الفاظ کی نقل بامعنی فرمائی اس نے تو رسول اللہ حبیب اللہ کہہ کر پکارا ہوگا حضور انور نے ان لفظوں سے نقل کی جیسے ایک بڑا عالم کہتا ہے کہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی کچھ بول حالانکہ لوگ تو ادب سے عرض کرتے ہیں۔ یا لفظ محمد اپنے لغوی معنی میں ہے۔ یعنی تمام مخلوق بلکہ خالق کے سراہے ہوئے سب کے ممدوح سب کی تعریف کئے ہوئے۔ اگر ان بے وقوفوں نے آپ کو نہیں پہچانا تو آپ غم نہ کریں آپ کو تو ساری خلقت جانتی پہچانتی آپ کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ بہرحال فرشتے کے اس لفظ کو دیکھ کر ہم حضور کو اس طرح نہیں پکار سکتے۔ حضور کو تو یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یا ایہا المزمل

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ

اخشب پہاڑ ملا دوں [1] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰے ان کی پیٹھوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں [2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی

یا ایہا المدثر کے پیارے القاب سے پکارتا ہے۔ [3] سبحان اللہ رب تعالٰی حضور کا کتنا احترام فرماتا ہے کہ خود عذاب نہیں بھیجتا جیسے دوسرے نبیوں کی امتوں پر عذاب بھیجا بلکہ حضور انور کی اجازت پر متعلق رکھا۔

[1] اخشبین تثنیہ ہے اخشب کی بمعنی مضبوط اور بڑا اونچا پہاڑ۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہ دونوں پہاڑ طائف میں ہیں جن کے بیچ میں طائف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ مکہ معظمہ و طائف کے درمیان ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہیں ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شروع ہوئے اور طائف تک پہنچے ہوں جیسے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا ہے۔ (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ مجھے حکم دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس سے سارا طائف اس طرح پس جاوے جیسے چکی کے پاٹوں میں دانے پس جاتے ہیں۔

[2] یہ فرمان عالی ایک سوال کے جواب میں ہے۔ حضور انور نے اس سے منع فرمایا فرشتہ نے باادب اجازت دینے کا اصرار کیا تب حضور انور نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ اگرچہ یہ لوگ اسی سزا کے مستحق ہیں مگر وہ وہی ہیں ہم ہم ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں ؎

الٰہ العالمین کر رحم طائف کے مکینوں پر — الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اعدا یہ رحمت صلی علی طائف کی فضائیں شاہد ہیں — دیتے ہیں دعا سرکار انہیں جو مار نے پتھر کرتے ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ابن عبد یالیل اسلام لانے حاضر ہوا صحابہ نے خبر دی کہ وہ آتا ہے فرمایا آنے دو وہ آپ کے سامنے بیٹھ کر بہت زار زار رویا اور کبھی آپ کے سامنے سر اونچا نہ کیا آنکھ نہ اٹھائی واللہ و رسولہ اعلم اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ان کفار کی اولاد کے حالات سے بھی خبردار ہیں کہ وہ ایمان لائیں گے چنانچہ وہاں سب ہی مومن ہوئے اور اب تک ایک بھی کافر نہیں نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا۔ ولا یلدوا الا فاجرا کفارا [3] خدایا اب یہ قوم کافر و فاجر ہی جنے گی معلوم ہوا کہ پشتہا پشت کے حالات سے خبردار ہیں۔ شعر

ملکہ قبل از دادنِ تو سالہا — ہم چنیں دانند چنیں حالہا!

www.alahazratnetwork.org

رُبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُبِّجَ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهِ يُشِيْرُ اِلٰى رُبَاعِيَتِهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي سَبِيْلِ

شہید کردی گئی [۱] اور آپ کے سر میں زخم لگا دیا گیا تو آپ اپنے سے خون پونچھنے لگے [۲] اور فرمانے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوکڑی شہید کر دی [۳] (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ کرے اور حضور اپنی چوکڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے [۴] اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے رسول اللہ اللہ کی راہ

[۱] سامنے کے چار دانت دو اوپر کے اور دو نیچے کے رباعیہ کہلاتے ہیں۔ بروزن ثمانیہ اردو میں انہیں چوکڑی کہتے ہیں۔ حضور انور کی داہنی کی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنارہ ٹوٹا تھا۔ یہ دانت شہید نہ ہوا تھا۔ اور ہونٹ شریف بھی زخمی ہو گیا تھا۔ ابن قمئہ ظالم ابی وقاص کے پتھر سے لگا تھا۔ اس کے بعد عتبہ کا جو بیٹا پیدا ہوتا بالغ ہوتے ہی اس کلیجی دانت گر جاتا تھا۔ عتبہ کے اسلام میں اختلاف ہے یہ عتبہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے (اشعۃ اللمعات) [۲] غزوۂ احد میں حضور انور پر کفار کی تلواریں سترپڑیں اللہ نے حضور کو بچا لیا۔ ان کے وار خالی گئے۔ ایک کافر کا پتھر سر مبارک میں لگا جس سے خود ٹوٹ کر سر شریف میں گڑھ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ ایک مسلمان نے اس پتھ مارنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے آگے گڑھا تھا جس میں حضور انور کا گھوڑا گر گیا اور آپ اس غار میں گر گئے۔ حضرت طلحہ فوراً وہاں کود گئے اور حضور انور کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ حضور نے فرمایا طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔ حضرت ابوعبیدہ ابن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کی کڑیاں سر شریف میں سے نکالیں اور مالک ابن سنان نے حضور کے زخم پر منہ رکھ خون چوس لیا حضور انور نے فرمایا میرا خون تیرے خون سے مخلوط ہو گیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (اشعۃ اللمعات) [۳] حضور انور اپنے زخم سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ حضرت علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ جناب فاطمہ زہرا نے چٹائی جلا کر راکھ زخم شریف میں بھری جس سے خون بند ہوا۔ [۴] چنانچہ حضور انور نے وہ خون زمین پر نہ گرنے دیا فرمایا کہ اگر میرے اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاوے تو عذاب الٰہی آ جاوے (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کی فصد کے خون کا یہ حکم نہیں کہ وہ خون اور نوعیت کا ہے یہ زخم کا خون ظالم کے ظلم کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس خون کا اثر اور ہے۔ [۵] یعنی قریش کا میرے ساتھ یہ عمل سخت عذاب کا سبب ہے کیونکہ نبی کو قتل کرنا نبی کو زخمی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے یہ ہے قدرت کا قانون مگر چونکہ آپ رحمت عالمین ہیں اس لیے قریش پر عذاب نہیں آیا یہ ہے رب کی رحمت یہ مطلب یاد رہے اس بنا پر حدیث پر اعتراض نہیں کہ قریش پر عذاب آیا کیوں

www.alahazratnetwork.org

اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا
نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ
اَبُوْسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ
جَابِرٌ لَآ اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ

راہ میں قتل کریں ۱؎ (مسلم بخاری) یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت یحیٰی ابن ابی کثیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے ۲؎ قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یا ایہاالمدثر ہے میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اقرا باسم ربک ہے ۳؎ تو ابوسلمہ بولے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اسی طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر نے کہا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا تھا کہ میں نے حرا

کیوں نہیں ہیں:

۱؎ یعنی جو کافر جہاد میں نبی کے ہاتھ سے قتل ہو وہ دوزخ کے سخت تر طبقے میں جاوے گا۔ جیسے نبی قصاص زنا کی سزا وغیرہ میں قتل کریں اس کا یہ حکم نہیں خیال رہے کہ دوسرے مسلمان غازی اگر کسی کافر کو قتل کرے تو وہاں غلطی کا احتمال ہے کہ شاید اسے کافر سمجھنے میں غلطی ہوگئی۔ نبی جس کو قتل کریں وہاں یہ احتمال نہیں نیز وہ مقتول کافر نبی کو قتل کرنے ہی کے ارادہ سے آیا تھا۔ جیسے نبی کو قتل کرنا بدترین کفر ہے ایسے ہی نبی کے قتل کا ارادہ کرنا بدتر کفر ہے۔ اس وجہ سے وہ مقتول سخت سزا کا مستحق ہے۔ حضور انور نے صرف ایک کافر کو جہاد میں قتل کیا ہے ابی ابن خلف کو۔ مسئلہ: برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ انہیں کنعان سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا۔ نیز اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے۔ نیز بعد میں ان سب نے یوسف علیہ السلام سے معافی حاصل کرلی۔ لہٰذا وہ اس قانون کی زد میں نہیں آتے۔ سوا نبی کے اور کسی کو دنیاوی وجہ سے قتل کرنا کفر نہیں یہ نبی کی شان ہے کہ انہیں کسی وجہ سے قتل کرنا یا قتل کا ارادہ کرنا بدترین کفر ہے۔

۲؎ یہ دونوں حضرات تابعی ہیں۔ یحیٰی ابن کثیر بھی اور ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بھی دونوں بڑے عالم فقیہ عابد زاہد متقی تھے۔

۳؎ دونوں روایتیں درست ہیں نبوت کی پہلی آیت اقرا باسم ربک ہے اور رسالت کی پہلی آیت یاایہا المدثر ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ یاایہا المدثر وحی بند ہونے کے بعد اتری ہے (مرقات) یعنی تبلیغ و انذار کی پہلی آیت یاایہا المدثر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

بِحَرَّاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ

میں ایک ماہ اعتکاف کیا[1] تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا تو میں اترا[2] پھر مجھے پکارا گیا میں نے اپنے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے بائیں طرف کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا[3] پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو انہوں نے اوڑھا دیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا[4] تب یہ آیت اتری اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی دور کرو یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے[5] (مسلم بخاری) نبوت کی نشانیاں پہلی فصل روایت ہے

[1] یہاں اعتکاف سے وہ اعتکاف مراد ہے جو وحی بند ہو جانے کے زمانہ میں حضور انور نے غار حرا میں کیا تھا۔ اقرأ باسم ربك آپکی تھی اس کے بعد بھی حضور انور غار حرا میں جاتے وہاں عبادت کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ وحی ایک ماہ تک بند رہی ہے (مرقات) وحی بند رہنے کی مدت میں جو گفتگو ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ حضور انور کا پہلا اعتکاف تو چھ ماہ کا تھا۔ جو نزول وحی سے پہلے ہوا۔

[2] یعنی یہ دوسرا اعتکاف ایک ماہ والا مراد ہے۔ لہذا حدیث پر کوئی اشکال نہیں وہ پہلا اعتکاف چھ ماہ والا مراد نہیں خیال رہے کہ ان اعتکافوں میں حضور انور ساتویں آٹھویں دن اپنے گھر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس روٹی لینے تشریف لاتے تھے [3] یعنی آواز تھی مگر آواز والا کوئی نہ تھا۔ [4] کیونکہ اللہ کے ذکر اس کی تجلی میں گرمی ہوتی ہے جو کبھی ٹھنڈے پانی سے کم ہو جاتی ہے بعض صوفیا کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی میں نہر یا دریا میں کھڑے ہو کر ذکر اللہ کرتے ہیں۔ یہ غلط نہیں ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ [5] معلوم ہوا کہ طہارت و صفائی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بعد میں یہ بھی خیال رہے کہ نماز پنجگانہ معراج میں آئی یعنی شب معراج میں اور نماز تہجد پہلے آئی معراج سے پہلے حضور پڑھا کرتے تھے۔ بیت المقدس میں حضرات انبیاء کرام کو یہ نماز تہجد کی پڑھی ہوگی واللہ اعلم یہاں صلوٰۃ سے مراد مطلقاً نماز ہے۔ کیونکہ سورہ مدثر کے عرصہ کے بعد سورۂ مزمل آئی اور سورۂ مزمل سے نماز تہجد جاری ہوئی۔ [6] علامت بنا ہے علم سے یعنی نشانی یہاں نبوت کے نشانات مراد ہیں۔ جن سے حضور کی نبوت کا پتہ چلے یعنی وہ عجائب قدرت جو آپ کی تائید میں آپ سے ظاہر ہوں خواہ نبوت کے اعلان سے پہلے جنہیں ارہاص کہتے ہیں۔ خواہ نبوت کے ظہور کے بعد جنہیں معجزات کہتے ہیں۔ بلکہ گذشتہ آسمانی کتب میں آپ کا ذکر بھی انہیں علامات میں داخل ہے۔ اس لیے اس باب میں یہ تینوں چیزیں بیان ہوں گی اور معجزات کے باب میں صرف وہ عجائبات بیان ہوں گے جو حضور

www.alahazratnetwork.org

اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَآمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب جبریل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے [1] تو حضور کو پکڑا انہیں لٹایا ان کا دل چاک کیا تو اس سے پارۂ گوشت نکالا پھر کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے [2] پھر اُسے سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا [3] پھر اُسے سی دیا اور اس کی جگہ

کے ہاتھ پر بعد دعوی نبوت کے ظاہر ہوئے اس لیے صاحب مشکوٰۃ معجزات کا علیحدہ باب باندھیں گے۔

[1] یہاں لعب سے مراد لغو کھیل کود نہیں ہے کیونکہ حضور انور اپنی عمر شریف میں کبھی نہیں کھیلے بچپن شریف میں ہی کھیل سے نفرت تھی کسی بچے نے کھیل کے لیے بلایا تو فرمایا۔ ما خُلِقْنَا لِهٰذَا ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں ہوئے بلکہ لعب سے مراد دنیاوی کام میں مشغولیت ہے یہ واقعہ واقعہ جناب حلیمہ کے ہاں کا ہے۔ جب حضور انور حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے قبیلہ بنی سعد کے جنگل میں تشریف لے گئے تھے اور خود اپنی خوشی سے براصرار گئے تھے یہ واقعہ وہاں کا ہے۔ شعر

فضل پیدائشی پر کروڑوں درود — کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰحضرت)

[2] یعنی اگر یہ حصہ تمہارے دل میں رہتا تو شیطان اس پر اپنا اثر کیا کرتا بہرحال وہ چیز آپ کے دل میں رہنے دیں گے ہی نہیں جس پر شیطان اثر جماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کر سکتے ہی نہ تھے کیونکہ گناہ یا تو نفس امارہ کراتا ہے یا شیطان حضور کا نفس امارہ نہیں بلکہ نفس مطمئنہ ہے۔ شیطان کی حضور انور کے دل تک گذر نہیں پھر گناہ کون کرائے۔ خیال رہے کہ اولاد میں یہ گوشت کا ٹکڑا پیدا کیا جانا پھر اس کا نکالا جانا ایسا ہے۔ جیسے جسم اقدس پر بالوں ناخنوں کا ہونا پھر ان کا کٹوایا جانا یہ بات نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس واقعہ کا نام شرح صدر بھی ہے شق صدر بھی یہ واقعہ عمر شریف میں کئی بار ہوا ہے یہ پہلا موقعہ ہے رب فرماتا ہے الم نشرح لک صدرک اس آیت میں ان ہی واقعات کی طرف اشارہ ہے دوسری بار دس سال کی عمر شریف میں پھر غار حرا میں اعتکاف کے زمانہ میں پھر شب معراج میں ان تین بار میں زیادتی نور زیادتی شرح کے لیے ہوا۔ [3] یہ طشت سونے کا جنت سے لائے تھے جنتی سونے کا استعمال خصوصاً فرشتوں کے لیے حرام نہیں ان شاء اللہ حضور کے صدقہ سے ہم لوگ جنت میں سونے کے زیورات سونے کے برتن استعمال کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب زمزم سارے پانیوں سے حتی کہ جنت کے کوثر و سلسبیل سے بھی افضل ہے ورنہ فرشتے کوثر لاتے اور کیوں نہ ہو کہ یہ پانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں سے پیدا ہوا اس لئے افضل وہ پانی ہے جس کے چشمے حضور کی انگلیوں سے چھوٹے اس پانی سے افضل حضور کے منہ شریف کا لعاب ہے کہ ان دونوں پانیوں کو حضور سید الانبیاء سے نسبت ہے۔ (مرآت)

www.alahazratnetwork.org

وَجَآءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِىْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِىْ صَدْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّىْ لَاَعْرِفُهٗ الْاٰنَ

واپس کھدیا[۱] چند بچے حضور کی ماں یعنی حضور کی دائی کے پاس دوڑتے آئے[۲] بولے کہ محمد کو قتل کر دیا گیا لوگ آپ کی طرف دوڑے آئے[۳] آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا[۴] حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دھاگے کا اثر آپ کے سینہ پاک میں دیکھا کرتا تھا[۵] (مسلم) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مکہ کا وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا[۶] میں اُسے اب بھی پہچانتا ہوں[۷]

۱؎ یعنی رعل کر کے دل کو سینے میں اپنی جگہ رکھ کر سینہ ہی دیا مگر اس سارے عمل سے حضور کو نہ تکلیف ہوئی نہ زخم پہنچا نہ خون نکلا یہ حضور کے تین ارہاصات ہوئے اسی لیے یہ حدیث اس باب میں لائے۔ ۲؎ یعنی حضرت حلیمہ کے بچے بھی اور دوسرے بچے بھی جو قریب میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑے ہوئے بی بی حلیمہ کے پاس آئے اور اس کی خبر دی وہ سمجھے کہ حضور انور کو شہید کر دیا گیا۔ ۳؎ یعنی جناب حلیمہ اور ان کے خاوند ابو کبشہ اور قبیلہ بنی سعد کے قریباً سارے آدمی ادھر بھاگے یہ عجیب واقعہ سنکر سب گھبرا گئے اسی لیے فاستقبلوہ جمع کا صیغہ ارشاد ہوا۔ ۴؎ حضور کے چہرے کا رنگ حیرت یا ہیبت سے بدل گیا تھا عمر شریف سات سال سے بھی کم تھی۔ ۵؎ یہ دھاگے قدرتی تھے اور سینہ والے نہ تھے مگر اثر ایسا ہی تھا جیسے آپریشن کے بعد سلائی کا اثر آپریشن کی جگہ رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر نبوت اور چیز ہے یہ سلائی کچھ اور چیز کیونکہ یہ سلائی اور دھاگے کے نشانات سینہ شریف پر تھے اور مہر نبوت دو کندھوں کے درمیان جن لوگوں نے کہا ہے کہ یہ نشان ہی مہر نبوت تھی انہوں نے غلطی کی ہے چار بار شق صدر ہوا۔ ہر دفعہ اسی طرح ہوا۔ ۶؎ بعض شارحین نے کہا کہ یہ پتھر سنگ اسود ہے مگر صحیح تر یہ ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جو مکہ معظمہ میں زقاق الحجر میں واقع ہے۔ زقاق الحجر مکہ معظمہ کا ایک محلہ ہے جو کعبہ معظمہ اور جناب خدیجہ کے گھر کے درمیان واقع ہے۔ اس پتھر میں حضور انور کی کہنی کے آثار موجود ہیں لوگ خصوصاً اہل مکہ اسی پتھر کی زیارت کرتے ہیں۔ دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ (مرقات۔ اشعۃ اللمعات) اب نجدیوں کی برکت سے یہ تبرکات گم ہو گئے۔ ۷؎ وہ پتھر یوں کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ جیسا کہ باب المعجزات میں آویگا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور اپنی نبوت سے بچپن شریف میں ہی خبردار تھے۔ مکہ معظمہ کے پتھر اور در و دیوار حضور کی نبوت کی گواہی دے چکے تھے پہلی وحی کے سارے واقعات حضور کی بے علمی کی بنا پر نہیں جیسا کہ ہم ابھی پچھلے باب میں عرض کر چکے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور کو اپنی نبوت کی خبر نہ تھی۔ آپ نے حضرت جبریل کو نہ پہچانا یا یہ کہ خدیجہ کبریٰ اور ورقہ ابن نوفل کے بتانے سے۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شَقَّیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَھُمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَۃً دُوْنَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

(مسلم) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں حضور کوئی معجزہ دکھائیں [1] تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا [2] حتی کہ انہوں نے حرا کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا [3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ

حضور نے اپنے کو نبی جانا غلط ہے۔ آج بخاری شریف میں پتھر تک حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہہ کر سلام کر رہے پھر بے خبری کیسے ۔

[1] خیر پوری شرح قصیدہ بردہ میں ہے کریمین کا سردار حبیب ابن مالک ابو جہل کی دعوت پر مکہ معظمہ آیا تھا تاکہ اسلام کا زور کم کرے لوگوں کو اسلام سے روکے اس نے ابو جہل وغیرہ کے ساتھ یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ ہم کو آسمانی معجزہ یعنی چاند دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ حضور انور نے ان سب کو صفا پہاڑ پر لے جا کر یہ معجزہ دکھایا۔ پھر وہ بولا کہ اب یہ معجزہ دکھائیں کہ تا میں تیرے دل کو کیا دکھ ہے۔ فرمایا تیری ایک بیٹی ہے سلیمہ نام جو آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری پاؤں سے لنگڑی زبان سے گونگی ہاتھوں سے لنجی ہے۔ جا اسے اللہ نے شفا دے دی حبیب نے فوراً کلمہ پڑھا۔ جب گھر پہنچا تو دروازہ کھولتے وہ ہی بے دست و پا لڑکی سلیمہ آئی۔ باپ کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھا حبیب بولا تجھے یہ کلمہ کون پڑھا گیا ابھی تو اس ملک میں یہ کلمہ نہیں آیا وہ بولی۔ شعر

وہ دکھا کے شکل چلے گئے میرے دل کا چین بھی لے گئے ۔ مری روح ساتھ نہ کیوں گئی مجھے اب تو زندگی بار ہے

میں نے اسی سلیمہ کے بندگ کو خواب میں دیکھا جو کہتے ہیں بیٹی تو نے باپ کو ہم مکہ میں کلمہ پڑھا رہے ہیں تو یہاں کلمہ پڑھ لے تجھے اللہ نے شفا بھی بخش دی۔ میں جاگی تو تندرست تھی اور یہ کلمہ زبان پر جاری تھا (خیر پوری) [2] چاند چیرنے کا معجزہ تواتر معنوی سے اور قرآن مجید سے ثابت ہے رب فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر آیت میں قیامت کا چاند چرنا مراد نہیں کیونکہ آگے ہے وان یروا ایۃ یعرضوا مستمر کفار یہ معجزہ دیکھ کر بھی کہیں گے کہ یہ جادو دائمی ہے قیامت میں مستمر چاند چرنے کو جادو کوئی نہیں کہہ سکتا دیکھو مرقات اور اشعۃ اللمعات

[3] خیال رہے کہ جنہوں نے یہ معجزہ صفا پہاڑ کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ چاند کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں صفا تھا جنہوں نے جبل نور کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ بیچ میں حرا تھا۔ لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جیسے چاند گرہن ہر جگہ نظر نہیں آتا ایسے ہی چاند چیرنا ہر جگہ نظر نہیں آیا۔ اس وقت بعض ملکوں میں دن تھا۔ نیز جہاں نظر آیا وہاں سب نے نہ دیکھا بعض لوگ اس وقت

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَّارٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ کیا محمد تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں کہا گیا ہاں تو بولا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن روند دوں گا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ حضور نماز پڑھ رہے تھے ارادہ کیا کہ حضور کی گردن کو روندے تو کفار کو اسی بات نے گھبراہٹ میں کر ڈالا کہ وہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے لوٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا وہ بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق ہے

ابوجہل کا نافرمانی کی وجہ سے حضور کی ہمسری کرنا

سو چکے تھے جو جاگتے تھے۔ انہوں نے آسمان کی طرف نہ دیکھا کیونکہ چاندنی میں کوئی کمی یا فرق نہ ہوا تھا۔ پھر مکہ میں آنے والے نووارد مسافروں نے بھی اس کے دیکھنے کی خبر دی تھی۔ چاند کا چیرا رہنا لحظہ بھر کے لیے تھا جتنی دیر میں ان لوگوں نے دیکھا اور یقین کر لیا پھر فوراً ہی جوڑ دیا گیا۔ شعر

اشارہ سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو سمیر لیا ۔۔۔ گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

۵۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند ٹوٹ کر اس کے دونوں ٹکڑے اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ ایک ٹکڑا اپنی جگہ رہا دوسرا جگہ سے ہٹا تھا دونوں کے معنی یہ نہیں کہ چاند کا وہ ٹکڑا زمین پر اتر آیا تھا پہاڑ کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمان کے کنارہ کی طرف پہنچ گیا جو پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا جیسے چاند یا سورج نکلتے وقت درختوں کی شاخوں کی سیدھ میں نظر آتے ہیں۔ ۵۲ یعنی کیا تمہارے ہوتے ہوئے حضور محمد مصطفےٰ حرم شریف میں آکر کعبہ معظمہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں۔ اس مردود نے سجدہ کرنے کو چہرہ گرد آلود کرنا کہا اظہار بے ادبی کے لیے حقارت کے لیے تھا۔ نعوذ باللہ ۵۳ یعنی ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس طرح آیا کہ یا تو انہیں شہید کر دوں یا سخت ایذا پہنچاؤں۔ ۵۴ یہ تھی حضور انور کی ہمت و جرأت کہ کفار میں گھرے ہوئے ہونے اور کفار کے ایسے برے ارادوں کو جاننے کے باوجود اکیلے کعبہ معظمہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ نہایت خشوع و حضور کے ساتھ کسی کا خوف دل میں نہیں۔ ۵۵ یعنی پہلے تو ابوجہل بڑی تیزی سے حضور انور کی طرف بڑے ارادہ سے بڑھا اور اس کے ساتھی خوش ہوئے اور اگلی بات کا اظہار کرنے لگے مگر اب یہ لوگ حیران بھی ہو گئے اور پریشان بھی کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ نہایت ذلت و خواری سے الٹے پاؤں لوٹ رہا ہے اپنے ہاتھ سامنے کی طرف پھیلائے ہوئے جیسے کوئی سخت پریشان کن

www.alahazratnetwork.org

وَهُوَلَا وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْدَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ

اور ہیبت اور پر ہیں ۱۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کے ٹکڑے کر دیتے ۱۲ (مسلم) روایت ہے حضرت عدی ابن حاتم سے ۱۲ فرماتے ہیں کہ جبکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر آپ کے پاس دوسرا آیا اس نے حضور سے ڈکیتی کی شکایت کی ۱۲ تو فرمایا اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے ۱۲ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی حتی کہ کعبہ کا طواف کرے گی

چیز آگے دیکھے تو ہاتھ سامنے کئے ہوئے پیچھے الٹے پاؤں پلٹے ۔

۱۲ یعنی میں نے اپنے آگے تین چیزیں دیکھیں آگ سے بھری خندق (کھائی) ہے۔ اور ایسی وحشت ناک چیزیں جو میں بتا نہیں سکتا۔ کہ وہ کیا ہیں تیسرے بڑے بڑے پر غالب یہ ہے کہ یہ آگ دوزخ کی تھی۔ اور یہ لوگ فرشتوں کے تھے۔ جو حضور کی حفاظت کیلئے مقرر تھے اور ہولناک عذاب دوزخ کے سانپ بچھو تھے ان کی بڑائی دیکھ کر ابوجہل پہچان نہ سکا۔

۱۲ مگر چونکہ ابوجہل کی ذلت والی موت میدان بدر میں مقدر تھی۔ اس لیے وہ نہ آگے بڑھا نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔

۱۲ حضرت عدی صحابی ہیں۔ یہ حاتم کے بیٹے ہیں یہ حاتم وہ ہے جو مشہور سخی گزرا ہے۔ آپ اپنے والد حاتم ابن عبداللہ سعد کی وفات کے بعد شعبان ۹ھ میں ایمان لائے بعد میں کوفہ میں رہے۔ حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے جمل کے دن آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی ایک سو بیس سال کی عمر پائی ۶۷ھ میں وفات پائی مقام قرقیسیہ میں قبر ہے (اکمال)

۱۲ معلوم ہوا کہ اس وقت قحط سالی اور راستہ کی بدامنی شباب پر تھی لوگوں کے گھروں میں رزق نہ تھا۔ باہر جا کر کمانے کے لئے راہ میں امن نہ تھی کریں تو کیا۔

۱۲ حیرہ نیشاپور کا ایک محلہ بھی ہے اور کوفہ کے قریب ایک بستی بھی یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ حضرات صحابہ نے اس زمانہ میں فارس کا ملک وہاں کے شہروں کے محلے نہیں دیکھے تھے ۔

www.alahazratnetwork.org

لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِکَ حَیٰوۃٌ لَتُفْتَحَنَّ کُنُوْزُ کِسْرٰی وَلَئِنْ طَالَتْ بِکَ حَیٰوۃٌ لَتَرَیَنَّ الرَّجُلَ یَخْرُجُ مِلْءَ کَفِّہٖ مِنْ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ یَطْلُبُ مَنْ یَّقْبَلُہٗ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَّقْبَلُہٗ مِنْہُ وَلَیَلْقَیَنَّ اللّٰہَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ یَلْقَاہُ فَیَقُوْلُ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ تَرْجُمَانٌ یُتَرْجِمُ لَہٗ فَلَیَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَیْکَ

خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی ۱؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے ۲؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم آدمی دیکھو گے کہ لپ بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اُسے تلاش کرے گا جو اُسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص بھی نہ ملے گا ۳؎ جو اس سے قبول کرے اور رب سے ملاقات کے دن تم میں سے ہر ایک اپنے رب کو یوں ملے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا ۴؎ جو اسے ترجمہ کرے رب فرمائے گا کہ کیا میں نے

غیبی خبر دینا

۱؎ یہ بشارت دکیتی کی خکایت کا جواب ہے کہ عنقریب ایسا امن و امان کا زمانہ آنے والا ہے ظعینہ بنا ہے ظعن سے بمعنی اونٹ کا ہودج یا ہودج کا سوار یعنی مسافر۔ ظعینہ مسافر عورت۔ یہاں سفر حج کی مسافر عورت مراد ہے۔ اس فرمان عالی میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تم اپنی زندگی میں یہ امن و امان دیکھ لو گے اسلام کی سخت سزاؤں نے عرب جیسے ملک میں امان قائم کر دی جہاں رہزنی سے ڈکیتی چوری، قزاقی وغیرہ تھی۔ ۲؎ کسریٰ لقب تھا بادشاہ ایران کا یہ اصل میں خسرو تھا یعنی بڑے ملک کا مالک خسرو فارسی لفظ ہے۔ اس سے عربی میں کسریٰ بنایا گیا لہذا یہ معرب ہے۔ کنوز فرما کر یہ بتایا کہ تم صرف ملک ایران ہی فتح نہیں کرو گے بلکہ ان کے سونے سے بھرے ہوئے خزانے بھی حاصل کرو گے یہ بشارت عہد فاروقی میں ظاہر ہوئی۔ ۳؎ یعنی لوگوں میں مال کی بہت ہی فراوانی ہوگی ساتھ ہی ایمانداری تقویٰ دیانت بھی کمال درجہ کی ہوگی کوئی فقیر نہ ہوگا جو زکوٰۃ لینے کے قابل ہو نہ کوئی طمع کا مارا لالچی ہوگا جو خواہ مخواہ زکوٰۃ لے لے اگرچہ فقیر نہ ہو جیسا آج ہو رہا ہے۔ کہ بعض امیر لوگ فقیر بن کر زکوٰۃ لے لیتے ہیں اس زمانہ میں قناعت بھی ہوگی یہ واقعہ حضرت عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہو چکا اور قرب قیامت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔ یہاں پہلے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس لیے فرمایا کہ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لو گے جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ صحابہ کرام دیکھیں گے۔ (مرقات) واشعۃ اللمعات) بعض نے اس پر یقین فرمایا کہ یہ واقعہ ہو چکا۔ حضرت عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ میں۔ ۴؎ یعنی تم لوگ قیامت میں براہ راست بلا واسطہ اپنے رب سے کلام کرو گے یہ کلام عربی زبان میں ہوگا قیامت کا سارا کاروبار بلکہ آج نامہ اعمال کی تحریر قبر میں منکر نکیر کے سوالات سب عربی زبان میں ہیں۔ مرتے ہی انسان کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔ رب تعالیٰ کے ہاں سرکاری زبان عربی ہے اس لیے فرمایا کہ لوگ اپنی دنیاوی بولیاں نہ بولیں گے تاکہ رب کا عربی کلام انہیں سمجھانے کے لیے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں ہو۔ یاد رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود تو عربی بولتے تھے مگر ساری زبانیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ سانورری کی بولیاں بھی سمجھ لیتے تھے اس لیے اونٹوں چڑیوں نے حضور کے آستانہ پر فریاد کی اور داد پائی۔

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلًا فَيُبَلِّغُكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاَفْضَلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنْ اِفْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى

تیری طرف رسول نہ بھیجا[۱] جو تجھے تبلیغ کرے بندہ کہے گا ہاں پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں کیا بندہ کہے گا ہاں[۲] تو وہ اپنے داہنے دیکھیگا تو نہ دیکھیگا مگر دوزخ اور اپنے بائیں دیکھیگا تو نہ دیکھیگا مگر دوزخ[۳] آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کی قاش کے ذریعے جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعہ[۴] عدی فرماتے ہیں کہ میں نے بڑھیا کو تو دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے چلتی ہے حتی کہ کعبہ کا طواف کرتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی[۵] اور میں خود ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کسریٰ

اعلیحضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا: شعر

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد — اسی در پر شتران ناشاد شکوہ رنج و عنا کرتے ہیں

[۱] اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنی اس نعمت کا اقرار کرائے گا۔ جو ساری نعمتوں کی اصل بلکہ ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والی ہے یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کہ اللہ کی ساری نعمتیں اگر حضور کی تعلیم کے ماتحت استعمال کی جائیں تو نعمتیں ہیں ورنہ عذاب ہیں ہمارے خلاف گواہ [۲] اس فرمان عالی میں یہ بتایا گیا کہ مال وغیرہ انسان کی ممنس اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

به ناداں چناں روزی رساند — کہ دانا اندراں حیراں بماند!

اگر بہر سر مویت ہنر دو صد باشد — ہنر بہ کار نہ آید چو بخت بد باشد

[۳] اس عبارت میں رو لئے سخن بخیل مالداروں کی طرف ہے جو مال کا واجبی صدقہ نہ دیں۔ صحابہ کرام سے خطاب نہیں کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے متقی اول درجے کے سخی تھے جیسا کہ حدیث اور تاریخ خاں حسنات سے چھپا نہیں [۴] یہاں کلمہ طیبہ سے مراد یا تو کلمہ شہادت ہے یا اللہ کا ہر ذکر ہے۔ یا فقیر سے اچھی بات کہہ دینا معذرت کر دینا آئندہ کے لیے وعدہ کر لینا کہ ابھی کچھ نہیں جب کچھ ہوگا تب انشاء اللہ تم کو دیں گے اسی کو قرآن مجید نے قولاً معروفاً فرمایا ہے خیال رہے کہ حضور انور نے آئندہ دولت کی خبریں دے کر انہیں سخاوت و دینداری پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے قوم کی اصلاح [۵] یعنی خلافت فاروقی میں ایران فتح ہوا اسکا دارالخلافہ مدائن مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ مدائن میں شاہی محل جسے ناری میں کوشک کہتے ہیں مسلمانوں نے حاصل کیا وہاں کے بے پناہ خزانے مسلمانوں کو ملے اس جہاد میں میں خود موجود تھا الحمد یہ امن و امان خلافت عثمانیہ میں بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ حیرہ سے بوڑھی عورت اکیلی بلکہ معتمرہ آرہی ہے اور راستہ میں کسی

www.alahazratnetwork.org

بِنْ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِلْأُ كَفِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ خُمَرٌ وَجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَّعَصَبٍ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ

ابن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر تم لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم وہ بھی دیکھ لوگے جو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی لپ بھر سونا لے کر نکلے گا۱؎ (بخاری) روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے ۲؎ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی جبکہ حضور کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے مشرکین سے بہت سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے ۳؎ تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے چہرہ انور سرخ تھا۴؎ اور فرمایا کہ تم سے اگلوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اُسے اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاشین کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ اُسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا۵؎ اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اُسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اُسے اس

ڈکیتی وغیرہ کا اسے خطرہ نہیں حضور انور کی یہ دو پیش گوئیاں تو میں نے دیکھ لیں ۞

۱؎ یعنی میرا باب آخری وقت آچکا ہے غالباً تیسری پیش گوئی تم لوگ دیکھو گے کہ کوئی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ملیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عدی ابن حاتم حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ سے پہلے وفات پا گئے میں حیدا کہ پہلے کہا گیا ۲؎ آپکی کنیت ابوعبداللہ ہے قبیلہ بنی تیم سے ہیں زمانہ جاہلیت میں آپکو غلام بنا لیا گیا تھا پھر بنی خزاعہ کی ایک عورت نے آپکو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ ابھی حضور انور دار ارقم میں پہنچے نہیں تھے کہ یہ مسلمان ہو گئے کفار کے ہاتھوں آپنے بہت ہی ایذائیں پائیں اور صابر رہے بعد میں کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی دفن ہوئے ننانوے سال عمر ہوئی ۶۸ھ یا ۶۷ھ میں وفات پائی (مرقات۔ اکمال) ۳؎ یعنی ہم نے اپنے جسم کے زخم اور تکالیف کے نشانات حضور انور کو دکھا کر عرض کیا کہ ان مشرکین پر حضور بددعا فرمادیں کہ یہ سب ہلاک ہو جاویں اور ہم کو انکی شر سے امن ملے۔ ۴؎ یا تو اس لئے چہرہ سرخ تھا کہ حضور انور وضو میں لیٹے تھے یا اس لیے کفار کی ایذا رسانی کی خبر سے یا مسلمانوں کی جلد بازی ملاحظہ فرما کر صدمہ ہوا اس سے چہرہ انور سرخ ہو گیا۔ ۵؎ یعنی پچھلی امتوں میں مومنوں پر ایسی سختی کی جاتی تھی کہ انہیں زندہ کو آرے سے چیر دیا جاتا تھا وہ چر جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے

www.alahazratnetwork.org

عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ

کے دین سے نہ روکتا تھا[1] خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا[2] حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک چلے گا کسی سے خوف نہ کرے گا سوا اللہ کے یا سوا بھیڑیئے کے اپنی بکریوں پر مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو[3] (بخاری) روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جاتے تھے[4] وہ حضرت عبادہ ابن صامت کی بیوی تھیں ایک دن حضور ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے حضور کو کچھ کھلایا

ان مصیبتوں سے گھبراتے تھے۔

[1] یعنی لوہے کی نوکیلی اور دھاردار کنگھیاں ان کی کھوپڑی میں گھسوئی جاتی تھیں۔ جب وہ دماغ کی تہہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کا بیجا تکہ کھنچ کر باہر نکل پڑتا تھا مگر وہ لوگ اس کے باوجود نہ گھبراتے تھے نہ ایمان چھوڑتے تھے تم تو خیر الامم ہو تمہاری استقامت ان سے زیادہ پایئے۔ دنیاوی تکالیف سے مت گھبراؤ یہ عارضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنت رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔

[2] یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اسلام کا پھیلنا۔ مسلمانوں کا غالب آجانا کفار کا مغلوب ہو جانا مسلمانوں کی سلطنت میں امن وامان قائم ہو جانا۔ اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں رب فرماتا ہے ویابی اللہ الا ان یتم نورہ اور فرماتا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ

[3] صنعاء یمن کا ایک کنارہ ہے حضرموت دوسرا کنارہ ان دونوں شہروں میں بڑا فاصلہ ہے حضرموت وہ شہر ہے جہاں صالح علیہ السلام تشریف لائے اور وہاں ان کی وفات ہوئی نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں آئے وہاں ان کی وفات ہوئی اس لئے اس کا نام حضرموت رکھا گیا (مرقات) اس شہر میں بڑے اولیاء اللہ پیدا ہوئے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے حضرموت تنبت الاولیاء یعنی حضرموت شہر ولی اگاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات) ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہ قبیلہ جہاں رہتا تھا اس جگہ کا نام حضرموت ہوا۔ [4] چنانچہ یہ ساری باتیں خلافت عثمانیہ میں مکمل طور پر ظاہر ہوئیں وہاں ایسا امن وامان قائم ہوا کہ سبحان اللہ جس وقت حضور انور نے یہ خبریں دی تھیں اس وقت ظاہری اسباب سے یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی اللہ نے اس ناممکن کو واقع کر دکھایا [5] آپ ام حرام بنت ملحان ابن خالد بن زید نجار قبیلہ سے ہیں ام سلیم کی بہن ہیں لہٰذا حضرت انس کی خالہ ہیں آپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ عبادہ ابن صامت کی بیوی ہیں اپنے خاوند کے ساتھ روم گئیں مقام قبرص میں سواری سے گر کر فوت ہوئیں وہاں ہی آپ کا مزار ہے۔ خلافت عثمانیہ میں وفات پائی (اکمال)۔

www.alahazratnetwork.org

جَلَسَتْ تُفْلِیْ رَاْسَہٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَھُوَ یُضْحَکُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا یُضْحِکُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ ھٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّۃِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَدَعَا لَھَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَہٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا

پھر بیٹھ گئیں آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے یا رسول اللہ تو فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمندر کی فراخی میں سوار ہوں گے ۲؎ جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح ۳؎ تختوں پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان سے کرے ۴؎ حضور نے ان کیلئے دُعا فرمائی ۵؎ پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو

۱؎ حضرت ام حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے گفتگو اس میں ہے کہ محرم کیوں تھیں یا تو آپ کی رضاعی خالہ ہیں، یا حضرت عبداللہ کی خالہ ہیں یا عبد المطلب کی کیونکہ عبد اللہ اور عبد المطلب بنی نجار کے رشتہ دار ہیں (مرقات) بہرحال حضور انور کا ان کے پاس جانا کھانا پینا وہاں سونا اُن کا حضور انور کا سر شریف دیکھنا بالکل جائز تھا۔ خیال ہے کہ لیٹے ہوئے آدمی کے سر کو کھجلانا مُولّفا اس کے راحت کا باعث ہے ام حرام کا یہ عمل شریف اس لیے تھا۔ ۲؎ یعنی میری وفات کے بعد میری امت کے شاندار غازی جہاد کے لیے سمندر کا سفر کریں گے یہ پہلا سمندری حملہ ہوگا جو وہ لوگ کریں گے ثبج ث کے فتحہ جیم کے ثد سے بمعنی چوڑائی۔ بلندی۔ گہرائی اور انسان کے پیٹھ و کندھے کے درمیان کی جگہ یہاں پہلے معنی میں ہے بحر سے مراد بحر عرب یعنی سمندر ہے ۳؎ یہ شک راوی کو ہے کہ ملوکًا فرمایا یا مثل ملوک فرمایا اس فرمان عالی میں دو باتیں بتائیں ایک یہ کہ وہ غازی سادہ زندگی سادہ لباس والے نہیں بلکہ شاہانہ شان و شوکت والے ہوں گے۔ شاہانہ شان سے سمندر کا سفر کریں گے دوسرے یہ کہ یہ لوگ اللہ کے بڑے ہی مقرب بندے ہوں گے کہ باوجود شاہانہ شان اور دنیاوی عیش و آرام اور عیش کے شاندار سامان کے اپنے گھر چھوڑ کر جہاد کرنے نکلیں گے مقبولین بارگاہ ہوں گے حضور کے تبسم فرمانے سے معلوم ہوا کہ سرکار کو اپنی امت کے شان و شوکت دیکھ کر خوشی ہوئی کیوں نہ ہو کہ بچوں کی شان سے باپ کو خوشی ہوتی ہے ۴؎ حضرت ام حرام نے محسوس کر لیا کہ حضور انور ان غازیوں سے بہت ہی خوش ہیں اور وہ لوگ سارے کے سارے بخشے ہوئے ہیں۔ تو عرض کیا کہ حضور دعا فرمادیں کہ میں بھی ان میں سے ہوں تاکہ آپ کی نگاہ کرم اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کی حصہ دار ہو جاؤں ۵؎ حضور انور کی دعا کی برکت سے ام حرام اللہ کے ہاں ان غازیوں کی فہرست میں آگئیں جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ

ہنساتی ہے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے فرمایا تم پہلوں میں سے ہو[۲] چنانچہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں[۳] پھر جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور

[۱] یعنی اس دوسری خواب میں حضور کو دوسرے غازی دکھائے گئے۔ جو اس سمندر میں اسی نیت جہاد سے اسی ملک روم کا سفر کریں گے مگر یہ لوگ وہ ہی پہلے والے نہ ہوں گے بلکہ دوسرے لوگ ہوں گے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ دونوں جماعتیں مغفور ہوں گی۔

[۲] یعنی تم کو اس جہاد میں شرکت کا موقعہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تم پہلے جہاد میں شہید ہو چکی ہوگی۔ یہ جہاد تمہاری وفات کے بعد ہوگا۔ اس فرمان عالی سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ وہ سارے مجاہدین دنیا و آخرت میں مومن ہوں گے۔ کہ انہیں امتی فرمایا دوسری روایت میں ہے کہ انہیں مغفورین فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مجاہدین شاہانہ شان و شوکت کے مالک ہوں گے اس وقت مسلمانوں کے پاس دولت ملک بہت ہوگی۔ تیسرے یہ کہ ان کے یہ دونوں جہاد قبول ہوں گے اور حضور ان دونوں قسم کے غازیوں سے راضی و خوش ہیں اسی لیے حضور یہ خواب دیکھ کر مغموم نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے چوتھے یہ کہ اس جہاد میں شریک ہونے والے بڑے درجات والے ہوں گے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو جنگ کا موقعہ نہ ملے جیسے خود ام الحرام کا واقعہ ہوا پانچویں یہ کہ حضور ہر شخص کے وقت موت اور جگہ موت سے خبردار ہیں کہ فرما دیا تم اس دوسرے جہاد کے وقت فوت ہو چکی ہوگی۔ چھٹے یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی جلیل القدر صحابہ میں گنتی ہیں۔ کہ یہ واقعہ امیر معاویہ کے زمانہ ہی میں تو پیش آیا جس کی حضور نے ایسی خوشی منائی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

شہزادہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

[۳] یہاں امیر معاویہ کے زمانہ سے مراد آپ کی سلطنت کا زمانہ نہیں ہے بلکہ آپ کی گورنری کا زمانہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا جہاد روم خلافت عثمانیہ ۲۸ھ اٹھائیس واقعہ ہوا (اشعہ) اس جہاد کی کمان امیر معاویہ کر رہے تھے لہذا فی زمن معاویہ فرمایا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَ كَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَآءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ

فوت ہوگئیں [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے اور یہ تھے ازد شنوءہ سے [2] اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے [3] انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سُنا کہ حضور محمد دیوانہ ہیں تو بولے کہ ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا [4] فرماتے ہیں کہ وہ حضور سے ملے بولے اے محمد میں اس خبل والی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے [5]

[1] یہ واقعہ ۱۰ھ میں ہوا آپ مقام قبرص میں اس طرح شہید ہوئیں۔ خیال رہے کہ دوسرا جہاد روم۔ امیر معاویہ کی سلطنت کے زمانہ میں ہوا ۵۱ھ اکیاون ہجری میں اس جہاد میں یزید ابن معاویہ غازیوں کا جرنیل تھا۔ اور اس میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن عباس۔ ابوایوب انصاری۔ امام حسین وغیرہم جلیل القدر صحابی غازیانہ شان سے شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری نے قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی یزید ابن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یزید ہی نے انہیں قسطنطنیہ (استنبول) کے فصیل کے نیچے دفن کیا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ اگر تم نے اس قبر کی بے حرمتی کی تو میں تمہارے سارے گرجے جو ہمارے ملک میں ہیں ان کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ دیکھو قسطلانی شرح بخاری پارہ گیارہ باب قتال روم اور اکمال، جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین نے کفار سے جہاد کوئی نہ کیا وہ جھوٹے ہیں۔ جہاد روم کے اس جہاد میں امام حسین شریک تھے اسی لشکر میں امام حسین کی شرکت البدایہ والنہایہ میں ہے بلکہ پہلا جہاد حضرت امیر معاویہ کے دور گورنری میں ان کے زیر اہتمام ہوا اور دوسرا جہاد امیر معاویہ کے دور سلطنت میں ہوا۔ [2] بعض شارحین نے کہا ہے کہ ضماد اور ضمام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں مگر یہ صحیح نہیں ضماد ابن ثعلبہ بنی سعد ابن بکر قبیلہ سے ہیں اور ضماد ابن ثعلبہ قبیلہ ازد سے ہیں یہاں ضماد کا ذکر ہے ضماد ابن ثعلبہ یمنی ہیں۔ وہاں ایک بڑا قبیلہ ہے شنوء اس کا ایک خاندان ہے ازد۔ آپ ازد سے ہیں۔ انہیں طب علم کا بہت شوق تھا۔ دم منتر بھی خوب کرتے تھے (اشعہ) [3] یعنی دیوانوں پاگلوں پر دم کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ انہیں اسی علم نے حضور تک پہنچایا۔ مسلمان بنادیا جیسے فرعونی جادوگروں کو ان کے علم جادو نے موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا۔ اور انہیں ایمان نصیب کر دیا معلوم ہوا کہ علم کوئی بھی برا نہیں۔ کبھی یہ علم ایمان و معرفت کا ذریعہ بن جاتا ہے جیسے ماریا جنون ہے یا جن اہل عرب جنات کو ہوا کہتے تھے۔ چنانچہ فلاں کو ہوا ہوگئی، جب بولتے تھے جب اس پر جنات کا خلل ہوگیا ہو۔ [4] سبحان اللہ جارہے ہیں علاج کرنے کی نیت سے مگر حقیقۃً علاج کرانے وہ سمجھے کہ طبیب بیمار کے پاس جارہا ہے مگر واقعۃً بیمار حکیم کے پاس پہنچ رہا تھا۔ [5] انہوں نے حضور انور کو ہر طرح ٹھیک دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ کو جنات کا دورہ پڑا کرتا ہے۔ اس

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَیَّ کَلِمَاتِکَ ھٰٓؤُلَآءِ فَاَعَادَھُنَّ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَھَنَۃِ وَقَوْلَ السَّحَرَۃِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ کَلِمَاتِکَ ھٰٓؤُلَآءِ وَلَقَدْ بَلَغَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ ھَاتِ یَدَکَ اُبَایِعْکَ عَلَی الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَایَعَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ وَفِیْ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اس کے رسول ہیں اس کے بعد[۱] تب ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار لوٹائے[۲] وہ بولا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں شاعروں کے قول سُنے ہیں مگر میں نے آپ کی ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنیں[۳] یہ تو سمندر کی تہ کو پہنچی ہوئی ہیں[۴] اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں فرمایا اس نے حضور کی بیعت کرلی[۵] (مسلم) اور مصابیح

وقت دورہ نہیں ہے اس لیے آپ ہوش میں بیٹھے ہیں تب ہی تو اس نے آپ سے پوچھا۔

[۱] معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے یہ کلمات خطبہ کے طور پر ارشاد فرمائے اما بعد کے بعد قرآن کریم کی تلاوت فرمانا چاہتے تھے ضماد کو سنانے کے لیے ضماد کو خطبہ سے ہی ایمان مل گیا۔ قرآن مجید تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی انہیں کلمات کی فصاحت و بلاغت نے ضماد کا ہوش اڑا دیا وہ وارفتگی کی حالت میں بول اُٹھے کہ ایک بار یہ کلام اور سنا دیجئے کلمات شاندار پھر حضور انور کی زبان سے ادا ہوئے سونے پر سہاگہ ہوگیا۔

[۲] معلوم ہوتا ہے کہ تین بار میں خاص برکت ہے۔ اعضاء وضو دھونے تین بار۔ قل ہو اللہ پڑھو تین بار تو پورے قرآن مجید کا ثواب۔ حضور دعا مانگتے تھے تین بار[۳] یعنی آپ کے اس کلام نے بتا دیا کہ آپ نہ ساحر ہیں نہ شاعر بلکہ سچے رسول ہیں۔ خیال رہے کہ کسی نے متکلم سے کلام کو پہچانا مگر ضماد نے کلام سے متکلم کی شان معلوم کی۔ [۴] قاموس بنا ہے قمس سے یعنی گہرائی اس لئے غوطہ خور کو قماس بھی کہتے ہیں غواص بھی یعنی ان پیارے کلمات کی فصاحت و بلاغت و ربانی معرفت کی تہ تک پہنچی ہوئی ہے جہاں کسی انسان کے فکر و وہم نہیں پہنچ سکتے یہ کلمات انسانی نہیں بلکہ ابقاء ربانی ہیں۔ [۵] جب ضماد ایمان لاکر کفار مکہ کے پاس واپس ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہو کیا گذری جواب دیا۔ شعر

سنو اے دوستو میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے
کہ بیشک ان پہ سایہ ہے مگر اللہ کا سایہ ہے

www.alahazratnetwork.org

بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ وَذُكِرَ حَدِيثَا أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرَى وَالْآخَرُ لَتُفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِي بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنْ

کے بعض نسخوں میں ہے سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں [1] اور ابو ہریرہ رضہ اور جابر ابن سمرہ رضہ کی دونوں حدیثیں کہ کسریٰ ہلاک ہو جاوے گا اور دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی لڑائیوں کے باب میں بیان کردی گئیں اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔ تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبر دی [2] کہا کہ میں اُس صلح کے زمانہ میں جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی [3] کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا

[1] یعنی روایت میں بجائے قاموس کے ناعوس ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی گہرائی یا تہ خیال ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضماد کی بات کا جواب نہ دیا اپنی صفائی نہ کی کہ میں دیوانہ نہیں ہوں لوگ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ حضور کے کلمات نے حضور کی شان ظاہر کردی کہ جس کے منہ کے کلمات ایسے ہوں سمجھ لو کہ وہ ذات کریم کیسی ہے خوش نصیب تھے وہ جو سب کچھ لے گئے اس واقعہ سے پتہ لگا کہ بیعت ہوتے وقت مرید شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور زبان سے بیعت کرے دیکھو ضماد نے عرض کیا کہ حضور اپنا ہاتھ لائیں میں بیعت کروں۔ بیعت چار قسم کی ہے جن میں سے ایک بیعت اسلام کی بیعت ہے۔ [2] ابوسفیان اپنے زمانہ کفر کا یہ واقعہ مسلمان ہونے کے بعد سناتے ہیں خیال رہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے کفر کے زمانہ کی روایت معتبر ہے من فیہ فرما کر بتایا کہ مجھ سے براہ راست ابوسفیان نے یہ کہا کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔ خیال رہے کہ ابوسفیان کا نام صخر ابن حرب ہے امیر معاویہ کے والد ہیں سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن ایمان لائے غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور انور نے انہیں حنین کی غنیمت سے ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور چالیس اوقیے سونا غزوۂ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی غزوۂ یرموک میں دوسری آنکھ بھی بیکار ہو گئی تھی ۳۴ھ چونتیس میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئے حضرت عثمان غنی نے آپ کا جنازہ پڑھا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہم نے احادیث نقل کیں اکمال۔ [3] یعنی ۶ھ چھ ہجری میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حدیبیہ میں صلح ہوئی جس کی میعاد دس سال تھی اسی صلح کے بعد ہی سفر میں مکہ معظمہ سے باہر گیا خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کی مدت تھی تو دس سال مگر کفار مکہ نے اس صلح کی ایک شرط توڑ دی کہ حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے قتل میں مدد کردی اس لیے حضور انور نے ۸ھ میں مکہ معظمہ پر حملہ فرمایا

www.alahazratnetwork.org

مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِيْ

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے پاس لایا گیا ۱؎ ابوسفیان نے کہا کہ یہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اور انہوں نے بصرے کے وزیر کو دیا تھا ۲؎ پھر بصرے کے وزیر نے ہرقل کو پہنچایا ہرقل بولا کہ کیا یہاں ان صاحب کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعوٰی نبوت کررہے ہیں ۳؎ لوگوں نے کہا ہاں چنانچہ قریش کی ایک جماعت میں ہمیں بلایا گیا ۴؎ تو ہم ہرقل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھلایا گیا ۵؎ وہ بولا کہ جن صاحب نے دعوٰے نبوت کیا ہے ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے ۶؎ ابوسفیان نے کہا کہ میں بولا میں ہوں ۷؎ تو مجھے اس کے سامنے بٹھادیا۔

اسے فتح کرلیا۔

۱؎ حضور انور نے شاہان عرب وعجم کو تبلیغی فرمان نامے بھیجے جن میں ان سلاطین کو دعوت اسلام دی اس سلسلہ میں شاہ روم ہرقل کو بھی دحیہ کلبی کے ہاتھ فرمان نامہ بھیجا۔ یہاں اس واقعہ کا ذکر ہے ۲؎ خیال رہے کہ بصرہ عراق کا ایک مشہور شہر ہے بغداد شریف کے قریب یہاں وہ مراد نہیں بلکہ بصرہ حبب کے پیش سے آخر میں ہ یہ دمشق کے پاس ایک بستی ہے شام کا ایک شہر ہے یہاں وہ بستی مراد ہے حضور انور نے دحیہ کلبی کو یہ ہی حکم دیا تھا کہ ہمارا فرمان نامہ عظیم بصرہ کو دو وہ ہرقل کو پہنچائے عظیم بصرہ ہرقل کا گویا وزیر خارجہ تھا۔ دوسرے ممالک کے بادشاہوں سے کلام وزیر خارجہ کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔ ۳؎ ہرقل نے چاہا کہ فرمان عالی پڑھنے سے پہلے حضور انور کے حالات معلوم کرے۔ پھر خط شریف کا مطالعہ کرے متکلم کے کلام کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ۴؎ یہ تیس آدمی تھے جو بغرض تجارت مکہ معظمہ سے شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے ان کے سردار ابوسفیان تھے۔ یہ سب ہرقل کے دربار میں بلائے گئے۔ ۵؎ ابوسفیان اور ان کی جماعت کو حضور انور کا پہلا فیض تو یہ ملا کہ ان کے صدقہ سے ان لوگوں کو شاہی دربار میں رسائی وہاں باریابی نصیب ہوئی۔ ۶؎ یعنی تم سب ہمارے پاس رہو مگر مجھ سے کلام وہ کرے جو حضور محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم سے نسب وقرابت میں بہت قریب ہو۔ یہ اس لیے کہا کہ قریبی رشتہ دار حالات سے زیادہ خبردار ہوتے ہیں۔ وہ حضور انور کے ہر طرح کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ۷؎ کیونکہ ابوسفیان قرشی ہیں۔ عبد مناف حضور انور سے مل جاتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو حضور انور سے یہ قرب میسر نہ تھا۔

بصرہ احد
بصرہ (حبب) فرق

www.alahazratnetwork.org

بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلِسُوْا اَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ

اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے[1] پھر اپنے مترجم کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے کو نبی کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انہیں جھٹلا دینا[2] ابو سفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جاوے گا تو میں اس سے جھوٹ بول دیتا[3] پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے میں نے کہا وہ عالی خاندان ہیں[4] بولا کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا نہیں[5] بولا کیا ان کے دعوئ نبوت سے پہلے تم انہیں جھوٹ سے متہم کرتے تھے میں نے کہا نہیں[6] وہ بولا ان کی پیروی کون کرتا ہے سردار لوگ یا کمزور لوگ میں

[1] یہ نشست اس ترتیب سے اس لئے رکھی کہ بادشاہ مجھ سے بہ آسانی بات کر سکے اور مجھے میرے ساتھی بات بتا سکیں اگر میں کچھ بھول جاؤں۔ اور ٹوک سکیں اگر میں غلط گوئی کروں۔ [2] یعنی تم لوگ اس گفتگو میں میری بھی مدد کرو اور ان ابو سفیان کی بھی ان کی مدد تو اس طرح کہ ان کی سچی باتوں کی زیادتی یا باشارۂ سر تائید کرو۔ اور جو وہ بھول جائیں انہیں بتا دو میری مدد اس طرح کہ اگر یہ کچھ جھوٹ بولیں تو انہیں نہ بولنے دو روک دو تاکہ مجھ کو ان کے متعلق صحیح حالات معلوم ہو جائیں۔ [3] یعنی مجھے حضور انور سے اس زمانہ میں اتنی عداوت تھی کہ اگر میرے ساتھی میرے پاس نہ ہوتے اور مجھے اپنی ندامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو حضور انور کے متعلق بہت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ تاکہ اس کے دل میں حضور سے نفرت پیدا ہو معلوم ہوا کہ جھوٹ اور بدنامی کو کفار بھی برا سمجھتے تھے افسوس ان لوگوں پر جو خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے منصف مانیں۔ [4] حسب بمعنی نسب بھی آتا ہے۔ اور باپ دادوں کے فضائل کے معنی میں بھی یہاں دونوں احتمال ہیں بخاری شریف میں بجائے حسب کے نسب ہے ممکن ہے کہ اس نے دونوں لفظ بولے ہوں۔ ابو سفیان نے اقرار کیا کہ وہ سرکار سارے عرب میں عالی نسب والا حسب ہیں۔ کیونکہ وہ قرشی۔ ہاشمی مطلبی ہیں اتنا اعلیٰ خاندان کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ [5] یعنی وہ سرکار شاہی خاندان سے یا مساکین خاندان سے ذاتی شرافت کے بعد بیرونی شرافت کا سوال کیا جواب دیا کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا مساکین کا خاندان ہے یہ شرافت عارضی کا ذکر ہوا۔ [6] اس جواب سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور کی

www.alahazratnetwork.org

قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ اَیَزِیْدُوْنَ اَمْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَیْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ یَكُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ

نے کہا بلکہ کمزور لوگ [1] بولا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں بولا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے کہتے ہیں میں نے کہا نہیں [2] بولا کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے میں نے کہا ہاں بولا تمہاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان جنگ ایک ڈول ہوتی ہے [3] کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے کبھی ان پر ہم غالب بولا کیا بدعہدی کرتے ہیں میں نے کہا نہیں [4] آج کل ہم اُن سے صلح میں ہیں ہم نہیں جانتے

کافر بھی ہم عہد کو نہیں توڑتے

یہاں پاکپر ساری حدیث شریف میں ایک بار بھی جھوٹ نہ آیا اگر ایک بار بھی جھوٹ بولا ہوتا تو آج ابوسفیان بڑھا چڑھا کر اسے بیان کرتے کیونکہ وہ اس وقت حضور اقدس کے سخت تر دشمن تھے یہ ہے دشمنوں کا اقرار و اعتراف۔ الفضل ماشہدت بہ الاعداء۔

[1] یعنی عام طور پر مساکین و فقراء ہی ان پر ایمان لائے ہیں۔ امیر اور سردار بہت کم ایمان لائے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی سردار اور امیر ان پر ایمان نہیں لیا کیونکہ حضرت عمر، ابوبکر صدیق، حمزہ، جعفر جو قریش کے بڑے سردار تھے اور حضرت عثمان جو سردار بھی تھے اور بڑے مالدار بھی اس وقت ایمان لا چکے تھے لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ [2] یعنی اب تک کوئی مسلمان اسلام میں خرابی دیکھ کر اسلام سے نہیں پھرا قبیلہ عرینہ والے لوگ تو اپنی خیانت اور ڈکیتی کی عادت کی بنا پر مرتد ہوئے تھے نہ کہ اسلام میں خرابی دیکھ کر۔ غرضکہ مسلمان گھٹتے نہیں۔ ان میں سے کوئی اسلام سے نکلتا نہیں ہاں بڑھ رہے ہیں کہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ [3] یہاں ڈول سے مراد پرانے زمانہ کا وہ ڈول ہے جس سے اس زمانہ میں کھیت سیراب کئے جاتے تھے کہ ایک رسّے کے کناروں پر دو ڈول باندھ کر گول چکر پر رسّا چڑھا کر ایک ڈول کو اوپر اور دوسرے کو نیچے کیا جاتا ہے پھر ایک ڈول داہنے دوسرا بائیں طرف ڈالا جاتا تھا مطلب یہ ہے کہ کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں۔ جیسے غزوہ بدر میں اور کبھی ہم ان پر غالب آجاتے ہیں جیسے غزوہ احد میں۔ شعر

فیوما علینا و یوما لنا ویومًا نسرُّ و یومًا نساء

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتلك الایام نداولها بین الناس [4] یعنی انہوں نے آج تک کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کیا حتیٰ کہ مکہ والوں نے حضور کو صادق الوعد اور امین کے خطاب دیئے ہوئے تھے۔ خیال ہے کہ جھوٹ عام ہے اور وعدہ خلافی خاص اس لیے اس نے جھوٹ کے متعلق پوچھنے کے بعد وعدہ خلافی کے متعلق پوچھا۔

www.alahazratnetwork.org

صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَّهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ

کہ اس میں وہ کیا کریں گے ۱؎ کہتے ہیں اللہ کی قسم کہ اس بات کے سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا ۲؎ وہ بولا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی تھی ۳؎ میں نے کہا نہیں ۴؎ پھر بادشاہ نے اپنے مترجم سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اسی طرح انبیاء کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں ۵؎ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے کہا

۱؎ یعنی آج کل حدیبیہ کے مقام پر ہم میں جنگ بندی وغیرہ پر معاہدہ ہو چکا۔ اب خبر نہیں کہ وہ اس وعدے کو پورا کریں گے یا نہیں اب تک کبھی وعدہ خلاف انہوں نے کی تو نہیں۔ ۲؎ یعنی مجھے یقین تھا کہ حضور انور اس دفعہ بھی وعدہ خلافی نہیں کریں گے مگر میں نے اپنی ذاتی دشمنی کی بنا پر اتنی بات ہرقل سے کہہ ضروری کہ معلوم وہ یہ وعدہ پورا کریں یا نہ کریں۔ یہ تھا انتہائی دشمنی کا اثر۔ ۳؎ یعنی کیا تمہارے خاندان یا تمہارے ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے دعوئ نبوت کیا تھا۔ ۴؎ خیال رہے کہ ملک عرب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک قریبا چار ہزار سال کا فاصلہ ہے اس زمانہ میں ملک عرب میں نہ تو کوئی نبی آیا نہ کسی نے دعوئ نبوت کیا۔ لوگ نبوت کو بھول چکے تھے۔ اور نبی کے فیض سے یک سر محروم ہو چکے تھے۔ رب فرماتا ہے لتنذر قوما ما اتاھم من نذیر اور فرماتا ہے ما ارسلنا قبلک من نذیر یہ لوگ اس زمانہ میں نبوت سے محروم رہنے کی وجہ سے انسانیت تک کھو چکے تھے۔ حضور انور نے ایسوں کو سنبھالا ہے۔ ۵؎ ہرقل مذہبا عیسائی تھا۔ بادشاہ بھی تھا اور اپنے دین کا بڑا عالم بھی۔ توریت و انجیل کا ماہر تھا۔ گذشتہ انبیاء کرام کے حالات علیہ سے پورا خبردار تھا۔ اس نے بتایا کہ ہمیشہ انبیاء کرام اپنی ہی قوم میں بڑے عالی نسب و عالی حسب میں آئے۔ کیونکہ نیچی قوم والے کا اونچی قوم میں احترام نہیں ہوتا۔ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی ان کی اولاد ہی میں آئے کوئی غیر اسرائیلی شخص نبی نہ ہوا رب فرماتا ہے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب مرزائے قادیان نرا جھوٹا تھا۔ اگر نبی ہوتا تو اولاد ابراہیم یعنی سید ہوتا۔ سادات کرام کے ہوتے ہوئے مغل پٹھان نبی کیسا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہر قوم میں نبی ہوئے اس قوم سے جنگیوں میں بھنگی چماروں میں چمار۔ انہوں نے غلط کہا۔ آیت کریمہ وان من امت الا خلا فیھا نذیر میں نذیر سے مراد نبی نہیں بلکہ ڈرانے والے مبلغین مراد ہیں۔ ہمیشہ نبی اونچی قوم میں آئے نیچی قومیں ان کے تابع رہیں۔ خیال رہے کہ اسلام میں کوئی قوم ذلیل نہیں۔ ہاں بعض قومیں بعض سے افضل ہیں۔ جیسے حضرات سادات کرام دوسری قوموں سے افضل و اشرف ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول میں ملاحظہ کرو۔

www.alahazratnetwork.org

لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَآئِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَآؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سُخْطَةً لَّهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَةُ

کرنہیں میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے باپ دادوں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو اپنے باپ دادوں کے ملک کے طالب ہیں[1] اور میں نے تم سے ان کے متبعین کے متعلق پوچھا کہ معمولی لوگ ہیں یا بڑے لوگ تو تم نے کہا بلکہ کمزور لوگ ہیں یہ ہی کمزور جنہوں کے متبعین رہے ہیں[2] اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے اس دعوے سے پہلے تم انہیں جھوٹ کا الزام دیتے تھے تم نے کہا کہ نہیں میں نے پہچان لیا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ پر جھوٹ باندھنے لگیں[3] اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دین اسلام سے ناراض ہو کر پھر بھی جاتا ہے تم نے کہا کہ نہیں ایمان کا ایسا ہی حال جب اس کی لذت و فرحت

فریبوں کی شان

[1] یعنی اگر وہ شاہی خاندان سے ہوتے پھر دعوئ نبوت کرتے تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ دین کے بہانہ سے اپنے لیے رائے عامہ ہموار کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے لوگ میرے ہمنوا بن جاویں اور مجھے اپنا بادشاہ بنالیں میرے باپ دادوں کی طرح یہاں یہ بھی نہیں خیال رہے کہ حضور نے دین پھیلانے کے لیے ممالک فتح فرمائے وہ بھی بعد ہجرت۔ ملک فتح کے لیے دین کو بہانہ نہیں بنایا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں۔ کہ حضور آغاز کار بادشاہ تو ہوئے نیز حضور انور نے بادشاہ بننے کے بعد بھی اپنا گزارہ نہایت معمولی سادہ رکھا۔ زندگی شریف میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ٹوٹا چھوٹا سا گھر بوریا بستر فقر و فاقہ قناعت رضا اسی طرح رہی۔ مرزا غلام احمد پندرہ روپیہ ماہوار پر چنگی کا محرر تھا نبوت کا ڈھونگ رچا کر نواب بن گیا۔ یہ فرق ہے سچے اور جھوٹے میں۔ [2] یعنی میں نے گذشتہ نبیوں کی تاریخ پڑھی ہے۔ تمام نبیوں کی اتباع پہلے غریبوں نے کی ہے۔ امیر لوگ بعد میں ساتھ لگ گئے اس قاعدے سے بھی وہ سچے نبی معلوم ہوتے ہیں۔ دیکھ لو آج بھی اسلام غریبوں سے ہی آباد ہے۔ علماء، حافظ، مجاہد، غازی اولیاء اللہ عموماً غریبوں میں ہی ہیں۔ مسجدیں آباد ہیں تو غریبوں سے خانقاہوں میں رونق ہے تو غریبوں سے دین سے الفت ہے تو عموماً غریبوں کو۔ [3] سبحان اللہ کیسی نفیس دلیل مکالمہ یعنی جنوات کریم تم میں چالیس سال گزارے اور اس دوران میں اس کے منہ سے مخلوق کے متعلق ایک جھوٹ نہ نکلے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ چالیس سال بعد یکدم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا شروع کر دے کہ کہے مجھے اللہ نے نبی بنایا حالانکہ یہ بات غلط ہو اللہ پر جھوٹ باندھنا بدترین جرم ہے ہر تل نے متکلم کے

غریبوں کی شان

www.alahazratnetwork.org

الْقُلُوْبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ

دلوں میں گھل مل جاتی ہے[1] اور میں نے تم سے پوچھا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتی کہ پورا ہو جاتا ہے[2] اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے تو جنگ تمہارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے کہ وہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیائے کرام آزمائے جاتے ہیں انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے[3] اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا عہد شکنی کرتے ہیں تم نے کہا کہ نہیں کرتے اسی طرح انبیاء عہد شکنی نہیں کرتے[4] اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ ایسے صاحب ہیں جو اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات

صدق سے کلام کا صدق پہچانا یعنی کلام سے متکلم کو نہیں بلکہ متکلم سے کلام کو جانا پہچانا۔

[1] یعنی ایمان و عرفان ایسی مزیدار چیزیں ہیں کہ جس دل میں یہ پہنچ جاویں وہاں سے پھر نہیں نکلتیں کوئی لالچ تکلیف دل سے ایمان نہیں نکال سکتی اس کی تفسیر و شرح حضرت بلال، صہیب، عمار ابن یاسر وغیرہم فقراء صحابہ کی زندگیاں ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ دین سے نہ پھرے جو ایک دو آدمی مرتد ہوئے ان کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا۔ [2] یعنی قانون قدرت اور دستور ربانی یہی ہے کہ ایمان کا معاملہ بہت معمولی طور سے شروع ہوتا ہے پھر پھیلتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ رب تعالیٰ نے اس کی مثال کھیت سے دی ہے جو کمزور نمودار ہوتا ہے۔ پھر زور پکڑتا ہے۔ ہرقل کی یہ تمام باتیں بالکل درست تھیں۔ [3] یعنی تمہاری یہ فتوحات ظاہری اور محض عارضی ہیں۔ آخر کار چاند انہیں کا چمکے گا سورج انہیں کا چڑھے گا ہرقل کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ [4] یعنی حضرات انبیاء کرام وعدہ خلافی عہد شکنی سے معصوم ہوتے ہیں کہ یہ عیوب تو انسانیت کے خلاف ہیں۔ چہ جائیکہ شان نبوت اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بہترین فن ہے۔ کبھی اس سے ایمان مل جاتا ہے دیکھو ہرقل تاریخ کا بڑا ماہر تھا۔ تو کس طرح حضور انور کی شان پہچان رہا ہے یہ دل میں ایمان لا چکا تھا مگر زبان سے اقرار نہ کر سکا اپنی سلطنت کے خوف سے۔

www.alahazratnetwork.org

قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا یَاْمُرُكُمْ قُلْنَا یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ یَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِیٌّ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَیْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَآءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ

کی پیروی کر رہے ہیں[1] پھر بولا وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں[2] ہم نے کہا کہ ہم کو نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی، پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں[3] وہ بولا جو تم کہتے ہو اگر یہ سچے ہیں تو وہ بھیجے نبی ہیں[4] میں تو جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہیں[5] اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا

[1] حضور انور سے پہلے ملک عرب تو کیا غالباً ساری دنیا میں کسی نے دعویٰ نبوت جھوٹا نہیں کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور انور تک پونے چھ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی تشریف نہیں لائے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فلسطین میں رہے عرب تشریف نہیں لائے ان حالات کے ماتحت یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور انور نے کسی کی نقل کرتے ہو۔ ئے دعویٰ نبوت فرمایا ہاں حضور کے زمانہ پاک میں آپ کو دیکھ کر مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا جو عہد صدیقی میں قتل کیا گیا۔ حضور کے بعد تو بہت لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے آخر میں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے رب تعالیٰ ان سب کو ذلت کی موت ہلاک کیا۔ [2] حضور انور کے حالات معلوم کرنے کے بعد اس نے حضور کی تعلیمات ابو سفیان سے پوچھیں اسلام کی اصل بھی یہ ہی ہے کہ پہلے حضور انور کو پہچانو پھر قرآن مجید وغیرہ کی تعلیمات کو پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنو پھر اور کچھ کرو اصل ایمان حضور کی پہچان ہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کو بھی حضور ہی کی معرفت جانو پہچانو یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا نعبد الٰهك واله آبائك ابراهيم واسحاق [3] چونکہ اس وقت زکوٰۃ کے احکام آچکے تھے بلکہ جہاد وغیرہ کے بھی اس لئے زکوٰۃ کا ذکر بھی کیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور سارے انسانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایمان لاکر بدنی مالی عبادات کرو اپنے اخلاق درست کرو۔ لہٰذا اس پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ ہجرت سے پہلے حضور انور نے زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا تھا ابو سفیان سے ملاقات حضور انور کی اس زمانہ میں تھی نہ یہ کہ کفار پر نماز و زکوٰۃ فرض نہیں۔ [4] اس نے توریت و انجیل میں حضور انور کی یہ علامات اور تعلیمات پڑھیں تھیں، اس لیے اس نے یہ کہا کوئی معجزہ دریافت کیا۔

[5] یعنی مجھے نبی آخر الزمان کے ظہور کا تعین تھا مگر میرا خیال یہ تھا کہ وہ دوسرے نبیوں کی طرح بنی اسرائیل میں سے ہوں گے شام یا فلسطین ہی میں یہ خیال نہ تھا کہ عرب میں بنی اسماعیل میں پیدا ہوں گے اس کا یہ خیال غلط تھا اور کتابوں میں حضور کی ولادت گاہ اور ہجرت گاہ دونوں کا صاف ذکر تھا جیسا کہ گذشتہ بابوں میں گذرا چکا حتیٰ کہ یہ بھی تھا و ملکہ بالشام ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔

www.alahazratnetwork.org

لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ بَابُ فِي الْمِعْرَاجِ

تو ان کے قدم دھوتا اور ان کا ملک میرے قدموں کے نیچے تک پہنچ جاویگا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا پھر اسے پڑھا (مسلم بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الی الکفار کے باب میں گذر گئی ۱۲ معراج کا بیان ۱۲

۱؎ یعنی میں سلطنت کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ جاتا تو ان کے قدم شریف دھوتا اور قدموں کا دھوون پیتا افسوس کہ اس قدر جاننے کے باوجود ایمان نہ لایا۔ بلکہ ہمیشہ صحابہ کرام سے لڑ بھڑ کر شکستیں کھا کر مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس کی ہلاکت پر اس کی سلطنت کا چراغ بجھ گیا وہ ممالک اسلامی سلطنت میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق کی تاریخ پڑھو۔ ۲؎ یعنی ان کا یہاں بھی راج ہوگا اس نے یہ بات گذشتہ کتابوں میں دیکھ کر اور کہانت کے ذریعے معلوم کی تھی وہ کاہن بھی تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ ۳؎ بخاری شریف میں ہے۔ کہ اس نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اگر تم اپنے سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو نبی پر ایمان لے آؤ وہ سب بھڑک گئے تو وہ بولا کہ میں تو تمہاری دین کی پختگی آزماتا تھا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ اس نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر ایک خط حضور انور کی خدمت میں بھیجا کہ میں مسلمان ہوں حضور نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے وہ نرا عیسائی ہے (اشعہ) معلوم ہوا کہ ہدایت بغیر رب کی مہربانی کے میسر نہیں ہوتی کبھی سلطنت اور امیری ایمان سے روک دیتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کو جان پہچان لینا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔ ۴؎ معراج عروج کا اسم آلہ ہے عروج کے معنی ہیں چڑھنا۔ معراج بمعنی چڑھنے کا آلہ یعنی سیڑھی مگر اصطلاح میں بمعنی مصدر آتا جیسے میلاد بمعنی ولادت یا میعاد بمعنی وعد ان اللہ لا یخلف المیعاد ایسے ہی معراج بمعنی عروج۔ معراج کے متعلق لوگوں کے بہت سے قول ہیں جسمانی تھی یا خواب میں۔ بارہویں ربیع الاول میں ہوئی یا ستائیسویں رمضان کو۔ نبوت سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی یا کم و بیش۔ مگر قوی اور صحیح یہ ہے کہ حضور انور کو بہت بار معراج ہوئی ایک بار جسمانی باقی خواب میں جسمانی معراج نبوت کے گیارہویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے ہوئی اور اپنی ہمشیرہ امہانی کے گھر سے ہوئی ستائیسویں رجب شب دو شنبہ کو ہوئی۔ رب فرماتا ہے اسری بعبدہ اگر صرف خواب میں معراج ہوتی تو بعبدہ نہ فرمایا جاتا۔ عبد کہتے ہیں جسم مع روح کو نیز پھر لوگوں میں اتنا شور نہ مچتا خواب پر کون اعتراض کرتا ہے۔ مسئلہ بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کی جسمانی معراج قطعی یقینی ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ بیت المقدس سے آسمان بلکہ لامکان تک کی معراج کا اگر اس لیے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے پھٹنے کو ناممکن مانتا ہے۔ تو بھی کافر ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ کا انکار ہے ورنہ گمراہ ہے اس پوری بحث یہاں مرقات اور اشعۃ اللمعات اور ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو ہم نے کہا ہے کہ آیۃ کریمہ سبحان الذی سے بارکنا حولہ تک بیت المقدس تک کی معراج کا ذکر ہے۔ اور لنریہ من ایاتنا میں آسمانی معراج کا ذکر ہے۔ اور انہ ہو السمیع البصیر میں لامکانی معراج کا ذکر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثَغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِيَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَ

پہلی فصل روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن صعصعہ سے راوی [1] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور کو معراج کرائی گئی [2] جب کہ میں حطیم یا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا [3] کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے آپ کے بالوں تک [4] پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا [5] پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان حکمت سے بھر دیا گیا [6] پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا

[1] قتادہ تابعی ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی مشہور صحابی ہیں اور مالک ابن صعصعہ بھی صحابی ہیں۔ [2] اسری بنا ہے اسراء سے بمعنی رات میں سیر کرنا سارے معجزات لوگوں کو دکھائے مگر معراج لوگوں سے چھپائی گئی بعد میں سنائی گئی۔ کیونکہ معراج میں رب سے وصال تھا۔ اس میں حضور کی نورانیت بھی ظاہر تھی۔ اور حضور کا لباس بھی نورانی تھا۔ کسی آنکھ میں طاقت نہ تھی کہ حضور کو دیکھتی گھر کا لباس اور ہوتا ہے دفتر کا لباس اور سرا دنیا حضور کا دفتر ہے یہاں لباس بشریت میں آئے وہ جہاں حضور کا گھر ہے وہاں کا لباس نور ہے۔ [3] حجر اور حطیم ایک ہی چیز ہے یعنی کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرنے کی جگہ اسکی تفسیریں اور بھی کی گئی ہیں۔ اگر یہ جسمانی معراج کا ذکر ہے تو حضور اول شب میں حطیم میں تھے اور آخر شب میں ام ہانی کے گھر میں یا یوں کہو کہ حضور انور کو ام ہانی کے مکان سے یہاں حطیم میں لائے اور یہاں لاکر لٹایا۔ یہاں سینہ پاک چاک کیا یہاں کو قرار زمزم سے غسل دیا۔ یہاں حلہ بہشتی پہنا کر حضور کو دولہا بنایا یہاں سے برات کے جلوس میں حضور کو لے کر فرشتے چلے تو اس حدیث میں اگلی جگہ سے معراج کا ذکر ہے فرشتہ یعنی جبریل امین کا ام ہانی کے گھر آنا اور تیسرا کا ہے یہاں حطیم میں آنا دوسری نوعیت کا ہے۔ [4] بالوں سے مراد زیر ناف کے بال ہیں یعنی سارا پیٹ چاک کیا۔ [5] پکچن شریف میں دل نکالا گیا تھا اس سے ایک چیز نکال دینے کے لیے آج دل نکالا گیا ہے۔ اسمیں علم و عرفان بھر دینے کے لیے وہاں تخلیہ یعنی صفائی تھی آج تحلیہ یعنی دل کی آراستگی ہے بغیر تکلیف دل دھونا اور حضور انور کا زندہ رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔ [6] حضور کے قلب شریف میں ایمان و حکمت پہلے ہی سے موجود

www.alahazratnetwork.org

فَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضُ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ

اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے[۵۱] وہ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا[۵۲] پھر مجھے جبریل لے چلے حتیٰ کہ وہ دُنیا کے آسمان پر پہنچے[۵۳] دروازہ کھلوایا کہا گیا

تھا یہ بھی زیادتی فرمانے کے لیے ہوا سینہ پاک پہلے ہی نورانی تھا اب نور علیٰ نور ہوگیا سونا جنتی تھا پانی زمزم جنتی سونے کی لگن میں حرم کا پانی شریف سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہے۔ ۱۲ منہ براق بنا ہے برق سے یعنی بجلی یا چمکدار سفیدی چونکہ اسکی رفتار بجلی کی طرح تیز ہے۔ اور وہ چمک دار سفید رنگ ہے اس لیے براق کہتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ اس پر گذشتہ انبیاء کرام بھی سواری کرتے رہے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ہر نبی کا براق علیحدہ ہے یہ براق خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اور ہے (مرقات) اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہوئے اور قیامت میں بھی سوار ہوں گے یہ جنت میں چرتا رہا ہے وہاں یہ جانور کسی عمل کی جزا کے لیے نہیں پہنچا تاکہ یہ کہا جائے کہ جنت تو صرف انسانوں کی جگہ ہے وہاں جانور کیسے پہنچا بلکہ حور و غلمان، جنتی چڑیوں کی طرح یہ بھی خدمت کے لیے ہے۔ خیال رہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک حوض ہوگا۔ مگر حضور کے حوض کا نام کوثر ہے۔ جو سب سے اعلیٰ ہے یونہی ہر نبی کا جنت میں ایک براق ہوگا سواری کے لیے مگر حضور کا براق سب سے اعلیٰ ہوگا وہ یہ ہی براق ہے۔ (اشعہ)

۱۲ منہ یعنی میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا۔ جبریل امین نے حضور کو سوار کیا۔ رکاب جناب جبریل نے تھامی اور لگام میکائیل نے پکڑی اس شان سے دولہا کی سواری چلی (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کا براق پر سوار ہونا اظہار شان کے لیے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر ہوتے ہیں براق پیدل اور گھوڑا خراماں خراماں چلتا ہے۔ براق کی یہ رفتار بھی خراماں تھی ورنہ اس دن خود حضور کی اپنی رفتار براق سے زیادہ تیز ہوتی۔ دیکھو حضرات انبیاء کرام نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع کیا۔ مگر آسمانوں پر حضور سے پہلے پہنچ گئے اور حضور کا استقبال کیا جیسا کہ آگے آرہا ہے کیونکہ آج ان حضرات کی کارکردگی کا دن تھا حضور کے دولہا بننے کا دن تھا یہ ہے نبی کی رفتار۔

۱۲ منہ حدیث میں اجمال ہے یہاں بیت المقدس کی نماز و خطبہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ دوسری احادیث میں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور آسمان پر براق کے ہی ذریعہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ وہاں بادبان کے ذریعے پہنچے بعض نے کہا کہ وہاں حضرت جبریل اپنے بازوؤں پر لے گئے براق صرف بیت المقدس تک تھا۔ مگر قوی پہلا قول ہے (اشعہ و مرقات) خیال رہے کہ اسی معراج کے تین حصے ہیں۔ فرش سے فرش تک یعنی بیت الحرام سے بیت المقدس تک۔ دوسرا فرش سے عرش تک۔ تیسرا حصہ عرش سے لامکان تک بیت المقدس تک اس لیے پہنچایا گیا تاکہ اہل مکہ کو بیت المقدس کے حالات بتا کر دوسری دو معراجوں کا ثبوت دیا جاوے کیونکہ وہ لوگ بیت المقدس جاتے آتے رہتے تھے۔ اور تاکہ بیت المقدس کی عظمت کو چار چاند لگ جاویں۔ نیز آسمانوں کے دروازے بیت المقدس کے مقابل ہیں۔ یہاں سے سیدھے ان دروازوں پر پہنچا جاوے

(مرقات) ۱۲

www.alahazratnetwork.org

قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ

کون ۱؎ فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ۲؎ ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم ۳ تھے ۴؎ کہا یہ تمہارے والد آدم ۴ ہیں انہیں سلام کرو ۵؎ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا

۱؎ اگرچہ فرشتوں میں حضور کی آمد کا پہلے سے ہی اعلان ہو چکا تھا اور آسمانوں کو ہر طرح سجایا آراستہ کیا جا چکا تھا شریف آوری کی رسوم مچ چکی تھی مگر دربار الٰہی کا ادب یہ ہے کہ وہاں اجازت لے کر حاضری دی جاوے حضور اللہ کے محبوب بھی ہیں اور عبد بھی معراج میں دونوں شانوں کا اظہار ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کروڑوں فرشتے تو حضور انور کو لینے مکہ معظمہ آئے تھے۔ اور بہت سے فرشتے استقبال کے لیے اپنی ڈیوٹیوں پر تھے۔ اور آج جبریل امین اس دروازے سے حضور کو لے گئے تھے جو آج تک کسی کے لیے نہیں کھولا گیا تھا وہ صرف حضور انور کے لیے ہی تھا۔ آسمان کے کروڑوں دروازے ہیں ہر شخص کی روزی اترنے کا دروازہ۔ اعمال چڑھنے کا دروازہ فرشتوں کے چڑھنے کے دروازے ہیں۔ یہ باب الصعود یا باب العروج تھا۔ مصعد ملائکہ دروازہ کا ذکر اس جگہ مرقات میں بھی ہے۔

۲؎ دربان فرشتے کے یہ تین سوال اسی لیے ہیں کہ جبریل یہ دروازہ تمہارے لیے تو ہے تمہیں تمہارا دروازہ اور رہے آج تم ادھر کیوں داخل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آج میں ان کے ساتھ ہوں جن کی خاطر یہ دروازہ بنایا اور بند رکھا گیا ہے۔ آج اس دروازہ کے کھلنے کا دن ہے اس رات نہ معلوم کتنے دروازے کھلے ہوں گے ارسل الیہ کا مطلب وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کیا آج وہ بلائے گئے ہیں۔ یہ سوال اس اعلان کے خلاف نہیں جو پہلے سے حضور کی معراج کا ہو چکا تھا۔ یہ ضابطہ کی کارروائی ہے۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ خود رب تعالیٰ حضور انور کے ساتھ تھا اور خود ہی حضور کا استقبال فرما رہا تھا۔

۳؎ آدم علیہ السلام نے ابھی بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع فرمایا خود پیچھے روانہ ہوئے مگر استقبال کے لیے حضور سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ یہ ہے نبی کی رفتار حضور کے براق کی یہ رفتار خراماں تھی۔ ان حضرات کی کارگزاری کا دن تھا۔ اس لئے وہ کبھی اپنی قبر میں ہیں کبھی بیت المقدس میں کبھی آسمان کے دروازے میں جیسا کہ برات کے منتظمین کا حال ہوتا ہے۔

۴؎ چونکہ حضور وہاں سے گزرے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام وہاں ہی ہیں اور رہیں گے۔ آنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کرتا ہے۔ اس لئے آپ سلام کریں ورنہ حضور سارے نبیوں سے افضل ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الثَّانِیَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا یَحْیٰی وَهٰذَا عِیْسٰی فَسَلَّمْ عَلَیْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یُوْسُفُ قَالَ هٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ

صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے[1] پھر مجھے جبریل اوپر لے گئے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون بولے میں ہوں جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں حضرت یحیٰی اور عیسٰے تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں[2] جبریل نے کہا یہ یحیٰی ہیں یہ عیسٰی ہیں انہیں سلام کر دیں نے سلام کیا[3] ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون وہ بولے جبریل میں ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف تھے[4] جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کر دیں نے سلام

[1] صالح یا تو صلاحیت سے ہے یعنی معراج حق سے ملاقات اس کے دیدار کی صلاحیت رکھنے والے یا اصلاح سے ہے یعنی نیک خوش خصال یا صالح وہ ہے جو خالق و مخلوق دونوں کے حق ادا کرے اسی لیے موسٰی علیہ السلام نے دعا کی تھی والحقنی بالصالحین صالح وہ ہے جس میں ساری خوبیاں جمع ہوں مرقات۔ [2] یہ دونوں پیغمبر حضور کو ایک ہی جگہ ملے۔ یحیٰی علیہ السلام کی خالہ یعنی مریم کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زکریا نے جناب مریم کی پرورش کا حق ثابت کیا تھا اشعہ۔ اس کے معنی اور بھی کئے گئے ہیں کہ مریم کی خالہ حضرت زکریا کی زوجہ تھیں تو معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں خالہ بھانجی کے بیٹے ہیں۔ کہ مریم بھانجی ہیں اور الیشا یعنی والدہ یحیٰی علیہ السلام خالہ اپنا خالہ کہنا تغلیبًا ہے جیسے چاند سورج کو قمرین کہہ دیتے ہیں۔ [3] خیال رہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لے گئے۔ باقی انبیاء کرام دوسروں کی طرح مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دار فنا سے

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا

انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے[1] پھر مجھے اُوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا میں جبریلؑ ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں حضرت ادریسؑ تھے جبریلؑ نے کہا یہ ادریسؑ ہیں آپ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبیؑ پھر مجھے اُوپر چڑھایا گیا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون ہے کہا میں جبریلؑ ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمدؐ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں بلایا گیا ہے کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا جب میں

(دار بقا کی طرف دو اپنی قبروں میں زندہ ہیں (مرقات) [2] خیال رہے کہ ان حضرات انبیاء کرام نے حضور انور کو اپنا بھائی فرمایا کیونکہ سارے نبی نبوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء اکرام علاتی بھائی ہیں عقائد سبکی ایک قواعد شرعیہ میں مختلف یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات کا مختلف آسمانوں پر حضور سے ملاقات کرنا استقبال کے لیے ہے ورنہ ان کے مقامات یہ نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان ہے مگر معراج میں انہوں نے حضور سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جیسے جب حاجی صاحبان حج سے آتے ہیں تو کوئی کراچی جا کر ان کا استقبال کرتا ہے کوئی لاہور جا کر اور کوئی گجرات کے اسٹیشن پر تفسیر روح البیان نے اس ترتیب مکانی کی وجہ سے بہت شاندار بیان کی ہے دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔

[1] ان سب حضرات کا یہ فرمانا استقبالیہ کلمات کے طور پر تھا۔ [2] خیال رہے کہ ادریس علیہ السلام کا مقام جنت ہے آپ نے دنیا میں عارضی موت اختیار کی پھر زندہ ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے پھر وہاں سے نہ نکلے رب نے فرمایا اچھا انہیں یہاں ہی رہنے دو رب فرماتا ہے۔ ورفعنا مکانا علیا مگر آج حضور انور کے استقبال کے لیے چوتھے آسمان کے اس دروازہ پر آئے چوتھا آسمان گویا ان کا دفتر ہے جنت انکا گھر کارگزاری دفتر میں ہوا کرتی ہے نہ کہ گھر میں۔ [3] ادریس علیہ السلام حضور انورؐ کے باوا اجداد میں سے ہیں کیونکہ آپ نوح علیہ السلام کے باوا اجداد میں سے ہیں مگر آپ کو بھائی کہا اس لیے کہ نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے رشتہ سے حضور کو بھائی کہا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں (مرقات اشعہ)۔

www.alahazratnetwork.org

خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتُفْتِحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى

اندر گیا تو وہاں حضرت ہارونؑ تھے لہ جبریلؑ نے کہا یہ ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اے صالح نبی لہ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبریلؑ ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمدؐ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰؑ تھے لہ جبریلؑ نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی جب یہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے لہ

لہ تفسیر روح البیان نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے یہ مقامات ان کے درجات اور علوم کے لحاظ سے تھے جس نبی کا جتنا درجہ اعلیٰ اتنا ہی مقام بلند۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام اور ان سے اوپر چھٹے آسمان پر حضور انور سے ملے جیسا کہ آگے آرہا ہے ابراہیم علیہ السلام چونکہ انبیاء کرام کے والد ہیں اور بڑے درجہ والے اس لیے وہ سب سے اوپر ساتویں آسمان پر حضور انور سے ملے یہ فرق مراتب بیت المقدس کی نماز میں بھی تھا کہ اعلیٰ درجہ والے نبی پہلی صف میں تھے واللہ اعلم لہ صالح کے نہایت لذیذ و نفیس معنی ابھی کچھ پہلے عرض کئے گئے کہ رب کے دیدار اس سے بالمشافہ کلام فرمانے اس سے اپنی بات منوانے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے کی صلاحیت رکھنے والے یہ صلاحیتیں سوا حضور انور کے اور کسی میں نہیں لہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب نبی ہیں آپ کی توریت پر ہزارہا نبیوں نے عمل کیا یکلم بہ النبیون آپ کلیم اللہ ہیں۔ اس لیے آپ ان سب نبیوں سے اوپر یعنی چھٹے آسمان پر دکھائے گئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جناب علیہ السلام سے افضل ہیں۔ ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ لہ بعض بیوقوفوں نے سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کی وجہ سے تھا۔ کہ جو درجہ انہیں مل گیا وہ مجھے نہ ملا اور ان کی امت جس قدر اہل جنت ہوئی میری نہ ہوئی مگر یہ غلط محض ہے۔ کیونکہ آخرت میں تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے سینوں سے بھی حسد دور کرے گا۔ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل تو وہ حضرات انبیاء کرام جو دنیا میں حسد سے پاک تھے وہاں حسد کیسے کریں گے۔ عام شارحین فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا اپنی امت پر اظہار افسوس کے لیے ہے۔ کہ ان بدنصیبوں نے ہمیشہ میری مخالفت کی اس لیے ان میں جنتی تھوڑے ہوئے اور ان محبوب کی امت ان کی اطاعت بہت کرے گی۔ اس لئے وہ جنتی زیادہ ہوں گے مگر عشاق کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا خوشی کا تھا

www.alahazratnetwork.org

قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صُعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ

اُن سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا اس لیے ایک فرزند[1] میرے بعد نبی بنائے گئے ان کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت میں جائے گی[2] پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اُٹھایا گیا جبریل نے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم وہاں تھے[3] جبریل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں

کہ آج ان کی طور والی تمنا پوری ہوگی کہ آج بابار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور میں ان کی آنکھوں کو دیکھوں گا۔ گویا رخسار مصطفیٰ جمال الٰہی کا میرے لئے آئینہ بنیں گے۔ اگلا مضمون رونے کی وجہ نہیں ہے بلکہ مستقل کلام ہے یہ تو جملہ بڑی لذیذ ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر ابھی آگے آتا ہے۔

[1] عرب میں غلام بمعنی قوی اور طاقتور بھی آتا ہے اگرچہ وہ ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ چنانچہ اہل عرب حضور انور کو شاب یعنی جوان کہتے تھے اور ان سے کم عمر حضرت ابوبکر صدیق کو شیخ کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضور کو غلام کہا یعنی نہایت قوت وطاقت والے رسول جنہوں نے تھوڑے عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دیا ہے بگڑی قوم کو بنانا بہت دشوار کام ہے۔

[2] اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ یہ حسد یا غبطہ نہیں بلکہ اپنی امت اسرائیلیوں پر اظہار افسوس ہے کہ کاش میری امت بھی ان محبوب کی امت کی طرح تابع فرمان ہوتی۔ میری امت میں بھی ان کی امت کی طرح اولیاء علماء صالحین رہتے۔

[3] یعنی سب سے بلند مقام ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہی ترتیب اکثر روایات میں ہے۔ بعض روایات میں اس کے خلاف بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا۔ ادریس علیہ السلام کو تیسرے

تیسرے آسمان میں یوسف علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں

اگر وہ روایت درست ہے تو وہ واقعہ کسی

اور معراج کا ہے حضور انور کو معراجیں بہت

ہوئی ہیں ایک جسمانی باقی منامی یعنی خواب میں۔

www.alahazratnetwork.org

فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَنْبَقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ

آپ انہیں سلام کریں[1] میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی[2] پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اُٹھایا گیا[3] تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے[4] اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح جبریل نے کہا یہ سدرۃ منتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں ، دو نہریں تو خفیہ تھیں

[1] یہاں مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق دیدار الٰہی میں بحالت استغراق تھے۔ اس لئے جبریل امین ہر بار عرض کرتے تھے کہ یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں رسول آپ انہیں سلام کریں۔ آپ کی توجہ تمام رب انام کی طرف تھی۔ مازاغ البصر وما طغیٰ کا ظہور تھا (مرقات) اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاء کرام کو جانتے پہچانتے تھے۔ کیسے نہ جانتے ابھی کچھ دیر پہلے تو بیت المقدس میں یہ سب حضرات حضور انور کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ سے ملاقات کر چکے ہیں۔ آپ کو وہاں سے وداع کر چکے ہیں۔ پھر نہ پہچاننے کے کیا معنی بات وہ ہی ہے جو مرقات میں فرمائی۔

[2] یہاں مرقات نے باتیں بہت مفید بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ ان آسمانوں پر یہ انبیاء کرام اپنے جسم شریف سے ہی موجود تھے صرف روح نہ تھی دوسرے یہ کہ ہر آسمان پر بہت سے نبی استقبال کے لیے موجود تھے۔ جن کی قیادت خاص خاص نبی کر رہے تھے پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام کی قیادت آدم علیہ السلام کر رہے تھے حتیٰ کہ ساتویں آسمان والوں کی قیادت ابراہیم علیہ السلام کر رہے تھے یہاں تین انبیاء کا ذکر ہے تیسرے یہ کہ اس ترتیب مکانی میں رب تعالیٰ کی بڑی حکمتیں تھیں۔ چونکہ آدم علیہ السلام ابو البشر اول نبی ہیں۔ لہذا وہ اول آسمان پر تشریف فرما ہوئے ابوت کے اظہار کے لیے عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین ہیں کہ آپ میں اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں لہذا وہ وہاں سے قریب ترین جگہ یعنی دوسرے آسمان پر دکھائے گئے۔ چونکہ حضور کی امت شکل اول سنی میں جنت میں داخل ہوگی اس لئے آپ انکے بعد دکھائے گئے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ہیں اس لیے آپ کو سب سے اونچے آسمان پر ملایا گیا۔

[3] یہ ایک نورانی بیری کا درخت ہے۔ جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔ شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر اسے منتہیٰ چند وجہ سے کہتے ہیں ایک یہ کہ فرشتوں کے علم کی انتہا یہاں ہے اس سے اوپر کی خبر کسی فرشتے کو نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور کے سوا کوئی نبی یہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے۔ تیسرے یہ کہ سب سے بڑے فرشتہ حضرت جبریل کی انتہا یہاں ہی ہے۔ کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے چوتھے یہ کہ لوگوں کے اعمال یہاں تک ہی بذریعہ فرشتے کے پہنچتے ہیں۔ پھر یہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ یوں ہی احکام الٰہی اوپر سے یہاں تک آتے ہیں۔ پھر فرشتے یہاں سے لیتے ہیں۔ بہر حال یہ بیری چند وجہوں سے منتہیٰ یعنی ختم ہونے کی جگہ ہے یہاں اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے

www.alahazratnetwork.org

وَنَهَرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَآءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّاِنَآءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ

اور دو نہریں ظاہر[1] میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں[2] لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں[3] پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا[4] پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا[5] میں نے دودھ قبول کیا تو جبریل نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے[6] پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں[7] پھر میں واپس ہوا[8]

[1] ہجر یمن کا ایک شہر ہے۔ جہاں کے مشکے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس بیری کے بیر مقام ہجر کے مشکوں کی طرح ہیں۔ خیال رہے کہ تمام درختوں میں بیری افضل ہے۔ اس کے بعد کھجور کا درخت۔ افضل درخت

[2] یعنی اس بیری کے درخت کی جڑ سے چار نہریں نکل رہی ہیں دو تو ظاہر بہتی ہیں اور دو زمین دوز جیسے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ۔

[3] یہ جنتی نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں یا کوثر اور نہر رحمت۔ نیل و فرات ظاہری

[4] معلوم ہوا کہ نیل اور فرات بڑی اشرف و اعلیٰ نہریں ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔

[5] اس طرح کہ بیت المعمور تک پہنچایا گیا۔ اور وہ میرے سامنے آیا جیسے لاہور جانے والا کہتا ہے کہ لاہور آگیا۔ یعنی میں لاہور آگیا۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ کعبہ معظمہ کے مقابل ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے وہاں فرشتوں کو نماز پڑھائی جیسے بیت المقدس میں نبیوں کو پڑھائی تھی۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔ شعر

یہ نور سد اسماں پر بندھایہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جواداں تمہارے لئے

[6] وہاں دین فطرت دودھ کی شکل میں دکھائی گئی دودھ ہی دنیا میں انسان کی پہلی غذا ہے اس کا رنگ سفید ہے اور سفید رنگ تمام رنگوں کی اصل ہے۔ فطرت کی اصل شریعت کی اتباع ہے انتہا وصول الی اللہ ہے۔ آج بھی جو خواب میں دودھ پیئے تو اس کی تعبیر فطرت علم دین اور اسلام پر استقامت ہوتی ہے۔ (اشعہ۔ مرقاۃ) اگرچہ شہد بھی اچھی چیز ہے مگر اس میں دودھ کی سی سفیدی صفائی غذائیت نہیں ہے۔ یہ شراب جنت تھی جو حرام نہیں۔ خواب میں دودھ پینا

[7] نماز کی فرضیت لامکان میں پہنچ کر ایسے مقام پر ہوئی جہاں نہ مکان تھا۔ نہ مقام نہ یہاں تھا نہ وہاں یہ خاص تحفہ تھا جو امت محمدیہ کو صلوٰۃ کی معرفت دیا گیا۔ حضور انور تو پہلے ہی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ

تو موسیٰ علیہ السلام پر گذرا ۱؎ انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا انہوں نے کہا کہ آپ کی اُمت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی ۲؎ اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ۳؎ لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیے ۴؎ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کردیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف

۱؎ یعنی چھٹے آسمان پر معلوم ہوتا ہے کہ واپسی میں بھی حضور انور سے تمام نبیوں نے اسی ترتیب سے ملاقات کی جس ترتیب سے جاتے وقت ملاقات کی تھی یہ ہی سواریوں کا حال تھا کہ براق ، رفرف وغیرہ اسی ترتیب سے حضور کو لے گئے تھے اسی ترتیب سے واپس لائے ۲؎ یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب کہ امت محمدیہ جو ان کے بہت بعد ہے اور تا قیامت رہے گی اس کی طبعی کیفیت سے خبردار ہیں واقعی اگر نمازیں پچاس رہتیں تو چوبیس گھنٹہ میں پچاس نمازیں سخت بھاری پڑتیں نمازوں کے بعد کوئی وقت ہی نہ بچتا جو دوسرا کام کیا جاتا کھانا کمانا سونا وغیرہ سب بند ہو جاتے خیال رہے کہ طاقت سے زیادہ کی تکلیف دینا رب کا قانون نہیں لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا ۔ یہاں تکلیف نہیں کیونکہ یہ حکم امت تک پہونچا ہی نہیں ۔ جب ان تک پہونچا تو آسان بن چکا تھا لہٰذا اس پہ کوئی اعتراض نہیں ۔ ۳؎ موسیٰ علیہ السلام کی امت پر دن رات میں صرف دو نمازیں فرض تھیں جنہیں وہ ادا نہ کر سکے اس لئے آپ یہ فرمارہے ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مانی جاتی تو غالبًا ہفتہ میں ایک نماز رہتی ۴؎ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں مگر امت محمدیہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو آخر یہ کیوں اس کی چند وجہیں ہیں ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھا دیا جاوے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں دوسرے یہ کہ بتا دیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ جسے جو دیتا ہے اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کردیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض معروض کرتے ہیں ۔ تو حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دیکھو جناب موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کہا اے لوگو تم بھی حضور کے توسل سے رب سے عرض و معروض کیا کرو۔ چوتھے یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں ایسی بار یابی ہے کہ بار بار حاضر ہو سکتے ہیں دیکھو حضور نے یہاں سے ہی

www.alahazratnetwork.org

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَہٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَہٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَہٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ وَ

لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرمادیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں میں پھر جناب موسے کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف کردیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی ۳؎

دعا نہ کردی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالیٰ کے درمیان آتے جاتے رہے اس لئے رب تعالیٰ نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں ایک بار ہی پینتالیس کم نہ کردیں۔ پانچویں یہ کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب بار بار رب کو دیکھ دیکھ کر آتے ہیں اور میں محبوب کو کی آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں رخسار مصطفےٰ جمال کبریا کا آئینہ تھے طور والی دعائے دیدار آج قبول ہو رہی ہے وہ تمنا آج پوری ہے امت کا بہانہ تھا کام اپنا بنانا تھا۔ اس لئے اس کے لئے حضرت موسے علیہ السلام منتخب ہوئے۔ غرضیکہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اس کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ۱؎ یہاں دس دس نمازوں کی معافی کا ذکر ہے دوسری روایت میں ہے کہ رب نے آدھی نمازیں معاف کردیں ایک اور روایت میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ آخری روایت مفصل ہے باقی دونوں روایتیں مجمل ہیں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں یا دو بار میں دس نمازیں معاف فرمائیں تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں اور حضور انور اسی رات دس دفعہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے ایک دفعہ تو پہلی بار اور نو دفعہ حضرت موسیٰ اور رب تعالیٰ کے درمیان تب نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں ۲؎ یعنی میں نے آخر بار میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نمازیں پینتالیس معاف ہوگئیں اور پانچ باقی رہیں اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی عمل بلکہ مکلفین کی خبر سے پہلے بھی منسوخ ہوسکتا ہے دیکھو معاف شدہ پینتالیس نمازوں کا حکم ہوا مگر مسلمانوں نے نہ تو ان پر عمل کیا نہ ادا کیں کہ منسوخ ہوگئیں صرف حضور انور کے علم میں آنے سے پہلے حضور کا علم ہی کافی ہے ۳؎ یعنی عام مسلمان پانچ نمازوں کی پابندی نہیں کرسکیں گے اسی میں سستی کیا کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل درست ہوا دیکھ لو آج مسلمان زکوٰۃ۔ حج۔ جہاد مسجدوں کی تعمیر بڑے شوق سے کرتے ہیں روزے کے لئے بچے ضدیں کرتے ہیں مگر نماز کا پابند کوئی کوئی ہی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین یہاں طاقت مراد قوت نہیں بلکہ رغبت والی

www.alahazratnetwork.org

اِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ وَلٰكِنِّیْ اَرْضٰی وَ اُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَآبَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰی طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰی اُتِیْتُ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ

میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزما لیا ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں[1] حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کر لیے کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں[2] فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکار کر میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ثابت بنانی سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا[4] وہ سفید دراز جانور ہے گدھے سے اونچا خچر سے نیچا اپنی ٹاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے[5] میں اس پر سوار ہو گیا، حتیٰ کہ میں بیت المقدس

طاقت مراد ہے لہٰذا اس فرمان موسوی پر کوئی اعتراض نہیں نہ تو رب نے طاقت سے زیادہ نمازوں کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا یہ فرمان غلط ہوا طاقت و استطاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔

[1] یعنی نمازیں پانچ سے بھی کم کر دی جاویں شاید جناب کلیم اللہ کا مقصد یہ ہوگا کہ دن رات میں ایک بلکہ ہفتہ میں ایک نماز ہے۔

[2] صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ پروگرام پہلے ہی طے شدہ تھا ورنہ جب تو بار حضور انور نے بے جھجک عرض معروض کی تو اب کیوں حیا فرمائی۔

[3] یعنی نمازیں پڑھنے میں کم کی گئی ہیں ثواب میں کم نہیں کی گئیں مسلمان پڑھیں پانچ مگر ثواب پچاس ہی کا پائیں گے رب فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ [4] حضور انور براق پر سوار ہونے مسجد حرام شریف میں پھر اسی براق پر سوار ہوئے مسجد اقصےٰ سے آسمان تک کے سفر میں ساتویں آسمان سے آگے براق رہ گیا رفرف یعنی قدرتی تخت حضور کو اوپر لے گیا پھر عرش اعلیٰ سے اوپر بغیر کسی سواری کے تشریف لے گئے ادھر سے خطاب تھا ادنُ یا محمد اے محبوب اور قریب آئیے ادھر سے ایک قدم حضور آگے بڑھاتے تھے ایک قدم میں ہزار ہا پردے طے ہو جاتے تھے

[5] لہٰذا براق ایک قدم میں آسمان پر پہنچا مگر یہ رفتار خراماں تھی حضرات انبیاء کرام براق سے پہلے اپنے اپنے مقام پر حضور کے استقبال کے لئے پہونچ چکے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي تَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَ

آیا تو میں نے اسے اس کڑے سے باندھا جس سے حضرت انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں[۲] پھر میں نکلا تو میرے پاس جبریل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا[۳] تو جبریل بولے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف چڑھایا گیا اوپر پچھلی حدیث کے معنی بیان کیے[۴] فرمایا کہ ہم جناب آدم کے پاس تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہی اور مجھے دعا خیر دی فرمایا پھر تیسرے آسمان میں پہنچے تو میں حضرت یوسف کے پاس تھا انہیں دیا گیا ہے آدھا حسن[۵] انہوں نے مجھے مرحبا کہی اور میرے لیے دعا خیر کی اور

۱ یہ کڑا اس گنبد نے دیکھا ہے اب وہ زیر زمین ہے تہ خانہ میں واقع ہے پیتل کا ہے بہت باریک رہ گیا ہے ایک دیوار میں نصب ہے، وہاں لوگ برکت کے لئے نوافل پڑھتے ہیں یعنی حضرات انبیاء کرام جب بیت المقدس میں سواریوں پر آتے تھے تو اس حلقہ سے ہی باندھتے تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر نبی کو رب تعالیٰ نے براق عطا فرمائے تھے جو اسی حلقہ سے باندھتے تھے مگر یہ شارحین یہ نہیں بتا سکے کہ وہ حضرات اپنے براقوں پر سوار کب ہوئے تھے حضور انور تو معراج میں سوار ہوئے ان حضرات کو معراج عطا نہیں ہوئی اگر یہ معنی کریں کہ آج سارے نبی اپنے اپنے براقوں پر آئے اور انہیں نے اسی حلقہ سے باندھے تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہاں ماضی استمراری ہے باندھتے تھے بہرحال یہ ہی معنی قوی ہیں کہ وہ حضرات اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے معلوم ہوا کہ جس مسجد سے انبیاء کرام کی سواریاں بندھا کریں وہ مسجد بھی افضل ہو جاتی ہے نسبت

۲ بیت المقدس میں پڑھیں جہاں سارے نبی آپکے انتظار میں تھے سب نے حضور کے پیچھے یہ رکعتیں ادا کیں حقیقت میں حضور کی یہ امامت اس عہد کا ظہور تھا جو میثاق کے دن نبیوں سے حضور کے متعلق اطاعت و فرمانبرداری کا لیا گیا اعلیحضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

نماز اسری میں تھا یہ ہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

۳ پچھلی روایت میں گزرا کہ یہ برتن بیت المعمور کے پاس پیش کئے گئے یہاں ارشاد ہے کہ بیت المقدس کے پاس پیش ہوئے ہو سکتا ہے کہ دونوں جگہ پیش ہوئے ہوں یا یہ دوسری معراج کا واقعہ ہے جو خواب میں ہوئی تھی یہاں شہد کا ذکر نہیں شہد بیت المعمور میں پیش کیا گیا تھا یہاں نہیں یا روایت میں اجمال ہے ۴ یعنی اس حدیث کے الفاظ پچھلی حدیث کے کچھ خلاف ہیں مگر معنی ایک ہی ہیں ۵ یعنی آدھا حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام تنہا کو ملا ہے اور آدھا حسن ساری دنیا کو تقسیم

www.alahazratnetwork.org

لَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوسٰى وَقَالَ فِي السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذُهِبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا

جناب موسیٰ کا رونا ذکر نہیں کیا[1] اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ہم جناب ابراہیمؑ کے پاس تھے۔ جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ لگائے تھے[2] اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر کبھی وہاں لوٹ کر نہیں آتے[3] پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے[4] اور اس کے پھل

ہوا تو آپ کا حسن سارے حسینوں کے حسن کے برابر ہے۔ ترمذی نے بروایت انس حدیث بیان کی کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سارے نبی نہایت خوبصورت خوش آواز بھیجے ہیں میں ان سب میں زیادہ حسین اور خوش آواز ہوں لہٰذا یہاں اس حدیث میں حضور مستثنیٰ ہیں شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں فرمایا کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ صورت و سیرت کا حسن اللہ نے سب سے بڑھ کر حضور کو عطا فرمایا۔ الوہیت کے سوا سارے اوصاف سارے فضل و کمال حضور میں جمع ہیں (اشعہ) ؎

کسے بہ حسن و ملاحت بیا رما نرسد — ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد
ہزار سکہ بہ بازار کائنات زدند — یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد (اشعۃ اللمعات)

یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور کے چہرے میں در و دیوار ایسے نظر آتے تھے جیسے آئینہ میں اور فرمایا کہ حسن مصطفیٰ کما حقہ صحابہ کو نہیں دکھایا گیا کہ کسی میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی مگر حسن یوسفی کما حقہ سب کو دکھا دیا گیا یا اس فرمان کے معنے یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو میرے حسن کا آدھا عطا فرمایا گیا یعنی پورا حسن مجھے عطا ہوا مجھ سے آدھا یوسف علیہ السلام کو (مرقات) ؎

حسن یوسف سے کہیں بڑھ کر تھا حسن مصطفےٰ — بات یہ تھی اس کا کوئی دیکھنے والا نہ تھا

[1] صاحب مشکوٰۃ نے اس روایت میں اور گذشتہ روایت میں فرق رکھا ہے ہیں کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر تھا اس روایت میں اس کا ذکر نہیں گویا یہاں اجمال ہے۔

[2] یعنی ابراہیم السلام اس طرح کھڑے تھے کہ ان کا منہ تو میری طرف تھا اور ان کی پیٹھ شریف بیت المعمور سے لگی ہوئی تھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے بالکل مقابل ہے بعض نے فرمایا کہ یہ ہی بیت المعمور آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے پھر اٹھا لیا گیا واللہ ورسولہ اعلم (اشعۃ اللمعات) [3] بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ و قبلہ ہے کہ اس طرف رخ کر کے سجدے کرتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے باری باری سے آتے ہیں جو ایک بار کر جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے یہ زیارت فرشتوں کا حج ہے [4] فیلۃ کی ت تانیث کی نہیں وحدت کی ہے یعنی اس بیری کے پتے ہاتھی کے کان برابر بڑے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

كَالْقَلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ

شکوں کی طرح تو جب اُسے اللہ کے حکم سے وہ نورانیت چھاگئی تو سدرۃ ایک دم بدل گیا ۱؎ اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوشنمائی بیان کرسکے ۲؎ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی ۳؎ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن و رات میں فرض فرمائیں ۴؎ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک اتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا کہ ہر دن و رات میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹیئے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی ۵؎ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں

۱؎ یعنی جب ہم سدرہ پر پہنچے تو اس پر ایک نور چھا گیا اس نور نے وہ سماں بندھا کہ اسے کوئی بیان نہیں کرسکتا اس گنہگار فقیر نے ایک صبح کو جمالی شریف پر ایسے انوار دیکھے جو بیان نہیں ہوسکتے وہ نظارہ اب تک یاد ہے اللہ تعالیٰ پھر دکھائے۔ الٰہی ایں کرم بار دگر کن ۲؎ یعنی میرے سوا کوئی اس کا حسن بیان نہیں کرسکتا اور مجھے اس کے کماحقہ بیان کی اجازت نہیں ایسے موقعہ پر تکلم مستثنیٰ ہوتا ہے حضور نے تو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بیان فرمادی حضور ہی کے بیان سے دنیا نے خدا کو جانا مانا اعلیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

اے رضا احمد پاک کا فیض ہے ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

۳؎ یہاں وحی سے مراد وہ بالمشافہ کلام ہے جو رب نے حضور انور کو اپنی ذات اپنا جمال دکھاتے ہوئے فرمایا فرماتا ہے فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی اس کلام کی خبر نہ جبریل علیہ السلام کو ہے نہ کسی اور مخلوق کو خیال رہے کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام خلوت میں کیا وہ سب حضور کو بتادیا وما تلک بیمینک یا موسیٰ مگر جو کلام اپنے محبوب سے کیا وہ کسی کو نہ بتایا معلوم ہوا کہ حضور صاحب اسرار خاص ہیں ۴؎ فیصلہ الٰہی یہ ہوچکا تھا کہ نمازیں اولاً پچاس فرض کی جاویں پھر موسیٰ علیہ السلام کے عرض و معروض پر پانچ رہیں یہ پروگرام پہلے سے طے شدہ تھا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ کیا رب کو خبر نہ تھی کہ نمازیں پانچ رہیں گی رب کو یہ بھی خبر تھی کہ پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی مدد ان کی خواہش سے پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ پانچ پانچ کم ہوں گی ۹ بار میں پینتالیس کم ہوں گی ۵؎ اس کی شرح ابھی کی جاچکی کہ یہاں طاقت نہ رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ مجبور محض ہونگے بلکہ آسانی والی طاقت مراد ہے علی امتک فرما کر یہ بتایا کہ حضور آپ کو پچاس نمازوں میں کوئی تکلف نہ ہوگا آپ کی عام امت پر بھاری پڑیں گی۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ فَقُلْتُ یَارَبِّ خَفِّفْ عَلٰی اُمَّتِیْ فَحَطَّ عَنِّیْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّیْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَیْنَ رَبِّیْ وَبَیْنَ مُوْسٰی حَتّٰی قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ

ان پر تجربہ کرلیا ہے فرمایا پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یارب میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم کردیں[1] پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کردیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اس سے کمی کا سوال پیش فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب اور حضرت موسیٰ کے درمیان دورہ کرتا رہا حتی کہ فرمایا اے محمد یہ ہر دن رات میں پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں[2] جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ کرے نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاویگی[3] پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لیے

[1] یہ حدیث مفصل ہے پچھلی حدیث میں قدرے اجمال تھا پانچ پانچ نمازیں کم ہوئیں نو بار پینتالیس کی معافی پانچ باقی جہاں دس کی کمی کا ذکر وہاں دو بار کو ایک دفعہ میں بیان فرمایا گیا ہے اجمالاً اس کے باقی نکات ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

[2] یعنی نمازیں پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس ہیں ہمارا فیصلہ قائم ہے۔ ترمیم صرف عمل میں کی گئی امت پر تخفیف کے لئے۔

[3] ھم سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا بغیر پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاوے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عذر یا ظاہری وجہ سے نہ کرسکے جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قرعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے حجاج حج کو جارہے ہیں۔ ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کر رہا ہے کہ میرے پاس پیسہ ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضرات صحابہ کرام کی خوش نصیبی میں غور کر رہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ ؎

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اڑن — مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور ان شاء اللہ کل اسے صحابہ کرام کے ساتھ حشر نصیب ہوگا۔

www.alahazratnetwork.org

عَشْرٌ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ

دس لکھوں گا اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھوں گا پھر اگر کرے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھا جاوے گا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا میں نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس ہو جائیے اس سے کمی کا سوال کیجئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا میں اپنے رب کی طرف اتنا لوٹ چکا کہ اب میں اس سے شرم کرتا ہوں (مسلم) روایت ہے ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا پھر جناب

۱ یعنی ارادہ نیکی ایک نیکی ہے اور عمل نیکی دس نیکیاں ہیں یہ اللہ کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی وضو کرنا علیحدہ نیکی۔ مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی، نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے اپنی شان کے شایاں ۲ ہم اور عزم میں فرق ہے ہم سے مراد ہے خیال گناہ اس پر پکڑ نہیں عزم کے معنی ہیں گناہ کا پورا ارادہ اس پر پکڑ ہے کسی کے قتل یا چوری کی تاک میں رہا مگر کر نہ سکا تو گنہگار ہو گیا ہاں خیال گناہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا توبہ کر لینا نیکی ہے ۳ یعنی نیکی کی طرح گناہ میں اضافہ نہیں ہوتا خیال رہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا ایک لاکھ بن جانا وہ ایک ہی گناہ ہے مگر ہے اتنا بڑا کہ دوسری جگہ کے ایک لاکھ گناہوں کی برابر ہے کیونکہ اس نے حرم شریف کی زمین پاک کی توہین کی جیسے رمضان میں روزہ توڑنا دوسرے زمانہ کے اکسٹھ روزے توڑنے کے برابر ہے مگر ہے ایک ہی جرم لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں نہ یہ دوسری احادیث کے خلاف ہے ۴ اس شرم کے معنی اور اس کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کر دی گئی کہ یہ پروگرام رب تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے طے شدہ تھا جو کچھ ہوا پروگرام کے ماتحت ہوا ۵ آپ کا نام ابوبکر محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے زہری قبیلہ سے ہیں جو زہرہ ابن کلاب کی طرف منسوب ہے، آپ کو زہری کہا جاتا ہے تابعی ہیں بڑے فقیہ محدث ہیں مدینہ منورہ میں قیام رہا ماہ رمضان ۱۲۴ھ ایک سو چوبیس میں وفات ہوئی (اکمال) آپ اپنی کنیت یعنی ابن شہاب میں مشہور ہیں ۶ میرے گھر سے مراد میرے قیام کا گھر ہے ورنہ اس گھر کی مالکہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب تھیں حضور ان کے گھر سوئے تھے ملائکہ یہاں سے جگا کر حضور کو حطیم کعبہ میں لائے ابھی تک آپ پر اونگھ طاری تھی پھر یہاں غسل وغیرہ دیا لہذا تمام حدیثیں درست ہیں ان میں تعارض نہیں ابتداء معراج جناب ام ہانی کے مکان سے ہوئی

www.alahazratnetwork.org

جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

جبریلؑ اترے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اُسے آب زمزم سے دھویا[1] پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اُسے میرے سینہ میں لوٹ دیا[2] پھر اُسے سی دیا[3] پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے[4] تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبریلؑ نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے انہوں نے کہا یہ جبریلؑ ہیں کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں[5] اس نے کہا

ہے اور ابتداءِ عروج بیت المقدس سے جناب ام ہانی کا گھر محلہ شعب ابی طالب میں تھا اب وہ جگہ حرم شریف میں داخل ہوگئی اس کے مقابل ایک دروازہ ہے جسے باب ام ہانی کہا جاتا ہے۔

[1] دنیاوی دولہا کے جسم کو غسل دیا جاتا ہے حضور انور ایسے انوکھے دولہا ہیں کہ آپ کے دل کو بھی غسل دیا گیا آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے کہ حضرت اسماعیل کے قدم سے جاری ہوا ہے اس لئے یہ پانی اس غسل کے لئے منتخب ہوا[2] اس کی شرح پہلے گذر چکی کہ یہ سونا جنت کا تھا ایمان و حکمت خاص خزانہ ربانی میں سے کیونکہ جنت میں پانی دودھ وغیرہ کے چشمے ہیں پھل فروٹ کے باغات ہیں مگر وہاں ایمان و حکمت یا چشمہ یا باغ نہیں یہ ایمان و حکمت کا چشمہ علاوہ اس ایمان و حکمت کے ہے جو اول سے ہی حضور انور کو عطا فرمایا گیا تھا آج اس میں اور اضافہ کیا گیا یہ دونوں چیزیں رب کے ہاں مشتمل صورت و حیثیت رکھتی ہیں۔

[3] یعنی یہ ایمان و حکمت انڈیل کر میرا سینہ بھر دیا پھر اسے سی دیا۔

[4] یہاں نہ تو براق کا ذکر ہے نہ مسجد اقصیٰ کی نماز کا اس بنا پر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ معراج خواب کی ہے جسمانی معراج میں براق تھا فرشتوں کی برات بھی بیت المقدس کی نماز بھی جو حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں بھی جسمانی معراج مراد ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اجمال ہے وہاں تفصیل تھی یہاں ان دو تین چیزوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے

[5] اس سوال کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آج حضرت جبریل اس دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ جو صرف حضور انور کی معراج کے لئے مخصوص تھا اس کے سوا کسی کے لئے اس کا کھلنا ناممکن تھا پوچھا۔ اے جبریل یہ دروازہ تمہارا تو ہے نہیں تم یہاں کیوں آئے ہر کیا کسی کو لائے ہو ان کی خاطر تم بھی یہاں آئے انہوں نے فرمایا ہاں انہیں کو لایا ہوں جن کے لئے یہ دروازہ کھلنا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اُرْسِلَ اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰی یَمِیْنِہٖ اَسْوِدَۃٌ وَعَلٰی یَسَارِہٖ اَسْوِدَۃٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِیْنِہٖ ضَحِکَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِہٖ بَکٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا اٰدَمُ وَھٰذِہِ الْاَسْوِدَۃُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ نَسَمُ بَنِیْہِ فَاَھْلُ الْیَمِیْنِ مِنْھُمْ اَھْلُ الْجَنَّۃِ وَالْاَسْوِدَۃُ الَّتِیْ عَنْ شِمَالِہٖ اَھْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ یَمِیْنِہٖ ضَحِکَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِہٖ بَکٰی حَتّٰی عَرَجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الثَّانِیَۃِ فَقَالَ لِخَازِنِھَا افْتَحْ فَقَالَ لَہٗ

کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں [1] جب کھولا تو ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے [2] انہوں نے کہا نبی صالح فرزند صالح خوب آئے میں نے جبریل سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں [3] جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں [4] حتیٰ کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو ان سے

[1] یہ سوال انتہائی خوشی کی بنا پر ہے کہ کیا آج معراج کی رات ہے حضور بہ حیثیت مہمان بلائے گئے ہیں فرمایا ہاں یہ وہی رات ہے [2] واقعہ وہ ہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا یعنی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات یہاں کچھ تفصیل ہو گئی ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو اس طرح پایا [3] یہ مومنین اور کفار وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آئندہ تا قیامت پیدا ہونے والے ہیں وہ آپکے اردگرد اس طرح جمع ہیں کیونکہ جو مومنین اور کفار پیدا ہو کر مر چکے وہ اس آسمان پر کیسے آسکتے ہیں مومنین کی روحیں علیین میں پہنچیں کفار کی روحیں سجین میں ان کا اجتماع کیسا۔ (مرقات) یا یوں کہو کہ یہ وہ ہی مومنین و کفار ہیں جو مر چکے ہیں وہ لوگ کبھی کبھار اپنے مقامات سے بلا کر یہاں اس طرح آدم علیہ السلام کو دکھائے جاتے ہیں حضور انور جب یہاں پہنچے تو یہ ہی وقت تھا ان کی پیشی کا حضور انور نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس واقعہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک کہ حضرت آدم علیہ السلام تا قیامت ہر سعید و شقی سے خبردار ہیں کہ کون ایمان پر مرے گا اور کون کفر پر یہ ہی بات علوم خمسہ سے ہے دوسرے یہ کہ ان سعید و شقی لوگوں کو حضور انور نے بھی معراج کی رات دیکھا ہے اور سب کو پہچانتے ہیں حضور ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں ؎

بلکہ قبل از زادن تو سالہا ہم جنیں بینند چندیں حالہا

[4] حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہنسنا رونا محبت پدری کی بنا پر تھا باپ اپنی اولاد کو اچھے حال میں دیکھے تو خوش ہوتا ہے اور تکلیف میں دیکھے تو غمگین ہوتا ہے یہ ہی حالت آپکی

علم غیب

www.alahazratnetwork.org

خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِیْسَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَاِبْرَاهِیْمَ وَلَمْ یُثْبِتْ كَیْفَ مَنَازِلُهُمْ غَیْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا وَاِبْرَاهِیْمَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّ اَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِیَّ كَانَا یَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوٰی اَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ

خزاعی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم علیہم السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے[1] بجز اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم کو پایا[2] ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو حبہ انصاری کہا کرتے تھے[3] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتیٰ کہ میں ایک میدان میں پہنچا[5] جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا[6]

اس وقت تھی کہ دوزخیوں کو دیکھ کر افسوس کرتے تھے کہ یہ میری اولاد کافر ہو کر دوزخ میں جائیگی جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ یہ میرے بچے خوش نصیب ہیں جنت میں جائینگے[1] یعنی حضور انور نے ان تمام رسولوں کے مقامات بالتفصیل بیان فرمائے تھے مگر تفصیل یاد نہ رہی یہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف نہیں کر دیتا کیونکہ جو انہیں یاد نہ رہا اس کی روایت ہی نہیں کی۔ جو یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف کرتا ہے جب غلط بات حضور انور کی طرف غلطی سے نسبت کر دے اسے سوء حفظ کہتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں لہذا حدیث پر اعتراض نہیں[2] پچھلی حدیث میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور انور نے ساتویں آسمان میں پایا وہ ہی قوی ہے کیونکہ وہاں تفصیل موجود ہے کہ بیت المعمور سے پشت لگائے ہوئے پایا اور اگر یہ متعدد معراج کے واقعات ہیں تب تو کوئی دشواری ہی نہیں کہ ایک معراج میں حضور نے جناب ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا دوسری معراج میں ساتویں آسمان پر پایا اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں آسمانوں پر حضور انور کا استقبال کیا چھٹے پر بھی اور ساتویں پر بھی تب حدیث واضح ہے[3] ابن شہاب یعنی امام زہری کے حالات تو ہم بیان کر چکے ابن حزم کا نام محمد ابن عمرو ابن حزم ہے انکے والد صحابی ہیں انصاری ہیں محمد ابن عمرو ابن حزم ۱۰ھ ہجری میں نجران میں پیدا ہوئے جبکہ ان کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے آپ جنگ حرہ میں شہید ہوئے ترپن سال عمر پائی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے (مرقات و اکمال)

[4] ابو حبہ کا نام عامر یا مالک یا ثابت ابن نعمان انصاری ہے صحابی ہیں بدری ہیں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

[5] مستوی ہر میدان کو نہیں کہتے بلکہ بہت بلند اور اعلیٰ میدان کو کہتے ہیں۔

[6] وہ قلم جس نے لوح محفوظ پر سب کچھ لکھا اور لکھ کر خشک ہو چکا وہ اور قلم ہے جس کے متعلق ارشاد ہے اول ما خلق اللہ القلم۔ یہاں وہ قلم مراد نہیں جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ فرشتے ان قلموں سے روزانہ کے احکام الٰہیہ لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے

www.alahazratnetwork.org

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰہُ عَلٰی اُمَّتِیْ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً فَرَجَعْتُ بِذٰلِکَ حَتّٰی مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰہُ لَکَ عَلٰی اُمَّتِکَ، قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ فَرَاجَعَنِیْ فَوَضَعَ شَطْرَھَا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَھَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَھَا فَرَجَعْتُ اِلَیْہِ

اور ابن حزم اور انس نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں[1] تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام پر گذرا[2] کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں[3] انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی[4] انہوں نے مجھے واپس کر دیا رب نے آدھی نمازیں معاف کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی آدھی معاف فرما دیں[5] انہوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا رب نے اس کی آدھی اور معاف فرما دیں

سے ایک سال کے واقعات الگ الگ صحیفوں میں نقل کرتے ہیں یہ صحیفے متعلقہ حکام فرشتوں کو پندرھویں شعبان کی شب میں حوالہ کر دیئے جاتے ہیں جب فرماتا ہے فیھا یفرق کل امر حکیم ان قلموں کی درازی رب تعالیٰ ہی جانتا ہے دیسی قلم جب کاغذ پر چلتا ہے تو اس سے چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے حضور انور اس قدر ان سے قریب ہوئے کہ قلموں کی چرچراہٹ سن لی یقیناً تحریر بھی دیکھ لی قدرت کی تحریر حضور کے علم میں ہیں ؎

قدرت کی تحریریں جانے ؛ امی اور تقریریں جانے بخشش کی تدبیریں جانے ؛ وہ ہے رحمت والا

جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اوجیالا ؛

[1] اگرچہ یہ پچاس نمازیں حضور انور پر بھی فرض کی گئی تھیں مگر امت پر فرض تھیں پڑھنے کے لئے حضور پر فرض تھیں پڑھانے اور سکھانے کے لئے اس لئے امت کا ذکر فرمایا [2] اسی ترتیب سے جس ترتیب سے جاتے ہوئے گزرے تھے ہر آسمان پر انہیں پیغمبر سے ملاقات ہوئی جن سے جاتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی [3] خیال رہے کہ اسلام کے تمام فرائض فرش پر ہی بھیجے صرف نمازیں معراج میں عرش پر فرض کی گئیں اس لئے حضور انور نے صرف نمازوں کا ذکر فرمایا اور کسی فرض کا ذکر نہیں کیا [4] امت کہہ کر یہ بتایا کہ حضور ان نمازوں پر آپ اور آپ کے خاص غلام تو طاقت رکھتے مگر عام امت والے اس کی طاقت نہیں رکھتے [5] یہاں اجمال ہے یعنی چند بار حاضریوں میں آدھی نمازیں معاف فرما دیں یعنی پانچ بار حاضری میں پچیس نمازیں کم فرما دیں اور پچیس نمازیں باقی رکھیں مرقات نے فرمایا کہ یہاں شطر یعنی آدھا نہیں بلکہ بمعنی ایک حصہ ہے یعنی رب نے اس ایک حاضری میں پچاس نمازوں کا ایک حصہ یعنی پانچ نمازیں معاف فرما دیں اس صورت میں مطلب بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں [6] یہاں شطر بمعنی ایک حصہ ہے نہ کہ بمعنی آدھا جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ اگر پچاس کا

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ ارْجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰی انْتَهٰی بِيْ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا حَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ

میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ رب کی طرف لوٹ جا مانگ کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہوتی[1] باقی میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے میں نے کہا میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں[2] پھر مجھے لے گئے منتہیٰ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا[3] اور اس پر مختلف رنگ چھا گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے[4] پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں[5]

دوسرا آدھا حصہ بھی معاف ہو جاتا تو کوئی نماز فرض نہ رہتی۔

[1] نسخ کی حقیقت یہ ہی ہے کہ اس میں حکم کی تبدیلی نہیں بلکہ اس حکم کی مدت کی انتہاء کا بیان ہوتا ہے یعنی پچاس نمازوں کا حکم آپ کی اس آمد و رفت تک تھا اب پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ان پر ثواب پچاس ہی کا ہوگا پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس۔

[2] حضور کا یہ شرم فرمانا اس لئے تھا کہ اب حضور کا جانا طے شدہ پروگرام کے خلاف ہوتا پہلی تمام آمد و رفتیں پروگرام کے مطابق تھیں واللہ و رسولہ اعلم۔

[3] غالباً سدرۃ المنتہیٰ کی یہ دوسری سیر ہے واپس آتے ہوئے کیونکہ نمازوں کی فرضیت تو عرش سے اوپر جا کر ہوئی سدرہ اس سے کہیں نیچے ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے ان تمام مقامات سے دیکھتے ہوئے گذر گئے واپسی میں پھر ان تمام پر تشریف لائے سیر فرمائی جیسے حاجی عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ سے گذر جاتے ہیں پھر عرفات سے آتے ہوئے مزدلفہ میں ایک رات قیام کرتے ہیں۔

[4] یعنی اس بار سدرہ پر ایسے رنگ برنگ انوار چھا گئے کہ ان کی حقیقت رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ان کا حسن بیان میں نہیں آسکتا یہ انوار حضور انور کے استقبال کے لئے تھے جیسے معزز مہمان کی تشریف آوری پر دن کو شہر کو ٹھی سجائی جاتی ہے۔ رات کو سارے ہی چراغاں غبارے۔ آتشبازی سے رونق کی جاتی ہے یہ ساری سج دھج حضور کے دم قدم سے تھی مرقات نے فرمایا کہ اس وقت حضور کو ان انوار کی خبر نہ ہوئی کیونکہ اس وقت حضور کی توجہ خالق کی طرف تھی۔ جیسے دلہا برات کی پروا نہ کرے کہ اس کی نگاہ اصلی مقصود پر ہے۔

[5] جنابذ جمع ہے جنبذہ کی بمعنی اونچی عمارت جنت میں ایک ایک موتی کا ایک ایک وسیع محل ہے اگر وہ ایک موتی دنیا میں آجائے تو سورج کی روشنی خیرہ ہو جائے اور اس کی قیمت ساری دنیا کے خزانے نہ ہو سکیں۔

www.alahazratnetwork.org

وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ

اور اس کی مٹی مشک تھی [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ سے [2] فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا یہ چھٹے آسمان میں ہے [3] جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں [4] فرمایا کہ اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے [5]۔

[1] یہ سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کے مشک کو اس خوشبو سے کیا تعلق اس مٹی کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے۔ بھلا مشک میں یہ بات کہاں ہاں مشک کی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کی حکایت ہے دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔

[2] حدیث اور فقہ میں جب عبداللہ بغیر قید آتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔

[3] بعض روایات میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مالک ابن صعصعہ کی روایت میں ابھی کچھ پہلے گزرا مگر ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے شاخیں ساتویں آسمان میں یہاں جڑ کا ذکر ہے وہاں شاخوں کا تذکرہ تھا اس کی شاخوں کا سایہ تمام آسمانوں اور جنت میں ہے (مرقات) یہ ہی بات بہت قوی ہے۔ [4] جیسے دو ملکوں کی ڈاک کا تبادلہ بادر یعنی سرحد پر ہوتا ہے اگرچہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ایک ہی ہو سدرہ سے آگے ہمارے حضور کے سوا کوئی نہیں گیا۔ بلکہ حضور تو اس جگہ گئے جہاں جگہ بھی نہیں وہاں نہ جہاں ہے نہ یہاں نہ وہاں۔ [5]

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں — اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ اقصاءِ عالم است — کانجا نہ جا است وے جہت و نے نشان و نام

[5] یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے بیان میں جو آیت کریمہ اذ یغشی السدرۃ ما یغشی وارد ہے اس کی تفسیر حضور انور نے پتنگوں سے کی پتنگے یا تو فرشتے ہیں یا ارواح انبیاء جو پتنگوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں خیال رہے کہ اس بیری کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں ہیں بزرگوں کی روحیں اور سبز رنگ کے غیبی پرندے اور رنگ برنگے انوار لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں کہیں کسی چیز کا ذکر ہے کہیں کسی اور چیز کا اس سے پہلے گذرا کہ حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہاں کیا چیزیں ہیں وہاں حضور انور کے علم کی نفی مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہیں وہ چیزیں کیسے بتاؤں سمجھاؤں وہ بیان میں نہیں آسکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں میں ان کے بیان کرنے کے

www.alahazratnetwork.org

قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ

فرمایا کہ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں [۱] اور آپ کی اُمت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے [۲] (مسلم) اور حدیث ۲ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا [۳] قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں [۴] تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا [۵] تو اللہ نے میرے سامنے اُسے کر دیا میں اُسے دیکھ رہا تھا

لئے الفاظ نہیں پاتا یوں ہی رب کا فرمانا اذ یغشی السدرۃ ما یغشی اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب کو بھی خبر نہیں کہ سدرہ پر کونسی چیز چھا گئی تھی مطلب یہ ہی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا جیسے رب فرماتا ہے فغشیھم من الیم ما غشیھم بہرحال اس قسم کے فرمان کا منشا بے خبری نہیں (مرقات)

[۱] یا تو سورۂ بقر کی آخری آیات معراج کی رات بھی حضور کو عطا کی گئیں اور بعد ہجرت بھی نازل کی گئیں پہلی عطا بغیر واسطہ فرشتہ ہوئی اور دوبارہ نزول بواسطہ فرشتہ ہوا یا یہ مطلب ہے کہ ان دعاؤں کی قبولیت وہاں عطا کی گئی جو ان آیات میں تعلیم کی گئی ہیں حضور سے وعدہ کر لیا گیا کہ جو بھی یہ دعائیں ہم سے مانگے گا ہم اسے عطا کریں گے یا مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے فیوض انکے انوار ان کی برکتیں جو تمام سے بابر ہیں حضور کو اس رات عطا کی گئیں (مرقات اشعہ) ہو سکتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مراد ہوں۔ ان آیات کے الفاظ قبولیت انوار برکات سب کچھ اس رات حضور کو عطا ہوئیں یہ آیات آمن الرسول سے لیکر فانصرنا علی القوم الکفرین تک ہیں [۲] شرک باللہ سے مراد مطلقاً کفر ہے یعنی کفر تو نہیں بخشا جاویگا اس کے علاوہ سارے گناہ قابل بخشش ہیں ہاں حقوق العباد خود حق والوں سے معاف کرائے جاویں گے جن کی تین نوعیتیں ہونگی قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ شرک بمعنی کفر آتا ہے لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا [۳] یعنی معراج کے سویرے کو جب ہم نے اپنی معراج کا اعلان کیا ہم حطیم کعبہ میں تھے کہ مشرکین مکہ نے ہم سے سوالات شروع کئے سوالات بھی لایعنی [۴] مثلاً یہ کہ بیت المقدس میں ستون کتنے ہیں سیڑھیاں کتنی ہیں منبر کس طرف ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں تو بار بار دیکھنے پر بھی یاد نہیں رہتیں تو ایک بار دیکھنے پر یاد کیسے رہتیں کفار نے کہا کہ عرش و کرسی کی باتیں جو آپ بیان کر رہے ہیں ان کی تو ہم کو خبر نہیں بیت المقدس ہم نے دیکھا ہوا ہے وہاں کی نشانیاں آپ ہم کو وہاں بتائیں اسی لئے رب نے اس معراج کے دو حصے کئے بیت المقدس تک پھر وہاں سے عرش کے آگے تک تاکہ لوگ اس حصہ

www.alahazratnetwork.org

مَا يَسْأَلُونِّي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا نَبَّأْتُهُمْ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ

وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگریلے بال والے ہیں گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے شب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی پھر جب نماز سے

معراج کو بہت دلائل سے معلوم کر لیں ۵ یہ غم اپنے متعلق نہ تھا بلکہ کفار کے متعلق تھا کہ اگر میں نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان نہ کیں تو یہ میری معراج نہ مانیں گے اور کافر رہیں گے یہ غم بھی عبادت ہے ۱ خیال رہے کہ حضرت انبیاء کرام پر کبھی تو بسط کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے اس کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی قبض کی حالت ہوتی ہے جب اپنے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں رایت مشارق الارض ومغاربھا اس وقت قبض تھا جب بیت المقدس سامنے آگیا تو یہ وقت بسط کا تھا شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

۲ یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گذرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حضور انور نے معراج میں چار بار انہیں کو دیکھا اولاً گزرتے ہوئے ان کی قبروں میں انہیں دیکھا پھر بیت المقدس میں جہاں سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی پھر آسمانوں میں اپنے اپنے مقامات پر پھر واپسی معراج میں اپنے اپنے مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز تکلیفی نہیں لذت و فرحت کی ہے ۳ شنوء یمن کا مشہور قبیلہ ہے وہ لوگ بڑے خوبصورت ہوتے ہیں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لو ۴ غالباً آپ آسمانوں میں اپنے مقام پر نماز پڑھتے ہوئے حضور کو ملے ۵ عروہ ابن مسعود ثقفی اور ہیں اور عروہ ابن مسعود ہذلی دوسرے ہیں یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں اور ثقفی دوسرے ہیں صحابی ہیں نہایت حسین تھے ۶ ہو سکتا ہے کہ یصلی میں صلوٰۃ سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو یعنی میں نے انہیں اس طرح پایا کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھ رہے تھے ۷ یعنی اگر تم کو شرق ہو کر ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو تو مجھے دیکھ لو میں ان کی ہمشکل ہوں ۸ یعنی بیت المقدس میں سارے نبیوں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی ہم نے سب کی امامت فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ بیت المعمور والی نماز کی امامت مراد ہو۔ جہاں حضور نے فرشتوں کو نماز پڑھائی خیال رہے کہ حضور کو نماز تو عرش پر پہونچ کر ملی مگر اس سے پہلے ہی نبیوں فرشتوں کو نماز پڑھائی

www.alahazratnetwork.org

مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ یَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَیْهِ فَبَدَاَنِیْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ بَابٌ فِیْ

جس فارغ ہوگیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتدا کی [1] (مسلم)، اور یہ باب دوسری فصل سے خالی۔ ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا [2] تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا تو میں انہیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں اسے دیکھ رہا تھا [3] (مسلم بخاری) معجزات کا

معلوم ہوا کرامت کے لئے نماز عرش پر ملی حضور کو پہلے ہی مل چکی تھی۔

[1] اس آخری جملہ سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ نمازدہ ہے جو حضور انور نے بیت المعمور میں فرشتوں اور نبیوں کو پڑھائی کیونکہ یہاں ارشاد ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی داروغہ دوزخ مالک سے ملاقات ہوئی۔ خیال رہے کہ ان تمام حضرات نے آج حضور کے پیچھے عمری نماز پڑھی تھی انبیاء کرام نے اپنی اپنی نمازیں نہیں پڑھی تھیں سارے انبیاء کرام اور فرشتے حضور کے امتی ہیں یعنی قانونی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو سلام فرماتے کیونکہ آنے والا سلام کیا کرتا ہے مگر خازن دوزخ نے حضور انور کا احترام کرتے ہوئے پہلے ہی سلام عرض کیا۔

[2] قریش کو یقین تھا کہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی نشانیاں نہیں بتا سکیں گے ہم کو وہ نشانیاں معلوم ہیں تو ہم کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا کہ آپ بیت المقدس گئے ہی نہیں جیسے آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آپ آج رات بیت المقدس گئے تھے ایسے ہی یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ آپ آسمانوں پر گئے تھے کذبنی کے یہ ہی معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھے جھوٹا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔

[3] ہم اس کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کرچکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا حضور انور کے سامنے فرمادی ہے مگر اس کشف کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے کبھی خفا جسے صوفیاء کی اصطلاح میں قبض و بسط کہتے ہیں جب رب تعالیٰ کی طرف سے بسط کا فیض ہوا تو یہ حال ہوگیا کہ کفار وہاں کے نشانات پوچھتے تھے اور حضور انور دیکھ دیکھ کر بتاتے تھے قبض و بسط کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت میں بارش کی تری اور دھوپ کی خشکی بسط بارش ہے قبض دھوپ کھیت کے لئے نہ ہمیشہ بارش مفید ہے نہ ہمیشہ خشکی فائدہ مند دونوں ہی چاہئیں۔

www.alahazratnetwork.org

فِی الْمُعْجِزَاتِ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَّا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ

بیان ۱؎ پہلی فصل روایت ہے حضرت انس ابن مالک سے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۲؎ کہ میں نے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا فرمایا اے ابوبکر تمہیں ان دو کے متعلق

۱؎ معجزات جمع ہے معجزہ کی یہ بنا ہے اعجاز سے بمعنی عاجز کرنا وہ کام جس کے مقابلہ سے بلکہ اس کی سمجھ سے خلق عاجز ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر وہ عجیب و غریب خلاف عادت کام ہے جو دعوئ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ دعوئ نبوت سے پہلے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے کہتے ہیں ارہاص یعنی عمارت کو مضبوط و پختہ بنانا بنیاد مستحکم رکھنا اس کے ذریعے نبوت کی دیوار کی پختگی کی جاتی ہے اولیاء اللہ کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہو اسے کہتے ہیں کرامت عام مومنین کے ہاتھ پر اگر کبھی کوئی عجیب بات ظاہر ہو وہ ہے معونت اور کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہو وہ ہے استدراج یہ پانچ قسمیں یاد رکھو۔ معجزہ۔ ارہاص۔ کرامت۔ معونت۔ استدراج۔ گذشتہ انبیاء کرام کو ایک یا دو معجزے عطا ہوئے تھے۔ حضور انور کو ہزارہا معجزے عطا ہوئے کسی نبی کے ہاتھ میں معجزہ تھا کسی کے سانس میں کسی کی آنکھ میں مگر حضور کی شان یہ ہے کہ

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

نیز سارے نبیوں کے معجزے قصے بن گئے ہمارے حضور کے بہت سے معجزے تاقیامت دیکھنے میں آئیں گے ذکر کثیر محبوبیت قرآن مجید۔ پتھروں۔ جانوروں پر حضور کا نام کندہ ملنا وغیرہ یہ زندہ جاوید معجزات ہیں۔ حضور کے اولیاء اللہ ان کی کرامت حضور کے زندہ معجزے ہیں مشکوٰۃ شریف میں چند خصوصی معجزے بیان ہوئے ہیں ۲؎ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہے صادق وہ جو زبان کا سچا ہو۔ صدیق وہ جو نیت ارادہ، زبان ہاتھ پاؤں غرضکہ سارے ظاہر باطن اعضاء کا سچا ہو صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو ویسا کہے اور صدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جاوے اسی لئے شاہی ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کہا۔ جب کہ اس نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہ ہی ہوا عرض کیا یوسف ایہا الصدیق۔ حضرت صدیق اکبر نے مالک بن سنان کے متعلق جو کہا تھا وہ ہی ہوا کہ وہ شہید ہونے کے بعد زندہ ہو کر آئے ان شاء اللہ یہ واقعہ باب الکرامات میں عرض ہوگا ۳؎ جب ہجرت کی شب حضور انور کو لے کر صدیق اکبر غار ثور میں بیٹھے تب مشرکین عرب اس غار کے دروازے پر پہنچ گئے تب آپ نے نہایت خوف کی حالت میں یہ کہا۔ جناب صدیق اکبر کو اس وقت اپنی جان کا خوف نہیں تھا اپنی جان تو آپ پہلے ہی فدا کر چکے تھے کہ اکیلے اندھیرے غار

www.alahazratnetwork.org

اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا اَبَا بَکْرٍ حَدِّثْنِیْ کَیْفَ صَنَعْتُمَا حِیْنَ سَرَیْتُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَیْنَا لَیْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰی قَامَ قَآئِمُ الظَّھِیْرَۃِ وَخَلَا الطَّرِیْقُ لَا یَمُرُّ فِیْہِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَۃٌ طَوِیْلَۃٌ لَھَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَیْھَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا

کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر مجھے بتاؤ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا [2] فرمایا ہم اپنی رات چلتے رہے اور کل بھی حتی کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا [3] اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گذرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا۔ اس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اسکے

میں گھس گئے سانپ سے کوڑا یا خوف حضور انور کی تکلیف کا تھا یہ خوف بہترین عبادت تھا جس پر ساری عبادات قربان ہوں [1] حضرت صدیق اکبر اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو رب تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں بایں الفاظ نقل فرمایا اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر کے چند فضائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انہیں حضور کا ثانی (دوسرا) کہا گیا ثانی اثنین۔ پھر انہیں تیسرا کون کرے حضور کے بعد درجہ اوس ثانی کا ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں حضور کا صحابی فرمایا گیا لصاحبہ۔ ان کی صحابیت قطعی یقینی ہے تیسرے یہ کہ انہیں یار غار یعنی حضور کا گہرا دوست غار کا ساتھی کہا گیا آج بھی کہتے ہیں فلاں میرا یار غار ہے چوتھے۔ یہ کہ حضور انور نے فرمایا ان اللہ معنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جیسے اپنے حبیب کے ساتھ ہے ویسے ہی جناب صدیق کے ساتھ بھی ہے۔ یعنی جو ان دونوں کے دامن سے الگ ہو اللہ اس کے ساتھ نہیں خیال رہے کہ اللہ ثالثہما کہنا عین ایمان ہے اور ان اللہ ثالث ثلثۃ کہنا عین کفر ہے یعنی خدا کو نسبت کرو ناقص عدد کی طرف نہ کہ برابر عدد کی طرف جیسے وھو رابعھم اور وھو ثالثھم رب کو قرآن میں فرمایا گیا ہے (مرقات) یہ واقعہ اس لئے معجزہ بنا کہ حضور کی خبر کے مطابق کفار ان دونوں حضرات کو نقصان نہ پہنچا سکے مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے کے ذریعے رب نے ان دو جانوں کو کفار سے بچایا (مرقات) پھر حضرت صدیق حضور انور سے بہت کچھ کہتے رہے مگر ان کی آواز کفار نے نہیں سنی اور کفار کی آوازیں غار میں جناب صدیق سنتے رہے یہ بھی معجزہ ہے [2] چونکہ ہجرت کی رات صرف جناب صدیق ہی حضور انور کے ساتھ تھے اس لئے لوگ یہ واقعہ انہیں سرکار سے پوچھا کرتے تھے اور جناب صدیق کی یہ خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ سبحان اللہ جب جناب صدیق حضور کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھے ہوں گے اور خوب جی بھر بھر کر چہرہ انور کو دیکھتے ہوں گے اس وقت ان کے دل کا کیا حال ہو گا وہ اس رات ایسی عبادت کر رہے تھے جو فرش و عرش پر کوئی نہ کر رہا تھا ان کا زانو حضور کی رحل نبی تھی سامنے جمال یار تھا۔ [3]

www.alahazratnetwork.org

عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَمَعِيْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس اتر گئے [۱] اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کردی جس پر حضور سوئیں اور اس پر پوستین بچھا دی [۲] اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ سو جائیے میں آپ کے اردگرد پہرہ دوں گا [۳] چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے اردگرد پہرہ دینے لگا [۴] تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا دودھ دے گا بولا ہاں [۵] تو اس نے ایک بکری پکڑی ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا [۶] میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لایا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] یعنی سورج بیچ آسمان میں آگیا ہمارے سروں پر ٹھہر گیا اہل عرب دوپہری کے وقت کو کہتے ہیں کہ سورج بیچ آسمان پر ٹھہر گیا کیونکہ اس وقت سورج کی رفتار بہت کم محسوس ہوتی ہے گویا وہ ٹھہرا ہوا ہے یہ ہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے [۲] یعنی ہم کو پہاڑ کے دامن میں ایک چوڑا پتھر نظر پڑا۔ جس کے نیچے سایہ تھا وہاں دھوپ نہ پہونچ سکی تھی میں نے اپنے محبوب کے اس سایہ میں اتر گئے [۳] جناب صدیق اکبر اس سفر میں پانی کا ایک مشکیزہ ایک کھال کچھ پیسے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ بھی حضور کے لئے اور اپنے لئے حضور کو لائے تھے سارا مال ومتاع مکہ میں چھوڑ آئے تھے اور جسم کی چادر پھاڑ پھاڑ کر غار ثور کے حوالہ کر آئے تھے آپ کا جسم بے چادر تھا۔

عشق نے کیتا حال فقیراں ۔ کپڑے کر کے لیراں لیراں ۔ بندہ پاکیتا غار نبی دا اوہ وس دا

[۳] یعنی حضور بے فکر سو جائیں ہر چہار طرف پہرہ میں تیار ہوں گا کسی کو آپ تک نہ پہونچنے دونگا رات بھر تو جانوروں کو حضور سے دور رکھ چکا ہوں اب دشمن انسانوں کو حضور سے دور رکھونگا اب بھی صدیق حضور انور کے پاس قبر میں سو رہے ہیں پہرا دے رہے ہیں کہ کسی نااہل کو اس سرکار تک نہیں پہونچنے دیتے ہر چاہنے والے فقیر دبے نوا کو حضور تک آپ ہی پہونچاتے ہیں یہ پہرا تا قیامت قائم ہے اس کمبخت نے خواب میں اسکا نظارہ کیا یہ اَنْفُضُ بنا ہے نفض سے یعنی ہر چہار طرف نظر رکھنا ہر ایک کا حال دیکھنا اس لئے جاسوس جماعت کو نفضہ کہا جاتا ہے لمعات اشعۃ اور مرقات [۴] خرجت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق وہاں ہی بیٹھے نہ رہے بلکہ حضور کے اردگرد چکر لگاتے پہرہ دیتے رہے کہ کوئی کسی طرف سے آتا نہ ہو [۵] ظاہر یہ ہے کہ جناب صدیق نے اس سے یہ دودھ خریدا تھا مانگا نہ تھا اور یہ بکریاں اس چرواہے کی اپنی تھیں یا مالک کی اجازت تھی کہ دودھ فروخت کر دیا کرے لہذا اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں (لمعات) [۶] قعب کہتے ہیں لکڑی کے پیالہ

www.alahazratnetwork.org

فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ فَبَبْتُ مِنَ الْمَآءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى

کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتی کہ آپ بیدار ہو گئے [۱] پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتی کہ اس کا نچلا بھی ٹھنڈا ہو گیا [۲] میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضور پئیں آپ نے پیا حتی کہ میں راضی ہو گیا [۳] پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے [۴] اور سراقہ ابن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے [۵] میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آن لیے گئے [۶] فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے [۷] پھر ان کے متعلق نبی صلی اللہ

کو کُثبہ کے معنی ہیں تھوڑا سا یعنی جناب صدیق اکبر کے ساتھ ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ نے اس میں دودھ چوایا۔

[۱] فوافقتہ کی دو روایتیں ہیں ایک روایت پہلے ق بعد میں ف سے یعنی انتظار کرنا ٹھہرے رہنا یعنی میں حضور کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا کہ جب جاگیں تب لسی پلاؤں دوسرے پہلے ف بعد میں قاف سے یعنی میں نے حضور کی موافقت کی کچھ دیر میں بھی حضور انور کے پاس ہی سو گیا (اشعۃ اللمعات) [۲] یعنی میرے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا میں نے اس سے ٹھنڈا پانی دودھ میں اس قدر ڈالا کہ دودھ کچی لسی بن گیا لسی بھی خوب ٹھنڈی [۳] یعنی میں اصرار کر کے بار بار حضور کو پلاتا رہا اور حضور میری عرض قبول کر کے پیتے رہے میں خوش ہوتا رہا یا تو سارا ہی پلا دیا یا کچھ بقیہ جناب صدیق اکبر نے پیا دونوں صورتوں میں آپ کی خوش نصیبی خوش قسمتی پر قربان جائیے [۴] یعنی جب سورج ڈھل گیا اور دوپہری کی تیزی قدرے کم ہو گئی تب ہم دونوں روانہ ہو گئے [۵] کفار مکہ نے اعلان کیا تھا کہ جو کوئی حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کر دے یا انہیں شہید کر کے ہم کو ثبوت دیدے ہم اسے ایک سو اونٹ انعام دینگے اس اعلان پر بہت لوگ چوطرفہ دوڑ پڑے اس طرف حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم مدلجی کنانی آپہونچے اس وقت یہ کافر تھے بعد میں بڑے جلیل القدر صحابی بنے رضی اللہ عنہ۔ [۶] اس وقت حضور انور تلاوت قرآن میں مشغول تھے محویت کے عالم میں تھے جناب صدیق ہر چہار طرف دیکھ رہے تھے انہیں اپنا خوف نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کا خوف اپنے کو تو غار ثور میں فدا کر چکے تھے [۷] حضور انور کا یہ فرمان عالی اب دوسری بار جناب صدیق نے سنا پہلے غار ثور میں سن چکے تھے اب اس جگہ سنا جناب موسیٰ علیہ السلام سے بھی بنی اسرائیل نے یہی کہا تھا انا لمدرکون ہم تو پکڑے گئے تو آپ نے فرمایا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ وہاں اپنا ذکر پہلے تھا رب کا ذکر بعد میں یہاں اللہ کا نام پہلے ہے اپنا ذکر بعد میں۔ نیز وہاں ربی یعنی صفاتی نام کا ذکر ہے یہاں اللہ یعنی ذاتی نام کا ذکر نیز وہاں معنی واحد ہے یہاں معنا جمع ہے یعنی اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ یا اللہ ہمارے اور ہماری ساری امت کے ساتھ ہے تم غم نہ کرو اس کی تصدیق رب نے فرمائی کہ ارشاد کیا گیا۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِہٖ فَرَسُہٗ اِلٰی بَطْنِہَا فِیْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمَا دَعَوْتُمَا عَلَیَّ فَادْعُوَا لِیْ فَاللّٰہُ لَکُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْکُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا قَالَ کَفَیْتُمْ مَا ھٰھُنَا فَلَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا رَدَّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ

اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں [1] سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بد دعا کی ہے [2] میں آپ دونوں کو اللہ کا ضمان دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کر دوں گا [3] چنانچہ ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے [4] پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تھے تم کفایت کیے گئے ادھر وہ نہیں ہیں کسی سے نہ ملتے مگر اسے واپس کر دیتے [5] (مسلم، بخاری) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام نے رسول اللہ

[1] حضور نے دعا یہ فرمائی کہ مولیٰ ہم کو سراقہ کی شر سے بچالے یہ نہیں دعا کی تھی کہ سراقہ کو ہلاک کر دے ورنہ سراقہ زندہ نہ بچتے جو عرض کیا تھا رب نے وہ ہی کر دیا جلد کہتے ہیں سخت زمین کو جو دھنسنے کے قابل نہ ہو دلدل یا گہرے ریتے والی زمین میں دھنس جانا ممکن ہے مگر سخت زمین میں دھنسنا معجزہ ہے [2] اس وقت سراقہ حضور انور سے اتنے قریب تھے کہ آپ کی آواز حضور انور تک پہونچ سکتی تھی سراقہ نے یہ عرض تیسری بار میں کی ہر دفعہ دھنسنے پر دل میں توبہ کرتے زمین چھوڑ دیتی چھوٹ کر پھر نیت بگڑتی کہ گرفتار یا شہید کرنے پر سو اونٹ ملیں گے زمین پھر پکڑ لیتی تھی تیسری بار میں اللہ کے حبیب کو پکارا [3] یہاں حدیث شریف میں اجمالاً و اختصاراً سے حضور انور کی دعا سے زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا سراقہ بارگاہ اقدس میں بہت نیازمندی اور اخلاص سے حاضر ہوئے پر اپنے اور اپنے بچوں کے لئے حضور انور سے امان تحریری حاصل کی دل سے مومن ہو گئے گر اپنا ایمان ابھی ظاہر نہیں کیا اور وعدہ کیا کہ حضور آپ اطمینان سے سفر فرمائیں میں ادھر کسی جاسوس کو نہ آنے دوں گا سب سے کہہ دوں گا کہ ادھر میں دیکھ آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ سراقہ میں تمہارے ہاتھ میں کسریٰ شاہ فارس کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں۔ چنانچہ عہد فاروقی میں فارس فتح ہوا کسریٰ کے کنگن سراقہ کو جناب فاروق نے عطا کئے آپ نے پہنے۔

ابن مالک کو دی بشارت زر — اے مرے غیب داں ترے صدقہ
مجھ خطاکار پر عطا یہ عطا — اے مرے مہرباں ترے صدقہ

اللہ کی شان ہے کہ جو گرفتار کرنے آئے تھے وہ خود محبوب کی محبت میں گرفتار ہو گئے جو پکڑنے آئے تھے وہ محافظ بن گئے۔ غار ثور میں مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے سے یار کی حفاظت کرائی اور یہاں خود دشمن کو محافظ و نگراں بنا دیا۔ [4] یہاں بیان ترتیب واقعہ کے موافق نہیں پہلے وہ زمین کی گرفت سے چھوٹے پھر یہ کام ہوئے جو یہاں مذکور ہیں [5] یعنی میں ادھر دیکھ آیا ہوں ادھر وہ نہیں ہیں جنہیں تم تلاش کرتے ہو چونکہ ابھی سراقہ شرعاً مسلمان نہیں ہوئے تھے نیز اس قول میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ اَرْضٍ یَخْتَرِفُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ سَآئِلُکَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَا یَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰی اَبِیْہِ اَوْ اِلٰی اُمِّہٖ قَالَ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ بِھِنَّ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کر رہے تھے ۱؎ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی چیز پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا ۲؎ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے ۳؎ راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبریل نے دی ۴؎ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دے گی ۵؎

کی حفاظت تھی نیز حضور انور نے اس کہنے کا انہیں حکم دیا تھا اس لئے وہ اس جھوٹ بولنے پر گنہگار نہیں ہوئے اور اگر ما ھُھُنا میں ما کو موصولہ مان لو تو پھر جھوٹ بنتا ہی نہیں یعنی اس سمت میں جو کچھ ہے اس کے لئے میں تمہاری طرف سے کافی ہو چکا تم تکلیف نہ کرو اور ادھر نہ جاؤ (مرقات) ۱؎ باغ میں پھل چن رہے تھے وہ پھل آپ کی گود میں تھے دامن دیچھے سے بندھا ہوا تھا۔ حضور انور کے پاس آئے تو خوشی کے مارے وہ پھل گھر میں رکھ دینا بھول گئے اسی طرح پھل گود میں لئے ہوئے حاضر ہو گئے ۲؎ یعنی ان تین سوالوں کے جوابات صرف نبی کریا ان کے وسیلہ سے ان کی کتابوں سے ان کی تعلیم سے دوسروں کو معلوم ہو سکتے ہیں مجھے خبر ہے کہ آپ نے کوئی آسمانی کتاب کسی عالم سے پڑھی نہیں ان نبیوں کی تعلیمات آپ تک پہونچی نہیں تو اب آپ نور نبوت سے جواب دے سکتے ہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ عبداللہ ابن سلام بھی تو نبی نہ تھے انہیں یہ جوابات کیسے معلوم تھے کیونکہ حضرت عبداللہ توریت کے بڑے عالم عالم ماہر تھے ۳؎ خیال تو کرو کہ کیسے گہرے سوالات ہیں جن میں ابتدا انتہا سب کا سوال ہے کہ بیٹا یا بیٹی باپ کے ہم شکل یا ماں کی صورت پر کیوں ہوتے ہیں یکساں کیوں نہیں ہوتے یہ مبدا کے متعلق سوال ہے اور اہل جنت کو پہلی غذا کیا دی جاوے گی یہ انتہا کے متعلق سوال ہے حضور انور نے یہ نہ فرمایا کہ مجھ سے نماز وغیرہ کے مسائل عقائد اسلامیہ پوچھو مجھے ان باتوں کی کیا خبر معلوم ہوا کہ نبی یقیناً ہر بات جانتے ہیں نبی کے معنی غیبی خبر والے یعنی غیبی خبریں دینے والے یا خبریں رکھنے والے یا سب کی خبر لینے والے ان سوالات نے نبی کا مقام بتا دیا۔ نبی بے خبر نہیں ہوتے اور بے خبر نبی نہیں ہوتے ۴؎ خیال رہے کہ نبی کو علوم غیبیہ آسمانی سے عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں اسی کا ذکر ہے کہ اس وقت جبریل امین کے ذریعہ مجھے اس وقت ان کے جوابات بتائے اس میں حضرت ابن سلام کی نہایت ہی عزت افزائی ہے کہ ان کے سوالات کے جوابات آسمان سے آئے۔ ۵؎ اس کا تفصیلی ذکر باب علامات القیامت میں ہو چکا ہے یہ آگ قریب قیامت عدن سے اٹھے گی لوگ آگے آگے بھاگیں گے آگ پیچھے پیچھے ہوگی رات کو ٹھہرا کرے گی تاکہ لوگ آرام

www.alahazratnetwork.org

اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَاِنَّهُمْ اَنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ

اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے ۱؎ اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جاوے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہو جاوے تو وہ کھینچ لیتی ہے ۲؎ عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ۳؎ یارسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی بابت مجھ سے پہلے اور میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگا دینگے ۴؎ چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں ۵؎ فرمایا بتاؤ

کر سکیں سب کو فلسطین یا شام میں پہونچا کر غائب ہو جائے گی اول علامت سے مراد ہے۔ قیامت سے بالکل متصل بڑی علامت پہلی یہ ہوگی ۱؎ اسکا ذکر بھی باب صفۃ الجنۃ و اہلہا میں ہو چکا کہ جنتیوں کو سب سے پہلے زمین کی روٹی اور مچھلی جس پر زمین اٹھانے والی گائے کھڑی ہے اس کی کلیجی کا مزیدار کنارہ کھلایا جاویگا اس کے بعد انہیں کبھی بھوک نہ لگے گی پھل فروٹ لذت کے لئے کھایا کرینگے ۲؎ یعنی اگر رحم میں پہلے مرد کی منی گرے تو بچہ باپ کے ہم شکل ہوتا ہے اور اگر پہلے عورت کی منی گرے تو ماں کی ہمشکل ہوتا ہے اگر مرد کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکا ہوتا ہے اور اگر ماں کی منی قوی ہے ہو تو بچہ لڑکی ہوتی ہے اس لئے جس عورت کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں اسے شروع حمل میں بعض دوائیں کھلائی جاتی ہیں جس سے مرد کا نطفہ قوی ہو جاوے اور بچہ لڑکا بنے تعویذ دعائیں بھی اسی مقصد کیلئے دیئے جاتے ہیں یہ مضمون کچھ فرق کیساتھ کتاب الطہارۃ باب الغسل میں گذر چکا ہے ۳؎ یعنی حضور کے ان جوابات سے مجھے حضور کی نبوت کا یقین ہو گیا۔ کوئی بار کا رخسار دیکھ کر ایمان لایا کوئی گفتار سن کر کوئی رفتار دیکھ کر کسی نے دلیل سے مانا کسی نے دل سے حضرت عبداللہ چہرہ انور دیکھ کر ہی دل سے ایمان لا چکے تھے مگر زبانی اقرار کے لئے احتیاطاً یہ سوالات کئے وہ سمجھے کہ پانی پینا چھان کر مرشد کرنا جان کر ۴؎ یعنی یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ حضور انور یہودیوں سے میرا مقام معلوم فرمالیں میرے اسلام کی یہود کو خبر نہ دیں ورنہ وہ جھوٹ بول کر مجھے بگاڑ کر پیش کرینگے بلکہ حضور پہلے ان سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میرے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہے پھر میرے اسلام کی انہیں خبر دیں یہ فخر نہیں بلکہ رب کی نعمت کا اظہار ہے ۵؎ یعنی خاندانی لحاظ سے بھی وہ ہم سب میں بہتر ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ان کا خاندان ان کا نسب ہم سب میں اعلیٰ ہے۔ وہ حسب و نسب میں بہت اونچے ہیں اور علمی عملی لحاظ سے ہم سب سے افضل ہیں توریت کے بڑے عالم اور اس پر عامل ہیں۔ خیرنا و سیدنا میں یہ فرق ہے (مرقات) معلوم ہوا کہ اولاد نبی ہونا اللہ کی نعمت ہے

لطائف نرسی

www.alahazratnetwork.org

اَرَأَیْتَ اَنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَنْتَقَصُوْہُ قَالَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُ اَخَافُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَہٗ اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ

تو اگر عبداللہ ابن سلام مسلمان ہو جائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے [۱] تو عبداللہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں [۲] ان کی بہت برائی کی عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ یہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا [۳] بخاری اور روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا جب ہم کو ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی [۴] اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے۔ بولے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری

بشرطیکہ ایمان و تقوی کے ساتھ ہو کیونکہ حضور انور نے ان یہود کے اس قول کی تردید نہیں فرمائی یونہی علمی خاندان سے ہونا اللہ کی نعمت ہے ان تمام کے متعلق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول کا مطالعہ کرو جس میں کہا گیا ہے کہ حضور کا نسب شریف طیب و طاہر اور قیامت میں کام آنیوالا ہے۔ [۱] ان کے نزدیک اسلام ایک مصیبت تھی انہوں نے یہ کہا کہ ابن سلام کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہو جاویں یہ لفظ یا خبر ہے یا دعا۔ [۲] یہود کی ہٹ دھرمی تو دیکھو کہ بجائے ابن سلام کا ایمان دیکھ کر بجائے اس کے کہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے حضرت عبداللہ ابن سلام بلکہ ان کے خاندان کی شرافت کا انکار کر بیٹھے خیال رہے کہ قرآن مجید نے حضرت عبداللہ ابن سلام کے اسلام قبول کر لینے کو اسلام کی حقانیت کی دلیل قرار دیا ہے فرماتا ہے اَولم یکن ایۃ لھم ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل کسی چیز کو علماء حقانی کا مان لینا اس چیز کی حقانیت کی دلیل ہے۔ [۳] یعنی اگر حضور انور پہلے ہی سے انہیں میرے اسلام کی خبر دیدیتے تو یہ لوگ میرے متعلق وہ ہی جواب کہتے یہ لوگ ایسے سرکش ہیں اگر حضور انور کو یہ نہ مانیں تو حضور غمگین نہ ہوں۔

[۴] یہ واقعہ غزوہ بدر کا مقدمہ ہے ابوسفیان چالیس ہمراہیوں کے ساتھ شام سے تجارت کر کے بہت نفع کما کر مکہ معظمہ جا رہے تھے یہ سارا منافع مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگی تیاریوں پر خرچ کرنا تھا راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا تھا مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اس قافلہ کو روک کر یہ مال چھین لیا جائے ابوسفیان بحرین کے راستہ سے مکہ معظمہ پہونچ گئے اور جنگ بدر کی صورت بن گئی تب حضور انور نے مسلمانوں سے مشورہ فرمایا کہ کہو کیا رائے ہے حالات بدل گئے اور جنگ کا نقشہ بن گیا تب حضرات صحابہ نے یہ عرض کیا جو یہاں مذکور ہے۔

www.alahazratnetwork.org

بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا

جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں [1] اور اگر آپ ہم کو دیں کہ ہم ان کے سینے برک غماد تک ماریں [2] تو ہم ایسا ضرور کریں راوی نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا تو لوگ چلے حتیٰ کہ بدر میں اترے [3] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں

[1] حضرت سعد ابن عبادہ انصار کے سردار تھے انہوں نے حضور انور کے مشورہ فرمانے پر یہ ایمان افروز جواب دیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور یہ خیال نہ فرمادیں کہ ہم کو ابوسفیان کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے لایا گیا تھا نہ کہ جنگ کرنے کو اور اب جنگ سامنے آگئی ہم پیچھے جائیں گے ہم تو بندہ حکم ہیں جو حکم ہو ہم اس پر کاربند ہوں گے ہمارا حال تو یہ ہے ؎

تعالی اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا — پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرتمند ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں — جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں خ

نخیضہا میں ضمیر لوٹ رہی ہے گھوڑوں کی طرف وہ گھوڑے ان کے سامنے تھے اور ھا ضمیر لوٹائی (مرتات) دیکھو آگے آرہا ہے اکبادہا۔

[2] برک غماد یمن یا ہجر کا آخری شہر ہے جو مدینہ منورہ سے بہت دور ہے سینہ مارنے سے مراد ہے ایڑھ مارنا سوار گھوڑے یا اونٹ کے سینہ پر اپنا قدم مارتا ہے تیز چلانے کے لئے یعنی اگر ہم کو حضور حکم دیں کہ برک غماد تک بذریعہ اونٹوں اور گھوڑوں کے پہونچو وہاں جہاد کرو تو ہم کو اس میں تامل نہ ہوگا اگرچہ وہاں پہنچنا بہت دشوار ہے کیونکہ باوفا غلام ہیں وقت پر منہ موڑنے والے نہیں۔

[3] بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے جو اس کنویں کے بنانے والے کے نام پر مشہور ہوا اب پوری بستی کا نام بدر ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریبًا ایک سو پینتالیس کیلومیٹر پر واقع ہے اس گنہگار نے اس جگہ کی مفصل اور بارہا زیارت کی ہے ادھر ابوجہل مع اپنے ساتھیوں کے مکہ معظمہ سے چل کر بدر پہونچا ان کی تعداد نو سو پچاس تھی سارے سامان جنگی سے لیس تھے ادھر ابوسفیان ساحلی راستہ سے بخریت گزرتے ہوئے مکہ معظمہ پہونچ گئے اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ اب چونکہ ہم لوگ بخریت گھر پہونچ گئے ہیں تم بھی واپس آجاؤ مسلمانوں سے جنگ کی ضرورت نہیں مگر ابوجہل نے جواب بھیجا کہ بہادر جب جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں تو بغیر فتح کئے ہوئے واپس نہیں ہوتے تم بھی ہم تک پہنچو چنانچہ پچاس آدمی ابوسفیان لیکر پہنچ گئے اب کفار کی تعداد ایکہزار ہوگئی مسلمان غازی صرف تین سو تیرہ تھے جنکے پاس جو سامان جنگ تھا اس کی فہرست یہ ہے ؎

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے جو زرہیں آٹھ شمشیریں — پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا — کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

www.alahazratnetwork.org

مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ

کافر کی قتل گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے [۱] راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا [۲] (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ بدر کے دن ایک قبہ میں تھے [۳] الٰہی میں تجھ سے تیرا عہد تیرا وعدہ مانگتا ہوں [۴] الٰہی اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جاوے [۵] تب جناب ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑا عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے رب پر زاری کافی کرلی تو آپ اس طرح نکلے کہ زرہ میں چل رہے تھے

[۱] حضور انور نے یہ نشان دہی جنگ سے ایک دن پہلے کردی تھی فرمایا تھا کہ کل ستر کفار مارے جائینگے یہاں فلاں اور یہاں فلاں [۲] سبحان اللہ یہ ہے کہ حضور انور کا معجزۂ علم غیب جس جگہ جس کافر کے ہلاک ہونے کی خبر دی اسی جگہ وہ کافر مارا گیا ایک انچ آگے پیچھے نہ مرا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے ہر ایک کے وقت موت جگہ موت اور کیفیت موت کی خبر دی ہے کہ کون کہاں مرے گا کب مریگا اور کیسے مرے گا کافر ہو کر مومن ہو کر یہ علوم خمسہ میں جن کا ظہور بدر میں اس طرح ہوا اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں دیکھو [۳] اس قبہ کی جگہ اب ایک مسجد بنی ہے جسے مسجد عریش کہتے ہیں اس کے سامنے ایک میٹھے پانی کا چشمہ ہے فقیر نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ایکبار پڑھائی ہے اور اس چشمہ میں غسل کیا ہے [۴] شاید اس عہد و وعدہ سے مراد وہ عہد و وعدہ ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے وکان حقاً علینا نصر المومنین معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے وسیلے سے دعا کرنا سنت ہے بلکہ اس کے نبی کے وعدے کے توسل سے دعا کرنا حکم الٰہی ہے فرماتا ہے کہ ہم سے یوں دعا کیا کرو۔ ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ۔ یہ تقاضا نہیں بلکہ توسل ہے یعنی وسیلہ کے ذریعہ دعا کرنا [۵] یعنی اگر تو نے ان مسلمانوں کی مدد نہ فرمائی اور یہ شکست کھا گئے یا شہید ہو گئے تو پھر دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا حضور انور نے یہ دعا اس جوش سے کی کہ آپ کی چادر مبارک کندھے شریف سے گر گئی اور حضور انور پر ہیبت و قت بلکہ دارفتگی طاری ہو گئی (اشعۃ اللمعات) یہ دعا تھی کہ تیرا قضا تھا جو اپنا کام کر گیا [۶] حضرت ابوبکر صدیق کے عرض معروض کا مقصد ہے کہ یا رسول اللہ حضور انور جو یہ دعا فرما رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل مطمئن ہو جائیں حضور یقین فرمائیں کہ حضور کی دعا سے ہمارے دلوں کو بالکل قوت و اطمینان میسر ہو گئے ہیں حضور یہ دعا کافی ہے ہمارے دل قوی اور مطمئن ہو چکے ہیں۔ اس عرض کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ حضور انور کو پریشانی تھی اور حضرت صدیق اکبر کو اطمینان تھا۔ حضور انور کو اللہ کی رحمت سے اپنی فتح کا یقین تھا یہ دعا مسلمانوں

www.alahazratnetwork.org

وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ

اور فرما رہے تھے کہ یہ مجمع کفار بھگا دیا جائے گا پیٹھیں پھیر دی جائیں گی [1] (بخاری) روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں [2] (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا [3] جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر کوڑے کی مار اور سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ [4] کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو گرا پڑا تھا [5] اس نے اس مشرک میں غور کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا [6] اور اس کا چہرہ چر گیا تھا۔ کوڑے کی مار کی طرح وہ کافر

کے دلوں کو چین دلانے کے لئے تھی ان صلوا تثبت سکن لھم۔ [1] اس میں بھی غیبی خبریں ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی کفار مارے جائیں گے اور جو بچیں گے وہ بھاگ جائیں گے مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا [2] اس میں غیبی خبر ہے کہ ہم حضرت جبریل ان کے گھوڑے اور ان کی حرکات و سکنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں خیال رہے کہ اس غزوہ میں فرشتوں کا آنا مسلمانوں کی ہمت آفزائی عزت افزائی کے لئے ہے نہ کہ کفار کو ہلاک کرنے کے لئے ان کی ہلاکت کے لئے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔

[3] یعنی غزوہ بدر کے دن جب کفار مکہ میں بھاگڑ پڑ گئی تو اس دوران مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے کہ ایک انصاری کا واقعہ یہ ہوا [4] یعنی اس پیچھا کرنے والے انصاری نے اپنے آگے دو آوازیں سنیں ایک تو کوڑے کی آواز جو کسی جانور پر پڑے دوسرے سوار کی آواز جو جانور کو دوڑانے کے لئے اسے آواز دے مگر ان دونوں آوازوں کے ساتھ دیکھی کوئی چیز نہیں اس سے ان صحابی کو سخت تعجب ہوا نیز یہ بھی نہ سمجھے کہ حیزوم کیا چیز ہے جسے آگے بڑھایا جا رہا ہے [5] یعنی یہ انصاری ابھی اس کافر تک پہونچے بھی نہ تھے کہ تلوار نہیں ماری تھی کہ دیکھا کہ وہ سامنے مرا پڑا ہے انہیں دوسری حیرت یہ ہوئی کہ اس قتل کا فاعل کہاں ہے اور اس مقتول کا قاتل کون ہے [6] خطم بنا ہے خطام سے یعنی ناک پر نشان یعنی اس مقتول کی ناک پر ایسا نشان تھا جیسے کسی نے اس پر کوڑا مارا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ہم اس کی تھوتھنی (بوتھی) پر نشان لگا دیں گے۔

www.alahazratnetwork.org

ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِیْ جِبْرَئِيْلَ

سارا کا سارا سبز ہو گیا تھا[1] پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے[2] چنانچہ اس دن غازیوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا[3] (مسلم) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں احد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید سفید کپڑے تھے[4] جو سخت جنگ کر رہے تھے میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا[5] یعنی جبرئیل۔

[1] یہاں مرقات نے فرمایا کہ سبزی سے مراد ہے سیاہی یعنی وہ کافر تھا تو گورا چٹا مگر بعد قتل اس کا سارا جسم کالا ہو گیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سبزی ہی مراد ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیبی کوڑا زہریلا تھا زہر سے مقتول کا رنگ ہرا ہو جاتا ہے [2] یعنی غزوہ بدر میں ہر آسمان سے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے ہیں تم نے جس فرشتے کی مدد محسوس کی یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا غیب کہ ہر غیبی فرشتہ کو بھی پہچانتے ہیں اس کا ٹھکانہ بھی جانتے ہیں کہ کس آسمان کا فرشتہ ہے اس حدیث میں ایک صحابی کی کرامت کا ذکر بھی ہے یعنی فرشتہ کی آواز سن لینا۔ اور ان کی مدد کے لئے فرشتہ کا آنا۔ اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے اس لئے یہ حدیث باب المعجزات میں لائے [3] یہ قتل و قید حضور انور کا معجزہ تھا ورنہ تہائی سے بھی کم جماعت وہ بھی بے ہتھیار۔ اپنے سے تگنے سے زیادہ مسلح لشکر پر کیسے غالب آ سکتی ہے خیال رہے کہ مکہ معظمہ کے کفار جنگ آزمودہ لوگ تھے مدینہ منورہ کے اکثر غازی جنگ سے ناواقف تھے بعض بالکل نوعمر تھے حتی کہ ابوجہل کو ایسے چھوٹے بچوں نے مارا ہے کہ آج تک دنیا حیران ہے پھر ان بچوں کا ان کفار کی صفوں میں گھس کر مارنا بغیر تائید غیبی کے ناممکن ہے بات یہ تھی ؎

نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر ۔۔۔ بھروسہ ان کا تھا سادہ سی کالی کملی والے پر

[4] اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضور کے داہنے طرف ایک شخص تھا اور بائیں ایک کل ملا کر دو شخص دوسرے یہ کہ داہنے بائیں دو دو شخص تھے کل چار۔ دوسری صورت میں علیہما کی ضمیر جنس کی طرف ہے یعنی داہنے والے دونوں پر اور بائیں والے دونوں پر لباس تھے (مرقات) [5] یعنی اس شکل و صورت میں ان دونوں کو کبھی نہیں دیکھا ورنہ یہ فرشتے بارہا حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرات صحابہ ان کو دیکھا کرتے تھے مگر

www.alahazratnetwork.org

وَمِيكَائِيلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَآئِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعْتُ

(میکائیل ۱ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی ۲ تو اس پر عبداللہ ابن عتیک رات میں اس کے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا ۳ آپ نے اُسے قتل کر دیا عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اسکی پیٹھ میں گزر گئی ۴ میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا پھر میں دروازے کھولنے لگا حتیٰ کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا ۵ میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں

آج ایک نئی شکل میں تھے ۞

۱ یہ تفسیر حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اپنی ہے غالباً حضور انور سے سن کر فرما رہے ہیں اگر چار فرشتے دیکھے تھے تو داہنے ہاتھ ایک حضرت جبریل دوسرا فرشتہ ان کا ماتحت اسی طرح بائیں طرف ایک تو حضرت میکائیل تھے دوسرا ان کا ماتحت افسر کا ذکر کیا ماتحت کا ذکر نہیں کیا۔ ۲ ابو رافع کا نام ابو حقیق تھا مدینہ منورہ کا بڑا دولتمند یہودی تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ہمیشہ حضور کی شان میں بدترین گستاخیاں کرتا تھا اور حضور کے دشمنوں کو پناہ دیتا تھا اپنے قلعہ میں حضور انور اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتا تھا اس کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جہاں یہ بالاخانہ پہ رہا کرتا تھا۔ حضور انور نے اس کے قتل کے لئے کچھ آدمی بھیجے رہط وہ جماعت ہے جو دس سے کم ہو۔

۳ یہ پورا واقعہ بخاری وغیرہ میں بہت تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عتیک چاندنی رات ہی اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے اس کے بالاخانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت لوگ سو رہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابو رافع کون ہے اُسے آہستہ سے آواز دی ابو رافع وہ نیند کی غشی میں بول پڑا ہوں اوس ہوں کی آواز کی رہبری میں آپ اس کے بستر تک پہونچ گئے۔

۴ یہ واقعہ دوسری بار کا ہوا پہلی بار آپنے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا کہ شاید مرا نہیں پھر لوٹے اور بولے ابو رافع کیا ہوا تب وہ چیخا کہ مجھے کوئی مار گیا تب آپ نے وہ عمل کیا جو یہاں مذکور ہے ۵ ابو رافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپنے جاتے وقت وہ تمام دروازے اندر سے بند کر لئے تھے تاکہ وقت پر باہر سے اس کو مدد نہ پہونچ سکے اب واپسی میں وہ دروازے کھولتے گئے اترتے گئے دروازوں کا سلسلہ دور تک تھا آخری سیڑھی پر پہونچ کر سمجھے کہ زمین آگئی لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

فِیْ لَیْلَۃٍ مُقْمِرَۃٍ فَانْکَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُھَا بِعِمَامَۃٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَاَتَیْتُھُمْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُّ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَآءُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُہٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا

چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی[1] میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی[2] (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آگیا[3] تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے[4] عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں پیش آگیا ہے تو فرمایا ہم اتریں گے۔ حضور اٹھے حالانکہ آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اسطرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے کی

[1] یعنی چونکہ میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں بے ڈھب گرا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس زمانہ میں اس کا کوئی علاج ہی نہ تھا

[2] یعنی گویا میری پنڈلی میں کبھی یہ بیماری نہ ہوئی تھی بعض علماء سے سنا گیا کہ اس پنڈلی میں طاقت دوسری پنڈلی سے زیادہ ہو گئی تھی حضور کے لعاب میں بہت معجزات تھے یہاں تو وہ لعاب ہڈی کا سریش بن گئی۔ معاذ ابن عفراء کے کٹے ہوئے بازو میں لگا تو بازو جوڑ دیا حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا تو میرے کا کام دیا۔ حضرت طلحہ و جابر کے گھر ہانڈی دا آٹے میں پڑ گیا تو ان میں ایسی برکت ہوئی کہ چار سیر جو سے سینکڑوں آدمی سیر ہو گئے۔ حدیبیہ کے کنوئیں میں پڑا تو اس کا تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا کھاری کنوؤں میں پڑا تو کنویں میٹھے ہو گئے حضرت صدیق اکبر کو سانپ نے کاٹا وہاں یہ لعاب لگا تو زہر کا تریاق بن گیا۔ چاہ زمزم میں لعاب شریف پڑا تو وہ تا قیامت ہر مرض کی شفا بن گیا۔ ایک عیسائی قوم مسلمان ہوئی تو ان کے لئے ایک مشکیزے میں کلی کر کے پانی بھر دیا فرمایا اپنے گرجے کی زمین پر چھڑک دو جگہ طاہر طیب عظمت والی ہو جائے وہاں مطہر بن گیا۔

[3] یہ پتھر ایسا سخت تھا جس میں کدال کام نہیں کرتی تھی اور کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔

[4] جو مشکل کام کسی سے نہیں ہو سکتا تھا وہ کام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اسی لئے حضرات صحابہ کرام مشکلات میں حضور انور کی طرف رجوع کرتے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَھْیَلَ فَانْکَفَاتُ اِلٰی اِمْرَاَتِیْ فَقُلْتُ ھَلْ عِنْدَکِ شَیْءٌ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِیْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِیْہِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ وَلَنَا بُھَیْمَۃٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُھَا وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِی الْبُرْمَۃِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ

چیز نہیں چکھی تھیں ۱؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا ۲؎ پھر میں اپنی بیوی کی طرف گیا میں نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے ۳؎ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے ۴؎ تو انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی پٹھیا تھی ۵؎ میں نے اسے ذبح کیا میری بیوی نے جو پیسے ۶؎ حتی کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

گھر میں بیوی سے مقابلہ کرنا

پتھر توڑنا

۱؎ یعنی تمام صحابہ کرام نے اور خود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور خندق کی کھدائی کا کام تھا۔ خالی پیٹ کدال اوٹھانا مشکل تھا اس لئے حضور انور نے پیٹ شریف پر پتھر باندھ رکھا تھا تاکہ پیٹ کے بوجھ سے کدال چلانا آسان ہو جاوے خیال رہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عادۃً کچھ نہ کھائیں اس لئے کہ کھانا موجود نہ ہو تب حضور اقدس پر بھوک کے آثار نمودار ہوتے تھے لیکن اگر عبادۃً نہ کھاتے روزے کی نیت سے تو خواہ کتنا ہی عرصہ نہ کھاتے مطلقاً ضعف نہ ہوتا تھا اس کے متعلق ارشاد ہے یطعمنی ربی ویسقینی مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضور انور نور بھی ہیں بشر بھی روزے میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی اور عادۃً نہ کھانے میں بشریت کا ظہور دیکھو عیسے علیہ السلام پہلے بھی کھاتے پیتے تھے اور قریب قیامت آسمان سے اگر بھی کھائیں گے پئیں گے کیونکہ آپ بشر ہیں مگر آسمان پر قریبا دو ہزار سال سے گئے ہوئے ہیں بغیر کھائے پیئے موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اسی حالت میں حضور انور نے کدال سے وہ سخت پتھر توڑا حدیث کا یہ مطلب میرے مرشد مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے خواب میں مجھ کو بتایا ۲؎ یہ پتھر تین چوٹوں میں ریگ رواں بن گیا تھا ۳؎ یعنی کچھ کھانے پینے کی چیز ہے اس سوال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ گھر کا خرچ عورت کے ہاتھ میں رہنا چاہئے کمانا مرد کے لئے مناسب ہے خرچ کرنا عورت کے لئے بہتر ہے دوسرے یہ کہ اگر چہ جابر کے گھر میں کچھ تھا ضرور مگر تین دن سے انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے کچھ نہ کھایا تھا کیونکہ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کھایا تھا تو یہ کیسے کھاتے ۴؎ اس طرح کہ ان کے پیٹ شریف پر پتھر بندھا دیکھا ہے اور چہرۂ پاک پر زردی نمودار دیکھی ہے جو سخت بھوک کی علامت ہے خمص خ اور میم کے فتحہ سے یعنی جوع شدید (سخت بھوک) ۵؎ بعض روایات میں بہیمہ کے ساتھ ہے بہت چھوٹی سی بکری داجن یعنی گھر والوں سے پلی ہوئی یعنی گھریلو پٹھیا ۶؎ یعنی جلدی کھانا تیار کرنے کے لئے ہم دونوں نے تقسیم کار کرلی یہ ایک وقت میں بکری کے ذبح سے فارغ ہوا اور میری بیوی جو پیس کر فارغ ہوئی۔

عیسی علیہ السلام کا کھانا نہ کھانا

خواب میں تعلیم دینا

عورت کا گھر کا خرچ

مہمان کے لئے تکلف کرنا

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اٰجِيْءَ وَجَآءَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی عرض کیا یارسول اللہ ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں لہ حضور سرکار آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت تشریف لائیں ٹہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو ٹہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں ٹہ

لہ یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے اس لئے میں حضور انور کے کان میں یہ دعوت عرض کر رہا ہوں معلوم ہوا کہ اگر میزبان مہمان پر اپنی حیثیت ظاہر کردے تاکہ بقدر کھانے کے آدمی آئیں تو جائز ہے آج شادی بیاہ میں کہہ دیتے ہیں کہ پچاس کی دی یا سو آدمی لانا اس مقرر کرنے کی اصل یہ حدیث ہے۔ ٹہ نفر دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ میزبان دعوت والوں کو مقرر کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ خود مقرر نہ کرے دوسرے کو مقرر کرنے کا حق دیدے یہاں دوسری صورت ہے۔

ٹہ سور مہمانی کے کھانے کو کہتے ہیں یعنی دعوت کا کھانا خندق کھودنے والے حضرات چودہ سو سے زیادہ تھے ان سب کی دعوت حضور نے کردی سور فارسی لفظ ہے خیال رہے کہ آج لنگر حضور کا تھا گھر حضرت جابر کا لہٰذا یہ اعلان اور دعوت بالکل درست ہے۔ نیز جو چیز استعمال سے گھٹے نہیں وہ مالک کی بغیر اجازت استعمال کی جاسکتی ہے۔ جیسے کسی کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرلینا کسی کی دیوار سے سایہ لے لینا آج یہ کھانا ان کھانے والوں کے استعمال سے گھٹے گا نہیں لہٰذا حضرت جابر کی بغیر اجازت حضور نے سب کو دعوت دیدی صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہیں اور مولیٰ اپنے غلام کے گھر اس سے بغیر پوچھے مہمان لے جاسکتا ہے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چار آدمیوں کی دعوت ہو تو پانچواں نہ جائے کہ وہ قانون اور جگہ کے لئے ہے اور یہ اختیار خداداد یہاں جابر کے گھر کے لئے ہے۔

ٹہ حضرت جابر اس اعلان سے حیران رہ گئے ان کی حیرانی ملاحظہ فرمائی اور تسکین دینے کے لئے یہ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا جو لائے گا وہ کھلائیگا تم اتنا کرنا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی چولھے سے نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا خیال رہے کہ اگر حضور اس لشکر کے بغیر کھانے آتے تو انکا دل ٹوٹ جاتا انشاء اللہ حضور ہم گنہگاروں کے بغیر جنت میں بھی اکیلے نہ جائیں گے۔

www.alahazratnetwork.org

فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر حضور تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا حضور نے لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعاب ڈالا[1] پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو[2] اور اسے نہ اتارو مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتی کہ کھانا چھوڑ دیا[3] اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا[4] جیسا کہ متفق علیہ (صحیح مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے کہ رسول اللہ نے جناب عمار

[1] ابھی کچھ پہلے آپ حضور انور کے لعاب کا ایک معجزہ پڑھ چکے کہ عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی پنڈلی اس لعاب سے جڑ گئی تندرست ہو گئی یہ دوسرا اور تیسرا معجزہ دیکھو اور ایمان تازہ کرو حضور انور نے لعاب دو چیزوں میں ڈالا گوندھے ہوئے آٹے میں اور پکتی ہوئی گوشت کی ہانڈی میں اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لعاب یا ان کے وضو وغیرہ کا غسالہ برکت کے لئے کھانا پینا بالکل جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے مومن کی طبیعت محبوب کی ہر چیز سے محبت کرتی ہے کسی چیز سے نفرت نہیں کرتی ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعائیہ کلمات کے ساتھ دم یا لعاب ڈالنا بھی سنت ہے اسکا ماخذ بھی یہ ہی حدیث ہے [2] یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی صاحبہ سے ہے کہ ایک عورت کو اور بلا لو جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے چار سیر آٹا پکانے کے لئے دو عورتوں کو مقرر کرنا اگلی برکت کی پیش گوئی ہے [3] یہ ایک ہزار آدمی تین دن سے بھوکے تھے انہوں نے کھانا بھی خوب ہی کھایا ہوگا جن روایات میں چودہ سو آیا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ ایک ہزار تو خندق کھودنے والے تھے اور چار سو وہ حضرات تھے جو بعد میں بچے کھچے رہے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں وغیرہ میں تھے۔ مدینہ منورہ کے بچے عورتیں بھی اس دعوت میں شامل کر لی گئی تھیں غرضکہ کھانے والوں کے میلے لگ گئے تھے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا اور کہہ رہا تھا یا برکۃ ابنی تعالی وانزلی ثم لاترحلی اے نبی کی برکت آجا یہاں سما جا پھر یہاں سے نہ جا (اشعۃ اللمعات) اللھم صلی وسلم وبارک علیہ۔ اس موقعہ پر حضور انور نے پہلے سب کو کھلایا بعد میں گھر والوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور واپس لوٹے تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں بوٹیوں سے بھرا ہوا تھا صلے اللہ علیہ وسلم [4] اس واقعہ میں حضور انور کے لعاب شریف کے بہت سے معجزات ہیں بوٹیوں میں کثرت و برکت۔ شوربے کے پانی میں برکت شوربے کے نمک مرچ مصالحہ گھی میں برکت و کثرت۔ آٹے میں برکت و کثرت جس ہنڈی سے یہ چیزیں پکائی گئیں اس میں برکت روٹی پکانے والی کے ہاتھ میں قوت و طاقت ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لئے کئی

بزرگوں کا جوٹھا

لعاب شریف کی برکات

www.alahazratnetwork.org

قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ وَيَقُوْلُ بُؤْسًا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ اے ابن سمیہ کی سختی لہ تم کو باغی جماعت قتل کرے گی لہ (مسلم) روایت ہے حضرت سلیمان ابن سرد سے لہ فرماتے ہیں فرمایا نبی

من گوشت لکڑیاں آٹا چاہئے بہت پکانے والے اور بہت تنور چاہئیں۔ جیسا کہ آج کل بیاہ شادیوں کی دعوتوں میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ موسٰے علیہ السلام کے عصا سے پانی کے بارہ چشمے پتھر سے پھوٹے یہاں حضور کے لعاب سے ہانڈی بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے ۔

لہ حضرت عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت ابی حذیفہ تھا قبیلہ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں ابوجہل اور دیگر کفار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں اس جملہ کی کئی ترکیبیں ہیں آسان ترکیب یہ ہے بُؤس ایک پرشید فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیۃ منادی ہے یعنی اے سمیہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔

لہ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں حضرت عمار جناب مولٰی کائنات علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادت عمار کے بعد حضرت امیر معاویہ کو پہونچی کہ عمرو ابن عاص نے کہا کہ معاویہ غضب ہوگیا حضرت عمار ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور انور نے ان کے قاتلین کو فیۃ باغیہ فرمایا ہے ہم اس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے تو امیر معاویہ نے فرمایا نحن امۃ باغیۃ لہ۔ عثمان یعنی یہاں باغیہ بغاوت سے نہیں بلکہ بَغیٌ بمعنی مطالبہ سے ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں اس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی ہیں جو انہیں جنگ میں لائے ہم تو عمار کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ کے قاتل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ ہی آپ کو جنگ احد میں لے گئے تھے بہرحال حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ ان کی مخالفت کی بنا پر باغی ہیں حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی ہے (مرقات واشعہ) اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سب کا احترام لازم ہے۔ لہ آپ صحابی ہیں کوفی ہیں بڑے بزرگ تھے واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لئے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے (اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُجْلِيَ الْاَحْزَابُ عَنْهُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَاْسَهٗ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهٗ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ وَفِيْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ سے دور کیے گئے ۱؎ کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے ۲؎ (بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبریل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے ۳؎ بولے آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جائیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لیگئے ۴؎ اور بخاری میں

۱؎ احزاب غزوہ خندق کو کہتے ہیں یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا احزاب جمع ہے حزب کی معنی گروہ و جماعت چونکہ اس غزوہ میں کفار کی بہت جماعتیں جمع ہو کر مدینہ طیبہ پر ٹوٹ پڑی تھیں اس لئے اسے احزاب کہتے ہیں ان تمام کے سردار ابوسفیان تھے ان کی تعداد دس ہزار تھی چنانچہ نجدی کفار ایک ہزار تھے جن کا سردار عیینہ ابن حصن تھا ہوازن کا سردار عامر ابن طفیل تھا بنی کنانہ وغیرہ کے الگ الگ سردار تھے مدینہ کے یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر ان سے مل گئے تھے ایک ماہ تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا تھا دو طرفہ سے تیراندازیاں اور معمولی جھڑپیں ہوتی رہی تھیں کھل کر جنگ نہیں ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی جس سے لشکر کفار تتر بتر ہو کر بھاگ گیا (مرقات وغیرہ) ۲؎ اس میں غیبی خبر ہے کہ آئندہ مدینہ منورہ پر کفار حملہ نہ کرسکیں گے بلکہ اب ہم ہی ان پر حملہ کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ غزوہ طائف غزوۂ خیبر فتح مکہ تبوک وغیرہ سب میں مسلمان ہی حملہ آور ہوئے۔ ۳؎ ظاہر یہ ہے کہ ھو ضمیر حضرت جبریل کی طرف ہے یعنی جبریل اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ چونکہ حضرت جبریل حضور کے خادم اور اسلام کے غازی بن کر آئے تھے اس لئے ان پر غازیوں کے آثار یعنی غبار اور ہتھیار تھے ورنہ فرشتوں پر نہ ہتھیار ہوتے ہیں نہ غبار ۴؎ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہود مدینہ کی دو جماعتیں تھیں جنہوں نے پہلے تو مسلمانوں سے معاہدہ کیا پھر خود ہی یہ معاہدہ توڑ دیا اور تمام مشرکین عرب کو مدینہ پر چڑھا کر یہ ہی لائے تھے انہوں نے مشرکین سے کہا تھا کہ تم باہر سے مسلمانوں پر حملہ کرو ہم اندرون مدینہ ان پر حملہ کریں اور انہیں ایسا پیس ڈالیں جیسے چکی میں دانے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر حضور انور نے ان پر حملہ کیا بنی قریظہ چن چن کر قتل کر دیئے گئے بنی نضیر جلاوطن کر دیئے گئے یہاں وہ واقعہ مذکور ہے۔ کتب تواریخ میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے۔

علم غیب

جنگ خندق اور فرشتے

جنگ احزاب کی وجہ تسمیہ

علم غیب

www.alahazratnetwork.org

رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا

حضرت انس اور حضرت جابر

روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا کہ میں بنی غنم کی گلیوں میں غبار پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں ۱ حضرت جبریل کے سواروں سے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے ۲ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا ۳ جس سے حضور نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے ۴ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا ۵ فرمایا کہ ہم نے پیا

۱ بنی غنم انصار کا ایک قبیلہ تھا جن کا محلہ بنی قریظہ کی راستہ میں پڑتا تھا یہاں اس کی نشاندہی فرمائی جا رہی ہے ۲ مرکب میم کے فتحہ کاف کے کسرہ سے سواروں کی جماعت جو آہستہ آہستہ چلے یعنی ہم نے اپنی آنکھوں سے بنی غنم کی گلیوں میں غبار اوڑتا ہوا دیکھا مگر کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا ہوا بھی تیز نہ تھی حضور انور نے بتایا کہ یہ غبار فرشتوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُٹھ رہا ہے اس واقعہ میں حضور انور کے بہت سے معجزات کا اظہار ہے خیال رہے کہ فرشتوں کی جماعت کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام تھے اس لئے صرف انہیں کا ذکر فرمایا ۳ یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے تھوڑی دیر میں ہی خشک کر دیا جیسا کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا جو حضور انور کے سامنے رکھا ہوا تھا رکوہ چمڑہ کا ایک ڈول یا بڑا لوٹا جس سے وضو وغیرہ کیا جاوے ۴ یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے ہے پیاسی بھی ہے وضو وغیرہ کی بھی اسے ضرورت ہے اور پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ کے ساتھ ہے ۵ حضور انور کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کر دینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا بڑا معجزہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

اونگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

www.alahazratnetwork.org

وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً

اور وضو کیا [1] حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے [2] (مسلم و بخاری) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے [3] حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا [4] یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اس کنویں پر آئے اس کے کنارہ پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگایا وضو کیا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا [5] پھر فرمایا اسے گھڑی بھر چھوڑ دو [6]

[1] خوش نصیب تھے یہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہو گیا۔ جس سے ان کے ظاہر باطن دونوں پاک ہوئے تمام پانیوں سے حتی کہ آب زمزم سے بھی یہ پانی افضل تھا (از مرقات) [2] خیال رہے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو، پندرہ سو، تیرہ سو تحقیق یہ ہے کہ کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع یہ ہی پہنچی (مرقات) آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن قریبًا پندرہ سو تھے مگر پانی کے جوش اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے وضو غسل کو کافی ہوتا۔

[3] ان روایات کی مطابقت ابھی ذکر کی گئی کہ چودہ سو پندرہ سو تقریبی ہے یعنی قریبًا چودہ پندرہ سو تھے۔ لہذا ان میں تعارض نہیں۔

[4] عرب میں بلکہ پاکستان میں بعض جگہ کنویں ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے پانی نکالا جائے تو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں نوکنڈی میں ہم نے کنویں دیکھے کہ دو تین سو ڈول نکالنے پر خشک ہو جاتے ہیں پھر چوبیس گھنٹے چھوڑے جاویں تب اس میں پانی اور آجاتا ہے یہ ہی حال حدیبیہ کے کنویں کا تھا۔

[5] ظاہر یہ ہے کہ یہ وضو کلی۔ ایک برتن میں کی پھر اس برتن پر دعا برکت کی پھر یہ پانی حدیبیہ کنویں میں ڈال دیا غالبًا حضور انور نے کلی علاوہ وضو کے کی تھی وضو والی کلی اس کے سوا تھی لہذا تمضمض فرمانا زائد نہیں۔

[6] یعنی ہمارا تبرک پانی پڑتے ہی کنویں سے پانی نکالنا شروع نہ کر دو کچھ دیر ٹھہر جاؤ ساعۃ سے مراد گھنٹہ نہیں بلکہ گھڑی بھر مراد ہے یہ ٹھیرنا اس لئے تھا کہ یہ تبرک اپنا پورا اثر کرے۔ یار کے جلوے مختلف ہیں کبھی فورًا تاثیر کبھی کچھ ٹھہر کر۔

www.alahazratnetwork.org

فَارَوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَآءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر لوگ اپنے آپ کو اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا[1] (بخاری) روایت ہے حضرت عوف ابو رجاء سے[2] وہ عمران ابن حصین سے راوی فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو لوگوں نے حضور سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور فلاں کو بلایا ابو رجاء اس شخص کا نام لیتے تھے اُسے عوف بھول گئے اور جناب علی کو بلایا[3] پھر فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو وہ چلے تو دونوں ایک عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے تو بڑوں کے درمیان تھی[4] تو بڑے پانی کے تھے وہ دونوں اسے نبی صلی اللہ علیہ

[1] غالب یہ ہے کہ یہ کنواں پھر برابر بھرا ہی رہا کبھی خشک نہ ہوا کاش کہ اس پر گنبد وغیرہ بنا دیا جاتا کہ لوگ اس کی زیارت بھی کرتے پانی بھی تبرکاً پیتے (مرقات) یہ میدان حدیبیہ مکہ معظمہ سے بالکل قریب ہی ہے جدہ راستہ پر فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ خیال رہے کہ حضرت جابر کا گذشتہ واقعہ اور ہے یہ واقعہ دوسرا ہے مگر یہ دونوں واقعہ ہوئے حدیبیہ میں۔

[2] عوف تبع تابعی ہیں اور ابو رجاء تابعی ہیں ابو رجاء کا نام عمران ابن تیم عطاردی ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر زیارت نہ کر سکے بہت بڑی عمر پائی[5] ایک سو سات میں وفات ہوئی ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔ (مرقات واشعہ)

[3] یعنی حضور انور نے دو صاحبوں کو یہ حکم دیا ایک تو حضرت علی تھے دوسرے فلاں صاحب تھے ان فلاں کا نام مجھے یاد نہ رہا ابو رجاء نے بتایا تھا عوف بھول گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنے دکھ درد حضور کو سنانا اور ان کے دفعیہ کے لئے حضور سے عرض کرنا نہ تو توکل کے خلاف ہے نہ شرک ہے بالکل جائز ہے دیکھو پیاس کی شکایت حضور سے کی۔ اب بھی اپنے دکھ درد حضور سے کہنا بالکل جائز ہے ہم بھیک مانگنے ہی کو پیدا ہوئے۔ حضور بھیک دینے ہی کو آئے واما السائل فلا تنھر۔ [4] یعنی ایک حبشی عورت اونٹ پر سوار تھی اس کی دونوں جانب دو چھوٹے یا بڑے مشکیزے پانی کے بھرے ہوئے لٹک رہے تھے اور یہ عورت چلی جا رہی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمُزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَتَرَبَّنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَا رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي

کے پاس لائے اسے اُس کے اونٹ سے اتارا [۱] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا پھر ان توبڑوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ پی لو [۲] چنانچہ لوگوں نے خوب پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پیا حتّٰی کہ سیر ہو گئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لیے [۳] اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلہ میں اب زیادہ پُر ہیں [۴] (مسلم بخاری)

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتّٰی کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے [۵] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت .....

[۱] ھ ضمیر یا تو اس عورت کی طرف ہے یا اس کے مشکیزہ کی طرف یعنی اس عورت کو یا مشکیزے کو اونٹ سے اتارا یہ عورت بڑی مشکل سے حضور انور کی خدمت میں لائی گئی تھی وہ آنے پر تیار نہ تھی کیونکہ اسکے سفر میں حرج ہوتا تھا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہاں دو باتیں عیاں ہیں رکھی جاویں ایک یہ کہ ان دونوں صحابہ نے اس عورت کو حاضر بارگاہ کر دیا اس کا پانی نہیں چھین لیا کیونکہ وہ عورت اس پانی کی مالکہ تھی اور مالک کی مرضی کے بغیر اس کی چیز استعمال نہیں کر سکتے ہاں خود مالک کو حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دیا دوسرے یہ کہ کسی کو جبراً روک اُسے اس کی سواری سے جبراً اتارنا۔ اس کا پانی بغیر اس کی مرضی کے لئے لینا قانون کے لحاظ سے ممنوع ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ملک تام بخشی ہے مالک اپنے لونڈی غلام میں ہر طرح تصرف کر سکتا ہے اسکی جان میں بھی اس کے مال میں بھی خصوصاً جبکہ اس تصرف میں اس شخص کا نقصان بھی نہ ہو [۲] یعنی مشکیزے کے منہ سے پانی ایک بڑے تن لگن وغیرہ میں ڈالا اور لوگوں نے اسی لگن سے پانی لیا کہ لوگ اس برتن سے پانی لیتے تھے استقو کے معنی یہ ہیں کہ خود بھی پی لو اپنے جانوروں وغیرہا کو بھی پلا لو [۳] یعنی فی الحال سب نے پانی پی بھی لیا اور آئندہ پینے کیلئے بھر بھی لیا وضو و غسل بھی کر لئے حضور انور نے اس مشکیزہ کا کنکشن حوض کوثر سے کر دیا تھا غالباً یہ پانی وہاں سے آرہا تھا [۴] یعنی پانی کی برکت کا یہ حال تھا کہ ہم کو محسوس ہوتا تھا کہ جب پانی لینا شروع کیا گیا تھا اس وقت سے اب یہ مشکیزے زیادہ پر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی چیز ہمارے استعمال

www.alahazratnetwork.org

حَاجَتَهٗ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتُرُہٗ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اِحْدٰھُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَۃَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمُنْصَفِ مِمَّا بَیْنَھُمَا قَالَ

(استنجا) کے لیے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں ۱؎ حضور نے جنگل کے کناروں میں دو درخت دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف گئے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر ۲؎ وہ آپ کے ساتھ اس مہار والے اونٹ کی طرح چلے جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے ۳؎ حتی کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے ۴؎ تو اسکی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ بھی اسی طرح حضور کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے ۵؎ تو فرمایا

سے کم نہ ہو تو اس کی بغیر اجازت وہ چیز لے سکتے ہیں لہذا دوسرے کے چشمہ والے کنویں سے پانی بھر سکتے ہیں کسی کی روشنی سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں بچوں سے ایصال ثواب کرا سکتے ہیں۔ ۵؎ افیح بنا ہے فیح سے بمعنی چوڑائی افیح کے معنی ہیں بہت فراخ لمبا چوڑا جنگل ۔

۱؎ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور چلے گئے تھے مگر پھر بھی بغیر آڑ کے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا بہتر یہ ہی ہے کہ جنگل میں آڑ میں استنجا کرے ۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ درخت بھی حضور انور کی بات سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں جیسے حضور انور ان سب کی بولی سنتے سمجھتے ہیں ان کے فیصلے کرتے ہیں ایسے ہی وہ تمام چیزیں حضور کی بات جانتی مانتی ہیں ۳؎ درخت کے چلنے کی نوعیت یہ ہوئی کہ درخت کی جڑیں باہر آگئیں اور درخت مع اپنی جڑ کے حضور انور کے پیچھے پیچھے ہو لیا یہ ہے حضور کی بادشاہت مطلقہ کہ انسان و جانور تو کیا درختوں پر بھی جاری ہے وہ بھی حضور کی اطاعت کرتے ہیں اگر انسان حضور کی فرمانبرداری نہ کرے تو درختوں سے بدتر ہے ۴؎ سبحان اللہ یہ ہے حضور کا خداداد اختیار اور ملکیت اور ملکیت اور سارے جہان پر بادشاہت اس درخت کو وہاں دوسرے درخت کے پاکھڑا نہ کر دیا بلکہ اس دوسرے درخت کو بھی اپنی جگہ سے ہٹایا اس طرح کر ایک ہاتھ میں ایک درخت کی شاخیں تھیں دوسرے ہاتھ میں دوسرے درخت کی شاخیں تھیں اور دونوں درخت حضور انور کے پیچھے دوڑے آرہے ہیں وہ نظارہ بھی قابل دید ہوگا جب مطیع فرمانبردار اونٹوں کی طرح حضور کے پیچھے یہ دونوں درخت دوڑے چلے آرہے ہوں گے حضور انور صرف آواز دے کر بھی ان درختوں کو بلا سکتے تھے مگر یہ نظارہ دکھانے کیلئے خود انہیں پکڑ لائے ۵؎ یعنی جب یہ دونوں درخت ان کے بیچ کی جگہ میں پہونچے تو ان دونوں کو ملا دیا ان کے ملنے سے پردہ بن گیا ۔

www.alahazratnetwork.org

اَلْتَئِمَا عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ فَحَانَتْ مِنِّيْ نَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ وہ دونوں مل گئے میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا [1] میرا اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا [2] کہ جدا ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا تھا [3] (مسلم) روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبید سے [4] فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے [5] انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے [6] پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا [7] (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[1] یعنی میں کچھ سوچنے لگا نگاہ میری ان درختوں سے ہٹ گئی [2] بعض نسخوں میں الشجرتان ہے تب تو ظاہر ہے کہ الشجرتان مبتدا ہے اور قد افترقتا خبر اور ہمارے نسخوں میں الشجرتین ہے تو نظرت فعل پوشیدہ ہے جس کا یہ مفعول ہے [3] یعنی اب جو میں نے دیکھا تو وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پہونچ چکے تھے میں انکا جانا نہیں دیکھ سکا پلک جھپکتے وہ دونوں واپس ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ آئے تھے حضور کے پکڑنے سے گئے حضور کے محض حکم اور اشارہ سے حضور کا پکڑنا اور حکم دینا ایک ہی درجہ کا ہے [4] آپ امام بخاری کے استاذ کے استاذ ہیں کیونکہ ابن ابراہیم امام بخاری کے استاذ ہیں اور یزید ابن ابی عبید کی ابن ابراہیم کے استاذ آپ تابعی ہیں حضرت سلمہ ابن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ سے یحیٰی ابن سعید نے روایت کی [5] یعنی میرے مولیٰ حضرت سلمہ ابن اکوع کے پنڈلی میں بہت گہرے زخم کا اثر تھا میں نے اس زخم کی تاریخ پوچھی کہ یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا [6] خیال رہے کہ خیبر میں باقاعدہ جنگ نہ ہوئی تھی وہاں جھڑپیں کئی ہوئیں تھیں کسی جھڑپ میں آپکو یہ چوٹ آئی تھی رب تعالیٰ خیبر کے متعلق فرماتا ہے وعدکم اللہ الذین امنوا مغانم کثیرۃ تاخذونھا جس میں فرمایا گیا کہ مسلمان نہایت آسانی سے خیبر کی غنیمتیں حاصل کریں گے [7] یعنی حضور کے دم فرماتے ہی آرام ہو گیا اور پھر کبھی مجھے تکلیف نہ ہوئی ۔

www.alahazratnetwork.org

زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِىْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۔ وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نے حضرات زید۔ جعفر ابن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سُنائی ۱؎ ان کی خبر آنے سے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے ۲؎ آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا ۳؎ یعنی خالد ابن ولید نے حتیٰ کہ اللہ نے ان پر فتح دی ۴؎ (بخاری) روایت ہے حضرت عباس سے فرمایا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ

۱؎ یہ واقعہ غزوۂ موتہ میں ہوا جو ۸ھ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور ہرقل کی رومی فوج ایک لاکھ تھی۔ (مرقات۔ اشعۃ)

۲؎ حضور انور نے لشکر اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرما دیئے تھے کہ اولاً زید ابن حارثہ سپہ سالار ہوں گے پھر جعفر ابن طالب طیار پھر ان کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن رواحہ ہوں گے موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لے رہے تھے اور یہاں حضور مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے یہ ہے حضور انور کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دوربین کے ذریعہ انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو موت کی دوربین کا کیا کہنا اس زمانہ میں جھنڈا لشکر کے سردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا حضور انور کا یہ فرمان کہ جھنڈا فلاں نے لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امیر لشکر بن گئے۔

علم غیب بعد حاضر و ناظر

۳؎ حضور انور نے جناب خالد کو امارت کے لئے منتخب و نامزد نہیں کیا تھا حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی شہادت پر جناب خالد نے خود جھنڈا لے لیا اور لشکر کے امیر بن گئے سیف اللہ سے مراد ہے بڑے بہادر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت عظمت کے لئے ہے اس دن حضرت خالد نے کفار اس قدر قتل کئے کہ آپ کے ہاتھ میں سات تلواریں ٹوٹیں اس زمانہ میں تلوار توڑ دینا بڑی بہادری کی علامت تھی غالباً اس دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہوا حضرت خالد نے شہادت کی بہت تمنا کی۔ مگر میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ اللہ کی تلوار کون توڑتا۔

۴؎ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ رومیوں پر فتح پائی آج مشرق وسطیٰ یعنی فلسطین وغیرہ میں مسلمان پانچ کروڑ سے زیادہ ہیں مگر بیس لاکھ اسرائیلی ان کے لئے آفت بنے ہوئے ہیں قوت ایمانی بڑی طاقت ہے ؎

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ۱؎ تو جب مسلمان و کفار بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے ۲؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا ۳؎ اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے ۴؎ اور ابوسفیان ابن حارث ۵؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے ۶؎

حنین کی وجہ تسمیہ

۱؎ حنین ایک جنگل کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اس گنہگار نے وہاں کی زیارت کی ہے غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد ہوا بنی ہوازن سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تھا پہلے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح کامل عطا فرمائی یہ بنی ہوازن جناب حلیمہ دائی کی ہم قوم تھی اس علاقہ میں جناب حلیمہ کا گھر تھا حضور انور نے وہاں ہی پرورش پائی تھی غزوہ حنین بھی ۸ھ آٹھ ہجری میں ہوا۔ (مرقات) ۲؎ اس غزوہ میں مسلمان بارہ ہزار تھے اور کفار قریباً چار ہزار مسلمانوں کو خیال ہوا کہ آج ہم زیادہ ہیں فتح پائیں گے رب تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا فرماتا ہے اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا۔ ہوا یہ کہ حضرات حضور انور سے آگے کفار سے لڑ رہے تھے مسلمان قبیلہ ہوازن کی تیر اندازی کی تاب نہ لا سکے اس لئے ان کے قدم اکھڑ گئے تتر بتر ہو کر بھاگ پڑے یہاں المسلمون سے مراد اکثر مسلمان ہیں سارے نہیں۔

۳؎ یہ ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کہ ایسی حالت میں خاطر اقدس پر قطعاً گھبراہٹ نہیں تنہا ہیں مگر کفار کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں ۴؎ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنا خچر کفار کی طرف دوڑانا چاہتے تھے اور جناب عباس اسے روکتے تھے آپ چاہتے تھے مسلمان سب جمع ہو جاویں تب حضور کا خچر کفار میں پہونچے ۵؎ آپ کا نام مغیرہ بے کنیت ابوسفیان آپ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہیں حضور کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی کیونکہ حلیمہ بنت الرذویب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا زمانہ کفر میں حضور انور کے سخت خلاف تھے حضور کے خلاف قصیدے لکھا کرتے تھے فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور زندگی بھر حضور انور کے سامنے کبھی سر نہ اٹھایا شرم و حیا کی وجہ سے ۲۰ھ بیس ہجری میں وفات پائی حضرت عمر نے جنازہ پڑھایا دار عقیل میں دفن ہوئے (اکمال)

۶؎ اس وقت حضور انور کے ساتھ صرف یہ دو حضرات ہی تھے باقی صحابہ کرام جن کے قدم نہ اکھڑے تھے وہ اپنے اپنے مقام معین پر کھڑے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِیْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِیْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِی الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِی الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِیَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس بیعت رضوان والوں کو پکارو ۱؎ تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز ۲؎ آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت رضوان والے کہاں ہیں فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انہوں نے میری آواز سنی تو میں نے انہیں ایسے پھیر لیا جیسے گائے اپنے بچوں پر موڑتی ہے ۳؎ وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں حضور نے فرمایا کفار سے جنگ کرو انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلوا محدود ہو گیا ۴؎ تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ اپنے خچر پر تھے گویا آپ اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے ۵؎ تو فرمایا کہ یہ لڑائی گرم ہونے کا وقت ہے ۶؎ پھر چند

۱؎ سمرہ والے وہ حضرات ہیں جنہوں نے بیعۃ الرضوان میں شرکت کی تھی یعنی بیعت رضوان والے صحابہ چونکہ یہ بیعت ایک خاردار درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے انہیں اصحاب سمرہ کہا جاتا ہے انہیں پکارنا مدد کے لئے تھا اور یہ بتانے کے لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں ادھر آؤ ۲؎ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عباس کی آواز چند میل تک پہونچتی تھی۔ صیتاً مبالغہ صائت کا صائت یعنی آواز والا صیتاً بہت بڑی آواز والا۔ ۳؎ یعنی جیسے گائے کے بچھڑے ہوئے بچے اپنی ماں کی آواز سن کر شوق و محبت میں دوڑے آتے ہیں ایسے ہی وہ حضرات میری آواز سن کر حضور انور کی طرف بڑے شوق سے آئے اور دوڑے ہوئے آئے ۴؎ یعنی ان تمام گروہوں کو علیحدہ علیحدہ آوازیں دی گئیں اور وہ سب حضرات آتے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہوتے گئے ۵؎ معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا انہیں مدد کیلئے بلانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ سنت انبیاء کرام ہے حضرت عیسے علیہ السلام نے مدد کیلئے لوگوں کو پکارا من انصاری الی اللہ۔ تطاول کے معنی ہیں انتظار میں کسی کو گردن اٹھا کر دیکھنا کہ وہ ہماری مدد کرے ۶؎ حمی کے معنی ہیں گرم ہونا وطیس بمعنی تنور اس سے مراد جنگ و جہاد ہے (اشعہ) یعنی اب دیر نہ کرو جلد جہاد کرو یہ وقت رحمت الٰہی کے نزول کا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّآ اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ يَا عُمَارَةُ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شَبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ

کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم رب محمد کی یہ بھاگ نکلے ۱؎ تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا سوا اس کے کہ حضور نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا ۲؎ (مسلم) روایت ہے ابو اسحاق سے ۳؎ کہ کسی نے حضرت براء سے کہا کہ اے ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے ۴؎ تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری ۵؎ لیکن حضور کے نوجوان صحابہ اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے ۶؎ تو وہ تیرانداز قوم سے ملے

۱؎ اس فرمان عالی میں غیبی خبر ہے چونکہ اس خبر کا وقوع یقینی تھا اس لئے مستقبل کو ماضی سے تعبیر فرمایا یعنی یقین کرو کہ وہ بھاگ ہی گئے ۲؎ دھار کند ہونے سے مراد ہے ان کی تیزی ختم ہو جانا جوش ٹھنڈا پڑ جانا اور معاملہ ذلیل ہونے سے مراد ہے ان کفار کا ذلیل و خوار ہو جانا شکست کھا جانا اس واقعہ میں حضور انور کے دو معجزے ظاہر ہوئے ایک فعلی دوسرا قولی فعلی معجزہ تو ایک مٹھی کنکروں کا تقسیم ہو کر سب کی آنکھوں میں پڑ جانا ہے اور قولی معجزہ ہے کہ یہ شکست کھا گئے پھر فوراً ہوا بھی ایسا ہی۔

۳؎ آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ ہے سبیعی مشہور تابعی ہیں اڑتیس صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے بہت احادیث مروی ہیں (اشعہ و مرقاۃ)

۴؎ یہ سائل قبیلہ بنی قیس سے تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابو عمارہ کنیت ہے حضرت براء ابن عازب کی اس سے پہلے ہمزہ استفہام پوشیدہ آفررتم ہے یعنی کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔

۵؎ یعنی لشکر کا بھاگنا اس کے افسر کے بھاگنے سے ہوتا ہے ہمارے افسر اعلیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تھے حضور انور نے بھاگنے کا خیال بھی نہیں کیا پھر ہم کب بھاگے حضور انور کا ہمارا رہنا ہم سب کا ڈٹا رہنا تھا قیادۃ الامام لہ قیاۃ سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے خیال رہے کہ حضور انور کی شان تو ہمارے خیال و گمان سے دراز ہے جس خوش نصیب پر حضور کی نظر ہو جاوے وہ کبھی کسی جنگ میں پیٹھ نہیں پھیرتا جیسے حضرت ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم ان بزرگوں نے کبھی کسی جہاد میں پیٹھ پھیرنے کا خیال تک نہ کیا۔

۶؎ یعنی بے ہتھیار ناتجربہ کار نوجوان حضرات تھے۔

www.alahazratnetwork.org

يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَّا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ فَأَقْبَلُوا هُنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَرِثِ يَقُودُهُ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ

کا کوئی تیر زمین پر گرتا نہ تھا ۱؎ تو انہوں نے مسلمانوں کو زخمی کر دیا ان کے تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے ۲؎ اور ابوسفیان ابن حارث آپ کے خچر کو کھینچ رہے تھے ۳؎ تب حضور اترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں ۴؎ پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں ۵؎ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے

۱؎ یعنی ہوازن بڑے تیر انداز تھے ان کا نشانہ خطا نہ ہوتا تھا ہر تیر ہم لوگوں کو لگتا تھا اس لئے ہم میں زخمی بہت ہوئے اس کلام میں اشارۃً فرمایا گیا کہ تمام صحابہ نے بھی پیٹھ نہیں پھیری تھی صرف ناتجربہ کار لوگ ہی بھاگ پڑے تھے لہذا جماعت مسلمین فرار میں نہیں کہا جا سکتا ۲؎ حضور کے اس خچر کا نام دلدل تھا (اشعہ) یہ چتکبرہ رنگ کا تھا۔ جو مقوقش شاہ اسکندریہ نے حضور انور کو ہدیۃً بھیجا تھا ایک خچر اور بھی حضور کے پاس تھا جو فروہ ابن نفاثہ نے ہدیۃً حاضر کیا تھا اس خچر کا نام فضہ تھا وہ سفید رنگ کا تھا (مرقات) بعض شارحین نے اس کے برعکس بھی کہا ہے ۳؎ اولاً خچر کی لگام صرف حضرت عباس تھامے تھے۔ پھر جب حالت نہایت نازک ہوئی اور کفار کا دباؤ بہت بڑھ گیا تو ابوسفیان ابن حارث بھی آگے آگئے انہوں نے بھی لگام پکڑ لی لہذا یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت عباس لگام تھامے تھے اور رکاب جناب ابوسفیان پکڑے تھے (مرقات) ۴؎ حنین میں جب مسلمان تتر بتر ہو گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم قریباً اکیلے رہ گئے اور کفار نے حضور انور کا خچر گھیر لیا اور بھرپور حملہ کرنا چاہا تب حضور انور گھبرائے بالکل نہیں بلکہ نہایت جرأت سے نیچے اتر کے تلوار سونت لی اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں نا کہ بزدل ہوں بلکہ سچا نبی ہوں سچے نبی بہادر ہوتے ہیں پھر میں عبدالمطلب کا فرزند جو بہادری شجاعت میں مشہور ہوا کہ بعض موقعوں پر خصوصاً جہاد میں کفار کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا بالکل جائز ہے خصوصاً جب کہ نسب بہادری شجاعت میں مشہور ہو۔ ہاں مسلمانوں کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا اس طرح کہ دوسروں کی توہین ہو حرام ہے لہذا یہ فرمان عالی ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے ایسے نازک موقعہ پر اپنے نسب کا ذکر دشمن کو مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب سارے عرب میں بہادری شجاعت و کرامت و عزت میں مشہور تھے ۵؎ وہ ہی مسلمان جو تتر بتر ہونے کے بعد حضور انور کے پاس جمع ہو گئے ان کی صفتیں بنائیں اس زمانہ میں صفیں بنا کر جنگ ہوتی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

لَهُمَا قَالَ الْبَرَآءُ كُنَّا وَاللّٰهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَاسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلَّى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ براء کہتے ہیں خدا کی قسم جب جنگ سخت ہوتی تھی تو ہم حضور کی پناہ لیتے[1] تھے اور ہم میں بہادر وہ تھا جو ان کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا[2] ۔ روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیٹھیں پھر گئیں[3] پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا[4] تو آپ خچر سے اترے پھر زمین سے مٹی کی مٹھی لی پھر اسے کفار کے چہروں کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے[5] تو ان میں سے

[1] یعنی حضور انور جہادوں میں سب مجاہدین کی جا پناہ ہوتے تھے کہ ہر طرف سے آپ ہی کے پاس آیا جاتا تھا بلکہ قیامت تک ہر مسلمان کی پناہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ہر مصیبت ہر آفت میں حضور کی پناہ لو ابلیس کے دھوکوں سے حضور کی پناہ میں آؤ فرماتے ہیں انا فئۃ المسلمین ۔ میں مسلمانوں کی پناہ ہوں ۔ [2] عموماً جہادوں میں سردار محفوظ مقامات میں کھڑے ہوتے ہیں مگر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشکل ترین جگہ پر کھڑے ہوتے تھے جہاں حضور ہوتے تھے وہاں ہی جنگ کا زور ہوتا تھا اس لئے آپ کے ساتھ آپ کے پاس کھڑا ہونا ہر شخص کا کام نہ تھا بہت بہادر ہی وہ جگہ سنبھالتا تھا ۔ [3] اصحاب سے مراد بعض صحابہ ہیں نہ کہ سارے (مرقات) پیٹھ پھیرنے کی وجہ ابھی پچھلی احادیث میں ذکر کی گئی ان حضرات صحابہ کا ناتجربہ کار کم ہتھیار ہونا اور اپنی زیادتی پر اعتماد کرنا مقابل کفار کا بہت نشانہ باز تیر انداز ہونا کہ ان کا کوئی تیر بغیر زخمی کئے نہ گرتا تھا ۔

[4] غشو بنا ہے غشیان سے بمعنی چھا جانا گھیر لینا سینکڑوں کفار نے ایک ذات کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تھا ۔ مگر حضور انور کے قلب پاک پر گھبراہٹ مطلقاً نہیں آئی ۔ [5] اس موقعہ پر حضور انور نے تین کام کئے تلوار سونت کر خچر سے اترنا ۔ وہ رجز پڑھنا کہ انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب تیسرا یہ عمل کہ مٹھی بھر کر مٹی کافروں پر پھینکنا خیال ہے کہ بعض موقعوں پر حضور انور کے منہ شریف سے بے تکلف شعر صادر ہوئے ہیں یہ شعر بھی انہیں میں سے ہے لہٰذا یہ واقعہ اس آیت کے خلاف نہیں وما علمناہ الشعر کہ وہاں مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں یا ہم نے محبوب کو شعر گانے کا ملکہ نہیں دیا ۔ شاہت کے معنی ہیں بگڑ گئے پھر گئے ۔

www.alahazratnetwork.org

فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِیْ اِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا

اللہ نے کوئی انسان نہ پیدا فرمایا مگر اللہ نے اس کی آنکھیں اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیں پھر وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے [1] اللہ نے انہیں شکست دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں [2] (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا [3] جو دعوٰی اسلام کرتا تھا [4] کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے [5] تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یارسول اللہ غور تو فرمایئے کہ جس کے متعلق حضور نے خبر دی تھی کہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا حتی کہ اس کو بہت زخم پہنچے [6] تو فرمایا آگاہ رہو وہ ہے دوزخی [7] قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کر جائیں [8]

[1] اس واقعہ میں حضور انور کے تین معجزے ہیں ان سب کی آنکھوں میں مٹی پہونچ جانا [2] اتنی تھوڑی مٹی سے چار ہزار کافروں کی آنکھیں بھر جانا [3] ان سب کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھا جانا کہ کفار کو شکست مسلمانوں کی تلوار سے ہوئی مگر اس کی ابتدا اس مٹھی مٹی سے ہوئی [2] یعنی مسلمانوں کو فتح۔ عزت مال غنیمت۔ غلام لونڈیاں سب کچھ ہی ملیں مگر ان کے غلام لونڈیاں بعد میں واپس کر دیں گئیں اور ان کے مال بطور غنیمت تقسیم کئے اس لئے تقسیم مال کا خصوصیت سے ذکر فرمایا [3] معہ فرما کر یہ بتایا کہ اس شخص کا جسم حضور کیساتھ تھا دل نہ تھا یعنی وہ حقیقۃً منافق تھا یا وہ عارضی طور پر حضور انور کے ساتھ تھا آخر علیحدہ ہو گیا تھا کہ کافر ہو کر مرنا ہوا تھا [4] یعنی اس شخص پر کوئی علامت کفر موجود نہ تھی بظاہر مسلمان مجاہد غازی تھا حضرات صحابہ کے ساتھ رہتا تھا [5] یہ ہے حضور کا علم غیب کہ ہر شخص کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون مومن مریگا کون کافر سعادت و شقاوت کا علم بھی علوم خمسہ میں سے ہے [6] یعنی اسکے ظاہری حالات اہلجنت کے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ مجاہد غازی صابر معلوم ہو رہا ہے۔ تعجب ہے، کہ حضور نے اسے دوزخی فرمایا ہے [7] یعنی وہ کچھ بھی عمل کرے زخمی ہو یا زخمی کرے وہ ہے دوزخی جو ہمارے منہ سے نکل چکا وہ ہو کر رہے گا جیسے یوسف علیہ السلام نے قیدی باورچی درساقی سے فرمایا تھا قضی الامر الذی فیہ تستفتیان، جو میرے منہ سے نکل گیا

www.alahazratnetwork.org

هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کرلیا ۱؎ تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یارسول اللہ رب تعالٰی نے آپ کی بات سچی کردی ۲؎ فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کرلیا اور خودکشی کرلی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر ۳؎ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ۴؎

خودکشی کرنیوالا دوزخی ہوتا ہے

وہ اٹل ہے یعنی ٹل نہیں سکتا اس لئے بعد میں ساقی نے آپ سے کہا یوسف ایہا الصدیق۔ کیونکہ صدیق وہ ہے کہ جو وہ کہہ دے وہ ہی ہوکر رہے

۵؎ یعنی اس شخص کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ ممکن تھا کہ بعض لوگ اس خبر کی حقانیت میں تردد اور اس کے جنتی ہونے کا گمان کر لیں اور اپنا ایمان خراب کرلیں کیونکہ نبی کی خبر میں تردد کرنا کفر ہے۔

۱؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک پر اپنا پیٹ رکھ کر اس پر لد گیا حتی کہ تلوار کی نوک اس کی پیٹھ سے نکل گئی۔ مگر دونوں روایتوں میں تعارض نہیں اس نے پہلے تو تیر سے اپنے کو ذبح کیا مگر جب اس سے اس کی جان نہ نکلی تو یہ حرکت کی بہرحال وہ حرام موت مرا یا کافر ہوکر مرا یا فاسق ہوکر ظاہر یہ ہے کہ کافر ہوکر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور انور نے دیدی اس کا یہ کام اس کے دلی کفر کی علامت بن گیا خیال رہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مرکر دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور انور کا فرمان کہ یہ اہل نار ہے دونوں کو شامل ہے ۲؎ یہ حضرات اس خوشی میں آئے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر کو اللہ نے سچا کر دکھایا حضور کی عظمت کا ظہور حضور کے علم غیب کی تصدیق مومنوں کے لئے خوشی و فرحت کا ذریعہ ہے جو لوگ حضور کے علم غیب کی خبروں سے چڑ جاتے ہیں وہ مومن نہیں۔

۳؎ حضور انور کا اللہ اکبر فرمانا خوشی کے طور پر تھا خوشی اس کے مرنے کی نہ تھی بلکہ اس غیبی خبر کی تصدیق کی تھی۔

۴؎ معلوم ہوا کہ حضور انور کا علم غیب آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے یہاں اشہد فرمانا ظہور نبوت کی بنا پر ہے یعنی مشاہدہ والی گواہی یہ فرمان عالی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے یعنی اب تم لوگ میری عبدیت اور بر رسالت کی گواہی بالمشاہدہ دو تم نے پہلے مجھے علم الیقین سے رسول مانا اب عین الیقین سے رسول مانو جیسے ابراہیم اور عزیر علیہما السلام نے مردہ زندہ ہوتے دیکھ کر فرمایا اعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر یا اعلم ان اللہ عزیز حکیم حضور انور کے معجزات تو آج بھی دیکھے جارہے ہیں رب تعالٰی بینا آنکھ عطا فرمائے۔

www.alahazratnetwork.org

يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ

اے بلال اٹھو اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن [1] اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا [2] (بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا [3] حتیٰ کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا [4] حتیٰ کہ جب ایک

[1] یعنی بغیر ایمان کوئی نیکی جنت میں پہونچنے کا ذریعہ نہیں تمام نیکیوں کی درستی کے لئے ایمان ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے نماز کیلئے وضو یا جیسے درخت کی سرسبزی کے لئے جڑ کا درست ہونا۔

[2] یعنی تا قیامت یہ طریقہ رہے گا کہ بعض لوگ دینی خدمات کریں گے جن سے اسلام کو قوت پہونچے مسلمان ان سے فائدے اٹھائیں گے مگر وہ خود اس کے فائدوں سے محروم رہے جیسے کوئی ریاء مسجد خانقاہ۔ مدرسہ دینی بنا جاوے لوگ فائدے اٹھائیں یہ خود اپنی خراب نیت کی وجہ سے ثواب نہ پائے یا جیسے کوئی شخص صدقات جاریہ قائم کرے مگر اس کا خاتمہ خراب ہو جاوے لوگ اس کے صدقات کی وجہ سے جنتی بن جاویں وہ خود دوزخی ہو الٰہی تیری پناہ لہٰذا کوئی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو رب کا فضل مانگتا رہے۔

احمد یار احمق ہو یا علم و دھیرا پڑھ کے — پڑھے لکھے پر مان نہ کرنا پھٹ جاندا دودھ کڑھ کے
شکلاں والیاں ناز دکھاون پکڑ نکالیاں جاون — اوگنہاریاں عجز کماون قرب حضوری پاون

[3] لبید ابن عاصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں اور استعمال کنگھی کے دندانوں میں حضور پر جادو کیا اور ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگائیں تب حضور پر وہ اثر ہوا جو آگے مذکور ہے۔ [4] یعنی ان لوگوں نے جادو تو بہت ہی سخت کیا تھا مگر اس کا اثر حضور انور کی عقل۔ حافظہ۔ دل۔ جگر وغیرہ پر مطلقاً نہ ہوا صرف خیال پر اثر ہوا وہ بھی دنیاوی کاموں میں کہ کھانا نہیں کھایا ہے اور خیال رہا کہ کھالیا دین پر کوئی اثر نہیں ہوا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو جانا بالکل درست ہے۔ قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ دیکھو فرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر یہ ہوا کہ ان کی لاٹھیاں رسیاں حرکت نہیں کرتی تھیں مگر آپ کو حرکت کرتی محسوس ہوتی تھیں۔ جیسے زہر۔ تلوار۔ بچھو کا ڈنگ جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے ہی جادو بھی ان پر اثر کر سکتا ہے یہ اثر شان نبوت کے خلاف نہیں دیکھو حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کو تلوار سے قتل کیا گیا ہمارے حضور کو خیبر میں زہر دیا گیا تو آپ پر اثر ہوا ہاں جب جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو جادو ناکام ہوگا یوں ہی ان حضرات کا دل زبان اس کے اثر سے محفوظ رہے گا کہ اس کا تعلق تبلیغ سے ہے اس جادو کا

www.alahazratnetwork.org

ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَآءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِيْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

دن حضور سرکار میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر دعا کی [۱] پھر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی جو میں نے اس سے پوچھی تھی [۲] میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس [۳] پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان صاحب کو کیا بیماری ہے اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے [۴] وہ بولا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید ابن اعصم یہودی [۵] نے بولا وہ جادو کس چیز میں کیا گیا کہا کنگھی اور بالوں میں اور نر کھجور کے غلاف شگوفہ میں [۶] بولا تو وہ سامان کہاں ہے کہا ذروان کنویں میں [۷] پھر نبی صلی اللہ علیہ

یہ واقعہ ۷ھ ہجری بعد صلح حدیبیہ کے ہوا جادو کا زور چالیس دن رہا ازالہ چھ ماہ کے بعد ہوا (اشعہ) [۱] یعنی حضور انور نے اس جادو کے دفع کے لئے بہت دعا فرمائی یہ تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی خوب خوب دعا کی [۲] یعنی میں نے رب سے دعا کی تھی کہ مجھے بیماری کیا ہے کس وجہ سے ہے اگر جادو ہے تو کس چیز میں کیا گیا ہے اور سامان جادو کہاں ہے رب نے مجھے پتہ بھی بتادیا اور دفعیہ کا طریقہ بھی [۳] یعنی دو فرشتے دو مردوں کی شکل میں میرے پاس آئے جب میں سو رہا تھا ایک میرے سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا اور انہوں نے آپس میں سوال جواب کئے میں سن رہا تھا وہ سب کچھ بتا گئے [۴] خیال رہے کہ کفار جو آپ کے متعلق کہتے تھے مسحور اس کے معنی تھے مجنون یعنی جو جادو کے زور سے بے عقل کر دیا گیا یہاں مطبوب کے معنی ہیں کہ جن پر جادو کیا گیا لہذا ان کے محور کہنے میں اور ان فرشتوں کے مطبوب کہنے میں بڑا فرق ہے واقعی حضور انور پر جادو کیا گیا تھا مگر اس سے حضور کی عقل و ہوش و حواس پر مطلقاً اثر نہیں ہوا صرف خیال پر اثر ہوا [۵] جادو کیا تھا لبید کی لڑکیوں نے مگر ان کی مدد لبید نے کی تھی اور کہا بھی اس نے تھا اس لئے لبید کا نام لیا گیا خیال رہے کہ لفظ طب کے بہت معنی ہیں ان میں سے ایک معنی جادو ہے یہاں اسی معنی میں ہے [۶] مشط کنگھی کے دندے کو کہتے ہیں اور مشاطہ سر یا داڑھی کے وہ بال جو کنگھی کرتے میں دندوں میں الجھ کر باہر آجاتے ہیں طلعہ کھجور کا نر درخت جب وہ غلاف جس میں کھجور کے پھول محفوظ ہوتے ہیں اکثر جادو کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں پر ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ ان بالوں کی حفاظت کرتے ہیں اولاً ان پر کچھ نقش نگار دیتے ہیں - پھر وہ بال کسی محفوظ جگہ میں ڈالتے ہیں [۷] اس کنویں کے تین نام ہیں ذروان - اروان - اور ذی اروان مختلف احادیث میں یہ مختلف نام آئے ہیں یہ کنواں مدینہ منورہ سے باہر ابو زریق کے باغ میں تھا - اب موجود نہیں تب

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ بِأَصْحَابِهٖ إِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَكَانَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَانَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتُخْرِجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ذوالخویصرہ نام تھا دادا کا

علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنویں تک گئے فرمایا یہ ہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے[1] اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح ہے اور گویا اس کے درخت سانپوں کے سر ہیں[2] پھر حضور نے اسے نکلوایا[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے[4] کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا[5] بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے[6]

ہی بند کر دیا گیا تھا۔ دیکھو مرقات وغیرہ۔

[1] معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں وہ کنواں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا بھی گیا تھا اور دکھایا بھی گیا تھا اس لئے اریتہا فرمایا [2] یعنی اس کنویں کا پانی نکالا نہیں جاتا تھا اس لئے پانی کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کنویں پر چوطرفہ کھجور کے درخت تھے۔ جس کی شاخیں سانپ کے پھن کی طرح ہوتی ہیں ان پر باریک اور لمبے کانٹے ہوتے ہیں۔ شیاطین سے مراد پھن والے سانپ ہیں [3] اس طرح نکلوایا کہ آپ سرکار کنویں کے کنارہ پر کھڑے رہے اور حضرت علیؓ و عمار کو کنویں میں اتارا انہوں نے جادو کا سامان نکالا موم کا حضورؐ کا پتلہ تھا جس میں گیارہ سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں اور بالوں میں گیارہ گرہیں تھیں اس جگہ اس وقت جبریل امین سورہ فلق اور سورۂ ناس لائے ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں حضور سرکارؐ ایک آیت پڑھتے تو پتلہ میں سے ایک سوئی نکل جاتی تھی اور بالوں کی ایک گرہ کھل جاتی تھی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جاتا تھا اس طرح گیارہ آیتیں پڑھنے پر گیارہ سوئیاں نکل گئیں اور گیارہ گرہیں کھل گئیں حضور انور بالکل صحت یاب ہو گئے (اشعۃ اللمعات) حضور انور نے اس یہودی سے بدلہ نہیں لیا [4] یہ واقعہ غزوہ حنین کا ہے جس میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ایمان لانے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت زیادہ عطا فرمایا حتی کہ ابوسفیان وغیرہم کو سو سو اونٹ عطا کئے یہ تقسیم مقام جعرانہ میں ہوئی فقیر نے حنین اور جعرانہ کی زیارات کی ہیں [5] یہ شخص پستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا بنی تمیم عرب کا مشہور قبیلہ ہے یہ منافق تھا جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ [6] اس منافق نے یہ لفظ دو معنی والا بولا بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ عطا میں برابری کیجئے ہر ایک کو یکساں دیجئے۔ مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجئے ظلم نہ کیجئے آپ ظلم کر رہے ہیں کہ حق دار کا حق مار کر غیر حقدار کو دے رہے ہیں

ذوالخویصرہ کا واقعہ فیصل

www.alahazratnetwork.org

اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّيْ اَضْرِبُ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ اِلٰى نَصْلِهٖ اِلٰى رِصَافِهٖ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ

حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کریگا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جاوے ۱۲ تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں فرمایا اسے چھوڑ دو ۱۳ کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا ۱۴ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اتریگا ۱۵ دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے کہ اس کی نوک اس کے پر اس کی قدح یعنی لکڑی اس کے نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں

یہ درحقیقت حضور کی نبوت کا انکار ہے نبی ظلم نہیں کر سکتے حضور انور اس کا یہ مقصد سمجھ گئے لہذا وہ جواب دیا جو آگے آرہا ہے (مرقات) ۱۲ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے عدل قائم فرمانے کے لئے رحمت عالم بنا کر بھیجا میری ذات سے۔ عدل۔ رحم۔ ایمان۔ عرفان قائم ہے اگر میں ہی عدل نہ کروں تو پھر تجھے امان و عرفان کیسے ملے گا تو تو بالکل ہی خائب و خاسر ہو جاوے گا بندے اور رب کے درمیان نبوت ہی تو ہے جس سے بندہ کا تعلق قائم ہے اگر نبوت کا واسطہ بیچ میں نہ رہے تو بندے رب سے کٹ جائیں گے خائب و خاسر ہوں گے۔ ۱۳ حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت اس لئے مانگی کہ وہ مرتد ہو گیا حضور انور کی گستاخی کر کے مرتد قابل قتل ہے حضور انورؐ کا منع فرمانا اس لئے ہے کہ حضور انورؐ کی نظر روح محفوظ پر ہے حضور جانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی یہ ہے کہ اس کی نسل سے خوارج وہابی پیدا ہوں نیز یہ قتل حضور انورؐ کا حق تھا جب حضورؐ نے اپنا حق خود ہی چھوڑ دیا تو قتل ختم ہو گیا آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو قتل کیا جاوے گا دیکھو مرقات۔ ۱۴ یعنی اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہو گی جن کی ظاہری نمازیں قرآن خوانی تمہاری نماز قرآن خوانی سے زیادہ ہو گی میں نے مقطد کے خوارج دیکھے ہیں ان کے برادران دینی وہابی دیوبندی یہاں دیکھنے میں آتے ہیں۔ بڑے نمازی مگر دین سے خارج حضور انورؐ کے سخت گستاخ و بدگو۔

۱۵ خوارج کے متعلق ہر جگہ یہ ہی آتا ہے کہ قرآن بہت پڑھیں گے آج بھی وہابی دیوبندی قرآن ہی بہت پڑھتے ہیں۔ ۱۶ رمیہ یعنی مرمیہ ہے وہ شکار جسے تیر سے شکار کیا جاوے وہ تیر اس شکاری جانور کے پورے جسم میں داخل ہو کر نکلتا ہے مگر اس پر خون گوشت گوبر پیشاب وغیرہ کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔

www.alahazratnetwork.org

فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ

کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہے[1] ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہوگا[2] یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خراج کریں گے[3] حضرت ابو سعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی ابن طالب نے ان لوگوں پر جہاد کیا[4]

[1] جیسے بندوق کے مختلف اجزاء کے مختلف نام ہیں بٹ سمال بٹ کراگری ایسے ہی تیر کے اجزاء کے بہت نام ہیں تیر کا اگلا نوک والا دھار والا لوہا نصل کہا جاتا ہے اس کے نیچے جو دو پر ہوتے ہیں انہیں نصاف کہتے ہیں اور تیر کی لکڑی قدح یا نفی کہلاتی ہے نصال کے نیچے کا حصہ قذذ کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے تمام اجزء کے ساتھ اس جانور کے سارے اجزاء میں سے ہو کر نکل جاتا ہے مگر خود اس کے خون وغیرہ سے رنگین نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وہ لوگ اسلام میں آکر اسلام سے نکل جائیں گے اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ جیسا آج دیکھا جا رہا ہے ان میں حافظ قاری۔ مولوی بہت مگر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں دین سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان خوارج کے دل گویا تیر کی نصل نوک ہے ان کے سینے گویا تیر کے پر ہیں ان کے بدن گویا تیر کی لکڑی ہے ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء گویا تیر کا قذف ہیں کہ وہ لوگ عبادات اور علوم میں بڑی مشقتیں کریں گے مگر انہیں فائدہ کچھ نہ ہوپہنچے گا (مرقات) خوارج کی تکفیر میں اختلاف ہے احادیث سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے (اشعہ)

[2] یعنی جب یہ فرقہ نکلے گا اس وقت ان کا سردار اس شکل کا ہوگا کہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا دوسرا ہاتھ نہ ہوگا بلکہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا اس لئے اس کا نام ذوالثدیہ ہوگا[3] خیال رہے کہ خوارج اگرچہ امیر معاویہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر حضرت علی مرتضی اور اہل بیت اطہار کے بڑے سخت دشمن ہیں حضرت علی سے ہی انہوں نے جنگ کی اس فرمان عالی میں اسی طرف اشارہ ہے اس میں یہ بھی بتا دیا کہ امیر معاویہ اور ان کی جماعت مومنین ہیں مگر ان جنگوں میں وہ حق پر نہیں حق پر حضرت علیؓ کی جماعت ہوگی اس لئے علیؓ خیر فرقہ ارشاد ہوا یہ ہے ہمارے حضورؐ کا علم غیب[4] جب حضرت معاویہ نے صلح کرنے کے لئے حکم یعنی جج منظور کر لئے حضرت علیؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ نے حضرت عمرو ابن عاص کو تو ان لوگوں نے کہا کہ علیؓ اور معاویہ دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا کوئی حکم مان مان لیا وہ اس آیت کے انکاری ہو گئے۔ انِ الحکم الا للہ ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبد اللہ ابن عباس کی

www.alahazratnetwork.org

وَاَتَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ

میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈا گیا اسے لایا گیا حتی کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا ۱؎ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری پیشانی گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا سر منڈا ہوا ۲؎ وہ بولا اے محمد اللہ سے ڈرو ۳؎ تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین

فہماش پر پانچ ہزار ان میں سے توبہ کر گئے حضرت ابن عباس نے یہ آیت پیش فرمائی فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا باقی پانچ ہزار ذوالفقار حیدری سے فی النار ہوئے ان کے چند آدمی بچے جن کی ذریت آج وہابیوں کی شکل میں ہمارے لئے وبال جان ہے یہ لوگ بھی ہر بات پر شرک کا فتوی جڑتے ہیں یہ شرک کا فتوے خوارج سے چلا ہے اب وہابیوں نے کتابیں شائع کی ہیں جن میں یزید ابن معاویہ کو برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے دیکھو ان کی کتب خلافت معاویہ و یزید اور خلافت رشیدہ ابن رشید حضرت امیر المومنین یزید صلے اللہ علی یزید (نعوذ باللہ)۔

۱؎ یعنی مجھے یہ فخر ہے کہ اس جہاد میں جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس جماعت مرتضوی کے بڑے فضائل ہیں ۲؎ یعنی جب جناب علی رضی اللہ عنہ اس جہاد سے فارغ ہوئے اور خارجیوں کی لاشیں بکھری دیکھیں تو فرمایا کہ ان کے سردار کی لاش تلاش کرو بعض روایات میں ہے کہ بار بار تلاش کرنے پر بھی اس کی لاش نہ ملی تو فرمایا قسم خدا کی اس کی لاش انہیں لاشوں میں ہے تمہاری تلاش میں کمی ہے محمد مصطفےٰ کا فرمان برحق ہے پھر اس مردود کی لاش بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں دبی ہوئی ملی بالکل وہ ہی علامات موجود تھیں جو حضور انور نے ارشاد فرمائی تھیں یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب۔

۳؎ اب بھی خوارج کی اور ان کی ذریت وہابیوں کی عموماً ڈاڑھی لمبی سر منڈا ہوا پیشانی پر سجدہ کے داغ گھٹنے پائجامے یا اونچے تہبند ہوتے ہیں خوارج کی یہ علامات دوسری روایات میں آئی ہیں اہل سنت کو چاہیئے کہ داڑھی ایک مشت سے زیادہ نہ رکھیں سر منڈانے کی عادت نہ ڈالیں ان لوگوں کی علامات سے بچیں حج کے سوا کبھی سر نہ منڈائیں کفار کی علامات سے بچیں۔

۴؎ اس بیہودہ بکواس میں دو گستاخیاں ہیں ایک تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف نام شریف سے پکارنا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے لا تجعلو دعاء الرسول الخ دوسرے حضور انور کے عمل شریف کو ظلم سمجھ کر حضور کو عدل و انصاف کی تبلیغ کرنا حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف

www.alahazratnetwork.org

رَجُلٌ قَدْ اَتَاهُ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضَئِيْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نہ جانو لہ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی لہ حضور نے منع فرمادیا جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگ قرآن ان کے گلے سے نہ اتریگا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دینگے لہ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردوں لہ (مسلم بخاری)

کے مرکز ہیں حضور کی بارگاہ سے خوف خدا عشق رسول لوگوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

لہ یعنی اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں ساری نعمتوں کا قاسم مجھے بنایا اللہ المعطی وانا قاسم اس نے مجھے امین بنایا ہے تب ہی تو تقسیم میرے سپرد کی ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔

لہ قتل کی یہ اجازت مانگنے والے حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ جیسا کہ پچھلی روایت میں گذرا اور حضور انور کی ممانعت کی وجہیں بھی وہاں ہی بیان ہوئیں اب ایسی بکواس کرنے والے کی سزا قتل ہی ہے کہ وہ مرتد ہے لہ اس غیب داں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے خوارج اور وہابی دیوبندی قرآن پر بہت زور دیتے ہیں سب کو قرآن کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں حتی کہ اپنی انجمنوں مدرسوں کے ناموں میں قرآن ضرور رکھتے ہیں اشاعت القرآن تبلیغ القرآن اپنے کو شیخ القرآن کہلواتے ہیں خیال رکھو کہ اگر دل میں قرآن والے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو قرآن سے صرف گمراہی ملتی ہے یضل بہ کثیرا ترجمہ قرآن ابوجہل ابولہب بھی جانتا تھا مگر کافر رہا لہ کیونکہ ان کی زبان پر قرآن ہوگا دل میں شیطان عالم دین وہ ہے جس کی زبان پر قرآن ہو دل میں حضور کا فیضان بغیر پاوے بجلی کی فٹنگ بے کار ہے یہ فیضان پاورہے جس کے لئے مدینہ منورہ سے کنکشن ضروری ہے یہ لوگ قرآن کو شکار کا جال بناتے ہیں۔ ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش دمے ۔۔۔ دام تزویر کمن چوں دگراں قرآں را!

لہ اس پیشگوئی کا مشاہدہ آج بھی ہو رہا ہے وہابیوں دیوبندیوں کی ننگ ملت مسلمانوں سے جی ہاں یہ ہی لوگ مسلم لیگ کے دشمن ہے کانگرس کے حامی پاکستان کے مخالف رہے ہندوستان کے حامی مسلمانوں کو مشرک بتاتے ہیں درگا مندھی جواہر لال پر پھول سے نثار حضور کو سلام پڑھنا شرک کہتے ہیں مگر کانگریس کے ترنگے جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔ جواہر لعل نہرو کو مرحبا یا نہرو رسول امن بندیوں نے ہی کہا ہے اس پیشگوئی کا مشاہدہ لہ یعنی جیسے قوم عاد ایسی تباہ کی گئی کہ ان کا ظہور بشر نہ رہا ایسے ہی ان کو قتل کرنا انکا ایک فرد بشر باقی نہ رہتا۔ خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل نہ کرنے دیا اسکی وجہ یہ تھی کہ ابھی شخص مسلمانوں کے مقابل نہ آیا تھا اسکی وجہ طاقت حاصل کرکے سلطان اسلام کے مقابل آویگی اسلئے اس وقت قتل کی مستحق ہوگی الحمدللہ یہ کام حضرت علی مرتضٰے کی تلوار نے کیا ؎

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن ۔۔۔ پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام!

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اسے دعوت دی [1] تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا ہوں [2] تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا گیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ رب سے دعا فرمائیں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے حضور نے کہا اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے [3] تو جب میں دروازے تک پہنچا تو وہ بند تھا [4] میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابوہریرہ وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک سنی انہوں نے غسل کیا پھر اپنی قمیص پہنی اور اپنے دوپٹہ سے جلدی کی [5] دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو رہا تھا

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو بھی تبلیغ کی جاوے جبکہ وہ کافر مشرک بت پرست ہوں یوں ہی اگر وہ مصیبت میں گرفتار ہوں تو بھی انہیں تبلیغ کی جاوے [2] یعنی میری ماں نے شان مصطفوی میں ایسی گستاخی کی جس کا خیال کرنا منہ سے نکالنا کسی کو سنانا بھی ناپسند کرتا ہوں [3] یعنی حضور کی دعا سنتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ میری ماں کو ضرور ہدایت ملے گی اور ان شاء اللہ ابھی ملے گی اس لئے میں خوش ہو کر قدرت خدا نظارہ کرنے اپنے گھر گیا [4] اور بہ بندش دروازہ خلاف عادت تھی اس لئے مجھے تعجب ہوا [5] یعنی میری والدہ خوشی خوشی دروازہ کھولنے اتنی جلدی آئیں کہ انہوں نے صرف تہبند اور قمیص ہی پہنی دوپٹہ نہ اوڑھا اسی حالت میں دروازہ کھولا اور مجھے کلمہ طیبہ سنایا اور مجھے اپنے ایمان کا گواہ بنایا۔

www.alahazratnetwork.org

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمُوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يُشْغِلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُشْغِلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ اِمْرَأً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ

حضور نے اللہ کا شکر کیا اور دعا خیر کی ۱؎ (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرمایا تم کہتے ہو ۲؎ کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں ۳؎ اور اللہ وعدہ والا ہے ۴؎ میرے مہاجر بھائیوں کو بازار میں چیخ پکار مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا ۵؎ میں ایک مسکین آدمی تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا ۶؎

۱؎ کہ خدا تعالیٰ ان کو دین پر استقامت دے معلوم ہوا کہ نومسلم کے لئے دعا استقامت کرنا سنت ہے ۲؎ اس کلام میں خطاب یا تو تابعین سے ہے یا اس زمانہ کے بقیہ صحابہ کرام سے جو یہ چہ می گوئیاں کرتے تھے۔ ۳؎ خیال رہے کہ ان صحابہ یا تابعین کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ بہت احادیث کی روایت کرتے ہیں بے اعتمادی یا اعتراض کے طور پر نہ تھا بلکہ تعجب سے تھا کہ انہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک صرف چار سال میسر ہوئی۔ مگر ہزاروں حدیثیں آپ نے روایت کیں دوسرے صحابہ بہت زیادہ صحبت پاک میں رہے حضرت صدیق اکبر عمر بھر ساتھ رہے مگر ان سے مروی روایات تھوڑی ہیں تعجب ہے آپ پر جھوٹی احادیث گھڑ لینے کا شبہ نہیں ہو سکتا کہ صحابہ سارے عادل ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے گناہوں جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھا ہے چہ جائیکہ وہ اللہ رسول پر جھوٹ بولیں۔

۴؎ یہ عبارت دو طرح پڑھی جا سکتی ہے واللہ الموعد دونوں کو کسرہ واو قسمیہ یعنی وعدہ فرمانے والے یا ڈرانے والے رب کی قسم میں ایک ایک لفظ درست روایت کرتا ہوں دوسرے واللہ الموعد دونوں کو پیش یعنی مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنائے ان وعیدوں کی پیش نظر میں کیسے حضور پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔

۵؎ یعنی میری کثرت احادیث کی وجہ مجھ سے ہی سنو مہاجرین و انصار میں سے کوئی صاحب بھی حضور انور کے پاس ہر وقت نہیں رہتے تھے مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے ہوتے تھے کہ وہ حضرات عموماً تاجر لوگ تھے انصار حضرات باغوں کھیتوں والے تھے انہیں اپنے باغوں کھیتوں میں رہنا پڑتا تھا وہ حضرات خاص اوقات میں ہی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۶؎ یعنی مجھے دنیاوی کوئی کام نہیں تھا حضور کی خدمت میں رہنا میرا مشغلہ تھا چہرہ انور تکتے رہنا میرا کاروبار تھا حضور کا آستانہ میرا بازار تھا یہ ہی میرا باغ و بہار تھا۔

www.alahazratnetwork.org

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ ھٰذِہٖ ثُمَّ یَجْمَعُہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ فَیَنْسٰی مِنْ مَّقَالَتِیْ شَیْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُّ نَمِرَۃً لَیْسَ عَلَیَّ ثَوْبٌ غَیْرُھَا حَتّٰی قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَہٗ ثُمَّ جَمَعْتُھَا اِلٰی صَدْرِیْ فَوَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِیْتُ مِنْ مَّقَالَتِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتیٰ کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں پھر وہ اپنے سینے سے لگالے پھر کبھی میرا کوئی کلام بھول جاوے [1] چنانچہ میں نے کمبل پھیلا دیا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا [2] حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کرلیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگالیا تو اس کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور کا کوئی فرمان نہ بھولا [3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے [4] فرماتے ہیں

[1] یعنی ایک دن دریاء عطا موجزن تھا لوگوں کو قوت حافظہ تقسیم فرما رہے تھے فرمایا کوئی ہے جو اپنا کپڑا بچھائے ہم ایک دعا پڑھتے ہیں جب وہ دعا ختم ہوجائے تو وہ یہ ہی کپڑا اپنے سینے سے لگائے ان شاء اللہ اس کا حافظہ بہت ہی قوی ہوجائے گا خیال رہے کہ تھوڑی چیز ہاتھ پھیلا کرلی جاتی ہے مگر بڑے سخی کی بڑی عطا چادر پھیلا کر سمیٹی جاتی ہے یہاں چادر پھیلانے کا حکم دیا کیا معلوم ہوتا ہے عطا بڑی ہے خیال رہے کہ قوت حافظہ انسان کی ایک صفت ہے جو قدرتی طور پر لوگوں کو عطا ہوتی ہے کوئی قوی حافظے والا ہوتا ہے کوئی ضعیف حافظہ والا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صفات انسانیہ بھی عطا فرماتے ہیں بحکم پروردگار ؎

مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے دلائیں دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابوہریرہ کوئی دنیاوی بات بھولیں تو بھولیں میرا کلام کبھی نہ بھولیں گے [2] نمرہ نون کے فتحہ اور میم کے کسر سے وہ ادنی کمبل جس میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوں اس وقت سر سے پاؤں تک آپ صرف یہ ہی کمبل اوڑھے تھے اور کوئی کپڑا آپ کے پاس نہیں تھا اکیلے تھے یہ ہی اتار کر بچھا دیا ضرورۃً برہنہ ہونا جائز ہے [3] خیال رہے کہ حضور کا ہر عضو بارگاہ اللہ کے خزانوں کا دروازہ ہے کسی کو دم کرکے نعمتیں بخش دیں کسی کو نظر سے کسی کو ہاتھ سے کسی کو زبان شریف سے یوں ہی ہر جگہ حضور کا دروازہ عطا ہے جہاں رہ کر بھکاری اپنا ہاتھ پھیلائے وہاں ہی عطا ہوجاتی ہے سورج کا نور کسی خاص جگہ میں نہیں۔ جہاں بھی موجود ہو سحاب میں سے نکل آؤ نور پاجاؤ گے اعلیحضرت نے فرمایا۔

منگنے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول و عرض میں صرف ہاتھ بھر کی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ فَقُلْتُ بَلٰی وَکُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ یَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِیْ مِائَۃٍ وَّخَمْسِیْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے ۱؎ میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور نے اپنا ہاتھ شریف میرے سینہ پر لگا دیا حتی کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا ۲؎ اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے ۳؎ فرمایا اسکے بعد اپنے گھوڑے سے نہ گرا پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس سے تھے ۵؎

مولانا حسن رضا خانصاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔ جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری ؛ وہ ہی در ہے داتا کی دولت سرا کا ۔ ۱؎ آپکا نام جریر ابن عبداللہ ہے کنیت ابو عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال اسلام لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات شریف سے چالیس دن پہلے ایمان لایا پھر عرصہ تک کوفہ میں رہے پھر شہر قرقیسیا میں رہنے لگے وہاں ہی ۵۱ھ کو ایک دن میں وفات پائی (اکمال) اللہ نے آپکو صورت و سیرت دونوں کا حسن بخشا تھا (اشعہ) ۲؎ کفار یمن کا ایک قبیلہ تھا خثعم انہوں نے کعبہ معظمہ کے مقابل اپنے ہاں ایک کعبہ بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ رکھا تھا خلصہ بال رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص درخت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کے ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی اس کا طواف و حج بھی نہ کرنے لگیں اسلام تا قیامت رہے گا اس لئے اس کا انتظام بھی قوی چاہئے اس لئے حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر فنا کر دو ۳؎ دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی حضرت ابوہریرہ کو زبانی کلمات کے ذریعہ قوت حافظہ بخشی اور حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوت قلبی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی ہتھیلی اور قدم شریف کی ٹھنڈک ان سے ہی پوچھو جنہیں ایسے موقع ملے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

دل کو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود ۴؎ یہ بے سوال سے زیادہ عطا حضرت جریر نے صرف قوت قلبی مانگی تھی مگر تین نعمتیں عطا ہوئیں قوت قلبی اور ہدایت پر قائم رہنا لوگوں کو ہدایت دینا کہ ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آویں ۵؎ یعنی اس ہاتھ شریف کی برکت سے میں بقیہ عمر کبھی گھوڑے سے نہ گرا ۔

تو مرا دل وہ و دلیری بہیں روبہ خویش خواں و شیری بہیں

حضور مجھے دل بخشو میری دلیری دیکھو مجھے اپنا گیدڑ کہہ دو پھر میری شیری و بہادری دیکھو ۔

ومن یک من رسول اللہ نصرتہ ان تلقہ الاسد فی اجامھا نجم

۵؎ احمس قریش کا ایک خاندان ہے یہ لفظ بنا ہے حماسۃ سے معنی شجاعت و بہادری اس خاندان کو احمس اسلئے کہتے تھے کہ یہ لوگ دین و دنیا میں بڑے

www.alahazratnetwork.org

فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَاْنُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ذی الخلصہ کو آگ سے جلا دیا اور اسے ڈھا دیا ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا ۲ اور مشرکین سے جا ملا ۳ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی ۴ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ مرا تھا اسے باہر پھینکا ہوا پایا پوچھا اس میت کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بارہا دفن کیا اسے زمین نے قبول نہ کیا ۵ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

مانے جاتے تھے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ بہت سی مشرکانہ رسوم سے محفوظ تھے جیسے زمانہ حج میں گھروں میں پیچھے سے آنا ۔

۱ غالباً کفار مین کی جرأت ہی نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرتے ان حضرات نے اس ذوالخلصہ میں پہلے تو آگ لگائی پھر اسے ڈھا کر پھینک دیا اور ایسا فنا کیا کہ اب تک وہ نہ بنایا جا سکا ۔ سلطان محمود غزنوی نے سومنات مندر تباہ کیا پھر انڈیا نے وہ مندر بنایا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان پاکستان نے اسے پھر تباہ کر دیا خدا اسے کبھی آباد نہ ہونے دے ہمارے پاکستان کو دائم قائم رکھے ۔

۲ یہ ایک عیسائی آدمی تھا جو پہلے مسلمان ہوا اور بارگاہ عالی میں اتنا قرب حاصل کر گیا کہ حضور کے ہاں کاتب وحی ہو گیا پھر مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اللہ کی پناہ ابلیس نے بہت قرب الٰہی حاصل کیا پھر مارا گیا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ عبداللہ ابی سرح تھا مگر یہ درست نہیں معلوم ہوتا وہ مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تھا (از مرقات)

۳ اس نے مشرکین سے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں سکھاتا تھا جو میں بتاتا تھا وہ ہی وحی کر کے لکھ لیا جاتا تھا ۔ نعوذ باللہ ۔

۴ یعنی یہ عنقریب کافر ہی مریگا اور اس کی لاش قبر میں نہ رہ سکے گی بلکہ اسے نکال پھینکے گی اس میں تین غیبی خبریں ہیں جو ہو بہو پوری ہوئیں ۔

۵ اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی حضور کے دوست و دشمن کو پہچانتی ہے اور حضور کے حکم کے تابع ہے کہ جیسا حضور نے فرمایا بالکل ویسا ہوا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اسے شیر پھاڑے گا ایسا ہی ہوا کہ ایک شیر نے سب کے منہ سونگھے اس کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ ڈالا ۔

www.alahazratnetwork.org

وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفَنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَظِيْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تشریف لے گئے سورج ڈوب چکا تھا[1] حضور نے آواز سنی تو فرمایا کہ یہود اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں[2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کیے دیتی تھی[3] رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے[4] پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار تھا مرچکا تھا[5] (مسلم) روایت ہے

[1] غالباً یہ واقعہ مدینہ منورہ ہی کا ہے حضور مدینہ سے باہر بعد غروب تشریف لے گئے صحابہ کرام ساتھ تھے تو حضور انور نے بھی اور ساتھیوں نے بھی عجیب آوازیں سنیں یہاں صوت اسم جنس ہے جو ایک اور زیادہ سب کو شامل ہے [2] یہاں دو معجزوں کا ظہور ہے ایک تو صحابہ کرام کو مردہ یہود کی آوازیں سنا دینا دوسرے پہچان لینا اور بتا دینا کہ یہ عذاب کی آوازیں ہیں یا تو عذاب دینے والے فرشتوں کی آوازیں ہیں یا عذاب پانے والے یہود کی حضور خچر پر سوار تھے اس نے دو قبروں کا عذاب دیکھ لیا اور بدک گیا وہاں خچر کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے یہاں صحابہ کے کانوں سے حجاب ہٹا دیئے اسی طرح جس ولی کے سر پر حضور ہاتھ رکھ دیں اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں ۔ مولانا فرماتے ہیں ۔

سرمہ کن در چشم خاک مصطفٰے تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہاء

[3] عرب کے جنگلوں میں کبھی خونی آندھیاں آتی ہیں جو سواروں کو مع سواری ریتے میں دفن کر دیتی ہیں مگر یہ آندھی آج مدینہ منورہ کے بالکل قریب آئی اس لئے ہم کو تعجب ہوا کہ یہاں یہ آندھی کیسی ۔

[4] یعنی یہ تیز ہوا غضب ربانی کے اظہار کے لئے ہے جو صرف اسی منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے تاکہ لوگوں کو اس منافق کی موت اس کے عذاب پر مطلع کیا جاوے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چاند سورج کسی کے مرنے جینے پر نہیں گہنتے ۔

[5] بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ منافق رفاعہ ابن زید تھا اور یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا بعض نے فرمایا کہ وہ منافق رافع تھا اور سفر غزوہ بنی مصطلق تھا (مرقات) اس موت پر ہوا چلنا بھی حضور انور کا معجزہ ہے کہ ہوا نے حضور کو اس منافق کی موت کی خبر دی اور حضور انور کا اس کی موت کو پہچان لینا بھی معجزہ ہے کہ یہ آندھی اس کی موت کی بنا پر چلی ۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِھَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ ھٰھُنَا فِیْ شَیْءٍ وَاِنَّ عِیَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَا نَاْمَنُ عَلَیْھِمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِی الْمَدِیْنَۃِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْہِ مَلَکَانِ یَحْرُسَانِھَا حَتّٰی تَقْدَمُوْا اِلَیْھَا ثُمَّ قَالَ اِرْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَوَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِیْنَ دَخَلْنَا الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی اَغَارَ عَلَیْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا یُھَیِّجُھُمْ

حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ عسفان پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا [1] لوگ کہنے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور ہمارے بال بچے اکیلے ہم سے غائب ہیں [2] ہم ان پر مطمئن نہیں یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں [3] حتیٰ کہ ہم لوگ وہاں پہنچے پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے اس کی قسم کھائی جاتی ہے [4] کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو ابھی ہم نے اپنے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر بنی عبداللہ ابن غطفان نے حملہ کر دیا [5] حالانکہ اس سے پہلے انہیں

[1] یعنی ہم مدینہ منورہ واپس ہوتے وقت مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلے اور منزل عسفان پر چند روز قیام پذیر ہو گئے عسفان مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے اب راستہ میں یہ منزل نہیں آتی یہ پتہ نہیں لگا کہ عسفان میں یہ قیام کیوں ہوا شاید کسی دشمن کا انتظار ہوگا جو کہ وہاں نہ پہونچا [2] خلوف جمع ہے خالف کی جس کا مادہ ہے خلف بمعنی پیچھے جیسے راقد کی جمع رقود۔ قاعدہ کی جمع قعود۔ خلوف گھر میں رہ جانے والی عورتیں بچے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں (مرقات) یعنی ہم لوگ یہاں بلاضرورت ٹھہرے ہوئے ہیں ہمارے گھروں میں بال بچے اکیلے جن سے ہم غائب ہیں دشمنوں کا خطرہ ہے یہ گفتگو بعض ضعفاء مومنین کی ہے [3] یعنی ہم اپنے بال بچوں سے غائب ہیں مگر بہت سے فرشتے ان کی نگرانی کر رہے ہیں نقب یعنی راستہ اور شعب پہاڑی راستہ یہاں مراد ہے مدینہ کے راستہ اور گلی کوچے [4] یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم جس کی قسم کھانا شریعت میں بلا کراہت درست ہے۔ یا جس کے نام کی شرعی قسم کھائی جاتی ہے جس پر شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں خیال رہے کہ غیر خدا کی قسم لغوی قسم ہوتی ہے نہ کہ شرعی اس پر احکام شرعی جاری نہیں ہوتے جیسے باپ کی قسم اولاد کی قسم۔

[5] یعنی بنی غطفان اگر ہماری غیر موجودگی میں حملہ کر دیتے تو ہمارے بچوں بیویوں کو بہت تکلیف پہونچ جاتی کہ وہ اکیلے تھے اس وقت انہیں حملہ کرنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ تھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کی حفاظت ان کو حملہ سے روکے رہی ۱۹۶۵ء میں بھارت نے رات کے ڈھائی بجے لاہور پر حملہ کیا جب کہ پاک سرحد پر کوئی نہ تھا مگر انہیں خیال ہوا کہ شاید ہم گھیرے میں آ رہے ہیں کہ ہمارے سامنے راستے سڑکیں صاف ہیں رک گئے پھر پاک فوج پہونچ گئی

www.alahazratnetwork.org

قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ

کوئی چیز نہیں بھڑکاتی تھی (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کہ ایک دیہاتی اٹھا بولا یارسول اللہ مال برباد ہوگیا اور بچے بھوکے ہو گئے ۱؎ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیں تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے ۲؎ ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے ۳؎ تو اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور نے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا پھر حضور اپنے منبر سے نہ اترے تھے کہ میں نے

اور صبح ہوتے ہوتے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے انہیں سخت جانی و مالی نقصان پہنچا کر پیچھے دھکیل دیا۔ یہ ہے اللہ کی نصرت اس موقعہ پر حضرات اولیاء اللہ معرکہ میں دیکھے گئے بعض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عین محاذ جنگ پر۔ امام حسین۔ داتا گنج بخش۔ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری خود بموں کو دفع کرتے دیکھے گئے۔ مدینہ منورہ میں لوگوں نے خواب دیکھا کہ حضور انور بہت تیزی سے روضۂ اطہر سے نکلے اور روانہ ہونے لگے پوچھا حضور کہاں جارہے ہیں فرمایا پاکستان وہاں جہاد ہو رہا ہے۔ اللھم صل وسلم وبارك عليه۔ اللہ نے حضور کے غلاموں پاکستانیوں کو وہ فتح دی کہ اس کی مثال نہیں ملتی حالانکہ بھارتی فوج پانچ گنا زیادہ تھی یہ حدیث ان سب واقعات کی اصل ہے۔

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کرنا انہیں اپنے دکھ درد سنانا سنت صحابہ ہے ہم بھی عرض کر سکتے ہیں کہ یارسول اللہ گناہوں نے ہماری پیٹھ توڑ دی پناہ۔ دو مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

ان دکھڑے سنانے کی اصل یہ حدیث ہے صحابہ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا بارش نہ کری حضور سے دعا کے لئے عرض کیا معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں اور حضور کی دعا میں فرق ہے۔ ۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لئے نماز استسقاء پڑھنا شرط نہیں ہے صرف دعا بھی استسقاء ہے یہ امام اعظم کی دلیل ہے۔ امام اعظم نماز استسقاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ اسے شرط نہیں مانتے دیکھو حضور نے صرف دعا کی اور بارش آگئی یہ بھی معلوم ہوا کہ عین خطبہ جمعہ میں دعا مانگ سکتے ہیں ۳؎ قزعہ بادل کا چھوٹا ٹکڑا یعنی آسمان بالکل صاف تھا شیشہ کی طرح۔

www.alahazratnetwork.org

الْمَطَرِ يَنْحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتّٰى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَدَّ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ

آپ کی داڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی ۱؎ پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہ ہی بدوی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے آپ اللہ سے دعا کریں ۲؎ تو حضور نے عرض کیا یا الٰہی ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا ۳؎ پھر آپ بادل کے کسی گوشہ کی طرف اشارہ نہ فرماتے مگر وہ چر جاتا ۴؎ اور مدینہ تالاب کی طرح ہو گیا ۵؎

۱؎ اللہ اکبر دعا تھی یہ کہ تیر تھا ہو قبولیت کے نشانہ پر لگا خطبہ ختم ہونے سے پہلے بادل جمع بھی ہو گیا اور برس بھی پڑا۔ مسجد کی چھت ٹپکنے بھی لگی، حضور کے رخسار پر قربان ہو کر گرنے بھی لگی اللھم صل وسلم وبارك علیه یارسول اللہ ہمارے خشک دلوں پر بھی کرم کی بارش برسا دو۔ شعر

انا فی عطش وسحابك انتم اے گیسوے پاک اے ابر کرم برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

۲؎ صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ جن کی دعا بارش لائی ہے انہی کی دعا ہٹائے گی اس لیے بارش تھمنے کی دعا خود نہ کی بلکہ حضور انور سے دعا کرائی۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ بارش اگر مضر ہو تو اس کے بند کرنے کی دعا کرنا جائز ہے بارش حد میں ہو تو رحمت ہے اور حد سے بڑھ جاوے تو زحمت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بارش رحمت ہے اس کے رُکنے کی دعا نہیں کرنا چاہیئے غلط ہے ۴؎ حضور انور نے دعا کے بعد اپنے اختیار خداداد کا اظہار بھی کیا کہ ایک بار اسی انگلی کے اشارے سے چاند چیر دیا تھا اسی اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج خیبر میں واپس لوٹایا تھا اسی انگلی کے اشارہ سے چھایا ہوا بادل پھاڑ دیا اور اسے واپس لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہوا دی گئی تھی وسخرنا له الریح تجری بامرہ۔ حضور کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵؎ زمین مدینہ میں پانی ایسا بھرا تھا جیسے تالاب میں بھرا ہوتا ہے اس پانی پر اب دھوپ پڑھ رہی تھی۔ (مرقات) یا جوبہ کے معنی ہیں بڑی گیند یعنی مدینہ کے اوپر آسمان گیند کی طرح ہو گیا کہ یہاں بادل کوئی نہیں آس پاس بادل تھا اور ضرورت کی جگہ برس رہا تھا (اشعہ) جو فرمایا تھا بادل نے وہ ہی عمل کیا۔

www.alahazratnetwork.org

وَسَأَلَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجُوْدِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ إِلٰى جِذْعٍ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى

اور وادی قناۃ ایک مہینہ تک بہتی رہی ۱؎ کسی طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی ۲؎ اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی ہم پر نہ برسا ہمارے آس پاس برسا ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور جنگلوں کے اندروں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا ۳؎ فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے ۴؎ (بخاری مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک ڈنڈے سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا ۵؎ پھر جب حضور کے لیے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس ڈنڈے کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے وہ بیخ پڑا حتی کہ قریب تھا کہ چر جاوے ۶؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے حتی کہ....

۱؎ قناۃ ایک جنگل کا نام ہے اس میں پہاڑی پانی آتا تھا گویا یہ ایک نالہ تھا جو ویسے خشک رہتا تھا بارش میں بہتا تھا فرماتے ہیں کہ اتنی بارش ہو چکی تھی کہ ایک ماہ تک پہاڑ سے پانی اس جنگل میں آتا رہا اور یہ نالہ برابر بہتا رہا ۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ اولا بارش صرف مدینہ منورہ پر ہوئی پھر دوسری دعا سے ارد گرد مقامات پر ہوئی اور دوسری دعا کے بعد لوگ جس طرف سے بھی آئے بارش کی خبر لائے۔ حضور کا فیضان عام ہوا جس سے دور نزدیک سب نے فائدہ اٹھایا۔ شعر

کرم سب پہ ہے کوئی ہو کہیں ہو تم ایسے رحمۃ للعلمین ہو

۳؎ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ پچھلی روایت میں اجمال ہے اس میں تفصیل ۴؎ گزشتہ جمعہ کو یہ حضرات دھوپ میں مسجد میں آئے تھے بارش لے کر گھروں کو گئے تھے آج اس کے برعکس بارش میں مسجد شریف آئے دھوپ میں گھر گئے ۵؎ اس ستون کا نام اسطوانِ حنانہ ہے حنانہ بنا ہے حنین سے یعنی بار بار آواز سے رونا یہ ستون محراب النبی کے بائیں طرف بالکل متصل ہے اب وہاں اینٹ کا ستون ہے اسے اسطوان حنانہ ہی کہتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منبر نہیں بنا تھا حضور انور زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے تھے ۶؎ رونے کی یہ آواز تمام صحابہ نے سنی یہ ستون کیوں رویا اس کے متعلق بعض ظاہر بین لوگوں نے کہا ہے کہ وہ

www.alahazratnetwork.org

اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ

اسے پکڑا اپنے سے چمٹایا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چپایا جاوے لہ حتی کہ قرار پکڑ گیا راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتا تھا ۱۲ (بخاری) روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا ۲ تو فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا

ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اب اس سے محروم ہوگیا لہذا ذکر کی محرومی پر رویا یہ محض غلط ہے آج ہم لوگ بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں ستون کیوں نہیں روتے۔ نیز خطبہ کی آواز تو اب بھی اس ستون تک آرہی تھی کہ وہ منبر سے بالکل ہی قریب تھا نیز پھر وہ حضور کے سینہ سے لگا لینے پر خاموش ہوگیا وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے کہا۔ شعر

مسندت من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی

در فراق تو مرا چوں سوخت جان — چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں

یہ گریہ وزاری اس لیے تھا کہ وہ جمعہ کے دن پشتِ پاک مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے بوسہ لیتا تھا آج اس وصال کی نعمت سے محروم ہوگیا اس فراق پر رویا +

لہ یعنی جب حضور انور نے اس ستون کو اپنے سینۂ پاک سے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگا۔ جیسے روتے بچے کو ماں سینے سے لگائے تو وہ خاموش ہونے سے پہلے سسکیاں بھرتا ہے۔ اس واقعہ سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حسینان جہاں صرف انسانوں کے محبوب رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انوکھے حسین ہیں کہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دیکھو لکڑیاں فراق میں گریہ وزاری کر رہی ہیں دوسرے یہ کہ سارے حسینوں کا یہ حال ہے کہ انہیں دیکھا ہزاروں نے مگر عاشق ہوا، ایک حسن یوسف کی عاشق صرف زلیخا۔ لیلیٰ پر فریفتہ صرف مجنوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسے حسین ہیں کہ آج انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں مگر جاں نثار عاشق لاکھوں حسن یوسفی صرف بازار مصر میں چمکا، حسن محمدی ہر جگہ تا ابد چمک رہا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں — سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

۲ یہ حاشیہ آرائی صرف قتادہ کی ہے کہ ستون ذکر الٰہی پر روتا تھا مگر قتادہ صاحب کے ذکر پر کبھی کوئی ستون نہیں رویا یہ غلط ہے فراق رسول میں روتا تھا خواجہ حسن بصری جب یہ حدیث پڑھتے تو بہت روتے تھے فرماتے تھے کہ حضور کے عشق میں خشک لکڑی روئی تم اس لکڑی سے کم نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ چاند چرنے اور ستون کے رونے کی حدیثیں معنیً متواتر ہیں لفظاً مشہور مستفیض ہیں (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ ستون قرب رسول فوت ہونے پر رویا تھا ۳ زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا +

www.alahazratnetwork.org

قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اِسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَزِعُوْا مَرَّۃً فَرَکِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَۃَ بَطِیْئًا وَکَانَ یَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَکُمْ ھٰذَا بَحْرًا اَوْ کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ لَا یُجَارٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَلْیَوْمَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّیَ اَبِیْ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰی غُرَمَآئِہٖ اَنْ یَّاْخُذُوْا

وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا[1] اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا راوی نے فرمایا کہ پھر وہ یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا[2] (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایکبار اہل مدینہ گھبرا گئے[3] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے سست گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ اڑتا بھی تھا[4] جب حضور لوٹے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا[5] پھر اس کے بعد وہ گھوڑا نہیں مقابلہ کیا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے نہ رہا[6] (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی[7] ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرضخواہوں سے درخواست کی وہ

[1] اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہونچتا اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آسکے گا معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔

[2] وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کہ چھوڑ دیا

[3] یعنی مدینہ والوں میں شور مچ گیا کہ دشمن آگیا خیال ہوا کہ خیان اپنی شامی فوج لے کر مدینہ پر ٹوٹ پڑا، اس خیال سے ایک دم گھبراہٹ ہو گئی (اشعہ و حاشیہ) [4] کان یقطف یا تو بطیئًا کا بیان ہے یعنی وہ گھوڑا قریب قریب قدم رکھتا تھا یا بمعنی اڑیل ہے کہ وہ بمشکل قدم اٹھاتا تھا۔ یعنی سست رفتار بھی تھا اور اڑیل بھی [5] یعنی یہ گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار بھی ہے اور بسک رفتار بھی کہ سوار کو اس کی رفتار سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی معلوم ہوا جس پر حضور کا قدم پہنچ جاوے وہ سست ہو تو تیز ہو جاتا ہے [6] یعنی حضور انور کا یہ فیض اس گھوڑے پر وقتی نہ تھا بلکہ دائمی ہوا کہ آئندہ تاحین حیات وہ گھوڑا کبھی کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہا سب سے آگے ہی رہتا تھا [7] وفات سے مراد شہادت کی موت ہے کیونکہ حضرت جابر کے والد عبداللہ غزوہ احد میں شہید ہوئے ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے وفات کے معنی ہیں پورا کرنا کافر کی موت سے اس کی ڈھیل و مہلت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں وہ پکڑ میں آتا ہے مومن کی موت سے اس کی کام کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں آرام و انعام شروع ہوتا ہے اللہ والوں کی موت سے ان کی انتظار کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں انھیں وصال یار نصیب ہوتا ہے اس لیے ان کی وفات کو وصال یا عرس کہتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

التَّمْرِ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أَغْرَوْا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي أَصْحَابَكَ

اپنے قرض کی عوض موجودہ چھوارے لے لیں انہوں نے انکار کیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرضخواہ دیکھیں فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھواروں کا ایک ایک طرف ڈھیر لگا دو میں نے یہ کام کر دیا پھر میں نے حضور کو بلایا جب قرضخواہوں نے حضور کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک گئے پھر جب حضور نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ

۱ یعنی باغ میں جس قدر چھوارے پیدا ہوں وہ وصول کر لیں باقی قرضہ معاف کر دیں ان پر قرضہ بہت زیادہ تھا اور موجودہ پھل بہت تھوڑے ۲ یہ قرض خواہ سارے یہودی تھے بھلا یہود میں اتنا حوصلہ کہاں سے آیا (مرقات) انہوں نے کہا کہ ہم چند سال تک تمہارے باغ کی ساری پیداوار وصول کرتے رہیں گے اپنا قرض پورا وصول کریں گے ۳ ممکن ہے کہ یہود مدینہ آپ کو دیکھ کر کچھ غیرت کریں اور موجودہ پیداوار لے کر بقیہ قرض معاف کر دیں معلوم ہوا کہ قرض کی معافی میں کوشش کرنا بحالت مجبوری جائز ہے ۴ مدینہ منورہ میں قریبًا اسی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں آپ کے باغ میں بہت قسم کی کھجوریں تھیں فرمایا ہر کھجور کا علیحدہ ڈھیر لگا دو تاکہ ادا قرض میں آسانی ہو اور بعد میں چھانٹنے میں دیر نہ لگے اور ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جاویں ۵ اغروبی کے بہت معنی کیے گئے ہیں مرقات نے بھڑکنے کے معنی کئے یعنی مجھ پر ان کا غصہ تیز ہو گیا وہ سمجھے کہ یہ قرض تو ادا کرتے نہیں سفارش لا کر ہمارا نقصان کرنا چاہتے ہیں ۶ حضور انور کا اس بڑے ڈھیر کے گرد تین بار پھرنا اس میں برکت و فیض دینے کے لیے تھا تاکہ ہر طرف سے اس میں برکت پہنچے یہ شرعی طواف نہیں وہ تو عبادت ہے اور سوائے کعبہ معظمہ کے کسی کا شرعی طواف جائز نہیں بعض لوگ برکت حاصل کرنے کے لیے بزرگ کی قبر کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ بعض لوگ اس قبر کے تعویز پر پانی کا برتن گھماتے ہیں برکت کے لیے ان دونوں کاموں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل شرک نہیں مگر عوام مسلمانوں کے سامنے یہ کام نہ کرے کہ لوگ شرعی طواف اور اس طواف میں فرق نہ کریں گے قبر کا طواف ہی شروع کر دیں گے اس کا خیال رہے ۷ حضور انور کا اس ڈھیر پر بیٹھنا برکت لازم کر دینے کے لئے تھا۔ بعض لوگ بزرگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں ان کی تشریف آوری کو برکت کا باعث سمجھتے ہیں ان کے بیٹھنے کی جگہ کو مبارک سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے اللہ کے مقبول بندوں کے قدم میں برکت ہے وجعلنی مبارکا اینما کنت

www.alahazratnetwork.org

فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِي اَمَانَتَهُ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعَ اِلٰى اِخْوَانِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَاحِدَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تَهْدِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْتَاْدِمُوْنَ الْاُدْمَ وَ

پھر آپ ناپ کر اتے رہے ان سب کے لیے حتیٰ کہ اللہ نے میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کر دیا اللہ میں اس پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کر دے میں اپنی بہنوں کو ایک چھوارا بھی نہ پہنچاؤں مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے گویا اس میں سے ایک چھوارا بھی کم نہیں ہوا[1] (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ام مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ڈبہ میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں[2] ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان

دعائے درویشاں رد بلا قدم درویشاں حمت خدا صحابہ کرام حضور انور سے اپنے گھروں میں دو رکعت نفل پڑھواتے اور اس جگہ کو مصلی بنا لیتے تھے۔

[1] ایک ڈھیر سے ہی سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ دوسرے ڈھیروں کی نوبت ہی نہ آئی اور اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ویسا کا ویسا ہی رہا یہ ہے حضور کے قدم شریف کی برکت [2] یہ کھجوریں اتنی تھیں ہی نہیں کہ ان سے قرضہ پورا ادا ہوتا اس لیے یہ میری تمنا تھی معلوم ہوا کہ سعادت مند بیٹا وہ ہے جو باپ کے بعد اس کا قرض ادا کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابیت۔ جہاد۔ شہادت سب مل کر بھی حق العبد معاف نہیں کراتیں وہ تو ادا کرنا ہی ہوگا افسوس کہ آج ہم لوگ حقوق العباد مار لینے میں بڑے بہادر ہیں۔ [3] خیال رہے کہ ان قرض خواہوں کی حضرت عبداللہ پر مختلف قسم کی کھجوریں قرض تھیں کسی کی عجوہ تھیں کسی کی صفاوی کسی کی برنی تھیں حضور انور نے ان سب کو اعلیٰ درجہ کی کھجوریں ادا کیں یہ ڈھیر بڑا بھی تھا اور اعلیٰ درجہ کا بھی اعلیٰ درجہ سے قرض ادا کرنا سنت ہے اس لئے حضور انور نے ہر قسم کی کھجور کے الگ ڈھیر لگوائے تھے تاکہ ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جاویں مگر سب کو اعلیٰ ہی ملیں۔

[4] یعنی ایک ڈبہ میں حضور انور کی خدمت میں گھی ڈال کر بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا کرتی تھی گھی کو نسبت ہو جاتی تھی، حضور سے اور ڈبہ کو اس گھی سے اس دور کی نسبت نے بھی رنگ دکھا دیا۔

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حضرت جبریلؑ کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان ڈال دی تھی۔ شعر

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

www.alahazratnetwork.org

لَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تَهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا

کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو اس میں گھی پاتیں تھیں ۱؎ ان کے لیے ان کے گھر کا سالن رہا ۲؎ حتیٰ کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا ۳؎ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا ۴؎ (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سی سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں ۵؎ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے

۱؎ سبحان اللہ اس ذات کریم سے نسبت سے خالی بھی بھر جاتے ہیں اس ڈبہ کو حضور انور سے صرف اتنی نسبت تھی کہ اس میں حضور سرکار کے لیے گھی حاضر کیا جاتا تھا تو یہ ڈبہ خالی ہو کر بھی بھرا ہوتا تھا اگر ہمارے خالی دلوں پر حضور نظر کریمانہ فرمادیں تو یہ ایمان و عرفان سے بھر جاویں ۲؎ یعنی بہت عرصہ تک یہ ڈبہ گھر بھر کو سالن دیتا رہا یہ گھر کبھی بے سالن نہ ہوا۔ عرب میں صرف گھی یا صرف زیتون کے تیل بلکہ صرف کھجوروں سے روٹی کھا لیتے ہیں ۳؎ تاکہ بیت سا گھی نکل آوے یہ ہے ہوس اس لیے اس نے کام بگاڑ دیا کہ آئندہ پھر گھی نکلنا بند ہو گیا (مرقات) برکت کی چیز کو ناپنا تولنا۔ نچوڑنا۔ جھاڑ لینا اچھا نہیں ۴؎ یعنی تمہاری پشتہا پشت تک یا قیامت تک اس ڈبے سے گھی نکلتا رہتا۔ اس حدیث کے ماتحت صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس ڈبہ پر حضور انور نے کچھ دم نہیں کیا اسے ہاتھ نہیں لگایا صرف دور کی نسبت حضور سے ہو گئی تو برکت کا یہ حال ہوا، لہٰذا جس چیز پر حضور کا نام پڑ جاوے اس میں بھی برکت ہوگی لہٰذا جو چیز حضور کے نام پر لگا دی جاوے کہ اس کھانا پر حضور کی فاتحہ پڑھ دی جاوے یا کہا جاوے کہ یہ دودھ حضور کا ہے میرا بیٹا حضور کا غلام ہے انشاء اللہ اس میں برکت ہوگی مجھ گنہگار کو میرے والد نے حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ کے در کا فقیر بنا دیا ہے میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بچہ حضور سرکار بغداد کا غلام ان کے در کا فقیر ہے تو یہ گنہگار اپنے ہر کام

www.alahazratnetwork.org

فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَ لَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ

بعض سے روٹیاں لپیٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپیٹ دیا ۱؎ پھر مجھے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا ۲؎ آپ کے ساتھ لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں ۳؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو حضور چلے اور میں ان کے سامنے چلا ۴؎ حتیٰ کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں یہ خبر دی ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ۵؎

میں اپنے گھر میں برکت دیکھتا ہے۔ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے ۵؎ یعنی حضور انور کی آواز میں ضعف ہے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے یہ تحقیق پہلے کی جا چکی ہے کہ اگر حضور انور روزے کی نیت سے عرصہ تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرما دیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا +

۱؎ یعنی روٹیاں بہت ہی تھوڑی تھیں جو ایک بچہ یعنی حضرت انس کی بغل میں آگئیں ایک دوپٹہ کے کونہ میں لپٹ گئیں جس کا دوسرا حصہ میری بغل سے لپیٹ دیا گیا اقراص جمع ہے قرص بمعنی ٹکیاں (گلی) چھوٹی روٹی یہ جو کی تھیں ۲؎ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی شریف نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے جب کہ حضور انور خندق کھودنے کھدانے میں خندق میں تشریف فرما تھے بلکہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو اس دن نماز کے لیے وہاں میدان میں مقرر فرمائی گئی جہاں اب خمسہ مساجد بنی ہوئی ہیں حضور انور کے ساتھ اس وقت اسی آدمی تھے (اشعۃ مرقات) ۳؎ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ پونجی تھوڑی مقام شاندار عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون چیز مخفی تھی۔ جسے عرش و فرش کی خبر ہے اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتا دیا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے ۴؎ یعنی حضور انور نے وہاں روٹیاں قبول نہ فرمائیں بلکہ کھانے کے ساتھ خود ان کے گھر پر کرم فرمائی کی۔ اب حضرت انس خادمانہ شان سے آگے آگے تھے اور تمام مہمان پیچھے ۵؎ حضرت طلحہ نے یہ شکایت یا ناراضی کے طور پر نہیں کہا بلکہ بطور

www.alahazratnetwork.org

لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ فَلَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ

ہمارے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں تو بولی اللہ رسول ہی جانیں [1] ابو طلحہ چلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو طلحہ حضور کے ساتھ تھے [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ [3] چنانچہ یہ ہی روٹیاں لائیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا وہ توڑ دی گئیں، ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنا دیا [4] پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا [5] پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس

فکر کیا کہ اب کیا کریں ہمارے ہاں کھانا قریبا ہے ہی نہیں اور مہمان زیادہ آگئے ۔

[1] یعنی اے ابو طلحہ تم فکر کیوں کرتے ہو جو سرکار مختار ہمارے حال سے خبردار اتنے مہمان لائے ہیں وہ ہی انہیں کھلائیں گے ۔ شعر

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر — کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے — ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

[2] یعنی باقی تمام صحابہ پیچھے رہ گئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو طلحہ کے گھر میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ میزبان کو چاہئے کہ معظم مہمان کا استقبال کرے [3] یعنی تم نے جو وہاں بھیجا تھا اب یہاں لاؤ ہمارا منشا یہ تھا کہ گھر تمہارا ہو لنگر ہمارا نیز ہم چاہتے تھے کہ تم بھی اسی کھانے سے کھاؤ اگر ہم وہاں ہی کھا لیتے کھلا دیتے تو یہ فائدے حاصل نہ ہوتے [4] یعنی ان روٹیوں کا ملیدہ بنا دیا گیا۔ جناب ام سلیم نے اس پر کچھ گھی ڈال کر اسے مزے دار بنا دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر شکر نہیں ڈالی گئی کہ وہ تھی ہی نہیں پھیکا ملیدہ بنایا گیا گھی بجائے سالن کے ہو گیا جس سے روٹی کا ملیدہ کھانا آسان ہو گیا [5] یہ پتہ نہ چلا کہ حضور انور نے اس پر کیا پڑھا بہر حال دعائے برکت کی کچھ اسماء الٰہیہ پڑھے اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے ہم فاتحہ میں یہ ہی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیات قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ ممنوع یا شرک نہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالُوْا كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اُدْخُلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا

کو بلاؤ پھر اور دس کو تو ساری قوم نے کھالیا اور سیر ہو گئے قوم کل ستر یا اسّی آدمی تھے ۱۲ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آئے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے کھایا ۱۳ حتیٰ کہ یہ ہی معاملہ اسی ۸۰ آدمیوں سے کیا گیا، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا ۱۴ اور بقیہ چھوڑ بھی دیا ۱۵ اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میرے پاس دس آدمی لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی گنائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ۱۶ تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی

۱ حضور انور نے سب کو یک دم کھانے پر نہ بلوایا اس لئے کہ گھر میں سب کی جگہ نہ تھی دس آدمی ہی کی گنجائش تھی یا اس لیے کہ کھانے کا برتن چھوٹا تھا سب کے ہاتھ اس میں نہ پہنچتے یا اس لیے کہ اگر سب حضرات کو یک دم بٹھا دیا جاتا تو وہ کھانا کم دیکھ کر خود بھی کم کھاتے تاکہ سب کو مل جاوے یا اس لیے تاکہ دیر تک یہ میلا لگا رہے اور لنگر جاری رہے (از مرقات) ۲ ان حضرات کی تعداد میں روایات مختلف ہیں چالیس تھے ستر تھے۔ اسّی تھے۔ اسّی سے بھی زیادہ تھے ان سب کو جمع اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ اول چالیس آدمی تھے پھر زیادہ ہوتے رہے حتیٰ کہ ستر اسّی یا اس سے بھی زیادہ نے کھانا کھایا (مرقات)، ۳ کھانے کے آداب یہ بھی ہیں کہ اپنے سامنے سے کھائے اور بسم اللہ سے کھانا شروع کرے۔ الحمد للہ پر ختم کرے یہ اعمال باعث برکت ہیں بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھتے ہیں ۴ سنت یہ ہے کہ صاحب خانہ اور صاحب طعام سب سے آخر میں کھائے حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں روزانہ ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور تمام آنے والوں کو کھانا کھلا کر تحقیق فرما کر کہ کوئی رہا تو نہیں سب نے کھالیا پھر خود آپ کھاتے تھے ۵ یہ بقیہ اتنا ہی تھا جتنا اول رکھا گیا تھا اس میں کم بالکل نہیں ہوا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے ۶ یہ روایت پچھلی روایت کے خلاف نہیں چالیس آدمیوں کے بعد حضور انور نے کھایا اور حضور انور کے کھا چکنے کے بعد اور چالیس آدمیوں نے کھایا کہ لوگ آتے رہے کھاتے رہے (اشعۃ اللمعات)۔

www.alahazratnetwork.org

كَانَ فَقَالَ دُونَكُمْ هٰذَا وَعَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَمِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلٰثَمِائَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ

ہوگیا تو فرمایا اسے لو ۱؎ روایت ہے انہیں سے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء میں تھے ۲؎ تو حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا ۳؎ قوم نے وضو کرلیا قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے تھے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب ۴؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم انہیں ڈر کی چیز سمجھتے ہو ۵؎ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو پانی کم ہوگیا، فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو ۶؎ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالدیا جمیں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت

۱؎ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اس کھانے پر دوبارہ دعا فرمائی پہلے کھانا کھلاتے وقت پھر سب کے کھا چکنے کے بعد اس دعا کا اثر بعد کو رہا اور لوگوں نے بھی اس سے کھایا ۲؎ زوراء مدینہ منورہ کا مشہور مقام ہے جہاں آج کل مدینہ کا بازار ہے یعنی سبزی منڈی (مرقات واشعۃ) ۳؎ ظاہر یہ ہے کہ پانی خود انگلیوں کے درمیان یعنی گاہوں میں سے ایسے پھوٹا جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے حضور کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل اور عجیب تر ہے کہ پتھر سے پانی کے چشمے پھوٹے بعض نے جو کہا ہے کہ اس سے مراد ہے پانی میں برکت ہوگئی غلط ہے حدیث کے منشا کے خلاف ہے۔ ۴؎ غالب ہے کہ پانی کی قلت ہوگئی ہوگی اور وضو کرنے والے زیادہ ہوں گے عرب میں کبھی بستیوں میں بھی پانی کم ہوجاتا ہے ہمارے ہاں گجرات میں ایک بار پانی کی بہت ہی کمی ہوگئی تھی لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ شہر میں پانی کی کمی کیسی وہاں تو پانی ہوتا ہی ہے ۵؎ ظاہر یہ ہے کہ آیات سے مراد حضور انور کے معجزات ہیں اس ہی لیے یہ حدیث باب المعجزات میں لائی گئی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد آیات قرآنیہ ہیں آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے وما نرسل الایات الا تخویفا اور رب کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے وما منعنا ان نرسل الایات الا ان کذب بھا الاولون۔ مقصد یہ ہے کہ تم ان قرآنی آیات سے یہ مت سمجھ لینا کہ معجزات ڈرانے یا قوموں پر عذاب کے لیے ہی آتے ہیں جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی وغیرہ بلکہ مومنین کے لیے رحمت ہوتے ہیں اور سرکش معاندین

www.alahazratnetwork.org

عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَآءَ

والے پاک پانی اور اللہ کی برکت پر۔ ۱؎ میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا ۲؎ (بخاری) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم اپنی رات بھر اور کل تک چلتے رہو گے اور انشاء اللہ کل پانی پر پہنچو گے ۳؎

کے لیے عذاب جو معجزہ مانگیں اور دکھائے جانے پر ایمان نہ لائیں ان پر عذاب آجاتا ہے ۶؎ یعنی کسی برتن میں کسی کے پاس کچھ بچا کھچا پانی ہو تو لاؤ خیال رہے کہ یہاں برکت کا معجزہ دکھانا مقصود تھا اس لیے پانی منگایا۔ ورنہ آپ کو اس پانی کی ضرورت نہ تھی سوکھے برتن میں بھی پانی پیدا ہو سکتا تھا۔

۱؎ یعنی یہ پانی پاک اور پاک گر بھی ہے اور برکت والا بھی ہے کہ تھوڑا پانی سب کو کافی ہوگا اور تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ بھی ہے کہ ہماری انگلیوں سے اس کا چشمہ پھوٹا ہے دنیا میں تین پانی بڑے افضل ہیں اول نمبر یہ پانی کیونکہ حضور کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ نمبر دوم آب زمزم جو جناب اسماعیل کے قدم سے پیدا ہوا، پھر وہ پانی جو حضرت ایوب علیہ السلام کے ایڑی سے پیدا ہوا، رب فرماتا ہے ارکض برجلك هذا مغتسل بارد وشراب بعض کے نزدیک پھر وہ پانی جو جناب مریم کے لیے جاری کیا گیا۔ قد جعل ربك تحتك سريا۔ خیال رہے کہ جس پانی کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت و عظمت ہے۔ اور جس کو بتوں سے نسبت ہو وہ منحوس اگرچہ دونوں پانی اللہ کی مخلوق ہیں آب زمزم کی تعظیم ایمان کا رکن ہے اور گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے کہ علامت کفر ہے ۲؎ اس حدیث کی تائید وہ آیت کریمہ کرتی ہے وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک مٹھی کنکریاں لیں تو ان کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہم سب نے سنی حضور انور نے ان حضرات کے کانوں سے حجاب اٹھا دیئے جس سے انھوں نے یہ تسبیح سن لی حضور کی نظر حضور کا ہاتھ حضور کی توجہ عالم غیب کا مشاہدہ کرا دیتے ہیں حضور خچر پر سوار ہو گئے تو اس کی آنکھوں نے قبر کا عذاب دیکھ لیا مردے کی چیخ و پکار سن لی ۳؎ صحابہ کرام کسی سفر میں تھے کہ پانی کی کمی ہو گئی تب یہ فرمایا پانی سے مراد ہے حضور انور کے معجزہ سے پیدا ہونے والا پانی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی تم کو پانی ہم کل اپنی انگلیوں سے نکال کر دکھائیں گے پلائیں گے انتظار کرو جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے اس کی قدر ہوتی ہے +

www.alahazratnetwork.org

اِنْشَاءَ اللّٰہُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا یَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَۃَ فَبَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ حَتّٰی اَبْھَارَ اللَّیْلُ فَمَالَ عَلَی الطَّرِیْقِ فَوَضَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ قَالَ اِحْفَظُوْا عَلَیْنَا صَلٰوتَنَا فَکَانَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَھْرِہٖ ثُمَّ قَالَ اُرْکَبُوْا فَرَکِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰی اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِیْضَاَۃٍ کَانَتْ مَعِیْ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّاَ

تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا ۱؎ ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے حتی کہ رات آدھی ہوگئی ۲؎ تو آپ راستہ سے ہٹ گئے تو آپ نے اپنا سر مبارک رکھا پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا ۳؎ تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی ۴؎ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے ۵؎ حتی اگر جب سورج چڑھ گیا تو حضور اترے پھر وضو کا برتن منگایا جو میرے ساتھ تھا جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا ۶؎

۱؎ کیونکہ گرمی سخت تھی پانی کی کمی تھی سفر دراز تھا اور منزل پر پہنچ کر پانی ملنے کی امید تھی کہ وعدہ اس کا کیا گیا تھا اس لئے کوئی کسی کی طرف دھیان نہ کرتا تھا راستہ طے کرنے کی ہر ایک کو فکر تھی ۲؎ ابہار بنا ہے بھرۃ سے بمعنی حصہ ابہار کے معنی ہیں ایک حصہ گزر گیا یعنی زیادہ حصہ گزر گیا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا گویا رات کا اخیری حصہ آگیا ۳؎ یعنی نیند کا غلبہ ہے ہم لوگ سوتے ہیں تم میں سے بعض حضرات نماز فجر کا خیال رکھیں پو پھٹ جانے پر ہم کو بیدار کر دیں ۴؎ یعنی سب لوگ سوتے رہ گئے حتی کہ دن چڑھ گیا تب سب سے پہلے حضور انور کی آنکھ کھلی، خیال رہے کہ حضور انور کا سوتا رہ جانا غفلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس رات رب نے اپنے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جس سے آپ کی توجہ اس دنیا کی طرف نہیں رہی اور نماز قضا ہوگئی تاکہ لوگوں کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ آجائے، اس قضا میں بھی تبلیغ تھی، اس قضا پر ہزاروں ادائیں قربان لہذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ ہماری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ۵؎ اس جگہ سے آگے چلنا چند وجہوں سے تھا ایک یہ کہ ابھی وقت مکروہ تھا اور سفر ضروری تھا خیال فرمایا کہ وقت کراہت بھی نکل جاوے اور کچھ سفر بھی طے ہو جاوے دوسرے یہ کہ آئندہ معجزہ اس جگہ پہنچ کر دکھانا تھا اس معجزہ کے لیے وہ جگہ ایسی موزوں تھی جیسے شق القمر دکھانے کے لیے صفا پہاڑ تیسرے یہ کہ یہاں نماز قضاء ہوئی تھی اس جگہ سے جلد ہٹ جائیں، دوسری جگہ جاکر پڑھیں (از مرقات) مگر پہلی دو وجہیں قوی ہیں ۶؎ بیضاۃ دراصل موضاۃ تھا بمعنی وضو کا آلہ وضوء سے بدلا گیا خیال رہے کہ حضور کی نیند وضو نہیں توڑتی یہاں وضو کسی دوسری وجہ سے ٹوٹا ہوگا یا وضو پر وضو کیا ثواب کے لیے نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔

www.alahazratnetwork.org

مِنْهَا وُضُوْءٌ دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ يَسِيْرٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ اِسْقُطْ عَلَيْهَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنُ بِهَا اِنَاءٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ رَكِبْنَا سَعْدَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ اَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

بلکہ وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کہ کچھ پانی باقی رہ گیا فرمایا اس برتن کو ہمارے لیے سنبھال کر رکھنا کہ اس سے ایک قابل حکایت معجزہ ہوگا [۱] پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی [۲] پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کے فرض پڑھے [۳] اور سوار ہو گئے ہم حضور کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا [۴] اور ہر چیز گرم ہو گئی لوگ کہہ رہے تھے یارسول اللہ ہم ہلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے [۵] تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگایا تو آپ اونڈیلنے لگے اور ابو قتادہ لوگوں کو پلانے لگے دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے [۶] تب رسول ــــــ

[۱] یعنی اس برتن پر ہمارا ایک ایسا معجزہ ظاہر ہوگا جس کے قصے تا قیامت رہیں گے۔ نبا کہتے ہیں شاندار خبر کو اس سے ہے نبی یعنی شاندار خبر والے خبر رکھنے والے یا خبر دینے والے یا خبر لینے والے [۲] اس سے دو مسئلے فقہی معلوم ہوئے ایک یہ کہ ادا نماز کی طرح قضا نماز کے لیے بھی اذان کہی جاوے کی دوسرے یہ کہ اگرچہ سارے ساتھی نمازی نماز کی جگہ جمع ہوں پھر بھی اذان کہی جاوے گی بلکہ اگر کوئی شخص جنگل میں اکیلے نماز پڑھے تب بھی اذان کہہ لے کہ اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھیں گے اور جہاں تک اذان کی آواز پہنچے گی وہاں تک کا ہر ذرہ ہر قطرہ اس کے ایمان کا گواہ بن جاوے گا [۳] اس عمل شریف سے فقہی مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر فجر کے فرض اور سنتیں دونوں قضا ہو گئی ہوں اور زوال سے پہلے قضا کرنا ہوں تو سنتوں کی بھی قضا پڑھے لیکن اگر فرض ادا کے لیے سنتیں رہ گئیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں اور اگر دونوں رہ گئے تھے بعد زوال قضا پڑھیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں (کتب فقہ) [۴] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام حضور انور کے ساتھ تھے جو نماز فجر کی قضا میں حضور کے ساتھ رہے اور عام صحابہ آگے بڑھ گئے۔ قصہ ریگستان کے سفر میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ یہ سفر جلد طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں آگے جاتے وہ حضرات ٹھہر گئے اور حضور انور مع ان کے ان کے ساتھیوں کے آگے جا لے [۵] معلوم ہوا کہ اپنی بھوک پیاس فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کر سکتے ہیں یہ شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے بارش نہ ہونے یا بارش زیادہ ہو جانے قحط سالی کی شکایات حضور انور سے صحابہ کرام نے کی ہیں کیوں نہ کریں بچے اپنی تکالیف ماں یا باپ سے کہتے ہیں امت اپنی

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوا الْمَلَاَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيْ اِشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسَ الْمَاءُ جَامِّيْنَ رَوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے ۱؎ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا ۲؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا ۳؎ پھر انڈیلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتیٰ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے ۴؎ فرمایا تو پیئے اور حضور نے پیا فرمایا راوی نے کہ لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر کر راحت یافتہ ۵؎ (مسلم) ان کی صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں اور زیادہ

تکالیف حضور سے نہ کہے تو کس سے کہے حضور ہم سب کے پناہ گاہ ہیں یہ پناہ تاقیامت ہے ۵؎ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہت تیز گرمی تپتے ہوئے ریت سخت پیاس کی حالت میں اچانک پانی نظر آجاوے تو پیاسوں کی بے قراری کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ وہ ہی کر سکتا ہے جو کبھی ان حالات سے دو چار ہوا ہو سب حضرات جھوم کر پانی پر ٹوٹ پڑے ۔

۱؎ یعنی آپس میں دھکا پیل نہ کرو پانی کم نہیں ہے سب کو بہت پانی عطا ہوگا پانی کافی ہے ۲؎ یعنی یہ حکم پاتے ہی ان حضرات کی بے چینی جاتی رہی اطمینان کی لہر دوڑ گئی اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت اچھے اخلاق سے برتاؤ کرے آج کل ایسے اژدہام پر قطار لگواتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اور اس کا ماخذ یہ فرمان عالی ہو سکتا ہے ۳؎ یعنی سب لوگ پی چکے وضو کر چکے صرف ہم دو صاحبوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا ۴؎ یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بھی بعد پئیں گے خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے قاسم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور تا قیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابو قتادہ تھے حقیقۃً پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابو قتادہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابو قتادہ تھے ۵؎ اس واقعہ کے بعد ہم پانی کے کنوئیں پر پہونچے تو اس طرح پہنچے کہ پانی سے خوب سیر تھے کیونکہ حضور کے چشمۂ فیض سے پانی پی چکے تھے ۔

www.alahazratnetwork.org

فِی الْمَصَابِیْحِ بَعْدَ قَوْلِہٖ اٰخِرُھُمْ لَفْظُ شُرْبًا ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَۃٌ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُھُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ عَلَیْھَا بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبَسَطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَۃٍ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَۃٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطْعِ شَیْءٌ یَسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ فَاَخَذُوْا

مصابیح میں آخر حکم کے بعد لفظ شربا زیادہ فرمایا ۱؎ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ جب غزوۂ تبوک کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا ۲؎ جناب عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگایئے پھر ان کے لیے اللہ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجئے فرمایا ہاں ۳؎ چنانچہ دسترخوان منگایا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا ۴؎ حتی کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی ۵؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اسے اپنے برتنوں میں لے لو ۶؎ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں

۱؎ یعنی مصابیح کی روایت میں ہے ساقی القوم اخرھم شربا اُن کتب میں لفظ شربانہ تھا ۲؎ تبوک ایک مشہور بستی ہے حجاز اور شام کے درمیان خیبر سے پانچ سو میل جانب عمان ہے اور خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو چالیس میل ہے تبوک کو بعض نحویوں نے منصرف مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے کہ وزن فعل ہے اور علم بعض نے کہا کہ تانیث ہے اور علم مگر قوی یہ ہے کہ مؤنث نہیں کہ ایک جگہ کا نام ہے جگہ مذکور ہے یہ غزوہ ۹ھ نو ہجری ماہ رجب میں ہوا یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے اونٹ کی سواری سے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کا راستہ ہے اب تو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے عمان ڈھائی گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی غزوہ کا ذکر سورہ توبہ شریف میں ہے یہ غزوہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا لوگوں پر بہت سختی تھی ۳؎ اولاً لوگوں نے حضور انور سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی لوگ اونٹ ذبح کر کے کھانے لگے کئی اونٹ ذبح ہو گئے تب جناب فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس طرح ہماری ساری سواریاں ختم ہو جائیں گی پھر جہاد اور سفر کیسے ہوگا حضور ذبح روک دیں اور یہ کرم فرمادیں آپ کی زبان پاک میں سب کچھ ہے شعر

تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے پڑے ہوئے تو سر رہگزار ہم بھی ہیں

۴؎ غور کرو کہ شاہی فوج کا راشن یہ تھا اس بے سروسامانی میں کیسے کام انجام دیے دنیا اس سے دست بدنداں ہے آج کل فوجوں

www.alahazratnetwork.org

فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضُلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَصَنَعَتْ

میں نے لیا حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا ۱؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ۲؎ کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں بھی رہے ۳؎ (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جناب زینب کی نکاح میں نوشاہ تھے ۴؎ میری ماں ام سلیم نے کچھ چھوارے گھی اور پنیر کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا

کے راشن اور ان کے آرام و عیش بھی دیکھو ۵؎ یہ سب کچھ مل کر اتنا بھی نہ تھا کہ ایک دن کا کھانا بھی ہو جائے ۶؎ یعنی ان موجودہ چیزوں میں سے جو بھی چاہو جتنی چاہو لے لو اپنے برتن ہر چیز سے بھر لو +

۱؎ اس طرح کہ جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے ۲؎ اس گواہی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی توحید کے بھی گواہ ہیں اور اپنی نبوت کے بھی گواہ جیسے رب تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے فرماتا ہے شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو اور حضور انور کی یہ گواہی ہم سے گواہی دلوانے ہم کو گواہ بنانے کے لئے ہے دوسرے یہ کہ معجزات اور آیات دیکھ کر بندہ کا یقین اور زیادہ ہو جانا چاہئے اور زیادتی یقین پر گواہی دینا سنت ہے گویا اب دیکھ کر نبوت و وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے پہلے سنکر گواہی دی تھی اب دیکھ کر گواہی دی ۳؎ یعنی یہ ناممکن ہے کہ بندہ کا توحید و رسالت پر اس کا خاتمہ ہو اور پھر وہ جنت میں کبھی نہ جائے وہ جنت میں ضرور جائیگا خواہ اولاً ہی وہاں پہنچے یا کچھ سزا پا کر پاک و صاف ہو کر مگر شرط یہ ہے کہ اس گواہی میں تردد نہ کرے دل کے یقین سے گواہی دے لہذا اس بشارت سے منافقین خارج ہیں۔ خیال رہے کہ ان جیسی احادیث میں کلمہ سے مراد سارے ایمانی عقائد ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے الحمد سے مراد ہے پوری سورۂ فاتحہ لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مرزائی۔ چکڑالوی سب ہی کلمہ پڑھتے ہیں کیا سب جنتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے تہتر فرقے ہونگے سارے دوزخی ہونگے سوا ایک کے ۴؎ یعنی حضور انور نے جناب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نیا نکاح کیا تھا عروس دولہا۔ دولھن دونوں پر بولا جاتا ہے یعنی نوشاہ یعنی نیا دولھا یا نئی دولھن اس لئے منکر نکیر قبر میں کامیاب ہونے والے مردہ سے کہتے ہیں نم کنومۃ العروس خواہ مرد ہو یا عورت +

www.alahazratnetwork.org

حَيْسًا فَجَعَلْتُهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رَجُلًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ

اسے ایک پیالہ میں ڈالا[1] بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے[2] اے اللہ کے رسول چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو[3] پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلا لاؤ جن کا حضور نے نام لیا اور جس سے تم کو ہمارے پاس بلا لاؤ[4] میں انہیں بھی بلا لایا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا[5] تھا جناب انس سے کہا گیا کہ کتنے شمار کے لوگ تھے فرمایا قریباً تین سو[6] پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا وہ

[1] مشکوٰۃ شریف کے عام نسخوں میں تور ہے ت کے ساتھ بعض نسخوں میں طور ہے ی سے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بڑا پیالہ جس میں پانی بھی پیا جاوے سالن بھی کھایا جاوے [2] یعنی یہ ہدیہ حضور انور کے لائق تو نہیں ہے تھوڑا سا ہے مگر حضور انور کرم کریمانہ سے قبول فرمالیں نہ دیکھیں کہ کتنا ہے اور کیا ہے یہ نظر فرمائیں کہ کس دل سے بھیجا ہے [3] طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ حقیر ہدیہ کو بھی رد نہ فرماتے تھے ایسی خوشی سے قبول فرماتے تھے کہ لانے والے کا دل خوش ہو جاتا تھا بہت ہی رغبت کا اظہار فرماتے تھے یہ اخلاق کریمانہ قیامت تک ہیں امت دن رات ایصال ثواب کرتی رہے گی وہاں سے قبولیت بلکہ اس کا بہترین بدلہ ملتا رہے گا بعض لوگ اپنی ساری عبادات حضور انور کی طرف سے ادا کرتے ہیں نماز، روزہ، حج وغیرہ انشاء اللہ ان کے ہدیے رد نہ ہونگے قبول ہوں گے اور نہ معلوم اُدھر سے کیا ملے گا ایک صحابی نے لکڑی پیش کی تھی اسے لپ بھر سونا عطا ہوا تھا خدا کرے ہم کو رحمت کی نظر سے ایک بار دیکھ لیں تو ہماری ساری محنت ٹھکانے لگ جاوے یہ فریاد سن لیں شعر سایۂ رحمٰن سن لو ✦ والی قرآن سن لو۔ صدقہ تم پر جان سن لو ✦ اے مرے سلطان سن لو ✦ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی بارگاہ میں سلام کہلوانا سنت صحابہ ہے آج بھی زائرین کی معرفت مسلمان سلام کہلواتے ہیں [4] حضور نے کرم کریمانہ سے اس تھوڑے سے کھانے کو گویا اپنا ولیمہ بنالیا اس لیے لوگوں کو جمع فرمایا اور خود جناب انس کو بھی بلانے بھیجا جب ان سے یہ فرمایا کہ جسے دیکھو اسے دعوت دے دو بچے تو اس چیز کے شوقین ہوتے ہیں انہوں نے سارے مدینہ منورہ کو دعوت دے دی ہوگی [5]

www.alahazratnetwork.org

وَتَكَلَّمَ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ رَدُّوْا عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا بَلِيْهِ قَالَ فَمَا زَالَ حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَآئِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَآئِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ مَا اَدْرِيْ حِيْنَ وُضِعَتْ كَانَ اَكْثَرُ اَمْ حِيْنَ رُفِعَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ..... غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ

پڑھا ۱؎ پھر حضور دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے حضور ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے ۲؎ فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا دوسرا ٹولہ آتا تھا حتی کہ سب نے کھالیا پھر مجھ سے حضور نے فرمایا اے انس اٹھالو میں نے اٹھالیا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا ۳؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹنی پر تھا ۴؎ جو تھک گیا تھا تو وہ چل سکتا نہ تھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ تھک گیا ہے۔

گھر سے مراد ہے گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف میں تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے ۵؎ زہاء کے لغوی معنی ہیں مقدار یا اندازہ محاورہ میں بمعنی قریب قریب استعمال ہوتا ہے یعنی وہ لوگ کم وبیش تین سو آدمی تھے کچھ کم یا زیادہ +

۱؎ یہ خبر نہیں کہ کیا پڑھا دعاء برکت ہی فرمائی ہوگی معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے فاتحہ میں یہ ہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔ حضور انور قربانی کر کے جانور کو سامنے رکھ کر فرماتے تھے کہ مولیٰ یہ میری امت کی طرف سے ہے اسے قبول فرما یہ ہے ایصال ثواب

۲؎ یہ دونوں کام سنت طعام ہیں یعنی بسم اللہ پڑھنا اور اپنے سامنے سے کھانا بیچ میں سے نہ کھائے نہ دوسرے کے آگے سے اٹھائے ۳؎ یہ تردد ظاہر کے لحاظ سے ہے ورنہ اب کھانا زیادہ ہو چکا تھا کہ حضور کی دعاء برکت اور صحابہ کرام کا کھالینا شامل ہو چکے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور نے جناب زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے ولیمہ خود کیا تھا جس میں ایک بکری ذبح کی تھی اس میں ایک ہزار آدمی تھے اس میں بھی برکت ہوئی تھی یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے۔

۴؎ ناضح بنا نضح سے بمعنی پانی چھڑکنا پانی بکھیرنا اصطلاح میں ناضح وہ اونٹ ہے جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے اس پر کبھی سواری بھی کر لیتے ہیں یہ اونٹنی بھی ایسی ہی تھی +

www.alahazratnetwork.org

فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرَى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهٗ عَلٰى اَنَّ لِيْ فُقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؕ وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لیے دعا کی ۱؎ تو وہ دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا ۲؎ پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے کہا خیریت سے ہے اسے آپ کی برکت پہنچ گئی فرمایا ۳؎ تو کیا تم اسے ایک اوقیہ میں میرے ہاتھ فروخت کرو گے ۴؎ تو میں نے اونٹ حضور کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مجھے مدینہ تک اسکی پشت پر سواری کا حق ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ کے پاس لے گیا مجھے حضور نے اسکی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی لوٹا دیا (مسلم بخاری) روایت ہے ابو حمید ساعدی سے فرماتے ہیں ہم

۱؎ دعا فرمائی اس اونٹ کو قوت و طاقت ملنے کی اس دعا سے اس اونٹ میں زور آگیا جس کمزور پر نظر فرمادیں اس میں قوت آجاوے۔ شعر

مجھ سے بے بس کی طاقت پہ دائم درود مجھ سے بے کس کی قوت پہ لاکھوں سلام

۲؎ قدامہا بیان ہے بین یدی کا ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ابل سے مراد ہیں سارے اونٹ یعنی اب میرا یہ تھکا ماندہ اونٹ دوسرے اونٹوں سے آگے چلتا تھا ۳؎ یعنی اب جو میرے اونٹ میں یہ زور آگیا ہے وہ آپ کی طاقت ہے کہ اب یہ رو کے نہیں رکتا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی مگر دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ۴؎ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور درہم ساڑھے چار آنے کا کل گیارہ روپیہ چار آنہ میں اونٹ کا سودا طے ہوا۔ اس زمانہ میں جانوروں کی قیمتیں بہت تھوڑی تھیں ۵؎ فقار جمع ہے فقرہ کی بمعنی جوڑ اسی لئے حضور انور کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا کہ اس میں جوڑ تھے یہاں اس سے مراد ہیں اونٹ کی پیٹھ کی ہڈیاں یعنی میں فروخت تو کر رہا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کروں گا وہاں پہنچ کر حضور کے حوالہ کرونگا ۶؎ یہ بیع بظاہر بیع بالشرط ہے جو کہ ممنوع ہے مگر درحقیقت یہ بیع تھی ہی نہیں بلکہ وعدۂ بیع تھا کیونکہ بیع میں ضروری ہے کہ دو طرفہ ادھار نہ ہو یا قیمت پر یا چیز پر اسی مجلس عقد میں قبضہ ہو جائے یہاں نہ حضور انور نے قیمت دی نہ حضرت جابرؓ نے اونٹ دیا لہٰذا یہ بیع نہ تھی بلکہ بیع کا وعدہ تھا مدینہ منورہ آکر اونٹ دینے قیمت لینے پر بیع ہوئی یا یوں کہو کہ یہ لفظاً بیع تھی حقیقتہً نہ تھی اسی لیے حضور انور نے چالیس درہم عطا فرمائے اور اونٹ بھی۔ بعض صاحبوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بعض نے فرمایا کہ یہ شرط عقد میں داخل نہ تھی بلکہ عقد سے پہلے یا اس کے بعد لگائی گئی بعض نے فرمایا کہ یہ شرط حضرت جابرؓ کی طرف سے نہ تھی بلکہ حضور انور کی طرف سے بطور رعایت پیش کی گئی تھی مگر

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُزْوَۃَ تَبُوْکَ فَاَتَیْنَا وَادِی الْقُرٰی عَلٰی حَدِیْقَۃٍ لِاِمْرَاَۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْھَا فَخَرَصْنَاھَا وَخَرَصَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَۃَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِیْھَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْکِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَھُبُّ عَلَیْکُمُ اللَّیْلَۃَ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَلَا یَقُوْمُ فِیْھَا اَحَدٌ فَمَنْ کَانَ لَہٗ بَعِیْرٌ فَلْیُشَدَّ عِقَالُہٗ فَھَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْہُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے تو وادی قری میں ایک عورت کے باغ پر پہنچے ۱؎ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں پھلوں کا اندازہ لگاؤ ۲؎ ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا ۳؎ اور اس عورت سے کہا کہ اس کا وزن خیال رکھنا حتی کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں ۴؎ ہم چلے گئے حتی کہ تبوک پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے ۵؎ چنانچہ بہت سخت ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا اسے ہوا نے اٹھا

پہلی توجیہہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کالی بالکالی سے منع فرمایا یا بیع بالشرط سے منع فرمایا نہ احناف کے خلاف ہے، احناف کہتے ہیں کہ شرط فاسد لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے شرط فاسد کی تعریف اور شرط لگانے کی صورتیں کتب فقہ میں ملاحظہ کرو کہ نفس عقد میں ایسی شرط لگائی جاوے جس میں کسی کا نفع ہو اور نفع والا خود شرط لگائے اور وہ شرط ایسی ہو کہ تجارت اس کا تقاضا نہ کرتی ہو یہ بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔

۱؎ غزوہ تبوک کا ذکر پہلے ہو چکا کہ یہ غزوہ ۹ھ ہجری میں ہوا، وادی قری مدینہ منورہ سے تین دن کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہے شام کو جاتے ہوئے یہ مقام آتا ہے ۲؎ حدیقہ، بستان، حائط، روضہ قریبًا ہم معنی ہیں یعنی باغ غالبًا یہ باغ کھجوروں کا تھا اور درخت پھل سے لدے ہوئے تھے پکنے کے قریب تھے ۳؎ یعنی ہم لوگوں نے مختلف اندازے لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کا اندازہ لگایا یعنی اس باغ میں کھجوریں دس وسق ہوں گی وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریبًا ساڑھے چار سیر کا درختوں پر پھل کھیت میں پودوں پر دانے کا اندازہ لگانا آسان نہیں اس میں بڑی مہارت درکار ہے ۴؎ یعنی پھل توڑ کر تول لینا وزن یاد رکھنا جب ہم واپس آئیں تو ہم کو بتانا کہ پھلوں کا کتنا وزن ہوا ۵؎ یعنی آج رات سارا انتظام کر کے سو نا رات میں کسی کو اٹھنے کی ضرورت نہ رہے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

www.alahazratnetwork.org

الرِّيحُ حَتّٰى أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِي الْقُرٰى سَأَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ يَبْلُغُ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمّٰى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلٰى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ

لیا حتیٰ کہ اسے طی کے پہاڑوں پر پھینک دیا [1] پھر ہم آئے حتیٰ کہ وادی قریٰ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اوس کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس وسق [2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کروگے [3] وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا ہے [4] تو جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا [5] کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت داری ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے [6] پھر جب تم دو شخصوں کو اینٹ

[1] طی ایک قبیلہ کا نام ہے جس سے حاتم طائی تھا یہ قبیلہ ملک یمن میں تھا یہ دونوں پہاڑ اس ہی جگہ واقع ہیں ان میں سے ایک کا نام آجاء ہے دوسرے کا نام سلمیٰ بعض نے کہا کہ سلمیٰ پہاڑ نجد میں ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ دونوں پہاڑ یمن ہی میں ہیں (مرقات) یہ حضور انور کا معجزہ ہے بلکہ دو معجزے ہیں [2] یہ حضور کا تیسرا معجزہ ہے کہ حضور انور کا اندازہ ایسا درست تھا کہ اس میں ایک تولہ کا بھی فرق نہ ہوا یہ محض اندازہ نہ تھا ورنہ کچھ فرق ہوتا بلکہ یہ حضور انور کا علم غیب تھا [3] مصر سے مراد یہ ہی مشہور شہر مصر ہے جہاں یوسف علیہ السلام نے سلطنت فرمائی [4] قیراط بہت چھوٹا سا وزن ہے یعنی دینار کا بیسواں حصہ یعنی وہاں کے تاجرین بہت ہی بے مروت ہیں کسی کی رعایت رتی بھر بھی نہیں کرتے قیراط تک کا حساب کرتے رہتے ہیں اگرچہ وہ چند رتی کا ہو یہ کہتے رہتے ہیں اتنی چھٹانک اتنی رتی معلوم ہوا کہ اہل مصر معاملات میں بہت سخت ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تاجر کو سخت گیر ہونا نہیں چاہیئے معمولی چیزوں میں تولہ رتی کا حساب نہ کرے سونا چاندی اور چیز ہے اس میں رتی کا بھی حساب لگتا ہے [5] یعنی اگرچہ مصر والے معاملات میں سخت ہیں ان کے مزاج بھی سخت ہیں طبیعت بھی تیز ہے مگر تم ان کی سختی برداشت کرنا ان سے برتاؤ اچھا کرنا ان کی سختی کا بدلہ نرمی سے کرنا [6] یعنی ہم کو مصر والوں سے دو طرح تعلق ہے ایک یہ کہ ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں جن کے بطن شریف سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے لہذا وہاں کے لوگوں کو ہماری طرف سے امان ہے ذمہ یعنی امان دوسرا تعلق یہ ہے کہ ہماری دادی صاحبہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھیں انھیں کی اولاد سے ہم ہیں وہ ہماری دادی کا وطن ہے لہذا ان لوگوں سے ہماری قرابت داری بھی ہے۔ صہر کے معنی ہیں سسرالی رشتہ یعنی ہماری لونڈی ماریہ مصر کی ہیں لہذا مصر میں ہمارا سسرالی رشتہ ہے اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان

www.alahazratnetwork.org

فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ أَصْحَابِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِيْ أُمَّتِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى

بھر جگہ میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن ابن شرحبیل ابن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا ۱۲ (مسلم) روایت ہے حضرت حذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں ۱۳ جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ

کو چاہیئے کہ اپنے نسبی رشتہ کی طرح سسرالی رشتہ کا بھی احترام کرے ساس سسر کو اپنا ماں باپ سمجھے ان کے قرابت داروں کو اپنا عزیز جانے بلکہ ان کی بستی کا وہاں کے باشندوں کا احترام کرے کہ وہ ساس و سسر کے ہم وطن ہیں دوسرے یہ کہ نبی کے رشتہ داروں بلکہ نبی کے ملک والوں کا بھی ادب کرے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ حضور کی اولاد کا مکہ والوں کا احترام و ادب کریں ان کی سختی پر تحمل کریں اہل عرب کی سختی پر تحمل کرنے والوں کے لیئے شفاعت کا وعدہ ہے وہ لوگ کیسے ہی سہی مگر ہمارے رسول کے اہل وطن ہیں حضور کے پڑوس ہیں ایک بزرگ گولڑوی غلام محی الدین صاحب حج کے بعد جناب حلیمہ سعدیہ کے گاؤں پہنچے وہاں سات دن قیام کیا ہر روز الگ الگ جماعتوں کی دعوت فرماتے رہے حتیٰ کہ ایک دن وہاں کے کتوں کی دعوت کی حلوہ پوری وغیرہ پکوا کر خود انہیں کھلاتے تھے روتے جاتے تھے کہ یہ جناب حلیمہ کے وطن کے کتے ہیں ان سب باتوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ غرضکہ وہاں کے در و دیوار کی عزت کرے افسوس ان بیدینوں پر جو ازواج پاک یا صحابہ کبار کی برائیاں کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے حضور کو ایذا ہوتی ہے ۔

۱۲ یہ حکم حضرت ابوذر کو دیا گیا کہ تم یہ واقعہ دیکھو گے کہ دو آدمی ایک اینٹ بھر جگہ میں لڑیں گے جب یہ دیکھو تب مصر میں نہ رہنا کیونکہ یہ ایک بڑے فتنہ کی ابتدا ہوگی جس کا مرکز مصر ہوگا ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اہل مصر نے حضرت عثمان غنی سے بغاوت کر دی انہیں شہید کرنے کے بعد محمد ابن ابوبکر کو جو حضرت علی کی طرف سے وہاں گورنر تھے شہید کر دیا پھر ایسے فتنے اٹھے کہ خدا کی پناہ یہ ہے حضور کا علم غیب (مرقات) ۱۲ شرحبیل ابن حسنہ صحابی ہیں اور عبدالرحمٰن ربیعہ دونوں ان کے بیٹے ہیں یہ جھگڑا اس وقت ہوا جبکہ حضرت عثمان کا آخری دور خلافت تھا عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح یعنی حضرت عثمان کا رضاعی بھائی حضرت عثمان کی طرف سے مصر کا گورنر تھا اہل مصر اس کی گورنری سے ناراض ہوئے حتیٰ کہ واقعہ شہادت عثمان پیش آگیا یہ اینٹ بھر جگہ پر جھگڑا اس فتنہ کی ابتدا کی علامت تھا۔ اللہ اکبر حضور کا علم کس قدر وسیع ہے ۱۳ ان منافقوں کو اصحاب یا امت لغوی معنی سے فرمایا گیا ہے ورنہ منافق نہ صحابی

www.alahazratnetwork.org

يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى تَنْجَمَ فِي صُدُورِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِي بَابِ الْمَنَاقِبِ عَلِيٍّ وَحَدِيثَ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جاوے [۱] ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنہیں ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا آگ کا شعلہ جو ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں پار ہو جاوے گا [۲] (مسلم) ہم سہل ابن سعد کی حدیث کریں یہ جھنڈا کل دوں گا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جاوے، ان شاء اللہ جامع المناقب باب میں ہم ذکر کریں گے [۳]

ہے نہ حضور کا امتی (یعنی مسلمان) صحابی وہ ہے جو بحالتِ ایمان حضور کی زیارت کرے اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہو۔ خیال رہے کہ یہ فرمان عالی غزوہ تبوک کے موقعہ پر ہوا، جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک شب جسے لیلۃ العقبہ کہتے ہیں حضور انور ایک گھاٹی میں اترے آپ کے ساتھ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان تھے چوتھا منافقین نے سازش کی غار میں پہنچ کر حضور انور پر حملہ کر دیں اس ارادے سے وہ غار میں پہنچے مگر حذیفہ و عمار کو دیکھ کر بھاگ گئے حضور نے جناب حذیفہ سے پوچھا کہ کیا تم ان لوگوں کے نام جانتے ہو عرض کیا کہ نہیں فرمایا ہم جانتے ہیں تم کو ان کے نام بتائیں گے ان سے دو توبہ کرلیں گے اور بارہ دوزخی ہیں یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔ بعد میں حضور انور نے جناب حذیفہ کو ان کے نام بتائے تابعین میں اکثر لوگ حضرت حذیفہ سے ان بارہ کے نام پوچھا کرتے تھے (مرقات)۔

[۱] یعنی ان میں سے آٹھ منافق کفر پر مریں گے جنت میں ہرگز نہ جاسکیں گے اس فرمان کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہے ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ لوگوں کی موت اس کی کیفیت سعادت شقاوت سے خبردار ہیں حالانکہ یہ چیزیں علوم خمسہ سے ہیں [۲] دبیلہ تصغیر ہے دبلۃ کی دبلہ اندرون جسم میں ایک پھوڑا ہوتا ہے جو اندر ہی پھوٹ جاتا ہے آدمی مر جاتا ہے اسے فارسی میں عرسلک کہتے ہیں غالباً یہ کینسر پھوڑا ہے جسے سرطان بھی کہا جاتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ طاعون کی گلٹی ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اس پھوڑے میں اس غضب کی سوزش اور بدبو ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ اسی لیے حضرت حذیفہ نے دبیلہ کی تفسیر سراج من نار سے کی یعنی اس پھوڑے سے بیمار کو ایسی سوزش و جلن ہوتی ہے جیسے اس کے جسم میں آگ کا شعلہ ہے بھڑکا ہوا ہے۔ خلاصہ فرمان یہ ہے کہ ان آٹھ منافقوں کو دنیا میں یہ عذاب ہوگا کہ ان کی موت ایسی مصیبت اور ذلت و خواری سے ہوگی اُخروی عذاب یہ ہے کہ وہ کفر پر مرینگے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے دیکھو حضور انور کا علم کہ حضور کو ہر شخص کی دنیا و دین

www.alahazratnetwork.org

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَکَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰی جَآءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ

دوسری فصل روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ابوطالب شام کی طرف گئے ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے ۱؎ جب وہ اس راہب پر پہنچے تو اترے اپنی سواریاں کھولیں ۲؎ ان کے پاس وہ راہب آیا حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ اس پر گذرتے تھے وہ ان کے پاس نہ آتا تھا ۳؎ فرمایا کہ لوگ اپنے سامان کھول رہے تھے راہب ان لوگوں کے درمیان گھسنے لگا ۴؎ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا بولا یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ انہیں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا ۵؎ تو سردارانِ قریش نے

دونوں کی خبر ہے نبی کے معنی ہیں خبردار ۳؎ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں یہاں تھیں ہم نے وہاں بیان کیں کہ وہاں کے مناسب ہیں۔

۱؎ اس وقت حضور کی عمر بارہ سال تھی ابوطالب تجارتی قافلہ لے کر مکہ معظمہ سے شام کی طرف گئے تھے حضور انور بخوشی تشریف لے گئے (ازاشعہ) اس تشریف لے جانے میں وہ راز تھا جو آگے آرہا ہے۔ یعنی بحیرہ راہب کو جمال دکھا کر ایمان بخشا ۲؎ اس عیسائی پادری کا نام بحیرہ تھا اور اسی منزل کا نام بصری تھا یہ جگہ شام میں واقع ہے (اشعہ) بحیرہ عیسائیوں کا بڑا عالم بھی تھا بڑا عابد بھی لہٰذا ان روایات میں تعارض نہیں جن میں اسے عالم کہا گیا ہے بعض میں عابد ۳؎ بعض علماء کو میں نے فرماتے سنا کہ یہ راہب اس راستہ پر اس لیے بیٹھا تھا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ نبی آخرالزماں اس راہ سے کبھی گزریں گے وہ شوق زیارت میں یہاں تھا واللہ و رسولہ اعلم قافلے اس پر گزرتے تھے وہ پرواہ بھی نہ کرتا تھا کیونکہ ان قافلوں میں اسے تجلی و انوار نظر نہ آتے تھے۔ آج اس نے اس قافلہ میں آثار نبوت دیکھے شعر

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف — بہ امید زآنکہ روزے بشکار خواہی آمد

دوسرے شکاری شکار کو ڈھونڈھتے ہیں وہ ایسے شکاری ہیں کہ شکار انہیں ڈھونڈھتے ہیں ۴؎ یعنی اس قافلہ کے رکتے ہی وہ اس قافلہ میں آن گھسا اور فرداً فرداً ایک ایک کو دیکھنے لگا خاتم النبیین کا جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا بتعلیم انجیل وہ کسی کے مطابق نہ ہوا ۵؎ یہاں مرقات نے فرمایا کہ العالمین سے مراد اولین و آخرین تمام جہان ہے حضور گزشتہ موجودہ آئندہ ساری مخلوق کے نبی رحمت اور سردار ہیں اب

www.alahazratnetwork.org

مِنْ قُرَيْشٍ مَا عَلِمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَاَنَا اَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رَعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ

اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہوا [1] وہ بولا کہ تم جب اس گھاٹی سے سامنے آئے تو کوئی درخت پتھر نہ رہا مگر وہ سجدے میں گر گیا [2] یہ مخلوق نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی [3] اور میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے [4] پھر وہ لوٹ گیا ان لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا جب ان لوگوں کے پاس کھانا لایا اور حضور اونٹ چرانے میں مشغول تھے تو بولا انہیں بلا بھیجو چنانچہ آپ آئے آپ پر

سارے انبیاء کرام اور ان کی امتیں حضور کی امت ہیں (از مرقات) اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید العالمین رحمۃ للعالمین رسول عالمین ہیں۔

[1] یعنی تو نے حضور کے یہ اوصاف حمیدہ کسی ذریعہ سے پہچانے ابھی تو نے ان کے حالات دیکھے بھی نہیں ہیں خیال رہے کہ اہل مکہ ولادت پاک سے بھی حضور انور کے معجزات جنہیں ارہاص کہتے ہیں دیکھا کرتے تھے ان میں سے بعض لوگ حضور کی نبوت پہچان گئے تھے مگر بحیرہ نے تو ابھی کچھ بھی نہ دیکھا تھا اس لیے انھوں نے بطور تعجب پوچھا [2] بحیرہ راہب اس زمانے کے اولیاء اللہ میں سے تھا اس نے اپنے کشف سے ان تمام کا سجدہ میں گرنا دیکھ لیا اور لوگ نہیں دیکھ سکے درخت و پتھروں کے سجدہ کی نوعیت کیا تھی یہ تو دیکھنے والے ہی جانیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے جس دین میں اولیاء اللہ ہوں وہ سچا ہے جس درخت میں پھل پھول ہو اس کی جڑ ہری ہے چونکہ اس وقت عیسائیت تھی وہاں اولیاء اللہ تھے منسوخ ہوتے ہی وہاں ولایت نہ رہی مسلمانوں کے صدہا فرقے ہیں مگر سواد اہل سنت کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں پتہ لگا کہ یہی مذہب برحق ہے۔

[3] خیال رہے کہ انسانوں کے سوا تمام چیزیں حضور کو سجدہ کرتی تھیں اونٹوں نے حضور کو سجدہ کیا یہاں معلوم ہوا کہ درختوں پتھروں نے حضور کو سجدہ کیا۔ انسانوں کو بھی سجدۂ سر حرام ہے دل و جان و ایمان حضور کو سجدہ کناں ہیں شعر

گو سجدۂ سر ہے ان کو منع لیکن دل و جان ہیں سجدہ کناں ہے حکم شریعت سر پہ رواں دل و جاں نے اجازت پائی ہے

[4] بعض روایات میں ہے کہ اس نے حضور کی مہر نبوت کی زیارت کی اور اہل مکہ سے حضور انور کے سونے جاگنے کھانے پینے چلنے پھرنے وغیرہ کے حالات پوچھے سب کچھ انجیل کی مذکورہ علامت کے موافق پایا (اشعہ) غضروف وہ نرم ہڈی جو جوڑوں کے سرے پر ہوتی ہے نہ گوشت کی طرح بالکل نرم نہ ہڈی کی طرح ایک دم سخت (لمعات) یہ ہڈی اور گوشت کے درمیان واسطہ ہوتی ہے [5] یعنی

www.alahazratnetwork.org

عَنَّا نُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰی فَیْٓءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَیْٓءُ الشَّجَرَةِ عَلَیْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلَی الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَیُّكُمْ وَلِیُّهٗ قَالُوْا اَبُوْطَالِبٍ فَلَمْ یَزَلْ یُنَاشِدُهٗ حَتّٰی رَدَّهٗ اَبُوْطَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالًا

بادل تھا جو سایہ کر رہا تھا [1] جب آپ قوم سے قریب ہوئے تو ان کو درخت کے سایہ میں پہلے پہنچا ہوا پایا جب حضور بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا [2] وہ بولا دیکھو درخت کا سایہ کہ آپ پر جھک گیا پھر بولا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے لوگوں نے کہا ابوطالب ہیں وہ انہیں قسمیں دیتا رہا حتی کہ حضور کو ابوطالب نے لوٹا دیا [3] اور حضور کے ساتھ ابوبکر نے

یہ راہب کھانا پکا کر ان لوگوں کے پاس لایا یہ سب لوگ اپنی جگہ موجود تھے مگر حضور انور یہاں نہ تھے آپ اونٹ چرانے کچھ فاصلے پر تھے اس نے سمجھا کہ جس دولھا کی خاطر یہ کھانا پکایا گیا ہے وہ تو یہاں موجود نہیں برات بغیر دولہا کیسے بھے بولا دولہا کو بلاؤ پھر کھانا کھاؤ۔

[1] خیال رہے کہ گرمی میں دن کے وقت حضور انور پر بادل سایہ کرتا تھا۔ رات کو کبھی نہیں دن میں سردی کے موسم میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا تاکہ گرمی میں حضور کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو اور اول ہی سے جسم پاک بے سایہ تھا خوشبودار تھا کبھی جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی یہ حضور انور کے ارہاصات ہیں جو ظہور نبوت سے پہلے ظاہر تھے بعض نادان کہتے ہیں کہ جب حضور انور پر بادل سایہ کیے رہتا تھا تو جسم اقدس کا بے سایہ ہونا کیونکر معلوم ہوا، ان کا یہ سوال عبث ہے کیونکہ سایہ صرف دھوپ میں نہیں پڑتا بلکہ چاندنی میں۔ شمع کے سامنے بھی پڑتا ہے نیز رات میں اور سردیوں کے دن میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا اس سے بے سایہ ہونا ظاہر ہو جاتا تھا۔

[2] یعنی جس درخت کے نیچے ان تمام کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا اس درخت کا سایہ پڑ ہو چکا تھا لوگ وہاں بیٹھ چکے تھے حضور انور مجمع کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ جہاں درخت کا سایہ نہ تھا۔ خیال رہے کہ بادل حضور پر چھتری کی طرح سایہ کرتا تھا کہ صرف آپ پر سایہ رہے تاکہ معجزہ ہونا ثابت ہو لہذا یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور کو درخت کے سایہ کی ضرورت ہی نہ تھی آپ پر تو بادل کا سایہ تھا نیز درخت بھی حضور انور کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ رب کی مرضی تھی کہ محبوب کا یہ دوسرا معجزہ ظاہر ہو۔ خیال رہے کہ یہ درخت حضور کی خدمت میں جھک گیا، اس بے سایہ والے پر اپنا سایہ ڈال دیا۔ اس طرح کہ دوسرے کنارہ کے لوگ سایہ سے نکل کر دھوپ میں ہو گئے تاکہ سب کو اس معجزہ کا مشاہدہ ہو مرقات نے فرمایا کہ اس وقت بادل ہٹ گیا اور درخت کا سایہ حضور پر پڑنے لگا [3] بحیرہ نے کہا کہ ان کی شہرت دنیا بھر میں پہنچ چکی ہے رومی کفار ان کے درپے آزار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو قتل کر دیں ان کی حفاظت کرو مکہ واپس بھیج دو۔ ابوطالب نے منظور کر لیا حاکم کی روایت میں ہے کہ اس دوران میں راہب کو سات رومی ملے جو حضور انور کے قتل کے ارادے سے اس طرف آتے تھے انہیں بھی کاہنوں نے پتہ بتایا تھا کہ نبی آخر الزماں اس ماہ اس راستہ سے گزریں گے بحیرہ نے بمشکل انہیں واپس کیا (اشعۃ) +

www.alahazratnetwork.org

وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مُلَجَّمًا مُسَرَّجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِيْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا رَوَاهُ

بلال کو بھیجا ۱؎ اس راہب نے آپ کو بسکٹ اور تیل کا توشہ دیا ۲؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے ۳؎ تو کوئی درخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا یارسول اللہ آپ پر سلام ہو ۴؎ (ترمذی و دارمی) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی، براق لایا گیا لگام و زین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرکشی کی ۵؎ تو اس سے جبریل نے کہا کہ کیا محمد کے ساتھ تو یہ کرتا ہے ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر کوئی نہیں سوار ہوا ۶؎ فرمایا وہ پسینہ سے نچوڑ گیا ۷؎

۱؎ ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس کے راوی سارے ثقہ ہیں اتنی عبارت کہ ابوبکر صدیق نے بلال کو حضور انور کے ساتھ بھیجا کسی کی ملائی ہوئی ہے یہ باطل محض ہے کیونکہ بلال تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ڈھائی سال حضور سے چھوٹے تھے اس وقت حضور انور کی عمر بارہ سال تھی تو جناب صدیق کی عمر ساڑھے نو سال تھی غرضکہ اتنی روایت غلط ہے (لمعات۔ مرقات۔ اشعہ) ۲؎ امام قیروی کعب نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد کے تمام راوی مسلم بخاری کے راوی ہیں سارے ثقہ ہیں (اشعہ) ۳؎ غالباً یہ واقعہ ظہور نبوت کے بعد کا ہے آپ کسی کام کے لئے حضور کے ساتھ مکہ کے اطراف میں گئے تھے ۴؎ ظاہر یہ ہے کہ درختوں پہاڑوں پتھروں کا یہ سلام حضرت علی نے خود سنا لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے معجزے حضرت علی کی کرامت دونوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عرض کرنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ شرک یا حرام نہیں بالکل جائز ہے اسے تو پتھر درخت بھی حرام نہیں سمجھتے اس کے منکرین پتھروں جانوروں سے بھی بدتر ہیں ہم نماز میں پڑھتے ہیں السلام علیک ایہا النبی ۵؎ یعنی کودنے اچھلنے لگا یہ کودنا اچھلنا خوشی میں تھا مگر اس سے سواری میں دقت واقع ہوئی خیال رہے کہ معراج میں براق کی سواری حضور کے اعزاز کے لئے تھی ورنہ حضور کو سواری کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات انبیاء کرام اس رات بیت المقدس میں پھر آسمانوں پر بغیر سواریوں کے گئے کیونکہ وہ حضرات اس رات براتی تھے حضور دولہا تھے دولہا سواری پر

www.alahazratnetwork.org

التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۔ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَیْنَا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِیْلُ بِالْاِصْبَعِ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِیِّ قَالَ ثَلٰثٌ اَشْیَاءَ رَاَیْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ نَحْنُ نَسِیْرُ

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر چر گیا اس سے براق باندھا ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت یعلی ابن مرہ ثقفی سے ۱۲ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جب کہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے

ہوتے ہیں براق پیدل ۱۲ یعنی اے براق تیری یہ شوخی اگرچہ فخر یا خوشی سے ہے مگر بے ادبی ظاہر کر رہی ہے تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کر یہاں ادب کی جگہ ہے ۱۲ بعض لوگوں نے اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے کہ اس براق پر حضرات انبیاء کرام سوار ہوتے رہے ہیں آج حضور سوار ہو رہے ہیں مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اور لوگ سوار تو ہوئے ہیں مگر وہ حضور کی طرح معزز و مکرم نہ تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی سوار ہوا ہی نہیں یہ تجھ پر پہلے سوار ہیں اور سب بے مثال ہیں کسی نبی کو نہ تو معراج ہوئی نہ انہیں کبھی براق کی سواری کی ضرورت پیش آئی ۱۲ یہاں مرآت نے فرمایا کہ براق کی اچھل کود خوشی میں تھی اور یہ پسینہ آنا بے ادبی کی شرمندگی سے ہوا بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ براق نے حضور سے وعدہ لیا کہ قیامت میں آپ مجھے اپنی سواری کے لیے منتخب فرمائیں وعدہ فرمایا تب وہ خاموش کھڑا ہو گیا یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے واللہ اعلم اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھل کود ناز کی تھی شعر

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے نیاز مند نہ کیوں عاجزی سے ناز کرے

۱۲ میں نے اس پتھر کی اس کے سوراخ کی اور سوراخ میں پیتل کے کڑے کی زیارت کی ہے جس پر براق باندھا گیا تھا اب وہ جگہ زمین دوز ہو گئی ہے کئی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں اندھیرا ہے روشنی کر کے نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ جگہ مسجد اقصیٰ میں بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ یہاں انبیاء کرام اپنے گھوڑے باندھا کرتے تھے یہ سوراخ بند ہو گیا تھا۔ جبریل امین نے اشارہ سے یہ سوراخ کھول دیا۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ہمارا براق اس حلقہ سے باندھا گیا جس سے انبیاء کرام باندھا کرتے تھے ۱۲ آپ مشہور صحابی ہیں قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں۔ حدیبیہ، فتح خیبر، حنین، طائف وغیرہ کے جہادوں میں حاضر رہے آپ نے ایک سفر میں حضور کے تین معجزے دیکھے اس کا بیان فرما رہے ہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ کس سفر میں تھے اور یہ واقعہ کب کا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَآءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ وَ قَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَّا اِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكَى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ

تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گذرے جس پر پانی دیا جا رہا تھا[1] تو جب حضور کو اونٹ نے دیکھا تو چیخا اپنی گردن رکھدی[2] اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ بیچ دے[3] اس نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ حضور کو ہبہ کرتے ہیں یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں[4] فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے اچھا سلوک کرو[5] پھر ہم چلے حتی کہ ایک منزل میں اترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ آپ پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا[6] پھر جب

[1] یعنی بنا ہے سنی سے بمعنی کھیت کو پانی دینا اسی سے ہے سانیہ وہ اونٹنی جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے یعنی اس وقت کھیت والے اس پر کھیت کو پانی دے رہے تھے [2] اونٹ کی لمبی گردن سینے سے سر تک کو جران کہتے ہیں یعنی وہ حضور انور کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنی ساری گردن زمین پر بچھا دی اس نے اس طرح اپنی انتہائی عاجزی ظاہر کی [3] اسے ہم پال لینگے یہ تیرے پاس تنگ ہے حضور آفت زدوں کے غم خوار ہیں بیکسوں کے غمگسار جن کی کوئی قیمت نہ ہو ان مولے ہوں ان کے خریدار ہیں۔ شعر

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

[4] یعنی ان لوگوں کا سہارا ان کا گزارہ اس اونٹ سے ہے حضور چاہیں تو قبول فرمالیں ہم کو کوئی عذر نہیں [5] یعنی اچھا ہم نہیں خریدتے تم اپنے پاس رکھو مگر اس سے کام کم لو چارہ زیادہ دو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور جانوروں کی بولی بھی سمجھتے ہیں حضرت سلیمان صرف چڑیوں چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے حضور شجر و حجر خشک و تر ساری مخلوق کی بولی جانتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور حاجت روا مشکل کشا ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے جانور بھی مانتے ہیں جو انسان مسلمان ہو کر حضور کو حاجت روا مشکل کشا نہ مانے وہ جانوروں سے بدتر ہے تیسرے یہ کہ حضور کی کچہری میں جانور بھی فریادی ہوتے تھے شعر

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہی چاہتی ہے ہرنی دوا اس در پر شتران ناشاد شکوۂ رنج و عنا کرتے ہیں

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ لَہٗ فَقَالَ ھِیَ شَجَرَۃٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّھَا فِیْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَھَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَآءٍ فَاَتَتْہُ امْرَاَۃٌ بِابْنٍ لَھَا بِہٖ جِنَّۃٌ فَاَخَذَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْخِرِہٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِکَ الْمَآءِ فَسَئَلْنَاھَا عَنِ الصَّبِیِّ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ

بیمار ہوئے تو میں نے حضور سے یہ ذکر کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی ۱؎ راوی نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گذرے تو آپ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لائی جسے دیوانگی تھی ۲؎ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بانسہ پکڑا پھر فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں ۳؎ پھر ہم چلے تو جب لوٹے تو اس گھاٹ پر گذرے اس سے بچہ کے متعلق پوچھا وہ بولی اس کی قسم جس نے

لہذا اپنا ہر دُکھ درد حضور سے کہو فریاد کرو ۶؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے معجزات سوتے میں بھی جاری رہتے تھے صرف بیداری پر ہی منحصر نہ تھے۔

۱؎ یعنی درخت کی یہ حاضری صرف سایہ کرنے کے لئے نہ تھی بلکہ مجھے سلام کرنے کے لیے تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو جانور درخت بھی سلام کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور سوتے میں بھی سلام کرنے والوں کے سلام سنتے انھیں جواب دیتے ہیں آج بھی بعد وفات حضور کو دینا سلام کرتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی مخلوق کو حضور کی بارگاہ میں سلام کرنے بھیجتا ہے دیکھو درخت اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر سلام کرنے آیا تھا رہی یہ بات کہ درخت کو رب تعالیٰ نے کیسے اجازت دی اور درخت نے یہ اجازت کیوں کر معلوم کی اس میں بڑی دراز گفتگو ہے حق یہ ہے کہ درختوں پتھروں کے بھی قدرتی دل ہیں ان کے دل میں ڈال دینا اللہ کی اجازت ہے رب فرماتا ہے واوحیٰ ربک الی النحل آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی یہ ہے اللہ کا ان سے کلام فرمانا ۲؎ وہ عورت اپنے دیوانہ بچے کو حضور کے پاس لائی تاکہ اُسے حضور کے دم اور حضور کی برکت سے شفاء نصیب ہو معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کا حضور کے دروازے پر جانا سنت صحابہ ہے ۳؎ اس میں خطاب اس بچہ کی بیماری یعنی دیوانگی سے ہے اور انی رسول اللہ میں وجہ خطاب کا ذکر ہے یعنی تو اس میں سے نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اس شان رسالت سے تجھ کو نکل جانے کا حکم دے رہا ہوں معلوم ہوا کہ حضور کی حکومت بیماریوں پر بھی ہے آپ کا حکم ان پر بھی جاری ہے دیکھو حضور انور نے نہ تو کوئی دوا بتائی نہ کوئی دعا پڑھ کر دم کیا بلکہ اسے نکل جانے کا حکم شاہانہ دیا اور بیماری نے اطاعت کی ہم نے عرض کیا ہے۔

تخت ہے ان کا تاج ہے اُن کا دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا

www.alahazratnetwork.org

بِعَثْتَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَآئِنَا وَعَشَآئِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا فَثَعَّ وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَائِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ

آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی چیز نہ دیکھی [1] (شرح سنہ) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی بولی یا رسول اللہ میرے اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام سویرے پکڑتا ہے [2] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اسے قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالا سا پلا سا نکلا جو چلتا تھا [3] (دارمی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جب کہ آپ غمگین بیٹھے تھے مکہ والوں کی ایذا رسانی کی وجہ کے خون سے رنگین تھے [4] عرض کیا یا رسول اللہ کیا

جن و ملک ہیں ان کے سپاہی رب کی خدائی میں ان کی شاہی ۞

[1] یعنی وہ بیماری جڑ سے جاتی رہی پھر اس کا شائبہ بھی نہ ہوا۔ سبحان اللہ یہ ہے حضور کی بارشاہت [2] یعنی اسے دیوانگی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ صبح شام ظاہر ہوا کرتی ہے [3] یہ واقعہ دوسرا ہے پچھلی حدیث میں جو گزرا وہ واقعہ دوسرا تھا وہاں اس میں کیڑے کے نکلنے کا ذکر نہ تھا جرو کہتے ہیں کتیا کے پلے بچے کو وہ کیڑا اسی شکل و شباہت کا تھا وہ دراصل جنون تھا جو کیڑے کی شکل میں تھا بیماریوں کی بھی شکلیں ہوتی ہیں جو اللہ والوں کو نظر آتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کو ایک کالی عورت کی شکل میں ملاحظہ فرمایا۔ [4] یہ واقعہ غزوہ اُحد کا ہے جبکہ حضور انور پر تلوار و نیزوں کے سترہ وار کیے گئے جن سے اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا مگر ایک پتھر سر مبارک پر لگا دوسرا دانت شریف پر ایک پتھر سے آپ کی انگلی شریف زخمی ہوگئی ان تین زخموں کی وجہ سے آپ خونا خون ہوگئے اور آپ کو بہت تکلیف پہنچی (مرقات۔ لمعات۔ اشعۃ)۔

www.alahazratnetwork.org

تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلَى الشَّجَرَةِ مِنْ وَرَآئِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَآءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِيْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ

آپ جانتے ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھاؤں [1] فرمایا ہاں انہوں نے آپ کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا عرض کیا اسے بلائیے حضور نے اسے بلایا وہ آگیا آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا [2] پھر عرض کیا اسے حکم دیجئے کہ لوٹ جائے حضور نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کافی ہے [3] (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں [4] اور یہ کہ حضور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے [5] فرمایا درخت ببول دار [6] اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارہ پر تھا وہ زمین

[1] یعنی آپ کو آپ کی سلطنت خداداد دکھاؤں کہ اللہ نے آپ کا راج ساری مخلوق پر قائم فرمایا ہے اگرچہ بعض لوگ نادانی سے آپ کی حکومت نبوت نہ مانیں آیت سے مراد حضور کا وہ معجزہ ہے۔ جس کا تعلق حضور کے خداداد اختیار سے ہے [2] یعنی حضور کے بلانے پر درخت بے توقف چلا آیا [3] یعنی اب مجھے کفار کی مخالفت یا ان کی ایذا رسانی کی کوئی پرواہ نہیں جب مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی حکومت بخشی ہے تو ان کفار کا نہ ماننا مجھے ایذائیں دینا ایک عارضی چیز ہے یہ سب میرے زیر نگیں آنے والے ہیں [4] یہ سفر یا تو جہاد کا تھا یا عمرے کا کچھ پتہ چلا نہیں (مرقات) تشہد سے پہلے الف استفہامیہ پوشیدہ ہے۔ حضور انور نے اس سے یہ سوال فرمایا [5] یعنی انسانوں کے علاوہ اور کون شخص ہے جو آپ کی نبوت پر گواہی دے (اشعہ) اس نے نبی کے اختیار ان کی سلطنت خداداد دیکھ کر مسلمان ہونا چاہا [6] سلمہ کا ترجمہ ہے ببول (گیکر) جس کے پتوں کو عربی میں قرظ کہتے ہیں جس سے کھال رنگی جاتی ہے یعنی پکائی جاتی ہے اس کی جمع سلام ہے بغیرت کے (مرقات) +

www.alahazratnetwork.org

فَاَقْبَلَتْ نَخِدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْھَدَھَا ثَلَاثًا فَشَھِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّہٗ کَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِھَا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ ھٰذَا الْعِذْقَ مِنْ ھٰذِہِ النَّخْلَۃِ یَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَۃِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ

چیرتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر حضور نے اس سے تین بار گواہی لی اس نے تین بار گواہی دی [1] کہ حضور ویسے ہی ہیں جیسے انہوں نے فرمایا پھر اپنے جھاڑی کی طرف لوٹ گیا [2] (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں [3] فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں [4] چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گیا [5]

[1] یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سن رہا تھا اس کا آنا جانا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس نے ایک معجزہ مانگا تھا حضور انور نے اسے دو معجزے دکھائے درخت کا آنا جانا۔ گواہی دینا اور نہ ہو سکتا تھا کہ حضور خود اس درخت کے پاس جاتے اس سے گواہی لے لیتے [2] اس واقعہ کو امام بوصیری نے قصیدے بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے۔

جاءت لدعوتہ الاشجار ساجدۃ ۔ تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

حضرت حسان یوں بیان فرماتے ہیں ؎ نطق الحجر جاء الشجر شق القمر باشارتہ ۔

[3] یعنی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں جس سے میں آپ کی نبوت پہچانوں معلوم ہوا کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے دیگر انبیاء کرام کو گنے چنے معجزے عطا ہوئے، حضور کے معجزات بے شمار گزشتہ نبیوں کے معجزات ان کی وفات پر ختم ہو گئے حضور کے بہت سے معجزے تا قیامت باقی [4] عذق کا ترجمہ اردو میں ہے گدھا یعنی درخت کی وہ موٹی شاخ جس میں چھوٹی اور پتلی بہت سی شاخیں ہوں یہ تحقیق ہے مرقات کی مگر لمعات اور اشعہ میں ہے کہ عذق بمعنی خوشہ یہاں بمعنی خوشہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے [5] یعنی اس خوشہ گچھے کی کھجوریں ایک ایک کر کے آپ کے دامن میں گری پھر اسی طرح اوپر اٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے لگ گئی ان کا یہ آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھی ۔

www.alahazratnetwork.org

الْاَعْرَابِیُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَآءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَہُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَھَا مِنْہُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَنْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتَ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْہِ اللّٰہُ اَخَذْتَہٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَہٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰہِ اِنْ رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخْلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا ھُوَ کَآئِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَھُوْدِیًّا فَجَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

یہ دیہاتی مسلمان ہوگیا ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے تلاش کیا حتی کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا ۱۲ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ گیا اور دم دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے ۱۲ چھین لی ۱۲ تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کر رہا ہے ۱۲ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تو یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں ۱۲ تم کو ساری گذشتہ اور بعد میں آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں ۱۲ وہ شخص یہودی تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہوگیا ۱۲ نبی صلی اللہ

۱۲ حضور پر ایمان مختلف ذریعوں سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے کوئی آپ کو دیکھ کر ہی ایمان لایا کوئی آپ کے صفات عالیہ میں غور کر کے کوئی آپ کا کلام سن کر اور کوئی صرف نام سن کر کوئی کسی خاص معجزے سے یہ اعرابی اس آخری قسم میں سے تھا جو معجزہ دیکھ کر ایمان لایا ۱۲ یعنی چرواہے نے بھیڑیئے کا پیچھا کر کے شور مچا کر اس کو مار پیٹ کر اس کے منہ سے بکری چھوڑالی یہ اس کی بہادری تھی ورنہ بلی کے منہ سے چڑیا چھڑانا مشکل ہے ۱۲ یعنی تو نے مجھ پر ظلم کیا کہ رب کی دی ہوئی روزی مجھ سے چھین لی ۱۲ یعنی میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ بھیڑیا انسان سے ایسی فصیح زبان میں باتیں کرے یہ تو عجیب تر بات ہے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف میں ہوا جبکہ حضور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آگئے تھے یہ شخص حضور انور سے بالکل بے خبر تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۲ اس سے مراد زمین مدینہ ہے کہ یہ دو سیاہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بہت ہیں جیسا کہ زیارت کرنے والوں پر ظاہر ہے ۱۲ یعنی تمام غیبی خبریں دے رہے ہیں از آدم علیہ السلام تا روز قیامت ہر بات لوگوں کو بتا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم غیب جانور بھی مانتے تھے جو انسان ہو کر اس کا انکار کرے وہ جانوروں سے بھی

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْرُجَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُحَدِّثَهٗ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ ۞ وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں[1] قریب ہے کہ ایک شخص نکلے گا تو نہ لوٹے گا حتی کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں[2] (شرح سنہ) روایت ہے حضرت ابو العلاء سے[3] وہ سمرہ ابن جندب سے راوی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہتے تھے کہ دس اُٹھتے اور دس بیٹھتے تھے[4] ہم نے کہا کہ

گیا گزرا ہے[5] یہ شخص وہ صحابی ہیں جنہیں بھیڑیئے کے ذریعہ ایمان ملا۔ بعض صحابہ کو تابعین کے ذریعہ ایمان ملا جیسے حضرت عمرو بن عاص کو ایمان ملا، نجاشی شاہ حبشہ کے ذریعہ اور نجاشی تابعی تھے۔ یار کے جلوے رنگ برنگے ہیں کسی کو صحابہ کے ذریعہ ایمان ریتا ہے اور کسی کے ذریعہ صحابی کو ایمان ملتا ہے۔ اس یہودی کا نام ہبار ابن ادس خزاعی ہے اور اس کا لقب معلم الذئب ہے یعنی جس سے بھیڑیئے نے کلام کیا (از مرقات) +

[1] یعنی بھیڑیئے کا انسان سے یہ کلام کرنا علامات قیامت سے ہے اب قیامت قریب ہے اور یہ حضور انور کا معجزہ بھی ہے معجزے کے لیے تصرف ضروری نہیں۔ حسن یوسفی۔ لحن داؤدی ان حضرات کے معجزے تھے حالانکہ وہ ان میں تصرف نہیں کرتے تھے [2] یعنی قریب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جاوے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں ان کے کام کیچ کرلیں گے اس شخص کے آنے پر یہ دونوں سب کچھ بتادیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں کہ جو آوازیں صورتیں کیچ (جذب) کر لیتے ہیں اور مشین پر لگانے سے سب کچھ بول دیتے ہیں جیسے ٹیپ ریکارڈ وغیرہ۔ ٹیلی ویژن نے تو کمال کر دیا ہے کہ وہ تو صورت بھی اپنے میں کیچ کر کے سب کو دکھا دیتا ہے [3] ابو العلاء عین کے فتح سے تابعی ہیں آپ کا نام یزید ابن عبداللہ ابن خنجر ہے [4] ایک سو گیارہ میں آپ کی وفات ہوئی (اکمال۔ مرقات) [4] یعنی ایک بار ہم نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ تجربہ کیا کہ ایک پیالہ کھانا سینکڑوں آدمیوں کو کافی ہوا کہ صبح سے شام تک لوگ اس سے کھاتے رہے سیر ہوتے رہے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ واقعہ کس وقت اور کس جگہ کا ہے ۞

www.alahazratnetwork.org

كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلٰثِمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ ۞ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

کہ کہاں سے بڑھتا تھا[1] فرمایا تم کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا[2] (ترمذی۔ دارمی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ حضرات کی جماعت میں تشریف لے گئے[3] عرض کیا الٰہی یہ ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں دے، الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس دے[4] الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرما دے اللہ نے حضور کو فتح دی ان غازیوں میں کوئی شخص نہ تھا مگر وہ ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا انہیں کپڑا بھی ملا اور وہ سیر ہوئے[5] (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی

[1] مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں فِیمَا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ یہ برکت کہاں سے آرہی تھی فِیمَا کی من ابتدائیہ ہے اور جن نسخوں میں من نہیں ہے تب بھی مطلب یہ ہی ہے کہ وہ کیا چیز تھی جو برکت کا باعث تھی [2] غالب یہ ہے کہ سائل ابوالعلاء ہیں اور جواب دینے والے حضرت سمرہ ابن جندب ہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی اور صاحب سائل ہوں جواب دینے والے ابوالعلاء ہوں [3] مشہور یہ ہے کہ غازیان بدر تین سو تیرہ تھے جن میں ستہتر مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس ۲۳۶ انصاری تھے (دیکھو اشعۃ اللمعات) [4] ان بزرگوں کے پاس سامان جنگ حسب ذیل تھا۔ شعر

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں — پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا — کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا!

یہ بے سروسامانی دیکھ کر حضور انور نے یہ دعا کی جو قبول ہوئی [5] حضور انور کی یہ دعا حرف بہ حرف قبول ہونا اور صرف ایک دن کے بعد ہی اس کا ظہور ہونا حضور انور کا معجزہ ہے ان غازیوں کو کپڑا، سواریاں بے شمار ہاتھ آیا اور کفار مکہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان غلہ۔ اونٹ وغیرہ بہت لائے تھے جنگ کے دن جناب عباس کی طرف سے سارے لشکر کفار کا کھانا پکایا گیا تھا وہ لوگ یہ کھانا نہ کھا سکے کہ شکست کھا گئے ستر مارے گئے۔ ستر قیدی ہوئے اور باقی بھاگ گئے یہ کھانا پکا پکایا مسلمانوں کے ہاتھ آیا پکایا کفار نے

www.alahazratnetwork.org

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَ مَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ

وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ تمہاری مدد کی جاوے گی اور تم غنیمتیں پانے والے ہو تم کو فتح دی جاوے گی ۱؎ تو جو تم میں سے یہ پائے وہ اللہ سے ڈرے بھلائیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے ۲؎ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت جابر سے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی بکری میں زہر ملایا ۳؎ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کردی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا ۴؎ آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت

کھایا مومنین نے اور کچا راشن جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا وہ تو اندازے سے باہر ہے یہ ہے حضور انور کی قبولیت دعا +

۱؎ یعنی ہمارے زمانہ حیات میں بھی اور بعد وفات بھی تم کو بہت ملک فتح ہوں گے یہ غیبی خبر ہے جو ہو بہو ظاہر ہوئی خصوصاً زمانہ فاروقی میں ۲؎ یعنی ان فتوحات کے بعد تم اپنا فرض منصبی بھول نہ جانا تبلیغ جاری رکھنا کہ جہادوں بلکہ فتوحات کا منشا یہی ہے شعر

جنگ شاہاں فتنہ و غارتگری است جنگ مومن سنت پیغمبری است

کافر دنیا کے لیے ملک گیری۔ خدمت ملک کے لیے لڑتا ہے مومن خدمت دین اور اعلاء کلمۃ رب العالمین کے لیے لڑتا ہے ۳؎ اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا مرحب ابن ابی مرحب کی بہن تھی سلام ابن مسلم کی بیوی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا کہ زہر ملا کر گوشت بطور ہدیہ حضور انور کی خدمت میں بھیج دیا تھا ۴؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کا ہدیہ قبول کرلینا مومن کے لیے جائز ہے دوسرے یہ کہ اہل کتاب کا فر کا ذبیحہ حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ کفار کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کھا سکتا ہے کہ یہ بکری یہود نے ہی ذبح کی تھی اور یہودن نے پکائی تھی اس نے ہدیۃً بھیجی تھی چوتھے یہ کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنا بندے کا طرۂ امتیاز ہے حضور انور کو اللہ تعالیٰ نے کل غیب بخشا آپ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے مگر اس وقت مرضی الٰہی تھی کہ بعض صحابہ اس گوشت سے شہید ہو جاویں اور حضور انور کو اس گوشت سے تکلیف بہت مدت بعد میں پہنچے اور بوقت وفات یہ زہر اپنا اثر دکھائے بعد میں اس سے حضور کی وفات ہو اور شہادت کا درجہ حضور کی قدم بوسی کرے اس لیے اس وقت حضور انور کو اس زہر کی طرف توجہ ہی نہ ہوئی تاکہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو کر رہے خیال رہے کہ بعض صحابہ یہاں ہی اس زہر سے شہید ہو گئے اور حضور انور بروقت

www.alahazratnetwork.org

مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهِ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

نے کھایا ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اُسے بلایا فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے ۲؎ بولی آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے ۳؎ وہ بولی ہاں میں نے کہا کہ اگر وہ بچے نبی ہیں تو انہیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے ۴؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اسے سزا نہ دی ۵؎ آپ کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا وہ وفات پا گئے ۵؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

وفات یہ زہر عود کر آیا اسی زہر سے حضور انور کی شہادت ہوئی جیسے حضرت صدیق اکبر پر ان کی وفات کے وقت غار ثور کا زہر لوٹ آیا تھا کہ وہاں انھیں سانپ نے کاٹا تھا وفات دونوں حضرات کی زہر سے ہوئی وفات میں بھی حضرت صدیق کی فنافی الرسولیت جگمگا رہی ہے ۔

۱؎ ان کھانے والوں میں سے حضرت بشر ابن براء ابن مارور شہید ہو گئے (مرقات) اس لیے مکیدہ کا نام مکیدہ ہے اہل عرب وہاں بہت کم جاتے ہیں وہاں کی آب وہوا صحت کے خلاف ہے ۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ خود گوشت نے حضور کو خبر دی کہ مجھ میں زہر ملا ہے مگر یہ خبر کھا لینے کے بعد دی اور اگر کھانے سے پہلے خبر دی ہو تو حضور انور کا کھانا اور صحابہ کو کھانے دینا خودکشی نہیں بلکہ رضا بالقضا ہے حضور انور جانتے تھے کہ ان لوگوں کا اور ہمارا تکلیف پانا بعض کا وفات پانا ارادہ الٰہی میں آچکا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کا ذبح فرزند فرمانا ۳؎ یعنی میں نے آپ کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ آپ پر زہر اثر نہ کرے میرے نزدیک آپ کی نبوت کا ثبوت یہ تھا کہ آپ کی وفات اس زہر سے نہ ہو ۴؎ یعنی اپنی تکلیف کا اس سے بدلہ نہ لیا اور بشر کے وارثوں سے معافی دلوادی انھوں نے قصاص معاف کر دیا قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت یعنی زینب بنت حارث مسلمان ہو گئی واللہ ورسولہ اعلم اس نے کہا کہ میں نے آپ کی نبوت اس معجزے سے معلوم کر لی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اس کے سچے رسول ہیں (مرقات) ۵؎ مرقات نے یہاں فرمایا کہ صرف بشر کی وفات اس زہر سے ہوئی مگر اس جمع کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات چند حضرات کی ہوئی خیبر میں تیرہ شہداء کے مزارات ہیں میں نے ان کی زیارت کی ہے غالباً یہ تیرہ حضرات اس وقت کے شہید ہیں واللہ ورسولہ اعلم ہو سکتا ہے کہ بشر فوراً موقعہ پر شہید ہو گئے ہوں باقی بارہ صحابہ کچھ دن بعد فوت ہوئے ہوں اشعۃ اللمعات نے یہ ہی توجیہ فرمائی ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

كَاهِلِهٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِیْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلٰى بَیَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ ۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلِیَّةَ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّیْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِیَّةً فَجَآءَ فَارِسٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ اَبِیْهِمْ بِظَعْنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اجْتَمَعُوْا اِلٰى حُنَیْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْكَ غَنِیْمَةُ الْمُسْلِمِیْنَ غَدًا اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ

اپنے کندھوں پر پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھایا تھا ابو ہند نے پچھنے لگائے سنگی اور چھری سے وہ بیاضہ انصاری کے غلام تھے ۱؎ (ابوداؤد - دارمی) روایت ہے حضرت سہیل ابن حنظلیہ سے ۲؎ کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہو گئی ۳؎ تو ایک سوار آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہو گیا ہے ۴؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہو گی ۵؎ پھر فرمایا

۱؎ ابو ہند کا نام یسار حجام ہے قرن یعنی سینگ اس سے مراد ہے سنگی شفرہ چوڑی چھری کو کہتے ہیں۔ آپ کا یہ فصد لینا زہر کی گرمی دور کرنے کے لیے تھا گویا علاج تھا ۲؎ حنظلیہ حضرت سہل کی ماں یا دادی کا نام ہے آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے بڑے عابد لوگوں سے علیحدہ رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہما (مرقات)۔

۳؎ یعنی تمام دن ہم چلتے رہے حتی کہ شام ہو گئی۔

۴؎ بکرہ کہتے ہیں جوان اونٹنی کو اہل عرب جب کسی قوم کی کثرت بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قوم ساری کی ساری بہت تعداد میں آئی تو کہتے ہیں علی بکرۃ ابیھم ظعن بوڑھی عورتیں نعم ہر قسم کے جانور یعنی قبیلہ ہوازن اپنی ساری جماعت سارے مال کے ساتھ حنین میں آپ سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں ہوازن جناب حلیمہ کی قوم تھی آپ قبیلہ بنی ہوازن سے تھیں رضی اللہ عنہا۔

۵؎ یعنی انشاء اللہ کل جہاد ہو گا اس میں یہ لوگ قیدی ہوں گے ان کے مال مسلمانوں کی غنیمت بنیں گے ایسا ہی ہوا۔ یہ ہوا حضور کے علم غیب کا معجزہ +

www.alahazratnetwork.org

مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ اِسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ فَلَمَّا
أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا
فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي

کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا ۱؎ انس ابن مرثد غنوی بولے یارسول اللہ میں کروں گا ۲؎ فرمایا سوار ہو جاؤ، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ ۳؎ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں ۴؎ پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا ۵؎ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف

۱؎ دشمن کے خطرہ کے وقت سارا لشکر رات کو نہیں سو جاتا۔ کیونکہ شب خون کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص حفاظت کرتا ہے پھر لشکر سوتا ہے اس واقعے سے حضور انور نے یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کسی بندے کی حفاظت لینا نہ تو شرک ہے اور نہ توکل کے خلاف نہ اللہ خَیْرٌ حَافِظًا کے مخالف حقیقی حفاظت رب تعالیٰ کی ہے بندے اس حفاظت کے مظہر ہیں خود حضور انور ساری امت کے محافظ ہیں ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ شہید بمعنی رقیب (محافظ)۔

۲؎ حضرت ابو مرثد کا نام کناز یا اُنیس ہے آپ خود اور آپ کے باپ دادا بھائی سب صحابی ہیں فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شامل ہوئے سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی ۳؎ یعنی تم رات اس پہاڑی پر جاگ کر گزارو ہر چہار طرف نظر رکھو کسی طرف سے دشمن کو آتا دیکھو تو ہم کو خبر دو۔ آج رات ان کے لیے یہ جاگنا پہرہ دینا اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی شعر

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

۴؎ یعنی سنت فجر ادا کیں معلوم ہوا کہ سفر میں سنت و نفل سب پورے پڑھے جائیں گے صرف چار رکعت والے فرض میں قصر ہوگا کہ وہ بجائے چار کے دو ہونگے ۵؎ یعنی کیا آج رات میں کسی وقت ابو مرثد نیچے اترے تم نے انہیں دیکھا معلوم ہوا کہ سنت فجر کے بعد فرض سے پہلے دنیاوی بات کر لینا جائز ہے اس میں حرج نہیں ہاں بلا ضرورت زیادہ بات نہ کرے (اشعۃ) معلوم یہ بھی ہوا کہ حضور کو اپنے نوکروں چاکروں خدام کی فکر رہتی ہے آج بھی جو لوگ خدمت دین کر رہے ہیں حضور کو ان کی فکر ہے پھر ہمیں اپنی فکر کیوں ہو وہ فکر کرنے والے سلامت ہیں صلی اللہ علیہ وسلم شعر

سن اے دشمن ہیں بگڑنے کا نہیں وہ سلامت ہیں بنانے والے ؛

www.alahazratnetwork.org

يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَآءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَآءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ اَرَ اَحَدًا

کنکھیوں سے دیکھنے لگے ۱؎ حتیٰ کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارا سوار آ پہنچا ۲؎ تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آرہا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا ۳؎ تو عرض کیا کہ میں چلا حتیٰ کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑیوں) پر چڑھ گیا ۴؎ تو میں نے

۱؎ یعنی حضور نے نماز فجر ہم کو پڑھائی مگر اس طرح کہ حضور کا گوشہ چشم اس راستہ کی طرف تھا جس سے حضور کے خادم نے آنا تھا رب کی نماز میں اپنے خادم کا انتظار فرمایا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سفر میں نماز باجماعت ادا کی جاوے اذان تکبیر وغیرہ سب کچھ ہو دوسرے یہ کہ نماز میں گوشہ چشم سے ادھر ادھر دیکھنا نماز کو ناقص نہیں کرتا ہاں منہ پھیرنا مکروہ ہے اور سینہ پھیرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور تو اپنے خدام کو نماز میں ملاحظہ کرتے تھے اور حضرات صحابہ عین نماز میں حضور کی نگاہوں کو دیکھتے تھے کیونکہ ان راوی نے فجر کی نماز میں دیکھا کہ حضور گوشہ چشم سے اس طرف دیکھ رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ نماز بھی عبادت ہے اور حضور کی ادائیں دیکھنا بھی عبادت ہے اس میں دو عبادتوں کا اجتماع ہے حضور کو دیکھنا وہ عبادت ہے کہ مومن کو صحابی بنا دیتا ہے ۲؎ یعنی سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے ہم کو ابو مرثد کے بخیریت پہنچنے کی خوشخبری دی یہ ہے کرم کریمانہ اس میں بھی حضور کے علم کا ظہور ہے کہ ابو مرثد ابھی نمودار بھی نہ ہوئے تھے حضور نے آڑ کے پیچھے سے یار کو دیکھ لیا اور خبر دے دی ۳؎ خیال رہے کہ ابو مرثد نے فجر کی جماعت میں شرکت نہ کی آج ان کے لیے پہاڑی کی چوٹی کعبہ تھی اور ان کا وہاں رہنا جماعت تھی۔ حضور کی اطاعت اصل عبادت ہے ان کی ترک جماعت پر ہماری لاکھوں باجماعت نمازیں قربان ہوں ان کی قضا پر ہماری ادائیں نچھاور ہوں ۴؎ ابو مرثد نے آج رات کی کاروائی صحابہ کرام کو بلکہ خود حضور انور کو سنائی، خیال رہے کہ اپنی عبادات صحابہ کرام یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہ تو ریا ہے نہ عبادت ناقص ہونے کا ذریعہ بلکہ یہ تو عبادات کو زیادہ قبول بنانے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور کی خوشنودی عبادات کا مغز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ساری عبادات میں اللہ تعالیٰ کے رضا کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی بھی نیت کرو۔

www.alahazratnetwork.org

اَحَدٌ اَفَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ لَا اِلَّا مُصَلِّيًا اَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ

کسی ایک کو نہ دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا نہیں سوار نماز کے یا ادا رحاجت کے ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں ۲؎ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ چھوارے لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں برکت کی دعا فرمادیں ۳؎ تو انہیں حضور نے ملا دیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا کی ۴؎ فرمایا انہیں لے لو اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے

۱؎ یعنی ہیں آج رات پوری طور پر ہی حضور کی طرف سے سپرد کردہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں میں سوار نماز یا استنجے کے کسی لیے بھی نیچے نہیں اترا ۲؎ یعنی اب اگر تم کوئی نفلی عبادت نہ کرو یا تم اگر اب جہاد نہ کرو تو تمہارے درجے میں کمی نہ ہوگی کیونکہ تم نے آج ایسی بڑی عبادت کرلی یعنی اللہ کے رسول کی حفاظت جس سے تم جنت کے اعلے درجہ پر پہنچ گئے لہذا عمل سے مراد عمل نفلی یا جہاد نفلی ہے (مرقات اشعہ) مگر فقیر کہتا ہے کہ عمل سے مراد مطلقا عمل ہے فرض ہو یا نفل کیونکہ نفلی عبادات کا چھوڑنا ویسے بھی مضر نہیں ہوتا نفل تو کہتے ہی اسے ہیں جس کا کرنا ثواب ہو نہ کرنا گناہ نہ ہو لہذا یہ ہی مطلب ہے کہ اگر تم فرضی عبادات بھی نہ کرو تو تم کو مضر نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ تم جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے اس کا مقصد یہ نہیں کہ تم پر فرض عبادات فرض نہ رہیں یہ فرمان ایسے ہیں جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہو کہ اڑتا پھر اب وہ اڑے کیسے دل پر قبضہ حضور نے کرلیا اب اس میں ترک عبادت کا خیال کیسے پیدا ہو اس فرمان عالی کے بعد انھوں نے نوافل اور زیادہ شروع کر دیئے ہوں گے ۳؎ برکت کے معنی ہیں خیر کا بیٹھ جانا وہاں سے نہ نکلنا یہ بنا ہے برک سے بمعنی اونٹ کا بیٹھنا کثرت اور برکت میں بڑا فرق ہے برکت یہ ہے کہ چیز تھوڑی ہو مگر نہ خود ختم ہو نہ اس کا نفع ختم ہو کثرت یعنی زیادتی تو کفار کو مل جاتی ہے مگر برکت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے ۴؎ خیال رہے کہ دعائیہ کلمات میں برکت کسی پاکیزہ زبان سے پیدا ہوتی ہے اس لیے انہوں نے دعائیہ کلمات خود پڑھ کر دم نہ کر دیئے بلکہ حضور انور سے دم کرائے کارتوس بغیر بارود کے مار نہیں کرتا حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا وجعلنی مبارکا اینما کنت رب نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں برکت میرے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر دم کرتے وقت اسے ملا لینا سنت ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخِلْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ الثَّمَرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِيْ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّهٗ انْقَطَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اُقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ

کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی جھاڑنا مت [۱] میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کیے، ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے [۲] وہ یہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ جناب عثمان کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا [۳] (ترمذی)

تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا [۴] بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انہیں رسیوں سے باندھ دو یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض دوسرے بولے کہ بلکہ انہیں قتل کردو بعض بولے بلکہ انہیں نکال دو [۵] اللہ تعالیٰ

[۱] متبرک چیزوں میں توکل ضروری ہے اس لیے انہیں ناپنا، تولنا، جھاڑنا نہیں چاہیئے بلکہ اس میں سے لیتے رہو۔ استعمال کرتے ہو اس کا اندازہ بھی نہ لگاؤ کہ اب اتنی رہ گئی ہوگی۔ یہ صوفیانہ عمل ہے [۲] یعنی میں نے کھائے دوستوں کو کھلائے اور کئی من خیرات کیے مگر پھر اتنے ہی رہے جتنے تھے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو ایک وسق چھ من تیس سیر ہوا، آپ نے کئی وسق خیرات کیے حالانکہ پاؤ بھر یا آدھ سیر چھوارے تھے سو چوکتنی برکت ہوئی کیونکہ یہ چھوہارے جناب ابوہریرہ کی کمر سے بندھے رہتے تھے کمر سے اتنا ہی وزن بندھ سکتا ہے [۳] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت مدینہ منورہ میں عجیب افراتفری کا واقعہ تھا کہ لوگ اپنی محبوب چیزوں سے بھی غافل ہو گئے تھے اس تھیلے کے گر جانے پر یہ برکت ختم ہو گئی حضرت ابوہریرہ اس کے بعد یہ شعر پڑھا کرتے تھے

للناس هم ولی هم ان بینهم هم الجراب وهم الشیخ عثمان (مرقات)

یعنی لوگوں کو تو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک اپنے تھیلے کے گم ہو جانے کا دوسرا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا رضی اللہ عنہ [۴] یہ واقعہ ہجرت کی رات کا ہے کہ دارالندوہ میں کفار قریش جمع ہوئے کہ اب اسلام کو ختم کرنے کی آخری تدبیر کیا کرنی چاہیئے اس مجمع میں شیطان شیخ نجدی کی شکل میں حاضر تھا ہر ایک کی رائے پر اعتراض کرتا تھا (مرقات) [۵] ان تین رایوں میں شیطان نے دو رائیں رد کر دیں اور قتل کی رائے پسند کی وہ بولا کہ اگر تم انہیں باندھ دو گے تو ان کے قبیلہ کے لوگ انہیں کھول دیں گے اگر تم انہیں مکہ معظمہ سے نکال

www.alahazratnetwork.org

اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَهٗ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ

نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا تو جناب علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر یہ رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتی کہ غار پر پہنچ گئے ۱؎ اور مشرکین رات بھر جناب علی کی نگرانی کرتے رہے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ۲؎ جب صبح پائی تو ان پر دوڑے ۳؎ پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب رد کر دیئے ۴؎ بولے تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں ۵؎ آپ نے فرمایا

دو گے تو وہ اس جگہ پہنچ کر اسلام پھیلائیں گے جہاں جائیں گے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ انھیں سب مل کر اچانک قتل کر دو بنی ہاشم تم سب سے بدلہ نہ لے سکیں گے۔ آخر خون بہا یعنے پر راضی ہو جائیں گے تم سب چند روز کے انھیں خون بہا دے دینا اس پر اتفاق ہو گیا اور کفار نے حضور انور کا گھر گھیر لیا اس برے ارادے سے (مرقات وغیرہ) قتل کی رات ابوجہل کی تھی تائید ابلیس کی ۔

۱؎ کفار حضور کی خوابگاہ گھیرے اس ارادے سے کھڑے تھے کہ حضور تہجد کے لیے اٹھیں ہم ان پر حملہ کر دیں حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ ان خونخواروں سفاکوں کی امانتیں میرے پاس ہیں یہ امانتیں ادا کر کے ہمارے پاس مدینہ منورہ پہنچ جانا تم مطمئن رہو تمہارا بال بیکا نہیں کر سکیں گے یہ فرما کر حضور انور ان کفار میں سے ان کی جماعت کو چیر کر نکلے یہ پڑھ رہے تھے فاغشیناھم فھم لا یبصرون وہ سب اندھے ہو گئے اور حضور وہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے جناب صدیق کو ساتھ لیا غار ثور تشریف لے گئے کس طرح گئے یہ حضرت صدیق سے پوچھو کہ وہ حضور کو وہاں کیسے لے گئے راستہ میں کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی داہنے کبھی بائیں بدھر خطرہ محسوس کرتے ادھر ہو جاتے آخر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور پہاڑ کی چڑھائی شروع کر دی چڑھائی قریبا دو ڈھائی میل ہے راستہ خطرناک ہے رستہ میں نوکیلے پتھر ہیں اب لوگ دن میں وہاں جاتے ہیں تو بمشکل وہ راہ طے کرتے ہیں عشاق اس راستہ کو چومتے ہیں کہ یہاں جناب صدیق کے تلوے لگے ہوں گے ۲؎ یہ نگرانی اور محاصرہ اس طے شدہ پروگرام کے ماتحت تھا وہ سمجھے کہ بستر پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں آپ کے تہجد کے لیے جاگنے کا انتظار کرتے رہے ۳؎ یعنی حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر چوطرف سے ٹوٹ پڑے حملہ آور ہو گئے ۴؎ یعنی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم کیا سمجھے تھے اور ہوا کیا وہ کدھر سے نکلے اور نکل کر کہاں گئے عقل کام نہیں کرتی مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۵؎ یہ ہے حضور انور کی حفاظت کہ حضور نے فرمایا تھا علی وہ

www.alahazratnetwork.org

لَا أَدْرِیْ فَاقْتَصُّوْا أَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَأَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۞ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ

میں نہیں جانتا[1] چنانچہ وہ سب حضور کے نشان قدم پر کھوج لگاتے چلے[2] جب پہاڑ پر پہنچے تو ان پر غار مشتبہ ہوگیا[3] وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اس غار پر پہنچے اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو بولے کہ اگر حضور یہاں گھسے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا[4] حضور نے اس میں تین شب قیام فرمایا[5] (احمد) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب

تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے ایسا ہی ہوا ورنہ ایسی افراتفری میں حضرت علی کا شہید ہو جانا بہت ممکن تھا یا وہ طیش میں آکر ہی آپ کو شہید کر دیتے مگر کچھ نہ ہوا کیسے ہوتا کہ حضرت علی کے سر پر حضور انور کا ہاتھ تھا اور اللہ کی رحمت و حفاظت۔ تا قیامت جس کی حضور حفاظت فرمالیں اسے دین و دنیا میں امان مل جاتی ہے شیطان۔ شیطانی انسان بلکہ ساری مخلوق سے اسے امن مل جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر

خوف نہ کر ذرہ رضا تو ہے عبد مصطفےٰ تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے +

[1] سبحان اللہ کیسا پیارا سچا جواب ہے یعنی میں نہیں جانتا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں حضرت علی کو کیا خبر تھی کہ حضور ابھی تک مکہ معظمہ میں ہیں یا کہیں باہر تشریف لے گئے جواب نہایت ہی سچا ہے [2] خیال رہے کہ کچھ دور تو حضور انور کے ساتھ حضرت صدیق چلے کبھی آپ کے داہنے کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے پھر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور نرم زمین پر اپنے پنجوں سے اس طرح چلے کہ جب پنجے اٹھاتے تو گھما کر پنجوں کا نشان مٹاتے جاتے کہ کوئی کھوجیا کھوج نہ لگا سکے کفار کھوج وہاں تک ہی لگا سکے جہاں تک حضرت صدیق ساتھ تھے آگے اپنے اندازے سے گئے پہاڑ پر بھی اندازے سے چڑھے ورنہ پتھریلی زمین میں اور پہاڑ پر نقش قدم نہیں پڑا کرتے [3] اب بھی وہاں زائرین کے لیے غار ثور مشتبہ ہو جاتا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند غار واقع ہیں وہاں کسی رہبر کے بغیر پہنچنا مشکل ہوتا ہے ہم بھی وہاں اللہ کے کرم اور رہبر کے ذریعہ حاضر ہوئے نوافل پڑھے [4] اس غار کے دروازے پر پہنچ کر بعض کافر بولے کہ اس کے اندر جا کر دیکھ لو تو دوسرے بولے کہ اگر اس میں کوئی گھسا ہوتا تو جالا اور کبوتری کے انڈے ٹوٹ جاتے ایک بولا کہ یہ جالا تیری پیدائش سے پہلے کا ہے حالانکہ حضور کے اندر پہنچ جانے کے بعد وہ جالا مکڑی نے تنا تھا کبوتری نے انڈے دیئے تھے اگر رب چاہے تو اپنے محبوب کو مکڑی کے جالے کے ذریعہ بچائے غضب کرے تو فرعون کو اس کے قلعہ کی دیواریں نہ بچا سکیں بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حرم کے کبوتر اسی کبوتری کی نسل ہیں جس نے وہاں انڈے دیئے تھے ان کا اب تک احترام ہے واللہ و رسولہ اعلم امام بوصیری فرماتے ہیں۔ شعر

www.alahazratnetwork.org

خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ

خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری ہدیہ کی گئی جس میں زہر تھا[1] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں ہمارے پاس جمع کرو وہ سب حضور کے آگے جمع ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم تو ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے[2] وہ بولے فلاں فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے وہ بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا[3] فرمایا تو کیا اب تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم[4] اور اگر ہم آپ سے جھوٹ

ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم

[5] اس غار کے دو دروازے ہیں کفار اس دروازے پر پہنچے جس سے حضور داخل ہوئے تھے اس دروازے کی لمبائی ایک ہاتھ ہے چوڑائی صرف ایک بالشت یہ فقیر اس غار شریف سے نکلتے وقت دروازے میں پھنس گیا تھا رگڑ سے کچھ سر کے بال اڑ گئے وہاں پہلے بہت سوراخ تھے مگر اب کوئی سوراخ نہیں ہے اندر چھ سات آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس غار میں حضرت صدیق نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ اگر کفار اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہم کو دیکھ لیں فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ جو قرآن کریم نے نقل فرمایا۔ جناب صدیق کو تو اس غار میں مار (سانپ) نے کاٹا حیرت ہے کہ کفار نے جو کچھ کہا حضور انور اور حضرت صدیق نے اندر سب کچھ سن لیا مگر ان حضرات نے جو اندر باتیں کیں وہ کفار نہ سن سکے حالانکہ فاصلہ ایک ہی تھا یہ ہے حضور کا معجزہ۔

[1] یہ بکری خیبر کے یہود نے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھی بھیجنے والی یہودیہ کا نام زینب تھا یہ واقعہ ابھی دوسری فصل میں گزر چکا[2] یعنی تمہارے قبیلہ کا مورثِ اعلیٰ جد کون ہے تم سب کس کی اولاد میں ہو[3] یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ حضور لوگوں کے نسلوں تک سے واقف ہیں پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے مخفی رہ سکتا ہے اس زہر کھا لینے میں وہ حکمتیں تھیں جو ابھی دوسری فصل میں عرض کی گئیں۔ حضور مرضی الٰہی سے واقف اسرار الٰہیہ سے خبردار ہیں جو کچھ ہوا اللہ و رسول کے درمیان طے شدہ پروگرام کے ماتحت ہوا[4] یہود نامسعود اکثر حضور انور کا نام نہیں

www.alahazratnetwork.org

عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ

بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچان لیا تو ان سے فرمایا کہ آگ والے کون ہیں وہ بولے کچھ دن ہم اس میں رہیں گے پھر اس میں ہمارے نائب آپ لوگ ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور ہو اس میں رہو اللہ کی قسم ہم اس میں تمہارے نائب کبھی نہیں بنیں گے پھر فرمایا کہ کیا اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے وہ بولے ہاں فرمایا تم کو اس پر کس چیز نے جرأت دی وہ بولے ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دے گا۔

یعنی تھے کنیت شریف سے پکارتے تھے کیونکہ حضور کا نام شریف توریت میں مذکور تھا یہ آپ کی نبوت کی دلیل تھی اس سے انہیں موت آتی تھی۔ ۱ معلوم ہوا کہ وہ یہود بھی حضور کے علم غیب کے قائل ہو چکے تھے تب ہی تو بولے کہ ہمارا جھوٹ آپ پر چھپ نہ سکے گا جو حضور کے علم کا انکار کرے وہ ان یہود سے بدتر ہے۔ حضور کو سب کی نسل و اصل کی خبر ہے کسی کا بیٹا ہونا ایسی غیبی خبر ہے جسے بجز پروردگار کوئی نہیں جانتا۔ حضور کو رب نے یہ بھی بتا دیا ہے ۲ ان یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ جتنے روز ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پرستی کی ہے اتنے روز ہم دوزخ میں رہیں گے۔ پھر نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ رب فرماتا ہے لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ مسلمان وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ وہ ہی بکواس ہے ۳ یعنی تم اس خبر میں بھی جھوٹے ہو پہلی خبر واقعہ اور تمہارے علم دونوں کے خلاف تھی یہ خبر واقعہ کے خلاف ہے تمہارے عقیدے کے اگرچہ موافق ہو ۴ اگرچہ زہر ملانے والی صرف ایک یہودن عورت تھی مگر چونکہ یہ کام ان سب کے مشورہ سے ہوا تھا لہذا سب کا فعل تھا اس لیے ان سے حضور انور نے یہ سوال فرمایا اور انہوں نے یہ مذکورہ جواب دیا اگر وہ لوگ حضور کا علم غیب ابھی ابھی آزما چکے نہ ہوتے تو ہرگز اپنا جرم قبول نہ کرتے وہ سمجھ گئے کہ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

علیم و خبیر حاکم کے سامنے اقرار ہی کرنا پڑتا ہے ۵ اس کی شرح ابھی دوسری فصل میں گزر گئی کہ ان یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ اگر حضور کو زہر مضر نہ ہو تو آپ سچے نبی ہیں انہیں یہ معجزہ دکھا دیا گیا۔ چنانچہ زینب جو زہر ملانے والی تھی غالباً وہ اور دوسرے چند یہودی ایمان لے آئے جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَۃَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالُوْا

(بخاری) روایت ہے حضرت عمرو ابن اخطب انصاری سے فرماتے ہیں [1] کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتی کہ سورج ڈوب گیا [2] تو ہم کو تمام ان چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے [3] فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا [4] (مسلم) روایت ہے حضرت معن ابن عبدالرحمن سے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ فرمایا میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلعم کو کس نے دی [5] انہوں نے کہا

[1] آپ ابوزید اعرج کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات کیے ہیں۔ حضور نے اُن کے سر پر ہاتھ شریف پھیرا اور ان کے لیے دعا خیر کی آپ کی عمر شریف سو سال ہوئی مگر سر شریف میں صرف چند بال سفید ہوئے تھے (اشعہ۔ مرقات) [2] یعنی حضور نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سارا دن وعظ و خطبہ ارشاد فرمایا یہ خطبہ احکام کا نہ تھا بلکہ غیبی خبریں دینے کا تھا [3] یعنی تا قیامت قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ بتادیا جو پرندہ تا قیامت پر ہلائے گا وہ سب کچھ تفصیل وار بتادیا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کل حضور کا یہ معجزہ ہے کہ سارے واقعات صرف ایک دن میں بتادیئے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑا کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے اس معجزہ کا نام ہے طی الوقت یہ بھی طی الارض کی طرح ایک معجزہ ہے کبھی کرامت کے طور پر ولی کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتا ہے [4] معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ سارے واقعات یاد نہ رہے کسی کو زیادہ یاد رہے کسی کو کم۔ لہٰذا ان میں سے کسی کا علم حضور انور کے علم کے برابر نہیں ہوگیا۔ خیال رہے کہ تعلیم یعنی سکھانا اور چیز ہے اور خبر دینا یعنی اعلام یا اباء کچھ اور چیز اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہر چیز سکھا دی وعلمك مالم تكن تعلم اور حضور نے یہ تمام باتیں لوگوں کو سنا دیں بتادیں سکھائیں نہیں وعلم آدم الاسماء كلها۔ فلما انباءھم میں یہ ہی فرق ہے [5] یعنی جنات ایک ناری مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی یہ لوگ حضور انور کا قرآن مجید سننے آئے حضور نے ان کی آمد کی خبر صحابہ کو دی تو یہ تابعی پوچھ رہے ہیں کہ حضور انور کو خبر ان جنات کی آمد کی کس نے دی۔

www.alahazratnetwork.org

حَدَّثَنِیْ اَبُوْکَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ اَذْنَبَتْ بِھِمْ شَجَرَۃٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا مَعَ عُمَرَ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَتَرَائَیْنَا الْھِلَالَ وَکُنْتُ رَجُلًا حَدِیْدَ الْبَصَرِ فَرَاَیْتُہٗ وَلَیْسَ اَحَدٌ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَاٰہُ غَیْرِیْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاہُ فَجَعَلَ لَا یَرَاہُ قَالَ یَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاہُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰی فِرَاشِیْ ثُمَّ اَنْشَاَ یُحَدِّثُنَا عَنْ اَھْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَھْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ وَھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُا

کہ مجھے تمہارے والد یعنی عبداللہ ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی ۱؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے میں تیز نظر تھا تو میں نے دیکھ لیا میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے ۲؎ میں جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں آپ اُسے نہ دیکھ سکے کہتے ہیں کہ میں اسے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا ۳؎ پھر ہم کو بدر والوں کے متعلق خبریں دینے لگے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کے قتل گاہ دکھاتے تھے فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی ۴؎ جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ

۱؎ یعنی ان جنات کی آمد کی خبر ایک قریب والے درخت نے دی کہ یارسول اللہ جنات حاضر ہیں حضور پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ تب حضور تشریف لے گئے انھیں قرآن مجید سنایا اور مسلمان کیا جنات کا یہ واقعہ دوسرا ہے اور قرآن مجید میں جو واقعہ مذکور ہے وہ واقعہ دوسرا۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن ۲؎ یعنی اس سفر میں حضرت فاروق اعظم کے ساتھ بہت لوگ تھے مگر آج چاند کسی کو نظر نہیں آیا سوا میرے کیونکہ چاند بہت باریک تھا ۳؎ یعنی ابھی میں دیکھنے کی کوشش کیوں کروں عنقریب چاند اتنا بڑا ہو جاوے گا کہ مجھے بستر پر لیٹے ہوئے بے تکلف نظر آوے گا عام شارحین نے یہ ہی معنی کیے یا میں اس ماہ کے آخر میں زخمی کیا جاؤں گا جس سے میری شہادت واقع ہوگی میں زخم خوردہ ہو کر بستر علالت پر اُسے دیکھوں گا۔ چنانچہ اس ماہ ذی الحجہ کے آخر میں آپ کو زخمی کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوگی۔ اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے واللہ ورسولہ اعلم یہ واقعہ اس سفر کا ہے جب آپ آخری حج کو گئے واپس آکر شہید کر دیئے گئے ۴؎ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں وقت موت کی خبر کہ فلاں شخص کل مرے گا جگہ موت کی خبر کہ فلاں جگہ مرے گا تیسرے نوعیت موت کی خبر کہ کفر پر مرے گا نہیں بلکہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا غرضکہ علوم خمسہ میں

www.alahazratnetwork.org

الْحُدُوْدَ الَّتِیْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَجَعَلُوْا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَہٰی اِلَیْھِمْ فَقَالَ یَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَّیَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ ھَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰہُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِیْھَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ

کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے [1] پھر وہ اوپر تلے ایک کنویں ڈال دیئے گئے [2] پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے [3] فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن کا تم سے اللہ و رسول نے وعدہ کیا تھا [4] کیونکہ میں نے وہ سب درست پایا جو مجھ سے اللہ نے وعدہ کیا تھا جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے

سے تین چیزوں کی خبر حضور نے دے دی بلکہ خط کھینچ کر بتا دیا کہ فلاں کافر اس حد کے اندر مارا جائے گا +

[1] یعنی اس دائرہ اس حد کے اندر ہر شخص قتل ہوا۔ جہاں حضور انور نے دائرہ کھینچ کر جگہ مقرر فرمائی تھی۔ شعر

خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب ۔۔۔ علے کل شئ خبیر آمدی

[2] کفار کی لاشوں سے یہ ہی برتاؤ ہوتا ہے نماز۔ دفن کفن مومن کی میت کے لیے ہے فقیر نے وہ جگہ دیکھنے کی بہت کوشش کی جہاں یہ لاشیں پڑی تھیں مگر اہل بدر نے کہا کہ کفار کی جگہ کا کیا دیکھنا۔ تم حضور کے آثار دیکھو۔

[3] معلوم ہوا کہ کفار کی قبروں ان کی لاشوں پر کسی مصلحت سے جانا بالکل جائز ہے زیارت قبر کے لیے جانا جائز نہیں رب فرماتا ہے ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں کہ یہاں حضور کا کفار کی لاشوں پر جانا اس مقصد کے لیے ہے جو آگے آرہا ہے۔

[4] حضور کے اس عمل شریف سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر میت مومن ہو یا کافر بعد مرنے کے زندوں کا کلام سنتی ہے حتی کہ دفن کرنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے جیسا کہ باب الدفن میں گزرا دوسرے یہ کہ بعد موت انسان کی ہر طاقت بڑھ جاتی ہے دیکھو ہزارہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود ہلکی مردہ آواز جوتوں کی آہٹ سن لیتا ہے اگر زندہ کو اتنی مٹی میں دبا دیا جاوے تو وہ توپ کی آواز بھی نہیں سن سکتا، تیسرے یہ کہ بعد وفات یا کہہ کر پکارنا جائز ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے حالانکہ نماز میں کہا جاتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی +

www.alahazratnetwork.org

مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَاْسٌ وَلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذًا تَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

بجز اس کے کہ وہ مجھے کچھ جواب نہیں دے سکتے ۵۱ (مسلم) روایت ہے حضرت انیسہ بنت زید ابن ارقم سے ۵۲ وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کے پاس ایک مرض میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی خطرہ نہیں ۵۳ مگر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو میرے بعد دراز عمر ملے گی ۵۴ تو تم نابینا ہو جاؤ گے ۵۵ عرض کیا کہ میں صبر اور طلب اجر کروں گا ۵۶ فرمایا تو جنت میں بے حساب جاؤ گے ۵۷ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے پھر اللہ نے ان کی نظر

۵۱ یعنی مردے کفار یا تمہاری برابر سنتے ہیں۔ یا تم سے زیادہ تم سے کم نہیں سنتے ہاں فرق یہ ہے کہ تم ہم کو جواب سنا سکتے ہو یہ جواب دیتے تو ہیں مگر زندوں کو سنا نہیں سکتے کیونکہ اب وہ ایسی آواز سے بولتے ہیں جنہیں یہ کان نہیں سن سکتے اللہ والے مردوں کی آواز سن لیتے ہیں لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زندہ بزرگوں کا مردوں کی آوازیں سننا ثابت ہے۔ خیال رہے کہ جن آیات میں مردوں کے سننے کی نفی ہے وہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کفار ہیں جیسے انك لا تسمع الموتى وغیرہ کیونکہ اس آیت کے آخر میں ہے ان تسمع الا من یؤمن بایاتنا یعنی وہاں مردے کا مقابلہ مومن سے کیا گیا ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں سماع موتی کے ثبوت میں بہت سی آیات ہیں۔ دیکھو ہماری کتاب فہرست القرآن ۵۲ انیسہ الف کے پیش ن کے فتحہ سے آپ حضرت زید ابن ارقم کی صاحبزادی ہیں خود تابعین سے ہیں اور زید ابن ارقم صحابی ہیں۔ اس لئے آپ کی کنیت ابو انیسہ بھی ہے اور ابو عمر بھی انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ۶۸ھ اٹھترہ میں وفات پائی۔ اٹھاون سال عمر ہوئی رضی اللہ عنہا ۵۳ یعنی تم اس مرض سے وفات نہیں پاؤ گے ابھی تمہاری عمر باقی ہے یہ ہے حضور کا علم غیب کہ لوگوں کی زندگی اور موت سے خبردار ہیں۔ ۵۴ یعنی تم میرے بعد بہت دراز عمر پاؤ گے ۵۵ یعنی تم آخر میں نابینا ہو جاؤ گے ۵۶ صبر سے مراد علاج نہ کرنا نہیں بلکہ رب کی شکایت نہ کرنا گھبراہٹ ظاہر نہ کرنا ہے دوا اور دعا صبر کے خلاف نہیں یہ صبری چیز ہی اور ہے طلب اجر کا مطلب یہ ہے کہ میں یہ سمجھوں گا کہ رب تعالیٰ مجھے اس تکلیف اور عمر سے جنت عطا فرمائیگا ۵۷ یعنی اگر تم نے بے صبری پر صبر اور طلب اجر کر لیا تو تم ان لوگوں میں سے ہو گے جو قیامت کے حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہیں بے حساب جنتی ہیں

www.alahazratnetwork.org

بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلِ الْاَرْضُ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهٗ فَاَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهَا وَاِمْرَاَتُهٗ وَضَيْفُهَا حَتّٰى كَالَهٗ

لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے ۱۲ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر وہ بات جھوٹ بولے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے ۱۳ یہ اس طرح ہوا کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ باندھ دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کردی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ چر گیا تھا اسے زمین نے قبول نہ کیا ۱۴ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔ روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا مانگنے آیا حضور نے اُسے جو کا آدھا وسق عطا فرمایا ۱۵ وہ شخص اس کی بیوی اس کے مہمان اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ناپ لیا

۱۲ خیال رہے کہ حضور انور کو اس شفا کی بھی خبر تھی مگر آپ نے انہیں بتایا نہیں تاکہ ان کا امتحان اور صبر اعلیٰ درجہ کے ہوں (مرقات) ظاہر یہ ہے کہ دوبارہ انہیں روشنی ملنا دوا اور دعا سے ہوا جو خلاف صبر نہیں۔ ۱۳ حضور پر جھوٹ باندھنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے اور اسے حضور کی طرف نسبت کردے کہ حضور نے یہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کوئی موضوع حدیث بیان کرے اور اس کا موضوع ہونا نہ بتائے۔ خیال رہے کہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ یہ وضع حدیث نہیں ہے۔ حدیث کا مضمون اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے ہم کہتے ہیں کہ رب نے فرمایا نماز قائم کرو حالانکہ قرآن مجید اردو نہیں ہے۔ ہمارا یہ قول قرآن کا ترجمہ ہے اس کی مثال وہ وائل ابن حجر کی روایت ہے امین کے متعلق رفع بہا صوتہ ترجمہ ہے۔ فد بہا صوتہ کا راوی نے مد کا ترجمہ رفع کیا۔ اور اسے حضور انور کی طرف منسوب کیا۔ یہ حدیث گھڑنا نہیں یہ فرق خیال رہے اپنا گھر آگ میں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو دوزخی سمجھ لے۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے اور جھوٹ کو حضور کی طرف نسبت کرنا بدترین گناہ ہے ۱۴ اس شخص نے لوگوں کو جھوٹی حدیث گھڑ کر سنائی حضور انور نے نور نبوت سے جان لیا اس کے لیے بددعا فرمادی ایسا ہی ہوا کہ اسے بعد موت دفن کیا گیا تو زمین نے نکال کر پھینک دیا یہ واقعہ کوئی اور ہے اور وہ کاتب وحی جو مرتد ہوگیا تھا کفار کے پاس پہنچا بولا کہ میں اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر قرآنی آیات گھڑا کرتے ہیں اس کا انجام بھی یہ ہوا تھا وہ واقعہ دوسرا ہے ۱۵ پہلے کہا جاچکا ہے کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو آدھا

www.alahazratnetwork.org

فَفَنِيَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَاْكُلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيْ امْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ

تو ختم ہوگیا ۱؎ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا فرمایا اگر وہ اسے نہ ناپتی تو تم سب اس سے کھاتے رہتے تو وہ تمہارے پاس رہتا ۲؎ (مسلم) روایت ہے حضرت عاصم ابن کلیب سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری صحابی سے راوی ۳؎ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کر اس کے سر کی طرف فراخ کر پھر جب واپس ہوئے تو آپ کے سامنے اسکی بیوی کی طرف سے بلانیوالا آیا ۴؎ آپنے منظور فرمایا ہم آپکے ساتھ تھے کھانا لایا گیا ۵؎ حضور نے

دستی تیس صاع ہوا یعنی ایکسو پینتیس سیر تین سن پندرہ سیر۔ ۱؎ معلوم ہوتا ہے کہ رہا برسوں تک کھاتے رہے یہ ہوا حضور انور کا معجزہ کہ تھوڑے غلہ میں بہت ہی برکت ہوئی ۲؎ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی برکت والی چیزوں کا ناپ تول توکل کے خلاف ہے اس لیے اس کی برکت ختم ہوجاتی ہے ۳؎ خیال رہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ ان میں کوئی فاسق نہیں اس لیے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا حدیث کو مجہول نہیں کرتا ہاں صحابہ کے سوا کسی اور راوی کا نام مذکور نہ ہو تو حدیث مجہول ہوجاتی ہے کہ خبر نہیں وہ راوی کون ہے کیسا ہے فاسق ہے یا عادل ۴؎ یعنی عرض کیا یا رسول اللہ میت کی بیوی حضور کو بلا رہی ہے کھانے کی دعوت نہیں تھی۔ جیسا کہ الفاظ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے یہ بات خیال میں رکھی جاوے ۵؎ یہاں کھانا دعوت کے طور پر نہیں پکایا گیا تھا نہ حضور کو دعوت طعام کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس کے گھر حضور تشریف لے گئے تھے کھانے کا وقت تھا۔ اس نے کھانا بھی پیش کردیا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ میت والوں سے دعوت لینا ممنوع ہے اس مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں۔ ۱؎ بعض وارث نابالغ ہوں۔ ۲؎ بعض وارث غائب ہوں۔ ۳؎ قوم دعوت دینے پر مجبور کرے کہ میت کی روٹی دے۔ ۴؎ اہل میت رواج کے ماتحت شرم وحیا سے روٹی دیں۔ پہلی دو صورتوں میں دعوت دینا دعوت کھانا دونوں حرام ہیں کہ اس میں یتیم کا مال کھانا ہے اور غائب کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھانا ہے۔ آخری دو صورتوں میں کھانا مکروہ ہے۔ اگر یہ چار صورتیں نہ ہوں۔ مثلاً مہمانوں کے لیے کسی خاص وارث نے یا سارے بالغ وارثوں نے کھانا پکا دیا۔ یا اتفاقاً کسی کو کھلا دیا تو بلا کراہت جائز ہے۔ یہاں جو واقعہ بیان ہو رہا ہے اس میں یہ چاروں صورتیں نہ تھیں لہٰذا فقہاء کا یہ مسئلہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ مسئلہ میت کا کفن دفن اس کے سارے مال سے کیا جاوے مگر اس کی نیاز فاتحہ میں یہ خیال رکھا جاوے کہ اگر بعض وارث

www.alahazratnetwork.org

فَوَضَعَ يَدَهٗ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِيْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِيْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا

اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے کھا سب کھانے لگے [1] تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں لقمہ پھیر رہے ہیں [2] پھر فرمایا کہ میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کی بغیر اجازت لی گئی ہے [3] اس عورت نے کہلا کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں نے نقیع کی طرف بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی یہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خریدے [4] بکری نہ ملی میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی یہ کہ مجھے وہ بکری قیمتاً بھیج دے

یتیم نابالغ یا غائب ہوں تو اولاً متروکہ مال تقسیم کیا جاوے پھر بالغین حاضرین اپنے حصہ میں سے نیاز فاتحہ کریں اور یہ کھانا صرف فقراء مساکین کو کھلایا جاوے۔ غرض کہ میت والوں کے ہاں کھانے کی بہت صورتیں ہیں۔ بعض حرام ہیں بعض مکروہ بعض مباح ہیں۔ یہاں مکمل تفصیل کی گنجائش نہیں ۔

[1] قوم سے مراد صاحب خانہ کے مہمان ہیں۔ جن کے لیے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ اور وہ صحابہ کرام جو حضور انور کے ساتھ تھے جو اتفاقاً وہاں پہنچ گئے تھے۔ اور کھانے میں شریک ہو گئے تھے۔

[2] یعنی لقمہ منہ میں لے لیا چبایا منہ میں گھمایا مگر نگلا نہیں۔ ہم نے یہ محسوس کر لیا تو ہاتھ کسی نے حضور سے پوچھا یا حضور انور نے خود ہی وہ فرمایا جو آگے آرہا ہے۔

[3] یعنی یہ گوشت نہ تو حرام جانور کا ہے نہ مردار کا مگر ایسا ہے جس میں احتیاط نہیں برتی گئی۔ اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کو پس پردہ چیز کی خبر دی گئی وہاں وحی الٰہی نہیں آئی تھی۔ بلکہ زبان شریف نے گوشت کی لذت کے ساتھ اس کی کیفیت بھی محسوس کر لی دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے حلق اور شکم کو ہمیشہ حرام بلکہ مکروہ بلکہ مشتبہ بلکہ غیر احتیاطی چیزوں سے محفوظ رکھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ بچپن شریف میں حضور نے کبھی بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ خیال رہے کہ کفار کی مشترک کمائیاں مومن کے لیے حلال ہیں۔ لہٰذا حضور انور کا ابو طالب کے ہاں اور موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ہاں پرورش پانا یوں ہی حضور انور کا کفار کے ہدیے قبول فرمانا بالکل بالکل درست تھا اب بھی ایسے مشترکہ مال والے کی دعوت کھا لینا جائز ہے۔

[4] نقیع نون سے مدینہ پاک کے قریب وادی عقیق کی طرف ایک بازار تھا جہاں اور چیزوں کے ساتھ جانور بھی فروخت ہوتے تھے جن لوگوں نے یقیع ب سے پڑھا غلط ہے۔ یقیع تو مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے وہاں بازار کہاں یہ تفسیر کسی راوی کی ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

اِلَیَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلَتْ اِلٰی امْرَاَتِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِی هٰذَا الطَّعَامَ الْاَسْرٰی رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ حَرَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَیْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُوْ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَّكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَی الْمَدِیْنَةِ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَمَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ وَدَلِیْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّیْثِیُّ مَرُّوْا عَلٰی خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَاَلُوْهَا لَحْمًا

وہ ملا نہیں ۱۲ تو میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے وہ میرے پاس بھیجدی ۱۲ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلادو ۱۲ (ابوداؤد۔ بیہقی، دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت حرام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے جیش ابن خالد سے راوی وہ ام معبد کے بھائی ہیں ۱۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کیے گئے آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے آپ اور ابوبکر صدیق اور ابوبکر کے غلام عامر ابن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گذرے ۱۲ انہوں نے آپ سے گوشت

۱۲ یعنی میرا پڑوس اپنے لیے ایک بکری خرید کر لایا تھا۔ میں نے کہلا کر بھیجا تھا کہ وہ بکریاں میرے ہاتھ فروخت کردے کہ مجھے اسکی فوری ضرورت ہے ۱۲

۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کا مال اس کی بغیر اجازت نہ تو فروخت کر سکتی ہے نہ ہبہ۔ اگر کرے گی تو درست نہ ہوگا ہاں وہ معمولی حقیر چیزیں جس کے ہبہ کرنے کی اجازت عادۃً خاوند کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہبہ خیرات کر سکتی ہے۔ جیسے روٹی کا ٹکڑا پھٹا پرانا کپڑا۔

۱۲ واقعہ یہ تھا کہ مالک بکری والا اب تک گھر نہ آیا تھا کہ اس سے اجازت لی جاتی اور گوشت بگڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ وہ قیدی کفار تھے جن پر شرعی احکام جاری نہ تھے حکم دیا کہ یہ مشتبہ کھانا ان قیدیوں کو کھلا دو اور بکری کی بازاری قیمت مالک بکری کو ادا کر دی جاوے کہ یہ مال غصب ہے غصب کے یہ ہی احکام ہیں۔ معلوم ہوا کہ کھانا نہ تو ضائع کیا جاوے اور نہ بگڑنے دیا جاوے۔

۱۲ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے۔ یہ امیر نبی تھیں۔ مسافروں کو کھانا پانی مفت دیتی تھیں مدینہ منورہ کے راہ میں رہتی تھیں یہ اس دن یا بعد میں مدینہ منورہ آکر ایمان لائیں (مرقات)

۱۲ مکہ معظمہ سے دو حضرات چلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق۔ مالک ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی بعد میں ملے عبداللہ اس وقت کافر تھے معلوم ہوا کہ کفار سے دینی کام میں مدد لینا درست ہے کہ حضور نے ہجرت میں عبداللہ لیثی سے رہبری کا کام لیا۔

www.alahazratnetwork.org

وَتَمْرًا لِّيَشْتَرُوا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِينَ مُسْنِتِينَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ فِي كِسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ قَالَتْ هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَتَأْذَنِينَ لِي أَنْ أَحْلُبَهَا قَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهِ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ

چھوہارے مانگے تاکہ ان سے خریدیں انہوں نے یہ کوئی چیز ام معبد کے پاس نہ پائی یہ حضرات بے توشہ تھے ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی جو خیمے کے کنارہ میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے ۲؎ فرمایا گیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دور ہے ۳؎ فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوھ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوھ لیں ۴؎ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں چیر دیں ۵؎

۱؎ یعنی ان حضرات کو اس وقت کھانے کی سخت ضرورت تھی اور ساتھ میں کھانا نہیں تھا۔ ام معبد کے پاس کھانا نہ خریدا جا سکا کہ ان کے پاس تھا ہی نہیں ۲؎ یعنی یہ بکری کمزور دبلی ہے کہ دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے باہر نہیں جا سکتی اس لیے میرے خیمہ میں بندھی ہے۔ ۳؎ یعنی یہ بکری اولاً تو بکرے سے پاس نہیں گئی۔ دوسرے یہ کمزور بہت ہے تیسرے یہ بیمار ہے اس میں دودھ کہاں سے آیا۔ بیاہی بکری بھی ایسی کمزور ہو تو دودھ نہیں دیتی چہ جائیکہ یہ کنواری بھی ہے۔ ۴؎ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ دودھ اللہ کی قدرت سے نکالا مگر چونکہ ام معبد کی بکری کے تھن سے نکالا اس لیے ان سے ان تھنوں کے استعمال کی اجازت لی اب ان سے جو دودھ نکالا وہ حضور انور کی ملک تھا یا ام معبد کی اس میں گفتگو ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ملک تھا کیونکہ حضور انور نے اس دودھ کے پینے کی ام معبد سے اجازت نہ لی نہ انہیں تسمیت دی۔ خیال رہے کہ بعض غزوات میں حضور انور نے بدوی کے مشکیزے سے پانی تمام لشکر کو پلا دیا اور پانی اتنا ہی رہا وہاں مشکیزے والے کی اجازت نہ لی وہاں اپنی ملکیت مطلقہ کا اظہار تھا اور یہاں مسئلہ شرعیہ بتانا تھا جیسے ایک دعوت میں ایک آدمی چلا گیا تو حضور نے صاحب خانہ سے اجازت لی اور حضرت جابر کے ہاں سارے لشکر کو بغیر دعوت ہی لے گئے۔ ۵؎ بکری دوہتے وقت دوہنے والے کے لیے اپنی ٹانگیں چیر دیتی ہے اور اگر دودھ نہ دینا ہو تو نہیں چیرتی یہاں اس کا ذکر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يَرْبِضُ الرَّهْطُ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبُهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاءَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ

اور دودھ اتارلائی چگالی کرنے لگی تو حضور نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کردے اس میں دوہا چھلکتا ہوا حتی کہ جھاگ اوپر آگئے[1] پھر حضور نے ام معبد کو پلایا حتی کہ وہ سیر ہوگئیں اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہو گئے پھر ان کے آخر میں خود پیا[2] پھر اس میں پہلی بار کے بعد دوہا حتی کہ برتن بھر دیا یہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کر دیا[3] (شرح سنہ ابن عبدالبر واستیعاب ابن جوزی

[1] یہ ہے چھلکنے کی تفسیر یعنی جھاگ تو اوپر آگئے اور دودھ لبالب بھر گیا۔ [2] ترتیب یہ رکھی کہ پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو پھر آخر میں خود پیا۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور اس دودھ کے مالک تھے اور یہ سب حضور کے مہمان تھے [3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بکری کو دو بار دوہا پہلی بار کا دودھ تو پی لیا پلا دیا دوسری بار کا دودھ خیمہ میں چھوڑ دیا اور ام معبد اسی وقت مسلمان ہو گئیں پھر جب ام معبد کے خاوند آئے تو انہوں نے گھر میں عجیب خوشبو محسوس کی اور دودھ سے گھر بھرا ہوا پایا تعجب سے پوچھا ام معبد کے جواب کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے ؎

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا دو گھڑیاں اس گھر وچ بیٹھا گیا نور اُجالا (مرقاۃ)

اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے بعض پہاڑوں پر یہ شعر سنے گئے

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ ۔ رفیقین حلا خیمتی ام معبد

ھما نزلا بالبر ثم ترحلا ۔ فافلح من امسی رفیق محمد

اللہ ان دونوں ساتھیوں کو جزاء خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اترے کچھ دیر رہے پھر کوچ کر گئے کامیاب ہے وہ جو محمد مصطفی کا ساتھی بنا

تتمہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین قسم کے ہیں بعض وہ جو آپ کے ساتھ لازم تھے۔ جیسے جسم شریف کا بے سایا ہونا، جسم اقدس سے بے مثال خوشبو وغیرہ بعض وہ جو آپ کے اختیار میں تھے جیسے چاند چیرنا سورج واپس فرمانا۔ بعض بے اختیاری جیسے آیات قرآنیہ کا نزول پھر بعض معجزات وقتی تھے جو حضرات صحابہ نے دیکھے جو آپ نے مشکوٰۃ شریف میں پڑھ لیے۔ بعض معجزات دائمی ہیں جو قیامت تک دیکھے جائیں گے جیسے آیات قرآنیہ کہ ہر آیت حضور کا معجزہ ہے۔ حضور کا ذکر کثیر کہ ہر جگہ آپ کا چرچا ہے آپ کی محبوبیت کہ بغیر دیکھے دنیا آپ کی عاشق ہے آپ کے نام پر سر کٹوا دیتی ہے۔ آپ کے اولیاء اللہ کی کرامات کہ ہر کرامت حضور کا معجزہ ہے تا قیامت آپ کے دین کا بقاء علماء حقانی کا

www.alahazratnetwork.org

فِیْ کِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ ۔ بَابُ الْکَرَامَاتِ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ

کتاب الوفاء اور اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے۔ کرامات کا بیان ۱ پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر ۲ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔

وجود کہ یہ سب چیزیں حضور کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔ وہ تمام معجزات جو روایات میں آگئے وہ تقریباً چھ ہزار ہیں۔ بلکہ آپ بذات خود معجزہ تھے آپ کا نام معجزہ ہے۔

۱ کرامات جمع ہے کرامت کی بمعنی تعظیم و احترام اصطلاح شریعت میں کرامت وہ عجیب و غریب چیز ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بن سکتی ہے سوا اس معجزہ کے جو دلیل نبوت ہو جیسے وحی اور آیات قرآنیہ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو یمن سے شام میں لے آنا حضرت مریم کا بغیر خاوند حاملہ ہونا اور غیبی رزق کھانا اصحاب کہف کا بے کھائے پیئے صدہا سال تک زندہ رہنا کرامات اولیاء ہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں (اشعۃ) حضور انور کے معجزات بے شمار سرکار بغداد کے کرامات بیشمار حضور کی نبوت سب کو عام سرکار بغداد کی ولایت سب کو عام فرماتے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ کی ولایت تا قیامت جاری ہے ؎

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں جناب مصطفیٰ در انبیاء

ولایت اور کرامات دین کی حقانیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی دلیل ہیں۔ اب عیسائیوں یہودیوں میں کوئی ولی نہیں کیونکہ وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں آج سوا اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء نہیں۔ دیوبندی وہابی شیعہ مرزائی چکڑالوی کسی دین میں ولی نہیں۔ کیونکہ یہ فرقے باطل ہیں جس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم نہ رہے وہاں جڑ سے فیض آنا بند ہو جاوے اس شاخ میں پھل پھول نہیں لگتے۔ اسلام کی جڑ ہری ہے کہ اس میں اب بھی اولیاء اللہ اور کرامات پائے جاتے ہیں۔ مگر ان فرقوں کا تعلق جڑ سے نہیں۔ دوسرے دینوں کی جڑیں خشک ہو چکیں لہٰذا ان میں ولایت نہیں ۲ اسید ابن حضیر انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ میں شریک ہوئے ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور عباد ابن بشر بھی انصاری ہیں۔ بدر وغیرہ میں آپ بھی شریک رہے۔ کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ۱۲ھ پینتالیس سال کی عمر ہوئی (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

فِیْ لَیْلَةٍ شَدِیْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْقَلِبَانِ وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَصِیَّةٌ فَاَضَآءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْءِهَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِیْقُ اَضَآءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰی بَلَغَ اَهْلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا[1] پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی[2] حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی[3] تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا[4] (بخاری)[5] روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا[6]

[1] یہ حضرات اندھیری رات میں حضور انور کے پاس سے اپنے گھر جانے والے تھے روشنی کا کوئی سامان نہ تھا۔ تب یہ کرامات ظاہر ہوئیں

[2] یا تو پوری لاٹھی چمکی ٹیوب کی طرح یا اس کا سرا چمکا بیٹری کی طرح پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ پوری لاٹھی چمکی۔

[3] چونکہ اب دونوں صاحبوں کے راستے الگ الگ ہو گئے۔ ایک کی روشنی دوسرے کے لیے کافی نہ تھی۔ اس لیے دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی ٹیوب بن گئی۔ اس کا چمکنا بھی قدرتاً ہوا پہلی لاٹھی کو مس کر کے نہیں ہوا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

[4] یعنی گھر پہنچنے پر ان کی روشنی ختم ہو گئی ٹیوب سے لاٹھی بن گئی معلوم ہوا کہ کرامت ولی معجزہ کی جنس سے ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء عطا ہوا۔ وہ تھا نبی کا معجزہ اور ان صحابیوں کو عصاء بیضاء عطا ہوا یہ تھی کرامت۔

[5] بخاری شریف میں یہ لفظ باب علامات النبوۃ کے آخر میں اور مناقب انصار کے ماتحت باب مناقب اسید ابن حضیر میں نقل فرمایا۔ مگر اس کے الفاظ یہ نہیں۔ یہ الفاظ مصنف عبد الرزاق اور مستدرک حاکم اور مسند حاکم میں نقل ہوئے۔ (مرقاۃ)

[6] یہ ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنے موت نوعیت موت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے سے دے دی ۞

www.alahazratnetwork.org

وَاِنِّیْ لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِکَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ کَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَدَفَنْتُہٗ مَعَ اٰخَرَ فِیْ قَبْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ

اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے[1] اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کر دینا[2] اور اپنی بہنوں کے لیے بھلائی کی وصیت قبول کرو[3] ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہ ہی تھے اور میں نے انہیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا[4] روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سے[5]

[1] یعنی مجھے سب سے زیادہ پیارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو جو دل میں ہے وہ ہی آپ کی زبان پر ہے۔ آپ کا یہ قول اس حدیث کی تفسیر ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اولاد ماں باپ اور سارے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ رب تعالیٰ حضور کی ایسی محبت نصیب کرے۔

[2] اس ادائے قرض کا واقعہ باب المعجزات میں گذر چکا۔ آپ پر بہت کھجوریں قرض تھیں جو حضور انور نے کھجوروں کے ایک ڈھیر سے ادا کر دیں اور اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

[3] یعنی تم اکیلے تو میرے بیٹے ہو اور میری آٹھ یا نو بیٹیاں ہیں۔ تم ہی ان کے اکیلے منتظم ہو تم ان سے اچھا برتاؤ کرنا۔ ترجیح اس کو ہے کہ حضرت جابر کی نو بہنیں تھیں۔ بھائی کوئی نہ تھا (اشعۃ۔ مرقات) غالباً آپ کی والدہ نہ تھیں۔ پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں واللہ ورسولہ اعلم۔

[4] چونکہ اس موقعہ پر کفن بہت کم تھا۔ اس لئے سرکاری حکم تھا کہ ایک ایک قبر میں چند شہید دفن کئے جاویں۔ اسی فرمان کے مطابق حضرت عبداللہ کو ان کے دوست اور ان کے بہنوئی حضرت عمرو ابن جموح کے ساتھ دفن کیا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت عمرو ابن جموح حضرت عبداللہ کے گہرے دوست بھی تھے۔ اور ان کے بہنوئی بھی (مرقات و اشعۃ) پھر بعد میں حضرت عبداللہ کو وہاں سے منتقل کر کے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

[5] حضرت عبدالرحمٰن جناب صدیق اکبر کے بڑے بیٹے اور جناب عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ جناب ام رومان ہیں۔ آپ کا نام پہلے عبدالکعبہ تھا۔ حدیبیہ کی سال اسلام لائے حضور انور نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

(اشعۃ و مرقات) ۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ

کہ صفہ والے مسکین لوگ تھے [1] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جاوے [2] اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات لائے [3] ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھا لیا [4] پھر آپ آئے اس کے بعد تہائی رات کا مشیت الٰہی کے بقدر حصہ گذر گیا۔

[1] صفہ کا ترجمہ ہے چبوترہ مسجد نبوی شریف کے متصل ایک چھپا ہوا چبوترہ بنایا گیا تھا جس میں وہ حضرات رہتے تھے جنہوں نے اپنے کو طلب علم اور خدمت دین کے لیے وقف کر دیا تھا یہ حضرات ستر تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے۔ ان حضرات میں مشہور صحابہ کرام یہ ہیں۔ ابوذر غفاری عمار ابن یاسر۔ سلمان فارسی۔ صہیب۔ بلال۔ ابوہریرہ۔ خباب ابن ارت۔ حذیفہ ابن یمان۔ ابوسعید خدری۔ بشیر ابن خصاصہ۔ ابوموسیٰ وغیرہم رضی اللہ عنہم انہیں حضرات کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم الخ (مرآت) [2] ان حضرات کا کھانا پینا مدینہ والوں کے ذمہ تھا۔ اب تک یہ ہی دستور چلا آرہا ہے کہ دینی علم کے طلبا مساجد میں رہتے ہیں اور مسلمان محلہ والے ان کے مصارف برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح دین چل رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔ [3] یعنی آج واقعہ یہ ہوا کہ جناب ابوبکر صدیق تین طالب علم لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس طلباء کو مہمان بنایا یہ لانا ہمیشہ کے لیے نہ تھا۔ صرف رات کے لئے تھا۔ بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالبعلموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے سب سے بہتر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچ سے عالم بنا جاوے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا جنکا فیض تا قیامت رہے گا۔ [4] یعنی حضرت ابوبکر صدیق عشاء کی نماز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف پر رہے۔ پھر حضور کے ساتھ نماز عشاء پڑھی پھر بعد عشا حضور کے گھر لوٹ گئے۔ اور بعد نماز عشاء حضور کے ساتھ کھانا کھایا اس میں

www.alahazratnetwork.org

قَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْئَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تُطْعِمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ

ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس چیز نے روکا؟ آپ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا وہ بولیں کہ انہوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا[1] آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا[2] آپ کی بیوی نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی اور مہمانوں نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گے[3] جناب صدیق نے کہا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہوگئی آپ نے کھانا منگایا پھر کھایا پھر ان سب نے کھایا[4] تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس

رات کافی گزر گئی۔ ادھر حضرت صدیق اکبر کے مہمان سارے گھر والے آپ کے منتظر رہے کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ ان کا خیال تھا کہ جناب صدیق کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے صاحب خانہ کا انتظار سنت صحابہ ہے جیسا کہ معلوم ہوا ۞

[1] یعنی تمہارے دیر سے آنے سے تمہارے مہمانوں کو تکلیف ہوئی، وہ اب تک بھوکے ہیں۔ تم بہت دیر سے آئے ایسی باتیں ہوا ہی کرتی ہیں، اس میں بے ادبی یا گستاخی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

[2] آپ نے سوال کیا کہ تم نے مہمانوں کو میرے بغیر ہی کیوں کھانا نہیں کھلا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے کہا کہ ہم جناب صدیق اکبر کے ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا کہ مہمان میزبان مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اب بھی عرب میں یہی دستور ہے

[3] جناب صدیق اکبر کو خیال ہوا کہ ہمارے گھر والوں نے مہمانوں سے یوں ہی سرسری کھانے کے لیے کہا ہوگا۔ اصرار نہیں کیا ہوگا ورنہ وہ ضرور کھا لیتے۔ اس لیے آپ گھر والوں پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔ (مرقات)

[4] بی بی صاحبہ کا نہ کھانے کی قسم کھا لینا اس لئے تھا کہ خاوند کے بغیر بیوی کھانا کھا لینا معیوب سمجھتی ہیں یعنی اگر آپ بھوکے رہیں گے۔ تو میں بھی بھوکی رہوں گی۔ مہمانوں نے خیال کیا کہ ہماری وجہ سے یہ آپس کی شکر رنجی ہوئی تو وہ بولے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ ہم لوگ اس خانہ جنگی کا باعث بنے مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ پہلے آپس میں صلح کریں پھر ہم کھانا کھائیں گے۔

[5] اہل عرب خصوصاً مسلمان مدینہ اپنے مہمانوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ ان کی ہر ضد پوری کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنے مہمانوں کی خاطر اپنی قسم توڑ دی۔ اب بھی مہمان کی خاطر نفلی روزہ توڑ دینا جائز ہے جبکہ مہمان روزہ سے دار ہیں، میزبان کے بغیر کھانا نہ کھائے۔ یوں ہی اگر مہمان روزہ دار ہو، اور میزبان کھانے کی ضد کرے تو مہمان نفلی روزہ توڑ سکتا ہے مگر قضا واجب ہوگی ۞

۞ ۞ ۞

www.alahazratnetwork.org

مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجِزَاتِ

الْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۞ وَعَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غَسْلَ

کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھتا تھا ۱۲ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن ۱۳ یہ کھانا بولیں میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم ۱۴ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے ۱۵ ان سب نے یہ کھانا کھایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا کہا گیا ہے کہ حضور نے بھی اس میں سے کھایا ۱۶ (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے، باب المعجزات میں ذکر کر دی گئی ۱۷ دوسری فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی نے وفات پائی تو ہم چرچا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا رہتا ہے ۱۸ (ابوداؤد) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نے

۱۱ یہ ہوئی جناب صدیق اکبر کی کرامت یعنی خود آپ اور آپ کے مہمان بلکہ سب گھر والے جب ایک لقمہ برتن سے اٹھاتے تو اس جگہ پیالہ میں نیچے سے کھانا اور نمودار ہو جاتا جو اٹھائے ہوئے لقمہ سے زیادہ ہوتا۔ سبحان اللہ کرامت معجزے کی قسم سے ہے کہ کھانے کی برکت حضور کا معجزہ بھی ہے حضرت صدیق کی کرامت بھی۔ ۱۲ آپ کی بیوی صاحبہ کا نام ام رومان ہے۔ آپ قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ اس لئے جناب صدیق نے انہیں اخت بنی فراس فرمایا یعنی اس قبیلہ والوں کی بہن ۱۳ قرۃ عینی یعنی آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں (اشعۃ) ۱۴ یعنی یہ کھانا کھا چکنے کے بعد پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گیا۔ یہ فقط اندازہ ہے۔ ۱۵ سبحان اللہ کیسا مبارک کھانا تھا کہ اسے جناب صدیق اکبر ان کے گھر والوں ان کے مہمانوں نے بھی کھایا اور آخر میں خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا وہ کھانا تو مبارک و مبارک ہو گیا۔ ۱۶ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے باب المعجزات میں بیان کر دی۔ ۱۷ یعنی اصحمہ شاہ حبشہ جن کا لقب نجاشی تھا جب وہ وفات پا گئے تو عرصہ تک عام لوگوں نے آپ کی قبر ظاہر طور پر نور دیکھا امیر علی نے حاشیہ اشعۃ اللمعات میں لکھا کہ یہ نور حضرت ام سلمہ و ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے اپنے حبشہ کے قیام کے زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور عام لوگوں نے بھی اس سے معلوم ہوا کہ کرامت بعد وفات بھی ظاہر ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد یہ کرامت بند ہو گئی۔ صاحب دلائل خیرات شریف محمد سلیمان

www.alahazratnetwork.org

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِیْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِیَابِہٖ کَمَا تُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُہٗ وَعَلَیْہِ ثِیَابُہٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَی اللّٰہُ عَلَیْہِمُ النَّوْمَ حَتّٰی مَا مِنْہُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُہٗ فِیْ صَدْرِہٖ ثُمَّ کَلَّمَہُمْ مُکَلِّمٌ مِنْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ لَا یَدْرُوْنَ مَنْ ہُوَ اَنْ اغْسِلُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثِیَابُہٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْہُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصُہٗ یَصُبُّوْنَ الْمَآءَ فَوْقَ الْقَمِیْصِ وَیُدْلِکُوْنَہٗ بِالْقَمِیْصِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّۃِ ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو بولے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنے مردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ پر کپڑے ہوں ۱۲ جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کردی حتی کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینہ میں تھی ۱۲ پھر گھر کے گوشہ سے کسی بولنے والے نے گفتگو کی وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے ۱۲ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح غسل دو کہ آپ پر کپڑے ہوں چنانچہ لوگ اٹھے آپ کو غسل دیا ۱۵ کہ آپ پر آپ کی قمیص تھی قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے قمیص ہی سے ملتے تھے ۱۲ (بیہقی دلائل النبوۃ)

جندعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے عرصہ تک مشک کی خوشبو آتی رہی پھر ہلکی پڑ گئی پھر بند ہو گئی (شرح دلائل) ۔

۱۱ ارادہ کا فاعل یا صحابہ کرام ہیں یا اہل بیت عظام یا دونوں حضرات وفات شریف پیر کے دن ہوئی غسل شریف اور نماز و دفن بدھ کے دن غسل کے وقت حضرات صحابہ دولت خانہ سے باہر تھے اور اندر ازواج مطہرات پانی دیتی اور ڈالتی تھیں۔ حضرت علی مرتضیٰ حضور کو غسل دیتے تھے۔ یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیق کے بتانے سے کیا گیا۔ دیکھو ترمذی شریف کا آخر۔ ۱۲ یہاں قانون اور احترام میں یا یوں کہو کہ علم و عشق میں مقابلہ ہوا قانون کہتا تھا کہ حضور انور کے کپڑے اتارے جائیں ناف سے گھٹنوں تک تہبند رہے جیسا کہ عام مسلمان میت سے کیا جاتا ہے مگر احترام کہتا تھا کہ کپڑوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ ۱۳ یعنی اس وقت اندر والے اور باہر والے صحابہ کرام اہل بیت عظام اونگھ رہے تھے۔ جو جس حال میں تھا اسی حال میں اونگھ رہا تھا۔ ۱۴ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کلام فرمانے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے جو ان حضرات کو نظر نہیں آتے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنے وقت کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ولی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو بیعت الرضوان لی گئی اس میں خضر علیہ السلام شامل تھے۔ اور الیاس علیہ السلام بھی اب بھی ہر سال یہ دونوں حضرات حج میں جمع ہوتے ہیں جیسے کہ باب ذکر انبیاء میں گزر چکا ۱۵ ان سب کے غسل دینے کے وہ ہی معنی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے یعنی ان سب نے غسل دینے کا

وصال و غسل

www.alahazratnetwork.org

وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَهُ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةً حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ

روایت ہے ابن منکدر سے ۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ ۲؎ روم کی زمین میں لشکر سے بچھڑ گئے یا قید کر لیے گئے ۳؎ وہ بھاگتے ہوئے چلے لشکر کی تلاش کرتے تھے کہ اچانک شیر سامنے تھا تو بولے اے ابوالحارث ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں ۴؎ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا حتیٰ کہ ان کی برابر کھڑا

انتظام کیا کوئی پانی لیا کسی نے دوسرے انتظامات کیے۔ ۵؎ اس طرح غسل دینا حضور انور کی خصوصیات سے ہے۔ دوسروں کو غسل دیتے وقت کرتا وغیرہ اتار دیا جاوے گا مگر خیال رہے کہ حضور انور کو نفس اس قمیص کے ساتھ نہیں دیا بلکہ بعد غسل قمیص اتاری اس طرح کہ جسم شریف کو برہنہ نہیں کیا۔ جن لوگوں نے کہا کہ مع قمیص کفن دیا گیا انہوں نے غلطی کی (مرقات واشعۃ)

۱؎ محمد ابن منکدر تیمی مشہور تابعی ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے ۱۳۰ھ ایکسو تیس میں وفات ہوئی۔ ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی۔

۲؎ حضرت سفینہ جناب ام سلمہ کے غلام ہیں آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر زندگی بھر حضور کی خدمت کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے بغیر بھی حضور ہی کے پاس رہوں گا۔ ایک سفر میں حضور انور اور بعض صحابہ نے ان پر اپنا سامان لاد دیا حضور انور نے فرمایا کہ تم ہمارا سفینہ ہو یعنی کشتی ہو اس دن سے آپ کا نام سفینہ ہو گیا۔ اور پہلا نام گم ہو گیا جو آپ سے آپ کا نام پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کہ اب میں سفینہ ہوں مجھے حضور نے جو بنا دیا میں وہ ہی بن گیا۔ (اشعۃ۔ مرقات) آپ کا نام رباح یا مہران یا رومان ہے واللہ اعلم آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن۔ محمد۔ زیاد کثیر ہیں (اکمال)

۳؎ غالباً یہ واقعہ خلافت معاویہ کا ہے کیونکہ روم پر حملے آپ ہی کے زمانہ سے شروع ہوئے۔ جناب سفینہ اسی کسی جہاد میں قید کر لیے گئے راتوں رات بھاگ کر لشکر اسلام کی تلاش میں جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔

۴؎ اس ارلی مشکل میں حضرت سفینہ نے حضور کی نسبت کو یاد کیا یہ نہ کہا کہ اے شیر میں اللہ کا بندہ ہوں کیونکہ شیر کہہ سکتا تھا کہ تم گائے بکری مرغی کو جو اللہ کے بندے ہیں کھا لیتے ہو تو میں تجھ اللہ کے بندے کو کیوں نہ کھاؤں اس سے پتہ لگا کہ مشکل کے وقت اچھوں کی نسبت کام آ جاتی ہے۔ بعض بزرگ اپنے پیر کا نام لے کر دریا سے گزر گئے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے ؎

www.alahazratnetwork.org

كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قَحَطَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ

ہوگیا ۱؎ جب کوئی آواز سنتا تو ادھر چلا جاتا پھر آپ کی برابر چلنے لگتا حتیٰ کہ یہ لشکر تک پہنچ گیا پھر شیر لوٹ گیا ۲؎ (شرح سنہ) روایت ہے ابو الجوزاء سے ۳؎ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے جناب عائشہ سے شکایت کی ۴؎ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو اس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو ۵؎ حتیٰ کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت

۱؎ اور زبان حال سے گویا یہ کہنے لگا شعر

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے ۔۔۔ جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اونہاندے

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور حضور کو حضور کے غلاموں کو پہچانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا نام اور حضور کی نسبت دافع بلا مشکل کشا ہیں۔ تیسرے یہ کہ جانور اولیاء اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے دلوں میں مخلوق کا خوف نہیں جناب سفینہ شیر سے ڈرے نہیں، بھاگے نہیں مگر بعض وقت انہیں خوف ایذا ہو جاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو سانپ یا فرعون سے ایذا کا خوف ہوا۔

۲؎ شیر نے حضرت سفینہ کی حفاظت بھی کی اور رہبری بھی پتہ لگا کہ شیر کو لشکر اسلام کا پتہ تھا کہ کہاں ہے جیسے بعض کھانوں کی خوشبو دور تک پہنچتی ہے ایسے ایمان و تقویٰ کی خوشبو جانوروں کو بلکہ بعض اولیاء کو دور سے محسوس ہوتی ہے۔ دیکھو ایک شیر نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ دیا تھا۔ وہ پہچان گیا کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔ اسی طرف قصیدہ بردہ نے اشارہ کیا ہے

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ ۔۔۔ ان تلقہ الاسد فی اجامہا ہجم

۳؎ آپ کا نام اوس ابن عبداللہ ہے۔ ہذلی ہیں بصری ہیں تابعی ہیں ۸۳ھ تراسی ہجری میں شہید کئے گئے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے

۴؎ شکایت یہ کی کہ بارش نہیں ہوتی چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں۔ معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کر سکتے ہیں۔

۵؎ یعنی میرے حجرے کی چھت قدرے پھاڑ دو تاکہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے۔ یہ طریقہ تھا قبر انور کے وسیلہ سے بارش مانگنے کا حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔

www.alahazratnetwork.org

سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ ۔ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَمَّا کَانَ اَیَّامُ الْحَرَّۃِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے حتیٰ کہ چارہ اگ گیا اور اونٹ موٹے ہو گئے [۱] حتیٰ کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا [۲] (دارمی) روایت ہے سعید ابن عبدالعزیز سے [۳] فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا [۴] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان

[۱] مرقات شریف اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ حضور انور کی حیات شریف میں حضورؐ کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے بعد وفات جناب عائشہ صدیقہ نے حضورؐ کی قبر انور بلکہ اوس کی خاک کی برکت سے دعا کرائی یہ بھی درحقیقت حضورؐ ہی کے وسیلہ سے دعا ہے۔ یہ طریقہ بہت مبارک ہے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کی قبریں باذن الٰہی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں یوسف علیہ السلام کی قمیص دافع البلا تھی کہ اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (قرآن مجید) ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفا تھا (قرآن مجید) ارکض برجلک اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو۔ بعض صوفیا ننگے سر آسمان کے نیچے بیٹھ کر دعائیں یا وظیفے کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی اصل ہے۔ خیال رہے کہ آسمان ہماری روزی کا خزانہ ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون لہٰذا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا قبر انور کی چھت کھول کر دعا کرنا جائز ہے۔

[۲] یعنی قبر انور کی برکت سے بارش نہ تو بہت زیادہ ہوئی جو کھیتیاں برباد کرے نہ بہت تھوڑی جو کافی نہ ہو نہ بے وقت ہوئی بلکہ بروقت ہوئی اور بقدر ضرورت ہوئی جو بے ضرر بلکہ نہایت مفید ہوئی۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ کی کرامت ظاہر کر رہا ہے

[۳] آپ نوحی دمشقی ہیں۔ اہل شام کے مفتی ہیں بڑے متقی زاہد تھے۔ امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں آپ اور امام اوزاعی بڑے ثقہ تھے۔

[۴] یہ واقعہ یزید ابن معاویہ کے زمانہ کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا اس مردود نے مسلم ابن عقیل کے سرکردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ اہل مدینہ پر بڑے ظلم ڈھائے۔ چونکہ یہ حملہ مقام حرہ کی طرف سے ہوا تھا۔ اس لئے اسے جنگ حرہ کہا جاتا ہے۔ حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک پتھریلا میدان ہے۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔ یہاں مرقات میں ہے کہ اہل مدینہ نے ایک شامی قافلہ کو تاراج کر دیا اس پر یہ واقعہ پیش آیا۔ حرہ کے واقعہ کے بعد ہی یزید ہلاک ہو گیا۔ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔

www.alahazratnetwork.org

ثَلَاثًا وَلَمْ يُقِمْ وَلَمْ يُبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ اَلْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهِ رَيْحَانٌ يَجِيْئُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا

کی گئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے [1] وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے [2] (دارمی) روایت ہے ابو خلدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا [3] کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا انہوں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے اور حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے [4] ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دو بار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی [5] (ترمذی) اور فرمایا یہ

[1] سعید ابن مسیب تابعی ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کئے بڑے عابد زاہد تھے ۹۳ھ تہتر میں وفات پائی۔ زمانہ حج میں لوگ سمجھے کہ آپ دیوانہ ہوگئے ہیں۔ [2] قبر انور سے نماز کے اوقات میں آواز آنا حضور انور کا معجزہ تھا۔ اور اس آواز کا سعید ابن مسیب کا سن لینا یہ کرامت ہے۔ اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی۔ [3] ابو خلدہ کا نام خالد ابن دینار ہے تمیمی ہیں سعدی بصری ہیں۔ وہاں دلدی گری کی دوکان کرتے تھے۔ تابعی ہیں۔ ابو العالیہ کا نام رفیع ابن مہران ریاحی ہے۔ آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق سے ملاقات ہے۔ ۹۰ھ نوے میں آپ کی وفات ہے۔ [4] غالباً یہ قول ابو العالیہ کا ہے۔ اس سے مقصود ہے حضرت انس کی عظمت بیان کرنا۔ [5] شاید اس گھاس پر حضور نے محبت و کرم سے ہاتھ شریف پھیر دیا ہوگا۔ حضرت انس کے لیے حضور نے زیادتی عمر و اولاد کی دعا بھی کی تھی تو آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی۔ آپ کی اولاد اور اولاد در اولاد آپ کی زندگی میں ایک سو تک پہنچی جن میں تہتر لڑکے تھے اور ستائیس لڑکیاں اور مال کی برکت تو یہاں مذکور ہے۔ ؎

ہاتھ جس سمت اٹھے غنی کر دیا ایسے دست سخاوت پہ لاکھوں سلام

یہ سب حضور پاک کے معجزات ہیں اور حضرت انس کی کرامات۔

www.alahazratnetwork.org

حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ خَاصَمَتْہُ اَرْوٰی بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ وَادَّعَتْ اَنَّہٗ اَخَذَ شَیْئًا مِنْ اَرْضِہَا فَقَالَ سَعِیْدٌ اَنَا کُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِہَا شَیْئًا بَعْدَ الَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَہٗ اِلٰی سَبْعِ

حدیث حسن ہے غریب ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے ۱؎ کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے ۲؎ ارویٰ بنت اوس نے ۳؎ مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا ۴؎ اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے ۵؎ تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں ۶؎ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں

۱؎ آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں تابعی ہیں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ اسماء ہیں یعنی عائشہ صدیقہ کی بہن عبد اللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔ آپ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے قراء مدینہ میں سے تھے ۲؎ حضرت سعید عشرہ مبشرہ سے ہیں حضرت عمر کے بہنوئی ہیں بہت مقبول الدعا تھے۔ آپ کی تلاوت سنکر حضرت عمر اولاً غصہ میں آئے پھر مسلمان ہو گئے۔ آپ سوا بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضرت عمر رضی کی بہن فاطمہ آپ کی بیوی تھیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔ مقام عقیق میں وفات ہوئی وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے گئے۔ جنت بقیع میں دفن کئے گئے۔ (اکمال) ۳؎ غالباً اروی تابعیہ ہیں۔ آپ کے والد اوس ابن اوس صحابی ہیں۔ بعض نسخوں میں ارری بنت اویس ہے۔ ۴؎ مروان کی کنیت ابو عبد الملک ہے قرشی اموی ہیں۔ حضرت عمر ابن عبد العزیز کا دادا ہے۔ مروان حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوا مگر حضور کی زیارت نہ کر سکا لہٰذا تابعی ہیں کیونکہ حضور انور نے اس کے باپ حکم کو طائف کی طرف نکال دیا تھا یہ اس کے ساتھ تھا۔ دمشق میں فوت ہوا ۶۵ھ میں مراد اس سے بہت صحابہ حتی کہ حضرت عثمان وعلی اور عروی ابن زبیر اور امام زین العابدین نے بھی اس سے احادیث لیں (اکمال) یہ امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا ۵؎ یعنی میری کچھ زمین حضرت سعید ابن زید نے غصب کر لی ہے مجھے واپس دلوائی جائے ۶؎ یعنی یہ ناممکن ہے کہ میں صحابی رسول ہو کر اور زمین کے غصب کے

www.alahazratnetwork.org

اَرْضِيْنَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ وَاِنَّهَا مَرَّتْ

طوق ڈالا جائے گا ۱؎ ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا ۲؎ تو سعید نے کہا الٰہی اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی آنکھیں اندھی کردے اور اسے اس کی زمین میں مار دے ۳؎ راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتی کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک گڑھے میں گر گئی مرگئی ۴؎ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمر سے ۵؎ اس کے معنی مروی ہیں کہ انہوں نے اُسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا لگ گئی ۶؎ اور وہ اس کنویں پر

متعلق سرکار کا فرمان عالی سنکر پھر کسی کا بالشت بھر زمین غصب کروں۔

۱؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں اور وہ سات زمینیں سات ملک نہیں بلکہ اوپر تلے تہ تہ سات طبق ہیں۔ ورنہ سات زمینیں حنسلی بنا کر گلے میں ڈالنے کے کیا معنی اس کی تائید اس آیت سے ہے سبع السموات ومن الارض مثلھن ۲؎ یہاں بینہ سے مراد دلیل ہے نہ کہ گواہ کیونکہ حضرت سعید ابن زید مدعی علیہ تھے۔ آپ پر گواہ لازم نہ تھے قسم ضروری تھی یعنی میں آپ سے قسم بھی نہ لوں گا بغیر قسم آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں۔ ایسا شخص کسی کی زمین غصب نہیں کرسکتا۔ ۳؎ حضرت سعید نے یہ زمین اروی بنت اوس کے حوالہ کردی اور یہ بددعا ساتھ میں دی۔ کہ خدایا یہ زمین اگر اس کی نہ ہو تو اسے اندھا بھی کردے اور اس زمین میں اسے ہلاک بھی کردے جو میں نے اس کے حوالہ کی ہے۔ (مرقات) ارضھا سے مراد ہے اس عورت کی یہ مقبوضہ زمین نہ کہ اس کی مملوکہ زمین۔ ۴؎ اس زمین میں ایک کنواں تھا اس کنویں میں گر کر مری۔ ۵؎ محمد ابن عبداللہ تابعی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔ ان سے احادیث لی ہیں۔ ۶؎ یعنی اس عورت نے آج اقرار کرلیا کہ حضرت سعید سچے تھے میں جھوٹی اور ان کی بددعا سے مجھ پر یہ آفات آئی ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

تواں بہ حلق فرو بردن استخوان درشت ۔۔۔ ولے شکم بدرد چوں بگیرد اندر ناف

ظلم کی چیز ایک سخت بدی ہے جو نگل لینے کے بعد پیٹ پھاڑ دیتی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

عَلٰی بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْہُ فِیْھَا فَوَقَعَتْ فِیْھَا فَکَانَتْ قَبْرَھَا ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَّاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَا الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ

گزری جو اس گھر میں تھا جس کے بارے میں اس نے سعید سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اسمیں گر گئی وہ ہی اس کی قبر بن گئی [1]

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ جناب عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنہیں ساریا کہا جاتا تھا [2] تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک [3] چیخنے لگے اے ساریہ پہاڑ کو لو [4] پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا

[1] اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اس کی نعش کنویں سے نکالی نہ جا سکی نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکی نہ کفن دفن ہو سکا یہ ہے اللہ کے مقبول بندے کی بددعا ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوم کی بددعا قبولیت کے پاس نہیں جاتی بلکہ قبولیت اس کے پاس آتی ہے۔ اس حدیث میں حضرت سعید کی کرامت کا ثبوت ہے کہ جو آپ کے منہ سے نکلا وہ ہو بہو پورا ہوا۔ اسی لئے اسے باب کرامات میں لائے۔ [2] یہ لشکر مقام نہاوند میں بھیجا گیا تھا۔ نہاوند جنوبی ہمدان کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے۔ ہمدان ملک فارس میں ہے۔ ان سردار کا نام حضرت ساریہ ابن زنیم تھا۔ (مرقات) [3] یعنی جمعہ کے دن نماز سے قبل خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت ساریہ کو پکارا دوران خطیب لوگوں سے کلام دنیاوی بھی کر سکتا ہے۔ اور یہ کلام تو خالص دینی تھا کہ جہاد میں مدد فرمانا مقصود تھا۔ [4] حضرت ساریہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کر لیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیں انہیں گھیرے میں لے لیں گے۔ حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو یا یہ مطلب ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پناہ بنا کر لڑو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہو سکے حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے رب نے فتح دی۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں تیسرے یہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں۔ حضرت آصف برخیا کا واقعہ تو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھا لائے انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک آج سائنس نے یہ سارے کام کر کے دکھا دیئے۔ تو یا نوری قوت ناری طاقت سے کم ہے ؎ ابھی حال میں روس نے ایک راکٹ میں کتیا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔ وہ بتیس ہزار میل فضا میں راکٹ میں اڑتی رہی۔ اور روس کا محکمہ اطلاعات طاس خبر دے رہا تھا۔ کہ اب کتیا سو رہی ہے۔ اب کھا رہی ہے اب بھونک رہی ہے۔ اب اس کے خون کا دباؤ کتنا ہے۔ اب اس کا علاج یہاں سے کیا جا رہا ہے۔ پھر خبر دی کہ آج وہ کتیا مر گئی۔ اس کتیا کا نام لائیکا تھا۔ اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوتی رہیں۔ ریڈیو بولتا رہا سارے توحید پرست اس پر

www.alahazratnetwork.org

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيَنَا عَدُوُّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا اَبْصَائِحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ نَبِيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ

اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی پکارنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگالیں تب انہیں اللہ تعالٰی نے بھگا دیا ۵ (بیہقی دلائل النبوۃ) روایت ہے جناب نبیہہ ابن وہب سے ۱ کہ کعب حضرت عائشہ کی خدمت میں آئے ۲ سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں ۳ اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ۴ حتیٰ کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں ۵ حتے کہ جب

ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔ ۱ حضرت نبیہہ تصغیر سے تابعی ہیں شیبہ ابن عثمان حجبی کے بھتیجے ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے ۲ کعب احبار یہود کے بڑے عالم ہیں آپ کا نام کعب ابن ماتع ہے کنیت ابو اسحاق آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر اسوقت نہ ایمان لائے نہ حضور سے ملے۔ عہد فاروقی میں ایمان لائے اور عہد عثمانی میں مقام حمص میں وفات پائی ۳۲ھ ہجری میں وہاں ہی آپ کی قبر ہے۔ (مرقات) ۳ ظاہر یہ ہے کہ ملائکہ کی یہ حاضری اور ان کی دیوثیوں کی یہ تبدیلی حضرت کعب نے اپنی آنکھوں سے بطور کشف ملاحظہ کی اس لیے یہ حدیث باب الکرامات میں لائی گئی۔ اگر توریت سے دیکھ کر آپ یہ کہتے تو یہ حدیث باب الکرامات میں نہ لائی جاتی۔ (اشعۃ) ۴ خیال رہے کہ ہمیشہ سارے فرشتے ہی حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی مگر یہ ستر ہزار فرشتے وہ ہیں جن کو عمر میں ایک بار حاضری دربار کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ حضرات حضور کی برکت حاصل کرنے کو حاضری دیتے ۵ ؎

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار دار — مجرم پہ ہیں تو رضا عمر بھر کی ہے

www.alahazratnetwork.org

عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ یُزَفُّوْنَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ ۞

بَابُ الْفَصْلِ الْاَوَّلِ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَیْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَجَعَلَا یُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَآءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ عِشْرِیْنَ

حضور سے زمین کھلے گی تو حضور ستر ہزار فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور کو پہنچائیں گے ۱ (دارمی)

باب ۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت براء سے ۳ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے ۴ پھر جناب عمار و بلال اور سعد آ گئے پھر حضرت عمر ابن خطاب بیس صحابہ نبی صلی اللہ

جو فرشتہ ایک بار حاضری دے جاتا ہے اسے دربارہ حاضری کا شرف نہیں ملتا۔ ساری عمر میں صرف چند گھنٹے یعنی آدھا دن کی حاضری نصیب ہوتی ہے ۞

۱ یزفون بنا ہے زفّ سے زف کے معنی ہیں محبوب کو محبوب تک پہنچانا اسی سے ہے زفاف (رخصتی) کہ اس میں دلہا کو دولہن کے گھر تک پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی قیامت کے دن اس دن کی ڈیوٹی والے فرشتے حضور کو اپنی جھرمٹ میں لے کر رب تعالیٰ تک پہنچائیں گے دولہا کی طرح یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت کعب احبار نے یہ بات گذشتہ آسمانی کتب سے دیکھ کر فرمائی ہے۔ چونکہ اس میں حضور کا احترام و اکرام ہے لہٰذا اسے باب الکرامات میں لائے کرامت بمعنی عزت و عظمت (مرقات) ممکن ہے کہ یہ فرمان حضرت کعب کا انکشاف بھی ہو اور گذشتہ کتب سے ثابت بھی ۲ اس باب میں دو قسم کے مضامین بیان ہوں گے۔ حضرات صحابہ کرام کی ہجرت مدینہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے مقدمات اس لیے صرف باب کہا کہ اس کا مضمون ایک نہیں چند ہیں۔ خیال رہے کہ حضور انور ماہ صفر کے آخری تاریخوں میں شنبہ کے دن دردِ بخار سے بیمار ہوئے سترہ دن بیمار رہے۔ بارہویں ربیع الاول کو وفات پائی دوشنبہ کو وفات ہوئی، بدھ کو دفن ہوئے۔ زمانہ مرض میں چالیس غلام آزاد کئے۔ آخری دن مسجد تشریف نہ لائے۔ حضرت صدیق اکبر کو اپنی جگہ امام مقرر کیا۔ صرف ایک نماز میں تشریف لائے جس کے بعد خطبہ فرمایا۔ بعد وفات حضرت ابوبکر صدیق کی ہدایت پر ازواج پاک اور علی مرتضیٰ نے غسل دیا (ترمذی) بعد غسل آنکھ کے کوئے شریف میں پانی کا قطرہ رہ گیا۔ وہ حضرت علی نے چاٹ لیا تھا جس سے آپ کا حافظہ بہت ہی قوی ہو گیا۔ آپ کی قبر انور میں آپ کے غلام شقران نے آپ کا کمبل بچھا دیا۔ قبر انور لحد یعنی بغلی تھی جسے نو اینٹوں سے بند کیا گیا (اشعۃ اللمعات) ۳ براء ابن عازب مشہور انصاری صحابی ہیں پہلے آپ غزوہ خندق میں شریک ہوئے اس سے پہلے بچہ تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل و صفین میں شریک ہوئے۔ عبداللہ ابن زبیر کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔ (اشعۃ)

۴ ان دونوں حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کی عرض معروض پر مدینہ منورہ بھیجا تاکہ یہ دونوں انصار کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں۔ اولاً مدینہ منورہ میں دونوں حضرات آئے (اشعہ) ۞

www.alahazratnetwork.org

مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَھُمْ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَآئِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّثْلِھَا مِنَ الْمُفَصَّلِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آ پہنچے [1] پھر خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لائے [2] تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز سے خوش ہوئے جیسا کہ حضور کی تشریف آوری سے خوش ہوئے حتی کہ میں نے باندیوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے [3] پھر آپ نہ آئے حتی کہ سبح اسم ربک الاعلی ان جیسی مفصل کی سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا [4] (بخاری) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے [5]

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پاک تشریف لے جانے سے پہلے پچیس صحابہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ چکے تھے، اسلام وہاں پھیل چکا تھا۔ [2] حضور انور جناب ابوبکر صدیق کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچے۔ دن دوشنبہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ نبوت کے تیرھویں سال [3] مسلم شریف باب حدیث الہجرت میں ہے کہ اس دن بچیاں بچے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں یہ کہتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ اور حبشیوں پر عورتیں وغیرہا اس جلوس کا نظارہ کرتی تھیں مگر یہ روایت مسلم کی اس روایت کے خلاف نہیں۔ بعض بچے یہ کہتے تھے اور بعض دوسرے بچے جلوس نکالتے تھے یا اول یہ کہا بعد میں جلوس نکالا اور وہ کلمات کہے [4] یعنی حضور انور کے مدینہ منورہ تشریف لانے تک میں ان آنے والے صحابہ کرام سے سورہ اعلیٰ اور اس جیسی دوسری سورتیں اوساط مفصل کی سیکھ چکا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ اعلیٰ مکیہ ہے مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس سورۃ کے آخر میں ہے۔ قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی یہاں تزکی سے مراد ہے صدقہ فطر ادا کرنا اور صلی سے مراد ہے نماز عید پڑھنا صدقہ فطر اور نماز عید دونوں ۲ھ ہجری میں آئیں پھر یہ سورت مکیہ کیسے ہوئی، اس لیے بعض نے فرمایا کہ ساری سورہ اعلیٰ تو مکیہ ہے مگر یہ آیت مدینہ ہے مگر حق یہ ہے کہ پوری سورہ اعلیٰ مکیہ ہے اس آیت میں نماز عید اور فطرہ کی ترغیب ہے، جو مکہ معظمہ میں دی گئی اس پر عمل بعد ہجرت ہوا (مرآت) اور ہو سکتا ہے کہ یہاں تزکی سے مراد تزکیہ نفس دل کی صفائی ہو اور صلی سے مراد نماز پنجگانہ ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں [5] یہ واقعہ مرض وفات میں وفات شریف سے پانچ دن پہلے ہوا (اشعۃ، مرآت) یعنی جمعرات کے دن اور پیر کے دن وفات شریف ہوئی۔

www.alahazratnetwork.org

الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تو فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اُسے دنیا کی تروتازگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں لے تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کرلیں ۲ے حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ۳ے ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اُسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں ۴ے پھر پتہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے ۵ے (مسلم۔ بخاری)

لے یعنی ان بندہ کو رب نے اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں بہت دراز عمر اور ہر طرح کا عیش و آرام قبول کریں یا رب تعالیٰ کی ملاقات اور آخرت کی نعمتیں اختیار کریں جو ان کی مرضی ہو وہ ہی رب کی طرف سے عطا ہو۔ ۲ے یعنی انہوں بندے نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ آخرت اور وہاں کی نعمتوں کو پسند کرلیا کیونکہ وہ نعمتیں اعلیٰ بھی ہیں اور غیر فانی بھی (مرقات) ۳ے یعنی یارسول اگر آپ میرے اور میرے ماں باپ کے فدا ہو جانے سے دنیا میں رہنا قبول فرمالیں تو مجھے فدا ہونے میں کوئی تامل نہ ہو میں مع اپنے ماں باپ کے آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہاں سے نہ جائیں (مرقات) ۴ے یعنی حضور انور نے کوئی رونے والی بات فرمائی نہیں۔ حضرت صدیق اکبر روئے کیوں اور فدا ہو جانے پر تیار کیوں ہوئے حضور تو کسی بندے کا ایک واقعہ بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں رونے اور فدا ہونے کی کیا بات ہے یہ ہماری سمجھ میں نہ آیا ۵ے یعنی جب پانچ دن کے بعد حضور انور کی وفات ہوئی تب ہم کو پتہ لگا کہ حضور انور نے یہ واقعہ اپنا بیان فرمایا ایک بندہ سے مراد اپنی ذات مبارک تھی یہ راز سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی نہ سمجھا اس لئے آپ روئے اور یہ کلمات فرمائے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر تمام صحابہ اور اہل بیت سے بڑے عالم بہت بڑی فہم اور سب سے زیادہ مزاج شناس رسول تھے رضی اللہ عنہ اسی لئے حضور انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا امام وہ ہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے ؎

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدا ر احد پر آٹھ سال کے بعد نماز پڑھی ۱؎ زندوں مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح ۲؎ پھر آپ منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیشرو ہوں ۳؎ اور میں تمہارا نگران گواہ ہوں ۴؎ اور تمہارے وعدہ کی

علم میں فضل میں بے شبہ تو سب سے افضل — اس امامت سے ترے کھل گئے جوہر صدیق
اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر — تھی یہ ہی رمز نبی کہتے ہیں حیدر صدیق

۱؎ شوافع کہتے ہیں کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعاء مغفرت ہے نہ کہ نماز جنازہ ان کے ہاں شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی مگر یہ بات قوی نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعاء مغفرت فرماتے تھے۔ پھر اس دعا کا ذکر خصوصیت سے کیوں ہوا۔ اللھم الا ان یقال کہ یہ دعاء خصوصی تھی۔ یعنی دعاء وداع جس میں وداعیہ کلمات تھے۔ ہمارا قوی جواب یہ ہے کہ حضور انور نے شہداء احد کی آج نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھنا حضور انور کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ تھی۔ لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اس کی مفصل بحث صلوٰۃ جنازہ میں گذر چکی۔ ۲؎ یعنی اس دعا یا نماز جنازہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور زندہ اور مردہ مسلمانوں کو وداع فرما رہے ہیں۔ زندوں کو اس لیے کہ اب وفات کا وقت قریب ہے۔ لوگ اب حضور کی زیارت نہ کر سکیں گے۔ مردوں کو اس لیے کہ اب مردوں کے لیے حضور کی دعائیں وغیرہ بند ہونے والی ہیں۔ یہ واقعہ مرض وفات شروع ہونے سے پہلے ہوا۔ ۳؎ فرط بمعنی فارط ہے جیسے تبع بمعنی تابع فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظار کرے جس سے وہ جماعت آ کر ہر طرح آرام پائے مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت تمہاری نجات تمہاری ہر طرح کارسازی کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہوگا وہ میرے پاس میری حفاظت میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے۔ بھرے گھر میں۔ (اشعۃ) مومن مرتے ہی حضور کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری کا واقعہ ہوا اور بہت مرنے والوں سے سنا گیا کہ حضور آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی فرط فرمایا گیا ہے مگر وہ فرط ناقص ہیں بمعنی انور فرط کامل یعنی ہر طرح کے منتظم نیز ایدیکم میں خطاب ساری امت سے ہے نہ کہ صحابہ کرام سے حضور اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔ ۴؎ اس کی تائید اس آیت سے ہے ویکون الرسول علیکم شہیدا شہید بمعنی نگران گواہ ہے نہ کہ فقط گواہ ورنہ

www.alahazratnetwork.org

اَلْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا وَزَادَ بَعْضُھُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتُھْلِکُوْا کَمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰہِ عَلَیَّ

جگہ حوض ہے[1] اور میں اسے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں[2] اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں[3] میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے[4] لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے[5] (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ

علی نہ آتا بلکہ لام آنا شہادت کے ساتھ اگر علیٰ ہو تو خلاف گواہی مراد ہوتی ہے۔ یعنی اے مسلمانوں میں تمہارے ایمان، اعمال، قلبی حالات کا علیم و خبیر و حفیظ و نگران ہوں تم سب کے ایمان کی نبض پر میرا ہاتھ ہے۔ مجھے ہر شخص کے ایمان اور درجہ ایمان کی ہر وقت خبر ہے اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوم کے شروع میں ملاحظہ کرو۔

[1] یعنی میں نے جس شفاعت خاصہ کا تم سے وعدہ کیا ہے وہ شفاعت حوض کوثر پر کروں گا۔ (مرقات) یا قیامت میں میری تمہاری خصوصی ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے (اشعہ) اس صورت میں یہاں خصوصی ملاقات مراد ہے ورنہ حضور کی ملاقات حضور کا دیدار تو مومن کو قبر میں ہی نصیب ہوتا ہے۔ پھر قیامت میں بہت جگہ دیدار ہوگا۔ بعض لوگ بعد وفات تا قیامت حضور ہی کے پاس رہتے ہیں الا ھد اجعلنا منھم

[2] یہ ہے حضور کا حاضر و ناظر ہونا کہ مدینہ منورہ میں کھڑے ہوئے اس حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں جو جنت میں ہے۔ اور جنت ساتوں آسمان سے اوپر ہے جس کی نگاہ مدینہ سے جنت تک کو دیکھ سکتی ہے اس کی نظر ساری روئے زمین کو یہاں کے رہنے والوں کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ زمین حوض کوثر سے قریب ہے۔ [3] اس طرح کہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کا مالک مختار قاسم بنایا جیسے جو بولے گا ہماری عطا سے ملے گا فرماتے ہیں اللہ المعطی وانا قاسم اشعہ نے فرمایا کہ یہ تو ظاہری خزانوں کا حال ہے رہے باطنی خزانے سو آسمان و زمین ملک و ملکوت کی چابیاں حضور کو عطا ہوئیں ؎

دی کنجی تمہیں اپنے خزانوں کی خدا نے سرکار کیا مالک و مختار بنایا

[4] یعنی مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم سارے یا تم عموماً کافر ہو جاؤ لہٰذا یہ زمان حال اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور کے بعد چند لوگ مرتد ہو گئے (مرقات) [5] امام نووی فرمایا کہ اس میں حضور کے بہت سے معجزات کا ذکر ہے کہ حضور انور نے بہت سی غیبی خبریں دیں جو بعینہٖ پوری ہوئیں ۔

www.alahazratnetwork.org

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاِنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِہٖ عِنْدَ مَوْتِہٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَبِیَدِہٖ سِوَاکٌ وَاَنَا مُسْنِدَۃٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ فَقُلْتُ اٰخُذُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُہٗ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ وَقُلْتُ اُلَیِّنُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَلَیَّنْتُہٗ فَاَمَرَّہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فِیْھَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے گلے اور سینہ کے درمیان وفات پائی[1] اور اللہ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو حضور کی وفات کے وقت جمع فرمایا[2] کہ میرے پاس عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق آئے کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں[3] میں پہچان گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ کے لیے لے لوں تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں[4] تو میں نے دے دی آپ پر مسواک سخت ہوئی میں نے کہا کہ کیا اسے آپ کیلئے نرم کردوں تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہاں[5] چنانچہ میں نے نرم کردی تو حضور نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے برتن

[1] اس طرح کہ وفات شریف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سینہ پر تکیہ لگائے تھے اس وقت آپ کا سینہ عرش اعظم سے افضل تھا ؎

جس کا پہلو ہو نبی کی آخری آرام گاہ — جن کے حجرہ میں قیامت تک نبی ہیں جاگزیں

[2] یہ ام المومنین پر رب تعالیٰ کا دوسرا احسان عظیم ہے کہ آخری فیض حضور انور کا انہیں اس طرح نصیب ہوا، اس وقت آپ وہ عبادات کر رہی تھیں جو عرش و فرش میں کسی کو میسر نہ تھی۔ خیال رہے کہ جیسے حضور انور کی نظر سے نظر ملنا حضور کے ہاتھ سے ہاتھ ملنا حضور کے قدم سے کسی کا سر ملنا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ یونہی حضور کے لعاب سے لعاب ملنا بھی اس کی بڑی نعمت بلکہ یہ آخری نعمت اور خاص کر اس آخری وقت میں جبکہ حضور کے ظاہر فیوض بظاہر ختم ہو رہے تھے، صرف حضرت ام المومنین ہی کو نصیب ہوئی۔ [3] یا تو عبدالرحمٰن کو دیکھ رہے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ کی مسواک کو اور یہ دیکھنا محبت کی نگاہ سے ہے۔ [4] یہ حیوٰۃ شریف کی آخری ساعتیں تھیں۔ اس وقت نقاہت بہت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے زبان شریف سے ہاں نہیں فرمایا، بلکہ سر مبارک کی ہلکی سی جنبش سے اشارہ فرمایا۔ [5] یعنی مسواک نئی تھی سخت تھی اسے آپ اپنے منہ سے چبا کر نرم نہ کر سکے خیال رہے کہ مقبولین بارگاہ پر یہ کمزوری بدنی ہوتی ہے روحانی نہیں روح ان کی بہت قوی ہوتی ہے لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ جب

www.alahazratnetwork.org

مَآءً فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

تھا جس میں پانی تھا۔ پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے پھر انہیں منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں[2] پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان شریف قبض کرلی گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا[3] (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی مگر انہیں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے[4]

وہ خود اتنے کمزور ہو جاتے ہیں تو بعد وفات کسی کی مدد کیا کریں گے۔

[1] جانکنی کے وقت حرارت اور تپش بہت ہوتی ہے۔ اس لئے اس وقت میت کو پانی پلایا بھی جاتا ہے اور وضو بھی کرایا جاتا ہے کہ پانی کی ٹھنڈک سے تسکین ہوتی ہے حضور انور کا اپنے منہ پر پانی پھیرنا اس میں بھی امت کو اس عمل کی تعلیم ہے [2] سکرات جمع ہے سکرۃ کی بمعنی غشی نشہ موت کی سختی کو سکرۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مرنے والے کو غش پر غش آتے ہیں۔ چونکہ موت کی سختی کئی قسم کی ہوتی ہے اس لئے سکرات جمع ارشاد ہوا بدن کی رگ رگ سے جان کا نکلنا آسان نہیں۔ حضور پر یہ سختی ساری امت کے لیے تسکین خاطر کا باعث ہے کہ کوئی شخص اس سختی سے گھبرا نہ جاوے اپنے نبی کی سکرات کو پیش نظر رکھے۔ حضور کی ہر ادا بے چین دلوں کا چین ہے۔ اس موقعہ پر لا الٰہ الا اللہ فرمانا بھی تسکین دل کے لیے ہے۔ اللہ کے ذکر سے چین آتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یہ کلمات اس قدر آہستہ کہے ہوں گے کہ صرف ام المومنین کان لگا کر سن سکیں۔ اللہ کے مقبول بندے بعض حالات میں دنیاوی باتیں نہیں کر سکتے مگر ذکر اللہ کرتے ہیں۔ جیسے ذکریا علیہ السلام ایک موقع پر تین دن تک کسی سے کلام نہ کر سکے مگر ذکر اللہ کرتے رہے۔ اسی طرح حضور انور نے اس وقت مسواک زبان سے نہ مانگی مگر یہ ذکر کے الفاظ زبان سے ادا کئے۔ [3] رفیق بنا ہے رفق سے بمعنی نرمی یا بمعنی قرب یہ ایک اور جماعت سب پر بولا جاتا ہے جیسے صدیق یا خلیل اس سے مراد یا تو جماعت ملائکہ ہے یا جماعت انبیاء کرام یا رب تعالیٰ کی ذات حدیث شریف میں ہے اللہ رفیق یحب الرفق یا اس سے مراد ہے جنت کیونکہ وہ رفق یعنی نرمی کی جگہ ہے۔ غرض کہ اس میں بہت احتمال ہیں۔ (مرقات۔ اشعہ) ہاتھ شریف کے گود میں گر جانے پر جناب ام المومنین کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔ [4] یعنی ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے۔ مگر حضرات انبیاء کرام کی وفات اختیاری کہ پہلے انہیں رب کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں چاہیں تو ہمارے پاس آجاویں جو کہتے ہیں کہ نبی ہماری طرح ہوتے ہیں وہ اس حدیث میں غور کریں۔ وہ حضرات زندگی و موت اور ان کے ہر شعبہ میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ

اور آپ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے تو آپ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا[1] میں نے آپ کو کہتے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ[2] تو میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ پر بے چینی چھانے لگی[4] جناب فاطمہ بولیں ہائے باجان کی تکلیف[5] تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف اب کبھی نہ ہوگی پھر جب وفات پائی[6] تو فاطمہ بولیں ہائے ابا جان آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا[7] ہائے باجان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہو گیا ہائے ابا جان ہم جبریل کو تعزیت دیتے ہیں[8] پھر جب دفن کیے گئے۔

[1] بحہ ب کے پیش ح کے شد سے بمعنی کھانسی یا خراٹا یا غرغرہ یعنی گہری سانس جو تکلیف سے لی جاوے جسے اردو میں سلگی کہتے ہیں۔ یعنی آخری سانس۔ [2] یعنی خدایا اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا میں تیرے ان مقبول بندوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں یا اللہ ہم گنہگاروں کو بھی ان مقبولوں کی ہمراہی نصیب فرما۔

گر محمد کا ساتھ ہو جائے پھر تو سمجھو نجات ہو جائے

[3] یعنی رب العالمین نے حضور انور کو اختیار دے دیا اور حضورؐ نے ہم سے منہ موڑ کر ان حضرات کی ہمراہی قبول فرمائی اب حضورؐ کی روانگی ہے۔ حضورؐ کا یہ کلام رب کے فرمان کا جواب ہے۔ [4] کرب سے مراد یا شدت مرض ہے یا بے چینی یا سخت تکلیف جس سے غشی آ جاوے۔ [5] یعنی اب میں کیا کروں آپ کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ دفع کرنے یا اپنے پر لینے سے مجبور ہوں۔ [6] یعنی اے بیٹی تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔ اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ اب میں دار التکلیف سے رخصت ہو رہا ہوں دیا جا رہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے [7] یعنی ابا جان آپ نے ہم کو بے کس چھوڑ دیا۔ اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا اب میں کہاں جاؤں کسے ابا کہہ کر پکاروں تم نے مجھے کس پر چھوڑا۔ [8] یعنی آپ تو جنت کو سدھار گئے ہم کو یہاں رنج و غم چھوڑ گئے ہم حضرت جبریل کو آپ کی خبر وفات سنائیں جن کا اب زمین پر آنا

www.alahazratnetwork.org

فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ

تو جناب فاطمہ بولیں کہ اے انس کیا تمہارے دلوں نے گوارہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔ (بخاری) دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حبشی بچے اپنے نیزوں سے کھیلتے تھے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں ۵۲ (ابوداؤد اور دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن نہ

وحی نازل ختم ہوگیا ۔ ۵۱ یعنی اے انس تم نے کن ہاتھوں اور کس دل سے حضور انور پر قبر کی مٹی ڈالی اور تم نے کیسے اس چاند کو قبر میں چھپایا تم سے یہ کیسے برداشت ہوا، خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ میں نہ بے صبری بلکہ حضور کے فراق پر بے چینی ہے جو بذات خود عبادت ہے نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جاویں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جاوے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی شکایت کی جاوے۔ جناب سیدہ ان دونوں سے محفوظ ہیں یہ بھی خیال رہے کہ دنیا میں پانچ حضرات بہت روئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں، حضرت نوح علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں۔ حضرت فاطمہ زہرا فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت امام زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین کی پیاس یاد کر کے جناب سیدہ زینب فرماتی تھیں ۵

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا

مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر روز روشن پر پڑتیں تو وہ شب تاریک بن جاتے۔

۵۲ حراب چھوٹا نیزہ بعض روایات میں بخاجرھم ہے یعنی حضور انور کی تشریف آوری کی خوشی میں مدینہ منورہ میں رہنے والے حبشی لوگ نیزہ بازی یا خنجر بازی کرنے لگے کہ نیزے یا خنجروں کو لے کر یہ لوگ ناچتے کودتے تھے۔ اپنے کرتب دکھاتے تھے معلوم ہوا کہ خوشی میں بچوں کا گانا بجانا۔ کھیل کود کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ، صحابہ سے ثابت ہے۔ عید میلاد کے موقعہ پر جلوس نکالنا، اور جلوس کے آگے تلوار نیزہ گتکہ پٹا وغیرہ لے کر کرتب دکھانا سب جائز ہے۔ جس طریقہ سے حضور کی خوشی کی جائے درست ہے۔ اس موقع پر نبی نجار کی بچیاں بھی دف بجاتی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے گاتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں شریک ہونا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

وَلَا اَظْلَمَ مِنْ یَوْمٍ مَّاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْہَا کُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْہَا کُلُّ شَیْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا ۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اور نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی [1] اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز چمک گئی [2] پھر جب وہ دن ہوا جس میں حضور نے وفات پائی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے مٹی سے اپنے ہاتھ نہ جھاڑے حالانکہ ہم حضور کے دفن میں مشغول تھے حتی کہ ہم نے اپنے دلوں کو غیر پایا [3] روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

[1] یہ عبارت بالکل ظاہر معنی پر ہے۔ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ واقعی اس دن سورج نکلا تھا۔ دھوپ بھی تھی مگر سورج میں بھی تاریکی اور سیاہی تھی اور دھوپ میں بھی وفات شریف کا اثر ہر در و دیوار پر ظاہر تھا۔ یہ غلط احساس نہ تھا کیوں نہ ہوتا کہ یہ فراق رسول کا دن ہے جیسے شہادت امام حسین کے روز سارا دن سرخ خونی رنگ تھا اور جو پتھر وغیرہ اٹھایا گیا اس کے نیچے خون نمودار ہوا۔ [2] یہ چمک دھوپ سے نہ تھی بلکہ قدسی نورانیت تھی۔ جو بیان میں نہیں آسکتی صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے جیسے قیامت میں نورانی چمک ہوگی رب فرماتا ہے "واشرقت الارض بنور ربھا" آج بھی بعض اہل بصر باخبر حضرات کو کبھی یہ تجلی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ دن میں بلکہ رات میں بھی اور شب قدر میں نظر آتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دن وہ تجلی سب کو نظر آتی تھی۔ اب کسی قسمت والے کو نظر آتی ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ چمک محسوس تھی [3] یعنی ابھی ہم حضور انور کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ ہمارے دلوں میں وہ نورانیت، صفائی، نرمی، رغبت الی اللہ نہ رہی جو کہ حضور کی حیات شریف میں تھی۔ کیونکہ اب وحی آنا بند ہوگئی حضور کے جمال کا مشاہدہ ختم ہوگیا تعلیم و تائید ظاہری انتہاء کو پہنچ گئی (مرقات واشعۃ) غرضکہ ایمانی حالت۔ تصدیق میں فرق آنا مراد نہیں۔ خیال رہے کہ حضور سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے جس سے لوگ صحابی بنتے تھے۔ اس لئے تا قیامت حاجی۔ قاری۔ قاضی۔ نمازی بنتے رہیں گے مگر صحابی نہ بنیں گے۔ کیونکہ صحابی بنانے والی چیز تو قبر انور میں چھپ گئی ؎

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا　　خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اس کا

ہم خواب میں دیدار کو بھی ترس گئے ؎

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِہٖ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ اِدْفِنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا[1] تو ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی[2] کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اس جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا[3] حضور کو آپ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو[4] (ترمذی) [5] تیسری فصل

تم آتے خواب میں ہم پتلیاں تلووں سے مل لیتے ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

[1] چنانچہ بعض صحابہ نے کہا کہ حضور کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جاوے بعض نے کہا بیت المقدس میں جہاں حضرات انبیاء کرام سو رہے ہیں بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں (اشعہ و مرقات) بلکہ بعض نے کہا کہ حضور انور کو دفن کیا ہی نہ جاوے (مرقات) تاکہ تا قیامت لوگ اس چاند کا دیدار کرتے رہیں۔ [2] صحابہ نے پہلے تو حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا حضور انور کو دفن کیا جاوے گا فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کہاں فرمایا وہاں ہی جہاں وفات ہوئی ہے (شمائل، مرقات) [3] یعنی جس جگہ اللہ تعالیٰ کو یا ان رسول کو دفن ہونا پسند تھا وہاں ہی ان کو وفات دی گئی۔ لہٰذا رب کو یہی پسند ہے کہ حضور انور حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوں تاکہ آپ سے جگہ کو عزت ملے کسی جگہ سے آپ کو عزت نہ ملے۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ مجھے فلسطین پہنچا کر وفات دی جاوے۔ چنانچہ وہاں ہی آپ کی وفات اور آپ کا دفن واقع ہوئے یوسف علیہ السلام اولاً مصر ہی میں دفن ہوئے اپنی جائے وفات میں پھر چار سو برس کے بعد آپ کا تابوت فلسطین لایا گیا۔ یعقوب علیہ السلام زندگی شریف میں فلسطین پہنچے پھر وہاں وفات پا کر دفن ہوئے۔ لہٰذا ان واقعات سے اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ یہ حضرات اپنی وفات کی جگہ دفن نہ ہوئے یا یہ کہو کہ نبی جس جگہ وفات پائیں اس جگہ ان کا دفن ہونا بہتر ہے۔ اگر اور جگہ دفن کر دیئے جائیں تو بہتر نہ ہوگا۔ غرضکہ یہاں ذکر بہتری کا ہے نہ کہ واقع کا۔ [4] یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ حضور انور اپنے گھر میں دفن ہوئے کیونکہ آپ کا گھر آپ کی وفات کے بعد کسی وارث کی ملک نہ رہا بلکہ وقف ہو گیا۔ اور وقف میں قبر بنائی جا سکتی ہے۔ پھر حضرت صدیق و فاروق اس وقف شدہ جگہ میں حضور کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ہم لوگ اپنے گھر میں دفن نہیں ہو سکتے۔ یوں ہی ہم مسجد میں دفن نہیں ہو سکتے کہ مسجد اور قسم کا وقف اور قبر دوسری قسم کا وقف [5] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر ملکی یہ ضعیف ہے (مرقات) مگر یہ ضعف ترمذی کے لئے ہے۔ صدیق اکبر کے لئے نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث دوسری اسنادوں سے بھی مروی ہے۔ مالک نے یہ حدیث یوں روایت کی کہ حضور کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کو منبر شریف کے پاس دفن کرو۔ بعض نے کہا کہ بقیع میں تب جناب صدیق نے یہ فرمایا اور حجرہ عائشہ صدیقہ میں قبر کھودی گئی۔ (مرقات) ۔

www.alahazratnetwork.org

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذًا لَا يُخَيِّرُنَا فَقَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتی کہ انہیں ان کا جنتی مقام دکھا دیا جائے [1] پھر انہیں اختیار دیا جاوے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پر نزع طاری ہوا اور آپ کا سر میری ران پر تھا [2] تو آپ پر غشی آگئی پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا الٰہی میں نے اوپر کے ساتھی قبول کیے [3] میں بولی کہ اب حضور ہم کو نہیں اختیار کریں گے فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ یہ وہ ہی حدیث ہے جو حضور ہم کو اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے [4] اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتی کہ اسے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہ ہی تھی کہ میں نے اپنے اوپر کے ساتھی قبول کیے (مسلم و بخاری)

[1] ظاہر یہ ہے کہ نبی کو بیداری میں ان کا جنتی مقام دکھا کر انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ اور یہ اختیار دینا ان کی عظمت کے اظہار کے لیے ہوتا ہے ورنہ درپے اُن کے وقت موت کو جانتا ہے اور وہ حضرات وہی اختیار کرتے ہیں جو رب کا فیصلہ ہے (اشعۃ) [2] پہلے حضور کا جسم اطہر جناب عائشہ صدیقہ کی گود میں اور سر شریف آپ کے سینہ پر تھا چونکہ اس طرح جاں کنی میں تکلیف ہوتی ہے اس لیے عین قبض روح کے وقت حضور انور کو سیدھا قبلہ رو لٹایا گیا اور سر شریف ام المومنین کی ران پر رکھا لہٰذا یہ حدیث اس گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور کی وفات میرے سینے اور گلے کے درمیان ہوئی [3] رفیق اعلیٰ یعنی اوپر کے ساتھیوں کے متعلق پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضور کے چار ساتھی زمین کے ہیں یعنی خلفاء راشدین اور چار ساتھی آسمان کے حضرت جبریل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل علیہم السلام یہاں رفیق اعلیٰ سے وہ مراد ہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم۔

[4] یعنی اس حدیث کا ظہور اب ہو رہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا زَالَ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں وفات پائی کہ اے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا [1] اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنے دل کی رگ کا ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کر رہا ہوں [2] (بخاری) روایت ہے ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا [3] اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے [4] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] یعنی ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ہم کو زہر کھلا دیا تھا۔ خیبر میں۔ اس وقت سے آج تک ہر سال اس زہر کا اثر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اس وقت وفات نہ ہونا حضورؐ کا معجزہ تھا ہر سال تکلیف ہوتے رہنا حضور کے اجر کی زیادتی کے لئے تھا کہ ہر سال آپ کو تکلیف کا ثواب ملتا رہا۔

[2] ابہر یا تو دل کی رگ کو کہتے ہیں یا گردن کی رگ کو یا وہ شہ رگ جو سر سے پاؤں تک پھیلی ہوئی ہے ان میں سے کسی رگ کا ٹوٹ جانا موت کا باعث ہوتا ہے۔ اس وقت وہ زہر لوٹا تاکہ آپ کو شہادت حکمی عطا ہو زہر سے موت شہادت ہے۔ غرضکہ حضور انور کی وفات زہر کے عود کرنے سے ہوئی اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق کی وفات اس وقت سانپ کے زہر لوٹ آنے سے ہوئی جس نے حضرت کی رات غار میں آپ کو کاٹا تھا حضرت صدیق کو فنا فی الرسول کا وہ درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وفات بھی حضور انور کی وفات کا نمونہ ہے پیر کے دن میں حضور کی وفات اور پیر کا دن گذار کر شب میں حضرت صدیق کی وفات۔ حضورؐ کی وفات کے دن شب کو چراغ میں تیل نہ تھا۔ حضرت صدیق کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے پیسے نہ تھے ویر ہے فنا۔ رضی اللہ عنہ۔

[3] یعنی زمانہ وفات قریب ہوا یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور وفات شریف دوشنبہ یعنی پیر کو ہے۔ تو یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔

[4] یہ تمام حضرات حضورؐ کی بیمار پرسی کرنے آئے تھے۔ اسی جماعت میں حضرت ابن عباس حضرت علی وغیرہم بھی تھے رضی اللہ عنہم ۞

www.alahazratnetwork.org

هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ

لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بھکو ۱؎ تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے ۲؎ گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے ۳؎

۱؎ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں سے معصوم ہیں گناہ سے خصوصاً جھوٹ سے شرعی احکام بدلنے سے۔ شرعی حکم چھپانے سے اور مخلوق تک نہ پہنچانے سے۔ حتیٰ کہ جب حضور انور پر جادو ہوا تب بھی آپ کوئی عبادت کوئی حکم شرعی نہ بھولے اور نہ تبدیل فرما سکے لہٰذا آج جو حکم لکھنا چاہتے تھے وہ وہ ہی تھا جو تندرستی شریف میں بیان کر چکے تھے کوئی نئی چیز نہ تھی۔ اس میں گفتگو ہے کہ حضور انور اس وقت کیا لکھنا چاہتے تھے۔ بعض کے نزدیک نماز کی تاکید۔ لونڈی غلاموں سے اچھا سلوک۔ مہمانوں سے اچھا برتاؤ۔ بعض کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے لیے خلافت نامہ جس کا ذکر ایک بار حضورؐ نے عائشہ صدیقہ سے کیا بھی تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ میں ان کے لیے خلافت لکھ دوں پھر فرمایا چھوڑو کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے ہوتے کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے۔ پھر عملی طور پر آپ کو خلیفہ بنا بھی دیا کہ اپنے مصلے پر امام بنا کر کھڑا کر دیا۔ یہ امامت صغریٰ آپ کی امامت کبریٰ کی دلیل ہے۔ جیسے کہ کسی بزرگ کا اپنے کسی خلیفہ کو دستار بندی کر دینا سجادہ پر بٹھا دینا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کو خلافت لکھنا چاہتے تھے مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر یہ ارادہ ہوتا تو حضور کسی کی نہ مانتے ضرور لکھواتے نیز ابھی وفات میں پانچ دن باقی تھے اس دوران میں نہ مادیتے۔ یا لکھوا دیتے۔ نیز شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قطعی اور منصوص ہے کہ غدیر خم پر حضور انور نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں۔

۲؎ یہ حضرت عمر کی قوت اجتہاد ہے۔ کہ آپ سمجھ گئے کہ حضورؐ کا یہ حکم شرعی نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے اور حضور انور وہ ہی کوئی چیز لکھوائیں گے جو پہلے حضور نے ہم کو بتا دی سمجھا دی ہے۔ محض کرم کریمانہ سے اس تکلیف کے باوجود لکھوانے کا ارادہ فرما رہے ہیں عرض کر دی کہ ہم نے حضورؐ سے سب کچھ سیکھ لیا ہے اب حضور اس تکلیف کی زحمت نہ فرمائیں۔ لہٰذا یہ عرض حضور کے حکم کی مخالفت نہیں۔ رب تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک خلیفہ کے تقرر کا اعلان فرمایا تو فرشتوں نے اس پر سکتا نہیں کہا بلکہ اپنی رائے پیش کر دی کہ ہم کو ہی خلافت دی جائے یہ امر الٰہی کی مخالفت نہ تھی بلکہ مشورہ میں رائے پیش کرنا تھی۔ اس فرمان کا مقصد یہ بھی ہے کہ اے گروہ صحابہ تم کو قرآن مجید کافی ہے۔ حدیث شریف کی روشنی میں حضورؐ نے سارا قرآن تم کو سمجھا دیا ہے۔ اس سے حدیث کا انکار مقصود نہیں ۳؎ اہل بیت سے مراد اس گھر میں موجود لوگ ہیں۔ ازواج یا اولاد مراد نہیں۔ اختلاف سے مراد یہ ہے کہ بعض نے کہا کہ کاغذ اور دوات قلم لاؤ بعض نے کہا کہ نہ لاؤ یعنی اختلاف رائے لڑنا بھڑنا مراد نہیں۔

www.alahazratnetwork.org

يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمٰنَ ابْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ

بعض کہتے تھے کہ پیش کردو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ وسلم تحریر لکھ دیں بعض تھے جو وہ ہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ ۲؎ عبید اللہ کہتے ہیں ۳؎ کہ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے اختلاف اور ان کے شور کی وجہ سے ۴؎ اور سلیمان ابن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے ۵؎ کہ

۱؎ لغط وہ آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔ جب چند شخص بہ یک وقت بولیں تو یہی حال ہوتا ہے۔ خیال ہے کہ اس وقت ان لوگوں میں سے کوئی بھی شور نہیں مچا رہا تھا۔ بلکہ چند ہلکی آوازیں مل کر شور بن گئیں۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یا یہاں بلند آواز سے بولنا ضروری تھا بے ادبی کے طور پر نہ تھا۔ جیسے حضور کے سامنے اذان یا اعلان بلند آواز سے کرنا۔ لہٰذا صحابہ کرام کا یہ عمل اس آیت کے خلاف نہیں لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات صحابہ کا یہ اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جیسے حنفی شافعی کا اختلاف۔ بعض صحابہ ظاہری الفاظ حدیث کی بنا پر کہہ رہے تھے کہ کاغذ قلم لاؤ بعض صحابہ مقصد حدیث پہچان کر کہہ رہے تھے کہ رہنے دو حضور سب کچھ بتا چکے ہیں۔ اب اس شدت مرض میں حضور کو تکلیف لکھنے کی نہ دو اگر یہ کام گناہ ہوتا تو حضور ان سب سے توبہ کراتے بلکہ آیت قرآنیہ توبہ کے لئے آجاتی۔ جیسے رب نے فرمایا ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما یہ ناممکن ہے کہ حضور کے سامنے گناہ ہو اور حضور توبہ سے باز رہنے کا حکم نہ دیں۔ ۲؎ یعنی ہم کچھ نہیں لکھتے تم سب یہاں سے چلے جاؤ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی رائے کو حضور نے پسند فرمایا اور کچھ لکھوایا نہیں تو موافرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا یہ کوئی عمل ناجائز نہ تھا ۳؎ آپ عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہذلی ہیں یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں تابعی ہیں فقیہ ہیں، محدث ہیں یہ حدیث آپ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کے آپ ہی راوی ہیں ۴؎ حضرت ابن عباس کی لائے تھی کہ حضور انور ضرور لکھ دیں اس لیے آپ یہ فرما رہے ہیں خیال رہے کہ حضرت ابن عباس بھی اس عمل کو گناہ یا کفر قرار نہیں دیتے بلکہ صرف افسوس کر رہے ہیں۔ ۵؎ آپ ابن ابی نجیح کے ماموں ہیں تابعی ہیں

www.alahazratnetwork.org

اِبْنُ عَبَّاسٍ یَوْمُ الْخَمِیْسِ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ ثُمَّ بَکٰی حَتّٰی بَلَّ دَمْعُهٗ الْحَصٰی قُلْتُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ اِئْتُوْنِیْ بِکَتِفٍ اَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا یَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهٗ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا یَرُدُّوْنَ عَلَیْهِ فَقَالَ دَعُوْنِیْ ذَرُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِّمَّا

کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر آپ روئے حتی کہ آپ کے آنسو نے کنکر تر کر دیئے میں نے کہا اے ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیئے ۱؎ تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے کیا آپ پریشان باتیں کر رہے ہیں آپ سے پوچھ لو ۲؎ چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے ۳؎ تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں

اس حدیث کی بعض روایات کے ایک راوی ہیں ۱؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ وفات شریف سے پانچ دن پہلے یعنی جمعرات کا ہے وفات شریف پیر کے دن ہے آپ کا یہ گریہ وزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں تھا محبوب کی وفات کے بعد اس کی ہر بات یاد آتی ہے۔ اور رونا آتا ہے۔ ایک بچہ کو حکیم نے پانی سے منع کر دیا تھا۔ بچہ فوت ہو گیا تو ماں اس پانی بند کرنے کو یاد کر کے روتی تھی۔

۲؎ لا ینبغی فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ نہ کفر تھا نہ حرام نہ فسق صرف غیر مناسب تھا پھر آپ کا یہ اعتراض دونوں جماعتوں پر ہے لاؤ کہنے والوں پر بھی نہ لاؤ کہنے والوں پر بھی کیونکہ تنازع تو دونوں نے ہی کیا تھا۔ ۳؎ ہجر کے معنی ہیں چھوڑنا اسی سے ہے ہجرت اور ہجران اصطلاح میں اس لفظ کے چند معنی ہیں۔ ہذیان۔ فحش کلام۔ خواب میں بڑبڑانا۔ بیہوشی یا نشہ میں مخلوط کلام یعنی بہکی بہکی باتیں کرنا کہ ان سب میں انسان عقل چھوڑ کر باتیں کرتا ہے۔ یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ یعنی حضور انور سے پوچھ لو کیا واقعی آپ کا فرمان مغموم ہے یہ یا غشی کی حالت میں یہ کلام فرما رہے ہیں۔ ان حضرات کو تعجب یہ تھا کہ حضور انور نے حیات شریف میں ہم کو سارا دین بتا دیا۔ سمجھا دیا اب کونسی بات باقی ہے جس پر ہماری ہدایت موقوف ہے جواب لکھا جا دے گی۔ شاید آپ مرض کی غشی میں یہ فرما رہے ہیں بعض بے دین کہتے ہیں کہ ہجر بمعنی ہذیان دیکھو اس ہے اور ان لوگوں نے حضور کی سخت توہین کرتے ہوئے یہ لفظ بولا مگر یہ غلط ہے مگر بولنے والے اور سننے خاموش ہونے والے دونوں کافر ہو جاتے ہیں کیا حضرت علی و عباس اور ابن عباس آج کے ملا دین لاہوری سے بھی گئے گزرے تھے جس نے توہین کرنے والے راجپال کو قتل کر کے پھانسی پائی۔ یہ حضرات ایسی توہین سنتے رہے اور خاموش رہے نعوذ باللہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ توہین کا نہ تھا بعض شارحین نے فرمایا کہ ہجر میں سوال

www.alahazratnetwork.org

تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ فَاَمَرَھُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْ قَالَھَا فَنَسِیْتُھَا قَالَ سُفْیَانُ ھٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ

میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر ان کو تین چیزوں کا حکم دیا ۲ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو ۳ وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے ۴ اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کہی مگر میں بھول گیا ۵ سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو

انکاری ہے اور روئے سخن انکار کرنے والوں سے ہے یعنی تم جو کاغذ لانے سے انکار کرتے ہو کیا حضور غشی میں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ حضور کا ہر کلام وحی الٰہی ہوتا ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں حضور سے پھر پوچھ کر دیکھ لو ۴ بار بار پوچھنے کا منشا یہ تھا کہ حضور کے کلام کی نوعیت معلوم کریں کیا کہ یہ فرمان عالی حکم ہے یا مشورہ ہے یا غشی کی حالت کا کلام ہے اگر اب بھی حکم دیں کہ کاغذ قلم دوات لاؤ تو یہ حکم ہے فوراً حاضر کر دیا جاوے ۞

۱ یعنی اس وقت میں متوجہ الی اللہ ہوں اس کے پاس جانے کی تیاری کر رہا ہوں تم لوگ مجھے اپنے اختلافات طے کرنے کی طرف بلاتے ہو تم جاؤ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس جواب عالی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کاغذ قلم لانے کا فرمان حکم نہ تھا صرف مشورہ تھا ورنہ حضور انور فرماتے کہ ضرور لاؤ ہم ضرور لکھوائیں گے۔ پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ کاغذ نہ لاتا یا لانے سے منع کرتا حضور انور کو سارے عرب نے تبلیغ سے روکا آپ نہ رکے تو یہاں صرف ایک دو کے عرض کرنے سے کیسے رک سکتے تھے۔

۲ یہ ہی تین باتیں وہ تھیں جو حضور انور لکھوانا چاہتے تھے۔ یہ تینوں باتیں پہلے بھی فرما چکے تھے اور اب بھی فرما دیں انہیں کی تحریر ہوتی۔

۳ اس فرمان عالی کی تحقیق باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب میں ہو چکی کہ عرب میں خصوصاً حجاز میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہیں رہنا چاہیئے شاہی محل میں دشمن نہیں رہا کرتے۔

۴ یعنی تا قیامت جو کفار اپنی قوم کے نمائندے بن کر اسلام قبول کرنے کے لیے یہاں آئیں یعنی ہی جو مسلمان ہماری قبر انور کی زیارت کرنے یا علم دین سیکھنے یہاں آئیں ان کی خاطر مدارات کرو جیسے ہم کرتے تھے کیونکہ وہ ہمارے اللہ کے مہمان ہیں۔

۵ بعض شارحین نے فرمایا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ اسامہ ابن زید کے لشکر کو تیار کر کے جہاد پر روانہ کر دینا حضور انور اس لشکر کو تیار کرا رہے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش کرو اس کی تحقیق اس مقام پر ہو چکی (مرقات۔ اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ أَمَا تَعْلَمِيْنَ إِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ لَا أَبْكِيْ أَنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ أَبْكِيْ أَنَّ الْوَحْيَ

ام ایمن کے پاس سے چلو ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے[۲] تو جب ہم ان تک پہنچے تو وہ رونے لگیں ان سے ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہ آپ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں[۴] وہ بولیں کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں مگر میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی

[۱] جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں۔ حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں۔ حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے۔ حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کر دیا تھا۔ انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے آپ جہادوں میں جاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے۔ حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا (مرقات)

[۲] یعنی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ام ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا ان کے دوستوں سے محبت کرنا بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنت صحابہ ہے۔

[۳] مشکوٰۃ کے عام نسخوں میں فلا انتهينا ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بعض نسخوں میں ہے فلما انتهينا تثنیہ تذکر غائب سے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بہرحال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے۔ بعد وفات مرحوم کی چیزیں اس کی اولاد اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں۔ یہ رونا ایسا ہی تھا۔

[۴] یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے۔ وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے۔ پھر تم اتنی بیقرار ہو کر روتی کیوں ہو؟

www.alahazratnetwork.org

قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَهٗ بِخِرْقَةٍ حَتّٰى اَهْوٰى نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا

آنا بند ہوگئی ۱؎ انہوں نے ان دونوں کو بھی رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے ۲؎ (مسلم)

روایت ہے ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں ہمارے سامنے آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ہم لوگ مسجد میں تھے آپ ایک کپڑے سے پٹی باندھے آئے ۳؎ حتی کہ منبر کی طرف تشریف لے گئے اس پر جلوہ گر ہوئے ہم حضور کے پیچھے ہو گئے ۴؎ فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اپنی اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں ۵؎ پھر فرمایا کہ ایک بندہ پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی

۱؎ یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا۔ احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے ۲؎ یعنی یہ سنکر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا قوامت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں حضرت بلال یہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا حالت یہ ہو گئی تھی کہ ؎

قافلہ سالار سفر کر گیا ۔ قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

۳؎ حضور انور کو بخار اور درد سر تھا انہیں بیماروں میں وفات شریف واقع ہوئی درد سر کی وجہ سے پٹی باندھی تھی معلوم ہوا کہ درد میں پٹی وغیرہ باندھنا توکل کے خلاف نہیں نہ اس میں رب تعالیٰ کی شکایت ہے یہ تو ایک قسم کا علاج ہے۔ ۴؎ یعنی ہم سب مسجد نبوی میں متفرق طور پر بیٹھے ہوئے تھے حضور انور کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور منبر شریف کے قریب جمع ہو کر بیٹھ گئے تاکہ بہ آسانی کلام مبارک سن سکیں سبحان اللہ کیا نظارہ ہوگا جیسے شمع کے اردگرد پروانے جمع ہیں۔ ۵؎ اس فرمان عالی کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ حضور انور کا منبر شریف حوض کوثر کے بالمقابل ہے۔ حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر خبر دی کہ میں اپنا حوض کوثر یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث سے حضور کی

www.alahazratnetwork.org

فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ فَدَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دُعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِيْ

تو اس نے آخرت کو اختیار کرلیا[1] فرماتے ہیں کہ یہ بات سوا ابوبکر کے کوئی نہیں سمجھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں پھر عرض کیا بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اپنی جانیں اپنے مال فدا کریں گے یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ اترے پھر منبر پر اس گھڑی تک نہ کھڑے ہوئے[2] (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب آیت اذا جاء نصر اللہ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا فرمایا مجھے اپنی موت کی خبر دے دی گئی[3] وہ روئیں تو فرمایا مت روؤ

نظر کی وسعت ثابت ہوئی۔ ہماری نظر پر دوربین لگادی جاوے تو میلوں تک دیکھ لیتی ہے تو جن کی آنکھ پر نبوت کی دوربین ہو وہ کہاں تک دیکھیں گے پھر یہ نہ فرمایا کہ اس کے بعد میں حوض نہ دیکھوں گا دیکھنے کا ثبوت تو ہے پھر چھپ جانے کا ثبوت نہیں۔

[1] یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضور انور کی خدمت میں جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو دنیا میں رہیں۔ ہم دنیا کے خزانے آپ کو دے دیں اور یہاں کے پہاڑوں کو سونا چاندی بنادیں۔ ان عطاؤں سے آپ کا ثواب آخرت بالکل کم نہ ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لائیں۔ حضور انور کا ایک غلام اس وقت موجود تھا اس نے عرض کیا ابھی کچھ عرصہ حضور ہمارے پاس رہیں تاکہ ہم حضور سے نفع حاصل کرلیں آپ کے سایہ میں رہیں تب حضور انور نے جناب جبریل کی طرف بطور مشورہ نظر کی اور فرمایا کہ ہم اب وہاں ہی جانا چاہتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

[2] ساعۃ سے مراد یہ گھڑی ہے یا قیامت یعنی حضور اس گھڑی تک یا قیامت تک پھر منبر پر تشریف نہیں لائے بلکہ وفات واقع ہوگئی۔

[3] یعنی اے فاطمہ تو نہ رو کہ میری وفات کی خبر دے دی گئی ہے۔ کیونکہ میرے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا۔ یعنی دین کی تکمیل مکہ معظمہ کی فتح خانہ کعبہ کا بتوں سے پاک ہو جانا۔ چنانچہ گذشتہ آسمانی کتب میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نبی آخر الزمان کو وفات نہ دے گا حتی کہ ان کے ذریعہ میٹھی ملت کو سیدھا کردے گا۔ یہ کام ہو چکا۔ اب ہمارے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب کی تسبیح و حمد وغیرہ میں مصروف ہو جاؤں۔ یہ اس سفر کی تیاری ہے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِكَتْ فَرَاٰهَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَاَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ اِنَّهٗ اَخْبَرَنِیْ اِنَّهٗ قَدْ نُعِيَتْ اِلَيْهِ نَفْسُهٗ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِیْ تَبْكِیْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِكْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَآءَ

کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملو گی [1] آپ ہنس پڑیں [2] انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے دیکھ لیا وہ بولیں اے فاطمہ ہم نے تم کو دیکھا کہ تم روئیں پھر ہنس پڑیں [3] آپ بولیں کہ حضور نے مجھے خبر دی کہ آپ کو آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت رو کیونکہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی [4] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ اور .....

[1] اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور انور کی اہل بیت میں سے ہیں۔ ازواج پاک اہل بیت سکونت میں آپ اہل بیت ولادت دوسرے یہ کہ حضور انور نے حضرت فاطمہ زہرا کے وقت وفات کی بھی خبر دی اور طریقہ وفات کی بھی بعد وفات ان کے مقام کی بھی یعنی ہمارے گھر والوں میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی تم کو ایمان پر خاتمہ قبر کے امتحان میں کامیابی عطا ہوگی۔ تمہارا مقام میرے پاس ہوگا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کل کہ علوم خمسہ پر بھی مطلع فرمایا گیا ہے ؎

خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب ملی کل شیٔ خبیر آمدی ؕ

[2] سبحان اللہ حضرت فاطمہ زہرا کے لیے موت عید ہوگئی اپنی وفات کی خبر پر خوشی منا رہی ہیں کیوں نہ ہو کہ یہ وفات حضور کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بزرگوں کی وفات کو عرس کہتے ہیں یعنی رات اس کا ماخذ حضرت فاطمہ کی یہ خوشی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔

[3] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنے والی چند بیویاں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ یہ سوال حضرت عائشہ صدیقہ نے کیا تھا ہو سکتا ہے کہ سوال تو حضرت عائشہ نے کیا ہو دوسری ازواج پاک بھی سوال میں شریک ہوگئی ہوں۔ لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

[4] خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے بخبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد دی۔ آپ کی جھوٹا شریف میں جواب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں یہی مراد ہے حضرت فاطمہ سیدہ نے حضور کی وفات کے بعد یہ فرمایا۔ جبکہ دوبارہ ازواج پاک نے پوچھا۔ چنانچہ فاطمہ حضور کی وفات کے بعد قریبا چھ ماہ زندہ رہیں۔

www.alahazratnetwork.org

اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَارَاسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ

یمن والے آئے[1] وہ دلوں کے نرم ہیں ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی[2] (دارمی) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ انہوں نے کہا ہائے میرا سر تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہو گیا اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا مغفرت کروں گا[3] تو جناب عائشہ بولیں ہائے ہلاکت رب کی قسم میں آپ کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہو گیا تو آپ اس دن کے آخر میں

[1] یعنی اس سورۃ میں اشارہ ہے وہ آیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا تو یہاں الناس سے مراد اہل یمن ہیں کہ یہ لوگ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق اسلام لائے خیال رہے کہ اس حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہاں الناس سے صرف اہل یمن ہی بلکہ اہل یمن مراد ہیں۔ فتح مکہ کے دن ایمان لانے والے اور اس کے بعد حضور کی بارگاہ میں حاضری دے کر ایمان لانے والے سب ہی مراد ہیں۔ ان سب لوگوں کے مومن ہونے کی قرآن نے گواہی دی۔ لہذا ابو سفیان، ہند، امیر معاویہ، وحشی یہ سب لوگ بحکم قرآن مومن ہیں۔ ان کے ایمان اور دین اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں ہے۔ نیز اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جانے والے ہوتے تو ان کے ایمان لانے پر حضور کو شکر کا حکم نہ دیا جاتا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو حضرات انبیاء سے بہت ہی مناسبت دی ہے۔ چنانچہ کل انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں رسول تین سو تیرہ ہیں۔ مرسل چار اور مرسلین میں سردار مرسلین ایک ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح حضرات صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں اور خلفاء راشدین چار ہیں۔ اور سید الخلفاء ایک یعنی حضرت ابوبکر صدیق

[2] یعنی علم و ایمان یمن کا پیارا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ علاقہ حجاز سے متصل داہنی طرف واقع اس لئے اسے یمن کہتے ہیں۔ یمین سے مشتق ہے وہ عشاق رسول کا علاقہ ہے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی یمن ہی کے ہیں۔ رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری یمن کے ہیں۔ بلکہ حضرات انصار بھی اصل میں یمن ہی کے باشندے ہیں۔ بعد میں مدینہ میں بسے۔ حدیث شریف میں ہے۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن فتوحات مکیہ شریف میں اس حدیث کے یہ ہی معنی بیان کئے (اشعۃ اللمعات) (مرقات)

[3] حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سر میں درد تھا۔ انہوں نے فرمایا ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم اس مرض سے وفات پا گئیں تو ہم تمہارے لیے دعاء مغفرت کریں گے۔ تمہاری نماز جنازہ پڑھائیں گے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَاسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّ اِبْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے ۱؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہائے میرا سر ۲؎ میں نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور ولی عہد کردوں اس خطرہ سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں ۳؎ پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مسلمان انکار کریں گے ۴؎ (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ

۱؎ یعنی آپ میری موت کے دن ہی مجھے بھول جائیں گے۔ مجھے دفن کرنے کے بعد اسی دن دوسری بیوی کے ساتھ آرام فرمائیں گے میں اپنی جان سے جاؤں گی یہ کلام اور یہ شکایت محبوبانہ ہے۔ پیاروں کی پیاروں سے شکایت کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔

۲؎ یعنی اے عائشہ تمہارے درد سر کو تو ان شاء اللہ آرام ہو جاوے گا۔ درد سر ابھی ابھی مجھے شروع ہوا ہے۔ یہ درد مرض وفات کی ابتدا ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ درد سر اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اس کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ پر ہوا کہ اس درد کی چمک ان کے سر شریف میں محسوس ہوئی کمال محبت کی وجہ سے۔ جیسے فصد لیلی نے اور خون نکلا مجنون عامری کے جسم سے (مرقات) اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ پردیس میں بیٹا بیمار ہو تو گھر پر ماں کا دل دھڑکتا ہے بلکہ ماں بیمار پڑ جاتی ہے۔ دل محبت کے انداز نرالے ہیں جس امتی کو حضور اب بھی یاد فرماتے ہیں وہ امتی کہیں ہو تڑپنے لگتا ہے جب رب بندے کو عرش پر یاد کرتا ہے تو بندہ رب کی یاد میں دیوانہ ہوتا ہے۔ ؎

گفت اللہ گفتنت لبیک ماست ۔۔۔ ایں گداز سوز و درد از پیک ماست

دل کا دل سے عجیب کنکشن ہوتا ہے خدا کرے دل ان محبوب سے لگ جاوے یہ بیماریں دل کے لگنے کی ہیں۔ ۳؎ یعنی میرا دل چاہتا ہے، کہ ابوبکر صدیق کو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ساتھ بلا کر باقاعدہ ابوبکر کو اپنا خلیفہ جانشین کردوں اور ان کے ولی عہد ہونے کا عبدالرحمٰن کے گواہ ہونے کا اعلان کردوں۔ ۴؎ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت کا ارادہ الٰہی ہو چکا ہے وہ میری خلافت کے لیے منتخب ہو چکے ہیں۔ نیز مسلمانوں کے دل کہیں گے کہ میرے بعد خلیفہ وہ ہی ہوں اس لئے میں ان کی خلافت کا اعلان نہیں کرتا۔ خیال ہے کہ حضور انور نے عملی طور پر حضرت صدیق کو اپنا ولی عہد کر دیا تھا کہ اپنے سامنے آپ کو اپنے مصلے پر کھڑا کر دیا۔ مسلمانوں کا امام بنا دیا یہ امامت گویا آپ کی دستار خلافت تھی۔ حضور نے دستار بندی خود کر دی تھی مگر اعلان نہیں کیا تاکہ ولی عہد بنانے کا یہ بھی ایک طریقہ رہے بلکہ حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے حج میں حضور نے حضرت صدیق کو ہی اپنا نائب بنا کر سورۃ توبہ کے احکام کا اعلان کرنے بھیجا کہ آئندہ سے کوئی مشرک حج نہ کرے کوئی ننگا طواف نہ کرے۔ ان

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا وَأَنَا أَقُوْلُ وَارَاسَاهُ قَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَاسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِيْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَأَنِّيْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ

علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع سے واپس ہوئے [1] تو مجھے پایا کہ میں دردِ سر محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے رے سر۔ فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے رے سر [2] فرمایا تم کو مضر نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں تم کو غسل دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا [3] اور تمہیں دفن کروں گا میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی

ان امور سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت صدیق کا خلافت کے لیے انتخاب اللہ کی طرف سے تھا۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہوا حضور انور نے اس کی عملی وضاحت فرمادی۔ لہٰذا اس خلافت کا انکار کفر ہے۔ خیال رہے کہ اسلام میں جمہوریت بھی ہے اور شخصیت بھی محض جمہوریت لعنت ہے۔ اقبال کہتے ہیں ؎

گریز از طرزِ جمہوری غلام مردِ کامل شو ۔۔۔ کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانے نمی آید

[1] یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ جنازہ کس خوش نصیب کا تھا جو حضور کے ہاتھوں دفن ہوا۔

[2] یعنی اے عائشہ تمہارے سر میں دردِ سر نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر میں درد ہے جس کا اثر تم پر پڑ رہا ہے کہ تم اس کی چمک محسوس کر رہی ہو جیسا کہ ابھی کچھ پہلے بیان کیا گیا۔

[3] یعنی اے عائشہ تمہارا میری حیوٰۃ میں وفات پانا بہتر ہے۔ کہ تم میرے ہاتھوں غسل۔ کفن نمازِ جنازہ پاؤ گی (مرقات) خیال رہے کہ خاوند اپنی بیوی کو نہ تو غسل دے سکتا ہے نہ ہاتھ لگا کر کفن پہنا سکتا ہے۔ یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ اپنی ازواج پاک کو بعد وفات کفن۔ غسل دے سکتے ہیں اسی طرح حضرت علی بھی اپنی زوجہ فاطمہ کو غسل اور کفن دے سکتے تھے بلکہ دیا اور حضور انور کی وفات کے بعد حضرت علی اور ازواج پاک نے مل کر غسل دیا یہ سب اس لیے تھا کہ حضور انور کی وفات یا ازواج پاک کی وفات سے ان کا نکاح نہیں ٹوٹتا قائم رہتا ہے اسی طرح حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہیں۔ اوروں کے نکاح موت سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

مسئلہ۔ خاوند کی موت سے بیوی کا نکاح کس قدر باقی رہتا ہے کہ اس پر عدت واجب ہے لہٰذا وہ ضرورۃً خاوند کو غسل دے سکتی ہے مگر بیوی کی موت سے نکاح بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے کہ وہاں عدت بھی نہیں۔ اس لئے خاوند ضرورت پر بھی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا وہ بالکل ہی اجنبی ہو جاتا ہے یہ غلط مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے ضرور دے بلکہ ضرورت پڑنے پر قبر میں اتارے۔ نبی کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتی اور نبی کی وفات نکاح نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔

www.alahazratnetwork.org

فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَآءِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ وَجَعُهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَكَ وَتَشْرِيْفًا اِنَّكَ يَسْئَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ

قسم اگر آپ یہ کرتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے اس میں بعض بیویوں کے ساتھ آرام کریں گے [1] تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کا وہ مرض شروع ہوگیا جس میں آپ کی وفات ہوئی [2] (دارمی) روایت ہے جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ ایک قریشی آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا [3] بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل آئے [4] عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام فرمانے کے لیے [5] رب آپ سے اس کے

[1] یعنی میرا گمان یہ ہے کہ اگر میں وفات پاگئی تو آپ مجھے دفن کرکے اس ہی جگہ میرے ہی گھر میں دوسری بیویوں سے آرام فرمائیں گے یہ ہے حضور پر تغزل جو عین عبادت ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

نینہاں میں جو آن بسو تو نینان جھانپ ہی لوں نہ میں دیکھوں اور کو نہ تو دیکھن دوں

[2] حضور کی وفات شریف درد سر اور بخار سے ہوئی ہے۔ بخار مبارک بیماری ہے۔ دوسری بیماریاں ایک ایک عضو کو ہوتی ہیں اسی کے گناہ اس سے معاف ہوتے ہیں۔ مگر بخار مارے جسم پر چھا جاتا ہے اور رگ رگ کے گناہ نکال کر معاف کرا دیتا ہے۔ [3] یعنی حضرت امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی ان کے والد حضرت امام زین العابدین کے پاس گیا۔ امام زین کے تین بیٹے تھے تینوں کے نام علی تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر علی اوسط امام زین العابدین ہیں علی اکبر علی اصغر کربلا میں شہید ہوئے [4] یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس میں صحابی کا ذکر نہیں۔ امام زین العابدین صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ تابعی کا کسی حدیث کو حضور کی طرف نسبت کرنا ارسال ہے [5] یعنی اللہ تعالیٰ نے مرض وفات

www.alahazratnetwork.org

كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا ثُمَّ جَآءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيْ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَآءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ يُقَالُ لَهٗ اِسْمٰعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ ثُمَّ

متعلق پوچھتا ہے جو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں[1] فرمایا اے جبریل میں اپنے کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو علول پاتا ہوں[2] پھر حضور کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہ ہی عرض کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور نے انہیں وہ ہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا[3] اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمٰعیل کہا جاتا ہے[4] وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر

میں آپ کے سوا کسی کی مزاج پرسی نہیں فرمائی یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری میں بھی رب تعالیٰ ان کی مزاج پرسی فرماتا تھا جیسا کہ تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے۔ اسی لئے آپ صحت یاب ہونے کے بعد اس مزاج پرسی کے بند ہو جانے پر رویا کرتے تھے فرماتے تھے کہ وہ خطاب بڑا ہی لذیذ ہوتا تھا مگر وہ مزاج پرسی مرض ذات میں نہ تھی۔ لہٰذا یہ مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے اور خاصہ ملک فرمانے پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ سبحان اللہ کیسی بیماری ہے اور کیسی پیاری مزاج پرسی اس بیماری پر ہزار ہا تندرستیاں قربان ہوں جس میں رب تعالیٰ مزاج پوچھے ؎

سر بالیں انہیں رسم کی ادا لائی ہے حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

[2] غم اور کرب یعنی تکلیف میں فرق ظاہر ہے یہ غم و تکلیف اپنی امت اور اپنے دین کے فکر سے تھی کہ میری امت اور میرے دین کا میرے بعد کیا بنے گا (اشعۃ اللمعات) لہٰذا یہ فرمان بے صبری نہیں اور اگر مرض کی تکلیف مراد ہے تب بھی بے صبری نہیں تیماردار جب اپنا غمگسار بھی ہو تو اس سے اپنی تکلیف کا اظہار بے صبری نہیں یہ عرض رب تعالیٰ سے ہے۔ یعقوب علیہ السلام سید الصابرین ہیں مگر فرماتے ہیں انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ .... رب کی بھیجی ہوئی تکلیف مزید لذیذ ہوتی ہے اور اس کی مزاج پرسی زیادہ لذیذ ؎

اب حالت زخم جگر ی پوچھتے کیا ہو جب تم ہی نمک پاش ہو پھر کیوں نہ مزہ ہو

[3] خیال رہے کہ ان تینوں دنوں میں صرف مزاج پرسی کی گئی نہ تو صبر کی تلقین کی گئی نہ تخفیف تکلیف کا وعدہ فرمایا گیا کہ ہم مرض ہلکا فرمادیں گے غالب یہ ہے کہ مرض ویسا ہی رہے گا ہاں مزاج پرسی فرماتے رہیں گے تاکہ اس کی لذت سے مرض کی تکلیف محسوس نہ ہو جس یوسفی سے مست ہو کر مصری عورتیں ہاتھ کٹنے کی تکلیف

www.alahazratnetwork.org

قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلٰى آدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلٰى آدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ فَأْذَنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَكَ تَرَكْتُكَ فَقَالَ وَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ

پھر آپ سے اسی کے متعلق پوچھا پھر جبریل نے کہا کہ یہ موت کا فرشتہ آپ سے اجازت مانگ رہا ہے اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا[۵] فرمایا اسے اجازت دے دو انہوں نے اسے اجازت دے دی پھر کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کرلوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو اسے چھوڑ دوں[۵] تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام

محسوس نہ کرسکیں تو خطاب الٰہی کی لذت میں مرض کی تکلیف کا احساس کیا ہو[۵] اسماعیل فرشتے کا ہیڈ کوارٹر پہلا آسمان ہے یعنی آسمان دنیا یہ فرشتہ جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس فرشتہ نے بھی حضور سے حاضری کی اجازت مانگی تھی۔

[۵] حضرت جبریل اور اسمٰعیل دونوں فرشتے پہلے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تھے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بعد میں آنے کی اجازت مانگی[۵] خیال رہے کہ حضرت ملک الموت نے تمام نبیوں کی جان ان کی اجازت سے قبض فرمائی مگر کسی نبی سے ان کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی یہ حاضری کی اجازت مانگنا حضور کے لیے خاص ہے لہذا حدیث واضح ہے ؎

بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں آنکھ والے جانتے ہیں احترام اہل بیت

رب فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ۔ اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں الذین اٰمنو میں کبھی صرف انسان مومن داخل ہوتے ہیں کہیں جن وانس مسلمان اور کہیں جن وانس فرشتے سارے مومنین یہاں آخری صورت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں دیکھو

[۵] حضرت ملک الموت کی یہ دوسری اجازت طلبی ہے پہلی اجازت دولت خانہ میں حاضری کی تھی اور یہ اجازت طلبی قبض روح کی ہے یہ اجازت سارے نبیوں سے لی جاتی ہے۔ یہ فرق خیال میں رہے۔ اَتْرُکَکَ میں ہ کا مرجع روح ہے۔ روح کے لیے ضمیر مذکر و مؤنث دونوں آتی ہیں (مرقات) خیال رہے کہ فرشتوں کے یہ سوال و جواب اس طرح ہوئے جو دوسروں کو محسوس نہ تھے یا حضور انور کو خبر ہوئی۔ یا ان فرشتوں کو یا حضور کے بتانے سے یا خاص کشف سے جو صاحب کشف صحابہ کو معلوم ہوئے۔ لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس وقت تو صرف حضرت عائشہ حاضر تھیں جن کے سینہ پر حضور انور کا سر تھا وہ تو یہ روایات بیان نہیں فرماتیں۔ جیسے ام المومنین کے بستر میں وحی آتی تھی۔ انہیں خبر بھی نہ ہوتی تھی حضور فرماتے تھے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو جبریل سلام کہہ رہے ہیں ایسے ہی یہ گفتگو ہوئی۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَآئِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

کرو گے ۱؎ عرض کیا ہاں مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا ۲؎ تو جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد اللہ تعالٰے آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے ۳؎ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گذرو چنانچہ انہوں نے آپ کی روح قبض کرلی ۴؎ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا ۵؎ تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی کہ اے گھر والو تم پر

بعض واعظین بیان کردیتے ہیں کہ ملک الموت سے حضرت فاطمہ رضہ کی طویل گفتگو ہوئی کہ ملک الموت نے آنے کی اجازت مانگی، جناب فاطمہ رضہ نے انکار کیا پھر بہت دراز گفتگو ہوئی حضور سے پوچھا فاطمہ رضہ کیا ہے۔ آپ نے واقعہ بیان کیا فرمایا یہ تیرے گھر کا ادب ہے جو وہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ ملک الموت ہیں کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتے یہ سب غلط ہے۔ حضور اس وقت تو فاطمہ زہرا کے گھر میں تھے نہ فاطمہ زہرا وہاں موجود تھیں۔ اس روایت کا کہیں ثبوت نہیں ۔

۱؎ یعنی کیا تم جان قبض کرنے نہ کرنے میں میری بات مانو گے میری اطاعت کرو گے۔ ۲؎ حضور کا حضرت جبریل کو دیکھنا مشورہ لینے کے لئے تھا کہ بولو کیا رائے ہے چلیں یا یہیں رہیں۔ ۳؎ یعنی رب تعالٰی کا آپ کو بلانا محبت خاص کی بنا پر ہے۔ رب تعالٰی کو آپ کی وہاں تشریف آوری کا شوق ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالٰی ہر جگہ سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ و حضور انور سے دور نہیں تھا مگر حضور کو اپنے قرب خصوصی اور عالم انوار میں بلا کر آپ کو دیکھنے آپ سے کلام کرنے کا مشتاق تھا۔ لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اللہ تو ہر وقت حضور سے قریب ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید پھر مشتاق ہونے کے کیا معنی اپنے گھر اپنے قرب میں بلانے کا مشتاق تھا۔ رب تعالٰی کو مشتاق کہا جاسکتا ہے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کو شوق ملاقات تھا لے آنے کا تھا ۴؎ قبض روح کی صورت پہلے مذکور ہو چکی کہ حضور کا ہاتھ دعا کے لیے اٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں گر گیا جس سے پتہ چلا کہ وفات ہوگئی ۵؎ اس طرح کہ گوشہ سے تعزیت کے پیغام آنے لگے تعزیت کے معنی ہیں پس ماندگان کو تسلی دینا تعزیت دفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور بعد دفن بھی۔ تعزیت دفن سے پہلے تھی ابھی سرکار کا جسم اطہر گھر میں تھا۔

www.alahazratnetwork.org

اَلْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَآءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّخَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَّدَرَکًا مِّنْ کُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِیٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ ھٰذَا ھُوَ الْخَضِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ۔ بَابُ الْفَصْلِ الْاَوَّلُ۔ عَنْ عَائِشَۃَ

سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اللہ کی راہ میں ہر مصیبت سے صبر کرنا ہے ۱؎ اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے ۲؎ اور ہر گذر جانے والے کا عوض ہے ۳؎ تو اللہ سے ہی ڈرو اور اس سے امید رکھو پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کردیا گیا ۴؎ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں ۵؎ (بیہقی دلائل النبوۃ) ۶؎ باب ۷؎ پہلی فصل روایت ہے حضرت عائشہ

۱؎ یعنی آپ لوگ اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس مصیبت عظمیٰ پر صبر کرو اس کا بڑا اجر ہے۔ ۲؎ جس کسی کو رب تعالیٰ وفات دیتا ہے تو اس کے پیچھے والوں کا خود انتظام فرماتا ہے۔ اس کی بیوہ اس کے یتیموں کو خود سنبھالتا ہے۔ یہ معنی ہیں۔ خلیفہ کے حضور کی وفات سے امت یتیم رہ گئی اللہ تعالیٰ اسے خود سنبھالے گا ۳؎ یعنی رب تعالیٰ بندہ سے جب کوئی نعمت لے لیتا ہے تو اس کا عوض دنیا یا آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ صابر رہے۔ ؎

لکل شیی اذا فارقتہ خلف ولیس للّٰہ ان فارقت من عوض

یعنی ہر فوت شدہ چیز کا عوض مل جاتا ہے مگر جس سے اللہ کا راہ چھوٹ گیا اس کا عوض کچھ نہیں اللہ اس سے محروم دکرے۔ ۴؎ یعنی بڑی مصیبت والا شخص وہ ہے جو مصیبت پر بے صبری کرکے اس کے ثواب سے محروم ہوجائے ۵؎ ظاہر یہ ہے کہ علی سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہوں نے اس وقت حاضرین سے یہ فرمایا آواز پہچان کر بتایا ممکن۔ ہے کہ علی سے مراد حضرت امام زین العابدین ہوں جنہوں نے اس وقت یہ فرمایا یعنی اس حدیث کی روایت کے وقت امام جزری نے حصن حصین شریف میں روایت کی کہ پہلے فرشتوں نے تعزیت کی۔ حاکم نے مستدرک میں فرمایا کہ فرشتوں کی تعزیت کے بعد ایک سفید ریش نہایت حسین وجمیل تندرست لوگوں کو چیرتے ہوئے حضور انور کے جسم اطہر تک پہنچے اور یہ الفاظ کہے جو یہاں مذکور ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں (مرقات واشعۃ) ۶؎ بعض محدثین نے اسے ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے مگر چونکہ یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے ان سندوں کے تعدد سے متن حدیث قوی ہوگیا اور یہ حدیث حرام حلال احکام شرعیہ کی نہیں۔ صرف فضائل کی ہے فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے (مرقات) مگر اس حدیث کا مطلب وہ ہی ہے جو فقیر نے ابھی عرض کیا ۷؎ یہ باب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تتمہ ہے۔ اس میں وفات شریف کے متعلق متفرق چیزیں بیان ہوں گی اس

www.alahazratnetwork.org

قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا أَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ

سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا، نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ ۱؎ اور نہ کسی چیز کی وصیت فرمائی ۲؎ (مسلم) روایت ہے حضرت عمرو ابن حارث سے جو جناب جویریہ کے بھائی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی ۳؎ نہ کوئی اور چیز سوا اپنے سفید خچر کے ۴؎ اور اپنے ہتھیار ۵؎

لئے اس باب کا ترجمہ مقرر نہیں فرمایا ۔

۱؎ یعنی ان چیزوں میں سے کچھ بھی میراث نا کر نہ چھوڑی جو کچھ چھوڑا وہ وقف فی سبیل اللہ کر کے چھوڑا کہ ان کا وارث کوئی نہ ہو سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اپنے ایک خچر اور قصواء اونٹنی اور نو حجرے اور بنی نضیر کے مال اور فدک باغ چھوڑے کیونکہ یہ سب کچھ وقف فی سبیل اللہ ہوئے کسی وارث کو کچھ نہ ملا دیکھ لو کہ نو حجرے روضہ اطہر بنا دیئے گئے۔ اس میں حضور انور اور جناب صدیق و فاروق کی قبریں بمقبرہ وقف ہوتا ہے کسی کی ملک نہیں ہوتا بقیہ سارے مالوں کا یہی حال ہوا کتب تواریخ میں جو آتا ہے کہ حضور انور کی بیس اونٹنیاں بہت سے اونٹ اور سات بکریاں سات بھیڑیں تھیں وہ غلط ہے۔ اس حدیث نے ان سب کی نفی کر دی وہ جانور صدقات کے تھے جن کا حضور انور انتظام فرماتے تھے (از مرآت و لمعات) اس کی تصریح ابھی آگے آرہی ہے۔

۲؎ یعنی اپنے کسی مال کی وصیت کسی کے لیے نہیں کی کہ فلاں مال فلاں کو دینا ورنہ حضور انور نے نماز تقوی طہارت کی وصیت ساری امت کو فرمائی خیال رہے کہ جس مال کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس کی وصیت بھی نہیں ہو سکتی میراث اور وصیت گویا ہم جنس ہیں۔ جب حضور انور کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ بعض لوگ ام المومنین سے کہتے تھے کہ حضرت علی حضور کے وصی ہیں۔ آپ نے باغ فدک وغیرہ کی وصیت انہیں کی تھی تو آپ تردید میں فرماتی تھیں۔ کہ حضور انور کا وصال تو میرے سینہ پر ہوا وصیت کس وقت کر دی وصال کے وقت تو میں موجود تھی ۳؎ حضور انور کے جو لونڈی غلام تھے یا تو حضور کی حیات شریف میں وفات پا گئے تھے یا حضور انور نے انہیں آزاد فرما دیا تھا۔ آپ نے کوئی غلام یا لونڈی نہ چھوڑی۔ ۴؎ اس خچر کا نام دلدل تھا یہ مقوقش شاہ اسکندریہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفۃً پیش کیا تھا (اشعہ) ۵؎ ان ہتھیاروں میں ایک زرہ تھی جو ایک یہودی کے پاس گروی تھی ایک نیزہ تھا۔ ایک خود ایک تلوار ذوالفقار تھی۔ گھر کے کپڑے کمبل شریف وغیرہ کا یہاں ذکر نہیں کہ وہ معمولی چیزیں ہیں (مرقات) ۔

www.alahazratnetwork.org

وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی

اور زمین کے جنہیں وقف فرمایا[1] (بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے وارثین اشرفی تقسیم نہ کریں ہم جو چھوڑیں ہماری بیویوں کے خرچہ[2] اور ہمارے نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف ہے[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم وارث نہیں ہوتے جو[4] کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے[5] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوموسے

[1] جعلہا کا مرجع مذکورہ تینوں چیزیں ہیں۔ یعنی یہ سب چیزیں حضور نے وقف فرمادی تھیں اپنے اس فرمان عالی سے کہ ماترکناہ صدقۃ حضور انور کی ملک چار چیزیں تھیں۔ فدک کا نصف حصہ وادی قریٰ کا تہائی خیبر کا پانچواں حصہ اور کچھ بنی نضیر کی زمین کا۔ یہ تمام چیزیں وقف ہوگئیں تھیں۔ بعد وفات حضرت فاطمہ نے اور حضور انور کی ازواج مطہرات نے حضرت صدیق اکبر سے میراث مانگی آپ نے سب کو انکار فرمادیا۔ حضرت عمر نے ان زمینوں کی تولیت حضرت علی و عباس کو دی۔ جھگڑا ہوجانے پر ان دونوں نے تقسیم کی درخواست کی جو نامنظور ہوئی تمام خلفاء کے زمانوں میں یہ وقف ہی رہیں۔ مروان ابن حکم نے ان پر قبضہ کرلیا۔ (از اشعہ و مرقات)

[2] حق یہ ہے کہ حضور انور کی وفات سے آپ کا نکاح ٹوٹتا نہیں اس لیے کہ حضور انور زندہ ہیں لہذا حضور پر اپنی ازواج کا خرچہ بعد وفات بھی واجب ہے۔ جو آپ کا خلیفہ ادا کرے گا۔ بعض نے فرمایا کہ حضور کی ازواج ہمیشہ گویا عدت میں رہتی ہیں۔ اور عدت کا خرچہ خاوند پر ہوتا ہے۔ لہذا ان کا خرچہ حضور پر لازم ہے۔ عامل سے مراد یا تو خلیفہ ہے یا حضور کی زمین میں کام کاج کرنے والے مگر حق یہ ہے کہ جو مسلمانوں کا کام کرے وہ حضور کا نوکر ہے۔ اس کی تنخواہ حضور کی طرف سے جاری ہوتی ہے۔ (مرقات) لہذا ہم سب لوگ علماء، مشائخ، سلاطین و زراء حکام سب حضور کے نوکر چاکر ہیں انہیں تنخواہ حضور کے ہاں سے ملتی ہے کسی کو تو کسی نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے اور کسی کو محض توکل کے وسیلہ سے۔ فقیر کی آزمائش تو یہ ہے کہ جو شخص ان کی نوکری کرے۔ اسے گھر بیٹھے تنخواہ ملتی ہے جس جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جاوے اس کی ساری ضروریں چارہ۔ پانی۔ دوا وغیرہ کھونٹے پر ہی پہنچایا جاتا ہے۔ خدا کرے کہ ان کی نوکری مل جاوے وہ نوکر رکھ لیں۔ یعنی ان دو خرچوں کے بعد جو باقی بچے وہ عام مسلمانوں پر صدقہ ہے مرتات نے یہاں فرمایا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے مروان کے تمام مظالم ختم کئے۔ اس کے قبضہ سے حضور کی زمینیں واگذار کرکے وقف کیں۔ (مرقات)

[3] یعنی ہماری وفات کے بعد ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ سارے انبیاء کرام کا یہی حکم ہے۔ قرآن کریم میں جو ہے

www.alahazratnetwork.org

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ

سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی گروہ پر رحمت بھیجنا چاہتا ہے تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دیتا ہے پھر اس نبی کو اس کے آگے پیشرو بناتا ہے اور[1] جب کسی گروہ کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نبی کی زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے جب وہ اُسے جھٹلاتے ہیں[2] اور اسکے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ تم میں سے

وَوَرِثَ سلیمان داؤد وہاں علم کی میراث مراد ہے نہ کہ مال کی اسی لیے آگے ہے۔ قال ایھا الناس علمنا منطق الطیر نیز اگر مالی میراث مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان کا ذکر نہ ہوتا بلکہ حضرت داؤد کے بارہ بیٹے ۹۹ بیویوں وغیرہم سب کا ذکر ہوتا۔ خیال رہے کہ عموماً وارث مال نسب سے ملتی ہے وراثت کمال نسبت سے اور وراثت احوال فنا سے حضور کا مال نہیں بٹتا۔ حضور کے کمال حضور کے احوال تقسیم ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم کو حضور سے نسبت دے۔ صدقہ سے مراد ہے وقف وقف کے منافع لوگ حاصل کرتے ہیں اصل محفوظ رہتی ہے۔

[1] یہاں سلف اور فرط ایک ہی معنی میں ہیں۔ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔ مومن مر کر نہ تو لاوارث ہوتا ہے نہ اجنبی گھر میں جاتا ہے۔ اس کے والی وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی آغوش رحمت میں جاتا ہے بھرے گھر میں اترتا ہے

[2] اللہ تعالیٰ نے گذشتہ جلالی نبیوں کی نافرمان امتوں کو ان کے سامنے ہلاک فرما کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور ہمارے حضور کی نافرمانی امت کو حضور کے سامنے ہی ہدایت دے کر آپ کا مطیع بنا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے نافرمان کافر فتح مکہ کے دن سارے کے سارے ایمان لائے حضور کے مطیع ہوئے جلالی پیغمبروں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہے حضور کے آنکھ کی ٹھنڈک کچھ اور ہر آنکھ کے لیے ٹھنڈا سرمہ علیحدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور الوند بھی ہر مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین بیقراروں کا قرار بیکسوں کے کس بے بسوں کے بس بے سہاروں کے سہارا ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَّلَا یَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ یَّرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ مَعَھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ قُرَیْشٍ وَذِکْرِ الْقَبَائِلِ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُھُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِیْھِمْ وَکَافِرُھُمْ تَبَعٌ

کسی پردہ دن آوے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے تو اسے میرا دیکھنا زیادہ پیارا ہوگا اپنے گھر والوں سے جب کہ اس کا مال بھی ان کے ساتھ ہو۔ (مسلم) قریش کے فضائل اور قبائل کے ذکر کا بیان ۞ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں

تم اٹھو دائے درد دل تم ہو قرار بے قرار — دل کی لگی میرے نبی تیرے سوا بجھائے کون

۱؎ یعنی اے میرے صحابہ اس وقت کو غنیمت جانو کہ تم کو میرا دیدار میسر ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم میرے دیدار کو ترس جاؤ گے اور کہا کرو گے ؎

قافلہ سالار سفر کر گیا — قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

۲؎ یعنی مسلمان تمنا کریں گے کہ کوئی ہمارے گھر والوں اہل و عیال کو بمع مال ہمیں لے لے اور ہم کو ایک نظر حضور کا جمال دکھا دے۔ بلکہ خواب میں ہی دیدار کرا دے۔ دیکھ لو آج مدینہ کی گلیوں کے لیے ہم لوگ ترستے ہیں۔ میں نے مدینہ منورہ کے ایک جلسے میں اہل مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مدینہ والو تمہیں کیا خبر کہ مدینہ کیا ہے یہ تو ہم مجبوروں سے پوچھو سات آٹھ سال تک قرعہ میں نام نہیں نکلتا۔ جب خدا خدا کر کے نام نکلتا ہے تو ہم لوگوں کی عید ہو جاتی ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں صرف آٹھ دس دن کے بعد نکلنے کا حکم مل جاتا ہے تو ہمارا منہ تکتے ہوئے چلے جاتے ہیں اس پر لوگ چیخیں مار کر رونے لگے ہمارا قصیدہ وداعیہ پڑھو

دور سے آئے تھے پر دیسی غلام — عرض کرنے کو غلامانہ سلام
آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب — یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب
چشم رحمت سے نہ تم کریو جدا — رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

۳؎ مناقب جمع ہے منقبۃ کی جس کا مادہ ہے نقب یعنی پہاڑی دشوار گزار راستہ اصطلاح میں فضیلت بزرگوں کو منقبت کہتے ہیں کہ انسان بمشکل اسے حاصل کرتا ہے عالی ہے۔ نقیب یعنی سردار قریش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو اور مچھلیوں کو کھائے اسے کوئی نہ

www.alahazratnetwork.org

لِكَافِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

کے تابع لہ (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں ۵۲ (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز قریش میں ہے جب تک کہ ان میں سے دو بھی رہیں ۵۳ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ

کھائے اصطلاح میں نضر ابن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں کہ یہ سب سے افضل ہے۔ قبیلہ ایک دادا کی اولاد کو کہتے ہیں اونچا قبیلہ شعب ہے اس کے نیچے قبیلہ اس کے نیچے عمارت اس کے نیچے بطن اس کے نیچے فخذ ہے۔ جیسے اردو میں قبیلہ۔ خاندان۔ نسب۔ کنبہ وغیرہ ۞

لہ اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں۔ قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سردار تھے کہ یہ حرم شریف کے باشندے کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتیٰ کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے۔ پھر ہدایت و اسلام میں بھی بقیہ لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے خلافت انہیں میں ہے کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوئے تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے بہرحال قدرتی طور پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک قریش افضل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ ۵۲ خیر سے مراد اسلام اور شر سے مراد ہے کفر یعنی کفار قریش دوسرے کفار کے سردار تھے۔ اور مومنین قریش دوسرے مومنوں کے سردار ہیں یہ مضمون بہت طرح سے احادیث میں وارد ہے احمد نے حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی کہ اگر میں جنت کی زنجیر کھولوں تو پہلے بنی ہاشم کو وہاں داخل کروں (مرقات) معلوم ہوا کہ خاندانی بزرگیاں قابل قبول ہیں رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا وانی فضلتکم علی العالمین ۵۳ خلافت وہ سلطنت ہے جس میں نیابت رسول بھی ہو یہاں ہذا الامر سے مراد خلافت اسلامیہ ہے اور یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اگر دنیا میں دو قریشی بھی رہ جائیں تب بھی خلیفۃ المسلمین قریشی ہی ہونا چاہیئے کہ ایک قریشی خلیفہ ہو اور دوسرا قریشی اور باقی لوگ اس کی رعایا لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آج تو عرصہ سے حکومت قریشیوں سے نکل چکی ہے خیال رہے کہ خلیفہ صرف قریشی ہی ہو سکتا ہے مگر سلطان اسلام ہر مسلمان ہو سکتا ہے خلافت اور ملوکیت میں یہ فرق ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے ملوکیت و سلطنت عام پھر خلافت دو قسم کی ہے خلافت راشدہ اور غیر راشدہ خلافت راشدہ خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی اور حضرت علی پر ختم ہو گئی اس کے چھ ماہ حضرت امام حسن نے پورے کئے بعد میں خلافت غیر راشدہ یا ملوکیت ہوئی بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ خبر ہی ہے مگر اس میں عدل و انصاف کی قید ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ اگر قریش عادل و منصف رہیں تو خلافت

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی

علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں[1] (بخاری) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا[2]

ان ہی میں رہے گی اگرچہ دو قرشی ہوں جبکہ ان میں انصاف نہ رہا تو ان سے خلافت نکل جاوے گی تب بھی حدیث ظاہر ہے۔

[1] یعنی جب تک کہ قریش عدل و انصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے اور ان کا دشمن ذلیل و خوار ہوگا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہو جاویں تو نہ وہ اس خلافت کے مستحق رہیں گے نہ ان کا مخالف ذلت و خواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی۔ اس حدیث نے پچھلی حدیث کو واضح کر دیا۔ [2] یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں یعنی خلافت راشدہ۔ کیونکہ اس کی مدت صرف تیس سال ہے۔ جو امام حسن پر ختم ہو گئی بلکہ خلافت امارت مراد ہے خلیفہ یعنی امیر ہے اہل سنت کے نزدیک اس فرمان عالی کے چند معنی کئے گئے ہیں۔ ۱ ایک یہ کہ یہ واقعہ امام مہدی کے بعد سے قیامت تک ہوگا ڈیڑھ سو سال میں یہ بارہ خلفاء ہوں گے پہلے پانچ خلیفہ سبط اکبر یعنی امام حسن کی اولاد ہیں۔ پھر پانچ خلیفہ سبط اصغر یعنی امام حسین کی اولاد میں پھر ایک خلیفہ امام حسین کی اولاد میں جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لیکر قیامت تک یہ خلفاء مختلف وقتوں میں ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور کے بعد سے مسلسل بارہ امیروں کے زمانہ تک دین غالب رہے گا کفار کا غلبہ نہ ہو سکے گا۔ اگرچہ ان میں سے بعض فاسق۔ ظالم ہوں جیسے یزید ابن معاویہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ آخری زمانہ میں بہ یک وقت بارہ بادشاہ مختلف ممالک میں ایسے ہوں گے جن کے سبب اسلام غالب ہوگا واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات) اس حدیث سے شیعہ اپنے بارہ امام ثابت کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں علیؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ امام زین العابدینؒ۔ محمد باقرؒ۔ جعفر صادقؒ۔ موسیٰ کاظمؒ۔ علی رضاؒ۔ محمد تقیؒ۔ علی نقیؒ۔ حسن عسکریؒ۔ آخر میں امام مہدیؒ کہ حضرات خلفاء برحق ہیں۔ یعنی مستحق خلافت اگرچہ ان میں سے اکثر بظاہر خلیفہ نہ ہوئے۔ (مرقات) مگر یہ قول صراحۃً باطل ہے کہ شیعہ کے نزدیک ان کا زمانہ تا قیامت ہے ان کے زمانوں میں دین کہاں غالب رہا۔ دین مغلوب ہو گیا حتیٰ کہ امام مہدی کو غار میں چھپ جانا پڑا اب وہ قریب قیامت ہی آئیں گے۔ اہل سنت کی مذکورہ چار شرحوں میں تیسری شرح قوی معلوم ہوتی ہے۔ ان میں بارہ بادشاہوں میں آخری بادشاہ ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان ہے۔ اس بادشاہ کے قتل ہونے پر مسلمانوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام خلافت راشدہ اور غیر راشدہ اور امارت و سلطنت کا فرق ملحوظ رہے۔

www.alahazratnetwork.org

اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیًا مَا وَلِیَھُمْ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَاَسْلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ وَعُصَیَّةُ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُھَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاَشْجَعُ مَوَالِیَّ لَیْسَ

جو سارے کے سارے قریش کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا دین جاری رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ شخص والی ہوں جو سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دین قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جاوے یا ان پر بارہ خلیفہ ہوں جو سارے قریش سے ہیں [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے سالم کو اللہ سلامت رکھے [2] اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی [3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع آپس میں دوست ہیں [4]

[1] ان دونوں روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے [2] قبیلہ غفار اور اسلم بغیر جنگ و جدال اسلام لائے ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے۔ جیسے حضرت ابوذر غفاری ان وجوہ سے ان کی تعریف فرمائی قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوری میں بدنام تھا۔ حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ جاہلیت میں جو انہوں نے گناہ کئے ہیں وہ معاف فرما دے قبیلہ اسلم والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔ [3] عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے کر شہید کر دیا۔ جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ یہ واقعہ مشہور ہے ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی لہٰذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔ [4] موالیٔ اگری کے شد سے ہو تو معنی ہیں کہ یہ ساتوں قبیلے میرے دوست، میرے پیارے ہیں۔ اور اگری کے سکون سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے اسلامی دوست ہیں۔ ان کے دلوں میں غبار نہیں۔

www.alahazratnetwork.org

لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطَفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ان کا اللہ رسول کے سوا کوئی دوست نہیں [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ جہینہ بہتر ہیں۔ بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے [2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں تین وجہوں سے بنی تمیم سے محبت کرتا رہا جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے سنا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ یہ لوگ میری امت ہیں دجال پر سخت تر ہوں گے [3] فرمایا کہ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یعنی ان ساتوں قبیلوں کو صرف اللہ رسول سے محبت ہے ان کی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے یہ کفار اور کفار سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے اور ان سے بے تعلق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے کٹا ہوا رہنا ایک محمود وصف ہے [2] یعنی یہ مذکورہ چار قبیلے بنی تمیم سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔ خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے صورت اعلیٰ کا نام ہے۔ ایک بار حضور انور نے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کرو یہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے۔ حضور انور کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا اور بنی اشعر قبیلہ سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی۔ تو تم قبول کرو اور انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ قبیلہ بنی اسد اور بنی غطفان زمانۂ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے۔ جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔ بہرحال وہ چار قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں۔ وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں۔ ہمارا تو ان کی زبان ان کے فرمان پہ ایمان ہے جس کو افضل کر دیا وہ افضل ہے۔ جسے نیچا کر دیا وہ نیچا ہے۔ ؎

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک ۔۔۔ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

www.alahazratnetwork.org

وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدْ هُوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ

نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں ۱؎ اور جناب عائشہ کے پاس ان میں کی ایک لونڈی تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کردو کہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے (مسلم بخاری) ۲؎ دوسری فصل روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا ۳؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی تو نے اگلے قریش کو تکلیف چکھائی ہے تو ان کے پچھلوں کو بخشش چکھا ۴؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابو عامر

۱؎ یعنی دجال کے خروج کے وقت بنی تمیم بہت زیادہ ہوں گے دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہ ہی کریں گے۔ یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے۔ خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہو چکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے تمیمی قریب قیامت ہوں گے مگر اس قوم کا احترام محبت آج ہی سے ہے ۔ ۲؎ یعنی حضور انور نے بنی تمیم کو اپنی قوم فرمایا۔ اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ ؎

بد ہیں تو تمہارے ہیں بھلے ہیں تو تمہارے نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

ہم لاکھوں بار کہیں کہ حضور ہمارے رسول ہیں۔ اگر وہ ایک بار فرمادیں کہ تو ہمارا امتی ہے تو تقدیر کھل جاوے ؎

رضا قسمت ہی کھل جاوے جو طیبہ سے خطاب آئے کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے

خیال رہے کہ ہم مذہب۔ ہم مشرب۔ ہم وطن۔ ہم پیشہ۔ ہم نسب۔ ہم زبان۔ ہم استاذ۔ ہم پیران سب کو قوم کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا اور بنی تمیم قرشی ہاشمی نہیں ہیں ۳؎ یعنی بنی تمیم عرب میں اولاد اسمٰعیل سے ہیں اس خاندان اور عرب اس نسل کا غلام آزاد کرنا افضل ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے۔ اولاد سے سلوک آباؤ اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے۔ بعض مسلمان گیارہویں شریف کا کھانا حضور غوث پاک کی اولاد یعنی حسنی سیدوں کو کھلاتے ہیں یعنی انہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ اصل سے نسل کو شرف ملتا ہے مگر کبھی نسل سے اصل کو ۴؎ یعنی جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا و آخرت میں یا فقط آخرت میں ذلیل و رسوا کیا جاوے گا اور جو

www.alahazratnetwork.org

الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَیُّ الْاَسْدُ وَ الْاَشْعَرُوْنَ لَا یَفِرُّوْنَ فِی الْقِتَالِ وَلَا یَغُلُّوْنَ ھُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُرِیْدُ النَّاسُ اَنْ یَّضَعُوْھُمْ وَ یَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّرْفَعَھُمْ وَلَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَقُوْلُ الرَّجُلُ

اشعری سے [1] فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسد اور اشعری لوگ بہترین قبیلے ہیں [2] وہ لوگ جنگ میں بھاگتے نہیں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں [3] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ازد اللہ کا لشکر ہے زمین میں [4] لوگ انہیں پست کرنا چاہیں گے اور اللہ نہ چاہے گا مگر انہیں بلند کرتا [5] اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ کوئی کہے گا ہائے

قریشی کو اس لیے ذلیل جانے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے۔ اگر کسی کا کسی قریشی سے ذاتی جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے [4] یعنی قریشی پر اسلام لانے سے پہلے بدر۔ احزاب میں شکستیں اور اس سے پہلے خشک سالی محطہ کی آفات آچکی ہیں۔ اب جب یہ لوگ مسلمان ہو چکے تو انہیں نعمتیں فتوحات ارزانی وغیرہ عطا فرمایا ہے کرم نوازی کہ دشمن کے زمانہ کی تکالیف کا بھی طعنہ دے رہے ہیں ۞

[1] آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے چچا ہیں عظیم الشان صحابی ہیں۔ غزوۂ حنین میں تشہید ہوئے۔ حضور انور نے آپ کی وفات پر دعا کی کہ الٰہی اسے بہت سوں کی سرداری عطا فرما (اشعۃ اللمعات) [2] یہ دونوں قبیلے یمن کے ہیں ان میں بڑے بڑے صحابہ ہوئے [3] یعنی ان قبیلوں میں تین وصف ہیں بہادری کہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگتے نہیں۔ امانت داری کہ کبھی خیانت نہیں کرتے۔ مجھ سے قرب روحانی کہ وہ مجھ سے قریب ہیں میں ان سے قریب۔ تیسری بات سب سے اعلیٰ ہے قرب سے مراد روحانی اور ولی قرب ہے۔ اس فرمان میں اشارہ اس جانب ہے کہ یہ لوگ متقی ہیں۔ کیونکہ ان اولیائی الا المتقون۔ [4] ازد شنوہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو ازد ابن یغوث کی اولاد سے ہے۔ سارے انصاری اس کی اولاد سے ہیں یہ ازد ابن یغوث یمن میں رہتا تھا۔ وہ ازد ابن یغوث ابن لیث ابن مالک ابن کہلان ابن سبا ہے۔ ان لوگوں کو ازد اللہ اس لئے کہا گیا کہ وہ پہلے ہی سے بڑے بہادر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے تھے پھر اس قبیلہ یعنی انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شاندار خدمات انجام دیں اسلام کے پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے (مرقات) [5] یعنی کفار انہیں ذلیل کرنا چاہیں گے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں غالب اور عزت والا رکھے گا۔ اس میں غیبی خبر ہے۔ ایسا ہی ہوا اب تک انصار کا بڑا احترام ہے اور رہیگا ۞

www.alahazratnetwork.org

يَا لَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءٍ ثَقِيْفٍ وَبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنِ الْاَشْعَرِيِّ

ہائے کاش کہ میرا باپ ازدی ہوتا اور ہائے کاش کہ میری ماں ازدیہ قبیلہ کی ہوتی ۱؎ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے، روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے ۲؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے، ثقیف اور بنی حنیفہ اور بنی امیہ ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور روایت ہے حضرت

۱؎ یعنی قبیلہ ازد کی ایسی عزت ہوگی کہ لوگ اس پر رشک کریں گے۔ حتیٰ کہ بڑی عزت والے انسان بھی کہا کریں گے کہ کاش ہم بھی ازدی ہوتے حتیٰ کہ کہا جاوے گا کہ ہماری ماں ہی ازدی ہوتی تو ہم کو اس نسبت سے شرف حاصل ہوتا معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی بڑی عزت ہوگی۔

۲؎ آپ مشہور صحابی ہیں، حضرت ابوہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے تیس سال بستر علالت پر رہے۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ ایک دوست آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے مجھے فرشتے برملا سلام کرتے ہیں۔ انہیں جواب دیتا ہوں۔ اس لذت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا (اشعہ) آپ نے ۵۲ھ باون میں بصرہ میں وفات پائی (مرقات)

۳؎ ثقیف بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب ثقیف تھا۔ اس کا نام قسی ابن منبہ ابن بکر ابن حنفیہ ہوازن ہے (مرقات) اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو اثال ابن الحلیم کی اولاد ہے۔ اثال کا لقب حنیفہ تھا۔ اسی قبیلہ کی عورت خولہ بنت جعفر حنفیہ ہے۔ جو حضرت علی کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔ ان سے جو نسل چلی انہیں علوی کہا جاسکتا ہے۔ یعنی حضرت علی کی اولاد (از مرقات) اور بنی امیہ مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان ہیں۔ امیہ ہاشم کا بھائی تھا ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امیہ کی اولاد اموی یا بنی امیہ کے نام سے موسوم ہے۔ ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی و خطرناک ہوئے ہیں بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے دعوئ نبوت کیا۔ بنی امیہ میں یزید، عبید اللہ ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی امیہ کا ہر فرد حضور کو ناپسند تھا ورنہ حضرت عثمان بنی امیہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے۔ اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا، سوا آپ کے ایسے ہی عمر ابن عبدالعزیز بنی امیہ سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم ۞

www.alahazratnetwork.org

ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ وَسَيَجِيْءُ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ وَعَنْ

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے [1] اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے [2] ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے [3] (ترمذی) مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو بی بی اسماء نے کہا [4] کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا [5] لیکن مہلک کو تو میں تجھے نہیں خیال کرتی مگر وہ ہی [6] اور پوری حدیث تیسری فصل میں آوے گی اور

[1] خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعوائے نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔ مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا ۶۷ھ بہتر میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی (مرقات) [2] حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا یہ واسطہ میں ہلاک ہوا شوال ۹۵ھ پچھتر میں مرا عمر چون ۵۴ سال ہوئی [3] یعنی جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد تو ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے (اشعہ) دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو خدا کی پناہ [4] حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کا واقعہ ابھی تیسری فصل میں آ رہا ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اور عبداللہ ابن زبیر کی والدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین کی بہن ہیں رضی اللہ عنہا [5] یعنی مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعوئ نبوت کیا بہت لوگوں کو گمراہ کیا آخر وحشی کے ہاتھوں خلافت صدیقی میں مارا گیا تواریخ اس واقعہ سے بھری ہوئی ہیں [6] یعنی حضور صلی اللہ علیہ

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرِقَتْنَا نَبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ ثَقِيْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ اَحْسِبُهٗ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخِرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخِرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَّاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کو ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا[1] حضور ان پر بددعا کریں فرمایا الٰہی ثقیف کو ہدایت دے[2] (ترمذی) روایت ہے عبدالرزاق سے وہ اپنے والد سے راوی[3] وہ مینا سے وہ حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ بنی قیس سے تھا[4] بولا یارسول اللہ حمیر پر لعنت کیجئے[5] حضور نے اس سے منہ پھیر لیا وہ آپ کے پاس دوسری طرف سے آیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اور طرف سے آیا حضور نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حمیر پر رحم کرے[6] ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا ہے وہ امن اور ایمان والے ہیں[7] (ترمذی) اور فرمایا

وسلم نے ان ظالم کا نام نہیں بتایا مگر تیرے کام بتا رہے ہیں کہ تو وہی ہے کہ تو نے امت رسول کو بہت ہی قتل کیا۔

[1] یہ عرض رمی غزوہ طائف میں ہوئی جبکہ مسلمانوں کو بنی ثقیف سے بہت تکلیف پہنچی (مرقات) صحابہ نے عرض کیا تھا کہ ان کی ہلاکت کی دعا فرمادیں [2] چنانچہ حضور کی دعا سے سارے ثقفی لوگ ایمان لائے یہ ہے شان رحمۃ للعالمین [3] آپ عبدالرزاق ابن ہمام ابن نافع ہیں تبع تابعین میں سے ہیں اور یہ تابعی ہیں ضعیف ہیں۔ عبدالرحمٰن ابن عوف کے غلام ہیں (اشعہ) [4] یعنی وہ آنے والا شخص قبیلہ بنی قیس سے تھا۔ قیس غیلان ایک شخص تھا جس کا نام الیاس ابن مضر تھا لقب قیس اس کی اولاد کو بنی قیس کہا جاتا ہے (مرقات) [5] شاید ان دونوں قبیلوں یعنی قیس اور حمیر کی آپس میں مخالفت ہوگی۔ اس لیے اس نے بددعا کے لیے کہا اس وقت تک حمیر قبیلہ ایمان نہ لایا ہوگا [6] حمیر بروزن دریم عین کے منہ ملی شہر کا نام بھی ہے اور حمیر ابن سبا ابن یشجب ایک آدمی کا نام بھی ہے اس کی اولاد کو حمیر کہا جاتا ہے اب یہ بہت بڑا قبیلہ ہے [7] یعنی ان میں چار صفات ہیں۔ نرم زبان۔ سخی ہاتھ۔ دل میں امن کہ کسی کو ستاتے نہیں کامل ایمان یا تو فی الحال ایمان والے ہیں یا آئندہ ایمان ملے

www.alahazratnetwork.org

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مِيْنَاءَ هٰذَا اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں جانتے مگر عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان مینا سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قبیلہ سے ہو ۱؎ میں نے کہا کہ دوس سے ہوں فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس میں کوئی ایسی چیز ہے جس میں بھلائی ہو ۲؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت سلمان فارسی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے ۳؎ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں آپ کے ذریعہ تو اللہ نے ہم کو ہدایت دی ۴؎ فرمایا کہ تم عرب سے بغض رکھو تو مجھ سے بھی بغض رکھو گے ۵؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث

ہونے والے ہیں میں ان پر بددعا کیسے کروں ۞ ۱؎ یعنی جب حضرت ابوہریرہ ایمان لائے تو حضور انور نے ان سے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں قبیلہ دوس سے ہوں خیال رہے کہ دوس ابن عدنان ابن عبداللہ اس قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے اس کی طرف یہ قبیلہ منسوب ہے۔ (مرقات) ۲؎ یعنی ہمارا خیال تھا کہ قبیلۂ دوس میں سارے لوگ ہی بُرے ہیں مگر ماشاء اللہ تم دوسی ہو اور اچھے ہو اس میں دوس قبیلہ کی برائی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی بہت تعریف ۳؎ حضرت سلمان فارسی یعنی ایران کے رہنے والے تھے۔ عرب میں رہنے لگے بعض طبیعتوں میں صوبائی یا ملکی تعصب ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اچھا دوسرا صوبہ وہاں کے لوگ بُرے اس کی پیش بندی فرماتے ہوئے یہ ارشاد ہوا کہ یہاں فارسیت اور عربیت کا فرق نہ کرنا یہ کلام شریف اگلے کلام کی تمہید ہے۔ ان تعصبوں سے اللہ بچائے۔ مگر کس نفیس طریقہ سے تعلیم فرمائی سبحان اللہ اپنے ذکر سے ابتداء فرمائی تاکہ ان کے قلب پر گہرا ہو ۴؎ یعنی جب انسان اپنے ماں باپ سے عداوت نہیں کرتا جن سے جان ملتی ہے تو حضور سے تو ہم کو ایمان، قرآن عرفان، بلکہ رحمان ملا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ میں حضور سے بغض رکھوں ۵؎ یعنی عرب سے اس لئے نفرت کرنا کہ وہ عرب ہیں حضور سے بغض ہے کیونکہ حضور سرکار عربی میں قرآن عربی میں ہے لہٰذا مدینہ منورہ کے منافقین اور عرب کے یہودیوں، نجد کے وہابیوں سے نفرت کرنا ان سے بغض رکھنا بالکل درست ہے۔ کہ اس میں کفر سے نفرت ہے نہ کہ ان کے عرب ہونے سے

www.alahazratnetwork.org

حَسَنٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عَمْرٍو وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ ۞ وَعَنْ أُمِّ الْجَرِيْرِ

حسن غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عرب سے خیانت کرے [1] وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اسے میری محبت نصیب نہ ہوگی [2] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حصین ابن عمرو کی حدیث ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ایسے قوی نہیں [3] روایت ہے ام جریر سے

حضور کی ہر منسوب چیز سے الفت رکھنا علامت ایمان ہے اس نسبت سے نفرت کرنا علامت کفر ہے۔ دیکھو صفا مروہ پہاڑوں کو حضرت ہاجرہ سے نسبت تھی تو انہیں شعائر اللہ فرمایا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم دل تقویٰ ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ۞

[1] غش کے لفظی معنی ہیں ملاوٹ کرنا۔ یہاں مراد ہے ان کی طرف سے دل میں کھوٹ رکھنا عداوت رکھنا ان سے خیانت کرنا (اشعۃ مرقات۔ لمعات)

[2] حضور کی شفاعت کی بہت قسمیں ہیں۔ میدان محشر سے نجات دلانے کی شفاعت۔ گناہ معاف کرانے کی شفاعت درجے بلند کرانے کی شفاعت۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دوسری شفاعت ہم جیسے گنہگاروں کے لئے ہے آخری شفاعت ولیوں حتی کہ نبیوں کے لیے بھی ہے۔ دوسری شفاعت کے لحاظ سے حضور کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے۔ یہاں آخری شفاعت کی نفی ہے۔ کیونکہ دوسری شفاعت تو گناہ کبیرہ والوں کی بھی ہوگی فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی اور اگر کسی نے عرب سے عربی ہونے کی وجہ سے بغض رکھا تو وہ کافر ہے اس کے لیے یہ شفاعت بھی نہیں۔

[3] یعنی یہ حدیث قوی نہیں مگر چونکہ فضائل اعمال میں ہے۔ لہذا مقبول ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اتنی اسنادوں سے مروی ہے کہ معنی متواتر ہے۔ چنانچہ حاکم نے انس سے مرفوعاً روایت فرمایا کہ عرب کی محبت ایمان سے ہے۔ اور ان سے نفرت منافقت ہے طبرانی میں ہے کہ قریش سے محبت ایمان ہے ان سے عداوت کفر ہے جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے عرب سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کہ فقیروں سے محبت رکھو ان کے پاس بیٹھو عرب سے دل محبت کرو وغیرہ (مرقات) بہرحال یہ حدیث مختلف طریقوں سے مختلف اسنادوں سے مروی ہے ۞

www.alahazratnetwork.org

مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِي الْاَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَوْقُوْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ ۔ اَلْفَصْلُ

جو طلحہ ابن مالک کی لونڈی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے مولا کو کہتے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا نزدیک ہونا عرب کی ہلاکت ہے ۱؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سلطنت قریش میں ہے اور قضا انصار میں ۲؎ اور اذان حبشہ میں ۳؎ اور امانتداری ازد یعنی یمن میں ہے ۴؎ اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوف ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ بہت صحیح ہے۔ فصل

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ملکوں سے آخر میں ملک عرب فنا ہوگا۔ اس کے بعد قیامت ہی ہے۔ یہ جگہ دنیا کا تعویذ ہے کیوں نہ ہو کہ یہ جگہ حضور کی اور حرمین شریفین ہے جو دنیا کا مرکز ہیں، مرکز سے دائرہ کی بقا ہے۔

۲؎ یعنی مناسب یہ ہے کہ سلطان اسلام قریشی ہو نقیب یا وزیر انصاری ہوں چنانچہ حضور انور نے ہجرت سے پہلے ستر انصاریوں کو مدینہ منورہ کی نقابت اور سرداری کے لیے منتخب فرمایا بعض شارحین نے کہا کہ قضا سے مراد تحکمی قاضی ہوتا ہے۔ انصار اسلام کا ستون ہیں انہیں کے شہر میں انہیں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ حضرت معاذ کو حضور انور نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔

۳؎ کیوں نہ ہو کہ مؤذنوں کے سردار حضرت بلال حبشی ہیں۔ جن کی آذان کی آواز عرش معلی تک پہنچتی تھی۔ ایک دن حضرت بلال کو اذان سے روک دیا گیا۔ دوسرے شخص نے اذان دی۔ تو وحی الٰہی آئی ؎

گفت ہاتف بر در خیر الورا چہ سبب بے بانگ شد بیت صدا

آج بغیر اذان نماز کیوں پڑھ لی حضور انور نے فرمایا کہ مولیٰ آج تو بڑی خوش الحانی سے آذان ہوئی ہے تو فرمایا ؎

گفت ہاتف باز از بانگ بلال خوش شد سے عرش رب ذوالجلال

۴؎ ازد ملک یمن کا ایک قبیلہ ہے ازد دینے سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید یمن کے دوسرے قبیلوں میں امانت داری نہ ہو تو فرمایا کہ ازد سے ہماری مراد سارا یمن ہے سارے یمنی امین ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں کہ حضرت اویس قرنی کے ہم وطن ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

الثَّالِثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَ

تیسری روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مطیع سے وہ اپنے والد سے راوی[1] فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ میں فرماتے سنا کہ اس دن کے بعد قیامت تک کوئی قرشی باندھ کر قتل نہیں کیا جاویگا[2] (مسلم) روایت ہے ابو نوفل معاویہ ابن مسلم سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن زبیر کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا[3] فرماتے ہیں کہ قریش اور لوگ ان پر گذرنے لگے حتی کہ ان پر عبداللہ ابن عمر گزرے[4] تو ان پر رک گئے پھر بولے اے ابو خبیب تم پر سلام اے ابو خبیب اے ابو خبیب تم پر سلام اے ابو خبیب[5] خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا

[1] مطیع کا نام عاصی ہے حضور انور نے ان کا نام مطیع رکھا۔ عبداللہ ابن مطیع قرشی سرداروں میں سے ہیں۔ جب اہل مدینہ نے یزید سے بغاوت کی تو انہیں کو اپنا امیر بنایا تھا۔ آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ قتل کئے گئے ۷۳ھ میں عبداللہ ابن زبیر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا مختار نے انہیں قتل کیا (مرقات) [2] یعنی آئندہ کوئی قرشی مرتد نہ ہوگا تاکہ اپنے ارتداد کی وجہ سے باندھ کر قتل کیا جاوے یا یہ خبر بمعنی ممانعت ہے۔ کہ کسی قرشی کو بلا وجہ باندھ کر قتل نہ کیا جاوے یا کسی معہ کہ میں کوئی قرشی باندھ کر قتل نہ کیا جاوے گا۔ لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور کے بعد ظالم حجاج نے بہت سے قرشی باندھ کر قتل کئے یوں ہی اگر قرشی کسی کو قتل کردے تو اسے قصاص میں باندھ کر قتل کرنا جائز ہے (لمعات، مرقات) [3] سیدنا عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی پر چڑھایا۔ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا مگر انہیں مدینہ منورہ کے راستہ پر سولی دی گئی اس لیے عقبۃ المدینہ مشہور ہوا۔ بعد کو ان کی قبر مقام حجون میں بنائی گئی۔ یہاں مرقات میں ہے کہ مکہ معظمہ میں جنت معلی کی تمام قبریں حتی کہ ام المومنین خدیجۃ الکبری کی قبر بھی حضرات اولیاء اللہ کے کشف سے بنائی گئی ہے تاریخی لحاظ سے ان کی قبروں کے مقامات کا پتہ نہیں چلتا [4] حضرت عبداللہ ابن زبیر کو سر راہ سولی پر لٹکایا گیا تھا لوگ گزرتے تھے اور ان کی لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے ان پر حضرت ابن عمر بھی گزرے ان کی لٹکی ہوئی لاش دیکھی۔ [5] حضرت ابن زبیر کے بڑے بیٹے کا نام خبیب تھا اس لیے آپ کی کنیت

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَ
صُوْلًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ شَرُّهَا لَأُمَّةُ سُوْءٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَأُمَّةُ خَيْرٍ ثُمَّ
تَقَدَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأُلْقِيَ فِي قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ
أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ

کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا[1] خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم بہت روزہ نماز والے صلہ رحمی کرنے والے تھے[2] خدا کی قسم جس گروہ کے نزدیک تم برے ہو وہ برا گروہ ہے[3] اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اچھا گروہ ہے[4] پھر عبداللہ ابن عمر چلے گئے۔ پھر حجاج کو عبداللہ کے ٹھہرنے اور ان کی گفتگو کی خبر پہنچی تو ان کی لاش پر آدمی بھیجا وہ اپنی شاخ سے اتارے گئے پھر یہود کے قبرستان میں ڈال دیئے گئے[5] پھر اس نے انکی بیٹی اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کیا اس نے دوبارہ قاصد سے کہلا بھیجا کہ یا تو میرے

ابوحبیب ہے اس لئے معلوم ہوا کہ میت کو دفن سے پہلے بھی سلام کرنا جائز ہے اور تین بار سلام کرنا ثابت ہے۔

[1] حضرت ابن زبیر نے اولاً تو یزید کی بیعت نہیں کی بلکہ بہت سے علاقہ پر خود حاکم بن گئے پھر مروان پھر عبدالملک ان میں سے کسی کی بیعت نہ کی تھی حتیٰ کہ عبدالملک نے حجاج ابن یوسف کو آپ کے مقابل بھیجا۔ حجاج نے آپ کو قتل کر کے آپ کا سر مدینہ منورہ بھیجدیا اور جسم کو راستہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ جو لشکر یزید نے مدینہ پر حملہ کرنے بھیجا تھا جس نے وہاں قیامت ڈھا دی وہ لشکر اس موقعہ پر مکہ معظمہ آیا اس نے حضرت ابن زبیر سے جنگ کر کے آپ کو قتل کیا۔ حضرت ابن عمر اسی کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ خلافت و امارت کے جھگڑوں میں نہ پڑو تم نے میری بات نہ مانی دیکھ لو اس کا انجام کیا ہوا (اشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد سنتے ہیں ان سے کلام سلام جائز ہے۔ حضور نے ابوجہل وغیرہ کی لاشوں سے صالح اور شعیب علیہما السلام نے عذاب شدہ کفار کی لاشوں سے کلام فرمایا

[2] یعنی جہاں تک مجھے علم ہے تم بڑے عابد و زاہد صحیح معاملات والے تھے۔ حضرت ابن زبیر بہت روزے رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ کبھی مسلسل پندرہ دن تک روزے رکھتے قائم اللیل تھے [3] یعنی حجاج ابن یوسف کی قوم جو تم کو برا سمجھتی ہے وہ بدترین قوم ہے تم اچھے ہو وہ قوم ہی بری ہے حجاج ابن زبیر کو عدو اللہ یعنی اللہ کا دشمن کہتا تھا اس کی تردید میں آپ نے یہ فرمایا [4] یہ عبارت یا تو راوی کی غلطی ہے یا آپ نے بطور تمسخر یہ فرمایا کہ وہ بڑی اچھی جماعت ہے یعنی وہ اپنے کو اچھا سمجھتی ہے حالانکہ ہے بری۔ [5] سیدنا عبداللہ ابن عمر ان تمام جنگوں میں الگ تھلگ رہے تھے نیز حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے بڑے متبع سنت علم و عمل کے جامع تھے ان وجوہ سے ان کا بڑا احترام تھا جب حجاج کو پتہ چلا کہ حضرت ابن عمر نے یہ فرمایا ہے تو اسے

www.alahazratnetwork.org

اِلَیْكَ مَنْ یَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَاٰتِیَنَّكَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَالَ كَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَاَیْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَیْهِ دُنْیَاهُ وَاَفْسَدَ عَلَیْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِیْ

پاس بھجاؤ ورنہ تمہارے پاس اسکو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے کھینچے گا فرماتے ہیں کہ انہوں نے انکار ہی کیا بولیں خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتی کہ میرے پاس اسے نہ بھیجے جو میرے بال پکڑ کر مجھے گھسیٹے فرماتے ہیں وہ بولا میری جوتی دکھاؤ اس نے اپنی جوتی لی پھر اکڑتا ہوا چلا حتی کہ ان کے پاس پہنچ گیا بولا تم نے مجھے دیکھ لیا کہ میں نے اللہ کے دشمن سے کیسا سلوک کیا ہے آپ بولیں کہ میں نے تجھے دیکھ کہ تو نے ان کی دنیا ان پر بگاڑ دی اور انہوں نے تجھ پر تیری آخرت بگاڑ دی ۵

خطرہ ہوا کہ اگر اب عبداللہ بن زبیر کی لاش سولی پر رہی تو لوگوں میں زبردست اشتعال پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ لوگ بھڑک جاویں اور ملک میں فساد ہو جاوے۔ اس لیے آپ کی لاش یہود کے قبرستان میں ڈلوا دی۔ اب وہ قبرستان لاپتہ ہے پھر مسلمانوں نے ان کی لاش جنت معلیٰ میں دفن کی۔ بہت عرصہ کے بعد (اشعہ)

۱ حضرت اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن حضور انور کی سالی ہیں صحابیہ ہیں حجاج ظالم کو کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ نہ تھا۔ اس نے بی بی اسماء کو اپنے دربار میں حاضر کرنا چاہا۔

۲ یعنی میں اپنی خوشی اپنے اختیار سے تیرے پاس نہیں آؤں گی ہاں اگر تو نے جبراً بلا لیا تو میں مجبور ہوں گی

۳ سبت وہ جوتا جس پر بال نہ ہو یعنی بال منڈے ہوئے چمڑے کی جوتی سبت یعنی مونڈا صاف کرنا بعض نے فرمایا کہ سبت ایک جگہ کا نام ہے۔ جسے سوق السبت کہتے ہیں عرب میں وہاں کا جوتا عام پہنا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں تلہ گنگ کا جوتا یا ہندوستان میں دہلی کا جوتا۔ ۴ توذف کے معنی ہیں قریب قریب قدم ڈال کر چلنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے یعنی وہ اکڑتا مٹکتا ہوا چلا غایت فخر و تکبر سے۔

۵ اس بدنصیب نے حضرت اسماء کی تعزیت کرنے کی بجائے الٹا ان کو طعنہ دیا۔ ان کا جوان بیٹا شہید کیا اور یہ زخم دل پر یہ نمک چھڑکا اپنے دشمن کو اللہ کا دشمن کہا یعنی اے اسماء تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے بیٹے اللہ کے دشمن کو کس طرح تکالیف کے ساتھ شہید کیا۔

۶ سبحان اللہ کیسا پیارا جواب دیا کہ تو نے انہیں شہید کر کے ان کی دنیا ختم کر دی مگر انہوں نے تیرے ہاتھوں شہید ہو کر تجھے ظالم بنا کر تیری آخرت تباہ کر دی۔ تجھے دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ انہیں صرف پانچ منٹ کی تکلیف ہوئی تو دائمی عذاب کا مستحق ہو گیا۔ ؎

پنداشت ستمگر کہ ستم بر ما کرد ۔ بر گردن او ماند و بر ما بگذشت

www.alahazratnetwork.org

اَنَّكَ تَقُوْلُ لَهٗ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ اَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكُنْتُ بِهٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا

مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ ان سے کہتا ہے اے دو کمر بند والی کے بیٹے خدا کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک تو[1] اس سے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کھانا اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے اٹھاتی تھی[2] رہا دوسرا تو وہ ہی کمر بند ہے جس سے عورت بے نیاز نہیں ہوتی آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک فسادی ہلاکت والا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا رہا فسادی تو میں تجھے نہیں سمجھا مگر وہی[3] راوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے

[1] حجاج مردود حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ماں کی گالی دیتا تھا کہ اے دو کمر بند والی عورت کے بیٹے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری ماں لونڈی ہیں کہ رسول کی خدمت کے لیے اپنی کمر دو نالوں سے باندھتی ہیں تم لونڈی کے بیٹے ہو۔ آپ فرماتی ہیں کہ اے مردود یہ لقب میرے لئے باعث فخر ہے مجھے حضور کی طرف سے ایک خدمت کے صلہ میں بطور خطاب ملا ہے تو اسے میرے لیے بطور گالی بناتا ہے۔ [2] اس عبارت کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دواب یعنی کیڑے مکوڑے ہے اور ارفع کے معنی میں محفوظ کرتی تھی یعنی ہجرت کے دن میں نے اپنے کمر بند کے ایک ٹکڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا کھانا باندھا تھا تاکہ وہ مکھی مچھر وغیرہ سے محفوظ رہے حضور اپنے ساتھ لے جائیں۔ دوسرے یہ کہ دواب سے مراد گھوڑے ہیں یعنی میں نے اپنے کمر بند سے کھانا باندھا تاکہ وہ گھوڑے کی پیٹھ سے گر نہ جائے راشعہ مگر پہلے معنی قوی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب صدیق اپنے گھر سے ہجرت کے وقت گھوڑے پر سوار نہ تھے پیدل گئے تھے غار ثور سے نکل کر اونٹ پر سوار ہوئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لقب میرے لیے باعث فخر ہے میں نے اپنے کمر بند سے حضور انور کی خدمت کی تھی۔ کہ ہجرت کے وقت جلدی میں کوئی مجھے ڈوری یا چیز نہیں ملی تو میں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے حضور کے کھانے کا دسترخوان باندھ دیا دوسرا اپنے پاجامہ میں رکھا۔ حضور انور نے محبت میں فرمایا کہ تم ذات نطاقین یعنی دو کمر بند والی ہو۔ اس دن سے میرا لقب یہ ہی ہو گیا اور مجھے اس لقب پر ناز ہے۔

[3] مبیر بنا ہے ابارۃ سے جس کا مادہ بور ہے یعنی ہلاکت کنتم قوما بورا۔ بوارا یہاں مراد ہے قاتل ظالم سفاک واقعی حجاج جیسا ظالم قاتل کوئی نہ ہوا ہوگا یعنی جھوٹا نبی مسیلمہ کذاب تو ہم سب نے دیکھ لیا اسے عہد صدیقی میں فنا بھی کر دیا مگر فسادی قاتل تو ہی معلوم ہوتا ہے چونکہ تو اسلامی لباس میں ہے اسلئے محفوظ و سلامت ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فَلَمْ يُرَاجِعْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ اَخِي الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ

اُٹھ گیا انہیں کوئی جواب نہ دیا ۱؎ (مسلم) روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر کے پاس ابن زبیر کے فتنہ کے زمانہ میں دو آدمی آئے ۲؎ بولے کہ لوگ جو کر رہے ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں اور آپ حضرت عمر کے بیٹے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو بغاوت سے کون چیز مانع ہے ۳؎ فرمایا کہ مجھے مانع یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام کر دیا ۴؎ وہ بولے کہ کیا اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے ۵؎ ابن عمر بولے کہ وہ جنگ تو ہم کر چکے حتیٰ کہ فتنہ نہ رہا ۶؎ اور دین اللہ کا ہو

۱؎ یہ حضرت اسماء کی کرامت ہی سمجھو کہ حجاج جیسے ظالم نے یہ سب کچھ سنا اور جواب نہ دیا چکا چلا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے دس دن بعد بی بی اسماء کا انتقال ہو گیا۔ غالباً اسی صدمہ میں آپ کی عمر شریف ایک سو برس ہوئی کوئی دانت نہ گرا تھا (مرقات) ۲؎ ابھی حضرت ابن زبیر شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ حجاج سے جنگ کی تیاری تھی اس وقت ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے یہ کہا۔ ۳؎ یعنی آپ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور امیر المومنین فاروق اعظم کے فرزند آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ خلافت کا اعلان فرما دیں اور حجاج کا مقابلہ کریں، یا کم از کم حضرت عبداللہ ابن زبیر کی امداد فرما دیں۔ ۴؎ یعنی ان جنگوں میں دو طرفہ مسلمان ہیں۔ میں جس کے ساتھ شریک ہوا تو میرے ہاتھ سے مسلمان ہی مارے جائیں گے اور قتل مسلم حرام ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ابن عمر ان صحابہ سے ہیں جو ان تمام جنگوں کو فتنہ سمجھتے تھے اور ان سے علیحدگی میں عافیت و ثواب جانتے تھے۔ بعض صحابہ نے ان جنگوں کو بغاوت سمجھا وہ حکومت کے ساتھ شریک ہو گئے بعض نے حکومت کو غلط سمجھا وہ مخالفین کے ساتھ شریک ہوئے حضرت ابن عمر ہمیشہ ان تمام جنگوں میں علیحدہ رہے۔ ہر جماعت کے علیحدہ دلائل تھے۔ ان کا یہ اختلاف اجتہادی تھا ان میں سے کوئی گنہگار نہ تھا۔ ۵؎ یعنی اے ابن عمر یہ جنگ برحق ہے۔ فتنہ مٹانے کے لئے ہے۔ آپ ضرور اس میں شرکت کریں۔ ۶؎ یعنی اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک و کفر ہے۔ اور جنگ سے مراد ہے کفار سے جہاد یعنی ہم کفار سے جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کر چکے اب یہ جنگیں مسلمانوں کی آپس میں ہیں جو نرا فساد ہیں ۔۔

www.alahazratnetwork.org

لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلِ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّاْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنَ عَرَبِيٌّ وَكَلَامَ

کا ہوگیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ ہو جاوے اور دین غیر اللہ کا ہو جاوے [1] (بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ طفیل ابن عمرو دوسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے [2] بولے کہ دوس تو ہلاک ہو گئے انہوں نے نافرمانی کی اور انکار کیا تو ان پر اللہ سے بددعا کریں لوگ سمجھے کہ حضور ان پر بددعا کریں گے مگر فرمایا الٰہی دوس کو ہدایت دے اور انہیں یہاں پہنچا دے [3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو [4] کیونکہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور

[1] یعنی تمہارے فتنوں کا انجام یہ ہوگا کہ مسلمان کمزور پڑ جائیں گے۔ کافر حکومتیں تمہارے مقابل دلیر ہو جائیں گی۔ خطرہ ہے کہ اسلام کمزور ہو جائے گا یہ ملکی جنگ ہے دینی جہاد نہیں ؎

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است جنگ مومن سنت پیغمبری است

آپ کے کلام میں پہلے فتنہ سے مراد کفر اور اس دوسرے فتنہ سے مراد ہے امن سوزی یعنی گذشتہ جہاد دفع کے لیے تھے اور اب یہ قتال اسلام کی جڑیں ہلا دینے کے لیے ہے۔ [2] طفیل ابن عمرو کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب حضور نے انہیں اپنی قوم کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان کے عرض کرنے پر کہ میری نمائندگی کی کوئی نشانی عطا ہو حضور نے ان کی پیشانی چمکا دی یہ نور آپ کے سامنے رہتا تھا پھر وہ نور ان کی لاٹھی میں منتقل ہو گیا وہ لاٹھی رات میں مشعل کی طرح چمکتی تھی۔ آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تو آپ کی تبلیغ پر حضرت ابوہریرہ اور طفیل کے والد تو ایمان لائے والدہ ایمان نہ لائیں آپ خلافت صدیقی میں غزوۂ یمامہ میں شہید ہوئے [3] سبحان اللہ یہ ہے کرم کریمانہ کہ خود دوسی شخص اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے بددعا چاہتے مگر رحمت رسالے محبوب انہیں دو دعائیں دیتے ہیں ایک ایمان کی دوسری ان کے مدینہ منورہ حاضر ہو کر حضور کو دیکھ کر صحابہ بن جانے کی اللہ نے حضور کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ یعنی الٰہی انہیں مومن بنا کر میرے پاس لا [4] عرب سے مراد عرب کے مومنین ہیں کفار عرب اور عرب کے یہودی و نصاریٰ سے نفرت

www.alahazratnetwork.org

اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ
مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ

جنتی لوگوں کی بولی عربی ہے [1] (بیہقی شعب ایمان) حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل [2] پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں کا کوئی احد (پہاڑ) بھر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک کے نہ مد کو پہنچے نہ آدھے

عداوت ضروری ہے کہ یہ نفرت ان کے کفر سے ہے نہ کہ عربی ہونے سے مومنین عرب ہمارے سروں کے تاج ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں

[1] یہاں مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عربی۔ قرآن مجید عربی جنتیوں کی زبان عربی۔ تبر کا حساب عربی زبان میں ہے عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے عرب نے حضور سے شریعت لی ہم کو پہنچائی۔ انہوں نے ہی کفار سے اولاً جہاد کئے۔ انہوں نے ہی حضور کے اقوال و اعمال دیکھے اور سنے۔ وہ اسلام کی اصل ہیں۔ انہوں نے ہی اطراف عالم میں اسلام پھیلایا۔ بدر و حنین بلکہ یرموک اور قادسیہ وغیرہ غزوہ انہوں نے ہی جیتے وہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی عربی زبان نہیں ہوگی (مرقات) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہے جو عربی میں ہے۔ اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان کی تلاوت نماز میں درست حضرت جبریل علیہ السلام نے جو قرآن حضور کو سنایا وہ عربی تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے اس لئے قبر و حشر کے سارے کاروبار عربی میں ہوں گے اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے، دوزخیوں کی زبان بدل جاتی ہے۔ [2] مناقب جمع ہے منقبۃ کی بمعنی فضیلت و بزرگی (مرقات) اصحابہ جمع ہے صاحب کی یا صحابی کی بمعنی ساتھی، شریعت میں صحابی وہ انسان ہے جو ہوش و ایمان کی حالت میں حضور انور کو دیکھے یا صحبت میں حاضر ہوا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جاوے۔ اگر درمیان میں مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو کر مرا تب بھی صحابی ہے جیسے اشعث ابن قیس کے متعلق مشہور ہے (از اشعہ) جنات، فرشتے یوں ہی حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صحابی نہیں۔ صحابہ کی تعداد ان کے اقسام ہم ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں۔ صحابی تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل، روئے زمین کے سارے ولی غوث قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ صحابہ میں خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت افضل ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ، پھر بدر والے پھر بیعت رضوان والے۔ پھر صاحب قبلتین۔ کوئی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔ رب فرماتا ہے واللزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها اور فرماتا ہے وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان صحابہ کے متعلق پوری بحث ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

www.alahazratnetwork.org

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِیْرًا مِّمَّا یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اِلَی السَّمَآءِ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِیْ

کو (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو بردہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہت دفعہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے ۳ فرمایا کہ تارے آسمان کے لیے امان ہیں جب تارے جاتے رہیں گے تو آسمان کو وہ پہنچے گا ۴ جس کا وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں ۵

۱ چار مد کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو مد ایک سیر آدھ پاؤ ہوا۔ یعنی میرا صحابی قریبًا سوا سیر جو خیرات کرے اور ان کے علاوہ کوئی مسلمان خواہ غوث و قطب ہو یا عام مسلمان پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قرب الٰہی اور قبولیت میں صحابی کے سوا سیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی حال روزہ نماز اور ساری عبادات کا ہے۔ جب مسجد نبوی کی نماز دوسری جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار گنا ہے۔ تو انہوں نے حضور کا قرب اور دیدار پایا۔ ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا۔ یہاں قرب الٰہی کا ذکر ہے جس حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ کے فلاں جہاد کے مجاہدین کی ایک جماعت کوئی کس پچاس صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔ وہاں ثواب کا ذکر ہے۔ قرب اور درجہ کا ذکر نہیں، درجہ اور ثواب میں بڑا فرق ہے۔ اگر کسی سپاہی کو بادشاہ انعام دے دے تو وہ وزیر اعظم کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صحابہ کا ذکر ہمیشہ خیر سے ہی کرنا چاہیئے کسی صحابی کو ہلکے لفظ سے یاد نہ کرو۔ یہ حضرات وہ ہیں جنہیں رب نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چنا۔ مہربان باپ اپنے بیٹے کو بروں کی صحبت میں نہیں رہنے دیتا تو مہربان رب نے اپنے نبی کو بروں کی صحبت میں رہنا کیسے پسند فرمایا ۔

رسول اللہ طیب ان کے سب ساتھی بھی طاہر ہیں　　چنیدہ بہر یاکاں حضرت فاروق اعظم ہیں

۲ یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابو بردہ انہیں کے فرزند ہیں۔

۳ حضور انور کا اکثر آسمان کو دیکھنا یا تو انتظار وحی میں ہوتا تھا یا اس لیے کہ آپ کا وطن اصلی وہ ہی ہے۔ یا اس لیے کہ حضور کو انوار غیبیہ اور عالم بالا کی چیزیں نظر آتی تھیں۔

۴ قیامت میں پہلے آسمان سے تارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے جب تک تارے آسمان پر ہیں آسمان پھٹنے سے امن میں ہے فرماتا ہے واذا النجوم انکدرت۔

۵ اس طرح کہ میری موجودگی میں وہ حضرات آپس کے جنگ و قتال وغیرہ آفات سے محفوظ ہیں ۱۲

www.alahazratnetwork.org

فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ

تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر پردہ گزرے گا جس کا ان سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں تو جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت کو وہ پہنچے گا جس کا ان سے وعدہ ہے مسلم۔ روایت ہے حضرت ابو سعید الخدری سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو تو کہیں گے کہ ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو لوگ کہیں گے ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ کیا تم میں وہ ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو

خیال ہے کہ صدیقی فاروقی زمانہ میں جو صحابہ بیرون امن و امان رہا وہ حضور ہی کا فیض تھا سورج ڈوبنے کے بہت بعد تک شفق رہتی ہے وہ سورج ہی کی نشانی ہوتی ہے خلافت عثمانی کے نصف تک امن رہی پھر دنیاوی فتنے بہت پھیلے بلکہ عثمان غنی کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا یعنی صحابہ کے بعد دینی فتنے۔ اسلامی فرقے اور جو اسلام میں بہت پھیل جائیں گی۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اگرچہ فتنے ہوئے مگر مسلمانوں کا دین ایسا نہ بگڑا تھا جیسا کہ بعد میں بگڑا اور اب اس زمانہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اللہ محفوظ رکھے مایوعدون سے مراد ہے خیر اور خیر والوں کا اٹھ جانا شر اور شر والوں کا پھیل جانا اسی لئے حضور انور نے فرمایا اصحابی کالنجوم میرے صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں اس زمانہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ ہے جو زمانہ صحابہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی غازی وہ جہاد کے توسل سے یا اللہ ہی مدد فتح کریں گے اور انہیں فتح نصیب ہوگی یا صحابی کی صرف شرکت جہاد سے مسلمان اور خوش ہو جائیں گے جو دے اللہ رحمت کی امید قوی کریں گے

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْھُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ ھَلْ فِیْھِمْ مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہے لوگ کہیں گے ہاں تو انہیں فتح دی جاوے گی [1] (مسلم و بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کہ دیکھو کیا تم اپنے میں کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی کو پاتے ہو تو ایک صحابی پائے جائیں گے تو انہیں فتح دی جاوے گی [2] پھر دوسرا لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو [3]

[1] خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بعد صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے بعد تابعین کے طفیل سے پھر تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے ان کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح کی دعائیں کی جائیں گی اور فتح نصیب ہوگی اس حدیث سے توسل اولیا کا ثبوت ہوا اور یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے تبرکات۔ عمامہ۔ نعلین۔ بال۔ لباس وغیرہ کے ذریعہ فتح نصیب ہوتی ہے۔ فرماتا ہے ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون دیکھو رب نے طالوت کے ساتھی اسرائیلیوں کے لیے ایک جہاد میں حضرت موسیٰ و ہارون کے تبرکات عمامہ۔ جوتا وغیرہ ایک صندوق میں رکھے ہوئے بھیجے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے اگرچہ نسبت دوری کی ہو حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے کی خاک سے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان پڑ گئی جو قرآن مجید سورۂ طٰہٰ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ قبضت قبضۃ من اثر الرسول۔

[2] یعنی اس ایک صحابی کی برکت سے ان کے توسل دعا سے فتح نصیب ہوگی یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی شجاعت و بہادری سے فتح ہوگی۔

[3] یعنی کسی تابعی کو جہاد میں ساتھ لے لو یا ان کے توسل سے دعا فتح کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے لیے اولیاء اللہ کی تلاش کرنا سنت مسلمین ہے۔ حضور انور کو محبوب ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَآى مَنْ رَآى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ بَعْثُ الرَّابِعِ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَآى مَنْ رَآى اَحَدًا رَآى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ ۞ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ

پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر تیسرا لشکر بھیجا جاوے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں وہ شخص دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو پھر چوتھا لشکر ہوگا تو کہا جاوے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں کوئی ایسا دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے اُسے دیکھا ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو ایک شخص پایا جائے گا تب اُسے فتح دی جاوے گی [1] روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بہترین میرا گروہ ہے [2] پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں پھر وہ جو

[1] اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے جیسے صحابیت کے لیے صرف ایک نظر حضور کے چہرہ پر یا ایک آن کی صحبت کافی ہے ایسے ہی تابعیت کے لیے صحابی کو ایک نظر دیکھ لینا یا ایک آن اون کی صحبت میں رہنا کافی ہے ایسے ہی تبع تابعیت کے لیے مگر حق یہ ہے کہ صحابیت کے لیے تو حضور کو ایک نظر دیکھنا کافی ہے مگر تابعیت کے لیے بہت عرصہ صحابی کی صحبت میں رہنا ضروری ہے (اشعہ) خیال رہے کہ سارے تابعی یا تبع تابعی عادل ثقہ نہیں اون میں فساق و فجار بھی ہیں۔ اور ابرار و اخیار بھی۔ یزید۔ حجاج وغیرہم تابعی ہیں مگر ہزارہا فاسقوں کے ایک فاسق ہیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ سے توسل تا قیامت جاری رہے گا حضور انور نے فرمایا کہ چالیس ابدال کی برکت سے بارشیں ہوں گی نیز وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ بھی حق ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضور کے روضہ انور کی چھت کھلوادی جس سے بارش ہوئی یہاں منشا یہ ہے کہ جس لشکر میں صحابی یا تابعی ہوں تو اون کی برکت سے اللہ فتح دیتا ہے۔ بہرحال یہ حدیث وفات یافتہ بزرگوں سے توسل کے خلاف نہیں [2] قرن کے لغوی معنی ہیں ملنا اسی سے ہے اقتران اور قرین اصطلاح میں زمانہ کو بھی قرن کہتے ہیں اور زمانہ والوں کو بھی جو یہ ایک وقت موجود ہوں یہاں قرن بمعنی اہل زمانہ ہیں یعنی ساتھی اس لیے آگے ہے ثم الذین یلونھم قرن بمعنی زمانہ میں گفتگو ہے کہ کتنے زمانہ کو قرن کہتے ہیں بعض نے کہا چالیس سال بعض نے کہا اسی سال بعض نے کہا سو سال قوی یہ ہے کہ قرن

www.alahazratnetwork.org

يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ لَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ

ان سے قریب ہوں[1] پھر ان کے بعد ایسی قوم ہوگی جو گواہی دے گی حالانکہ گواہ بنائی نہ جائے گی خیانت[3] کرے گی امانت نہ کریگی اور[2] نذر مانے گی اور نذر پوری نہ کرے گی اور[4] ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ قسم کھائیں گے۔

[1] یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام ہیں دوسرے سے مراد تابعین تیسرے سے مراد تبع تابعین ہیں خیال رہے کہ زمانہ صحابہ حضور کی ظہور نبوت سے ایک سو بیس سال تک رہا یعنی قریباً ۱۰۰ھ سو ہجری تک اور زمانہ تابعین ۱۰۰ھ سے ۱۷۰ھ ایک سو ستر تک اور زمانہ تبع تابعین ۱۷۰ھ سے ۲۲۰ھ دو سو بیس تک اس کے بعد مسلمانوں میں بڑے فتنے۔ تفرقہ بازیاں شروع ہوگئیں۔ معتزلہ۔ فلاسفہ۔ جہمیہ وغیرہ فرقے بعد ہی کی پیداوار ہیں بدعات کا زور بعد ہی میں ہوا۔

[2] اس فرمان عالی کے بہت مطالب بیان کیے گئے ہیں مگر آسان اور قوی مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ دراوات کے موقعہ پر موجود نہ کیے گئے ہوں گے بلائے نہ گئے ہوں گے مگر قاضی کے ہاں گواہی دیں گے یعنی جھوٹی گواہی جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے کہ کچہریوں میں لوگ مقدمہ والوں سے پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیا تمہیں گواہ چاہئیں تو ہم حاضر ہیں اتنے روپیہ دو[5] جو بتادو اس کی گواہی دے دیں لہذا یہ فرمان عالی اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اچھے گواہ وہ ہیں جو بغیر بلائے گواہی دیں وہاں سچی گواہی مراد ہے۔

[3] یعنی وہ لوگ امین نہ ہوں گے خائن ہوں گے یا وہ لوگ خائن ہوں گے انہیں کوئی امین نہ بنائے گا اپنی امانت ان کے سپرد نہ کرے گا جانتا ہوگا کہ یہ خائن ہے۔

[4] یعنی مانی ہوئی نذریں پوری نہ کریں گے معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنا بڑا ضروری ہے رب فرماتا ہے۔ یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا۔ خیال رہے کہ زیادہ نذریں ماننا اچھا نہیں مگر مانی ہوئی نذر کا پورا کرنا بہت ضروری ہے یہ شرعی نذر کا حکم ہے لغوی نذر جو اولیاء اللہ کے نام کی ہو اس کا پورا کرنا بہتر ہے۔ فرض نہیں۔ جیسے میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی نذریں ماننا اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔

[5] یعنی وہ لوگ بہت عیش و آرام میں رہیں گے کام کاج کریں گے نہیں۔ جس سے موٹے ہو جائیں گے۔ انہیں موٹا ہونا بہت پسند ہوگا۔ نذر کی موٹاپے کا یہاں ذکر نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ جھوٹی شیخی مارا کریں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بہت مالدار ہونا پسند کریں گے تاکہ موٹے تازے رہیں وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالے موٹے عالم کو پسند کرتا ہے وہاں بھی موٹاپے سے یہ ہی احتمالات ہیں (مرقات)۔

www.alahazratnetwork.org

يَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بِحَبُوْحَةِ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ

حالانکہ قسم نہ لیے جائیں گے[1] (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ پھر ان کے پیچھے ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپا پسند کریں گے[2] دوسری فصل روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین ہیں[3] پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں[4] پھر جھوٹ ظاہر ہوگا حتی کہ آدمی قسم کھائے گا حالانکہ قسم لیا نہ جاوے گا اور گواہی دے گا حالانکہ گواہی لیا نہ جاوے گا آگاہ رہو کہ جو جنت کا وسط چاہے وہ جماعت کو مضبوط پکڑے[5] کیونکہ شیطان

[1] یعنی بہت قسم کھانے کے عادی ہوں گے بلاوجہ قسمیں کھایا کریں گے جیسا کہ اب بھی بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ قسم پہلے بات پیچھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ بے اعتبارے جھوٹے ہوں گے اپنا اعتبار دلانے کے لیے بات بات پر قسم کھایا کریں گے۔ پھر بھی لوگوں کو ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ بہت قسمیں کھانے سے روزی گھٹتی ہے یہ تو سچی قسموں کا اثر ہے۔ پھر جھوٹی قسموں کا کیا حال ہوگا۔ (دیکھو شامی)

[2] سمانت کے تین معنی ابھی ہم نے عرض کر دیئے۔ عیش و آرام سے حاصل کیا ہوا۔ موٹاپا جھوٹی شیخی۔ مالداری [3] جن صحابہ نے حضور انور کی صحبت پائی حضور سے علم و عمل حاصل کیے حضور کی تربیت پائی وہ تو انسان کیا فرشتوں سے بڑھ گئے۔ مگر جن کی صرف ایک نظر جمال جہاں آرا پر پڑ گئی انہیں ایمان شہودی حاصل ہوگا۔ حضور کے جمال پر ایک نظر وہ کام کرتی ہے جو عمر بھر کے چھے خلوتیں عبادتیں نہیں کر سکتے کوئی اس جیسا نہیں ہو سکتا (از اشعۃ اللمعات) [4] یعنی تابعین و تبع تابعین بعد والوں سے افضل ہیں کہ ان میں اکثر عادل یا مستور الحال ہیں فاسق تھوڑے مگر ان کے لوگ اس کے برعکس ہیں کہ ان میں فاسق زیادہ عادل کم ہیں بلکہ ان زمانوں کے فاسقوں میں جتنی حمیت دینی تھی بعد کے بعض عادلوں میں اتنی نہیں غیرت ایمان برابر گھٹ رہی ہے جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔ محمد ابن قاسم کا سندھ فتح کرنا حجاج ابن یوسف کی ایک غیرت اسلامی کی بنا پر ہوا [5] یعنی جماعت صحابہ کے عقیدے اختیار کرے ان کے سے اعمال کرنے کی کوشش کرے نیز خلفاء المومنین کی راہ چلے ہمیشہ عام مسلمانوں کی راہ چلے تا ابد پڑا گروہ اہل سنت والجماعت ہی کا رہے گا۔ اسی لیے اس کے نام میں جماعت داخل ہے اہل سنت والجماعت۔

www.alahazratnetwork.org

الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَآءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ

شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے [1] اور وہ دو سے دور رہتا ہے [2] کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے خلوت نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے [3] اور جس کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی غمگین کرے تو وہ مومن ہے [4] روایت ہے حضرت جابر سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا [5] (ترمذی) روایت ہے حضرت

[1] یعنی جو عقائد و اعمال میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہا وہ شیطان کا ساتھی ہے دوزخی ہے [2] شیطان انسان کا بھیڑیا ہے اور بھیڑیا بکریوں کے گلہ پر حملہ کرتا ہے دور والی یا کنارے والی بکری کو جلد پھاڑتا ہے یہ مضمون کتاب الاعتصام میں گذر چکا [3] عورت سے مراد اجنبی عورت ہے لہٰذا اپنی ذی رحم ماں بہن بیٹی ساری ذی رحم محرمہ بیویوں ہی اپنی بیوی اس حکم میں داخل نہیں بلکہ جو عورت صرف محرمہ تو ہو کہ اس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو مگر ذی رحم نہ ہو جیسے ساس اس سے بھی خلوت بہتر نہیں جب کہ وہ جوان ہو (دیکھو شامی) خیال رہے کہ دودھ کے بھائی بہن دودھ کے چچا تائے سے پردہ فرض نہیں مگر خلوت ان سے بھی بہتر نہیں جبکہ دونوں جوان ہوں کیونکہ وہ اگرچہ محرم تو ہیں مگر ذی رحم نہیں۔

[4] یعنی علامت ایمان یہ ہے کہ آدمی کو اپنی برائیاں اپنے گناہ برے معلوم ہوں ان پر وہ غم کرے اور اپنی نیکیاں اچھی معلوم ہوں ان پر خوشی کرے اس کا دل مفتی ہوتا ہے جو اسے برے بھلے کاموں کا فتویٰ دیتا رہتا ہے اللہ ایسا ایمان نصیب کرے مصنف کو اس حدیث کا حوالہ نہیں ملا یہ حدیث نسائی شریف کی ہے اس کی اسناد کے سارے راوی قوی ہیں سوا ابراہیم ابن حسن خثعمی کے کہ اس سے مسلم بخاری نے احادیث نہیں لیں مگر وہ بھی ثقہ ہیں لہٰذا حدیث صحیح ہے اور اس مضمون کی احادیث احمد ابن حبان، طبرانی، حاکم، بیہقی نے بھی روایت کیں۔ مرقات)

[5] یعنی جس نے بحالت ایمان مجھے دیکھا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا لہٰذا جو لوگ حضور انور کے بعد مرتد ہو کر مرے وہ اس بشارت سے علیحدہ ہیں یوں ہی جن لوگوں کو اخلاص سے صحابہ کرام کی صحبت نصیب ہوئی ان کی خدمات میسر ہوئیں وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہیں ہم صحابی اور تابعی کا فرق پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابیت کے لیے ایک نظر جان مصطفوی دیکھ لینا کافی ہے مگر تابعیت کے لیے صحابی کی صحبت خدمت ضروری ہے اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اعمال کرنے پر سے

www.alahazratnetwork.org

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ

حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا [1]

اعمال سے بچنے یا ان سے توبہ کرنے کی توفیق دے گا۔ جس سے وہ دوزخ سے بچ جائیں گے عوام میں مشہور ہے کہ جو پاک پٹن شریف میں حضور بابا گنج شکر فرید الدین کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہو جاوے وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گذشتہ گناہ صغیرہ معاف فرما دے گا گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا رب فرماتا ہے ادخلوا الباب سجدًا وقولوا حطة نغفر لکم خطایاکم یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لیے گناہ حلال ہو گئے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

گفت طوبیٰ من رانی مصطفیٰ والذی یبصر لمن وجہی یرائے

جن اکھیاں تے دلبر دیکھیا اوہ اکھیاں تک لیاں توں لمیوں تے ساجن ملیا ہن آسان لگ گیاں

حضور کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت بھی بہشتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ احمد اور ابن حبان نے اور عبدالحمید نے بروایۃ حضرت ابن عمر حدیث نقل فرمائی طوبیٰ لمن رانی وامن بی وطوبیٰ لمن رای من رای وامن سبع مرات امرقات جو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے اسے ایک بار مبارک اور جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے اسے سات بار مبارک خیال رہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث نے جمع فرمایا ورنہ سارے صحابہ جنتی ہیں عشرہ مبشرہ یہ ہیں۔

دہ یار بہشتی اند قطعی ابوبکر و عمر علی و عثمان

سعد است و سعید و بوعبیدہ طلحہ زبیر و عبدالرحمٰن

[1] یعنی میرے صحابہ سے بغض مجھ سے بغض ہے تو اس کے برعکس صحابہ سے محبت مجھ سے محبت ہے صحابہ کی شان تو بہت اونچی ہے۔ مدینہ طیبہ کے خار و خار سے محبت وہاں کے جانوروں وہاں کے کتوں سے محبت حضور انور سے محبت کا ذریعہ بھی ہے اور اس کا نتیجہ بھی۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ مدینہ منورہ میں ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا آگیا کسی نے لاٹھی ماری جس سے اس کی ٹانگ

www.alahazratnetwork.org

أَذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَصْحَابِي فِي أُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِمِلْحٍ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلُحُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا

اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی مثال میری امت میں کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا ۲ حسن نے فرمایا کہ ہمارا نمک تو چلا گیا ہم کیسے درست ہوں ۳ (شرح سنہ) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں وفات نہیں پاتا مگر وہ قیامت کے دن ان کا پیشرو

ٹوٹ گئی آپ کھانا چھوڑ کر بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ارے یہ مدینہ کا کتا ہے اسے نہ مارو۔ کتے کو گود میں اٹھا لیا اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کی ٹانگ سے باندھی گھر لائے علاج کرایا۔ عشق سب کچھ کرا لیتا ہے مجنوں سے پوچھو کہ لیلیٰ کے کتے کی شان کیا ہے۔

۱ یعنی صحابہ کرام میں سے کسی کو ستانا درحقیقت مجھے ستانا ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا یہ عمل عداوتِ رسول کی دلیل ہے (مرقاۃ) اور عداوت رسول عداوت رب ہے ایسا مردود دوزخ ہی کا مستحق ہے۔

۲ یعنی جیسے نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے کو درست کر دیتا ہے ایسے ہی میرے صحابہ میری امت میں ہیں تھوڑے مگر سب کی اصلاح انہی کے ذریعہ سے ہے۔ ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہے وہ ساری ریل کو انجن کا فیض پہنچاتا ہے انجن سے وہ کھنچتا ہے اور سارے ڈبے اس کے ذریعہ کھنچتے ہیں۔

۳ خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اب ہم حضرات صحابہ کا دیدار کیسے کریں ان سے روایات کیسے لیں ان سے حضور کے حالات کیسے پوچھیں وہ تو چلے گئے اصلاح سے مراد ہے مزیدار یعنی ہمارے اندر وہ لذت سوز و گداز کیسے پیدا ہو وہ حضرات نہ رہے خیال رہے کہ خواجہ حسن بصری کے زمانہ میں ایک سو دس صحابہ موجود تھے مگر چونکہ اب ان کا زمانہ ختم ہو رہا تھا اس لیے آپ یہ افسوس فرما رہے تھے (اشعۃ)

www.alahazratnetwork.org

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ فِيْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ ؕ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ؕ وَعَنْ

ان کا نور ہوگا ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مجھے کوئی نہ پہنچائے الخ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کردی گئی ۲؎ تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا کہتے ہیں ۳؎ تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار ۴؎ (ترمذی) روایت ہے

۱؎ یعنی جس سرزمین میں میرے کسی صحابی کی وفات یا دفن ہوں گے قیامت کے دن اس سرزمین کے سارے مسلمان ان صحابی کے جلو میں محشر کی طرف چلیں گے اور یہ صحابی ان سب کے لیے روشن شمع ہوں گے ان کی روشنی میں سارے لوگ قبروں سے محشر تک اور محشر سے جنت تک پل صراط وغیرہ سے ہوتے ہوئے پہنچیں گے۔

۲؎ یعنی مصابیح میں وہ حدیث یہاں تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب حفظ اللسان میں بیان کردی ہے

۳؎ اس فرمان عالی میں غیبی خبر بھی ہے کہ آئندہ مسلمانوں میں دشمنان صحابہ پیدا ہوں گے اور یہ کہ ایسے دشمن خود صحابہ کے زمانہ ہی میں پیدا ہو جائیں گے۔ چنانچہ خلافت حیدری میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے مذہب رفض ایجاد کیا اور پھیلایا غرضیکہ اس فرمان عالی میں دو غیبی خبریں ہیں۔

۴؎ یعنی صحابہ کرام تو خیر ہی خیر ہیں تم ان کو بُرا کہتے ہو تو وہ برائی خود تمہاری طرف ہی لوٹتی ہے اور اس کا وبال تم پر ہی پڑتا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی پر لعنت کرے مگر وہ لعنت کے لائق نہ ہو تو لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے علی شرکم میں اسی جانب اشارہ ہے کہ کسی کے کام پر لعنت کرنا آسان ہے اور فاعل پر لعنت کرنا دشوار دیکھو یہاں علی شرکم فرمایا علیکم نہیں فرمایا حضرت حسان نے ان کفار سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے تھے فرمایا شعر:

اتهجوه ولست له بكفو فشركما الخيركما فداء (مرقات)

حدیث مرفوع میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جنہیں رافضی کہا جاوے گا کیونکہ اسلام کو رفض کر چکے ہوں گے (چھوڑ چکے ہوں گے) وہ لوگ مشرک ہیں وہ اپنے کو محبان اہل بیت کہیں گے مگر جھوٹے ہوں گے کیونکہ جناب ابوبکر و عمر کو گالیاں دیں گے (مرقات، صواعق) (رافضی دشمنان صحابہ ہیں خوارج دشمنان اہل بیت ان کی دشمنی سے ان صحابہ و اہل بیت کے درجات قیامت تک بڑھتے رہیں گے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ بَعْضُھَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَکُلٌّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا ھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اِخْتِلَافِھِمْ فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا[1] تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے[2] فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے[3] (رزین) حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل[4] پہلی فصل

[1] یہاں اختلاف سے اجتہادی علمی و عملی اختلاف مراد ہے اس میں غیبی خبر ہے کہ میرے صحابہ میں اختلاف ہوں گے خیال رہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگیں اختلاف کی بنا پر تھیں نہ کہ عداوت کی بنا پر جیسے حضرت سارہ اور جناب ہاجرہ کا اختلاف یا جیسے برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام سے اختلاف اس کا انجام بخیر ہوتا ہے ہم کسی کو برا نہ کہیں اس کے باوجود وہ ایک دوسرے پر رحیم و کریم تھے رب فرماتا ہے رحماء بینھم۔

[2] اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں اختلاف سے مراد فقہی مسائل میں اختلاف ہے۔ جو شخص کسی صحابی کے فتوے پر عمل کرے گا نجات پا جائے گا ائمہ دین جیسے امام اعظم اور امام شافعی وغیرہم صحابہ ہی کے مقلد ہیں امام اعظم حضرت عبداللہ ابن مسعود کے اور امام شافعی حضرت عبداللہ ابن عباس کے اکثر مسائل میں تابع ہیں دونوں ہدایت پر ہیں۔

[3] سبحان اللہ کیسی نفیس تشبیہ ہے حضور نے اپنے صحابہ کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہل بیت کو کشتی نوح فرمایا سمندر کا مسافر کشتی کا بھی محتاج ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کے رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں اسی طرح امت مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی محتاج ہیں اور صحابہ کبار کے بھی محتاج۔ امت کے لیے صحابہ کی اقتدا میں ہی اہتدا یعنی ہدایت ہے[4] مناقب جمع ہے منقبت کی بمعنی فضیلت و بزرگی منقبت ابوبکر صدیق کا نسب شریف یہ ہے عبداللہ ابوبکر ابن عثمان ابوقحافہ

www.alahazratnetwork.org

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ وَلَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ سارے انسانوں میں مجھ پر بڑا احسان کرنے والے اپنی صحبت اپنی محبت و مال میں ابوبکر ہیں [1] اور بخاری کے نزدیک ابابکر ہے اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو میں ابوبکر کو دوست بناتا [2] لیکن اسلام کا بھائی چارا

ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ آپ ساتویں دادا یعنی مرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں آپ کا لقب صدیق ہے کنیت عتیق معراج کی صبح کو حضور کی معراج کی شاندار تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کہا گیا اور حضرت بلال کو آزاد کرنے پر آپ کا لقب عتیق یعنی دوزخ سے آزاد یا لوگوں کو آزاد کرنے والے آپ کے فضائل آسمان کے تاروں زمین کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں بعد انبیاء کرام آپ ہی افضل الخلق ہیں آپ اسلام کے بعد کبھی حضور انور سے جدا نہ ہوئے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے سفید رنگ دراز قد دبلے بدن والے چوڑی پیشانی تھے آپ اور آپ کے ماں باپ آپ کی ساری اولاد اور آپ کی اولاد کی اولاد صحابی ہیں یہ شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا مکہ معظمہ میں آپ کی پیدائش واقعہ فیل سے دو سال چار ماہ بعد ہوئی اور جمادی آخرہ کی بائیس تاریخ منگل کی شب ۱۳ھ میں مغرب و عشاء کے درمیان مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ بلا فصل حضور کے پہلو میں آرام فرما ہیں دو سال چار ماہ خلافت کا زمانہ ہے ۶۳ ترسٹھ سال عمر شریف ہوئی رضی اللہ عنہ۔

[1] خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا مال جان۔ اولاد وطن سب کچھ حضور پر قربان کر دیا غار ثور میں ہجرت کی رات اپنی جان حضور پر فدا کی کہ سانپ سے کٹوایا اپنی صاحبزادی عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور انور سے کیا جب آپ کی عمر چھ سال تھی اور حضور کی عمر ۵۴ سال حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جب حضور کا وصال ہوگا تو حضرت عائشہ عین جوانی میں ہوں گی آپ کے بعد نہ آپ کو میراث ملے گی نہ آپ کا نکاح کسی سے ہو سکے گا یہ ہے اولاد کی قربانی جس وقت آپ ایمان لائے تو چالیس ہزار دینار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں جو سب حضور پر خرچ کیں وفات کے وقت کفن کے لیے کپڑا بھی نہ تھا پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ صدیق کا احسان مجھ پر بڑا ہے ؎

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیمے اول سینائے ما۔

مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے دس دینار میں خرید کر وقف کی (ابن ماجہ کا حاشیہ صـ۵۴) بعد میں حضرت عثمان نے آس پاس کی زمین خرید کر ملحق کی۔ [2] خلیل یا تو بنا ہے خُلت خ سے بمعنے دلی دوست

www.alahazratnetwork.org

وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اور اس کی دوستی ہے [1] مسجد میں کوئی کھڑکی نہ رکھی جاوے سوا ابوبکر کی کھڑکی کے [2] دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا [3] (مسلم بخاری)
روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے فرمایا

جس کی محبت دل کی گہرائی میں اور ترجمہ حضور کا ایسا محبوب صرف اللہ ہی ہے یا بنا ہے خلت خ فتحہ سے بمعنی حاجت یعنی وہ دوست جس پر توکل کیا جاوے اور ضرورت کے وقت اس سے مشکل کشائی حاجت روائی کرائی جاوے حضور انور کا ایسا کارساز حاجت روا محبوب سوا رخدا کے کوئی نہیں ورنہ اصل محبت حضور کو جناب صدیق سے بہت ہی ہے ۔

[1] یعنی ہم مطلقات محبت کی نفی نہیں کر رہے ہیں محتاجی حاجت روائی کی محبت کی نفی ہے یا جگری دلی محبت کی جو صرف ایک سے ہی ہو سکتی ہے ایمانی محبت ان سے علی وجہ الکمال ہے خیال رہے کہ حضرت صدیق نے کبھی حضور کو بھائی کہہ کر پکارا نہیں کہ یہ حرام ہے لا تجعلوا دعاء الرسول الخ ۔

[2] خوخہ بمعنی کھڑکی یا بمعنی چھوٹا دروازہ جن صحابہ کرام کے مکانات مسجد کے متصل تھے انہوں نے اپنے گھروں کی دیواروں میں مسجد کی طرف روشندان اور چھوٹے دروازے رکھے تھے کہ روشندانوں سے حضور کو دیکھ لیا کریں اور آسانی سے مسجد میں آتے جاتے رہیں ان سب کے بند کر دینے کا حکم دیا سوا صدیق اکبر کے دروازے کے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے دو گھر تھے ایک مسجد شریف سے متصل دوسرا مقام سنح میں یہ اس کھڑکی کا ذکر ہے جو مسجد سے ملے ہوئے مکان میں تھی اب باب الصدیق اس مکان کی یادگار ہے لہٰذا مرقات کا یہ فرمانا کہ آپ کا گھر تو مقام سنح میں تھا پھر کھڑکی مسجد نبوی کی طرف کیسی اور اس کی تاویل خلافت سے کرنا کچھ قوی نہیں ۔

[3] خیال رہے کہ آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابوبکر ہے ابو کے معنی ہیں والا جیسے ابوہریرہ بلی والے بکر کے معنی ہیں اولیت اسی سے ہے بکرہ ، باکرہ اور باکور ابوبکر کے معنی ہوئے اولیت والے چونکہ آپ ایمان ، ہجرت حضور کی وفات کے بعد وفات میں اور قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ سب کاموں میں آپ ہی اول ہیں اس لیے آپ کو ابوبکر کہا گیا رضی اللہ عنہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور نے حضرت علی کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد میں صرف علی کی کھڑکی رہے جس پر جناب حمزہ نے شکایت کی تھی کہ یا رسول آپ نے اپنے چچا کو تو اس کی اجازت نہیں دی اور چچازاد بھائی کو اجازت دے دی فرمایا کہ میں نے نہیں حکم دیا بلکہ یہ حکم الٰہی ہے اور حضرت صدیق اکبر کو یہ اجازت وفات

www.alahazratnetwork.org

لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَّيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا

اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو دوست بنایا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں

شریف سے تین دن پہلے دی ہے جو یہاں مذکور ہے (اشعۃ اللمعات) مرقات میں بھی اس کے قریب قریب ہے۔

۱ صاحبکم سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے یعنی اللہ نے مجھے اپنا خلیل اپنا دوست بنالیا ہے تو میں نے بھی اس کو اپنا خلیل بنالیا اس کے سوا کوئی نہیں بنایا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے صاحب یعنی ساتھ رہنے والے ہیں رب فرماتا ہے وما صاحبکم بمجنون اور فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی کیونکہ حضور انور ہر مومن کے دل میں ایمان میں جان میں سفر میں قبر میں حشر میں ساتھ رہتے ہیں حضور ہر مومن کے ہر وقت ہر جگہ کے ساتھی ہیں جیسے جان جسم کی ساتھی خیال رہے کہ حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہیں اور حضور انور بھی مگر ان دونوں خلتوں میں فرق ہے خلت محمدی اعلیٰ واکمل ہے خلت ابراہیمی سے جناب ابراہیم اللہ کے ایسے خلیل ہیں کہ جو رب کہتا ہے وہ آپ کرتے ہیں، مگر حضور اللہ کے ایسے خلیل کہ جو آپ کہتے ہیں وہ رب کرتا ہے دیکھو فرماتا ہے فلنولینک قبلۃ ترضاھا اور فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی لیے حضور کا لقب ہے حبیب اللہ۔ جو حضور انور کا ہو جاوے وہ بھی اللہ کا دوست ہو جاتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ۔ مسجد کی چٹائی۔ لوٹا وغیرہ سب مسجد کی طرح اللہ کی ہو جاتی ہیں۔ یعنی وقف۔

۲ بھائی سے مراد حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر الصدیق ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے بھائی کو بلانا وصیت نامہ لکھانے کے لیے تھا (مرقات اشعہ) کتاب سے مراد خلافت نامہ ہے۔ اس ارادہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ سلطان اسلام اپنا خلیفہ کسی کو بنا سکتا ہے ورنہ حضور انور اس کا ارادہ نہ کرتے لہذا حضرت ابوبکر صدیق کا جناب عمر کو اپنا جانشین خلیفہ مقرر فرمانا بالکل درست ہوا خیال رہے کہ حضور انور نے تحریری طور پر حضرت صدیق کو خلیفہ نہ بنایا مگر عملی خلیفہ بنا دیا کہ حج وداع سے پہلے حج کا امیر اور وفات کے وقت مسجد نبوی شریف کا امام جناب صدیق کو بنا دیا یہ عملی طور پر ولی عہد بنانا تھا ۳ یعنی کوئی یہ نہ کہے کہ خلیفہ رسول اللہ میں ہوں حالانکہ ابوبکر کے

www.alahazratnetwork.org

وَلَا وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدَلَ اَنَا وَلَا ۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

لیکن نہیں اللہ اور مومنین ابوبکر کے سوا کو منع کردیں گے[1] (مسلم) اور کتاب حمیدی میں بجائے انا ولا کے انا اولی ہے۔ روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے[2] فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اس نے کسی چیز کے متعلق حضور سے بات کی[3] تو اسے حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا وہ بولی یارسول اللہ فرمائیے تو اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں شاید اس کی مراد موت تھی[4] فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا[5] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے

ہوتے کسی کو خلافت کا حق نہیں۔ وَلَا کے بعد ایک عبارت پوشیدہ ہے یعنی ولا یکون کذٰلک

[1] یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کسی اور دوسرے کی خلافت پسند فرمائے گا کیونکہ وہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ خلیفۂ رسول جناب صدیق اکبر ہوں اور نہ مسلمان کسی اور کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان سب کو معلوم ہے کہ افضل خلیفہ ہونا چاہیے اور بعد رسول افضل خلق حضرت صدیق اکبر ہی ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ سعد ابن عبادہ نے خلیفہ ہونے کی تمنا بلکہ کوشش کی مگر مسلمان کا متفقہ فیصلہ جناب صدیق اکبر کی خلافت پر ہوا۔ وفات کے وقت جو حضور نے کاغذ و قلم منگایا تھا شاید حضرت صدیق اکبر کے لیے خلافت لکھنا چاہتے تھے۔ حضور انور کے خلافت نامہ نہ لکھنے میں بھی آئندہ مسلمانوں کو تعلیم تھی کہ خلیفہ کا چناؤ اس طرح بھی ہو سکتا ہے یعنی ووٹ کے ذریعہ

[2] آپ قریشی ہیں نوفل ابن عبد مناف کی اولاد سے آپ کا نام جبیر ہے کنیت ابو محمد فتح مکہ سے ایک سال پہلے خیبر کی فتح پر ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد تھے۔

[3] یا تو کوئی مقدمہ پیش کیا فیصلہ کے لیے یا حضور سے کچھ مانگا۔ یا کوئی مسئلہ پوچھا پہلا احتمال قوی ہے۔ کسی مقدمہ میں حاکم کا تاریخ دینا جائز ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ حضور نے اسے کل کی تاریخ دی۔

[4] یہ واقعہ حضور کی وفات شریف سے قریب کا ہے اس بی بی کا مطلب یہ تھا کہ اگر حضور کل سے پہلے وفات پا جائیں تو کس سے فیصلہ کراؤں۔

[5] یعنی اگر میری وفات ہو جاوے۔ تو ابوبکر صدیق سے اپنا فیصلہ کرالینا اس فرمان عالی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَکَتُّ فَخَافَۃَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ فِیْ اٰخِرِھِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا [1] فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس آیا میں نے کہا لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا عائشہ میں نے کہا مردوں میں فرمایا ان کے والد [2] میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر پھر حضور نے چند حضرات گنائے تو میں چپ ہو گیا اس خوف سے کہ مجھے ان سب کے آخر میں کر دیں [3] (مسلم بخاری) روایت ہے محمد ابن حنفیہ سے [4] فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے [5] فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا

حضور کو کون افضل کہ امیر بنایا

[1] ذات سلاسل مدینہ منورہ سے دس روز کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یا تو یہاں مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں یا وہاں ایک کنوئیں کا نام سلاسل ہے جیسے آج خیبر کے راستہ میں ایک منزل کا نام سلسلہ ہے یا وہاں کا ریتہ زنجیروں کی طرح ہے ان وجوہ سے اسے ذات السلاسل کہتے ہیں پہلے حضور نے حضرت عمرو ابن عاص کو تین سو صحابہ پر امیر بنا کر وہاں بھیجا انہوں نے حضور سے کمک طلب کی تو ایک اور جماعت صحابہ بھیجی جس میں حضرت ابوبکر و عمر اور ابو عبیدہ ابن جراح بھی تھے۔ حضرت عمرو ابن عاص نے جو دیکھا کہ حضور انور نے مجھے آج حضرت صدیق و فاروق پر بھی امیر بنا دیا تب واپسی پر یہ سوال کیا جو یہاں مذکور ہے وہ سمجھے کہ میں ان بزرگوں سے بھی افضل ہوں (اشعہ)

[2] محبت کی بہت قسمیں ہیں ایک محبت عائشہ صدیقہ سے زیادہ ہے دوسری قسم کی محبت حضرت فاطمہ سے زیادہ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اس سوال کے جواب میں فرمایا مجھے بہت پیاری فاطمہ زہرا ہیں اور مردوں میں ان کے خاوند [3] یعنی میں تو اس خیال میں تھا کہ چونکہ حضور انور نے مجھے اس لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق سپاہیانہ شان سے تھے لہٰذا میں ان سے بھی افضل ہوں گا مگر پتہ لگا کہ میں تو ان سے بہت ہی فاصلہ پر ہوں ایسا نہ ہو کہ میری باری سب سے آخر میں ان سے آئے اس لیے میں پوچھنے سے باز رہا تاکہ پردہ ہی رہے [4] آپ محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ابن قیس ہے قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں جو خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ میں آئیں اور حضرت علی کو دی گئیں آپ تابعی مشہور عالم بڑے بہادر تھے ایک بار ایک ذرہ حضرت علی کی خدمت میں پیش کی گئی جو آپ کے قد شریف سے بڑی تھی تو ابن حنفیہ نے اپنے ہاتھ سے زائد ذرہ توڑ کر

www.alahazratnetwork.org

عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

عمر میں ڈرا کہ آپ کہہ دیں گے کہ عثمان کو تو میں نے کہا پھر آپ ۴ فرمایا میں تو نہیں مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص ۵ (بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابو بکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو ۵۲ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو رہنے دیتے ان میں کسی کی بزرگی بیان نہ کرتے ۵۳ (بخاری) اور ابو داؤد کی روایت میں ہے فرمایا ہم کہتے تھے جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آپ کے بعد ابو بکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ

حضرت علی کے قدر پوچھ کردی۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی جنگ میں تم کو بھیجا کرتے ہیں حسن و حسین کو نہیں بھیجتے فرمایا وہ دونوں آنکھیں ہیں میں ہاتھ ہوں آنکھوں کی حفاظت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔

۵ یہ سوال حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ہوا تھا۔ جبکہ حضرات شیخین و عثمان غنی وفات پا چکے تھے۔

۵۱ یہ فرمان حضرت علی کی انتہائی تواضع اور انکساری پر ہے ورنہ ان تین خلفاء کے بعد افضل الخلق آپ ہی ہیں رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ (مرقات واشعہ)

۵۲ کیونکہ یہ تینوں حضرات بہت رسیدہ تجربہ کار اور حضور انور کے مشیر خاص اور راز دار تھے ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں فطرتی طور پر جاگزین تھی ۵۳ یعنی ان تینوں صاحبوں کی سی بزرگی کسی اور صحابی کو نہ دیتے تھے خیال رہے کہ حضرت علی کا شمار اہل بیت نبی میں ہے اسی لیے ان کا ذکر نہ فرمایا یہاں ذکر صحابہ کا ہے کہ صحابہ میں ہم یہ ترتیب رکھتے تھے نیز حضور کے زمانہ میں حضرت علی بہت کم سن تھے اور وہ تین حضرات شیوخ میں سے تھے ورنہ حضرت عمر کا عقیدہ تھا کہ اہل بدر، اہل بیعۃ رضوان اور علماء صحابہ ان کے مجتہد ہیں دوسرے صحابہ سے افضل ہیں خصوصاً حضرت علی بہت افضل و اعلیٰ ہیں (مرقات) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے حضرت علی، اصحاب بدر عشرہ مبشرہ بیعۃ الرضوان والے صحابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا نَفَعَنِیْ

پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین [1] تیسری فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا [2] سوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا [3] مجھے کسی کے مال نے

[1] اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کسی صحابی کو ان تین جیسی فضیلت ہم نہیں دیتے تھے بقیہ حضرات کی اپنی اپنی فضیلت مسلم ہے خیال رہے کہ حضرت علی میں رب نے دو بزرگیاں جمع فرمائی ہیں صحابیت اور حضور کا اہل بیت میں سے ہونا آپ کے گھر میں حضور نے اور حضور کی گود میں آپ نے پرورش پائی غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات جناب علی نے حضور کو دیا ادھر چار یار میں داخل ادھر پنج تن پاک میں شامل رضی اللہ عنہ۔

[2] یہاں شخصی خدمات واحسانات کا ذکر ہے کہ جس شخص نے ہم سے کچھ سلوک کیا تھا ہم نے اس سے بڑھ کر بدلہ دے دیا لہٰذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ انصار کے احسانات وخدمات کا بدلہ نہ ہو سکا قیامت میں رب تعالیٰ سے دلوایا جاوے گا کہ وہ تو ہمی اور حیاتی احسان وخدمات ہیں احادیث میں تعارض نہیں۔

[3] اس احسان سے یا تو وہ بدنی۔ مالی۔ وطنی۔ اولادی قربانیاں مراد ہیں جو حضرت صدیق اکبر برابر کرتے رہے یا حضرت بلال کو خرید کر آزاد کرنا مراد ہے کہ حضور نے فرمایا کہ صدیق نے مجھ پر احسان کیا کہ بلال کو آزاد کیا رب نے فرمایا وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی کی آیت کریمہ میں اس آزادی بلال کا ذکر ہے (مرقات) حضرت بلال کی خریداری پر حضور نے صدیق اکبر کے لیے فرمایا تھا شعر

مصطفےٰ گفتش کہ اے اقبال جو　　در خریدن می شوم انباز تو

اے ابوبکر بلال کی خریداری میں ہم کو بھی اپنے ساتھ ملا لو آدھی قیمت ہم سے لے لو ہم تم دونوں ان کے خریدار تو حضرت صدیق تڑپ گئے قدموں پر فدا ہو کر بولے۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو　　کردش آزاد ہم بردوئے تو

حضور میں بھی آپ کا غلام بلال بھی آپ کے غلام حضور میں نے انہیں آپ کے لیے ہی خریدا ہے میں نے انہیں آزاد کر دیا بلال نے جب چہرہ مصطفےٰ دیکھا تو

چوں بدید آں خستہ روئے مصطفےٰ　　خرّ مغشیاً علیہ بر قفا

www.alahazratnetwork.org

مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ۱؎ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا ۲؎ خیال رکھو کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں ۳؎ روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم سب سے بہتر ہم سب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیارے ۴؎

چہرہ پاک دیکھتے ہی غش کھا کر گر گئے ۔ بے ہوش ہو گئے حضور نے اپنی چادر سے چہرے کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا اوذیت فی اللہ کثیرا اے بلال تجھے اللہ کی راہ میں بڑی اذیتیں پہنچیں رضی اللہ عنہ اے صدیق تم پر لاکھوں سلام کہ تم نے ہم سب مسلمانوں کے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا کے آقا ہو ۔

۱؎ چنانچہ جب ابوبکر صدیق ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ بڑے امیر کبیر تھے اتنی بڑی دولت حضور انور پر خرچ کر دی بہت سے غریب مسلمان جو کفار کے غلام تھے بڑی مصیبت میں تھے انہیں خرید کر آزاد کیا ان سب میں حضرت بلال ابن ابی رباح اور مالک ابن نہیرہ بہت مشہور ہیں جب ہجرت میں حضور کے ساتھ گئے تو چند درہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی حضور پر خرچ کرنے کے لیے ساتھ لیے تھے ۔

۲؎ صوفیاء کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کی محبت میں دل رہے اور رفیق وہ ہے جس کی محبت دل میں رہے کشتی دریا میں اور دریا کشتی میں فرق ہے ۔ ۳؎ صاحبکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارک ہے ۔

۴؎ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق افضل الخلق بعد انبیاء ہیں ان کی افضلیت مطلقہ قرآن سے ثابت ہے رب فرماتا ہے ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ اولوا الفضل منکم میں خطاب سارے صحابہ اہل بیت سے ہے اور اولوا الفضل مطلق ہے اسی طرح جناب صدیق کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن یوں ہی ان کا سب مسلمانوں سے بڑھ کر متقی ہونا ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا قرآنی مسئلہ ہے وسیجنبھا الاتقی الذی الخ اتقی اسم تفضیل یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ سب مسلمانوں کے سردار سب سے بہتر رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیارے حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ ۔ ایک قسم کی محبت فاطمہ زہرا سب سے پیاری اور ایک قسم کی محبت میں عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ پیاری ۔ ایک اور قسم کی محبت میں ابوبکر صدیق سب سے بڑھ کر ایک اور قسم کی محبت میں حسن و حسین سب سے زیادہ پیارے ہیں پھر یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیارے ۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میرے غار میں ساتھی ہو ۱؎ اور حوض پر میرے ساتھی ۲؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوائے کوئی اور کرے ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۴؎

۱؎ غار سے مراد یا تو غار ثور ہے جہاں ہجرت کے موقعہ پر تین دن حضور کے ساتھ صدیق اکبر نے قیام فرمایا یا مراد قبر ہے پہلا احتمال قوی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ثانی اثنین اذ ھما فی الغار حضرت صدیق اکبر کی صحابیت قطعی یقینی ہے اس کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے (از مرقاۃ)

۲؎ یعنی دونوں جہان میں تم میرے خاص ساتھی ہو جس عمرای میں کسی کی شرکت نہیں ورنہ حضور کے سارے غلام حوض پر حضور کے ساتھ ہوں گے۔

۳؎ مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور انور نماز کے لیے مسجد تشریف نہ لاسکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابوبکر نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ مصلے پر کھڑا فرمانا اتفاقاً نہ تھا بلکہ کسی حکمت اور وجہ سے تھا اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنانا تھا اس کی تمہید تھی دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو معراج میں سارے نبیوں کی امامت حضور انور نے کی کہ سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے تیسرے یہ کہ امامت نماز میں عالم قاری پر مقدم ہوگا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہٰذا مذہب حنفی قوی ہے کہ عالم قاری پر مقدم ہے خیال رہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو مسجد نبوی شریف کا امام بنانا اتفاقاً تھا وہاں یہ نہ فرمایا تھا کہ عبداللہ کے سوا تے کسی کو امامت کا حق نہیں لہٰذا ان دونوں امامتوں میں فرق ہے

۴؎ یہ حدیث امام ترمذی کو غریب ہو کر ملی صحابہ کرام کے لیے غریب نہ تھی اس وقت میں غریب بنانے والا راوی شامل نہیں ہوا تھا اس پر

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَ وَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ مَا شَيْءٍ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ

روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا [1] اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا [2] فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو ان کے پاس تھا [3] فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے ان کے لیے اللہ رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز کی طرف ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا [4] (ترمذی ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب ابوبکر رضہ

صحابہ کا عمل ہو چکا یہاں لمعات میں ہے کہ حضرت علی نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ کو رسول اللہ نے ہمارے دین میں ہمارا پیشوا بنا دیا تو دنیا میں آپ کو پیچھے کرنے والا کون ہے (لمعات)

[1] غزوۂ تبوک کے موقعہ پر یہ حکم ہوا تھا [2] حضرت عمر کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادتی مال سے ہوتی ہے اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے لہٰذا میں ہی آج بڑھا جاؤں گا مگر بعد میں پتہ لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے کثرت اور برکت میں فرق ہے۔

[3] سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی اور ان کے بال بچوں کی طرح متوکل نہ کوئی ہوگا نہ سارا مال خیرات کرے گا ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے وانفقوا مما رزقناکم مما کامن بعضیت کا ہے اگر ہم سارا مال خیرات کر دیں تو اگرچہ ہم صبر کر جاویں مگر ہمارے بیوی بچے پیٹ پیٹ کر مر جاویں۔ خیال رہے کہ عابدوں کی نماز زکوٰۃ اور ہے عاشقوں کی اور نوعیت کی عارفوں کی اور طرح کی عابدوں کی زکوٰۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ۔ عاشقوں کی زکوٰۃ اشارہ پاکر سارا مال۔ عابدوں کی نماز مسجدوں کی دیواروں کے سایہ میں عاشقوں کی نماز تلواروں کے سایہ میں اس جواب سے معلوم ہوا اللہ رسول کے نام پر خیرات اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لیے اللہ رسول کو چھوڑا معلوم ہوا کہ اللہ رسول کافی ہیں۔

[4] خیال رہے کہ حضرت ابوبکر کا یہ کل مال جناب عمر کے آدھے مال سے مقداراً کم تھا مگر درجہ میں بہت زیادہ تھا قبولیت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ (اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَتٰی اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَھْلَ مَکَّۃَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَرَانِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْہُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہو اسدن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین کھولی جاویگی پھر ابوبکر پھر عمر پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا تو وہ میرے ساتھ جمع کیے جائینگے پھر میں مکہ والوں کا انتظار کرونگا حتی کہ ہم دونوں حرموں کے درمیان حشر کیے جائینگے (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جناب جبریل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی

عیال کا مراد ہونا میاں بیوی کے لیے

۱ عتیق کے بہت معنی ہیں پرانا، افضل جیسے کعبہ کو بیت عتیق کہتے ہیں آزاد شدہ آزاد کرنے والا آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوبکر لقب عتیق آپ کی زوجہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے یہ ہی غسل دیں ایسا ہی کیا گیا (مرقات) ۲ یہاں عتیق بمعنی آزاد کرنے والا ہے حضرت صدیق کے غلام بھی دوزخ سے آزاد ہیں ؎ تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد ؎ ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق۔

حضور کے سارے صحابہ ہی آگ سے آزاد ہیں وکلا وعد اللہ الحسنی مگر جناب صدیق کی آزادی کسی خاص نوعیت کی ہے جیسے یغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک ۳ یعنی قیامت میں جب دوسری بار صور پھونکا جاوے گا تو پہلے قبر انور ہماری پھٹیگی ہم اٹھیں گے پھر ترتیب وار ان دونوں بزرگوں کی خیال رہے کہ ان دونوں بزرگوں کی اولیت یا تو اس امت کے لحاظ سے ہے یا ساری امتوں کے اولیاء کے لحاظ سے (مرقات) ورنہ پہلے حضور کی قبر انور کھلے گی پھر دوسرے قبیلوں کی قبور مگر گروہ اولیاء اللہ میں پہلے ان دونوں بزرگوں کی ۴ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور جنت بقیع والے مومنوں کے پاس خود تشریف لے جائیں گے پھر یہاں ہی مکہ کے جنت معلے کے مدفون کا انتظار کریں گے وہ لوگ یہاں ہی پہنچیں گے پھر یہاں ہی حضور انور فلسطین کی زمین کی طرف چلیں گے۔ جہاں محشر قائم ہوگی مگر بعض روایات میں ہے کہ یہ اجتماع حرمین طیبین کے درمیان ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ادھر سے مکہ والوں کے لیے چلیں گے۔ ادھر سے مکہ والے حضور انور کی طرف درمیان میں ملاقات ہوگی مگر پہلی روایت قوی ہے کہ اہل مکہ مدینہ منورہ میں پہنچیں گے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ حرمین طیبین کی زمین میں دفن ہونا بڑی ہی خوش نصیب ہے اللہ تعالیٰ زمین مدینہ میں دفن نصیب کرے مجھے اور حضور کے سارے غلاموں کو شعر کعبہ کے صدقہ دل کی تمنا مگر یہ ہے ؎ مرنے کے وقت منہ ہو مدینہ کی طرف شعر مگر ایسی موت آئے تو کیا ہو چھپا مرا ؎ ہو خاک پر نگاہ در یار کی طرف بے خیال رہے کہ ان دونوں قبرستانوں کے مدفون تو حضور کے ساتھ یہاں ہی جمع ہو جائیں گے دوسرے مسلمان محبت والے شام کی زمین یعنی محشر میں حضور انور کے ساتھ ہو جائیں گے حضور فرماتے ہیں من احب قوما حشر معھم جو جس قوم سے محبت کریگا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا (مرقات) ؎

www.alahazratnetwork.org

أُمَّتِي فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَابَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ أَبُوبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَةٌ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا

گی جناب ابوبکر نے کہا یارسول اللہ میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتّٰی کہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا (ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت عمر سے کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو آپ روئے اور بولے کہ میری آرزو یہ ہے کہ میرے سارے عمل حضرت ابوبکر کے ایک دن کے اور ایک رات کے عمل کی طرح ہوتے آپ کی رات وہ رات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ غار کی طرف پہنچے تو جب وہ دونوں اس غار تک پہنچے عرض کیا واللہ آپ اس میں داخل نہ ہوں حتّٰی کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو تو آپ داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کے ایک کنارہ میں سوراخ پایا۔

۱؎ غالباً یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے یا کسی اور وقت کا (اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کی امت کے داخلہ کے لیے جنت میں علیحدہ دروازہ بنایا گیا ہے وہاں بھی امتیازی شان اس امت کی ہے یہ سب حضور کے صدقے سے ہے ۲؎ سبحان اللہ کیسی پیاری تمنا ہے یعنی جب حضور وہ دروازہ دیکھنے گئے تو کاش میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا ۳؎ یعنی اے ابوبکر اللہ نے تمہارے لیے اس سے اعلیٰ درجہ رکھا ہے وہ یہ کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے تمہارے بعد دوسرے لوگ۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے جنت میں حضور انور تشریف لے جائیں گے پھر سارے نبی پھر حضور انور کی امت پھر دوسرے نبیوں کی امتیں اور اس امت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق تو لازم آیا کہ بعد انبیاء سب سے پہلے جناب صدیق اکبر جنت میں جائیں گے اس سے پتہ لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل ہیں بعد انبیاء سب سے پہلے جنت میں داخلہ آپ کا ہی ہوگا۔ نوٹ ضروری جنت میں ساری مخلوق سے پہلے حضرت بلال جائیں گے اس طرح کہ حضور کے داخلہ کے وقت آگے آگے بلال ہوں گے ہتھوڑ کرتے ہوئے جیسے غلام شاہوں کے آگے چلتے ہیں خادمانہ شان سے وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اے بلال تم کونسی نیکی کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے سنی وہاں وہ ہی آہٹ سنائی گئی جو قیامت کے بعد جنت کے داخلہ کے وقت حضور کے آگے آگے چلنے کی ہوگی مگر وہ خدمت گاری کی حیثیت سے جزاء اور یہ داخلہ پہلے وہاں حضرت ابوبکر صدیق کو میسر ہوگا لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضرت ادریس جنت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں یا آدم علیہ السلام پہلے وہاں رہ کر آئے ہیں مگر وہ داخلہ جزا کے لیے نہیں ۴؎ اس فرمان فاروقی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ نیکیاں اپنی مجھے دے دیتے اور میری

www.alahazratnetwork.org

بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَالْتَفَّهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ فِيْ حَجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْحُجْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يُّنَبِّهَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ

آپ نے تہبند پھاڑا اس سے سوراخ بند کیا ان میں سے دو سوراخ رہ گئے ان میں اپنے پاؤں دیدیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود میں رکھا اور سو گئے ابوبکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑیں پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے تو فرمایا اے ابوبکر کیا ہوا عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ

سارے نیکیاں خود لے لیتے دوسرے یہ کہ مجھے بجائے ان تمام نیکیوں کے وہ دو نیکیاں میسر ہوجاتیں میرے یہ رقیامت میں رب تعالیٰ میری تمام نیکیوں کو حضرت صدیق کو ان دو نیکیوں کی طرح قرار دے دے ۵ اس سے معلوم ہوا کہ نگاہ فاروقی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حضور پر جان نچھاور کرنا ساری نیکیوں سے افضل ہے حضرت عمر اپنی ساری نمازوں سارے روزوں سارے جہاد و ساری فتوحات اسلامیہ کو اس غار کے بھاڑ نے سوراخ میں پاؤں لگانے سانپ سے کٹوانے حضور انور کا سر اپنے زانو پر رکھنے پر قربان کر رہے ہیں حضرت صدیق نے اس رات تہجد سجدہ وغیرہ نہیں کیے تھے بلکہ محبوب کی یہ خدمت کی تھیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں

شعر مولیٰ علی نے راز کی تری کا فیصلہ پر نماز شاہ رد ہی عصر سے جو اعلیٰ خطر کی ہے۔ صدیق بلکہ غار میں جاں اپنی دے چکے ہے اور حفظ جاں تو اصل فروض غرر کی ہے گو تو نے ان کو جان نہیں پھیری نماز پڑھ تو کر چکے تھے جو کر نی تھی کر چکے ہے معلوم ہوا کہ جو فرائض فروع میں ہے اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے اس رات جناب صدیق نے عبادت کی تو وہ کی زمین پر اس کو تقویٰ نہیں کہا تھا یعنی اپنے زانو پر حضور کا سر رکھ کر حضور کے پیر کو تکتے رہنا اس وقت یہ عبادت کو نہیں کہا تھا رضی اللہ عنہ ۱۲ یہ ہے درجہ فنا فی الرسول اور عشق صادق کا عشق نے لباس کے ٹکڑے اڑا دیئے دونوں پاؤں سوراخوں سے اگوا دیئے اس وقت عجیب کیفیت ہے حضرت صدیق وہاں بیٹھے ہوں گے کہ پاؤں اوپر ہیں خود نیچے ہیں اس نشست پر ہزار ہا نمازوں کی نشستیں قربان ہوں ۱۲ آج حضرت ابوبکر صدیق کا زانو کعبہ معظمہ بلکہ عرش معلیٰ سے افضل تھا اگر اس پر قرآن رکھا جاوے تو وہ محترم ہے جس کی گود صاحب قرآن کی رحل بنے وہ کعبوں سے افضل ہوگا خیال رہے کہ جناب آمنہ حلیمہ ثویبہ کی گود میں حضور نے پرورش پائی حضرت ابوبکر و علی کی گود میں حضور نے سر رکھ کر آرام فرمایا ہجرت کی غار ابوبکر صدیق کی گود میں اور خیبر کے دن حضرت علی کی ران پر حضرت عائشہ صدیقہ کے سینہ پر حضور نے انور کی رنات ہوئی یہ گود اور یہ زانو بہت ہی افضل ہیں جیسے آقا کچھ دیر حضور کی عبا کملی شریف میں رہے تو افضل ہوگئے ایسے ہی یہ حضرات ان نسبتوں سے سارے جہان سے افضل ہوگئے یہ فقیر ان گودوں ان زانوؤں کے توسل سے دعائیں کیا کرتا ہے رب تعالیٰ سے قبولیت کی امید ہے ۱۲ یعنی مار نار نے یار غار کو کاٹ لیا عرب کا سانپ بہت ہی زہریلا ہوتا ہے سانپ نے کئی بار کاٹا ایک ہی جگہ تاکہ آپ اپنا پاؤں ہٹا لیں گر پاؤں نہ ہٹا۔ جان کتنی ہے کہ نثار ایمان کہتا ہے کہ جنبش نہ کرو وہاں ایماں جان پر بن رہا ۱۲ جب سانپ کا زہر جسم میں اثر کرتا ہے تو اعضاء بدن میں سخت تکلیف ہوتی ہے اس وقت انگلیں

www.alahazratnetwork.org

فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَھَبَ مَا یَجِدُہٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَیْہِ وَکَانَ سَبَبَ مَوْتِہٖ وَاَمَّا وَصْلُہٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّیْ زَکٰوۃً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا لَّجَاھَدْتُّھُمْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِھِمْ فَقَالَ لِیْ اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ اَنَّہٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَاَنَا حَیٌّ رَوَاہُ رَزِیْنٌ۔

فدا میں تو دس: باگیا تب رسول اللہ نے اپنا لعاب لگادیا تو وہ تکلیف جاتی رہی[1] جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر لوٹ آیا اور آپ کی وفات کا سبب[2] بنا لیکن آپ کا دن تو جب رسول اللہ نے وفات پائی اہل عرب مرتد ہو گئے اور بولے کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے[3] تو فرمایا کہ اگر مجھے ایک رسی کا انکار کریں گے تو میں اللہ پر جہاد کروں گا[4] میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ لوگوں پر موافقت کریں اور ان پر نرمی کیجئے[5] تو مجھ سے فرمایا کہ تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں نرم وحی بند ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا کیا دین میں کمی کی جاوے گی حالانکہ میں زندہ ہوں[6] (رزین)

رکنا بڑی ہمت و جرأت کی بات ہے [5] آپ کے یہ آنسو محبت (تکلیف) کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر جاری ہوئے جنہیں حضور انور کے نورانی چہرے پر جگہ ملی۔ [1] حضور انور کے لعاب شریف کے معجزات بھی شمار سے باہر ہیں حضرت علی کی دکھتی آنکھ میں حضور انور نے لعاب لگا کر اس کو کھلی آنکھوں سے بہتر کر دیا تھا۔ حضرت اسید اللہ بن تلیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی میں لگا تو ہڈی جڑنے والے سریش کا کام کیا حضرت علقمہ کے گندھے ہوئے آٹے اور گوشت کی ہانڈی میں پڑا تو بے مثال برکت دی حضرت ابوبکر صدیق کے ڈسے ہوئے پاؤں کے انگوٹھے میں لگا تو تریاق کا کام دیا لعاب کیا ہے اللہ کی قدرتوں کا مظہر اتم ہے بعض صالحین کو فرماتے سنا گیا کہ جو شیخ صدیقی حضرت محمد بن ابوبکر کی اولاد سے ہیں انہیں سانپ یا تو کاٹتا نہیں اگر کاٹے تو اثر نہیں کرتا اس لعاب شریف کا اثر ہے اور ان کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں سیاہ تل ہوتا ہے یعنی کہ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے شیخ صدیقی ہو۔ تو دونوں پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل ہوگا۔ میں نے بہت صدیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل دیکھے ہیں غرضکہ یہ عجیب معجزات ہیں [2] اس جگہ کہ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت یہی سانپ کا اثر لوٹ آیا اسی زہر سے آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو درجہ شہادت عطا ہوا یہاں بھی فنا فی الرسول کی جلوہ گری ہے حضور انور کی وفات خیبر والے زہر سے ہوئی کہ اس کا اثر واپس آیا اور جناب صدیق کی وفات غار ثور والے سانپ کے زہر سے ہوئی حضور کی وفات کی شب چراغ میں تیل نہ تھا اور حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے پرانا کپڑا تھا جسے دھو کر انہیں میں کفن دیا گیا یہ ہے اسلام کا پہلا تاجدار رضی اللہ عنہ [3] ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے لہٰذا مرتد ہو گئے تھے کہ فرض کا انکار کفر ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ظاہری مال زکوٰۃ سلطان اسلام کو ادا کرنے کے منکر ہو گئے ہوں تو باغی ہوئے دونوں سے قتال جائز ہے اس کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزر گئی وہاں کہا گیا ہے کہ اب مال باطن سونا چاندی اور مال ظاہری جانور وغیرہ سب کی زکوٰۃ خود مال والا ہی دے سلطان کو نہ دے [4] عقال عین کے کسرہ سے بعنی رسی بھی آتا ہے اور بمعنی بکری کا بچہ بھی سیاق دونوں احتمال ہیں بعض روایات میں بجائے عقال کے عناق آیا ہے یعنی بکری کا بچہ مقصود یہ ہے کہ اگر معمولی زکوٰۃ بھی ہم کو سپرد نہ کریں تو ان پر جہاد ہوگا [5] یعنی ان پر جہاد نہ کریں بلکہ کچھ ڈھیل دیں اور نرمی سے انہیں سمجھا دیں حضرت علی بلکہ تمام صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے یہی عرض کیا وہ بولے کہ حضور انور صاحب معجزات تھے مگر آپ نے تیئیس سال میں احکام شرعیہ جاری فرمائے ہم کیدم کیسے جاری کر سکتے ہیں آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور حضرت فاروق اعظم کو جواب دیا جو یہاں مذکور ہے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) [6] یہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کی قوت ایمانی کہ دین کے معاملہ میں کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں [7] یعنی اپنے جیتے جی اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑنے دوں گا میرے بعد اللہ حافظ ہے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے زمانہ جاہلیت میں کبھی کفر و شرک نہیں کیا مرقات میں بحوالہ معالم العترۃ الطیبہ روایت نقل فرمائی کہ ایک دن ابوبکر صدیق نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا ایک بار مجھے میرے باپ ابوقحافہ ایک بت کے سامنے لے گئے اور کہا یہ ہے تمہارا رب اسے سجدہ کرو باپ کسی کام کو گئے میں نے بت سے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے پھر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا اگر تو خدا ہے تو میری مدد سے اپنے کو بچا لے یہ کہہ کر میں نے اسے اس پتھر سے توڑ دیا میرے باپ نے آکر یہ دیکھا تو بولے یہ کیا میں نے کہا دیکھو اپنے خدا کا حال جو میری مار سے ریزہ ریزہ ہو گیا میرے باپ نے یہ شکایت میری ماں سے کی وہ بولیں کہ یہ صدیق کی پیدائش کے وقت ایک نبی آکر کہہ گئے کہ اللہ کی بندی بشارت ہو اس بچے کی جو صدیق ہے رسول اللہ کا رفیق ہے آسمان میں اس کا نام صدیق (مرقات) یہ ہی مقام ہے جب حضرت صدیق حضور کو یہ واقعہ سنا چکے تو حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا

www.alahazratnetwork.org

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُّكَلِّمْنَهٗ وَ یَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ

حضرت عمر کے فضائل پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے کہ تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت سعد ابن وقاص سے فرماتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی حضور کے پاس قریش کی کچھ عورتیں تھیں جو آپ سے کلام کر رہی تھیں اور زیادہ مانگتی تھیں اونچی آواز سے تو جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو ان سب نے حجاب میں جلدی کی تو عمر حاضر ہوئے اور رسول اللہ ہنس رہے تھے تو فرمایا یا رسول اللہ اللہ آپ کے دندان کو ہنستا رکھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان عورتوں سے تعجب کرتا ہوں

صدیق پکارے رہے ہیں (مرقات) ۵۵ یہ حدیث نسائی نے بدیں الفاظ نقل کی اور بخاری مسلم نے اس کے معنی روایت کیے (مرقات) ۵۶ عمر صفت مشبہ ہے اس کا مصدر عمران ہے بمعنی آبادی عمر کے معنی ہیں آباد رکھنے والا یا آباد کرنے والا حضرت عمر نے اسلام آباد کیا قدرت نے انہیں پیدا ہی عمر نام عطا فرمایا انسان کی زندگی کی مدت کو عمر کہتے ہیں یعنی جسم کی آبادی کا زمانہ جیسا کہ روح کا آباد رکھنا ہے آپ کی کنیت ابوحفص ہے آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ اسلام کے طلوع میں کہ حضور انور نے رب سے دعا کر کے انہیں لیا قرآن مجید کی بیس آیات سے زیادہ آیتیں آپ کی رائے کے موافق آئیں۔ ان آیات کی تفصیل اتقان میں شیخ نے کی اشعۃ اللمعات میں صرف تعداد بتائی آپ نے اپنے دس سالہ دور خلافت میں اسلام دور دور پھیلایا بیحد فتوحات آپ کے زمانہ میں ہوئیں ان کی شان لمحہ بمشکل ہے آپ مدینہ منورہ کی زمین مسجد نبوی شریف محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے آپ ۲۰ جمادی الاخری ۲۳ھ کے دن ۶۳ سال کی عمر میں دفن کیے گئے اور محرم اتوار کے دن دفن کیے گئے ترسٹھ سال عمر پائی ۵۷ اس زمان عال کے بہت مطلب ہو سکتے ہیں آسان مطلب یہ ہے کہ محدث کہتے ہیں صاحب وحی نبی کرام یعنی گذشتہ امتوں میں حضرات انبیاء کرام ہوتے ہوئے اگر میری امت میں کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کی شرح وحدیث ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر نبی ہوتے نہ حضور کی امت میں ہزار ہا الہام والے اولیاء اللہ ہوتے رہے ہیں گے تمام صحابہ خصوصاً حضرت عثمان و علی وصدیق صاحب الہام اور ولی اللہ تھے (مرقات) ۵۸ یہ بیویاں حضور انور کی ازواج پاک تھیں حضرت عائشہ حفصہ ام سلمہ زینب بنت جحش وغیرہا (مرقاۃ اشعہ) للہ یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور انور سے ان عورتوں نے پردہ کیوں نہیں کیا ۵۹ یعنی عرض یہ کرتی تھیں ہمارا خرچہ تو حضور سے مانگنا ہے وہ کم سے زیادہ ملتا ہے ہمیں ہمارا گزارہ نہیں ہوتا استکثار کے معنی میں زیادہ مانگنا ۶۰ یہ واقعہ یا تو اس وقت کا ہے جبکہ آیت کریمہ لا ترفعوا اصواتکم الخ نہیں آئی تھی۔ یا ان میں سے ہر ایک بی بی صاحبہ آہستہ آہستہ آواز سے بولتی تھیں مگر سب آوازیں مل کر بلند ہوتی تھی یا یہ کہ حضور کی آواز شریف پر اپنی آواز بلند کرنا یا بے ادبی سے اونچی آواز کرنا حرام ہے مطلقاً بلند آواز کرنا نہیں غیبت یہ بلندی آواز حرام نہ تھی (مرقات) للہ اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ ازواج پاک حضور عال کی بارگاہ میں اونچی آواز سے کیوں کلام کرتی تھیں کیا حضور انور کے سامنے اذان نہیں ہوتی تھی اور اونچی آواز سے ہوتی تھی مگر یہ بلندی آواز جائز تھی عالیۃ اصواتہن سے معلوم ہوا کہ وہ روزمرہ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کیے تھیں ۶۱ ان بیویوں میں اکثر وہ تھیں جو حضرت عمر سے اجنبی تھیں ان سے پردہ فرض تھا جیسے حضرت صدیقہ وغیرہا اور بعض وہ بھی تھیں جو بعد حضرت عمر کی محرم تھیں جیسے جناب حفصہ بنت عمر مگر یہ سب ہی چھپ گئیں کیونکہ ہیبت فاروقی کی وجہ سے ۶۲ یعنی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے میرے آقا اس وقت تبسم کی وجہ کیا ہے معلوم ہوا کہ شاہوں کے آستانہ میں گفتگو کرنے کا بھی سلیقہ چاہیے۔ دعائیں دے رہے ہیں بات کچھ نہیں کہتے کہ حضور دعائیں سن لیں مقصد خود سمجھ لیں۔

www.alahazratnetwork.org

كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ

جو میرے پاس تھیں جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو پردہ میں جلدی کی ۱؎ حضرت عمر نے فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمن ۲؎ کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ بولی ہاں ۳؎ آپ سخت طبیعت اور سخت گیر ہیں ۴؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب اے ابن خطاب اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہوا مگر وہ آپ کی راہ کے سوا دوسرے راہ چلتا ہے ۵؎ (مسلم بخاری) حمیدی نے کہا کہ برقانی نے کہا یا رسول اللہ

۱؎ یعنی یہ بیویاں مجھ سے نہ ڈریں تم سے ڈریں۔ خیال رہے کہ مقام ناز اور ہے مقام خوف دوسرا حضور پر تو گنہگاروں کو بھی ناز ہے وہاں مچلنا اور مچل مچل کر مانگنا ہی رب کو محبوب کیا تہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے گنہگار نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے۔

۲؎ یہ لفظ اس غضب کا ہے جس میں کرم شامل ہو جیسے حضور کا فرمان عقر حلق یا پنجابی میں اوڈ پڈ جانیے یا اردو میں منڈی۔ منڈی وغیرہ یعنی تم خرچہ زیادہ کرانے کے لئے اپنے نفع نقصان کا بھی خیال نہیں کرتیں حضور انور کے سامنے زیادہ بے تکلفی کبھی ضبطی اعمال کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے اس لئے تم اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہی ہو خود اپنی دشمن ہو۔

۳؎ ہاں کا تعلق صرف ایک بات سے ہے یعنی ہاں ہم آپ سے ڈرتے ہیں یہ معنی نہیں کہ ہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتے (مرقات)

۴؎ یعنی آپ کے ہاں پکڑ زیادہ ہے حضور کے ہاں کرم زیادہ ہے اس لئے اے عمر تم سے ڈر لگتا ہے۔

۵؎ اس فرمان عالی کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ تو کمزور عورتیں ہیں تمہاری ہیبت کا تو یہ حال ہے۔ کہ شیطان جیسا مردود سخت تر جن بھی تم سے ڈرتا ہے تمہیں دیکھ کر بھاگتا ہے راستہ چھوڑ جاتا ہے یہ مطلب نہیں کہ ان عورتوں کا یہ کام شیطانی تھا یا اس وقت شیطان وہاں موجود تھا۔ جو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے تو نہ بھاگا حضرت عمر سے بھاگ گیا۔

www.alahazratnetwork.org

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ ؕ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ

کے بعد ما اضحک ہے زیادہ کیا [1] روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا [2] تو میں ابو طلحہ کی بیوی رمیصا کے پاس پہنچا [3] اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ بلال ہیں [4] اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک بی بی تھیں میں نے کہا یہ کس کا ہے سب نے کہا عمر ابن خطاب کا [5] میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں کہ اسے دیکھوں تو تمہاری غیرت یاد آگئی [6] جناب عمر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا یا رسول اللہ کیا میں آپ پر

[1] یرقانی ملک خوارزم کا ایک شہر ہے یہ محدث وہاں کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں یرقانی کہا جاتا ہے [2] یہ واقعہ یا تو معراج کا ہے یا کشف کا یا خواب کا [3] رمیصا نام ہے حضرت ام سلیم کا جو حضرت انس کی والدہ اور ابو طلحہ کی بیوی ہیں آپ پہلے مالک کی بیوی تھیں ان سے انس ابن مالک پیدا ہوئے پھر ابو طلحہ کے نکاح میں آئیں رمیصا بنا ہے رمص سے رمص آنکھ کا کیچڑ جو آنکھ کے کونے میں جمع ہو جائے آپ کے نام میں بہت روایات ہیں بعض میں غمیصا ہے بعض میں رمیصا (س بے نقطہ والی ہے بعض میں رمیضا ض نقطہ والی سے معنی سب کے ایک ہیں آپ رمیصا بنت ملحان ہیں کنیت ام سلیم۔ اگرچہ ابھی آپ جنت میں پہونچی نہ تھیں وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا مگر نبی کی نگاہ آئندہ واقعات بھی دیکھ لیتی ہے ام سلیم تو ابھی زندہ تھیں سبحان اللہ کیسی خوش نصیب بی بی ہیں کہ حضور انور نے ان کے جیتے جی انہیں جنت میں دیکھ لیا [4] یہ فرمان عالی باب التطوع میں گذر چکا ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم جب بھی جنت میں گئے تو ہم نے بلال کو اپنے آگے چلتے دیکھا۔ حضور انور کو قیامت میں جنت میں داخلہ کے وقت کا واقعہ آج دکھا دیا گیا کہ جب حضور انور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے تو حضرت بلال آپ کے آگے خادمانہ شان سے جوتا بچو کتے ہوئے چلیں گے اے بلال تیری تقدیر کے قربان۔

[5] ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم نے پوچھا یہ محل کس کا ہے ملائکہ نے عرض کیا ایک عربی شخص کا ہم نے کہا کہ عربی تو ہم بھی ہیں یہ کس شخص کا محل ہے کہا ایک قرشی کا میں نے کہا کہ قرشی ہم بھی ہیں یہ ہے کس کا فرشتوں نے کہا محمد مصطفےٰ کے ایک امتی کا ہم نے فرمایا محمد مصطفےٰ ہم ہی ہیں یہ کس کا محل ہے تب کہا عمر ابن خطاب کا (مرقات) [6] یعنی چونکہ اس محل میں تمہاری بی بی حور عین بھی تھی اس لئے ہم تمہاری غیرت کا خیال کر کے

www.alahazratnetwork.org

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ اُتِيْتُ

غیرت کرسکتا ہوں (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں جن پر قمیصیں ہیں بعض وہ ہیں جو پستان پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم[1] اور مجھ پر عمر ابن خطاب پیش کیے گئے اس حال میں کہ ان پر وہ قمیص ہے جسے وہ کھینچ رہے ہیں[2] لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی کیا تعبیر لی فرمایا دین[4] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے تو ہمارے پاس ایک

اندر نہ گئے ورنہ خیال تھا کہ اس کے ہر گوشہ میں گھوم پھر کر اس محل کا معائنہ فرما دیں۔

[1] امام سیوطی نے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ھل رفعنی اللہ الا بك وھل ھدانی اللہ الا بك مجھے اللہ نے آپ کے صدقہ تو یہ بلندی بخشی اور آپ ہی کے صدقہ سے ہدایت دی آپ میرے مانی باپ ہیں آپ پر کیا غیرت ؎

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار کہ اگر خارہ گر گل ہمہ پروردۂ تست

برات کی ساری بہار دولہا کے دم قدم سے ہے [2] دون ذالك میں دو احتمال ہیں اس سے کم یا اس سے نیچے دوسرے معنی کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ بعض کی قمیص ناف تک تھی بعض کی گھٹنے تک بعض کی آدھی پنڈلی تک یہ حضور کا خواب ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں یا ابتی انی اری فی المنام انی اذبحك [3] یعنی حضرت عمر کی قمیص ان کے قدموں سے نیچے تھی جو ان کے چلنے پر گھسٹ رہی تھی [4] حضور انور نے لباس کی تعبیر دین سے فرمائی کیوں کہ لباس تو بدن کا ستر اور زینت ہے اور دین دل و جان کا ستر بھی ہے زینت بھی اس خواب اور نبوی تعبیر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نہایت ہی کامل الایمان قوی دین والے ہیں اگر ہم جیسے گنہگاروں پر جناب فاروق کی نظر کرم ہو جائے تو ہمارے دین و ایمان کامل سے کامل تر ہو جائیں رضی اللہ عنہ غالب یہ ہے کہ ان پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق نہ ہوں گے خیال رہے کہ دین یا ایمان کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی یعنی کوئی آدھا یا چوتھائی مسلمان نہیں ہوتا سارے پورے مومن ہوتے ہیں ہاں کیفیت میں فرق ہوتا ہے بعض مومن بعض کامل مومن بعض اکمل یعنی کامل تر مومن ولکن لیطمئن قلبی ؎

www.alahazratnetwork.org

بِقَدَحٍ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا[1] حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے[2] پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر ابن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تعبیر کیا دی فرمایا علم[3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو

[1] دودھ لانے والا فرشتہ تھا اور دودھ علم دین تھا اور پیالہ یا تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک منہ جس سے یہ علم جاری ہوتا ہے یا آپ کی وحی دوسرا احتمال قوی ہے۔

[2] یعنی وہ دودھ میری رگ رگ میں سرایت کر گیا حتی کہ ناخنوں سے نکل کر بہنے لگا اس میں اشارہ ہے دودھ کی زیادتی کی طرف

[3] علم سے مراد علم دین ہے خیال رہے کہ دودھ انسان کی پہلی جسمانی غذا ہے اور علم پہلی روحانی غذا جس سے روح کی پرورش ہوتی ہے اس لئے دودھ کی تعبیر علم سے دی عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک عالم ہے جسے عالم مثال کہا جاتا ہے یہ عالم ہے تو نورانی مگر مشابہ ہے عالم جسمانی سے نیند میں ایک روح اس عالم کی سیر کرتی ہے اس سیر میں جو دیکھتی ہے وہ رویا صادقہ یعنی سچی خواب کہلاتی ہے علم چار صورتوں میں نظر آتا ہے۔ پانی۔ دودھ شراب۔ شہد۔ یہ ہی علم ان چار صورتوں میں جنت میں ہوگا کہ وہاں ان ہی چیزوں کی نہریں ہوں گی۔ پانی نظر آنا گویا علم لدنی ہے دودھ شریعت کے اسرار کا علم۔ شراب طہور علم کامل۔ شہد گویا نبوت کا علم ہے بعض عارفین فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان چار علوم کا منبع ہیں حضرت عمر اس علم کا سرچشمہ ہیں جو دودھ کی شکل میں ہے اس علم میں حضرت عمر سب سے اعلیٰ دوسرے علوم میں باقی تین خلفاء سب سے اکمل۔ اس میں اختلاف ہے کہ علم یا استعداد علم کی انتہاء ہے یا نہیں قوی یہ ہے کہ انتہا نہیں رب فرماتا ہے وقل رب زدنی علما۔ حضرت سلطان عارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔

شربت الحب کاسًا بعد کاس فما نفد الشراب ولا رویت

یہ بحث مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملاحظہ کرو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر تمام قبائل عرب کے علوم ایک پلے میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلے میں تو حضرت عمر کا علم سب سے بڑھ جاوے گا صحابہ کرام نے کہا کرتے تھے کہ علم کے دس حصے کئے گئے نو حصے حضرت عمر کو دیئے گئے ایک حصہ دوسرے لوگوں کو یہ تقسیم حضور انور کی طرف سے ہوئی (از مرقات)

www.alahazratnetwork.org

بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ

فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے کہ میں نے اپنے کو ایک کنویں کے کنارہ پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے جیسا اللہ نے چاہا نکالا پھر اسے ابو قحافہ کے فرزند نے لے لیا[۲] تو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے[۳] اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا[۴] اللہ ان کے ضعف کو بخشے[۵] پھر وہ چرسا بن گیا[۶] تو اسے عمر ابن خطاب نے لے لیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہ دیکھا جو جناب عمر کی طرح کھینچتا ہو[۷] حتّٰے کہ لوگوں نے واڑہ اختیار

[۱] کچی کنویں جس کی من یعنی روکاوٹ کی دیوار نہ بنی ہو قلیب کہلاتی ہے اور پکا کنواں جس کی من ہوا سے طوی کہتے ہیں یعنی ہم ایک بغیر من والے کنویں کے کنارے پر تھے لوگ اور جانور اس کے پاس پیاسے کھڑے تھے ہم نے کچھ ڈول نکال کر انہیں پانی پلایا [۲] ابو قحافہ حضرت ابوبکر صدیق کے والد کی کنیت ہے ان کا نام عثمان ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد تک زندہ رہے (اشعہ) [۳] اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی مدت کی کمی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی خلافت ایک دو سال ہی ہوگی حرفِ او شک کے لئے نہیں بعض نے کہا کہ یہاں او بمعنی بلکہ ہے (اشعۃ) [۴] یہاں ضعف سے مراد سستی یا کمزوری نہیں بلکہ نرمی اور مہربانی ہے۔ حضرت صدیق اکبر فطرتاً نرم دل اور مہربان تھے (اشعۃ اللمعات) [۵] یہ دعاء مغفرت حضرت صدیق اکبر پر کرم کے اظہار کے لئے ہے جیسے کہا جاتا ہے میرا بیٹا اللہ اسے بخشے بہت اچھا ہے یا جیسے رب فرماتا ہے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك لہذا اس سے حضرت ابوبکر کا کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا (اشعہ) حضرت ابوبکر صدیق نے اتنی تھوڑی سی مدت خلافت میں وہ کارہائے نمایاں کئے کہ سبحان اللہ حضرت عمر فاروق کی تمام فتوحات کی جڑ جناب صدیق اکبر نے ہی قائم فرمائی ملک کے اندرونی خلفشار کو آپ نے ہی دور کیا فتوحات اسلامیہ کی بنیاد آپ نے ہی رکھی آپ نے بہت ملک فتح فرمائے دیکھو الفاروق جس کے آخر میں فتوحات صدیقیہ کا نقشہ دیا گیا ہے آپ نے ہی جھوٹے نبیوں کو ختم مرتدین کا قلع قمع فرمایا رضی اللہ عنہ [۶] ڈول کے چرسا بن جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اسلامی سرحدیں بہت دور تک پہونچیں گی فتوحات بہت زیادہ ہوں گے [۷] اس قوت سے پانی نکالنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اتنے بڑے ملکوں کو فتح فرما کر ان کا انتظام سنبھال بھی لیں گے اور بڑی قوت و شوکت سے ان میں اسلام پھیلائیں گے کہ مشرق و مغرب میں آپ کی برکت سے اسلام پھیل جاوے گا عبقر ایک جنگل کا نام تھا جس کے متعلق

www.alahazratnetwork.org

بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَ هَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِیْ فَرِیَّهٗ حَتّٰی رَوَی النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِهٖ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا کُنَّا نُبْعِدُ

کرلیا [1] اور حضرت ابن عمر کی روایت میں یوں ہے کہ فرمایا پھر اسے عمر ابن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا ان کے ہاتھ میں چرسا بن گیا تو میں نے کوئی پہلوان نہ دیکھا جو ان کی بہادری دکھائے حتیٰ کہ لوگ سیراب ہوگئے اور واڑہ اختیار کرلیا [2] (مسلم بخاری) دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے جناب عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا [3] ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ نے جناب عمر کی زبان پر حق رکھ دیا جسے وہ بولتے ہیں [4] روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں

عرب کا خیال تھا کہ وہاں جنات رہتے ہیں چنانچہ ہر بہادر قوی پہلوان کو عبقری کہہ دیتے تھے کہ یہ شخص انسانی طاقت سے زیادہ کام کرتا ہے گویا یہ اس جنگل کا قوی جن ہے ۔ یفری بنا ہے فری سے بمعنی چمڑا کاٹنا مشکل کام کرنے کو فری بولا جاتا ہے (مرقات)

[1] عطن عین اور ط کے فتح سے واڑا یعنی وہ جگہ جہاں جانوروں کو کھلا پلا کر باندھا جاوے اسے اردو میں باڑا کہتے ہیں پنجابی میں واڑہ کہتے ہیں ۔

[2] یعنی لوگ خود بھی سیراب ہوگئے اور انہوں نے اپنے جانوروں کو بھی سیراب کرلیا اس تعبیر میں اشارہ اس جانب ہے کہ اس سیرابی کی ابتداء حضرت صدیق اکبر سے ہوگی اور تکمیل حضرت عمر فاروق پر (مرقات) [3] یعنی ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور زبان سے جو بولتے ہیں وہ حق بولتے ہیں ان کے خیالات ان کے کلام نفسانی یا شیطانی نہیں ہوتے بلکہ رحمانی ہوتے ہیں جعل فرما کر یہ بتایا کہ یہ حقانیت ان کی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ قدرتی فطرتی ہے رب کی طرف سے ہے جو کبھی زائل نہیں ہوسکتی [4] یہ عبارت پہلی عبارت کے قریبًا ہم معنی ہے وہاں جعل تھا یہاں وضع ہے مطلب ایک ہی ہے کہ ان کی یہ حقانیت رب کی طرف سے ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ
الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی فَاَصْبَحَ عُمَرُ
فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا

خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے [1] (بیہقی دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ حضور نے فرمایا الٰہی اسلام کو عزت دے یا ابوجہل ابن ہشام سے یا عمر ابن خطاب کے ذریعہ [2] تو جناب عمر سویرا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح ہی حاضر ہوئے، اسلام قبول کرلیا [3] پھر مسجد میں ظاہر ظہور

[1] سکینہ کے لفظی معنی ہیں سکون قلب اور دلی اطمینان اصطلاح میں سکینہ وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو مومنوں پر مصیبت کے وقت اترتی ہے ان کے دل ہاتھ میں لے لیتی ہے جس سے ان کے دل ٹھہر جاتے ہیں گھبراتے نہیں رب فرماتا ہے هوالذی انزل السکینة فی قلوب المومنین اور فرماتا ہے فانزل اللہ سکینة علی رسوله وعلی المومنین یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں یعنی حضرت عمر کے کلام ان کی زبان میں مسلمانوں کے دلوں کو چین ہوتا تھا یا وہ فرشتہ جسے سکینہ کہتے ہیں وہ حضرت عمر کی زبان پر بولتا تھا (لمعات) بعض بزرگوں کے کلام بلکہ ان کی صحبت میں دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے [2] یعنی الٰہی ان دونوں میں سے ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے تاکہ ان کے ذریعہ سے اسلام خوب پھیلے معلوم ہوا کہ علم اسباب میں اسباب سے کام لینا جائز ہے حضرت عمر کا اسلام سبب بنا اشاعت اسلام کا حضور انور نے اس کی دعا مانگی رب تعالیٰ بھی حضرت عمر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ یاایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المومنین اے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ اور یہ مومن کافی ہے جس نے آپ کی اتباع کی ہے یعنی حضرت عمر آپ کے اسلام لانے پر فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیں غرضکہ سب طالب اسلام ہیں اور حضرت عمر مطلوب اسلام [3] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا مختصر واقعہ ہے کہ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے اسے ایک سو اونٹنیاں اور ایک سو اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ حضرت عمر نے اس سے کہا کہ کیا تو یہ وعدہ پورا کرے گا اس نے کہا ہاں نقد دوں گا ادھار نہ ہوگا آپ تلوار لے کر دار ارقم کی طرف چل دیئے جہاں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم مع مسلمانوں کے قیام فرما تھے راستہ میں کسی نے کہا کہ عمر تم نے اگر ان کو قتل کر دیا تو بنی ہاشم کے مقابلہ سے کیسے بچو گے آپ نے فرمایا شاید تو بھی مسلمان ہو چکا ہے جو مجھے ڈراتا ہے اس نے کہا کہ اس سے عجیب یہ ہے کہ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں آپ کو غیرت آئی اپنی بہن کے گھر پہونچے تو گھر سے قرآن مجید کی تلاوت

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ

نماز پڑھی گئی لہ (احمد و بیہقی) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب عمر نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر تو جناب ابوبکر نے کہا کہ آگاہ ہو اگر

کی آواز آرہی تھی حضرت سعید ابن زید جو ان دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے وہ چھپ گئے آپ نے اپنے بہنوئی سے کہا میں نے سنا ہے تم مسلمان ہو چکے ہو یہ کہہ کر انہیں لپٹ گئے مارنے لگے بہن چھڑانے لگیں تو انہیں بھی مارا بہن بولیں اے عمر تم چاہے ہم کو ہلاک کر دو ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں اس کلام نے اپنا کام کر دیا دل پر چھری سی چل گئی فرمایا وہ کلام مجھے بھی سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں فرمایا پہلے غسل کرو آپ نے غسل کیا پھر کلام سنا سورہ طٰہٰ شریف تھی۔ جب یہ آیت انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی سنی تو نعرہ مار کر بولے کہ جس کی یہ صفت ہے وہ ہی لائق عبادت ہے اتفاقاً حضرت خباب ابن ارت وہاں پہونچے فرمایا اے عمر آج رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ایمان کی دعا مانگی ہے تم کو ایمان اس دعا کی برکت سے ملا پھر آپ حضرت خباب کے ساتھ حضور کے پاس بیت ارقم میں پہونچے ط

گر کے قدموں پر وہ قربان ہو گئے پڑھ لیا کلمہ مسلمان ہو گئے (مرقات)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا اسلام کو عمر کے ذریعہ عزت دے بلکہ دعا یہ کی تھی اللھم اعز عمر بالاسلام خدایا عمر کو بذریعہ اسلام عزت دے مگر یہ غلط ہے حضور نے یہ ہی دعا کی تھی کہ خدایا عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت دے یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا فرمانا فعززنا بثالث یا حضور فرماتے ہیں زینوا القرآن باصواتکم۔ حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے آپ سے چالیس مسلمانوں کا عدد پورا ہوا آپ سے تین دن پہلے جناب حمزہ ایمان لائے تھے (مرقات)

لہ یعنی جناب عمر کے اسلام سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمان چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے آپ کے اسلام لانے پر مسلمانوں نے علانیہ مسجد حرام میں آکر نماز پڑھی یہاں نماز سے یہ نماز پنجگانہ فریضہ اسلام مراد نہیں کیونکہ حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے اور نماز پنجگانہ نبوت کے گیارہویں سال معراج میں فرض ہوئیں بلکہ اس سے وہ نمازیں مراد ہیں جو حضور انور اپنے الہام سے لوگوں کو نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پر پہلی وحی آئی تو آپ غار حرا میں اعتکاف و عبادات میں مصروف تھے بعض روایات میں ہے کہ اس دن حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا مگر بعض روایات میں ہے کہ آپ کو فاروق کا خطاب اس دن دیا گیا جب آپ نے اس منافق کو قتل کیا جو ایک یہودی کے ساتھ جھگڑے میں حضور انور کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا تھا آپ کے پاس اپیل لایا تھا (مرقات) مہ یہ ہی اہل سنت

www.alahazratnetwork.org

اِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَآءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ

تم نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص پر سورج نہیں چمکا جو جناب عمر سے بہتر ہو[1] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے، روایت ہے حضرت عائشہ عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر ابن خطاب ہوتے[2] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں تشریف لے گئے تو جب واپس ہوئے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی بولی یا رسول اللہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپکو صحیح سلامت واپس لائے تو آپکے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں[3]

کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء تمام خلق سے افضل ہیں یہاں بعد رسول اللہ سے مراد بعد انبیاء کرام ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ آپ نبیوں سے افضل ہوں ۞ [1] یہاں یا تو زمانہ فاروقی کا ذکر ہے جب حضرت ابوبکر صدیق وفات پا چکے ہونگے یا بعد ابوبکر صدیق مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ عدالت میں یا سیاست میں حضرت عمر سب سے افضل ہیں ان جیسا دنیا میں کوئی سیاست دان عادل نہ ہوا لہذا یہ فرمان اس کے خلاف نہیں کہ حضرت صدیق بعد انبیاء سب سے افضل ہیں (مرقات)

[2] یعنی اگر ہمارے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے کیونکہ ان کے دل میں رب کی طرف سے الہام اور القاء بہت ہوتا ہے اور انہیں وحی سے بہت ہی مناسبت ہے اسی لئے قرآن مجید کی بہت سی آیات آپ کی رائے کے مطابق ہیں جیسے پردہ، شراب کی حرمت بدر کے قیدیوں کے بارے میں آیات۔ [3] یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کون سا غزوہ تھا [4] یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جنس واجب سے ہو دف بجانا اور گانا کہیں واجب نہیں نذر یعنی نذرانہ عقیدت ہے ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق ہی نذرانہ اس بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہے اس لونڈی کے پاس یہی نذرانہ تھا ۞

کچھ پاس نہیں میرے کیا نذر کروں تیرے ۔۔۔ اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشۂ تنہائی ۞

www.alahazratnetwork.org

يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاتَغَنَّى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا

بجاؤں اور گاؤں اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں [1] وہ دف بجانے لگی ابوبکر صدیق آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب علی آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب عثمان آئے وہ بجاتی رہی [2] پھر حضرت عمر آئے تو اس نے دف اپنے چوتڑوں کے نیچے رکھ لی پھر اس پر بیٹھ گئی [3]

[1] ذکر بجانے گانے کی اجازت بھی اس میں داخل ہے (مرقات) یعنی گاتے بجاتے اپنے دل کے ارمان پورے کرے خیال رہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی سلامتی تشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے اس لئے یہ نذر درست ہوئی نذر عبادت کی ہوتی ہے (مرقات واشعہ) گناہ کی نذر درست نہیں حضور فرماتے ہیں لا نذر فی معصیۃ (نسائی شریف) خیال رہے کہ جھانجھ کے ساتھ دف وغیرہ ممنوع ہے بغیر جھانجھ بلا ضرورت کھیل کود کے لئے بھی ممنوع غرض صحیح کے لئے دف تاشہ بجانا جائز ہے۔ لہذا اعلان نکاح روزے کے افطار یا سحری کے لئے یوں ہی غازیوں کے لئے دف بجانا جائز ہے یہ دف جھانجھ سے اور لہو ولعب سے خالی تھی لہذا جائز تھی۔ لونڈی پر نہ تو پردہ واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے اس کی آواز بھی سن سکتا ہے لہذا یہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اجنبی عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سنی نہ اس سے مروجہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں بن سنور کر گاتی ہیں یہ حرام قطعی ہے اس حدیث سے بہت لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔

[2] یعنی وہ لونڈی ان حضرات میں سے کسی سے نہیں ڈری برابر دف بجاتی اور گیت گاتی رہی۔

[3] یہ ہیبت فاروقی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کر دیا جو جائز بلکہ عبادت تھا مگر لہو ولعب کی صورت میں تھا حضرت عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی جیسے بعض ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں جگہ خالی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ وہاں ان کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کر دیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیوں ہوا۔ مگر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ کام ان حضرات کے لئے درست تھا۔ حضرت عمر کے لئے درست

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَّهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر شیطان تم سے ڈرتا ہے[1] میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بجا رہی تھی پھر ابوبکر آئے وہ بجاتی رہی پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی[2] پھر آئے عمر جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دی[3] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی

نہ تھا اس لئے ان حضرات کے سامنے ہوتا رہا۔ حضرت عمر کے آنے پر بند ہو گیا کہ اب لہو و لعب بن گیا قوالی درد والے کے لئے درست ہے مگر جو اس زمرہ کا نہ ہو جس کے عشق پر اطاعت کا غلبہ ہو اس کے لئے درست نہیں اور اگر قوالی میں ایک شخص غیر اہل آجاوے تو سب کے لئے لہو بن جاتی ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ واقعہ ایسا ہے جیسے حضرت عائشہ نے حریرہ بنایا اور بی بی سودہ سے کہا کہ کھاؤ انہوں نے انکار کیا آپ نے حریرہ ان کے منہ سے مل دیا حضور انورؐ نے سودہ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ کے منہ سے مل دو انہوں نے بھی مل دیا حضور انورؐ تبسم فرما رہے تھے وہ دونوں ہنس ہی تھیں کہ حضرت عمر نے دروازے کے باہر سے آواز دی حضورؐ نے فرمایا تم دونو جلدی اپنے منہ دھو لو عمر آرہے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس دن سے میں جناب عمر سے ہیبت کرتی ہوں دیکھو (مرقات) ۞

[1] یعنی اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کر رہی تھی جو حقیقۃً درست تھا صوت کھیل تھا یہ کیوں نہ ڈر جاتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مرد و دو سروں سے نہیں ڈرتا اس فرمان عالی میں نہ تو اس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس کے اس عمل کو شیطانی کہا گیا کہ یہ عمل حضور انورؐ کی اجازت سے ہوا تھا لہذا حدیث بالکل ظاہر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب تمہارے آنے سے یہ کام غیر درست ہو گیا اور بند ہو گیا۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا

[2] یعنی ہم چاروں ہستیوں سے یہ بی بی نہ گھبرائی ہمارے رحم و کرم پر بھولی رہی گاتی بجاتی رہی۔

[3] اس حدیث سے بہت سے وہ مسائل حاصل ہوئے جو ابھی شرح کے ضمن میں عرض کئے گئے۔ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبَشِیَّۃٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْیَانُ حَوْلَھَا فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ تَعَالِیْ فَانْظُرِیْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لِحْیَیَّ عَلٰی مَنْکِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْھَا مَا بَیْنَ الْمَنْکِبِ اِلٰی رَاْسِہٖ فَقَالَ لِیْ اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَا لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَہٗ اِذْ طَلَعَ عُمَرُ

صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ایک حبشی بچی ناچ رہی تھی اور بچے اس کے ارد گرد تھے ۱؎ فرمایا اے عائشہ آؤ دیکھو ۲؎ چنانچہ میں آئی تو میں نے اپنے جبڑے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیئے ۳؎ میں حضور کے سر اور کندھے کے درمیان سے ادھر دیکھنے لگی مجھ سے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئیں کیا تم سیر نہیں میں کہنے لگی نہیں تاکہ میں حضور کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں ۴؎ کہ

کی سلامتی اور تشریف آوری کی خوشی منانا عبادت مستحبہ ہے۔ لہٰذا میلاد شریف معراج شریف وغیرہ کی تاریخوں میں عید منانا خوشیاں کرنا عبادت ہے۔ لونڈی سے پردہ نہیں۔ لونڈی کی آواز اجنبی سن سکتا ہے۔ دف بجانا مطلقاً منع نہیں بلکہ لہو و لعب کے لئے ہو تو منع ہے۔ اچھے اور جائز اشعار گانا اور ان کا سننا منع نہیں۔ حضرت صدیق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پر غلبہ محبت ہے اور حضرت عمر پر غلبۂ اطاعت لہٰذا ان حضرات کے مراتب جداگانہ ہیں۔

۱؎ یہ ناچنے والی لونڈی تھی وہ بھی بچی اور اس کا تماشہ دیکھنے والے بھی مدینہ منورہ کے بچے تھے تزفن بنا ہے زفن سے بمعنی پاؤں زمین پر مارنا اس سے مراد ہے ناچنا عموماً بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں یہ ان کا کھیل کود اور شغل ہوتا ہے

۲؎ اس وقت ام المومنین بھی نوعمر بچی ہی تھیں آپ کو کھیل دیکھنے کا بہت شوق تھا یہ ہے حضور انور کا اخلاق کریمانہ ہم کو تعلیم دی کہ گھر والوں سے ایسا برتاؤ کرو اپنی بیوی کے جائز شوق حتی المقدور پورے کرو معلوم ہوا کہ بچوں کا کھیلنا اور انہیں کھیل دکھانا بالکل جائز ہے۔ ۳؎ لِحْیَیَّ تثنیہ ہے لحی کا بمعنی جبڑے یہ مضاف ہے متکلم کی ی کی طرف اس لئے ی مشدد ہے۔ یعنی حضور انور میرے سامنے کھڑے ہو گئے آڑ بن گئے میں نے حضور انور کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھنے لگی ؎

ناز بردار ی تمہاری کیوں نہ فرمائے خدا ناز نین حق نبی ہیں تم نبی کی نازنیں!

آپ کا لقب ہے محبوبہ محبوب رب العالمین رضی اللہ عنہا ہم سب کو فخر ہے کہ ہم اس عظمت والی ماں کی اولاد ہیں۔

۴؎ یعنی میں بہت دیر تک یہ تماشہ دیکھتی رہی اور حضور انور میری خاطر کھڑے رہے میں اگرچہ تماشہ سے سیر ہو چکی تھی مگر میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور انور کو مجھ سے کتنی محبت ہے اور میری خاطر حضور کب تک یہاں قیام فرما رہیں گے۔

www.alahazratnetwork.org

فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

اچانک حضرت عمر نمودار ہوئے تو لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے[1] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جن و انس کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے[2] فرماتی ہیں پھر میں لوٹ آئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی تیسری فصل روایت ہے حضرت انس اور ابن عمر سے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی[3] میں نے عرض کیا یارسول ہم مقام ابراہیم کو جاء نماز بنا لیتے تو یہ آیت

[1] اس بھاگنے کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئی کہ یہ کام جائز تھا مگر صورۃً کھیل تماشا تھا۔ حضرت عمر کی ہیبت چھوٹوں بڑوں سب کے دلوں میں تھی یہ رعب و ہیبت رب تعالیٰ کا عطیہ تھی۔

[2] یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے یا جو بازاروں میں مجمعوں میں رہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بازاروں میں مساجد میں مجمعوں میں شیاطین رہتے مسجدوں کے شیاطین وضو اور نماز میں بہکانے کے لئے رہتے ہیں۔ بازاروں میں گناہ کرانے کے لئے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ بازاروں اور مسجدوں میں جانا حرام ہو یا وہاں کی حاضری شیطانی کام ہو، دوسری روایات میں ہے کہ عید کے دن بچے حدود مسجد میں کھیل رہے تھے حضرت عمر نے انہیں بھگانا چاہا تو حضور انور نے فرمایا عمر آج عید ہے انہیں عید منانے دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس کچھ بچیاں گا بجا رہی تھیں حضور انور چادر اوڑھے لیٹے تھے جناب صدیق اکبر نے انہیں منع کیا تو چہرہ انور کھول کر فرمایا کہ اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے انہیں خوشی منانے دو بہرحال یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ حضرت ام المومنین بھی اس وقت بچی تھیں اور وہ ناچنے والی بھی بچی ناچ دیکھنے والے بھی بچے تھے لہٰذا یہاں بے پردگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

[3] سبحان اللہ کیسا پیارا ادب ہے یہ نہ کہا کہ رب نے میری موافقت فرمائی حالانکہ آپ کی رائے پہلے تھی نزول آیات بعد میں اس میں اشارۃً یہ فرمایا کہ رب کا حکم قدیم تھا میری یہ رائے حادث ادب کی انتہا ہے یہاں تین کا ذکر زیادتی کی نفی کے لئے نہیں کل پندرہ آیتیں آپ کی رائے کے مطابق آئی ہیں (مرقات) بدر کے قیدیوں کے متعلق آیت منافقوں کا جنازہ نہ پڑھنے کی آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق آئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

www.alahazratnetwork.org

فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَآئِكَ الْبَرُّوَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ

ہوئی کہ مقام ابراہیم جا نماز بناؤ[1] اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیویوں کے پاس بھلے برے لوگ آجاتے ہیں[2] مناسب تھا کہ آپ انہیں حکم دیتے کہ وہ پردہ کرلیتیں تو پردہ کی آیت نازل ہوئی[3] اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں غیرت کھا کر جمع ہوئیں[4] تو میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو ان کا رب

[1] یعنی میرا دل چاہتا ہے طواف کے نفل کہ ہم مقام ابراہیم کے سامنے اس طرح پڑھا کریں کہ کعبہ کی طرف نماز ہو مگر سامنے یہ پتھر بھی ہو جس پر جناب خلیل کے قدم پڑے ہیں تاکہ عین نماز میں اس پتھر کا بھی ادب ہوتا رہے تو رب تعالیٰ نے اس ہی چیز کا حکم دیا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی آج تک طواف کے نفل اس جگہ اسی طرح ادا ہوتے ہیں یہ ہے حضرت عمر فاروق کا احترام تبرکات آپ کا سنگ اسود سے فرمانا کہ اے پتھر تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے دیکھا ہے اس لئے چومتا ہوں اس کا مقصد سنگ اسود کی توہین فرمانا نہیں وہاں مقصد ہی کچھ اور ہے جو ہم حج کے بیان میں عرض کر چکے ہیں یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے بیعت رضوان والا درخت کٹوایا وہ تبرکات کے دشمن نہ تھے آپ تبرکات کا ایسا احترام کرتے تھے جو یہاں مذکور ہے۔ [2] یعنی ابھی اسلام میں پردہ کا حکم نہیں اسلئے ہر طرح کے آدمی آپ کے دولت خانہ میں آجاتے ہیں حضور کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے آپ اپنی ازواج پاک کو پردہ کا حکم دیں [3] یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ عام مومنہ عورتوں کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ اجنبی کو نہ دیکھنے دیں مگر ازواج پاک کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی اجنبی کے سامنے نہ ہوں۔ تاکہ ان کے جسم کا اندازہ بھی کسی کو نہ ہو سکے (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات میں ہے کہ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب عائشہ صدیقہ ایک پیالہ میں حیس کھا رہے تھے۔ حضرت عمر حاضر ہوئے فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ وہ کھانے لگے کہ حضرت عمر کی انگلی حضرت عائشہ کی انگلی سے چھو گئی آپ نے کہا اوہ کاش آپ کی بیویوں کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر آیت حجاب نازل ہوئی [4] اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جناب زینب کے پاس شہد تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم روزانہ بعد عصر ان کے پاس تشریف لے جاتے شہد ملاحظہ فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حفصہ وغیرہ کو اس سے بہت غیرت ہوئی کہ حضور روزانہ وہاں کیوں جاتے ہیں انہوں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے روکنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یہ کہہ دیں کہ حضور انور کے منہ شریف سے مغافیر گوند کی بو آتی ہے ان دونوں بیویوں نے یہ ہی عرض کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

www.alahazratnetwork.org

اَنۡ وَّاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ فَنَزَلَتۡ کَذٰلِکَ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ لِابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقۡتُ رَبِّیۡ فِیۡ ثَلٰثٍ فِیۡ مَقَامِ اِبۡرَاھِیۡمَ وَفِی الۡحِجَابِ وَفِیۡ اُسَارٰی بَدۡرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ ۔ وَعَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ بِاَرۡبَعٍ بِذِکۡرِ الۡاُسٰرٰی یَوۡمَ بَدۡرٍ اَمَرَ بِقَتۡلِھِمۡ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَوۡلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمۡ فِیۡمَا اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

انہیں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے تو آیت بھی اسی طرح اتری[1] حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی مقام ابراہیم میں اور پردہ میں اور بدر کے قیدیوں میں[2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب کو چار باتوں میں لوگوں پر بزرگی عطا ہوئی بدر کے دن قیدیوں کے تذکرہ سے آپ نے انکے قتل کا مشورہ دیا[3] تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ رب کی تحریر پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو تمکو اس لیے ہوئے مال میں بڑا عذاب پہنچتا

پر شہد حرام فرمالیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک وہ واقعہ یہاں مذکور ہے اس موقعہ پر حضرت عمر نے یہ فرمایا تھا۔

[1] جو الفاظ حضرت عمر رض نے ارشاد فرمائے تھے انہیں الفاظ میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔

[2] ان مختلف روایتوں میں مختلف باتوں کا ذکر ہے اور سب روایات درست ہیں تقریباً پندرہ آیات حضرت عمر کی رائے کے مطابق آئی ہیں۔ متفرق روایات میں متفرق چیزوں کا ذکر ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق جو واقعہ ہوا ہے وہ تو مشہور ہی ہے۔

[3] یعنی حضرت عمر کا مشورہ یہ تھا کہ سارے قیدی اس طرح قتل کئے جائیں کہ ہر مسلمان اپنے عزیز کافر قیدی کو قتل کرے اس طرح کہ یا رسول اللہ اپنے چچا عباس کو آپ قتل کریں اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو حضرت صدیق قتل کریں اور اپنے ماموں ہشام کو میں قتل کروں یہ لوگ سرداران کفر ہیں ان کے قتل ہو جانے سے کفر کا زور ٹوٹ جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آخر ہمارے ہی بھائی بھتیجے وغیرہ ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جاوے اس فدیہ کے مال سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی اس سے ہم آئندہ غزوات کے لئے ہتھیار خریدینگے اور یہ قیدی شاید آئندہ مسلمان ہو جاویں حضور انور نے جناب صدیق اکبر وغیرہ کی رائے کو ترجیح دی اور ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

[4] خیال رہے کہ ان خطابات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم داخل نہیں رونے سخن اور حضرات سے اسلئے لسکم اور اخذتم میں جمع کی ضمیریں ارشاد ہوئیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ارادہ الٰہی یہ ہی تھا کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جاویں اور بعد میں سب مومن ہو کر اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے چھوٹے ہوئے قیدی بعد میں مسلمان ہوئے اور اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں نہ یہ چھوڑنا برا تھا اگر چھوڑنا

www.alahazratnetwork.org

وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَيْنَبُ وَاِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَاْيِهٖ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

اور اس کے پردہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کا مشورہ دیا تو ان سے جناب زینب بولیں اے ابن خطاب کیا تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں اترتی ہے[1] تب رب نے یہ آیت نازل کی کہ جب تم ان سے سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو[2] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کہ الٰہی تو عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت دے اور ان کی رائے جناب ابوبکر کے متعلق رائے کی وجہ سے آپ نے لوگوں سے پہلے ان سے بیعت کی[3] (احمد) روایت ہے حضرت ابوسعید سے

ہوتا تو یہ آیت پہلے ہی آجاتی اور چھوڑنے سے روک دیتی یہ کیا ہوا کہ جب چھوڑ دیئے گئے مال وصول کر لیا گیا پھر یہ آیت نازل ہوئی نیز اگر یہ کام برا ہوتا تو یہ لیا ہوا مال حرام ہوتا حلال نہ ہوتا مگر وہ مال فدیہ حلال رہا رب نے فرمایا کہ فکلوا مما غنتم حلالا طیبا پھر لطف یہ ہے کہ یہاں تو فدیہ لینے پر بظاہر عتاب ہو رہا ہے مگر آئندہ کے لئے اجازت دی جا رہی ہے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا کرنا کہ ارشاد ہوا فامامنا بعد واما فداء اس آیت کا منشا ہے کہ تم لوگوں نے اتنا بڑا کام خود اپنے اجتہاد سے کیوں کیا وحی کا انتظار کیوں نہ کیا لہذا اس واقعہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عمر جناب ابوبکر صدیق یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں اور ان قیدیوں کا چھوڑنا ناگناہ ہوا اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں اسی آیت کے ماتحت دیکھو حضرت صدیق کی خطا ان سب کی سلامتی جان اور ایمان بلکہ صحابیت وغیرہ کا ذریعہ بنی اس خطا پر ہماری عمر بھر کی عبادتیں قربان ہوں۔

[1] حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کچھ تیز طبیعت تھیں اور ابھی پردہ کے احکام آئے نہ تھے حضرت عمر کی رائے تھی کہ پردہ ہو اس پر آپ ناراض ہوئیں [2] حضرت عمر کے تا قیامت مسلمانوں پر بڑے ہی احسانات ہیں ہم کو پردہ کی نعمت ملی تو ان سرکار کے صدقہ سے رمضان کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ملی تو ان کے طفیل نماز تراویح کی باقاعدہ دائمی جماعت ملی تو ان کے کرم سے اور آج تراویح کے ذریعہ حفظ قرآن بلکہ حفاظت قرآن ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے ان سرکار کو جزائے خیر دے۔

[3] خیال رہے کہ دنیا میں چار انتخاب بہت ہی اعلیٰ و افضل ہوئے جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ میں انہیں پرورش کروں گی عسیٰ ان ینفعنا بی بی صفورا نے موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ اپنے والد سے کہا یا ابت استاجرہ ابا جان انہیں اپنے کام کے لئے رکھ لو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کا انتخاب کیا انہیں خرید کر اپنے گھر کے لئے حضرت عمر نے جناب صدیق کا انتخاب کیا خلافت کے لئے اس آخری انتخاب کا فائدہ دینا ہمیشہ اٹھائے گی۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۞ وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَاَلَنِيْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری امت میں جنت کے بڑے درجہ والا ہے [1] ابو سعید نے فرمایا اللہ کی قسم یہ شخص حضرت عمر ابن خطاب ہی کو سمجھے رہے حتیٰ کہ وہ اپنی راہ چلے گئے [2] (ابن ماجہ) روایت ہے اسلم سے [3] فرماتے مجھ سے ابن عمر نے ان کے یعنی حضرت عمر کے بعض حالات پوچھے [4] میں نے انہیں خبر دی تو فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے حضرت عمر سا کوئی زیادہ کوشش والا زیادہ سخی نہیں دیکھا

[1] اس فرمان عالی کے بہت مطلب بیان کئے گئے قوی یہ ہے کہ ذاک الرجل سے اشارہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ حضور انور نے اس سے پہلے دجال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ ایک شخص اس سے کہے گا کہ تو کافر ہے تو وہی ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ دجال ان بزرگ کو آرے سے چیرا کر دو ٹکڑے کر دے گا پھر زندہ کرے گا وہ زندہ ہو کر فرمائیں گے کہ اب تو مجھے تیرے کافر ہونے کا اور بھی زیادہ یقین ہو گا اس کے بعد حضور انور نے یہ فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجہ والا جنتی ہو گا یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل ہو گا (مرقات) [2] یعنی ہمارا خیال یہ تھا کہ دجال سے مقابلہ والے وہ صاحب حضرت عمر ہی ہوں گے آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور آپ اس کا مقابلہ کریں گے مگر جب آپ شہید کر دیئے گئے تب ہم سمجھے کہ کوئی اور صاحب ہیں لہذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ کیا حضرت عمر جناب صدیق اکبر سے بھی بڑے درجے والے ہیں (مرقات) اس عبارت کے اور مطلب بھی بیان کئے گئے ہیں مگر یہ مطلب آسان بھی ہے واضح بھی اور قوی بھی۔

[3] آپ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کی کنیت ابو خالد ہے حبشی تھے ۱۱ھ میں آپ کو حضرت عمر نے خریدا تھا آپ تابعی ہیں اور آپ کے بیٹے کا نام زید ابن اسلم ہے آپ نے مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی ایک سو چودہ سال عمر ہوئی (مرقات) ایک اسلم اور بھی ہیں جن کی کنیت ابو رافع ہے وہ صحابی ہیں وہ یہاں مراد نہیں [4] چونکہ جناب اسلم حضرت عمر کے غلام اور خاص خادم تھے آپ کے علانیہ اور خفیہ حالات سے مطلع تھے اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر اگرچہ صاحبزادہ ہیں مگر آپ کے خفیہ حالات خادم خاص سے پوچھ رہے ہیں یعنی حضرت

www.alahazratnetwork.org

حَتّٰی انْتَهٰی مِنْ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ یَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَکَاَنَّهٗ یُجْزِعُهٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا کُلَّ ذٰلِکَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَکَ وَهُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَکْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَکَ وَهُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِیْنَ،

حتی کہ وفات پائی ۱؎ (بخاری) روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے ۲؎ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو نیزہ مارا گیا ۳؎ تو آپ غم کرنے لگے ان سے ابن عباس نے تسکین دیتے ہوئے عرض کیا ۴؎ اے امیر المومنین آپ ان تمام کی پرواہ نہ کریں ۵؎ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی پھر وہ آپ سے جدا ہوئے وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ

عبداللہ ابن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وہ خصوصی خفیہ حالات بیان کرو جس کی صرف تم کو خبر ہوگی اور کسی کو خبر نہیں۔

۱؎ یعنی حضور انور کی وفات کے بعد خلافت فاروقی میں آپ سے بڑھ کر مخلص اللہ کی راہ میں جفاکشی راہ خدا میں زیادہ سخی کوئی نہ دیکھا (اشعۃ اللمعات) اس صورت میں حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو آپ سے بڑھ کر سخی اور مخلص تھے یا یوں کہو کہ یہ حضرت عمر کی خصوصی فضیلت ہے آپ کی مثل مشقت و محنت اللہ کی راہ میں غالباً کسی نے نہ کی ہوگی۔

۲؎ آپ حضرت عبدالرحمن ابن عوف کے بھانجے ہیں بہت کم عمر صحابی ہیں حضور انور کی ہجرت کے دو سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۸ھ آٹھ ہجری میں مدینہ منورہ لائے گئے حضور انور کی زیارت کی آپ کی آٹھ سال کی عمر تھی جب حضور انور کی وفات شریف واقع ہوئی بڑے فقیہ عابد و زاہد تھے۔ ۳؎ حضرت عمر کو مغیرہ ابن شعبہ کے غلام ابولولو نے مدینہ منورہ میں چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تیئیس ہجری کو بدھ کے دن نیزہ مارا آپ زخمی ہونے کی حالت میں بہت ہی رنج و غم فرمانے لگے ۴؎ تجزع باب تفعیل کا مضارع ہے اور یہاں یہ باب سلب مادہ کے لئے ہے جزع یعنی گھبراہٹ اور تجزعہ یعنی گھبراہٹ دور کرنا یعنی تسلی دینا۔

۵؎ کل ذالک سے پہلے ایک فعل لابتال پوشیدہ ہے یعنی آپ ان تکالیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے کرم سے نوازا ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَتِهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ

مسلمانوں کے ساتھ رہے ان کا ساتھ خوب نبھایا ۱؎ اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس طرح جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہونگے ۲؎ آپ نے فرمایا یہ جو تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کا اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ۳؎ لیکن جو تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ بھی مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ۴؎ لیکن میری گھبراہٹ

۱؎ یعنی تین نعمتیں تو آپ کو پہلے مل چکی ہیں۔ حضور انور کی صحبت اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ سے راضی ہونا پھر حضرت ابوبکر کی صحبت و رفاقت کہ آپ ان کے وزیر یا تدبیر رہے اور ان جناب کا آپ سے خوش رہنا پھر خلافت اسلامیہ اور اس میں آپ کا عدل و انصاف فرمانا مسلمانوں کا آپ سے راضی رہنا۔

۲؎ یعنی اگر اس قاتلانہ حملہ سے آپ کی وفات ہوگئی تو سبحان اللہ شہادت وہ بھی مدینہ منورہ کی زمین میں نماز کی حالت میں مسجد نبوی شریف میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مصلے شریف پر یہ خوبیاں آپ کے سوا کسی کو میسر نہ ہوئیں نہ ہوں گی پھر مسلمانوں کا آپ سے راضی ہونا معلوم ہوا کہ بزرگوں کا راضی رہنا بھی اللہ کی نعمت ہے اور مسلمانوں کا خوش رہنا بھی اللہ کی رحمت یہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ۳؎ یعنی حضور انور کی صحبت حضور کا مجھ سے راضی رہنا یہ میری کسی خوبی نہیں ہے یہ خاص عطاء ذوالجلال ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدا ، بخشندہ !

صحابی رسول اللہ بنا وہ سعادت ہے کہ اس کے مقابل کوئی سعادت نہیں نبی تمام جہان کے ولی غوث قطب صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہونچ سکتے۔ ۴؎ یعنی حضور انور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کا مجھ سے راضی ہونا یہ بھی اللہ کی نعمت ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت اللہ کی رحمت ہے ؎

آدھی سے آدھی بھلی اور آدھی سے بھی آدھ بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرات

یعنی اللہ کے مقبول بندوں کی صحبت ایک بلکہ آدھی گھڑی کی بھی مبارک ہے اسی صحبت گناہوں کے پہاڑ توڑ دیتی ہے حضرت فرید گنج اللہ انسے فرماتی تھیں ؎

اُٹھ جاگ فریدا ستیا اوہ خلقت ویکھن جا مت کوئی بخشیا مل پوے کہ تو بھی بخشیا جا

ان سب کی اصل یہ حدیث شریف ہے ؎

www.alahazratnetwork.org

جَزْعِیْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِیْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَیْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ؕ

تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے لہ اللہ کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہو تو میں عذابِ الٰہی سے فدیہ دے دوں اسے دیکھنے سے پہلے ۲ (بخاری)

لہ یعنی میری یہ گھبراہٹ اپنی تکالیف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے ہے کہ میرے بعد مسلمانوں کا خصوصاً آپ اہل بیت لوگوں کا کیا بنے گا میں بڑے بڑے فتنوں کے سامنے مضبوط اور بند دروازہ ہوں میری شہادت کے بعد مسلمانوں میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ شہادت عثمان جو مسلمانوں میں تلوار چلنے کا ابداع بنی وہ آپ کے بعد ہی واقع ہوئی۔ ۲ یہ ہے خوف الٰہی کی انتہا جو کمال ایمان کی دلیل ہے حضرت عمر وہ ہستی ہیں کہ ان کے طفیل لوگ بخشے جائیں گے مگر خود اپنی ہیبت کا یہ حال ہے یہاں مرقات نے حضرت عمر فاروق کی چند کرامات کا ذکر فرمایا۔

کرامات عمر رضی اللہ عنہ فاروق!

۱ جمعہ کے دن حضرت عمر خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ پکارا اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ دو یا تین بار فرمایا لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المومنین ساریہ تو نہاوند میں جہاد کر رہے ہیں آپ نے انہیں یہاں سے کیسے پکارا فرمایا میں نے ان سب کو جہاد کرتے دیکھا دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے انہیں اطلاع دے دی۔ بہت عرصہ بعد ساریہ آئے انہوں نے کہا کہ ہم کو حضرت عمر کی آواز نے شکست سے بچایا۔

۲ جب حضرت عمرو ابن عاص نے مصر فتح فرمایا تو وہاں دیکھا کہ ہر سال دریائے نیل میں ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے۔ آپ نے یہ رواج روک دیا دریائے نیل سوکھ گیا آپ نے حضرت عمر کو مدینہ منورہ خط لکھا حضرت عمر نے دریائے نیل کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو اللہ کے حکم سے جاری ہو جا اور حکم دیا کہ میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دیا جاوے ڈالا گیا تو دریا قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ ۳ ابو مسلم خولان کو اسود ابن قیس نے کہا کہ تو مجھے نبی مان لے انہوں نے انکار کیا اس نے آگ جلوا کر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اس نے انہیں اپنے شہر سے نکلوا دیا اور مدینہ منورہ حضرت عمر کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو آگ سے بچایا اور سنت خلیل نصیب کی حالانکہ کسی نے حضرت عمر کو یہ خبر نہ دی تھی۔ کہا کیا تم عبداللہ ابن ایوب نہیں ہو عرض کیا ہاں ۴ حضرت عمر ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے پہرہ دے رہے تھے

www.alahazratnetwork.org

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ۱؎ پہلی فصل

کہ ایک گھر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز آئی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اُٹھ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی بولی اماں یہ حضرت عمر نے منع فرمایا ہے بوڑھی بولی کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے ہیں لڑکی بولی کہ عمر کا رب دیکھ رہا ہے آپ نے صبح کو اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم فلاں گھر جاؤ اس لڑکی سے نکاح کر لو تم کو اس کے پیٹ سے نہایت ہی مبارک روح ملے گی عاصم ابن عمر نے اس سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی نام ۔ صر ست ۔ ۔ عاصم ابن عمر اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے نکاح کیا اس کے شکم سے عمر ابن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔

۵ عمر نے ایک بدوی کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ غالباً اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اس نے اس کے مرثیہ میں سات شعر بھی کہے ہیں اگر تم کہو تو میں اس کے اشعار سنا دوں اتنے میں وہ بدوی اُتر آیا پوچھا تو کہاں سے آرہا ہے بولا اس پہاڑ کی چوٹی پر امانت رکھ کر آیا ہوں پوچھا کیا امانت بولا اپنا بیٹا دفن کر کے فرمایا اپنے مرثیہ کے سات شعر سنا جو تو نے کہے ہیں وہ بولا اے امیر المومنین وہ شعر تو میں نے ابھی دل میں سوچے ہیں آپ کو کیسے پتہ لگا پھر اس نے سات شعر سنا دیئے وہ اشعار یہاں مرقات نے نقل کئے جن کا پہلا شعر یہ ہے۔

یا غائبا من نبوب من سفر عاجله علی موتها علی صغره (مرقات)

۶ ایک عورت کا تیل زمین پر گر گیا وہ کھڑی رو رہی تھی زمین تیل چوس چکی تھی وہاں سے حضرت عمر گذرے وجہ رونے کی پوچھی اور کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے کہ اے زمین کیا میرے دور خلافت میں تو نے اس کا تیل غصب کیا واپس اوگل زمین نے تیل واپس اوگلا عورت نے برتن میں بٹور لیا۔

۷ حضرت علی نے خلافت فاروقی میں خواب دیکھا کہ میری آنکھ دیر سے کھلی کہ فجر کا وقت تنگ ہو گیا مسجد نبوی میں پہنچا تو حضور انور کو محراب میں بیٹھا پایا فرمایا علی جلد نماز پڑھو وقت جا رہا ہے فجر پڑھی واپس ہوئے تو دیکھا اس محراب میں حضور انور کے آگے کھجوروں کا طباق رکھا ہے حضور انور نے ایک کھجور مجھے عطا کی یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی واقعی نماز کو دیر ہو گئی تھی دوڑے ہوئے مسجد نبوی شریف میں گئے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق محراب میں بیٹھے ہیں دیکھ کر فرمایا علی نہ جلدی نماز پڑھو وقت جا رہا ہے فوراً پڑھی واپس آکر دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے کھجوروں کا طباق رکھا ہے آپ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی آپ نے کہا دوسری مانگی تو فرمایا کہ ابھی تم کو حضور نے ایک ہی کھجور دی تھی مجھ سے دوسری کیوں مانگتے ہو یہ آخری دو کرامات دوسری کتب سے حاصل کی گئیں ۔

۱؎ یعنی اس باب میں صرف وہ احادیث مذکور ہوں گی جن میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے فضائل یکجا ذکر ہیں اگرچہ دونوں حضرات یکجا ہی رہے تھے کہ دونوں حضور انور کے وزیر مشیر صاحب راز مقرب بارگاہ حضور کے ساتھی تھے حتی کہ یہ دونوں قبر میں بھی حضور کے ساتھ رہے (اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً اِذَا عَیِیَ فَرَکِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تُکَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰی شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَکَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا یَوْمَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا کہ ایک شخص گائے لیے جارہا تھا کہ تھک گیا تو اس پر سوار ہوگیا وہ بولی کہ ہم اس کام کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہم زمین کی کھیتی کے لیے پیدا کیے گئے[1] تو لوگ بولے سبحان اللہ گائے بول رہی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر میں اور ابوبکر و عمر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے[2] اور فرمایا کہ جبکہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ ان میں سے ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کیا اسے بکری والے نے پکڑ لیا اس سے چھڑا لیا تو اس بھیڑیے نے کہا کہ درندوں کے دن اس کا

[1] یہ واقعہ گذشتہ زمانہ کا ہے شاید کسی اسرائیلی کا واقعہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر سوار ہونا اس پر بوجھ لادنا بہتر نہیں اسے کھیتی میں ہی استعمال کرو کیونکہ حضور انور نے یہ واقعہ بغیر تردید نقل فرمایا (مرقات اشعہ) جانوروں کو مروجہ کاموں میں ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔

[2] اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو ان دونوں حضرات کے ایمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ جس چیز کو ہم ثبوت فرمالیں اس کو وہ دونوں حضرات ضرور مان لیں گے بغیر تردد اور بغیر ہیر پھیر کئے جانور کا انسان سے کلام کرنا عقل سے ورا ہے مگر میری تصدیق کی وجہ سے وہ دونوں مان لیں گے ان کے ایمان کا میں ذمہ دار ہوں یہ ہی ان بزرگوں کی عظمت ہے حضور کا ہاتھ شریف حضرت عثمان کا ہاتھ بنا۔ بیعۃ الرضوان میں اور آج حضور انور کا دل و دماغ اور حضور انور کی زبان شریف حضرت ابوبکر و عمر کے دل و دماغ و زبان بنے یہ ہے ان بزرگوں کی شان۔

[3] یوم السبع یا تو سبع سے ہے بمعنی درندہ یوم السبع کے معنی درندوں والا دن اس سے کون سا دن مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد قرب قیامت وہ جنگ عظیم ہے جب کہ لوگ جنگ کی وجہ سے اپنے جانوروں سے غافل ہوجائیں گے اور بھیڑیے ان کی بکریاں گائے خوب کھائیں گے بعض نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا ایک میلہ ہوتا تھا جس میں لوگ شرکت کرنے کے لئے اپنے گاؤں خالی کر جاتے تھے ان کے پیچھے درندے ان کے جانور آزادی سے کھاتے تھے بعض نے فرمایا کہ یہ لفظ یوم السبع ہے ی سے بمعنی عہد و سیلہ تب بھی مطلب یہ ہی ہوگا۔ فقیر کے

www.alahazratnetwork.org

السَّبُعِ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اَوَمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ

کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو لوگ بولے سبحان اللہ بھیڑیا بول رہا ہے حضور نے فرمایا کہ اس پر میں ایمان لایا اور ابوبکر اور عمر حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے [1] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ میں ایک قوم میں کھڑا ہوا تھا کہ لوگوں نے جناب عمر کے لیے دعائیں کیں جبکہ وہ اپنے تختے پر رکھے گئے [2] کہ ایک شخص میرے پیچھے رکھے [3] کہ ایک شخص میرے پیچھے سے جس نے اپنی وہ کہنی میرے کندھے پر رکھی کہنے لگا اللہ تم پر رحمت کرے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اپنے دو ساتھیوں

نزدیک، یہ دونوں مطلب قوی نہیں کیوں کہ یہاں تو یہ ہے کہ اس دن بھیڑیئے کے سوا کوئی رعی چرواہا نہ ہوگا۔ جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی حفاظت کریں گے شکار مراد لینا بعید لہذا غالباً اس سے مراد حضرت عیسٰے علیہ السلام کا زمانہ ہے جب شیر اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے اس دن بھیڑیئے گویا بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے۔

[1] اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ اس واقعہ کو میں جانتا ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر کی طرف سے اس پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ واقعہ درست ہے۔ جو مجھے بذریعہ وحی یا کشف معلوم ہوا جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

[2] یعنی شہادت کے بعد آپ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر رکھا چونکہ آپ کی شہادت فقہی نہ تھی کہ آپ زخم کھا کر کئی دن زندہ رہے اس لئے آپ کو غسل دیا گیا شہید فقہی کو نہ غسل دیا جاوے نہ کفن شہید فقہی میں ایک قید یہ ہے کہ زخمی ہوتے ہی وفات ہو جاوے دیر نہ لگے۔

[3] حضرت علی کا یہ خطاب حضرت عمر کی نعش مبارک سے تھا ان سے کہہ رہے تھے کہ اللہ تم پر رحمت کرے خیال رہے کہ اللہ کی رحمت گنہگاروں پر مغفرت کی ہے نیک کاروں پر کرم نوازی کی حضرات صحابہ پر قرب خصوصی کی یہاں خاص رحمت مراد ہے اللہ کی رحمت کے سب حاجت مند ہیں مگر جیسا محتاج ویسی اس کی رحمت اس سے معلوم ہوا بزرگان دین بعد وفات سنتے ہیں ان سے خطاب

www.alahazratnetwork.org

صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءُوْنَ اَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِيْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ

کے ساتھ رکھے گا ۱؎ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے بہت سنا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر وہاں تھے اور میں نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا اور میں اور ابوبکر و عمر چلے اور میں ابوبکر و عمر داخل ہوئے اور میں ابوبکر و عمر نکلے ۲؎ میں نے مڑکر دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے ۳؎ (بخاری مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ علیین والوں کو دیکھے اور دکھائیں گے جیسے تم کنارہ آسمان میں چمک دار تارے کو دیکھتے ہو ۴؎ اور ابوبکر و عمر

کلام درست ہے ۔ ۱؎ یعنی حضور انور نے تم دونوں کے نام اپنے نام سے ملائے تمہارے کام اپنے متصل رکھے نام و کام کے متصل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام بھی متصل ہیں نام و کام پتہ دیتے ہیں مقام کا اور اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے نام و کام کو اپنے نام سے متصل کیا ہے تو آپ کو رب سے بھی بہت قرب ہے۔ ۲؎ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اکثر حضرت عمرؓ کی بہت تعریف کرتے تھے حتی کہ فرماتے تھے کہ اب زمین پر ایسا شخص نہ رہا کہ جس کے اعمال کی میں تمنا کروں اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ میں رب تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے سے نیک اعمال لے کر ملوں۔

۳؎ علیین ایک دفتر کا نام بھی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی قرآن مجید میں دفتر کو علیوں فرمایا گیا وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم، یہاں جنت کے اعلیٰ درجہ کو جیسے سجین دفتر کا نام بھی ہے جس میں دوزخیوں کے نام تحریر ہیں اور دوزخ کے سب سے نیچے حصہ کا نام بھی۔ یعنی علیین جنت کے درجوں سے ایسا اونچا ہے جیسا آسمان زمین سے اونچا اور علیین والے دوسرے جنتیوں کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں وہ ایک دوسرے کو دکھائیں گے دیکھو وہ ہیں حضرت صدیق وہ ہیں حضرت عمر ۔

www.alahazratnetwork.org

وَعُمَرُ مِنْهُمْ وَانْعَمَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ ۞ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ

انہیں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں ۱؎ (شرح سنہ) اور ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت کی ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر و عمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلوں کے سردار ہیں ۲؎ سوا نبیوں اور رسولوں کے اور مرسلین کے ۳؎ (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی ۞ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ تم میری بقاء

۱؎ یعنی حضرت ابوبکر و عمر سارے علیین والوں سے افضل و اعلیٰ ہوں گے جب یہ جنت کے نیچے درجوں میں جھانکیں گے تو ان درجوں میں ایسی چاندنی پھیل جاویگی جیسے زمین پر چودھویں رات کے چاند سے پھیل جاتی ہے۔ ان کی شان انشاء اللہ وہاں دیکھیں گے ۲؎ جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانہ کو کہولت کہا جاتا ہے یعنی تیس سال کے بعد سے پچاس سال تک عمر مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ تھے جنتی ان سب کے سردار یہ دونوں ہیں ورنہ جنت میں سارے جنتی جوان تیس سالہ ہوں گے کوئی بوڑھا یا ادھیڑ عمر نہ ہوگا۔ عورتیں اٹھارہ سالہ ہمیشہ یہی عمر رہے گی کہ وہاں دن رات مہینے سال نہیں گزرتے جیسے وانو الیتٰمٰی اموالہم حالانکہ بعد بلوغ انسان یتیم نہیں رہتا۔ ۳؎ رسول تین سو تیرہ ہیں مرسلین چار ان میں اکثر رسول ادھیڑ عمر میں وفات یافتہ ہوئے یعنی رسولوں کے بعد ان دونوں کا درجہ ہوگا۔ یہ حضرات ان ادھیڑ جنتیوں سے افضل ہیں جو نبی نہ ہوں کیونکہ کوئی غیر نبی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جیسے کوئی غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ دونوں حضرات جنتی ادھیڑوں سے افضل ہوئے تو جنتی جوانوں بچوں سے بھی افضل ہوئے۔ (مرقات) چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ھما سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابھما بعد النبیین والمرسلین ایک روایت میں ہے کہ حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں بوڑھوں سے افضل ہیں مگر تم انہیں یہ خبر نہ دینا۔ چنانچہ حضرت علی نے ان دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد یہ حدیث بیان فرمائی۔ (مرقات) ان حضرات کی یہ سرداری حضرات حسنین کریمین کی سرداری کے خلاف نہیں کیونکہ دونوں سرداریوں کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ضلع کا افسر اعلیٰ ڈپٹی کمشنر بھی ہوتا ہے اور ایس پی بھی مگر الگ الگ نوعیتوں سے ۞

www.alahazratnetwork.org

فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ أَحَدٌ رَأْسَهُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا

کتنی ہے[1] تو میرے بعد والوں کی پیروی کرو ابوبکر و عمر کی[2] (ترمذی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی اپنا سر نہ اٹھاتا تھا[3] یہ دونوں حضرات حضور کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور انہیں دیکھ کر مسکراتے تھے[4] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر و عمر بھی ان دونوں میں سے ایک صاحب آپ کے داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے تو فرمایا

[1] لفظ لا دری حضور کی اپنی بے خبری کے لیے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطلاع نہ دینے کے لئے ہے ورنہ حضور انور کو اپنی وفات کی بھی خبر تھی اور دوسروں کی وفات کی بھی اس لیے حضور نے حج کی فرضیت کے سال حج نہ کیا اگلے سال کیا کہ آپ کو خبر تھی کہ اس سال ہماری وفات نہیں، ورنہ فرض یہ ہے کہ حج فرض ہوتے ہی حج کرے۔ حضرت سعد بہت بیمار ہوئے ان سے فرمایا کہ تم اس بیماری سے مرو گے نہیں خیال رہے کہ روایت عقل سے جاننے کو کہتے ہیں علم اس سے عام ہے اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں حصہ اول میں ہے دیکھو۔ حضور نے فاطمہ زہرا اور اپنی زوجہ مطہرہ زینب کی وفات کی خبر دی۔ غزوۂ بدر میں ایک دن پہلے بتا دیا کہ کل یہاں فلاں کافر مرے گا یہاں فلاں۔ عقلی علوم بتائے جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں[2] اس میں ان بزرگوں کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد یہ حضرات خلیفہ ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلا فصل قرآن کریم میں بھی مذکور ہے ستدعون الی قوم اولی باس شدید اس آیت میں جنگ یمامہ کا ذکر ہے جو خلافت صدیقی میں ہوئی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر[3] حضور کی مجلس اقدس میں سب لوگ نیچے سر نیچی نگاہ کئے خاموش بیٹھتے تھے جیسے پرندوں کا شکاری بالکل خاموش سکون سے بیٹھتا ہے۔ یہ تھا اس بارگاہ کا ادب[4] پیارا پیارے کو دیکھ کر خوشی سے مسکراتا ہے یہاں وہ رنگ تھا دوسرے صحابہ میں ادب کا ظہور ہے یہاں محبوبیت کا جلوہ گری یعنی یہ دونوں صاحب اسرار اور بارگاہ عالی میں بہت باریاب تھے ۞

www.alahazratnetwork.org

نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا ۞ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ

یہ قیامت کے دن ایسے ہی اٹھائے جائیں گے ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حنطب سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر و عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ کان اور آنکھیں ہیں ۲؎ (ترمذی، مرسلا) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس طرح کہ ان کے

۱؎ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے قیامت میں حضور انور کا قرب نصیب ہو جاوے تو جو حضور انور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے۔ بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اس کے مقدمہ کا کیا پوچھنا، اس حدیث میں اپنی قبور کا بھی پتہ دے دیا گیا ہے شعر

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو — کہ رستہ میں ہیں جا بجا تھانے والے

اس لحاظ سے بھی بعد انبیاء ساری مخلوق میں سب سے بڑے خوش نصیب یہ دونوں حضرات ہیں جنہیں حضور انور سے دنیا میں، قبروں، حشر میں ایسا قرب نصیب ہے۔ ۲؎ اس فرمان عالی پر چار شرحیں ہو سکتی ہیں ۱ یہ دونوں مسلمانوں کی کان و آنکھیں ہیں کہ جیسے انسان بغیر کان و آنکھ سے کچھ نہ دیکھ سکے نہ سن سکے۔ ایسے ہی مسلمان ان کا دامن چھوڑ کر نہ راہ ہدایت دیکھ سکے نہ قرآن و حدیث یا اللہ رسول کی بات سن سکے ۲ یہ دونوں دین اسلام کی آنکھیں اور کان ہیں کہ جیسے جسم کی تکمیل آنکھوں کانوں سے ہوتی ہے ایسے ہی دین کی تکمیل ان بزرگوں سے ہے قرآن و حدیث ان کے ذریعہ سے مجھو ۳ یہ دونوں میرے کان و آنکھ ہیں جیسے ہر شخص کو اپنے آنکھ کان بڑے پیارے ہوتے ہیں کہ ان دونوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے ایسے ہی یہ دونوں میرے پیارے وزیر ہیں مجھے بڑے محبوب ہیں۔ اعلیٰ وزیر بادشاہ کی آنکھ کان ہوتے ہیں اس معنی کی تشریح اعلیٰ حدیث میں آرہی ہے ۴ یہ دونوں سراپا آنکھ و کان ہیں جیسے آنکھ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی، کان سننے سے سیر نہیں ہوتے ایسے ہی یہ دونوں مجھے دیکھنے میری سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتے (لمعات، مرقات، اشعۃ) ان کا عقیدہ تو یہ ہے شعر

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا — حقیقت معرفت اہل طریقت اسکو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا — تصور میں ترے رہنا طریقت اسکو کہتے ہیں

ان دونوں نے دیکھا تو حضور کو اور سنی تو حضور کی یہ وہ جسم ہیں جن کی جان حضور ہیں۔ رضی اللہ عنہما آنکھیں و کان سارے اعضاء سے افضل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وجعل لکم السمع والابصار (یوں ہی سارے اہل اسلام میں یہ دونوں افضل ہیں۔ کان افضل

www.alahazratnetwork.org

وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ، لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے [1] مگر ہمارے آسمانی دو وزیر جبریل [2] اور میکائیل ہیں [3] اور ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں [4] (ترمذی) [5] روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا [6] کہ آسمان سے ایک ترازو

ہیں آنکھ سے کہ آنکھ کے بغیر علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر کان کے بغیر نہیں اس لیے کان کا ذکر پہلے فرمایا آنکھ کا بعد میں (مرقات)۔

[1] وزیر جو بادشاہ کی سلطنت کا بوجھ اٹھائے اُسے اچھے مشورے دے۔ اس کا صاحب راز ہونا یہ لفظ بتا رہے وزر بمعنی بوجھ سے لا تتزر وازرۃ وزر اخری۔

[2] حضور آسمانوں کے بھی بادشاہ ہیں اور زمین کے بھی۔ آسمانی سلطنت کا انتظام حضرت جبریل و میکائیل کرتے ہیں۔ حضور کے احکام وہاں نافذ کرتے ہیں ترتیب ذکری سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت جبریل درجہ میں جناب میکائیل سے بہت بڑے ہیں کہ اُن کا ذکر پہلے فرمایا۔

[3] اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زمین ہی پر نہیں ہے آسمان میں بھی ورنہ دونوں جگہ وزیر ہونے کیا معنی بلکہ حضور عالمین کے سلطان بادشاہ اور نبی ہیں لیکون للعالمین نذیرا ۲ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر فاروق سے افضل ہیں کہ پہلے ان کا نام شریف ارشاد ہوا بعد میں حضرت عمر کا ۳ وزارت صدیقی و فاروقی افضل و اعلیٰ ہے۔ وزارت جبریل و میکائیل سے کہ حضرت صدیق و فاروق پایۂ تخت کے وزیر ہیں۔ ہر دم حضور کے ساتھ رہنے والے زمین تمام انبیاء خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پایۂ تخت ہے انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ

[4] یہ حدیث حاکم نے حضرت ابو سعید خدری سے حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے ابن عساکر نے حضرت ابوذر غفاری سے حافظ ابوالحسن علی ابن نعیم بصری نے حضرت انس ابن مالک سے بالفاظ مختلف روایت کی اور امام سمرقندی نے خواجہ حسن بصری سے روایت کیا کہ ساق عرش پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وزیراہ ابوبکر و عمر (مرقات)

[5] یعنی میں نے خواب دیکھا۔ خیال رہے کہ صحابہ کرام کے خواب خصوصاً وہ خواب جو بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر تائید حاصل کریں وہ کشف و الہام

www.alahazratnetwork.org

فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاَءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ

اتری تو آپ اور ابوبکر تولے گئے آپ بڑھ گئے[1] اور حضرت ابوبکر و عمر تولے گئے تو ابوبکر بڑھ گئے اور تولے گئے عمر و عثمان تو عمر وزنی رہے[2] پھر ترازو اٹھائی گئی[3] اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نمگین ہوئے یعنی یہ خواب حضور کو گراں گزری[4] پھر فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافتیں ہیں۔

بلکہ وحی کا پرتو ہیں۔ اسلام میں مروجہ اذان حضرات صحابہ کی خواب اور حضور کی تائید سے جاری ہوئی۔ خیال رہے کہ بکرہ کنویں کی گھڑی یا چرخی کو کہتے ہیں آپ غزوۂ طائف میں مسلمان ہوئے اور اپنے کو طائف کے قلعہ سے مسلمانوں کے لشکر میں اس طرح پہنچایا کہ اپنے کو ایک کوئیں کی چرخی پر ڈال دیا اور ڈھلکتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ لہذا ابوبکرہ کہلائے یعنی چرخی والے مومن۔

[1] یعنی آسمان سے ایک غیبی کنڈا اترا جس میں آپ کے ساتھ حضرت صدیق کو اس طرح تولا گیا کہ ایک پلڑے میں آپ، تلے دوسرے میں حضرت صدیق آپ کا پلڑا اونچا ہوگیا۔ حضرت صدیق والا پلڑا نیچا۔ یعنی آپ وزنی رہے حضرت صدیق سے۔ خیال رہے کہ مادیات میں وزنی پلہ نیچا ہوتا ہے مگر نورانیت میں وزنی پلہ اونچا رہتا ہے بلکہ پلہ نیچا۔ الیہ یصعد الکلم الطیب نور اوپر کو چڑھتا ہے۔

[2] یہ وزنی ہونا ان بزرگوں کے درجات کی فضیلت کی بنا پر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر سے افضل اور حضرت عمر حضرت عثمان سے افضل۔

[3] خیال رہے کہ ان تینوں خلفاء کی خلافت راشدہ بھی ہے اور ان کی خلافتوں پر امت کا پورا اجماع بھی ہوا۔ صدیق و فاروق کی خلافت پر از ابتدا تا انتہا جناب عثمان کی خلافت پر از ابتدا، اور حضرت علی کی خلافت راشدہ تو ہے مگر ان کی خلافت پر کبھی اجماع مسلمین نہ ہوا۔ اول ہی سے اختلاف ہوا اور آخر تک رہا۔ غالبًا اسی وجہ سے خواب میں حضرت علی رضہ کا وزن نہ دکھایا گیا۔ خلفاء راشدین کاملین مجمع علیہم کا وزن دکھایا گیا۔

[4] گراں اس لئے گزرا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم فرمایا کہ حضرت عثمان رضہ کے بعد خلافت اسلامیہ کا زوال و انحطاط شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ وزن نہیں دکھایا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَآءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ
مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَ
عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے گا [1] (ترمذی۔ ابوداؤد) [2] تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت ابوبکر ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت عمر نمودار ہوئے [3] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

[1] یعنی خلافت عثمانیہ کے بعد اسلام میں سلطنت و امارت قائم ہو جاوے گی۔ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امیر معاویہ نے سلطنت قائم کر لی۔ خیال رہے کہ خلافت نبوت اور سلطنت میں فرق یہ ہے کہ خلافت نبوت میں لوگوں پر حکومت بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت بھی کہ ان کی بیعت بیعت خلافت بھی اور بیعت ارادت بھی، لوگ ان کے رعایا بھی ہیں۔ ان کے مرید بھی مگر سلطان کی بیعت بیعت حکومت تو ہے بیعت ارادت نہیں، اور مسلمانوں کو کسی مرشد کا بیعت ہونا ہوگا۔ جانشینی رسول کا عہدہ ختم ہو گیا۔ سلطنت اسلامیہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ گذشتہ کتب میں حضور کی صفات میں یہ بھی ذکر تھا کہ ملکہ بالشام اور ظاہر ہے کہ شام میں سلطنت امیر معاویہ کی ہی قائم ہوئی۔ اسے حضور کی سلطنت قرار دیا گیا۔

[2] یہ حدیث ابوداؤد نے کچھ فرق سے روایت کی ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ خود حضور انور نے یہ خواب دیکھا مگر اس میں یوں ہے کہ میں اپنی ساری امت سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ساری ساری سے میری ساری امت سے تولے گئے تو ان میں سے ہر ایک ساری امت سے وزنی ہوا، پھر ترازو اٹھا لی گئی۔ اس میں اشارہ اسی جانب ہے کہ ان تین خلافتوں پر ساری امت کا اجماع ہوگا۔ (مرقات)

[3] اس سے ان دونوں حضرات کا جنتی ہونا معلوم ہوا خیال رہے کہ یہ حدیث ان دونوں بزرگوں کی فضیلت بیان فرما رہی ہے نہ کہ افضلیت کیونکہ جنت کی بشارت صحابہ کرام کو بھی دی گئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں دونوں کا جنتی ہونا مذکور ہے اس لیے یہ حدیث یہاں لائے (اشعہ) ۞

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ تَكُونُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ إِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ لِحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ

علیہ وسلم کا سر مبارک ایک چاندنی رات میں میری گود میں تھا[1] کہ بولی یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے کی برابر ہوں گی[2] فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں[3] میں بولی تو جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں[4] فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں[5]

[1] ضاحیہ ناہے ضحو سے بمعنی چمکدار روشن اس سے مراد وہ رات ہے جس میں چاندنی ہو اور بادل نہ ہو آسمان صاف ہو چاند خوب چمک رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی گود اس وقت عرش معلیٰ سے افضل ہو گئی ہو گی کہ وہ صاحب قرآن صلے اللہ علیہ وسلم کی رحل نبی رضی اللہ عنہا۔

[2] اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تا قیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا عقیدہ۔

[3] یہ ہے حضور انور کا علم کہ نہ یہ فرمایا کہ جبریل امین کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے نہ یہ کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے نہ یہ کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگا لینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمانوں کے تاروں کی برابر ہیں۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی۔

[4] آپ سمجھیں کہ احد میں حضرت ابوبکر صدیق بھی داخل ہیں۔ اور ان کی نیکیاں حضرت عمر کی نیکیوں سے کم ہیں۔

[5] اس ایک نیکی میں بہت گفتگو ہے کہ اس سے کونسی نیکی مراد ہے۔ فقیر کے نزدیک اس سے مراد ہجرت کی رات غار ثور میں حضور انور کی خدمت مراد ہے۔ اس رات حضرت صدیق نے تہجد نہیں پڑھی تھی اور کوئی عبادت نہیں کی تھی۔ حضور انور کی بے مثال خدمت کی تھی اور آپ کا مبارک سر اپنے زانو پر رکھ خوب جی بھر کر اس صورت پاک کے نظارے کئے تھے۔ یہ ایک نیکی دنیا بھر کی ساری نیکیوں سے بڑھ کر قرار پائی شعر

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ رَزِيْنٌ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَآئِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ

(زرین) حضرت عثمان کے فضائل رضی اللہ عنہ [1] پہلی فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے تھے اپنی رانیں یا اپنی پنڈلیاں کھولے [2] تو جناب ابوبکر نے اجازت مانگی انہیں اجازت دے دی اسی حالت پر انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی [3] پھر انہوں نے بھی بات چیت کی پھر جناب عثمان نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے جب وہ چلے گئے تو جناب عائشہ نے کہا کہ جناب ابوبکر آئے آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی اور

[1] آپ کا نام عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہے آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ لقب ذو النورین خطاب جامع القرآن۔ آپ یکم محرم ۲۴ھ چوبیس میں تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ بارہ سال خلافت کی بیاسی سال عمر پائی آپ کے حالات جلد اول کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں وہاں مطالعہ فرماؤ۔ [2] یعنی بے پرواہی سے لیٹے ہوئے تھے جس سے آپ کی پنڈلیاں یا ران شریف کھلی تھیں خیال رہے کہ حضرت امام مالک کے نزدیک مرد کی ران ستر نہیں باقی آئمہ کے ہاں یہ ستر ہے۔ حضرت امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے مگر یہ استدلال کچھ ضعیف سا ہے کیونکہ اول تو خود راوی کو شک ہے کہ ران کھلی تھی یا پنڈلی اس شک کے ہوتے ہوئے استدلال درست کیسے ہو سکتا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ ران کھلی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل ننگی تھی۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ران سے قمیض ہٹی ہوئی تھی تہبند شریف اس جگہ پر تھا۔ عاری اور کاشف میں بڑا فرق ہے (مرقات۔ اشعہ) [3] یعنی ان دونوں صاحبوں کی آمد پر حضور انور نے کوئی تکلف نہیں فرمایا اسی طرح بے پرواہی سے آرام فرما رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات باریاب بارگاہ اور صاحب اسرار بے تکلف محبوب ہیں [4] اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ ران شریف کھلی ہوئی نہ تھی بلکہ اس سے قمیض ہٹی ہوئی تھی ورنہ ارشاد ہوتا، شمرھا اسے ڈھک لیا اس سوی ثیابہ نے کاشفا کے معنی واضح کر دیئے کہ وہاں قمیض ہٹنا مراد تھا نہ کہ بالکل برہنہ ہونا۔

www.alahazratnetwork.org

دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِ بِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحِيْ مِنْ رَّجُلٍ يَسْتَحِيْ مِنْهُ الْمَلَآئِكَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا يُبْلِغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَّرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ

نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آگئے تو آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی نہ پرواہ کی پھر جناب عثمان آئے پھر تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے تو فرمایا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں ۲ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب عثمان شرمیلے آدمی ہیں مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے انہیں اسی حالت پر اجازت دے دی تو وہ مجھ تک اپنی حاجت نہ پہنچا سکیں گے ۳ (مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں ۴ (ترمذی) اور ابن ماجہ سے حضرت

۱ یعنی اس فرق کی وجہ کیا ہے یہ تینوں حضرات حضور کے خاص خدام ہیں پھر برتاؤ میں یہ فرق کیوں ہے ۲ کبھی فرشتے بھی حضرت عثمان سے شرم کرتے ہیں ان کی توقیر و تعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ کا عقد فرمایا تو حضرت عثمان بھی وہاں موجود تھے ان کے سینے سے کرتہ ہٹ گیا تو وہاں کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے حضور انور نے ملائکہ سے ہٹنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا حضرت عثمان سے ہم کو شرم آتی ہے۔ حضرت عثمان کی شرم و حیاء کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے صرف اوپر کا بدن برہنہ ہوتا تھا تب بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی غسل فرماتے تھے۔ (مرقات) آپ نے کبھی اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا۔ اس چمن کے ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے۔ ۳ یعنی اگر ہم حضرت عثمان کے سامنے اسی بے تکلفی سے لیٹے رہے تو وہ اتنے شرمیلے ہیں کہ یہاں نہ بیٹھ سکیں گے نہ مجھ سے بات کر سکیں گے نہ وہ عرض پوری کر سکیں گے جس کے لئے وہ یہاں آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مولا میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے تو کل قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم و حیا کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔ چنانچہ پہلے حساب ابوبکر کا ہوگا، پھر عمر کا پھر علی کا پھر دوسروں کا حضرت عثمان کا حساب ہوگا ہی نہیں (مرقات) ۴ فی الجنہ کسی راوی کی تفسیر ہے یعنی میرے خصوصی ساتھی حضرت عثمان ہوں گے ورنہ مطلقاً ساتھی اور صحبت سے خوش نصیب حضرات بھی ہوں گے۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ میرے خاص دوست ابوبکر و عمر ہوں گے (مرقات)۔

www.alahazratnetwork.org

اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحُثُّ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ

ابوہریرہ سے روایت کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں [1] اور یہ منقطع ہے [2] روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن خباب سے فرماتے ہیں [3] کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے [4] تو جناب عثمان کھڑے ہو کر بولے یارسول اللہ میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سو اونٹ ان کے کجاوں اور پلان کے ساتھ [5] حضور نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت

[1] یہ حدیث بہت اسنادوں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ اس کثرت اسناد سے اس کا ضعف جاتا رہا نیز ترمذی کی اسناد ضعیف ہے باقی اسنادیں صحیح ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے امام سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے ریاض میں حضرت زید ابن اسلم سے مختلف الفاظ سے روایت کی (مرقات) یوں ہی امام احمد نے حضرت طلحہ سے روایت کی۔

[2] منقطع حدیث وہ ہے جس کی اسناد میں ایک راوی یا دو راوی الگ الگ جگہ سے چھوٹ گئے ہوں اور اگر دو راوی مسلسل چھوٹ گئے ہوں تو اسے معضل کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ حدیث کے اقسام و احکام ہم شرح کے آخر میں لکھیں گے۔

[3] آپ حضرت خباب ابن ارت کے بیٹے ہیں آپ خود تو تابعی ہیں مگر آپ کے والد جناب ابن ارت صحابی ہیں آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی [4] غزوہ عسرت غزوۂ تبوک کا نام ہے اور اس غزوہ میں جانے والوں کو جیش عسرت کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی ناداری بے سامانی کی حالت میں ہوا۔ گرمی سخت تھی۔ تبوک جگہ بہت دور تھی۔ چنانچہ خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل ہوا وہاں سے عمان وہاں سے بیت المقدس یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں حضور انور نے لوگوں کو جہاد کے لیے چندہ دینے کا حکم دیا۔ غزوۂ تبوک حضور انور کا آخری غزوہ ہے جو ۹ھ میں ہوا۔ اس کے بعد حضور نے کوئی غزوہ نہ کیا (مرقات) اس غزوہ میں لشکر اسلام بہت بڑا تھا خیال رہے کہ غزوۂ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ تھا۔ احد میں سات سو۔ حدیبیہ میں پندرہ سو فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوۂ حنین میں بارہ ہزار (مرقات) تبوک میں چالیس ہزار اور ستر ہزار کے درمیان تھے (مدارج) [5] احلاس جمع ہے حلس کی حلس وہ کمبل جو اونٹ پر کاٹھی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اس کا ترجمہ پھول کر لو اور اقتاب جمع ہے قتب کی یعنی پالان جس میں سواری کی جاتی ہے (مرقات اشعہ) مطلب یہ ہے کہ سو اونٹ مع تمام سامان کسے میں حاضر کرتا ہوں۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ

دی پھر جناب عثمان کھڑے ہو گئے عرض کیا میرے ذمہ دو سو اونٹ ہیں مع ان کے کجاوں اور پلان کے حضور نے پھر رغبت دلائی تو عثمان کھڑے ہو گئے بولے میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں مع ان کے کجاوے و پالان کے [1] تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور انور منبر سے اتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں [2] (ترمذی) روایت ہے عبدالرحمان ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ عثمان نے جب لشکر عسرت کو سامان دیا تو اپنی آستین میں ہزار اشرفیاں

[1] حضور انور نے تین بار چندہ کی اپیل کی ہر بار میں حضرت عثمان نے سو دو سو تین سو اونٹ کا مع سامان کے اعلان کیا کسی کو بولنے کا موقعہ ہی نہ دیا چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں آرہا ہے۔ خیال رہے کہ یہ تو ان کا اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت نو سو پچاس اونٹ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں دیکھو مرقات۔ ہم نے حضرت عثمان کی شان میں یہ واقعہ یوں عرض کیا ہے شعر

دست عطا کھل گیا دیکھا جو یہ ماجرا — غازیان مصطفےٰ بے سر و سامان ہیں

خیال رہے کہ آپ نے پہلی بار میں ایک سو کا اعلان کیا دوسری بار سو کے علاوہ اور دو سو کا تیسری بار اور تین سو کا کل چھ سو اونٹ کا اعلان فرمایا۔ (مرقات)

[2] اس عبارت میں پہلا ما نافیہ ہے۔ ما علی عثمان۔ اور دوسرا ما موصولہ ہے۔ ما عمل بعد ہذا۔ یعنی عثمان اب اس کے بعد جو کام بھی کریں انہیں مضر نہ ہوگا اس فرمان عالی کا منشا یہ نہیں ہے کہ حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی۔ بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جاوے کہ جا اڑ تا پھر اب اڑنے کا ہے سے یوں ہی حضور انور نے ان کے دل پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ اب عثمان کے دل میں گناہ کرنے کا خیال بھی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں عمل سے مراد نفلی عمل ہیں۔ یعنی اگر اب عثمان کو نفلی عبادت نہ کریں تو مضر نہیں مگر یہ غلط ہے نقصان نہیں ہوتا نفل تو ہوتا ہی وہ ہے جس کے نہ کرنے پر نقصان نہ ہو لہٰذا مطلب وہ ہی ہے جو ہم نے کہا کیونکہ عبادت

www.alahazratnetwork.org

جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حَجْرِهٖ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ

لائے انہیں حضور کی گود میں ڈال دیا ۱؎ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا ۲؎ (احمد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم دیا تو عثمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے ۳؎ مکہ کی طرف حضور نے

نہ کرنے سے تو ہم کو بھی غرض کیا۔

۱؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صدقہ دینے میں جلدی کرے ٹال مٹول نہ کرے فوراً صدقہ دے دوسرے اللہ کی راہ کا صدقہ حضور کی بارگاہ میں پیش کردہ وہ موقعہ بموقعہ خرچ کریں جس سے وہ صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاوے۔ دیکھو حضرت عثمان نے یہ اشرفیاں خود غازیوں پر صرف نہ کیں حضور کی بارگاہ میں پیش کیں۔ رب فرماتا ہے۔ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا صدقہ کے ذریعہ حضور مسلمانوں کو پاک فرماتے ہیں اس لیے آج بھی ایصال ثواب کرتے وقت مسلمان کہتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ

۲؎ اس فرمان عالی میں حضرت عثمان غنی کو تین بشارتیں دی گئیں۔ ایک یہ کہ ان کے سارے گذشتہ گناہ اور خطائیں معاف ہو گئیں ان کا آج کا یہ عمل ان کا کفارہ بن گیا۔ دوسرے یہ آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے تیسرے یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا (از مرقات) یہ ہے حضور کا علوم خمسہ پر مطلع ہونا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے اعلان تو چھ سو کا کیا تھا مگر دیئے نو سو پچاس اونٹ چھ ہزار کے تکملہ کے لیے پچاس گھوڑے مع ساز و سامان کے حاضر کئے اس طرح کل ایک ہزار سواریاں اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔

۳؎ جیسے کفار مکہ کی طرف سے کچھ نمائندے حضور کی خدمت میں صلح کی بات چیت کرنے آئے تھے۔ یوں ہی حضرت عثمان حضور کی طرف سے کفار مکہ کے پاس صلح کی بات کرنے گئے کیونکہ کفار پر ان کے بہت احسانات تھے وہ لوگ آپ کا احترام کرتے تھے ادھر لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ اس پر حضور نے سب مسلمانوں سے بیعت جہاد لی کر یہ بیعت حضرت عثمان کے لیے ہی لی گئی اسے بیعۃ الرضوان اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے متعلق رب نے فرمایا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبا یعونک تحت الشجرۃ گویا یہ بیعت رضا الٰہی کا تمغہ ملنے کا ذریعہ تھی۔

www.alahazratnetwork.org

النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُّ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ

لوگوں سے بیعت لی[1] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ کے اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہیں[2] پھر حضور نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان کے لیے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہوگیا جو ان کے اپنے لیے تھے[3] (ترمذی) روایت ہے حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے[4] فرماتے ہیں کہ میں دار کے دن حاضر تھا[5] جبکہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا میں تمکو اللہ تعالیٰ

[1] یہ بیعت بیعت جہاد تھی حضور انور نے لوگوں سے اسلام پر بھی بیعت لی ہے نیک اعمال کرنے پر بھی اور گناہوں سے بچنے پر بھی کسی سے سوال نہ کرنے پر بھی اور کسی خاص عمل پر بھی یہ بیعت یہ ہی آخری بیعت تھی یعنی خاص عمل پر یہ بیعتیں موجودہ مروجہ بیعتوں کی اصل ہیں۔ جو اولیاء اللہ سے کی جاتی ہے۔ [2] یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ ضرورت سے پاک ہے بلکہ بمعنی کام یا خدمت ہے۔ چونکہ حضور انور کو فنافی اللہ کا درجہ حاصل تھا۔ اس لئے حضور کا کام اللہ کا کام ہے ورنہ حضرت عثمان حضور کے کام کے لئے گئے تھے (مرقات) روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت عثمان سے کہا کہ کعبہ حاضر ہے آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ آپ خوب طواف عمرہ کریں سنگ اسود کو بوسہ دیں حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضور انور کے بغیر کعبہ کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ چنانچہ آپ کعبہ میں نہیں گئے۔ یہاں صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عثمان تو خوب عمرہ کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا عثمان میرے بغیر نہ عمرہ کرے گا نہ طواف یہ ہے حضرت عثمان کا ایمان کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دولھا کے بغیر برات کیسی۔ [3] حضور انور نے خیال فرمایا کہ یہ بیعت بڑی ہی عظمت و عزت کا ذریعہ ہے اس کا چرچہ قرآن میں آوے گا اور تا قیامت رہے گا۔ اس سے میرا عثمان محروم نہ رہے تو سب کو دکھا کر فرمایا کہ میرا ایک ہاتھ عثمان کا ہے۔ اور دوسرا ہاتھ میرا اور میں خود عثمان کی طرف سے اپنے سے بیعت کرتا ہوں حضور کو یہ بھی علم غیب تھا آپ مکے میں شہید نہیں کئے گئے خود مرید خود مراد مصرع

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

[4] حضرت ثمامہ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر دیدار نہ کر سکے اس لئے آپ تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت عمر و عثمان عبداللہ ابن عمر۔ عائشہ صدیقہ۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہم کی زیارات کی ہیں۔ [5] حضرت عثمان کے گھر شریف کا باغیوں نے محاصرہ کر لیا تھا۔ آپ اس گھر میں گھر گئے تھے باہر نہیں نکل سکتے تھے اس زمانہ کا نام یوم الدار ہے۔ آخر بار آپ اس زمانہ میں شہید کر دیئے گئے۔

www.alahazratnetwork.org

وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَآءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِىْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِى الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِىْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِىْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّآءِ

اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوا رومہ کنویں کے میٹھا پانی نہ تھا[1] تو فرمایا کہ کون رومہ کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کردے بعوض جنت کی اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے[2] تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا[3] اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں[4]

[1] حضرت عثمان غنی نے چھت پر چڑھ کر لوگوں کو آواز دی اور ان سے یہ کلام فرمایا رومہ اس کنوئیں کے مالک کا نام تھا جس سے عثمان غنی نے خرید کر یہ مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اس کا پانی بہت ہی میٹھا لذیذ اور ہلکا زود ہضم ہے اب اسے بئر عثمان بھی کہتے ہیں اور بیر جنت بھی کیونکہ اس کنوئیں کی خرید پر حضرت عثمان سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا فقیر نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے پانی پیا ہے۔

[2] یعنی ایسا کون ہے جو یہ کنواں خرید کر وقف کردے کہ خود بھی اس کا پانی استعمال کرے اور دوسرے لوگ بھی اس کی عوض اسے جنت کا حوض کوثر دیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اوقاف بھی صدقہ ہوتے ہیں مگر ایسا کہ انہیں خود وقف کرنے والا بھی استعمال کر سکتا ہے جیسے کنواں، قبرستان، مسجد وغیرہ، اس لیے ارشاد ہوا کہ اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردے۔

[3] یہ کنواں ایک یہودی کا تھا وہ بہت مہنگا پانی فروخت کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا۔ آپ نے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) درہم میں یہ کنواں اس یہودی سے خریدا اور حضور سرکار عالی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ کنواں آپ کے لئے کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں، حضور خرید کر وقف فرمادیں۔ حضور نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کر دیا۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تمام نعمتوں کے تملیک الٰہی مالک و مختار ہیں جو نعمت جس کے ہاتھ چاہیں فروخت کر دیں، رب تعالیٰ اس پر اعتراض نہیں فرماتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اب حوض کوثر عثمان غنی کی ملکیت ہے جو جنتی کوثر سے پئے گا وہ عثمان غنی کا پئے گا۔ اللہ نے ہم کو بیر رومہ کا پانی تو پلا دیا۔ اپنے فضل سے کوثر کا پانی بھی پلا دے۔

[4] یعنی میں تمہارے محاصرہ کی وجہ سے کھاری کنوؤں کا پانی پی رہا ہوں۔ جن کا پانی سمندر کے پانی کی طرح کھاری ہے۔ (اشعۃ و مرقات و لمعات) یہ مطلب نہیں کہ سمندر کا پانی پی رہا ہوں کہ سمندر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے ٭ ٭ ٭

www.alahazratnetwork.org

الْبَحْرَ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ

لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ اُسے مسجد میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کی عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا[1] مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو[2] لوگ بولے ہاں ضرور انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کو سامان دیا[3] لوگ بولے ہاں ضرور فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں

[1] مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے پچاس دینار کے عوض خریدی، اس پر مسجد اس طرح تعمیر ہوئی کہ کھجوروں کے ڈنڈ ستون بنائے گئے اور شاخیں گویا کڑیاں اور اس کے پتے چھت پھر جس کر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی۔ مگر مسلمان برابر بڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ یہ مسجد تنگ ہو گئی۔ تب حضور انور نے یہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم میں آس پاس کی متصل زمین خریدی اور مسجد میں شامل کر دی۔ یہاں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے یہاں مترجمات نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ حضور انور نے ایک مکہ والے سے کہا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے۔ جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کر دے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کر دوں اس نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان اس کے گھر پہنچے اسے بیع پر راضی کر لیا دس ہزار اشرفیوں میں اس کا گھر خریدا۔ اور حضور انور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ وہ گھر جنت کی عوض مجھ سے خریدتے ہیں فرمایا ہاں آپ نے وہ گھر حضور کو دے دیا۔ حضور انور نے اُسے مسجد حرام میں شامل فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں آپ کی زمین شامل ہے۔ (مترجمات)، حضور نے مسلمانوں کو گواہ بنایا۔ کہ میں عثمان کے لیے اس کی عوض جنت کے گھر کا ضامن ہوں۔ [2] یعنی مسجد نبوی شریف کا وہ الحاقی قطعہ جو میرے گھر سے بالکل متصل ہے تم مجھے اس میں بھی دو رکعت نہیں پڑھتے جبکہ ریاض الجنت یا منبر کے پاس نماز پڑھ سکوں آپ اس زمانہ کے نمازیوں کی مسجد نبوی شریف میں آنے کیلئے تنگی کر گئے تھے۔ [3] غزوۂ تبوک میں جانے والے لشکر اسلام کی سامان کی فہرست ابھی کچھ پہلے عرض کی گئی کہ آپ نے کل اونٹ نو سو

www.alahazratnetwork.org

هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَةٌ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّ شَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ

کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے ۱؎ اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا ۲؎ حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے ۳؎ تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا ۴؎ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۵؎ لوگ بولے ہاں ضرور ۶؎ آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی انہوں نے گواہی دیدی

پچاس گھوڑے پچاس اور کل دینار دس ہزار دیئے۔ لشکر کی تعداد میں اختلاف ہے۔ چالیس ستر ہزار یا ایک لاکھ معلوم ہوا کہ ضرورۃً اپنے نیک اعمال کا اعلان کرنا لوگوں سے ان کا اقرار کرانا جائز ہے تاکہ وہ ستانے سے باز آجائیں۔

۱؎ ثبیر بروزن زبیر ایک شخص کا نام تھا چونکہ وہ اس پہاڑ پر دفن کیا گیا تھا۔ اس لئے اس پہاڑ کا نام بھی ثبیر ہو گیا یہ مکہ معظمہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مکہ سے شروع ہو کر منیٰ میں پہنچتا ہے دونوں جگہ سے نظر آتا ہے اس لئے بعض لوگوں نے اسے مکہ معظمہ کا پہاڑ کہا ہے بعض نے منیٰ کا۔ دونوں قول درست ہیں جبل نور جس میں غار حرا واقع ہے اس مقابل کے سے یہ پہاڑ ثبیر بھی گزرتا ہے (اشعۃ، مرقات، لمعات) ۲؎ پہاڑ کیوں ہلا، اس میں بہت قول ہیں قوی اور ظاہر تر قول یہ ہے کہ حضور انور کے قدم پڑنے سے اسے شوق و محبت میں وجد آگیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی۔ ہوا چلتی ہے شاخیں ہلتی ہیں۔ حضور کے قدم پڑتے ہیں پتھر اور پہاڑ ہلتے ہیں۔ قرآن کریم میں سارے صفات نور، ہدایت، شفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور پر نازل ہونے سے اس میں مکی مدنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی۔ اس میں درد سوز و گداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سنکر بغیر سمجھے ہوئے بھی تڑپتے ہیں۔ ترٰی اعینھم تفیض من الدمع جیسے بجلی جب کسی مشین سے چارج ہو جاوے تو اس میں پاور پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث حضرات صوفیاء کے وجد ان کے حال آنے کی اصل ہے۔ ۳؎ پہاڑ کے نچلے حصے کو حضیض کہتے ہیں اونچی چوٹی کو ذروہ یعنی وہ پہاڑ ایسا زور سے ہلا کہ اس کے پتھر پہاڑ کے نیچے گر گئے۔ جو لوگ صوفیاء کے وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔ فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ۴؎ معلوم ہوا کہ پہاڑوں میں دانائی سمجھ (بوجھ) اور عشق رسول کی لگن ہے۔ اس لئے حضور انور نے اسے ایڑی بھی ماری اور اس سے کلام بھی کیا، اسی خطاب سے ٹھہر بھی گیا۔ ۵؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بلکہ نبیوں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی قول و فعل حال و قال کے سچے اور حضرت عمر و عثمان دونوں شہید۔ خیال رہے کہ یہاں شہید سے مراد حقیقی شہید ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

شَهِيدٌ ثَلٰثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ ۔ وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ

دے دی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا ۱ (ترمذی۔ نسائی۔ دار قطنی) روایت ہے حضرت مرہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا جب کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان انہیں بہت قریب بتایا یا ۲ تو ایک شخص چادر پوش گذرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا ۳

یعنی نیزہ یا تلوار سے زخمی ہوکر وفات پانے والے ورنہ حکمی شہید تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور حضرت ابوبکر بھی کہ حضور انور نے خیبر والے زہر سے اور جناب ابوبکر نے غار ثور والے سانپ کے زہر سے وفات پائی۔ ان دونوں میں سے حضرت عمر شہید حقیقی ہیں مگر غیر فقہی اور حضرت عثمان شہید حقیقی بھی ہیں فقہی بھی

۲ اللھم نعم کے معنی یہ ہیں کہ الٰہی ہم کو کوئی جواب بن نہیں پڑتا سوائے اقرار کے اور اس کے کہ ہم کیں ہاں ۔

۱ یعنی اس حدیث کے مطابق میں شہید ہوں تو یقیناً میرا قاتل اور قاتل کے سارے مددگار ظالم خونخوار ہیں یہ حدیث تمہیں ظالم قرار دے رہی ہے میں حق پر ہوں تم باطل پر۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بہاڑ وغیرہ کو بھی حضور سے محبت ہے آپ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور کو پتھروں کے دل کی خبر ہے تو انہیں ہمارے دلوں کی خبر کیسے نہ ہوگی ہمارے دکھ درد فراق کی جلن حضور سے مخفی نہیں۔ تیسرے یہ کہ بہاڑ وغیرہ حضور کی بات سمجھتے ہیں ورنہ آپ اس سے یہ کلام نہ فرماتے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح اور کس حال میں کس کی موت ہوگی کہ فرماتے ہیں ایک صدیق ہوکر اور دو شہید ہوکر وفات پائیں گے ایمان عرفان محبت رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں، جو کہتے ہیں حضور کو اپنی بھی خبر نہ تھی۔ پانچویں یہ کہ حضرت عثمان غنی قطعی یقینی شہید ہیں تو ان کے قاتل اور قاتل کے مددگار یقینی قطعی ظالم ہیں کہ شہید وہ ہی ہوتا ہے جو ظلماً قتل کیا جاوے اسی طرح جو آج جناب عثمان کو برا کہتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

۲ یہاں فتنوں سے مراد وہ جنگ وجدال ہیں جو حضور انور کے بعد مسلمانوں میں ہونے والے تھے قرّبھا کے معنی یہ ہیں کہ فرمایا وہ فتنے قریب ہی ہونے والے ہیں۔

۳ مقنع بنا ہے قناع سے بمعنی گھونگٹ یعنی ایک صاحب چادر اوڑھے چادر میں اپنا منہ چھپائے ہوئے گذرے ۔

www.alahazratnetwork.org

اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۞ وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اَنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ

میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان ابن عفان تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ کیا یہ فرمایا ہاں [1] (ترمذی۔ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے تو اگر لوگ تم سے اس کا اتار دینا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اسے مت اتارنا [2] (ترمذی ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث میں بڑا قصہ ہے [3]

[1] سبحان اللہ کیسی تحقیق ہے کہ حضور انور کو ان کا چہرہ دکھا کر کھلوا لیا کہ کیا یہ ہی اس دن ہدایت پر ہوں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضور انور کو دھوکا ہو گیا تھا آپ نے کسی اور کے لیے کہا تھا مگر وہ اتفاقاً عثمان تھے آپ پہچان نہ سکے ہر زمانہ میں فاضل دیوبند موجود رہے ہیں یعنی حضور کے کمالات کے انکاری خیال رہے کہ اس حدیث کے راوی مرہ ابن کعب صحابی ہیں شام میں رہتے تھے ۵۵ھ بچپن میں اردن میں وفات پائی۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت عطا فرمائے گا لوگ تم کو معزول کرنا چاہیں گے تم ان کے کہنے سے خلافت سے دست بردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہو گے وہ باطل پر اگر تم دست بردار ہو گئے تو لوگ شبہ کریں گے کہ شاید تم حق پر تھے ہی نہیں نیز پھر یہ رواج پڑ جاوے گا کہ جس خلیفہ یا سلطان سے لوگ ناراض ہوئے اسے معزول کر دیا۔ اس سے ممالک اسلامیہ میں فساد پھیلے گا۔ حضور کے فرمان کے مطابق بالکل ایسا ہی ہوا کہ باغیوں نے آپ سے یہ ہی مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے الگ ہو جائیں آپ نے جام شہادت نوش فرما کر جان دے دی مگر خلافت سے علیحدگی قبول نہ کی یہ اس حکم پر عمل تھا۔ باغیوں سے جنگ بھی نہ کی تاکہ زمین مدینہ میری وجہ سے مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہو جائے [3] وہ قصہ یہ ہے کہ مصری لوگ حضرت عثمان کے عامل کی شکایت آپ کے پاس لائے اور اس کی معزولی اور محمد ابن ابوبکر کو عامل بنانے کا مطالبہ کیا آپ نے منظور کیا معزول نامہ لکھ کر انہیں دے دیا وہ چلے گئے مصر کے راستہ میں مروان ابن حکم کی حرکت سے ایک واقعہ بنی آیا جس سے وہ سب پھر لوٹ آئے اور آپ سے مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کرو آپ نے انکار کیا اس پر آپ کو بہت روز محصور رکھ کر شہید کر دیا۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰٓؤُلَآءِ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا [۱] تو جناب عثمان کے لیے فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم قتل کیے جائیں گے [۲] (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث اسناد میں حسن بھی ہے غریب بھی ۔ روایت ہے ابو سہلہ سے [۳] فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر ہوں [۴] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ۔

تیسری فصل روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سے [۵] فرماتے ہیں کہ ایک مصری آدمی بیت اللہ کے ارادے سے آیا تو اس نے ایک قوم کو بیٹھا ہوا دیکھا بولا یہ قوم کون ہے لوگوں

ان للہ وانا الیہ راجعون اسلام میں یہ پہلا فتنہ واقع ہوا ۔ [۱] یعنی اسلام میں سب سے پہلے بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا یہ فتنہ وہی ہے جو خلافت عثمانیہ میں واقعہ ہوا جسے فتنہ دار کہا جاتا ہے جس میں حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور کر کے شہید کیے گئے ۔

[۲] اس ارشاد عالی میں چند غیبی خبریں ہیں حضرت عثمان کی موت کی تاریخ آپ کی وفات کی جگہ آپ کی نوعیت کہ شہید ہو کر ہوگی ۔ آپ کا ایمان پر خاتمہ کیونکہ شہادت کے لیے اسلام پر موت ضروری ہے یہ ہے حضور انور کا علم غیب ۔

[۳] آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے کنیت ابو سہلہ انصاری خزرجی ہیں صحابی ہیں ۹۱ھ میں وفات پائی ۔ مگر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ ابو سہلہ حضرت عثمان غنی کے غلام ہیں اشعۃ اللمعات نے یہ ہی فرمایا اور یہ ابو سہلہ تابعی ہیں واللہ و رسولہ اعلم ۔

[۴] اس عہد کا ذکر پہلے ہو چکا کہ اے عثمان رب تعالیٰ تم کو قمیص پہنائے گا تم سے لوگ اتر دانا چاہیں گے تم اتارنا نہیں آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے بھوکا پیاسا شہید ہو جانا منظور ۔ حضور انور کے حکم کی خلاف ورزی منظور نہیں ۔

[۵] آپ تابعی ہیں یہ ہی ہیں حضرت ابو ہریرہ عبداللہ ابن عمر وغیرہم صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور سفیان ثوری وغیرہم نے روایات لیں ۔

www.alahazratnetwork.org

قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ
اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ
قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ

نے کہا کہ یہ قریش ہیں بولا ان میں سردار کون ہے لوگ بولے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ہیں ۱؎ وہ بولا اے ابن عمر میں آپ سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں آپ مجھے خبر دیں ۲؎ کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان احد کے دن فرار ہو گئے تھے ۳؎ آپ نے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کہ بیعت الرضوان سے بھی غائب رہے ۴؎ اس میں حاضر نہ ہوئے فرمایا ہاں وہ بولا اللہ اکبر ۵؎ حضرت ابن عمر نے فرمایا آئیں تجھے بتاؤں ۶؎ احد کے دن آپ کے قدم اکھڑ جانا

۱؎ یہ مصری شخص کوئی خارجی دشمن حضرت عثمان تھا خیال رہے کہ مصریوں نے ہی حضرت عثمان کا گھر گھیرا تھا انہیں سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی یہ آدمی حج کرنے مکہ معظمہ آیا تھا ادھر سے حضرت عبداللہ ابن عمر اور بہت سے قریشی حضرات مدینہ منورہ سے حج کرنے مکہ معظمہ پہنچے ہوئے تھے کہ یہ اس جماعت کے پاس پہنچا۔

۲؎ یعنی آپ صحابی بھی ہیں حضرت عمر کے فرزند ارجمند بھی بڑے عالم بھی قرآن کریم کے ماہر بھی اور یہ واقعات جن کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ۳؎ اس مردود کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عثمان احد کے دن غزوہ سے فرار ہو گئے تھے اور جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا بڑا گناہ ہے یہ گناہ حضرت عثمان نے کیا۔

۴؎ یعنی غزوہ بدر اور بیعۃ الرضوان اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی نعمتیں ہیں۔ ان دونوں سے حضرت عثمان محروم رہے کہ نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ بیعۃ الرضوان میں۔

۵؎ اس بدنصیب کا اللہ اکبر کہنا نہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے کے لیے تھا نہ ذکر اللہ کے لیے بلکہ اپنی بے دینی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے کہ ہم قتل عثمان میں حق بجانب ہیں ہم نے انہیں قتل کیا ٹھیک کیا یہ حمد الٰہی نہ تھی اپنے کفر کا اظہار تھا معلوم ہوا کہ کبھی اللہ کا ذکر حرام بلکہ کبھی کفر بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے لیے نیت خیر چاہیئے۔

۶؎ یعنی ابھی اللہ اکبر نہ کہہ خوشی نہ منا ان سب باتوں کے جواب بھی سنتا جا۔

www.alahazratnetwork.org

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ

تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف فرما دیا [1] رہا ان کا بدر سے غائب رہنا تو ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر رقیہ تھیں اور وہ تھیں بیمار ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس غازی کا ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا [2] رہا ان کا بیعت الرضوان سے

[1] آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم حضرت عثمان ہی نہیں بلکہ سوا دس بارہ حضرات کے باقی سب کے قدم اکھڑ گئے تھے حالات ہی ایسے ہو گئے تھے درہ والے حضرات کی غلطی سے درہ خالی رہ گیا کفار مکہ نے پیچھے سے حملہ کر دیا پیچھے کا حملہ بہت سنگین ہوتا ہے قدم اکھڑ گئے رب تعالیٰ نے خطا کی معافی کا اعلان قرآن کریم میں فرما دیا جس خطا کی معافی کا اعلان رب فرما دے وہ ہماری عمر بھر کی عبادات سے افضل ہے جن کی قبولیت کی کوئی خبر نہیں پھر اس پر طعن کرنا بے ایمانی ہے جیسے کوئی آدم علیہ السلام پر گندم کھانے کا طعن کرے وہ بے دین ہے۔

[2] یعنی عثمان غنی غزوہ بدر سے غائب نہیں رہے وہ بدر میں تھے جہاد کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کا گھر اُن کے لیے بدر کا میدان تھا اور اپنی زوجہ یعنی رقیہ بنت رسول اللہ کی خدمت ان کے لیے بدر کا جہاد تھا یہ ہے اس شہنشاہ کے اختیارات خداداد کہ عثمان غنی کے لیے مدینہ منورہ بلکہ حضرت عثمان کا گھر بدر بنا دیا اگر وہ چاہیں تو ہمارے لیے پاکستان کی زمین کو مدینہ بنا دیں ؎

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ — نکالو بحر غم سے یہ سفینہ
سینہ میں جو آجاؤ بن آئے مرے دل کی — سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو شیدائی
یہ دل ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مسکن — پھر طیبہ و کعبہ کی سیلو میں ہو یک جائی

حضرت رقیہ اس مرض میں وفات پا گئیں عثمان غنی بہت ہی روئے حضور نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور کی دامادی سے محروم ہو گیا فرمایا کہ مجھ سے جبریل امین نے فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح تم سے کر دوں بشرطیکہ وہ ہی مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور تم اس سے وہ ہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ سے کر دیا دنیا میں ایسا کوئی نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں اس لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے معلوم ہوا کہ حضور بھی نور ہیں اور آپ کی اولاد بھی نور حضرت ام کلثوم کی وفات پر فرمایا کہ اگر میری ایک سو لڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا (مرقات)۔

www.alahazratnetwork.org

عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى

غائب رہتا تو اگر کوئی اور شہر مکہ میں عثمان سے زیادہ بااثر ہوتا تو اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھیجتے [1] حضور نے جناب عثمان کو وہاں بھیجا اور بیعت الرضوان ان کے کہ جانے کے بعد ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے [2] پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا ہوا فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی ہے [3] پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اب اسے تو اپنے ساتھ لیتا جا [4] (بخاری)، روایت ہے حضرت عثمان کے

[1] یعنی حضرت عثمانِ غنی کے کفار مکہ پر بہت احسانات تھے اور وہ لوگ اپنے محسن کا احترام کرتے تھے۔ اس لیے حضور انور نے ان کو اپنا نمائندہ بنا کر صلح کی بات چیت کرنے وہاں بھیجا اگر کوئی اور شخص ایسا بااثر ہوتا تو حضور اسے ہی بھیجتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو حضرت عثمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ اعتماد والے ہی کو اپنا نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ آپ کی شہادت کی خبر پر ہی بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا، اس کے باعث آپ ہی ہیں۔

[2] یعنی بیعت رضوان کے موقعہ پر آپ موجود تھے ہی نہیں یہ بیعت مقام حدیبیہ میں ہو رہی تھی۔ اور حضرت عثمان اس وقت حضور انور کے بھیجے ہوئے مکہ معظمہ میں تھے۔ یہاں مرقات نے لکھا کہ حضرت عمر کو بھیجنے کی صلاح ہوئی تھی مگر آپ نے یہ ہی معذرت کی کہ مکہ والوں پر میرا کوئی احسان نہیں، جس کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کریں، عثمانؓ کو بھیجا جائے۔ جب حضرت عثمان مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ عمرہ کر لیں آپ نے فرمایا ما کنت لافعل حتی اطوف بعد ان یطوف رسول اللہ ناممکن ہے کہ میں کعبہ کا طواف بھی کروں حضور کی غیر موجودگی میں

[3] اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو خبر تھی کہ حضرت عثمان شہید نہیں کیے گئے وہ مکہ میں بخیریت ہیں ورنہ بیعت لینے کے کیا معنی یہ ہے۔ حضور انور کا علم غیب ورنہ یہاں تو خبر اڑ چکی تھی کہ جناب عثمان شہید کر دیئے گئے۔ دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔

[4] یعنی یہ جواب بھی اپنے گھر ساتھ لے جا۔ خدا حسد سے بچائے حاسد حسنات کو عیوب جانتا ہے۔ بیعت الرضوان کا واقعہ حضرت عثمان کی انتہا درجہ کی فضیلت بتا رہا ہے۔ وہ خارجی اسے آپ کے عیوب میں گن رہا ہے۔ سب کو شیطان گمراہ کرتا ہے، مگر شیطان کو حسد نے گمراہ کیا۔

www.alahazratnetwork.org

عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلٰى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ حَبِيْبَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا وَاَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَاْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَاَذِنَ لَهٗ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ سَتُلْقَوْنَ

مولیٰ ابوسہلہ سے [۱] فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے کچھ چپکے سے کہنے لگے اور حضرت عثمان کا رنگ بدلنے لگا [۲] پھر جب دارالاون آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں فرمایا نہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد لیا ہے میں اس پر اپنے کو قائم رکھے ہوئے ہوں [۳] روایت ہے حضرت ابوحبیبہ سے [۴] کہ وہ حضرت عثمان کے گھر گئے جب عثمان اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو سنا کہ وہ حضرت عثمان سے گفتگو کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے [۵] آپ نے انہیں اجازت دے دی وہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میرے بعد فتنہ اور اختلاف

[۱] ابوسہلہ حضرت عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کا نام اور آپ کے حالات معلوم نہ ہوسکے حضرت عثمان کے اس وقت مدینہ منورہ میں دو سو غلام موجود تھے [۲] معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس نے شہادت عثمان کے ہر واقعہ کی حرف بہ حرف مو بمو تفصیل دار خبر دے دی تھی یہ ہے حضور کا علم غیب [۳] یعنی مجھ سے حضور نے عہد لیا ہے کہ اس موقعہ پر صبر کروں قاتلوں کا مقابلہ نہ کروں خلافت نہ چھوڑوں اس عہد کی بنا پر حضرت عثمان نے نہ تو خود اپنا دفاع کیا نہ اپنے کسی غلام کو نہ کسی دوست کو جنگ کی اجازت دی ورنہ آپ کے اپنے اتنے غلام تھے کہ باقاعدہ باغیوں سے جنگ کرسکتے تھے آپ جانتے تھے کہ اب میری شہادت یقینی ہے میں زمین مدینہ کو خون سے کیوں رنگین کراؤں [۴] آپ کا نام عمرو ابن نصیر ہے حجازی ہیں ہمدانی ہیں تابعی ہیں۔ حضرت علی سے روایات لیتے ہیں [۵] یعنی ابوحبیبہ جب حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں جناب ابوہریرہ کو پایا کہ وہ آپ سے اجازت مانگ رہے تھے کہ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے متعلق ان محاصرہ کرنے والے باغیوں سے کچھ گفتگو اور نمائش کروں کہ وہ اس حرکت سے باز آجائیں یا خود حضرت عثمان سے کچھ عرض معروض کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ سے اس وقت کلام کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا [۶] حضرت ابوہریرہ یا تو اس گھر کی چھت پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرنے کو یا ان باغیوں میں اگر کھڑے ہوئے بہرحال خطاب باغیوں ہی سے کیا۔ جہاں سے بھی کیا۔

www.alahazratnetwork.org

بَعْدِیْ فِتْنَۃً وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَۃً فَقَالَ لَہٗ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَّنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ مَا تَاْمُرُنَا بِہٖ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْرِ وَاَصْحَابِہٖ وَھُوَ یُشِیْرُ اِلٰی عُثْمَانَ بِذٰلِکَ رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ ھٰؤُلَآءِ الثَّلٰثَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ

دیکھو گے یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ [1] تو لوگوں میں سے ہی کسی کہنے والے نے کہا کہ اس وقت ہمارا کون ہوگا یا اس وقت آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم اس امیر کو اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا اور آپ حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے تھے [2] (بیہقی دلائل النبوت) ان تینوں کے فضائل [3] پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق عمر و عثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا [4]

[1] یہ شک کسی اور راوی کو ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نہیں یعنی حضرت ابوہریرہ نے فتنہ و اختلاف فرمایا یا اختلاف و فتنہ فرمایا بہرحال اس اختلاف اور فتنہ سے مراد حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا یہ فتنہ و اختلاف ہے جو آج موجود ہے

[2] یعنی اس وقت حضرت عثمان خلیفہ برحق ہوں گے ان کے ساتھی حق پر ہوں گے تم سب کو امان عثمان کے دامن میں ملے گی تو اسے باغیوں بغاوت سے باز آجاؤ۔ خیال رہے کہ ان صحابہ نے باغیوں کو ڈھائی تو کی مگر کسی نے ان سے جنگ نہ کی جس کی وجہ ہم ابھی اوپر عرض کر چکے حضرت عثمان غنی نے قسمیں دے دے کر اپنے غلاموں اور دوستوں کو جنگ سے روکا خود جب شہید ہوئے تو بچاؤ کے لیے اپنا ہاتھ بھی نہ اٹھایا آپ سید العابدین ہیں حضور انور کے عہد پر تمام قاتل تھے پہلے آپ کا ہاتھ کاٹا تو آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسی ہاتھ نے قرآن لکھا تھا۔ آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے جب گردن کاٹی گئی تو خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا فسکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم وہ قرآن اب بھی تاشقند میں موجود ہے جس پر خون عثمان کے دھبے ہیں اس کا فوٹو ہمارے صدر پاکستان محمد ایوب خان کو تاشقند والوں نے دیا ہے [3] یعنی اس باب میں وہ حدیثیں پائی جائیں گی جن میں ان تینوں حضرات کے فضائل ہوں رضی اللہ عنہم

[4] یہ حضرات یا تو احد پہاڑ اور وہاں پر شہداء کے مزارات کی زیارت کرنے تشریف لے گئے تھے یا ویسے ہی سیر و سیاحت کے لیے چڑھے تھے پہاڑ خوشی میں وجد کرنے اور ہلنے لگا کہ آج مجھ پر ایسے قدم آئے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے ولی ساری خلقت کے محبوب ہوتے ہیں ان کی تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں انہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں ۞

www.alahazratnetwork.org

بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَآئِطٍ مِّنَ الْحِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ

حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا فرمایا اے احد ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں[1] (بخاری) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغیوں میں سے ایک باغ میں تھا[2] کہ ایک صاحب آئے دروازہ کھولنے کو کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو[3]

[1] اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا درجہ نبی کا پھر صدیق کا پھر شہید کا کیونکہ صدیق کا ذکر شہید سے پہلے ہوا قرآن مجید میں بھی اسی ترتیب سے ذکر ہے من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سب کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا ان میں سے دو صحابہ شہید ہو کر وفات پائیں گے یہاں مرقات نے فرمایا کہ وجد والے صوفیا سے ضبط والے صوفی افضل ہوتے ہیں کہ حضور نے احد کو یہ ہی تلقین فرمائی کہ وجد نہ کر ضبط کر کسی نے حضرت جنید سے پوچھا کہ سماع کے وقت آپ کو وجد کیوں نہیں آتا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر السحاب (مرقات) یعنی ہم وہ پہاڑ ہیں جو بظاہر ٹھہرے معلوم ہوتے ہیں یہ باطن متحرک اسی قسم کا واقعہ جبل ثبیر جبل پر اُپر بھی گزرا ہے حرا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر تھے وہ وجد میں آگیا تو فرمایا تجھ پر نبی۔ صدیق اور شہدا ہیں (مرقات)

[2] حائط دراصل دیوار کو کہتے ہیں پھر اس باغ کو کہہ دیتے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہو یہاں وہ ہی مراد ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری اس باغ کے دروازے پر حضور کے دربان بن بیٹھے تھے حضور انور وسط باغ میں جلوہ افروز تھے۔

[3] حضرت ابوبکر صدیق نے دروازہ کھٹکھٹایا ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ کیا کھول دوں تب یہ فرمایا معلوم ہوا حضور انور نے نور نبوت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ آنے والے جناب صدیق ہیں اور یہ بھی کہ وہ قطعی جنتی ہیں فرمایا دروازہ بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت بھی دے دو ۞

www.alahazratnetwork.org

فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

وہ ابوبکر تھے میں نے انہیں حضور کے فرمان کی بشارت دیدی انہوں نے اللہ کا شکر کیا[1] پھر اور صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھلوایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو[2] میں نے کھولا تو وہ جناب عمر تھے میں نے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوایا مجھ سے حضور نے فرمایا کہ ان کے لیے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی[3] میں نے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بولے اللہ مدد گار ہے[4] (مسلم بخاری) دوسری فصل روایت ہے

[1] اس کا شکر کیا کہ اب میں رجسٹری شدہ جنتی ہوگیا کہ مالک جنت نے مجھے اپنی زبان سے جنتی فرمادیا صلی اللہ علیہ وسلم جسے حضور انور صرف مسلمان کہہ دیں اس کی تقدیر جاگ جاوے [2] یہ ہے حضور انور کی شان بشری حضور انور کی بشارت و ندامت سن کر نہیں بلکہ دیکھ کر ہے جس درجہ کا جو جنتی ہے اس درجہ کی اسے بشارت ہے جنت کی بشارت میں حسن خاتمہ۔ قبر کے سوالات میں کامیابی، حشر میں کامیابی، پل صراط پر خیریت سے گزر تا سب ہی اگیا کیونکہ جنت تو ان چیزوں کے بعد ملے گی اب ان حضرات کا دوزخی ہونا ایسا ہی ناممکن ہوگیا جیسے دو خدا ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ ہم نے جس زبان سے اللہ کی واحدانیت سنی اسی زبان سے ان کا جنتی ہونا سنا حضور کی زبان وہ زبان ہے جس پر خود اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے ان کا ہر کلام وحی الٰہی ان ھو الا وحی یوحی ان حضرات کو دوزخی ماننے والا ایسا ہی جہنمی ہے جیسے دو خدا ماننے والا [3] یہاں علی بمعنی مع ہے یعنی انہیں جنت کی بشارت دو مگر ایک مصیبت عظمیٰ کے ساتھ خیال رہے کہ مومن کی تکالیف اور مصیبتیں بھی اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں جیسے اس مصیبت کی بشارت دی گئی مرقات [4] حضرت عثمان غنی نے دونوں چیزوں پر خدا کا شکر کیا مگر بلا وقعہ پر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق دے خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر دفعیہ کی دعا کرنا ممنوع ہے کہ اس میں ایک طرح کی بے صبری ہے۔ عبدیت کے اظہار کے لیے ہر وقت دعائیں مانگو مگر امتحان کے موقعہ پر دفعیہ کی دعا نہ کرو بلکہ صبر کے پاس ہونے کی کوشش کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.alahazratnetwork.org

قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَابَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں کہا کرتے تھے ابوبکر، عمر عثمان، اللہ ان سے راضی رہے ۱ (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا ۲ گویا ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوستہ کیے گئے (جوڑے گئے) اور عمر ابوبکر کے ساتھ جوڑے اور عثمان عمر کے ساتھ جوڑے گئے ۳ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ

حضرت حسین کی شہادت کی تفصیلی خبر دی تو فرمایا اللھم اعط حسینی صبرا جمیلا واجرا جزیلا خدایا میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے دفعیہ کی دعا نہ کی بچہ کو امتحان سے جاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں

۱ یعنی ہم حضور کی حیات شریف میں حضور کے سامنے ان تین صحابہ کو ایک ساتھ ذکر کرتے تھے اسی ترتیب کے ساتھ کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کا نام پھر حضرت عمر کا پھر حضرت عثمان کا نام لیتے تھے ان کے مراتب میں بھی یہ ہی ترتیب ہے اور حضور انور ہماری یہ ترتیب سنتے اور خاموش رہتے تھے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲ عبد صالح سے مراد خود حضور انور کی اپنی ذات بابرکات ہے خیال رہے کہ صالح یا بنا ہے صلح سے یعنی نیکی یا صلاحیت سے یعنی ہر کمال کی لیاقت و قابلیت یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ پھر مومنین کی صالحیت اور قسم کی اولیاء اللہ کی اور قسم کی نبیوں کی اور قسم کی پھر حضور کی صالحیت اور ہی قسم کی ہے لفظ صالح ایک ہے مگر درجہ صالحیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرات انبیاء کرام نے دعا کی تھی توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔ بتاؤ یہاں صالح کے کیا معنی ہیں جس کی دعا وہ حضرات مانگ رہے ہیں۔

۳ یعنی ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں میرا دامن پکڑا یا گیا، اور جناب عمر کے ہاتھ میں صدیق اکبر کا اور حضرت عثمان کے ہاتھ میں فاروق اعظم کا دامن دیا گیا لہٰذا میرے بعد خلافت صدیقی ہے کہ وہ نبوت سے وابستہ ہے پھر خلافت فاروقی کے وہ خلافت صدیقی سے وابستہ پھر خلافت عثمانی جو خلافت فاروقی سے وابستہ ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وَلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔ بَابُ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ

علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک بندے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۱ رہا ان کے بعض کا بعض سے جوڑا جانا یہ وہ خلفاء دین ہیں جس دین کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ۲ (ابوداؤد) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ۳ پہلی فصل روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص

۱ خیال رہے کہ حضور انور کو رجل صالح کہہ کر پکارنا جائز نہیں کہ یہ القاب دوسروں کے لیے بھی بولے جاسکتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ولا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے القاب سے پکارو جن سے کسی بادشاہ کو بھی نہ پکارو انہیں یارسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ جیسے پیارے القاب سے پکارو۔

۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواب سنائی تعبیر حضرات صحابہ نے خود دے لی معلوم ہوا کہ جب تعبیر بالکل ظاہر ہو تو اسے لوگوں کی فہم پر چھوڑ دینا بھی سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳ آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی کرار آپ کا لقب ہے کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے حیدر کے معنی ہیں شیر آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل کہ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی حسین کریمین کے والد ولایت کے مرکز شریعت کے دریا نایاب کنار آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور چہار یار میں بھی ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور نے آپ کو پرورش کیا غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا۔ آپ آل عبا سے ہیں حضور کی امت میں قائم ولایت آپ ہی میں ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے۔ غرضکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپ کے خلاف بہت بکواس کر ڈالی سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں شیعۃ اللعلماء نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ اِلَّا

فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا ۱؎ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۲؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت زرین بن حبیش سے فرماتے ہیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے نہ محبت کریگا

۱؎ جب حضور غزوۂ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی کو اہل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر مناجات کے لیے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی ہیں تم کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں۔

۲؎ یعنی تم میں اور جناب ہارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو نہ میرے بعد اس حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی حضور کے خلیفہ بلا فصل ہیں ان میں اکثر تو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس لیے کافر ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا بعض روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ خود حضرت علی بھی کافر ہیں کہ انہوں نے اپنی خلافت کے لیے صحابہ سے جنگ نہ کی بلکہ ان خلفا کی بیعت کر لی (مرقات) یہ عقیدہ تو سارے روافض کا ہے کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے دب کر ان خلفاء سے بیعت کی تھی نعوذ باللہ شیر نہ تقیہ کرتا ہے نہ دیتا ہے نہ مظلوم ہوتا ہے حضرت علی شیر تھے شعر:

چوں علی شیر است وحق تاشیر زد ظلم نتواں کرد بر شیر اے پسر

روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے اس لیے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی کو عطا ہوئی واپسی پر ختم ہو گئی حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ تشبیہ مقید ہے ورنہ حضرت ہارون سگے بھائی تھے موسیٰ علیہ السلام کے حضرت علی چچا زاد بھائی، نیز حضرت ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے حضرت علی چھوٹے حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے وفات پا گئے تھے حضرت علی بعد میں حیات رہے نیز حضور

www.alahazratnetwork.org

مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا

مگر مومن اور مجھ سے نہ بغض رکھے گا مگر منافق [1] (مسلم) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا کہ جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا [2] وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ رسول اس سے محبت کرتے ہیں [3] پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے کہ جھنڈا

حرف مخالفت مدینہ کا حضرت علی کو خلیفہ کیا تھا نماز کا امام نہ بنایا تھا تو تمام مکتوم تھے رضی اللہ عنہ۔ لہٰذا خلافت بلافصل کو اس حدیث سے دور کا تعلق بھی نہیں ۔

[1] حب علی ایمان کی نشانی ہے بغض علی نفاق کی علامت ہے مگر محبت سے مراد ہے سچی محبت نہ کہ محض دعوے کی محبت سچی محبتِ علی بالفضلہ تعالیٰ اہل سنت کو حاصل ہے سچی محبت کی چند علامات ہیں ایک یہ کہ اعمال میں ان سرکار کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے حضرت علی کی ساری اولاد ہمارے دوستوں سے محبت کرے بغضِ صحابہ اور حبِ علی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے غضب تو دیکھو کہ حضرت علی کے دو بیٹوں سے محبت اور ان کے باقی بیٹوں سے عداوت۔ ابوبکر، عثمان۔ ام کلثوم یہ سب اولادِ علی ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں یہ محبتِ علی کیسی ۔

[2] یعنی تقدیرِ الٰہی یہ ہے کہ حضرت علی فاتح خیبر ہوں اور اس فتح کا سہرا ان کے سر رہے ورنہ اور صحابی بھی فتح کر سکتے تھے جس پر حضور ہاتھ رکھ دیتے وہ ہی فتح کر لیتا انہیں صحابہ نے یرموک اور قادسیہ جیسی جنگیں فتح فرمائی ہیں ۔ رضی اللہ عنہ ۔

[3] یعنی اللہ رسول اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہونا پسند کرتے ہیں اس فرمان عالی کا سبب یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اللہ رسول کو پیارے ہیں باقی تمام صحابہ اور حضرت فاطمہ زہرا حسنین کریمین خدا کو پیارے نہیں خدا تعالیٰ ان سب سے ناراض ہے ۔ نعوذ باللہ ۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ وَ اَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ

اسے دیا جاوے[1] فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا آنکھوں کے بیمار ہیں فرمایا انہیں بلاؤ[2] چنانچہ انہیں لایا گیا[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں میں لگایا وہ ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں درد تھا ہی نہیں[4] حضور نے انہیں جھنڈا دیا تو علی نے عرض کیا یارسول کیا میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ ہماری مثل ہو جاویں[5] فرمایا اپنے نرمی پر جاؤ حتیٰ کہ ان کے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں اللہ کے ان حقوق کی خبر

[1] تمام صحابہ نے رات بھر صبح کا انتظار کیا کہ دیکھیں کس کی قسمت چمکتی ہے صبح کو تمام صحابہ اسی امید میں حضور انور کے سامنے پیش ہو گئے مگر یہ سعادت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھی چونکہ اس سعادت کے ملنے کی تمنا کرنا اس کا رات بھر انتظار کرنا بھی عبادت تھا اس لیے حضور نے صراحۃً حضرت علی کا نام نہیں لیا تاکہ سب لوگ انتظار اور تمنا کر کے ثواب پائیں۔

[2] حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، اس لیے وہ فجر کی نماز میں حاضر نہ ہو سکے اپنے خیمہ میں رہے حضور انور نے بطور تعجب پوچھا کہ اس مبارک موقعہ پر علی کیوں نہیں یہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت علی مدینہ منورہ میں تھے حضور نے پکارا اے علی میری مدد کو پہنچو میرا ساتھ صحابہ نے چھوڑ دیا آپ آپ مدینہ سے اڑ کر خیبر پہنچے نعوذ باللہ یہ سب روافض کا بہتان ہے۔

[3] یعنی آنکھ میں اتنی تکلیف تھی کہ دوسرے صحابہ آپ کو پکڑ کر حضور تک لائے حضور نے آنکھوں کی تکلیف دیکھ کر لعاب دہن لگایا

[4] یہ ہے لعاب رسول کا معجزہ حضرت علی کی آنکھ کا سرمہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش ہے کھاری کنویں میں پڑے میٹھا کر دے، خشک کنویں میں پڑے اس میں پانی پیدا کر دے غرضکہ معجزات کا مجموعہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی خیال رہے کہ حضور انور کو یہ خبر تھی کہ خلافت حیدری میں اسلامی فتوحات دھوں گی خانہ جنگی رہے گی اس لیے فتح خیبر کے لیے آپ کو چنا گیا، تاکہ تا قیامت خیبر کا ہر ذرہ آپ کی شجاعت کے خطبے پڑھے ؎

اللہ تعالیٰ تری شوکت تری صولت کا کیا کہنا کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لِاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دو۔ جو ان پر لازم ہیں اسلام میں [۱] خدا کی قسم اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لیے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں [۲] (مسلم بخاری) اور براء کی حدیث کہ حضور نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے قریب ہو میں تم سے بلوغ صغیر کے باب میں ذکر کر دی گئی [۳] دوسری فصل روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[۱] یعنی کیا میں اہل خیبر کو جبراً مسلمان بناؤں کہ وہ یا مسلمان کی یا قتل کر دیے جائیں خیبر کے عام باشندے یہودی تھے۔

[۲] یعنی ان پر یکدم حملہ مت کرو بلکہ پہلے انہیں مسلمان ہو جانے کی رغبت دو اسلام پیش کرو۔

[۳] یعنی ایک کافر کو مسلمان بنانا دنیا کی بڑی دولت سے بھی بہتر ہے بلکہ کافر کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ اسے رغبت دے کر مسلمان کر لیا جاوے کہ اس سے اس کی ساری نسل مسلمان ہوگی یہاں مرقات نے فرمایا کہ پہلے دن حضور نے حضرت ابوبکر صدیق کی سرکردگی میں لشکر بھیجا سخت جنگ ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن حضرت عمر کی سرکردگی میں لشکر بھیجا اس دن بہت گھمسان کا رن پڑا مگر خیبر فتح نہیں ہوا تیسرے دن فتح کی بشارت دی اور حضرت علی کی سرکردگی میں لشکر بھیجا آپ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا (مرقات) حضور کے غلام ابو رافع فرماتے ہیں کہ اس دن حضرت علی کے ساتھ خیبر کی جنگ میں تھا آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی دوسرے میں تلوار یہود خیبر قلعہ سے نکل آئے سخت جنگ ہوئی ایک یہودی نے آپ کے ایک ہاتھ پر کوئی چیز ماری جس سے ڈھال گر گئی آپ نے قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا۔ اور اسے ڈھال کی طرح استعمال فرمایا خیبر فتح فرمانے کے بعد اسے رکھا ہم سات آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا جنہیں میں بھی تھا۔ مگر ساتوں کے زور سے وہ ہل نہ سکا یہ ہے طاقت حیدری (مرقات) شعر

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن — پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اسے امام احمد نے باب مناقب میں روایت کی حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے دروازہ خیبر اکھیڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اتار دیا خیبر فتح ہو گیا۔ بعد میں چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے بعض روایات میں ہے ستر صحابہ نہ اٹھا سکے حاکم نے اربعین میں حضرت علی سے روایت کی کہ جب سے حضور کا لعاب میری آنکھ میں لگا میری آنکھیں دکھتے نہ آئیں۔ احمد نے حضرت عبدالرحمٰن ابن یعلیٰ سے روایت کی کہ حضرت علی گرم کپڑے گرمیوں میں اور ٹھنڈے کپڑے سردی میں پہنتے تھے میں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا

www.alahazratnetwork.org

قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا

فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں ۱ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ۲ (احمد۔ ترمذی) روایت ہے حضرت حبشی ابن جنادہ سے ۳ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں ۴ اور میری طرف سے پیغام نہ دے گا مگر

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب لگایا تو ساتھ میں یہ دعا دی الٰہی علی سے ٹھنڈک اور گرمی دور کردے اس دن سے مجھے نہ سردی لگتی ہے اور نہ گرمی (مرقات) ۳ اور اس کی شرح بھی وہاں ہی ہو چکی کہ علی مجھ سے قریب ہیں میں علی سے قریب ہوں اس کا مطلب وہ نہیں جو روافض کرتے ہیں کہ علی مجھ سے پیدا ہوئے اور علی کے نور سے میں پیدا ہوا نعوذ باللہ یا علی میرے جسم کا ٹکڑا ہیں اور میں علی کے جسم کا ٹکڑا ہوں۔ ورنہ دور لازم ہوگا نیز اس صورت میں حضرت علی کا نکاح جناب فاطمہ زہرا سے درست نہ ہوتا ۱ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا وہاں بھی ولی بمعنی مددگار ہے اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت میں یا علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت۔ دوسرے یہ کہ آپ کو مولیٰ علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔ ۲ یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے جسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی سے محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور کس کے خلیفہ تھے اور جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے ہاں آپ محبوب۔ مددگار۔ دوست ہر مومن کے ہیں۔ ۳ آپ صحابی ہیں حضور کو حجۃ الوداع میں آپ نے دیکھا اہل کوفہ سے ہیں (مرقات۔ اشعہ)

۴ امام احمد نے مناقب میں ابو رافع سے روایت کی کہ جب غزوۂ احد میں حضور کو کفار نے گھیر لیا ان میں سے بعض جھنڈے لئے ہوئے تھے۔ حضرت علی نے ان جھنڈے والوں کو قتل کر دیا حضرت جبریل نے حضور سے عرض کیا کہ علی نے حق ادا کر دیا حضور نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں تو حضرت جبریل نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

اَنَا اَوْ عَلِیٌّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ جُنَادَۃَ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَآءَ عَلِیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ

میں یا علی لہ (ترمذی) اور احمد نے ابو جنادہ سے روایت کی ۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا لہ تو علی آئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں عرض کیا کہ اپنے اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرا دیا مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا لہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو لہ

لہ یہ فرمان عالی اس وقت کا ہے جب فتح مکہ کے بعد حج کا موسم آیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چند احکام کا اعلان فرمانے مکہ معظمہ بھیجا جن میں یہ بھی تھا کہ اب کوئی مشرک مکہ معظمہ نہ آئے کوئی ننگا طواف نہ کرے اور اس زمانہ میں صلح یا پیغام یا صلح کا خاتمہ کرنا ہوتا تو یا تو حاکم خود اعلان کرتا تھا یا حاکم کا قریبی رشتہ دار اس لئے حضور انور رضی اللہ عنہ نے بعد میں خیال فرمایا کہ کفار عرب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ اعلان قبول نہ کریں گے اس لئے حضور رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ سورۂ توبہ کا اعلان فرما دیں ۔ حضرت علی راستہ میں ہی حضرت صدیق کو مل گئے ۔ صدیق اکبر نے پوچھا کہ اے علی تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور فرمایا نہیں بلکہ مامور بن کر آیا ہوں تب حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں علی سے قریب ہوں علی مجھ سے قریب ہیں میری طرف سے علی ہی صلح وغیرہ کی گفتگو لوگوں سے کر سکتے ہیں یہودی کے معنی ہیں دار پیغام کر سکتے ہیں خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہاں نقض صلح یا صلح کی گفتگو کرنے حضرت عثمان کو نہ بھیجا گیا صلح نامہ تو خود حضور انور نے اس میدان میں لکھوایا تھا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ بھیجا علی رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ بھیجا لہ اسی طرح کہ مہاجرین کو انصار کا بھائی قرار دیا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بھائی اور فلاں فلاں کا کہ ہر ایک دوسرے کے مال میں برابر کا حصہ دار ہے اور بعد وفات ایک دوسرے کا وارث بعد میں یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہو گیا انصار نے اپنا آدھا مال بخوشی اپنے مہاجر بھائی کو دیدیا ایسی بے مثال مہمانداری آسمان نے کبھی نہ دیکھی تھی لہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے کسی انصاری کا بھائی نہ بنایا میں بے یار و مددگار رہ گیا لہ یعنی تم رشتہ میں بھی میرے چچازاد بھائی ہو اور اب اس عقد مواخات میں بھی تم کو اپنا بھائی بنایا اور دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا سبحان اللہ ۔ مگر خیال رہے کہ اس کے باوجود کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور رضی اللہ عنہ کو بھائی کہہ کر نہ پکارا جب پکارا تو یا رسول اللہ کہہ کر پھر کسی ایرے غیرے کو بھائی کہنے کا حق کیسے ہو سکتا ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَیْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَیْكَ یَاْكُلُ مَعِیَ هٰذَا الطَّیْرَ فَجَآءَهٗ عَلِیٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ وَاِذَا سَكَتُّ اِبْتَدَاَنِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی [1] تو فرمایا الٰہی میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے [2] تو ان کے پاس علی آئے آپ کے ساتھ کھائی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے [3] ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے [4] اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ

[1] یعنی بھنی ہوئی بٹیر یا کوئی اور ایک انصاری بی بی نے بھون کر بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ (مرقات) [2] باحب خلقک میں ب بمعنی من ہے یعنی جو جماعت تجھے بہت محبوب ہے ان میں سے ایک کو بھیج دے اور واقعی حضرت علی اس جماعت میں تھے یا یہ مطلب ہے کہ جس کا میرے ساتھ یہ چڑیا کھانا مجھے بہت پسند ہوا اسے میرے پاس بھیج دے بہرحال اس کا مطلب یہ نہیں کہ جناب علی خدا کو محبوب تھے اور کوئی نہ تھا ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت فاطمہ زہرا بلکہ خود حضور اور حسنین کریمین بھی خدا کے محبوب بندے نہ ہوں نعوذ باللہ خیال رہے کہ محبوبیت بہت قسم کی ہے ازواج اور قسم کی محبوبہ ہیں فاطمہ زہرا دوسری قسم کی محبوبہ حضرت حسنین اور طرح کے محبوب۔ علی مرتضیٰ اور طرح کے محبوب۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور طرح کے محبوب۔ ازواج۔ اولاد۔ دوست ان سب سے محبت ہوتی ہے مگر مختلف قسم کی ایک قسم کی محبت میں حضرت علی سب سے زیادہ ہیں دوسری قسم کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق یا عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا تمام احادیث برحق ہیں [3] ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے مگر حق یہ ہے کہ موضوع نہیں یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی جو سب ضعیف ہیں تعدد اسناد سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے (مرقات) [4] اگر سوال سے مراد ہے کچھ پوچھنا تو عطا سے مراد ہے جواب دینا اور اگر سوال سے مراد ہے کچھ مانگنا تو عطا سے مراد ہے عطا فرمانا دونوں احتمال درست ہیں خیال رہے کہ کسی اور سے مانگنا باعث شرم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا باعث فخر ہے ہمارا ہاتھ دست سوال ہے حضور کے سامنے پھیلنے کیلئے حضور کا ہاتھ دست عطا ہے ہمارے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو بھرنے کے لئے

www.alahazratnetwork.org

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصَّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ

مجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے لہ (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں لے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا کہ بعض محدثین نے یہ حدیث شریک سے روایت کی ہے اور اس میں صنابحی کا ذکر نہ کیا ہم حدیث سوائے شریک کے

لہ اس جملہ کے بھی دو مطلب ہیں جب میں خاموش رہتا کچھ نہ پوچھتا نہ بولتا تو حضور انور خود مجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے تاکہ میں بولوں دوسرے یہ کہ اگر میں کچھ نہ مانگتا تو حضور خود بغیر مانگے مجھے عطا فرماتے حضور بن مانگے دینے والے داتا ہیں صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی رض اس واقعہ سے اپنا قرب رسول بیان فرما رہے ہیں کہ مجھے اس بارگاہ میں بہت قرب تھا کیوں نہ ہوتا کہ علی نے آغوش رسول میں پرورش پائی تھی۔ رضی اللہ عنہ لے یعنی جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازہ سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا۔ علی رض کے ذریعہ ملے گا۔ خیال رہے کہ حضور کے علوم بہت ہیں اور ان علوم کے بہت دروازے ہیں حضرت علی ولایت اور قضا کے دروازہ ہیں کہ فرمایا واقضاھم علی حضرت ابی ابن کعب علم تجوید یعنی قرأت کے دروازے ہیں کہ فرمایا انہ اقرأکم اور حضرت زید ابن ثابت علم فرائض کے دروازہ ہیں کہ فرمایا انہ افرضکم اور حضرت معاذ ابن جبل علم حلال وحرام کے دروازہ ہیں کہ ھو اعلمکم بالحلال والحرام حضور کے علوم جنت سے زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے دروازہ آٹھ ہیں لھا ثمانیۃ ابواب تو معلوم حضور کے علم کے کتنے دروازے ہیں جن میں سے ایک حضرت علی بھی ہیں ہر صحابی حضور کے کسی نہ کسی فیض کا دروازہ ہیں فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ (مرقات) صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں ہم نے عرض کیا ہے ؎

ہوں چشتی قادری یا سہروردی نقشبندی ہوں ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا

غرضکہ یہاں حصر کا کوئی لفظ نہیں کہ صرف علی رض دروازہ ہیں اور دوسرا نہیں بعض روایات میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں ابوبکر رض اس کی بنیاد ہیں عمر اس کی دیوار عثمان رض اس کی چھت اور علی رض دروازہ ہیں اسے مرقات نے بحوالہ کتاب الفردوس نقل فرمایا اسی جگہ عرض کہ اگر علم سے مراد علم طریقت ہے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہیں اور

www.alahazratnetwork.org

عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرُ شَرِيْكٍ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَجْنُبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ ابْنِ صُرَادٍ مَّا مَعْنٰى

کے کسی ثقہ سے نہیں پہچانتے ۱؎ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کو بلایا ان سے سرگوشی کی ۲؎ تو لوگوں نے کہا کہ حضور کی سرگوشی اپنے چچا زاد سے کے ساتھ بہت دراز ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے سرگوشی کی ۳؎ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ اس مسجد سے جنبی ہو کر گزرے ۴؎ علی ابن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار ابن صرد سے کہا کہ اس حدیث کے معنی

اگر علم شریعت مراد ہے تو حضرت علی ؓ دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں ۞ ۱؎ اس حدیث کی اصل ابی الصلب عبدالسلام ابن صالح حروی سے ہے یہ شخص شیعہ تھا مگر عالی نہ تھا اس سے دیگر صحابہ کرام کے مناقب کی روایات مروی ہیں بعض محدثین نے اسے موضوع کہا بعض نے ضعیف مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (ازمرقات واشعۃ اللمعات) ۲؎ غزوۂ طائف شہر میں ہوا ہے فتح مکہ سے متصل یعنی فتح طائف کے دن حضور انور نے حضرت علی ؓ سے بہت دراز سرگوشی فرمائی لوگوں نے اس دراز سرگوشی پر تعجب کیا (اشعہ) یا مطلب یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت علی کو طائف بھیجا (مرقات) ۳؎ اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مجھے رب تعالیٰ نے علی ؓ سے سرگوشی کرنے انہیں راز بتانے کا حکم دیا ہے میں اس کے حکم سے یہ عمل کر رہا ہوں دوسرے یہ کہ میری سرگوشی درحقیقت رب تعالیٰ کی سرگوشی ہے کہ میں فنافی اللہ ہوں میرا ہر کام گویا رب کی طرف سے ہے اس کی طرف منسوب ہے، فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا ؎

سنگریزہ می زند دست جناب ۔۔۔ ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

تا ابد گر شرح این معضل کنم ۔۔۔ جز تحیر ہیچ نبود حاصلم!

۴؎ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں جنبی ہونے کی اجازت

www.alahazratnetwork.org

هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ

کیا ہیں فرمایا یہ مطلب ہے کہ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جنابت میں مسجد کو راستہ بنائے [1] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت ام عطیہ سے [2] فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا حالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الٰہی مجھے موت نہ دینا حتیٰ کہ تو مجھے علی کو دکھا دے [3] (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ علی سے

ہے بلکہ بحالت جنابت مسجد میں سے گزرنے کی اجازت دی گئی مطلب وہ ہے جو آگے آرہا ہے ۔ [1] اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف نہ ہوتا کہ اسے مسجد میں سے گزرنا پڑے سوائے حضرت علی کے کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو سکتا ہے وہ مسجد میں گزریں اگرچہ بحالتِ جنابت ہوں یہ حکم حضور کی حیات شریف میں تھا وفات کے قریب فرمایا کہ جس کا دروازہ مسجد میں ہو وہ بند کر دیا جاوے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے لَا يُبْقَيَنَّ خَوْخَةٌ آخر میں ہے الا خوخۃ ابی بکر اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے ۔ خیال رہے کہ وہ دوسری مسجدوں میں سے گزرنا بحالت جنابت احناف کے یہاں منع ہے شوافع کے ہاں جائز ہے الا عابری سبیل مگر مسجد نبوی شریف میں سے بحالت جنابت گزرنا سب کے نزدیک حرام ہے سوا حضرت علی رض اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے اب بھی حضرت صدیق کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی میں ہے جسے اب باب ابوبکر الصدیق میں تبدیل کر دیا گیا ہے [2] آپ کا نام شریف نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں اکثر جہادوں میں جاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں ۔ [3] حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا یا تو حضرت علی رض کو بھیجتے وقت مانگی یا جب حضرت علی رض چلے گئے تب مانگی یا جب اس لشکر کی واپسی کی خبر پہونچی تب مانگی بہرحال اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو حضرت علی سے انتہائی محبت تھی ان کی غیر موجودگی بہت شاق تھی (مرقات وغیرہ)

www.alahazratnetwork.org

عَلِیًّا مُّنَافِقٌ وَّلَا یُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا وَّعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْهُ الْیَهُوْدُ

منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے مومن بغض نہیں رکھتا [1] (احمد۔ ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث اسناد سے غریب ہے روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا [2] (احمد) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے [3] جن سے

[1] سبحان اللہ حضرت علیؓ ایمان کی کسوٹی ہیں جو اپنے ایمان کی تحقیق کرنا چاہے کہ میں مومن ہوں یا منافق وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں غور کرے کہ مجھے ان سرکار سے کتنی محبت ہے خیال رہے کہ یہاں محبت علیؓ کا ذکر ہے نہ کہ صرف دعوئ محبت علیؓ کا محض دعوئ محبت کرنا اور ہر طرح ان سرکار کی مخالفت کرنا درحقیقت حضرت علیؓ سے عداوت ہے بعض لوگ بے نمازی، بھنگی، چرسی، اولاد علی کو حضرات صحابہ کو جو حضرت علیؓ کے دوست ہیں انہیں گالیاں دیتے ہیں وہ محبان علی نہیں دشمنان علیؓ ہیں رب فرماتا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اطاعت علیؓ بڑی چیز ہے اللہ وہ نصیب کرے۔

[2] اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبی خاندان کی گالی دے وہ درحقیقت اللہ کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے کیونکہ حضورؐ بھی حضرت علیؓ کے خاندان میں شامل ہیں یہ خالص کفر ہے دوسرے یہ کہ جو انہیں عناد سے برا کہے وہ درحقیقت مجھے برا کہتا ہے کیونکہ میں اور وہ گویا ایک ہی ہیں ان کی تعظیم میری تعظیم ہے ان سے عداوت مجھ سے عداوت ہے خیال رہے کہ کبھی کسی صحابی نے حضرت علیؓ سے نہ عداوت رکھی نہ انہیں برا کہا ان میں اختلاف رہے ان سے مخالفت یا عداوت نہ تھی یہ اختلاف ایسے ہی تھے جیسے حضرات برادران یوسف علیہ السلام کی مخالفت یوسف علیہ السلام سے یا جیسے حضرت سارہ کا حضرت ہاجرہ سے اختلاف کہ یہ نہ کفر ہے نہ فسق بلکہ اختلاف رائے ہے یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے چنانچہ امام احمد نے عروہ ابن زبیر سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کی کچھ برائی کی تو حضرت عمرؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا تم اس قبر کے مکین کو جانتے ہو اس میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب جلوہ گر ہیں تم جب بھی علیؓ کا ذکر کرو تو خیر سے کرنا اگر تم ان کی اہانت کی تو سمجھو کہ تم نے حضور کو ستایا (مرقات) [3] سبحان اللہ جو زبان حق ترجمان سے نکلا وہ ہو کے رہا۔

www.alahazratnetwork.org

حَتّٰی بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ یَهْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْهَتَنِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔ وَعَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ وَزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یہود نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی[1] اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس درجہ میں پہنچا دیا جو ان کا نہ تھا[2] پھر فرمایا میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں[3] اور بعض بغض کرنیوالے جن کا بغض اس پر ابھاریگا کہ مجھے بہتان لگائینگے (احمد) روایت ہے حضرت براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[4]

آج یہ نظارہ ہو رہا ہے روافض حب علی رضی اللہ عنہ کے دعوی میں حد سے آگے نکل گئے۔ خوارج بغض علی رضی اللہ عنہ میں حد سے آگے نکل گئے۔ ان شاء اللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ الحمد للہ ہمارے ایک ہاتھ میں جناب علی رضی اللہ عنہ کا دامن ہے دوسرے ہاتھ میں حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا ہم بفضلہ تعالیٰ اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام سے ہدایت لیے ہیں جو امت کے لئے ہدایت کے تارے ہیں۔

[1] چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تو کیا آپکی عظمت و شرافت ہی کا انکار کر دیا جناب مریم کے دامن پاک میں زنا کا دھبہ لگا دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دھبہ دھویا قرآن کریم نے ان کی عصمت و عظمت کے خطبے ارشاد فرمائے رضی اللہ عنہا۔

[2] چنانچہ بعض عیسائیوں نے آپ کو خدا کہہ دیا۔ بعض نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا بعض نے تیسرا خدا غرض کہ عبدیت سے نکال کر الوہیت میں داخل کر دیا۔

[3] چنانچہ بعض روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل کہتے ہیں ان کا شعر ہے۔

علی کو مصطفےٰ سے میں تو افضل کہہ نہیں سکتا — مگر اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں

بعض روافض آپ کو خدا کہتے ہیں یہ نصیری فرقہ کا مذہب ہے عام شیعہ یہ پڑھا کرتے ہیں۔

دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدا تم ہو — یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حاجت روا تم ہو

لوگ بے وجہ نصیری کو برا کہتے ہیں — کچھ تو دیکھا ہے علی میں جو خدا کہتے ہیں۔

[4] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں محبت کو افراط سے مقید کیا کیونکہ محبت علی اصل ایمان ہے ہاں محبت میں ناجائز افراط برا ہے مگر عداوت علی اصل ہی سے حرام بلکہ کبھی کفر ہے اس لئے شنان یعنی عداوت کو بغیر قید بیان فرمایا بڑا ہی فصیح و بلیغ فرمان ہے۔

www.alahazratnetwork.org

لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ وَالِيْ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

خم تالاب پر اترے [1] تو جناب علی کا ہاتھ پکڑا فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا والی ہوں اس کی جان سے زیادہ [2] لوگ بولے ہاں تو فرمایا الٰہی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ (دوست) ہیں [3]

[1] غدیر یعنی تالاب خم ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دور یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا۔ بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا اس وقت حضرت علی یمن میں تھے وہاں موجود ہی نہ تھے اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے واپسی پر یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت جناب علی ساتھ تھے۔

[2] اولی من انفسھم میں عموم مراد ہے اور یہاں اولی من نفسہ میں خصوصی حکم مراد ہے اس فرمان عالی میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے النبی اولی بالمومنین من انفسھم۔ [3] مولیٰ کے بہت معنی ہیں۔ دوست۔ مددگار۔ آزاد شدہ غلام۔ آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنی دوست محبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں مددگار بھی اس لئے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں رب فرماتا ہے فان اللہ مولاہ وجبریل وصالح المومنین شیعہ کہتے ہیں کہ مولا یعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلافصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ مولیٰ یعنی خلیفہ یا یعنی اولی بالخلافہ کبھی نہیں آتا بتاؤ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا فان اللہ مولاہ وجبریل۔ دوسرے یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے تیسرے یہ کہ حضرت علی حضورؐ کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ یعنی خلیفہ کیسے ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ یعنی خلیفہ ہی ہو تو بھی بلافصل خلافت کیسے ثابت ہوگی واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقعہ اپنے وقت میں۔ پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ یعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافۃ فی القریش۔ خلافت قریشی میں ہے تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرادیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ یعنی خلیفہ نہ تھا

www.alahazratnetwork.org

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَلَقِیَہٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۞ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّھَا صَغِیْرَۃٌ ثُمَّ خَطَبَھَا عَلِیٌّ فَزَوَّجَھَا مِنْہُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ [۱] جناب علی سے اس کے بعد حضرت عمر ملے بولے اے ابوطالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح سویرا پایا اس طرح کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو [۲] (احمد) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہ کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھوٹی ہے [۳] پھر ان کا پیغام جناب علی نے دیا حضور نے ان کا نکاح علی سے کر دیا [۴] (نسائی) ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ

چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لئے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے (اشعہ و کتب احادیث) اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا ساتویں یہ کہ خلافت کے لئے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہئے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا۔ [۱] معلوم ہوا کہ جو حضرت علی کا دشمن ہے خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہے صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف رہا تھا دشمنی نہ تھی وہ تو رحماء بینھم تھے ابھی اس کی تحقیق گزر گئی اختلاف۔ مخالفت۔ دشمنی میں بڑا فرق ہے [۲] یعنی اے علی تم کو اللہ نے بڑی شان بخشی تمہاری محبت والفت ایمان کی کسوٹی ہے تمہارا دشمن کافر ہے تمہارا محب مومن بشرطیکہ محبت صحیح ہو۔ [۳] یعنی تم دونوں کی عمریں بہت زیادہ ہیں اور فاطمہ بچی ہیں عمری مناسبت نہیں ہے دوسری وجہ یہ تھی ابھی جناب فاطمہ کے نکاح کے متعلق وحی الٰہی نہیں آئی تھی یہ نکاح وحی پر موقوف تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے (از مرقات) اس جواب سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر یا عمر کی عمریں جناب فاطمہ سے مناسب ہوتیں تو ان سے نکاح کر دیا جاتا آخر رقیہ و ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے اور بی بی زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا نکاح کے وقت جناب فاطمہؓ کی عمر سترہ سال اور حضرت علیؓ کی عمر بائیس سال تھی اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں بہت زیادہ تھیں [۴] اس نکاح کا پورا واقعہ یہاں مرقات میں تحریر ہے ہم نے بھی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں نظم میں لکھا ہے۔ جب جناب فاطمہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تب حضرت علیؓ نے کسی ذریعہ سے پیغام

وقت نکاح عمر مبارک

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۚ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۚ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلَى سَحَرٍ وَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ۚ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ

صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوا حضرت علی کے دروازے کے [1] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب و منزلت تھی جو مخلوق میں کسی کو نہ تھی [2] میں آپ کی خدمت میں سویرے تڑکے آتا تھا عرض کرتا تھا آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نبی [3] تو اگر آپ کھکار دیتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا [4] (نسائی) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں بیمار

نکاح دیا حضور نے فرمایا کہ مجھے رب نے یہ ہی حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں ۔

[1] یعنی جن صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے ان تمام دروازوں کے بند کر دینے کا حکم دیا سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کہ وہ مسجد میں ہی رہا اس کی پوری بحث باب مناقب ابوبکر میں گزر چکی حضرت ابوبکر صدیق کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں رکھا گیا حضرت صدیق اکبر کا دروازہ مسجد میں رہنا مسلم بخاری کی روایت سے ثابت ہے جیسا کہ باب مناقب ابی بکر الصدیق میں گزر گیا

[2] واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعض قرب حضور سے وہ حاصل ہے جو کسی بشر بلکہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں آپ حضور کے چچا کے بیٹے ہیں ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں اور آپ نے حضور کی آغوش میں پرورش پائی ہے آپ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل ہیں آپ ساری مخلوق میں منفرد ہیں ۔

[3] یعنی میں نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر آتا تو اجازت داخلہ کے لئے سلام کرتا تھا یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ سلام استیذان تھا ۔ اجازت مانگنے کا سلام [4] یعنی مجھ کو حضور کی اجازت کی ضرورت نہ تھی ۔ مجھے حاضری کی اجازت عامہ مل چکی تھی حضور انور کا جواب سلام نہ دینا میرے لئے اجازت ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کے واسطے جو سلام ہو اس کا جواب دینا واجب نہیں سلام تحیت کا جواب دینا واجب ہے (از مرقات) سلام بہت قسم کے ہیں سلام تحیت ۔ سلام رخصت ۔ سلام کرم ۔ سلام غضب ۔ سلام متارکہ ۔ وغیرہ ان سب کے احکام جداگانہ ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَآءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوْ اِشْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیُّ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجَعِیْ بَعْدُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔

تھا تو مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے میں کہہ رہا تھا کہ الٰہی اگر میری موت آگئی ہے تو اب مجھے چین دے اور اگر ابھی دیر ہے تو مجھے صحت دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر دے [۱] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا انہوں نے دوبارہ آپ پر پیش کر دیا جو کہا تھا۔ حضور نے اپنے پاؤں سے ان کو ٹھوکر لگائی [۲] اور فرمایا الٰہی انہیں عافیت دے، انہیں شفا دے راوی کو شک ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے وہ بیماری نہ ہوئی [۳] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ؛ دس صحابہ کے فضائل رضی اللہ عنہم [۴] پہلی فصل

[۱] سبحان اللہ عجیب و غریب دعا ہے جس میں مرض کے ہر پہلو پر دعا کی گئی ہے راحت دینے سے مراد موت دینا کہ مومن کی موت بھی راحت ہوتی ہے کہ موت کے ذریعہ مومن دنیا کی آفات و تکالیف سے نجات پا جاتا ہے رفع بنا ہے رفع سے بمعنی وسعت عیش اس سے مراد ہے صحت اور تندرستی کیونکہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے [۲] معلوم ہوا کہ حضور کے قدم شریف میں شفا ہے آپکی ٹھوکروں سے بیمار اچھے ہوتے ہیں بعض صوفیا بیمار کو ٹھوکر لگاتے ہیں اس عمل کی اصل یہ حدیث ہے۔

سنگریزوں نے حیات ابدی پائی ہے ٹھوکروں میں ترے اعجاز مسیحائی ہے

[۳] یعنی اس ٹھوکر شریف کے بعد مجھے یہ بیماری کبھی نہ ہوئی دوسری بیماریاں ہوئی ہوں تو ہوئی ہوں سبحان اللہ حضور کے قدم سے صرف صحت ہی نہیں ہوتی بلکہ تندرست رہنے کی گارنٹی بھی ہوتی ہے [۴] یہ دس حضرات وہ مبارک جماعت ہے جسے خصوصی طور پر جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا [۵]

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

وہ دس حضرات یہ ہیں۔ جن کے نام شریف ان دو شعروں میں ہیں۔

وہ یار بہشتی اند قطعی ابوبکر و عمر۔ علی و عثمان
سعد است و سعید و عبیدہ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمان!

www.alahazratnetwork.org

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَآءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞

روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا کہ اس خلافت کا زیادہ حقدار اس جماعت سے کوئی نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ حضور ان سے راضی تھے [1] تو حضرت علی ۔ عثمان ۔ زبیر ۔ طلحہ ۔ سعد اور عبدالرحمان کا نام لیا [2] (بخاری) ۞

یعنی ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی ۔ علی حیدر کرار ۔ طلحہ ۔ زبیر ابن عوام ۔ سعد ابن ابی وقاص عبدالرحمٰن ابن عوف ۔ ابوعبیدہ ابن جراح ۔ سعید ابن زید ۔ یہ تمام حضرات قرشی ہیں ان کے بڑے درجے ہیں ۔ (از اشعۃ اللمعات) ۞

[1] عربی میں نفر تین سے دس تک کی جماعت کو کہتے ہیں حضور کے راضی ہونے سے مراد اعلیٰ درجہ کی رضا و خوشی ہے ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ تمام اہل بیت سے راضی تھے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس فرمان فاروقی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو خلیفہ کر سکتے ہیں دیکھو اس وقت حضرت عثمان و علی سب سے افضل تھے مگر جناب عمر نے اور حضرات کا نام بھی خلافت کے لئے لیا دوسرے یہ کہ خلافت چند طرح سے ہو سکتی ہے [1] خلیفہ خود کسی کو اپنا جانشین کر دے جیسے حضرت صدیق نے عمر فاروق کو کیا [2] مجلس شوریٰ کسی کو خلیفہ بنالے جیسے عثمان غنی کی خلافت (مرقات) خلافت کے لئے ہاشمی یا معصوم ہونا شرط نہیں [2] جب ابولولو نے عین نماز فجر میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عمر کو خنجر مارا آپ سخت زخمی ہوئے صحت کی امید نہ رہی تو لوگوں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تب آپ نے ان چھ بزرگوں کے نام لئے کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ چن لینا خیال رہے کہ اس دس کی جماعت میں جناب صدیق اکبر پہلے وفات پا چکے تھے آپ اب شہادت کا جام نوش کر رہے ہیں حضرت ابوعبیدہ ابن جراح بھی وفات پا چکے تھے رہے سعید ابن زید وہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی بھی تھے اور سگے بہنوئی بھی اس لئے اپنی قرابت کی بنا پر ان کا نام نہیں لیا جیسے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو کہیں عہدہ پر نہ لگایا نہ اس وقت ان کا نام لیا آپ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان پانچ حضرات سے کہا کہ تم میں سے بعض حضرات بعض کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ تم سب میرے چھ ہو اور خلیفہ بنے گا ایک تو حضرت زبیر نے کہا کہ میں علی کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں ۔ سعد ابن وقاص آپ کے حق میں طلحہ جناب عثمان کے حق میں دست بردار ہو گئے اب چھ میں تین رہ گئے عثمان علی اور عبدالرحمٰن ابن عوف پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان و حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں دست بردار ہو جائے مگر وہ دونوں خاموش رہے تو آپ نے کہا اے علی و عثمان تم مجھے اختیار دو کہ میں جسے چاہوں خلیفہ بنا دوں دونوں نے کہا

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِیْ بِخَبَرِ

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے [۱] فرماتے ہیں کہ میں نے جناب طلحہ کا ہاتھ شل دیکھا [۲] جس سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی احد کے دن حفاظت کی [۳] (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا کہ قوم کی خبر

ہاں آپ مختار ہیں پھر بہت تحقیق و تلاش کے بعد آپ نے حضرت علی رض کو تنہائی میں بلا کر کہا کہ آپ کے فضائل روز روشن کی طرح عیاں ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو آپ عدل کرنا اگر عثمان کو بنا دوں تو آپ ان کی اطاعت کرنا یہ ہی حضرت عثمان رض سے کہا ان دونوں نے وعدہ کیا پھر عثمان رض سے کہا کہ ہاتھ پھیلائیے میں تمہارے ہاتھ پہ بیعت کرتا ہوں پھر سب لوگوں نے اور حضرت علی نے جناب عثمان رض سے بیعت کر لی اس کا پورا واقعہ مرقات ۔ اشعۃ اللمعات اور کتب تواریخ میں ملاحظہ کرو ۞

[۱] قوی یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں حضور انور کو زمانہ کفر میں دیکھا تھا ۔ پھر جب اسلام کی بیعت کرنے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی جن لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے انہوں نے اس دیدار رسول سے دھوکا کھایا ہے جو آپ کو زمانہ کفر میں ہوا تھا ۔ آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ سے احادیث روایت کیں یہ کسی تابعی کو میسر نہیں ہوا ۔ نہروان کے جہاد میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی ۹۸ھ اٹھانوے میں وفات ہوئی سوا عبدالرحمٰن ابن عوف کے عشرہ مبشرہ میں سے سب سے روایات لیں (مرقات)

[۲] آپ طلحہ ابن عبداللہ ہیں کنیت ابو محمد ہے قرشی ہیں قدیم الاسلام سوا بدر کے سارے غزوات میں شریک ہوئے بدر کے موقعہ پہ انہیں حضور انور نے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش کے لئے بھیجا ہوا تھا جب واپس آئے تو جہاد ہو چکا تھا (مرقاۃ) آپ کو اس غیر حاضری کا بہت صدمہ ہوا فرمایا کہ اچھا اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اپنے رب کو دکھا دوں گا کہ میں کیسی خدمت اسلام کروں گا ۔ اگلے سال احد میں آپ شریک ہوئے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور کفار نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا خیمہ گھیر لیا ۔ تو آپ حضور کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے جو تیر تلوار نیزہ حضور پر آتا آپ اپنے جسم شریف پر لے لیتے حتی کہ پچھتر زخم کھائے جب صحابہ غزوہ احد کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ دن ابو طلحہ کا دن تھا ۔ آپ نہایت حسین تھے آپ جمعرات کو پچیس جمادی اولی ۳۶ھ چھتیس جنگ جمل میں شہید ہوئے چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے (مرقات واشعہ) فقیر نے ان کے مزار کی زیارت کی ہے آپ کے متعلق یہ آیت آئی منھم من قضی نحبہ ۔ انہوں نے اپنا مقصد حیات پورا کر دیا نذر پوری کر دی اشعہ نے فرمایا کہ آپ نے اسی زخم کھائے

www.alahazratnetwork.org

الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْ

کون لائے گا [1] تو جناب زبیر نے عرض کیا میں [2] تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرے مخلص دوست زبیر ہیں [3] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی قریظہ

حتی کہ تنگیز بھی زخمی ہو گیا تھا۔

[3] لوگ آپ کے اس سوکھے ہوئے ہاتھ شریف کی زیارت کرتے ہوں گے اس لئے فرمایا ماٰیت ۔

[1] احزاب غزوہ خندق کا نام ہے جو ۵ھ پانچ ہجری میں ہوا اسے غزوہ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے کفار نے جمع ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ یا ٹولہ حضور انور نے کفار کی کثرت دیکھ کر فرمایا تھا کہ مدینہ کے ارد گرد خندق کھود دو تاکہ وہ ہر طرف سے مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکیں اور خندق کے دروازہ پر پہرہ رکھو اس لئے اسے غزوہ خندق بھی کہتے کفار نے بہت دن تک مدینہ منورہ کا سخت محاصرہ رکھا ایک دن حضور نے خبر دی تھی کہ آج رات سخت آندھی آوے گی جو کفار کی جماعتوں کو تتر بتر کر دے گی چنانچہ رات کو آندھی آئی سخت سردی تھی تب حضور انور نے رات میں فرمایا کہ کون ہمت کرے گا۔ کہ کفار کے لشکر کی تحقیق کر کے آئے کہ ان کا کیا حال ہوا وہ تتر بتر ہو گئے یا کچھ باقی ہیں۔

[2] اس رات سردی اس قدر تھی کہ ادھر جانے کی بلکہ گھر سے نکلنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی اس وقت حضرت زبیر کا جرأت کرنا بہت بڑی خدمت تھی خیال رہے کہ حضرت زبیر ابن عوام قرشی ہیں ان کی والدہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں لہٰذا آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور بی بی اسماء بنت ابوبکر کے خاوند ہیں تو حضور کے سنڈھو ہوئے سولہ سالہ کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں میں بند کر دیا تاکہ گھبرا کر اسلام چھوڑ دیں مگر آپ ایمان پر قائم رہے آپ کو جنگ جمل میں عمرو ابن جرموز نے قتل کیا ۳۶ھ میں آپ کی عمر چونسٹھ سال ہوئی وادی سباع میں دفن کئے گئے پھر عرصہ کے بعد بصرہ میں نعش شریف لائی گئی وہاں دفن کئے گئے (مرقات) اس حقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

[3] حواری بنا ہے حور سے بمعنی صفائی یا سفیدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے کچھ دھوبی ایمان لائے آپ کی بہت خدمت کی انہیں حواری کہا جاتا ہے۔ اب ہر مخلص دوست کو حواری کہا جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

بَنِیْ قُرَیْظَةَ فَیَاْتِیْنِیْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَیْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞

کے پاس کون جائے گا جو ان کی خبر لائے ۱؎ میں چلدیا پھر جب میں لوٹا تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں جمع فرمادے کر فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا ۲؎ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ سنا کہ آپ نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ جمع کیے ہوں سوا سعد ابن مالک کے ۳؎ میں نے احد کے دن آپ کو فرماتے سنا کہ اے سعد تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۴؎ (مسلم بخاری) ۞

۱؎ غالباً یہ واقعہ بھی غزوہ احزاب ہی کا ہے اسی غزوہ میں یہود مدینہ نے بغاوت کردی تھی کفار مکہ سے انہوں نے یہ سازباز کی تھی کہ باہر سے تم مدینہ پر حملہ کرو اندرون مدینہ ہم اور مسلمانوں کو دانہ کی طرح پیس کر رکھ دیں حضور انور کے حکم کے مطابق حضرت زبیر دو بار تفتیش کے لئے باہر گئے ایک بار کفار مکہ کا حال دیکھنے دوسری بار بنی قریظہ کا حال دیکھنے بعض نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی غزوہ بنی قریظہ میں ہوا جبکہ بنی قریظہ اپنے قلعوں میں چھپ گئے تھے حضور نے ان کا محاصرہ فرمایا یہ غزوہ بھی ۵ھ میں ہوا خندق کے متصل۔ ۲؎ اس موقعہ پر حضور نے حضرت زبیر سے یہ فرمایا اور غزوہ احد میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے یہ ہی فرمایا تھا۔ فداک ابی و امی خیال رہے کہ میں فدا میرے ماں باپ فدا انتہائی محبت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے کہے جاتے ہیں ۳؎ خیال رہے کہ مالک نام ہے ابو وقاص کا لہٰذا یہ فرمان سعد ابن ابی وقاص سے ہے یعنی احد کے دن آپ کے سوا کسی سے یہ نہ فرمایا فداک ابی و امی یا حضرت علی کو خبر نہ ہوئی ورنہ حضور نے حضرت زبیر سے بھی یہ فرمایا ہے خیال رہے کہ سعد ابن ابی وقاص ۵۵ھ بچپن میں مقام عقیق میں فوت ہوئے پھر آپ کی نعش مدینہ منورہ لاکر دفن کی گئی مروان ابن حکم نے جنازہ پڑھایا اس وقت وہ ہی وہاں کا حاکم تھا۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی عشرہ مبشرہ میں سب سے پیچھے آپ کی وفات ہوئی ۴؎ اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ ایک ہجری میں حضرت ابو عبیدہ ابن حارث کی سرکردگی میں ساٹھ صحابہ کو ابو سفیان کے مقابلہ میں بھیجا کفار بہت ہی زیادہ

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْدِمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آتے وقت ایک رات بے خواب رہے[1] پھر فرمایا کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا[2] اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے عرض کیا میں سعد ہوں فرمایا کیا چیز تم کو یہاں لائی عرض کیا میرے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خطرہ گذرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا[3] ان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے[4] (بخاری مسلم) ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین

تھے اس لئے جنگ نہ ہوئی مگر حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ان کفار پر ایک تیر چلایا یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر کفار پر چلا (اشعہ)

[1] یہ واقعہ کسی غزوہ سے واپسی کے وقت ہوا کہ تمام رات حضور سفر کرتے رہے آخر رات میں آرام فرمانے کے لئے اترے۔

[2] چونکہ اس زمانہ میں بغیر حفاظت سونا خطرناک تھا اس لئے یہ دعا کی حضور نے یہاں دو دعائیں کیں۔ ایک یہ کہ میری حفاظت کے لئے کسی کو بھیج دے۔ دوسرے یہ کہ وہ محافظ بندہ صالح ہو حالانکہ رب وعدہ فرما چکا تھا کہ واللہ یعصمک من الناس تاکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو جاوے اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی حفاظت غیر صالحین کی حفاظت سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ صالحین کی حفاظت میں ہم سب کو رکھے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد لینا خلاف توحید ہے نہ خلاف توکل۔

[3] سبحان اللہ یہ ہے حضور کی دعا کا اثر ادھر دعا فرمائی ادھر حضرت سعد کے دل میں یہ خیال آیا معلوم ہوا کہ حضرت سعد کا ایمان۔ آپ کا تقویٰ وغیرہ رجسٹری شدہ ہے۔

[4] ایسی دعائیں بہدف ہوتی ہے۔ حضور انور نے بہت خوش ہو کر یہ دعا دی حضرت کا بیڑا تر گیا دعا کرانا اور دعا لینا اس میں بہت فرق ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ وَسُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ فَقِیْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ فَقِیْلَ

ابو عبیدہ ابن جراح ہیں لہ (مسلم بخاری) ۔ روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے لہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا یا ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے فرمایا ابوبکر کو پھر کہا گیا پھر ابوبکر صدیق کے بعد کسے بناتے فرمایا عمر کو کہا گیا

لہ یعنی ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم پورا پورا بھروسہ کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا ثقہ اور قوم میں پسندیدہ تھے میری امت میں ان صفات کے اسی مظہر حضرت ابو عبیدہ ہیں جو اللہ تعالے اور مخلوق اور اپنے نفس کے حقوق پورے پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے خیال رہے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابو عبیدہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابو عبیدہ میں امانت داری کے سوا اور بہت صفات تھیں مگر یہ صفت نہایت نمایاں تھی اس لئے فرمایا کہ اس امت کے امین ابو عبیدہ ہیں لہذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے نہ یہ کہ جناب ابو عبیدہ میں سوا امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی ۔ حضرت ابو عبیدہ نے ۱۸ھ اٹھارہ میں ملک شام میں وفات پائی عمر شریف اٹھاون سال ہوئی ۔ عہد فاروقی میں وفات ہوئی آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے ۔ آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو جب حضرت عمر نے حضرت خالد ابن ولید کو معزول کر کے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد کو اس کی خبر ہی نہ دی ۔ سپاہیانہ شان سے کام کرتے رہے ۔ دوسروں سے ان کو پتہ چلا کہ میں معزول ہو چکا رضی اللہ عنہما (مرقات) جب نجران کے لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں کوئی اپنا امین بھیج دیں تو حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسا امین بھیجوں گا جیسا کہ چاہئے ۔ سب صحابہ منتظر رہے کہ ہم بھیجے جاویں ۔ مگر حضرت ابو عبیدہ کو بھیجا گیا (مرقات) لہ آپ کا نام عبداللہ ابن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ ہے اور ابو ملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے آپ تیمی قرشی ہیں تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں آپ قاضی رہے ۱۱۷ھ ایک سو ستر ہ میں وفات پائی بہت صحابہ سے ملاقات کی ۔

www.alahazratnetwork.org

مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَآءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رض وَلَمْ يَذْكُرْ

کہ عمر کے بعد پھر کسے بولیں ابو عبیدہ ابن جراح کو ۱؎ (مسلم) ؛ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوہ حرا ۲؎ پر تھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان و علی طلحہ اور زبیر تھے کہ پتھر کی چٹان ہلی ۳؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا نہیں ہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید ۴؎ بعض محدثین نے یہ زیادہ کیا کہ سعد ابن ابی وقاص بھی تھے اور حضرت علی کا ذکر

۱؎ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کا اپنا اندازہ ہے کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد خلفاء ترتیب وار مقرر فرماتے تو پہلے حضرت ابوبکر کو مقرر کرتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت ابو عبیدہ ابن جراح کو کیونکہ حضرت ابو عبیدہ میں خلافت کی تمام صلاحیتیں امانت داری سیاست دانی وغیرہ سب علی وجہ الکمال موجود تھیں شقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے پہلے چناؤ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا تھا کہ مجھے خلافت کا شوق نہیں تم میں علی ۔ عمر ۔ ابو عبیدہ ابن جراح موجود ہیں ان میں سے کسی کو خلیفہ بنا لو لوگوں نے کہا آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں (اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے علی طور پر صدیق اکبر کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا کہ مرض وفات شریف میں اپنے مصلے پر حضرت صدیق کو کھڑا کر دیا تھا مگر قول سے خلیفہ نہیں بنایا تھا یہاں قولی خلیفہ بنانا مراد ہے کہ اگر حضور کسی کو اپنے قول سے خلیفہ بناتے تو ان صاحبوں کو بناتے ۲؎ حرا شریف یعنی جبل نور کی یہ حرکت وجدانی تھی اس فخر میں کہ آج مجھ پر ان حضرات کے قدم ہیں جنکا درجہ عرش الٰہی سے بھی زیادہ ہے معلوم ہوا کہ پتھر بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ ان کے صحابہ کو جانتے پہچانتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں جس دل میں ان حضرات سے الفت نہ ہو وہ پتھر سے زیادہ سخت ہے ۳؎ یہاں او بمعنی واؤ ہے اور شہید سے مراد جنسی شہید ہے ۔ کیونکہ یہ پانچ حضرات سب ہی شہید ہیں حضرت عمر عثمان علی کی شہادت تو دنیا میں مشہور ہے حضرت طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگ جمل کے موقعہ پر ہوئی جبکہ یہ دونوں حضرات جنگ سے علیحدہ ہو چکے تھے حضرت زبیر تو وادی السباع میں قتل کئے گئے ۔ وہاں سے بصرہ لاکر دفن کئے گئے حضرت طلحہ جنگ سے الگ ہو گئے پھر بھی قتل کئے گئے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

عَلِيًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ ۔ رَوَاهُ

نہیں کیا (مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں ۵ طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں، اور سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابو عبیدہ ابن جراح جنتی ہیں ۵۴

۵۱ حضرت سعد ابن ابی وقاص شرعی شہید نہ ہوئے بلکہ اپنے گھر میں آپ کی وفات ہوئی گھر وادی عقیق میں تھا وہاں سے مدینہ منورہ آپ کی نعش لائی گئی جنت بقیع میں دفن کی گئی۔ مگر چونکہ آپ کی وفات کسی ایسے مرض سے ہوئی جس میں موت شہادت ہوتی ہے اس لئے آپ کو شہید کہا گیا (اشعہ، مرقات) پیٹ کی بیماری۔ طاعون کی بیماری سے مرنے والا حکماً شہید ہوتا ہے ۵۲ آپکا نام اسلام سے پہلے عبدالکعبہ تھا مسلمان ہوجانے پر حضورؐ نے آپکا نام عبدالرحمٰن رکھا آپ کی کنیت ابو محمد ہے زہری قرشی ہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحب ہجرتین ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام غزوات میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سوا آپکے کسی کے پیچھے حضورؐ نے نماز نہیں پڑھی احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپکے ایک پاؤں میں لنگ ہوگئی تھی۔ آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی۔ بقیع شریف میں دفن ہوئے (مرقات) ۵۳ اکثر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ان چار حضرات کا ذکر اسی ترتیب سے ہوتا ہے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی اسی ترتیب فضیلت کی سے ان کے ترتیب مراتب کی طرف اشارہ ہوتا ہے بعد رسل حضرت ابوبکر صدیق ساری خلقت سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی۔ ترتیب خلافت کی طرف سے بھی اشارہ ہوتا ہے حضورؐ کے ہر فرمان میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں (از مرقات) ۵۴ یہ وہ حدیث ہے جس کی بنا پر اس مبارک جماعت کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک حدیث میں ان دس کو نام بنام جنت کی بشارت دی

www.alahazratnetwork.org

التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَآءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ۔ وَ اَقْرَأُھُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ

(ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت سعید ابن زید نے روایت کی [1] روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر بہت رحیم وکریم ابوبکر ہیں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور ان سب میں سچے جہاد والے عثمان ہیں اور زیادہ علم فرائض دان زید ابن ثابت [2] سب میں بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں [3] حرام وحلال کو بہت جاننے والے معاذ ابن جبل

دی گئی۔ ورنہ حضور کا ہر صحابی بشر بالجنۃ ہے رب فرماتا ہے وکلا وعد اللہ الحسنی ان ناموں کی یہ ترتیب خود حضور انور نے ہی دی ہے راوی نے نہیں دی اسی ترتیب سے ان کے درجات ہیں (اشعہ) ۔ [1] آپ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل ہیں آپ کا لقب اعور ہے سوار بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آپ بدر میں حضرت طلحہ کے ساتھ جاسوسی کے لئے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیجے گئے تھے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا فاطمہ بنت خطاب یعنی حضرت عمر کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت عمر ایمان لائے آپ کے والد حضرت زید ابن عمرو نے اسلام سے پہلے دین کی تلاش میں حضرت ورقہ ابن نوفل کے ساتھ بہت سفر کئے حضرت ورقہ تو عیسائی ہو گئے مگر آپ نہ ہوئے آپ دین ابراہیمی پر رہے مکہ والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اے قریشیو میرے سوا تم میں سے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔ جب سنتے کہ فلاں جگہ زندہ بچی دفن کی جانے والی ہے تو وہ بچی آپ اس کے ماں باپ سے لے آتے اس کی پرورش کرتے جوان ہو جانے پر اس کے ماں باپ سے پوچھتے تھے اگر تم کو چاہئے تو لے جاؤ ورنہ اس کی بیاہ شادی سب میں اپنے خرچ سے کروں گا (بخاری شریف۔ مرقات) قرآن شریف نے تین شخصوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی شرک وکفر سے بچے۔ زید ابن عمرو ابن نفیل۔ ابوذر سلمان فارسی۔ ان کے بارے میں یہ آیت ہے والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا الخ (مرقات)

[2] حضرت زید ابن ثابت گیارہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ علم فرائض (میراث) کے امام ہیں آپ اس جماعت کے امیر تھے جس نے خلافت صدیقی وعثمانی میں قرآن جمع کیا بہت مخلوق نے آپ سے روایات لیں چھپن سال عمر پائی ۵۵ھ پنتالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) [3] ابی ابن کعب انصاری خزرجی ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھ شخصوں نے قرآن مجید حفظ کیا ان میں ایک آپ ہیں آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا

www.alahazratnetwork.org

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوعُبَيْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيهِ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ ۞ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ

ہیں ۱؎ ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن جراح ہیں ۲؎ (احمد ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسلا روایت کی اس میں یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر فیصلہ فرما لی ہیں ۳؎ روایت ہے حضرت سے فرماتے ہیں کہ احد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں ۴؎

آپ علم تجوید (قرأت) کے امام ہیں۔ ۱۹ھ انیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات)

۱؎ یعنی معاذ ابن جبل بڑے فقیہہ ہیں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انصاری خزرجی ہیں آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے حضورؐ نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا۔ پھر حضرت عمر نے جناب ابو عبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا اس سال عواس کی طاعون میں آپ کی وفات ہوئی۔ یعنی ۱۸ھ اٹھارہ میں کل اڑتیس سال عمر ہوئی (مرقات) ۲؎ ابو عبیدہ ابن جراح بڑے زاہد تارک الدنیا صحابی ہوئے ہیں جب حضرت عمر شام سے واپس ہوئے تو لشکروں کے افسران آپ سے ملنے آئے آپنے پوچھا میرے بھائی ابو عبیدہ کہاں ہیں تھوڑی دیر میں ابو عبیدہ بھی آگئے حضرت عمر آپ سے گلے ملے اور فرمایا کہ میں تمہارے گھر ٹھہروں گا دیکھا تو ایک جھونپڑہ ہے جس میں سامان صرف تلوار۔ ڈھال اور زین ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کل سامان خانہ یہی ہے عرض کیا مجھے میری منزل تک یہ ہی پہونچا دیگا فرمایا کچھ روٹی کھلاؤ تو آپنے اپنے تھیلے سے کچھ سوکھے ٹکڑے نکال کر پیش کئے حضرت عمر بہت روئے اور فرمایا اے ابو عبیدہ تم کو دنیا نے میں پھنسا نہ سکے یہ تھے اسلام کے جرنیل اعظم آپ ساتویں دادا میں حضورؐ سے مل جاتے ہیں آپ خلافت فاروقی میں طاعون امواس میں فوت ہوئے آپ پر نماز معاذ ابن جبل نے پڑھائی ۳؎ یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے کے علم میں حضرت علیؓ سب سے اعلے و افضل ہیں اس لئے حضرت عمرؓ آپ کی رائے لئے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے آپ کو حضورؐ نے یمن کا گورنر بنایا تھا آپ کے فیصلے بہت عجیب عجیب مشہور ہیں خیال رہے کہ اس حدیث میں ہر جگہ اسم تفضیل ارشاد ہوا ہے جس میں بتایا گیا کہ یہ تمام صفات دیگر صحابہ میں بھی موجود ہیں مگر فلاں صحابی میں فلاں صفت کامل تر ہے اس فرمان عالی میں حضرت علیؓ کے بہت سے فضائل ہیں کیونکہ صحیح فیصلے وہ ہی کر سکے گا جس کا علم کامل ہو اسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو طبیعت میں اجتہادی ملکہ ہو یہ تمام صفات حضرت علیؓ میں تھے ۴؎ زرہ لوہے کی قمیص ہے جو جنگ میں پہنی جاتی تھی۔ یہ

www.alahazratnetwork.org

فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوْجَبَ طَلْحَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا وَفِي رِوَايَةٍ

آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے لہ مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے حتی کہ حضور چٹان پر چڑھ گئے لہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی ۳ (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ ابن عبیداللہ کی طرف دیکھا فرمایا جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے اور اس نے اپنا عہد و پیمان پورا کر دیا تو انہیں دیکھے ۴ اور ایک روایت

بہت وزنی ہوتی تھی ۔ دو زرہ بہت بڑا طاقتور ہی پہن سکتا تھا کہ اتنے وزن کو پہن کر چلنا دوڑنا معمولی کام نہ تھا ۔ لہ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تھے آپ اونچی جگہ کھڑے ہو کر جنگ کا حال اور مسلمانوں میں سے دوڑنے والے اور کھڑے رہنے والوں کو دیکھنا چاہتے تھے اسی جنگ میں عتبہ ابن ابی وقاص نے آپ کے دانت پر تیر مارا جس سے آپ کا دانت شہید ہوا اور نیچا ہونٹ زخمی ہو گیا ۔ عبداللہ ابن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کر دیا ابن حمیہ نے حضور کی کنپٹی زخمی کر دی اس زرہ کے دو حلقے آپ کے سر میں گڑھ گئے عامر نے ایک خفیہ گڑھا کھودا ہوا تھا اس میں حضور گر گئے ابوسعید خدری نے حضور کے چہرہ کا خون چوسا حضور نے فرمایا کہ جو میرا خون اپنے خون سے ملا دے وہ جنتی ہے (مرقات) ۲ یہ حضرت طلحہ کی انتہائی ہمت و قوت ہے کہ بار نبوت مع دو زرہوں کے اپنے پشت پر اٹھا لیا یہ طاقت رب نے عطا فرمائی حضور انور دو زرہوں کا بوجھ لیکر اس چٹان پر نہ چڑھ سکے ابوطلحہ سیڑھی بن کر نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور چٹان پر چڑھ گئے آپ کی پیٹھ پر قدم رکھ کر ۳ یہ خدمت پسند آگئی فرمایا طلحہ کے لئے جنت واجب ہو گئی اسی خدمت کی وجہ سے معلوم ہوا کہ لاکھوں نماز روزے سجدے سجود جہاد سے حضور کی خدمت افضل ہے اسی غزوہ میں حضرت طلحہ نے اپنے جسم کو حضور کی ڈھال بنا کر اتنی زخم کھائے یہ جنتی نہ ہوں تو کون ہو آپ اتنے زخم کھا چکنے کے بعد حضور انور کے نیچے سیڑھی بن کر بیٹھے تھے ۴ نحب معنی نذر بھی آتا ہے اور بمعنی موت بھی یہاں موت کی نذر مراد ہے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت طلحہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے تھے ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیقات کے لئے جب واپس ہوئے تو افسوس کیا اور فرمایا کہ اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اس کا بدلہ کر کے دکھا دوں گا ۔ جنگ احد میں وہ کارنامے کر کے دکھائے کہ سبحان اللہ

www.alahazratnetwork.org

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِىْ مِنْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِى الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِىْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اَشْدُدْ رَمْيَتَهٗ

میں یوں ہے کہ جو اس شہید کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے ۱ (ترمذی) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ اور زبیر میرے جنت کے پڑوسی ہیں ۲ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی احد کے دن فرمایا کہ الٰہی اس کی تیر اندازی کو مضبوط کر

فریبًا اسّی زخم کھائے حضور کی حفاظت کرتے ہوئے حتی کہ آپکا ایک ہاتھ خشک ہوگیا پھر حضور کے قدموں کے نیچے بیٹھے کہ حضور ان کی پشت پر قدم رکھ کر پتھر کی چٹان پر چڑھے اس پر یہ انعامات عطا ہوئے اس فرمان میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ فمنھم من قضی نحبہ ۱ اس فرمان عالی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت طلحہ جنگ احد میں درحقیقت شہید ہو چکے ہیں اب ان کی زندگی صرف ظاہری ہے جو اتنے کارنامے کر چکا ہوں وہ شہید ہی ہے دوسرے یہ کہ آئندہ چل کر یہ جنگ جمل میں شہید ہوں گے یہ عند اللہ شہید ہیں ان کا نام شہدا کی فہرست میں ہے تیسرے یہ کہ ان کا جسم تو اس عالم شہادت میں ہے مگر ان کا دل عالم غیب میں پہونچ چکا ہے یہ روحانی جسمانی شہید ہیں (مرقات) ۲ یہ حدیث مختلف الفاظ سے ابن ماجہ ابن عساکر وغیرہم نے روایت کی ریاض میں ہے کہ طلحہ کے بیٹے موسیٰ ابن طلحہ امیر معاویہ کے پاس پہونچے تو جناب امیر معاویہ نے ان سے فرمایا کیا تم کو خوشخبری نہ دوں میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر موت پوری فرمادی (مرقات) ۳ یعنی دونوں حضرات جنت میں مجھ سے بہت ہی قریب ہونگے پڑوسی قریب ہی ہوتا ہے قریب ہی رہتا ہے اس فرمان عالی میں ان دونوں حضرات کے مومن متقی ہونے ان خاتمہ بالخیر قبر کے امتحان میں کامیابی محشر میں نجات۔ پلصراط سے بخیریت گزرنا۔ جنت میں داخلہ وہاں کا مقام سب ہی بتادیا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِیْ فَلْيُرِنِیْ امْرُؤٌ

اور اس کی دعا قبول فرما[1] (شرح سنہ) ؛ روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی سعد جب بھی تجھ سے دعا کریں تو قبول فرمایا کر[2] (ترمذی) ؛ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے سوا کسی کے لیے اپنے باپ ماں جمع نہیں فرمائے[3] کہ ان سے احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں[4] اور ان سے فرمایا اے بہادر لڑکے تیر چلا[5] (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب سعد حاضر ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں میرے ماموں کوئی شخص مجھے

[1] اس فرمان عالی کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اجب دعوتہ تفسیر ہے اشھد ورسولہ کی یا در معنی یہ ہیں کہ مولیٰ اس کی دعا کو تیر بہدف بنا دے کہ جو اس کے منہ سے نکلے تو پورا کر دے۔ دوسرے یہ کہ یہ دو دعائیں ہیں ایک یہ کہ ان کے تیر اندازی میں برکت دے کہ اس سے بہت کافر ہلاک ہوں اور ان کا نشانہ درست رہے دوسری دعا یہ کہ الٰہی انہیں مقبول الدعا مستجاب الدعوات بنا[2] سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جیسا کہ دوسری روایات میں صراحۃً مذکور ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بڑے مقبول الدعا تھے حضور انور کی اس دعا کی برکت سے[3] یعنی احد کے دن کسی کے لئے ماں باپ جمع نہ کئے یا حضرت علیؓ کو دوسرا واقعہ علم میں نہ ہوا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضورؐ نے جناب طلحہ سے یہ ہی فرمایا تھا فداک ابی وامی[4] اس کا مطلب کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس قسم کے فرمان انتہائی عزت افزائی کے لئے ہوتے ہیں تم پر میں فدا تم پر میرے ماں باپ فدا[5] حزور یعنی جوان بہادر تجربہ کار آپ جب مسلمان ہوئے تو سترہ سال کے تھے غزوہ احد کے وقت آپ جوان تھے جوان آدمی کو بزرگ بیٹا یا بچہ کہہ دیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے بہت مسلمانوں کو زخمی یا شہید کیا تھا میں نے اسے تاک کر تیر مارا جو اس کی پیشانی پر لگا جس سے وہ گر گیا اور اس کا تہبند اٹھ گیا وہ ننگا رہ گیا حضورِ انور ہنس پڑے اور مجھے دعائیں دیں۔ (مرقات) ؛

www.alahazratnetwork.org

خَالَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِیْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِیْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِیْ وَفِی الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِمْنِیْ بَدَلَ فَلْيُرِنِیْ ۞ الْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا

اپنا ایسا ماموں دکھائے ۱؎ (ترمذی) اور کہا کہ سعد بنی زہرہ سے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ بنی زہرہ سے تھیں ۲؎ اسی لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں بجائے نلیرنی کے یکرمنّ ہے ۳؎ تیسری فصل روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ میں نے سعد ابن ابی وقاص کو فرماتے سنا کہ میں پہلا عربی مرد ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۴؎ اور میں نے اپنے کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے

۱؎ یعنی ایسا شاندار ماموں کسی کو نہیں ملا۔ جیسا ماموں اللہ نے مجھے دیا ہے۔ یہ حضرت سعد کی انتہائی عظمت ہے ؎

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

۲؎ زہرہ زوجہ ہیں کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب کی جناب آمنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہیں۔ کلاب میں اور زہرہ کی اولاد میں حضرت سعد بھی ہیں اس طرح حضرت سعد جناب آمنہ کے خاندان سے ہوئے اور ماں کا سارا خاندان خواہ دادہ کی طرف سے ہو یا نانا کی طرف سے اپنے نانا ماموں ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی دادھیال مکہ معظمہ میں ہے اور ننھال مدینہ طیبہ میں اس نسبت سے انصار مدینہ بھی حضور صلے اللہ علیہ کے نانا ماموں ہیں۔ اور ادھر حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی۔

۳؎ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں اپنے ماموں سعد کا کیسا ادب و احترام کرتا ہوں تم لوگ بھی اپنے نانا ماموں کا اسی طرح احترام و ادب کیا کرو۔ میرا یہ عمل تمہارے لئے سبق ہے ۴؎ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے کی جا چکی ہے۔ کہ آپ نے کسی موقعہ پر یہ تیر چلایا تھا اول تیر چلانا بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت رحمت ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ

تھے ہمارے پاس سوا ببول کے بیج اور کیکر کے پتوں کے اور کوئی کھانا نہ تھا اور ہم میں سے ہر ایک ایسا پاخانہ کرتا تھا جیسا کہ بکری کرتی ہے جس میں کوئی تری نہیں ہوتی ۲ پھر بنو اسد مجھے اسلام سکھانا چاہتے ۳ تب تو میں خسارہ والا ہو جاؤنگا اور میرے عمل برباد ہو جائینگے ۴ لوگوں نے حضرت عمر کے پاس ان کی شکایت کی تھی کہا تھا کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ۵ (مسلم بخاری)، روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کو اسلام

۱ حبلہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی ببول کے بیج نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہے ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں۔ ۲ یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو۔ جب پتے اور ببول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

۳ یہاں اسلام سے مراد نماز ہے کیونکہ نماز اسلام کا بہت اہم رکن ہے قرآن مجید میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے ما کان اللہ لیضیع ایمانکم تعزیر یعنی سزا بھی آتا ہے اور یعنی تعلیم اور یعنی تعظیم بھی وتعزروہ وتسبحوہ یہاں یعنی تعلیم ہے (اشعہ)

۴ یعنی اگر ان تمام خدمات اور صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باوجود مجھے نماز بھی نہیں آئی میں ان لوگوں کے سکھانے کا حاجتمند رہا تو میں بہت ہی خائب و خاسر ہوا یہ لوگ مجھے نماز سکھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ مجھ سے نماز اور دوسرے احکام اسلام سیکھیں میں صحبت یافتہ مصطفےٰ ہوں صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہاں بنی اسد سے مراد زبیر ابن عوام ابن خویلد ابن اسد کی اولاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنے علمی کمالات و فضائل بیان کرنا جائز ہے کہ یہ بھی رب کا شکر ہے فخر نہیں۔

۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا وہاں قبیلہ بنی اسد آباد تھا ان لوگوں نے آپکی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کی اس شکایت میں یہ بھی کہا کہ یہ نماز غلط پڑھتے ہیں اور ہم کو غلط ہی پڑھاتے ہیں جس سے ہماری نمازیں برباد ہوتی ہیں حضرت عمر نے آپ کو طلب فرمایا اور ان کی شکایات پیش کیں تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ میں اولین مومنوں میں سے ہوں میں نے صدہا نمازیں حضور کے پیچھے پڑھی ہیں میری نماز غلط کیسے ہو سکتی ہے ۞

www.alahazratnetwork.org

وَمَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَّاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لِنِسَآئِهٖ اِنَّ اَمْرَکُنَّ مِمَّا یَهِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ

کا تہائی دیکھا [۱] اور کوئی آدمی نہیں لایا مگر اس دن جب میں اسلام لایا اور میں سات روز تک اس طرح رہا کہ میں اسلام کا تہائی حصہ تھا [۲] (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارے حالات کی مجھے بڑی فکر ہے [۳] تم پر صبر نہ کریں گے مگر صبر اور صدق والے [۴] جناب

[۱] یعنی بالغ اور آزاد مردوں میں دو صاحب مجھ سے پہلے ایمان لائے تھے تیسرا میں اسلام لایا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص ساتویں مومن ہیں وہاں کل تعداد مراد ہے یہاں آزاد مردوں کی حضرت خدیجہ ابوبکر صدیق علی مرتضیٰ۔ حضرت بلال ان سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر جناب خدیجہ بی بی تھیں اور علی بچے بلال غلام تھے (اشعہ۔ مرقات)

[۲] اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ میرے ایمان لانے کے بعد سات دن تک کوئی ایمان نہیں لایا میں آزاد بالغ مردوں میں تیسرا حصہ مومنوں کا رہا سات دن تک [۳] ازواج مطہرات حضور انور کی وفات کے بعد کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتیں اور نہ حضور انور کی میراث پا سکیں نہ رہنے کیلئے گھر اس لئے کبھی کبھی حضور انور کو یہ خیال آجاتا تھا تو دل مبارک پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا ان تمام ازواج مطہرات میں جناب عائشہ صدیقہ کا حال نہایت قابل فکر تھا کیونکہ آپ نکاح کے وقت سات سال تھیں حضور کی عمر شریف ۵۴ سال حضور کی وفات شریف کے وقت آپ کی عمر شریف قریبًا اٹھارہ سال تھی اور کل عمر شریف تریپن سال ہوئی عین جوانی میں حضور کا سایہ اٹھا پھر ساری عمر شریف ایسی بے سر سامانی میں گزاری اس لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے مجھ پر احسان کیا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی ہمارے برخوردار مفتی محمد مختار نے عرض کیا ہے ؎

بیٹی راہ خدا میں دے دی ۔۔۔ بیٹی نبی کے نکاح میں دے دی
جاں کی لگائی بازی اکثر ! ۔۔۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

[۴] یعنی میرے بعد تمہاری خدمت وہ ہی کرتے رہیں گے۔ جن میں صبر اور صدق دل کوٹ کوٹ کر بھری ہو کہ میرے بعد میری خاطر تمہاری خدمت عمر بھر کرتے رہیں ۞

www.alahazratnetwork.org

عَآئِشَةَ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَآئِشَةُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهٖ

عائشہ سے فرمایا یعنی صدقہ والے پھر حضرت عائشہ نے جناب ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے فرمایا ۱؎ کہ اللہ تمہارے والد کو جنت کے سلسبیل سے پلائے اور ابن عوف نے امہات المومنین پر ایک باغ صدقہ کیا تھا ۲؎ جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا ۳؎ (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا

۱؎ ابوسلمہ کی کنیت ہی نام ہے آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں خود تابعی ہیں مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں سے ہیں آپ نے بڑے بڑے صحابہ سے احادیث روایت فرمائیں آپ سے بڑے بڑے محدثین نے روایات لیں ہیں ۹۴ھ سنانوے میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی (مرقات)

۲؎ یہاں صدقہ سے مراد خیرات نہیں ہے کوئی بیٹا اپنی ماں کو خیرات دیتا نہیں بلکہ اس سے مراد نذرانہ و ہدیہ ہے جو لائق بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پیش کرتا ہے صدقہ بہت معنی میں آتا ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم کھوٹی پونجی لائے ہیں فتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین ۔ وہاں صدقہ بمعنی نذرانہ ہے۔

۳؎ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی سخاوت ملاحظہ ہو۔ ۱ حضورؐ کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کئے۔ ۲ ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے ۳ ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے۔ ۴ ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیئے ۵ وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔ ۶ ایک بار آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہوگیا تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا ۷ ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہو اسے فی کس چار سو دینار میں دونگا ۸ ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کئے رات کو حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتی کہ فرمایا میری قمیص فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو جبریل امین حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ عبدالرحمٰن کے صدقات قبول انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیدیجئے ۹ آپ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے ۱۰ یہ واقعہ کہ ازواج مطہرات کی خدمت میں یہ باغ پیش کیا جس کا یہاں ذکر ہے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

إِنَّ الَّذِي يَحْثُوا عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۞ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ عَلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ

کہ جو شخص تم سب پر میرے بعد تم پر نچھاور کرے وہ سچا اور نیک ہوگا ۱؎ الٰہی عبدالرحمٰن ابن عوف کو جنت کے سلسبیل سے پلا ۲؎ (احمد) ۞ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ نجران والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۳؎ عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک امین آدمی بھیجیں ۴؎ تو فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایسا امین بھیجوں گا جو

۱؎ یحثو بنا ہے حثو سے یعنی لپ بھر بھر کر کسی پر بکھیرنا یعنی نثار کرنا نچھاور کرنا یعنی جو میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرے۔ وہ بہت ہی نیک و صالح ہوگا۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا ہے۔ کہ تا قیامت جو مسلمان تمہارے نام پر خیرات کرے تمہاری طرف سے حج بدل کرے تمہارے نام پر مسجدیں یا خانقاہیں بنائے وہ بہت ہی نیک و صالح ہے اس فرمان عالی میں تا قیامت مسلمانوں کو لے لیا گیا ہے۔ ۲؎ سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے عینا فیھا تسمّٰی سلسبیلا اہل عرب کہتے ہیں ھذا عذب سلسل۔ سلاسل۔ سلسبیلا یعنی بہت کثرت سے بہنے والا پانی۔ یہ دعا یا تو حضرت ام سلمہ کی ہے یا خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے میری ازواج پاک سے یہ سلوک کیا یا کرنے والے ہیں خدایا تو انہیں جنت کا چشمہ سلسبیل عطا فرما معلوم ہوا کہ حضور کی دعا پانے کا ذریعہ ازواج مطہرات کی خدمت کرنا ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ صدیقہ کے گھر رہتے ہیں جو بھی ثواب ختم وغیرہ کا ہدیہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کرنا ہو اس میں ام المومنین عائشہ صدیقہ کا نام شریف ضرور لیا جائے ان کے توسط سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا جائے تب حضور کے ہاں قبول ہوتا ہے فقیر حقیر احمد یار کی نیت پختہ ہے کہ اگر اب کی بار رب نے حج نصیب کیا تو انشاء اللہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج بدل کروں گا اور عمرہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس گنہگار پر ان دونوں سرکاروں کے بڑے احسانات ہیں مجھے انہوں نے ہی اپنے قدموں سے لگا کر باریاب کیا ہے رضی اللہ عنہما اللہ ان کا بھلا کرے۔

۳؎ نجران تین بستیوں کا نام ہے یمن کا ایک شہر جو سنہ دس ہجری میں فتح ہوا یہ جگہ نجران ابن زید ابن سبا کے نام پر آباد ہوا دوسرا نجران جو علاقہ حوران میں واقع ہے دمشق کے قریب تیسرے عراق کا نجران جو کوفہ کے پاس ہے یہاں پہلا نجران مراد ہے وہاں کے لوگ ہی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تھے (مرقات) ۴؎ امین کے معانی پہلے

www.alahazratnetwork.org

اَمِیْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُّؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ
اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِیْنًا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ وَ
اِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ
تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا یَاْخُذُ بِكُمُ

جیسا چاہیے ویسا امین ہے ۱؎ لوگوں نے اس کا انتظار کیا فرمایا کہ حضور نے ابو عبیدہ ابن جراح کو بھیجا (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت علی سے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں ۲؎ فرمایا اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین دنیا سے بے رغبت آخرت میں رغبت والا پاؤ گے ۳؎ اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوت والا امانت والا پاؤ گے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے ۴؎ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے ۵؎ تو تم انہیں ہدایت یافتہ پاؤ گے

بیان کئے جا چکے ہیں یعنی ایسا امانت دار آدمی ہمارے علاقہ میں بھیجیں جو ہمارا قاضی امیر اور معلم ہو۔

۱؎ حق امین کا مطلب ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے سارے صحابہ امانت والے ہیں مگر حضرت حذیفہ اول نمبر امانت دار۔ ۲؎ حضور اقدس سے یہ سوال جب کیا گیا جبکہ حضرات صحابہ کو یہ یقین ہو گیا کہ حضور انور کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے ۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین میں یہ صفات ہونا ضروری ہیں امانت۔ زہد و تقویٰ آخرت میں رغبت صوفیاء فرماتے ہیں کہ اخلاص ذریعہ خلاص ہے۔ ۴؎ یعنی حضرت عمر بھی خلافت کے لائق ہیں کہ ان میں قوت، امانت دیانت، سیاست اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا کسی کی پرواہ نہ کرنا ساری صفات موجود ہیں دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں اسلام اور مسلمین کی کیسی خدمات کیں ۵؎ یعنی تم سب لوگ حضرت علی کو خلیفہ نہیں بناؤ گے ان کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں گے اس میں غیبی خبر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی خلافت پر امت کا اجتماع نہیں ہوا خیال رہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کا ذکر پہلے کیا پھر عمر فاروق کا پھر جناب علی کا اسی ترتیب سے خلافت ہوئی اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم لوگ حضرت علی مرتضیٰ کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے کہ قلم الٰہی اسی طرح چل چکا ہے کہ حضرت علی کی عمر ان دونوں سے زیادہ ہو اور وہ دونوں حضرات بھی خلیفہ بنیں اگر جناب علی پہلے خلیفہ ہو جاتے۔ تو وہ صاحب خلیفہ نہ ہو سکتے حالانکہ ان دونوں کی خلافت بھی تقدیر مبرم ہو چکی ہے اس صورت میں لا اراکم کے معنی ہیں کہ مجھے یقین ہے تم علی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے۔ حضور انور نے یا تو جناب عثمان کا ذکر فرمایا ہی نہیں یا فرمایا تھا مگر راوی نے یا اختصار کر دیا یا اسے

www.alahazratnetwork.org

الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ رَحِمَ اللّٰهُ

جو تمہیں سیدھے راستہ پر چلائیں گے ۱؎ (احمد) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا ۲؎ اور مجھے ہجرت گاہ تک پہنچایا ۳؎ اور غار میں میرے ساتھ رہے ۴؎ اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا ۵؎ اللہ عمر پر رحمت

نسیان ہوگیا (اشعہ)

۱؎ یعنی جناب علی مرتضیٰ رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور تم کو ہدایت دینے والے جو لوگ انہیں خلیفہ مانیں گے وہ ہدایت پر ہوں گے جو انہیں خلیفہ نہیں مانیں گے وہ اس معاملہ میں ہدایت پر نہ ہوں گے بلکہ باغی ہوں گے یہ ہی اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ اس زمانہ میں باغی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی اس کی تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۲؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زندہ کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر نیک احترام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا اس میں اپنی بیٹی کی قربانی ہے جس کی وجوہ ابھی ہم کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں اس لئے حضور انور نے اسے صدیق اکبر کی قربانیوں کے سلسلے میں ذکر فرمایا۔

۳؎ اس طرح کہ غار ثور تک حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر لے گئے اور اس سے آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رفیق سفر رہے مدینہ منورہ تک خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ پالے تھے ہجرت کے لئے ایک اپنے واسطے دوسرا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جب حضور نے ہجرت کی خبر دی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹ پیش فرمایا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں منظور ہے مگر قیمت سے چنانچہ حضور نے آٹھ سو درہم میں وہ اونٹ جناب صدیق رضی اللہ عنہ سے خریدا مگر قرض (اشعہ) یہ ثابت نہیں کہ حضور انور نے یہ قرضہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے وصول بھی کیا اگر وصول کیا بھی ہوگا تو حضور ہی پر خرچ کیا ہوگا ۴؎ یعنی غار ثور کی کئی راتیں کئی دن جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ گزارے کہ اس زمانہ میں ان کے سوا کسی نے مجھے نہ دیکھا اس زمانہ میں ان کی عبادت تھی میرا منہ تکنا جو کسی اور کو میسر نہ تھی اس غار میں مجھ پر جان فدا کی کہ میری حفاظت کرتے ہوئے سانپ سے اپنے پاؤں میں کٹوالیا یہ قربانی صرف انہوں نے کی رضی اللہ عنہ۔ ۵؎ سبحان اللہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خریداری ان کا آزاد کرنا حضور نے جناب صدیق کی قربانیوں کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بڑی مصیبت میں تھے حضور نے فرمایا کہ کوئی بلال کو خرید لیتا اور آزاد کر کے مجھ پر احسان کرتا حضرت صدیق نے پانچ سو درہم اور ایک قیمتی غلام نسطاس کے عوض جناب بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا۔ حضور نے فرمایا ؎

www.alahazratnetwork.org

عُمَرُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهٗ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَآئِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ

کرے کہ وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو انہیں حق نے ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں [1] اللہ عثمان پر رحمت کرے کہ ان سے فرشتے غیرت کرتے ہیں اللہ علی پر رحمت کرے الٰہی علی کے ساتھ حق کو گردش دے جدھر وہ گردش کریں [2]

گفت پیغمبر کہ اے اقبال جو — در خریدن می شوم انبار تو!
گفت ما دو بندگان کوئے تو — کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اے صدیق بلال کی آدھی قیمت ہم سے لے لو اور ہم تم دونوں بلال کے خریدار بنیں۔ جناب صدیق نے عرض کیا کہ میں اور بلال دونوں آپ کے آستانہ کے غلام حضور میں کس کا ہوں۔ اور میرا پیسہ کس کا ہے حضور اسے میں نے آپ کی خدمت کے لئے آزاد کر دیا۔ ؎

چوں بدیدآں خستہ روئے مصطفےٰ — خوَ مخشیٰ علیہ برقفا

جب بلال نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا بیہوش ہو کر گر پڑے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال کا سر اپنے زانو پر رکھا فرمایا کہ اوذیت فی سبیل اللہ اے بلال تو اللہ کی راہ میں بہت ہی ستایا گیا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ ھو سیدنا واعتق سیدنا ابوبکر میرے آقا ہیں انہوں نے میرے آقا بلال کو آزاد کرایا ہے تاقیامت مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں ابوبکر صدیق ہم سب کے آقا حضرت بلال کو آپ نے ہی آزاد کیا یوں ہی عامر ابن فہیرہ کو حضرت صدیق نے آزاد کیا جن کی لاش بعد شہادت آسمان پر اٹھائی گئی (بخاری شریف) رضی اللہ عنہم اجمعین خدا کرے مجھے صدیق بغیر قیمت ہی خرید لیں اور دوزخ سے آزاد کر دیں ؎

تو ہے آزاد سفر سے ترے بندے آزاد — ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

حضرت صدیق نے بہت لونڈیاں اور غلام وہ آزاد کئے جو کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں تھے۔

[1] یعنی خوشامد کی بنا پر کوئی ان کا دوست نہیں بہت لوگ خوشامدی ہوتے ہیں وہ خوشامدیوں کے دوست بھی ہوتے ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ رسول اور جناب صدیق اور مہاجرین و انصار بھی حضرت عمر کے دوست نہیں نہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔

[2] حق سے مراد قرآن مجید ہے اس کی شرح وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل فرمائی القرآن مع القرآن یعنی قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہم نے جناب علی کی شان میں عرض کیا ہے ؎

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں۔
نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے فضائل رضی اللہ عنہم اجمعین [1] پہلی فصل روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں [2] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا [3]

[1] اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اہل بیت رسول چند معنی میں آتا ہے ۱ جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس ۔ علی جعفر ۔ عقیل ۔ حارث کی اولاد ۔ ۲ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد ۳ حضور کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواج پاک ۴ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے جیسے حضرت زید ابن حارثہ اور جیسے اسامہ ابن زید ۔ یہاں ازواج پاک کے سوا باقی حضرات مراد ہیں ۔ یعنی اولاد اور خدام خاص ۔ کیونکہ ازواج پاک کے لئے مؤلف نے علیحدہ باب باندھا ہے ۔ خیال رہے کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمۃ اللہ علیکم اہل البیت ۔ حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا اذ قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا واذ غدوت من اھلک تبوئ المومنین القتال ۔ اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی کے متعلق فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی ۔ خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں ۔ لہذا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں ۔ بیت نسب ۔ بیت سکن ۔ بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں (اشعہ) [2] اسی طرح کہ انہیں اپنی ان بددعاؤں میں شامل کریں خواہ اس طرح کہ مباہلہ میں انہیں حاضر کریں یا اس طرح کہ وہ اگرچہ یہاں سے غائب رہیں مگر انہیں بددعا میں داخل کریں چنانچہ نجران کے عیسائیوں نے یہاں اپنے بچوں کو نجران سے نہیں بلایا تھا ۔

[3] اس وقت حضرت رقیہ ۔ ام کلثوم اور جناب ابراہیم وفات پا چکے تھے اس لئے وہ نہ آئے حضرت علی اہل بیت سکونت اہلبیت نسب ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت ۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَ اللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَآئِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَآءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہٗ ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَھَا ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ

عرض کیا الٰہی میرے گھر والے یہ ہیں ۱؎ (مسلم) ۲؎ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی ۳؎ آتے ہی حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر جناب حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے ۴؎ اور تم کو خوب

۱؎ یعنی الٰہی یہ بھی میرے اہلبیت ہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ میرے اہلبیت ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں ورنہ یہ حدیث ان آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہوگی اور ان احادیث کے بھی جو ابھی ہم نے عرض کیں۔ خیال رہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنے بچوں کی قسم کھاتا ہے۔ بیویوں یا دوستوں کی قسم نہیں کھاتا اس لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے مگر تفسیر روح المعانی نے حوالہ سے فرمایا کہ اس موقعہ پر حضور انور نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو مع ان کی اولادوں کے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی

۲؎ یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا نازل ہوئی۔ ۳؎ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے ہیں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہوجاوے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہلبیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہٰذا لِیُطَھِّرَکُمْ ضمیر جمع مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہلبیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت ساریہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وہاں بھی علیکم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے حضور انور نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہٰذا دعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے اسی لئے روایات میں ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی اس کمبل شریف میں داخل فرمالیں فرمایا انت علی خیر تم تو اس آیت خیر میں داخل ہو ہی تمہارے لئے دعا کرکے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کرتے ہے

www.alahazratnetwork.org

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ

پاک وصاف فرمادے[1] (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ جب جناب ابراہیم کی وفات ہوئی[2] تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لیے ایک دائی ہے[3] (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپکے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں[4]

ہیں جو اس میں داخل نہیں ۞

[1] ان ساری آیات میں حضور کی ازواج پاک سے خطاب ہے یانساء النبی فرما کر انہیں حکم دیا گیا کہ پردے میں رہو تلاوت قرآن کرو نماز کی پابندی کرو اس جملہ یعنی یُرِیْدُ اللّٰہُ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ الخ میں ان احکام کی حکمت کا ذکر ہے کہ ہم نے تم کو یہ احکام اس لئے دیئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی دور رکھے اور تم کو پاک وصاف رکھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک وصاف نہ تھے اب پاک ہوں گے خیال رہے کہ سوا انبیاء کرام اور فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں ہاں حضرات صحابہ اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ روافض نے سمجھا معصوم وہ جو گناہ نہ کرسکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس موقعہ پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہلبیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں کہ حضور انور نے ام سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی (مرقات) خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کبھی ام سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا ہے

[2] جناب ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے یعنی طیب۔ طاہر۔ قاسم اور رقیہ۔ زینب کلثوم۔ فاطمہ رضی اللہ عنہم ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ شہ میں سولہ مہینہ عمر پاکر وفات پا گئے جنت البقیع میں عثمان ابن مظعون کے برابر دفن ہوئے فقیر نے زیارت کی ہے عثمان ابن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے۔

[3] یعنی جنت کی کوئی خاص مخلوق ان کی خدمت کرتی ہے اور جنت کی خاص نعمتوں سے ان کی پرورش کی جاتی ہے خیال رہے کہ مرضعت سے وہ ہے جو دودھ پلائے اور مرضع کے وہ جو یہ کام کرسکے اگرچہ نہ کرسکے جیسے حائض وہ عورت جسے حیض آسکے یعنی بالغہ اور وہ جسے حیض آرہا ہو یہ فرق دیکھو لمعات شریف میں اسی جگہ اسی لئے قرآن کریم میں ہے تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وہاں نہیں فرمایا (مرقات)

[4] فاطمہ بنا ہے فطم سے بمعنی دور ہونا اس لئے جس بچہ کا دودھ چھڑا دیا جاوے اسے فطیم کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے جناب فاطمہ ان کی اولاد ان کے محبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لئے آپ کا نام فاطمہ ہوا

www.alahazratnetwork.org

مَا تُخْفِیْ مَشْیَتُهَا مِنْ مَشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَاٰی حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِیَةَ فَاِذَا هِیَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّیَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَیْكِ بِمَا لِیْ عَلَیْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِیْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ

آپ کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی ۱؎ تو جب انہیں حضور نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری بیٹی پھر انہیں بٹھا لیا پھر ان سے کچھ سرگوشی کی ۲؎ آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں ۳؎ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا ۴؎ آپ بولیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو ۵؎ آپ بولیں لیکن اب

(مرقات) آپکا لقب بتول اور زہرا بتول کے معنی ہیں منقطع ہونا کٹ جانا وتبتل الیہ تبتیلا چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہٰذا بتول لقب ہوا زہرا یعنی کلی آپ جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپکو کبھی حیض نہیں آیا (مدارج) آپکے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور سونگھا کرتے تھے (نسائی) سرخی اس لئے آپ کا لقب زہرا ہوا رضی اللہ عنہا ہم نے عرض کیا ہے ؎

بتول و فاطمہ۔ زہرا لقب اس واسطے پایا ۔ کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نگہت کا

۱؎ حضرت فاطمہ سر سے پاؤں تک ہمشکل مصطفےٰ تھیں آپکی چال ڈھال ہر نفع قطع حضور کے مشابہ تھی اللہ نے رسول کی جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا ہم نے عرض کیا ؎

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا ! کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

۲؎ حضور جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہو جاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے اپنی جگہ بٹھا لیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی واقعہ ہوا۔ ۳؎ تمام ازواج پاک موجود تھیں مگر یہ راز کی بات صرف جناب فاطمہ سے فرمائی آپ صاحب راز ہیں۔

۴؎ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو ہم نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے تم سے کیا فرمایا ۵؎ یعنی میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو ماں کا بیٹی پر حق ہوتا ہے اس حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اب تم مجھ کو بتا دو کہ حضور انور نے تم سے کیا فرمایا تھا

www.alahazratnetwork.org

فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا

تو ہاں ضرور[1] جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبریل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دو بار پیش کیا[2] میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا[3] میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں[4] تو میں رونے لگی تو جب حضور نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا

[1] جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قوتِ اجتہادیہ سے یہ معلوم فرمایا تھا کہ حضور کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جبکہ وفات شریف ہو چکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لئے اب بیان فرمادیا۔

[2] ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد سارا قرآن مجید ہے حضرت جبریل علیہ السلام ہر ماہ رمضان میں پورے قرآن کا حضور کے ساتھ دور کرتے تھے مگر اس دور کا نام نزولِ قرآن نہ تھا نزول تو وہ تھا جو حسب موقع آیات کا ورود ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا سنت سوی بھی ہے اور سنت جبریلی بھی ایک پڑھے دوسرا سنے پھر دو پڑھے یہ سنے یا تو یعنی دو بار ایک ماہ میں دور فرمانا پندرہ دن میں دور ختم کر دینا حضور کے آخری رمضان شریف میں ہوا اور حضرت فاطمہ سے حضور کا یہ فرمان رمضان کے بعد تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اول ہی سے سارے قرآن سے واقف تھے جو قرآن نہ آتا ہو اس کے ساتھ دور نہیں کیا جاتا بلکہ اسے پڑھایا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اگلے رمضان سے پہلے ہماری وفات ہو جاوے گی۔ بعض صورتیں مکمل نہیں نازل ہوئی تھیں کچھ آیات آچکی تھیں کچھ آنے والی تھیں پھر دور کیسا۔

[3] یعنی اے فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسے تم ہماری حیات شریف میں طیبہ طاہرہ متقیہ صابرہ رہی ہو ایسے ہی ہماری وفات کے بعد بھی رہنا تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے آپ نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ رونا صبر کے خلاف نہیں نوحہ پیٹنا۔ ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے یہ آپ نے کبھی نہیں کیا۔

[4] پیش رو وہ جو کسی کے آگے کسی مقام پر جا کر اس کا انتظام وغیرہ کر کے یعنی تم سے پہلے جا رہے ہیں۔ جب تم آؤ گی تو ہم تمہارے انتظار میں ہوں گے تمہارا گھر بار ساز و سامان ہماری نگرانی میں سب تیار

www.alahazratnetwork.org

تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ

تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو[1] اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور نے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں حضور کی وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی[2] تو میں ہنس پڑی (مسلم بخاری) ۔ روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے[3] جس نے انہیں

ہو چکا ہوگا سبحان اللہ ۔ [1] یعنی مومن مردوں کی بیویوں کی تم سردار ہوگی لہذا جناب فاطمہ ازواج مطہرات خصوصاً جناب عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ کی سردار نہیں کہ وہ بیویاں مومنین کی بیویاں نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں سبحان اللہ کیسی پیاری اور جامع عبارت ارشاد فرمائی ۔ [2] یعنی میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اس میں کئی غیبی خبریں ہیں ۔ حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات ۔ آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا آپ کا قبر و حشر میں اول نمبر کا میاب ہونا آپ کا پلصراط سے بخوبی گزر جانا ۔ آپ کا جنت کے اعلیٰ مقام پر حضور کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں ۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتی کہ بی بی مریم ۔ جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی ۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں ۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ ۔ عائشہ صدیقہ ۔ فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ ۔ علی کے ساتھ نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا ۔ [3] یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یا میرے گوشت کا ٹکڑا اس بنا پر جناب فاطمہ زہرا سب سے افضل ہیں بھلا حضور کے لخت جگر کی برابر کون ہو سکتا ہے آپ کا نام فاطمہ کبریٰ کے لئے حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی [2] دو ہجری رمضان میں آپ کا نکاح جناب علی سے ہوا ذی الحجہ میں رخصت ۔

www.alahazratnetwork.org

اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْبًا بِمَآءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَحَمِدَ اللّٰهَ

ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا[1] اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتا ہے[2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں خطیب کھڑے ہوئے اس پانی پر جسے خم کہا جاتا ہے[3] مکہ مدینہ کے بیچ

آپ کے چھ بچے ہوئے۔ حسن۔ حسین۔ محسن۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی عمر شریف اٹھائیس سال ہوئی آپ کو جناب علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا آپ نے ہی نماز پڑھی اور شب میں دفن کیا (مرقات) مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

[1] یعنی جو فاطمہ زہرا کو تکلیف دینے انہیں ستانے کے لئے کوئی کام یا کلام کرے اس نے مجھے ایذاء پہونچائی یہ کلمات انصار۔ صحابہ بلکہ ہر مومن کے لئے بھی آئے من ابغض الانصار ابغضہ اللہ۔ حب قریش ایمان و بغضہم کفر۔ حب العرب ایمان و بغضہم کفر من ابغض العرب فقد ابغضنی۔ (مرقات) خیال رہے کہ کسی سے حضرت سیدہ کا ناراض ہونا کچھ اور ہے اور اس کو ناراض کرنا کچھ اور جب حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ ناراض ہوئیں آپ کی شکایت حضور سے کی۔ حضرت ابوبکر صدیق سے اپنی میراث مانگی آپ نے ایک حدیث سنا کر انکار کیا تو آپ اپنے مانگنے پر ناراض یعنی نادم ہوئیں اس ناراضگی کی حیثیت کچھ اور ہے قیامت میں اعلان ہوگا کہ تمام لوگ اپنے سر جھکالیں فاطمہ رضی اللہ عنہا گذر رہی ہیں جناب فاطمہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزریں گی (صواعق۔ مرقات)

[2] غالباً یہ فرمان عالی جب صادر ہوا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا اور جناب فاطمہ زہرا نے یہ شکایت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز بلکہ فرض کام سے حضور ناراض ہوں تو وہ کام حرام ہوجاتا ہے نکاح سنت ہے مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علی کے لئے حرام ہوگیا کہ یہ جناب فاطمہ کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ کی تکلیف حضور کی تکلیف کا سبب خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ابوبکر صدیق پر ناراض نہ ہوئیں نہ ہوسکتی تھیں کیونکہ انہوں نے حضور کی حدیث پیش کرکے میراث دینے سے معذرت کی تھی فرمان رسول پر ناراضی کسی مسلمان کا کام نہیں چہ جائیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

[3] غدیر خم کی تحقیق پہلے ہوچکی ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان جحفہ منزل کے قریب ایک جگہ کا نام خم ہے وہاں ایک تالاب ہے

www.alahazratnetwork.org

وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ

تو اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا کہ حمد کے بعد لوگو خبردار میں بشر ہوں ۱؎ قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آجائے میں اس کا بلاوا قبول کرلوں ۲؎ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں ۳؎ جن میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے ۴؎ تم اللہ کی کتاب لو اسے مضبوط پکڑو ۵؎ پھر کتاب اللہ پر ابھارا

اس تالاب کو غدیر خم کہتے تھے۔ وہاں کا یہ واقعہ ہے۔ ۱؎ چونکہ میں بشر ہوں لہذا مجھے بھی موت یقیناً آنی ہے ؎

جو یہاں آیا ہے اس کو ہوگا جانا ایک دن سب کو ہے منہا خلقنا کو کا صدمہ ایک دن

۲؎ رسول رب سے مراد یا حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو سب کے پاس موت کے وقت آتے ہیں۔ یا حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو وفات شریف کے وقت ملک الموت کے ساتھ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے استقبال کے لئے بارگاہ الٰہی میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ ۳؎ ثقلین بنا ہے ثقل سے بمعنی بوجھ جن و انس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر فرمان الٰہی احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ چونکہ قرآن مجید پر عمل اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہذا انہیں ثقلین فرمایا بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی زینت کی چیز ہیں جن و انس کو ثقلین اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے سنفرغ لکم ایھا الثقلان محشر میں انہیں کا حساب و کتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لئے انہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھرکم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ۴؎ یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے قیامت میں پلصراط کا نور۔ ۵؎ استمساک کے معنی ہیں مضبوطی سے تھامنا کہ چھوٹ نہ جائے قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گذرے موت اسکے سایہ میں آئے کیونکہ ؎

گر تو می خواہی مسلمان زیستن نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن!

خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کہ وہ کتاب اللہ کی شرح اور اس پر عمل کرانے والی ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف قرآن کافی ہے۔ حدیث

www.alahazratnetwork.org

وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ

اس کی رغبت دی [1] پھر فرمایا اور میرے اہل بیت [2] میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں [3] اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے [4] جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی

کی ضرورت نہیں بلکہ فقہ بھی کتاب اللہ کی ہی شرح یا حاشیہ ہے۔

[1] یعنی قرآن مجید پر عمل نہ کرنے سے ڈرایا عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا۔ [2] یعنی میری اولاد میری ازواج جناب علی رضی اللہ عنہ وغیرہم ان کی اطاعت ان سے محبت کرو صوفیاء فرماتے ہیں کہ بیت یعنی گھر دو ہیں ایک جسم کا گھر دوسرے ذکر کا گھر یہ دونوں آبادی دنیا کا ذریعہ ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم خانہ والے تو آپ کی اولاد ازواج ہیں اور ذکر خانہ والے تاقیامت علماء۔ اولیاء۔ صالحین ہیں ان کے دلوں میں حضور کا نور بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں (حکیم علی ترمذی۔ اشعۃ اللمعات)

[3] یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ ان کی نافرمانی بے ادبی بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے خیال رہے کہ حضرات صحابہ اور اہل بیت کی لڑائیاں جھگڑے عداوت و بغض کے نہ تھے بلکہ اختلاف رائے کے تھے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اختلاف رائے یوسف علیہ السلام کے متعلق یا جناب سارہ کا اختلاف رائے حضرت ہاجرہ سے لہذا وہ نہ کفر ہیں نہ الحاد ورنہ لازم آوے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں پر الزام آجاوے کہ دونوں اہل بیت ہیں اور ان دونوں بزرگوں کی جنگ ہوئی جمل میں اس پر مفصل گفتگو ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ [4] یہ فرمان عالی اس آیت کی طرف اشارہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لے آتا ہے وہاں کی کیچڑ میں نہیں پھنستا۔ لیکن اگر رسی سے کھل جاوے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے دنیا کنواں ہے۔ جہاں نیک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل بھی ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفر و عصیان میں نہیں پھنسیں گے نیک اعمال کا پانی لے کر بجرت اپنے گھر پہونچیں گے خیال رہے کہ قرآن رسی ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اوپر کھینچنے والے مالک ہیں اور اگر حضور رسی ہیں تو رب تعالیٰ اوپر کھینچنے والا۔ امام بوصیری کہتے ہیں ؎

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ مستمسکون بحبل غیر منفصم

رسی کا ایک کنارہ ڈول میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلٰى اِبْنِ جَعْفَرَ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِى الْجَنَاحَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۔ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِىٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِىْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

پر ہوا (مسلم) ۲ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ وہ جب حضرت ابن جعفر کو سلام کرتے تو کہتے تھے تم پر سلام ہو اے دو پروں والے کے فرزند ۵۲ (بخاری) ۳ روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو اس سے محبت کر ۵۳ (مسلم بخاری) ۴ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں نکلا حتی کہ آپ جناب فاطمہ کے ڈیرے پر آئے تو فرمایا کہ کیا یہاں بچہ ہے کیا یہاں بچہ ہے ۵۴ یعنی جناب حسن تو نہ ٹھہرے کہ حسن دوڑتے ہوئے آ گئے حتی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے صاحب

۵۱ لہٰذا کوئی قرآن چھوڑ کر ہدایت پر نہیں آ سکتا خیال رہے کہ بعض مومنین بغیر کتاب اللہ صرف نبی کے ذریعہ رب تک پہونچ گئے جیسے فرعونی جادوگر یا جیسے وہ لوگ جو عین جہاد میں ایمان لا کر فوراً شہید ہو گئے مگر کوئی شخص صرف کتاب اللہ سے بغیر نبی رب تک نہیں پہونچا ۵۲ حضرت جعفر ابن ابی طالب قدیم الاسلام مومن ہیں اپنے بھائی علی سے دس سال بڑے تھے غزوہ موتہ میں ۸ھ میں ستر زخم کھا کر شہید ہوئے اکتالیس سال عمر پائی ان کے متعلق حضور نے فرمایا کہ میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتا دیکھ رہا ہوں اس دن سے آپکا لقب طیار یا ذوالجناحین پڑھ گیا اسلئے آپکے فرزند عبداللہ ابن جعفر کو لوگ ابن طیار یا ابن ذی الجناحین کہتے تھے ۵۳ یعنی جس رحمہ کی محبت ان سے میں کرتا ہوں تو بھی اسی رحمہ کی محبت کر یعنی بہت زیادہ ورنہ حضرت حسنؓ تو پہلے ہی سے اللہ کے محبوب تھے پہلا احب الف کے پیش سے ہے مضارع متکلم وحدہ جمعہ الف کے فتحہ سے صیغہ دعا امام حسن پندرہ رمضان ۳ھ تین ہجری کو پیدا ہوئے ۵۰ھ پچاس ہجری میں وفات پائی بقیع میں دفن ہوئے ۴۷ سال عمر پائی حضرت علیؓ کی وفات کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۴۱ھ اکتالیس پندرہ جمادی اولیٰ کو آپنے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی (مرقات) ۵۴ لکع کے معنی ہیں کم عقل یا بیعقل بچہ کو لکع اسلئے کہتے ہیں

www.alahazratnetwork.org

صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

کے گلے لگ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر ۱؎ (مسلم بخاری) ۲؎ روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے ۳؎ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے آپ کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی ان پر اور فرماتے تھے ۴؎ کہ میرا یہ بیٹا سید ہے ۵؎ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے ۶؎

کہ وہ بے عقل ہے اس کے اور بہت معنی ہیں ۔

۱؎ حضورؐ کی یہ دعا تا قیامت حسنین کے متعلق قبول ہے ۔ بشرطیکہ محبت واقعی ہو محض دعوے کی نہ ہو ورنہ ہم نے بعض بعض جاہل پیروں کو دیکھا کہ بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ ۔ یا علی مدد ۔ پنجتن پاک کی جے ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ یہ محبت حسنین نہیں ۔ عداوت حسنین ہے ۔ حضرت حسنین نے کبھی نماز چھوڑی نہیں ۔ انہوں نے کبھی پڑھی نہیں ۔

۲؎ آپ کا نام نفیع ابن حارث ہے ثقفی ہیں آپ کے حالات بارہا بیان ہو چکے ہیں مشہور صحابی ہیں ۳؎ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں وعظ کے لئے کبھی امام حسن کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں پیار و الفت سے ۴؎ سید یعنی سردار رب تعالیٰ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے سیدا و حصورا و نبیا من الصالحین حضور انورؐ کی اولاد کو آج ہمارے ہاں سید کہتے ہیں وہ یہاں سے لیا گیا ہے سید اصل میں سیود تھا واؤ ی ہو کر ی میں مدغم ہو گئی بعض نے فرمایا کہ سید وہ جس کا غصہ اس کی عقل پر غالب ہو ۔ بعض نے فرمایا کہ سید وہ جو خیر و برکات میں دوسروں سے بڑھ کر ہو حضرت حسن نسب حسب ۔ علم و عمل ۔ سیادۃ میں دوسروں سے اونچے ہیں ۔ (مرقات) ۵؎ اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی ۔ قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گذری حتی کہ کسی نے

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسَبُهُ

(بخاری) ؏ ۱ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی نعم ۲ سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ ابن عمر کو سنا جب کہ آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال

آپ سے کہا اے مسلمانوں کی عار آپ نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل و خون نہ ہو۔ ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو علم غیب بخشا کہ حضور نے آنے والے واقعہ کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے۔ جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے امام حسن کی اس درست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہو گئی حضورؐ کے متعلق توریت و انجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام میں ہوگا یہ وہ ہی ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ سلطان ہیں سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے ہاتھ ان کے خون سے ملوث نہیں کئے تو اپنی زبانیں طعن سے ملوث نہ ہونے دیں امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ حضرت حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب و زبان حضور نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ بہت دور رہے گی۔ (احمد۔ مرقات) ؏ ۲ اس صلح کے وقت واقعہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے امام حسن کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے امام حسن نے لکھا کہ اتنا روپیہ سالانہ بطور وظیفہ ہم کو دیا جایا کرے اور آپ کے بعد پھر خلیفہ ہم ہونگے آپ نے کہا مجھے منظور ہے چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو چنانچہ آپ نے اسی بعد عامہ الف الف نذرانہ کئے یعنی چالیس کروڑ روپیہ (مرقات) جب امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ امام حسن ہم شکل مصطفےٰ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں ان امور کی پوری تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں ملاحظہ کرو ؏ ۳ آپ تابعی ہیں بڑے عالم متقی درویش و صابر بندے تھے فقر و فاقہ پر تانع ایک بار حجاج نے آپ کو تاریک جگہ بند کر کے دروازہ اینٹوں سے چن دیا پندرہ دن بعد نکالا اگر زندہ ہوں تو قتل

www.alahazratnetwork.org

يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنِيْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّؓ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ

ہے کہ یہ پوچھا کیا محرم مکھی مار سکتا ہے ۱؎ تو فرمایا عراقی لوگ مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ کی دختر کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں ۲؎ (بخاری) ۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب حسن ابن علی سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا ۳؎ اور جناب حسین کے بارے میں ۴؎

کردوں اگر وفات پا چکے ہوں تو دفن کر دیا جاوے دروازہ کھولا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے آخر آپ کو آزاد کر دیا (اشعہ) ۔ ۱؎ کسی عراقی حاجی نے آپ سے پوچھا تھا کہ بحالت احرام محرم مکھی مار سکتا ہے یا نہیں مکھی شکار ہے یا نہیں؟ ۲؎ یعنی یہ لوگ مجھ سے مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ کربلا میں حضرت حسین کو شہید کر کے آئے ہیں وہاں نہیں پوچھا کہ قتل حسینؓ جائز ہے یا نہیں اس فرمان نبوی کا مطلب ہے کہ حضرت حسن و حسین دنیا میں جنت کے پھول ہیں جو مجھے عطا ہوئے ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے اس لئے حضور انہیں سونگھا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے۔ السلام علیک یا ابا ریحانین اے دو پھولوں کے والد اس فرمان عالی کے اور بہت معنی کئے گئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے ؎

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی ۔۔۔ زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

۳؎ یعنی حضرت حسین و حسن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے حضرت حسن نصف بالائی جسم میں حضرت حسین نصف زیریں حصہ میں ۴؎ امام حسین کا نام شریف حسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب، کنیت ابو عبداللہ ہے پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دس محرم ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے کربلا کوفہ بلاد کے درمیان مشہور جگہ ہے آپکو سنان ابن انس نخعی نے شہید کیا یا شمر ابن ذالجوشن نے آپکا سر مبارک خولی ابن یزید اصبحی نے تن شریف سے جدا کیا اور عبیداللہ ابن زیاد سے یہ اشعار پڑھ کر انعام مانگا۔

اُوْقِرْ رِكَابِيْ فِضَّةً وَذَهَبًا ۔۔۔ انی قتلت الملک المحجبا

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اُمًّا وَّاَبًا ۔۔۔ وخيرهم اذ ينسبون نسبا

آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے تئیس ۲۳ آدمی شہید ہوئے آپکی عمر اٹھاون سال ہوئی ۷۲ھ میں عبیداللہ ابن زیاد کو ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اسکا سر مختار کے پاس مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

اَیْضًا کَانَ اَشْبَہَہُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی صَدْرِہٖ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَلِّمْہُ الْکِتٰبَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَہٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ ھٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے (بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ سے لگایا پھر فرمایا الٰہی انہیں حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں قرآن سکھا[1] (بخاری) [2] روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا[3] تو جب آپ باہر آئے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے حضور کو خبر دی گئی تو فرمایا الٰہی اسے دین کا فقیہ بنادے [4] (مسلم بخاری) ۔ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے [5] وہ نبی صلے اللہ

[1] حضور کی یہ دعا قبول ہوئی حضرت عبداللہ ابن عباس بڑے فقیہ مجتہد صحابی ابن صحابی ہیں اللہ نے آپکو علم قرآن علم فقہ بہت وسیع عطا فرمایا ہے آپ کا لقب حبر امت ہے [2] حضور انور اس دن حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ جناب میمونہ ام المومنین کے گھر قیام فرما تھے تہجد کا وقت تھا حضور استنجا خانہ میں تشریف لے گئے حضرت ابن عباس جو اس رات وہاں ہی سوئے تھے تاکہ حضور کی رات کی زندگی شریف دیکھیں آپ اٹھے اور وضو کے لئے پانی استنجا خانہ کے دروازے پر رکھ دیا یہ خدمت بارگاہ نبوت میں قبول ہوگئی۔ [3] اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ فقہ فی الدین یعنی دینی سمجھ مسائل دینیہ کا استنباط کرسکنا اللہ کی بڑی نعمت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے خوش ہوکر انہیں یہ دعا دی دین کا علم اور چیز ہے دین کا فقہ اور چیز ہے رب فرماتا ہے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور فرمایا ہے یوتی الحکمۃ من یشاء ان آیات میں حکمت سے مراد فقہ فی الدین ہے اسی تفقہ سے انسان کتاب وسنت کو سمجھتا ہے اسی سے الہام اور وسوسہ میں فرق کرتا ہے حضرت ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف تیرہ سال تھی آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو بار دیکھا آخر عمر شریف میں نابینا ہوگئے ۶۸ھ میں طائف میں وفات ہوئی اکہتر سال عمر پائی۔ آپ بہت سے علوم کے جامع تھے رضی اللہ عنہ (مرقات)

[4] آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ خزاعی ہیں زید کی والدہ کا نام برکت ہے کنیت ام ایمن جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ

علیہ وسلم سے راوی ہے کہ حضور انہیں اور جناب حسن کو پکڑتے تھے عرض کرتے تھے الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر[1] اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑتے اور مجھے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن ابن علی کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے تھے پھر ان دونوں کو لپٹاتے تھے[2] پھر فرماتے الٰہی ان دونوں پر رحم فرما کہ میں ان پر رحم کرتا ہوں[3] (بخاری) ؛ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر

کی آزاد کردہ لونڈی ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والیوں میں سے ۔ اسامہ ابن زید حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اسامہ صرف دس سال کے تھے ۵۸ھ میں وفات ہوئی۔

[1] یہ حضرت اسامہ کی انتہائی عظمت ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں انہیں حضرت حسن کے ساتھ ملایا اسی لئے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث اہل بیت کے بیان میں لائے تاکہ معلوم ہو کہ اسامہ ابن زید بھی اہل بیت اطہار سے ہیں یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے سہنے آنے جانے والے اس محبت سے مراد ہے کوئی خصوصی محبت جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مبنی ہے ورنہ اللہ تعالٰے کو ہر مسلمان مومن سے محبت ہے محبت بالمؤمنین بالصالحین بالاولیاء بالانبیاء بالمصطفٰے اور محبوبین المصطفٰے ان سب محبتوں میں بڑا فرق ہے ۔ [2] یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان دونوں صاحبوں کو اپنی الگ الگ رانوں پر بٹھال کر ان دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیتے تھے گویا تین سینے ایک جگہ ہو جاتے تھے سینہ محمد مصطفٰے سینہ حسن مجتبٰی اور سینہ اسامہ ابن زید۔ خیال رہے کہ سارے قرآن مجید میں سوا زید ابن حارثہ کے کسی صحابی یا اہلبیت کا نام نہیں آیا فلما قضی زید منہا وطرا۔ اور سوا مریم کے کسی عورت کا نام نہ آیا سوا رمضان کے کسی مہینے کا نام نہ آیا۔

[3] یعنی میں ان دونوں پر خصوصی رحمت کرتا ہوں تو بھی ان پر خاص ہی رحمت کر ورنہ حضور کی عمومی رحمت سارے عالم پر ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِيْ آخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ

بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ ابن زید کو امیر بنایا [۱] تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں اعتراض کیا [۱] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ان کے امیر ہونے میں طعنہ کرتے ہو تو تم تو ان کے والد کے امیر ہونے میں بھی اس سے پہلے طعنہ کرتے تھے [۳] اللہ کی قسم وہ امیری کے لائق تھے [۴] اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے اور یہ بھی ان کے بعد مجھے لوگوں میں پیارے ہیں [۵] (مسلم بخاری) اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے اسی کی مثل اس کے آخر میں ہے کہ تم کو ان کے متعلق وصیت

[۱] حضرت اسامہ ابن زید کو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات شریف میں بہت بار امیر لشکر بنایا تھا وفات کے قریب بھی ایک لشکر پر آپ ہی کو امیر بنایا اسے سریہ اُسامہ کہتے ہیں جب پہلی بار انہیں امیر بنایا تب یہ واقعہ پیش آیا یا ہر دفعہ یہ ہی واقعہ ہوا کہ لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے رہے۔ [۲] یہ طعن کرنے والے منافقین اور عرب کے بدوی لوگ تھے جو حضرت زید اور اسامہ ابن زید کی امارت پر اس لئے اعتراض کرتے تھے کہ یہ حضرات غلام تھے اور اہل عرب کبھی غلاموں کو کسی کا سردار نہیں بناتے تھے اسلام نے غلاموں کو اٹھا کر سردار بنا دیا۔

اس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا اس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا!

[۳] خیال رہے کہ غزوہ موتہ میں جو شام کے علاقہ میں ہے حضور انور نے حضرت جعفر طیار جیسے بزرگوں کے ہوتے ہوئے حضرت زید ابن حارثہ کو امیر لشکر بنایا لوگ حیران ہو گئے منافقین اور ناواقفین نے اس انتخاب پر اعتراض کیا کہ غلام کی امیری کیسی حضور انور نے یہاں اسکا ذکر فرمایا ہے ہیں۔

[۴] یعنی اسلام میں غلامی آزادی کا فرق غلط ہے یہاں ہر مومن غلام ہو یا آزاد سب برابر ہیں عظمت تقوے سے ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے یہ فرق توڑ دیا۔

[۵] خیال رہے کہ حضرت زید ابن حارثہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس بار حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امارت کے لئے منتخب کیا اس لشکر کی امیری جس میں حضرت فاروق عام مہاجرین و انصار تھے عام منافقین نے اعتراض کیا کہ

www.alahazratnetwork.org

بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَآءِ قَالَ

کرتا ہوں کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہیں[1] روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ زید ابن حارثہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہم انہیں زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے[2] حتی کہ قرآن مجید نازل ہوا کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ[3] (مسلم بخاری) حضرت براء کی حدیث کہ حضور نے

ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے اسامہ کو امیر بنانا درست نہیں (اشعۃ اللمعات)

[1] زید ابن حارثہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں اپنی قوم سے ملنے جارہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کر کے زید کو اغوا کرلیا آپ اس وقت آٹھ سالہ تھے بازار عکاظ میں حکیم ابن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کردیا حکیم نے اپنی پھوپھی جناب خدیجہ کو ہبہ کردیا جب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا تو بی بی خدیجہ نے حضور کو بخش دیا حضور نے ان پر قبضہ کرلیا یہ خبر زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور ان کے چچا کعب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارا بچہ ہم کو عطا فرمادیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ جائیں تو لے جاؤ۔ حضرت زید نے کہا کہ حضور انور پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور کے قدموں میں ہی رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح ایک عالی نسب قریشیہ بی بی زینب سے کردیا مگر زید اور زینب میں سلوک نہ ہوا انہوں نے طلاق دے دی تب زینب سے حضور نے نکاح کیا یہ واقعہ نکاح قرآن مجید میں موجود ہے زینب حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں زید غزوہ موتہ میں ۸ھ آٹھ ہجری جمادی اولی میں شہید ہوئے پچیس سال عمر پائی (مرقات)

[2] اس کی وجہ ابھی ہم بیان کرچکے کہ حضور نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور عرب میں دستور تھا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اسے میراث بھی ملتی تھی اس کی بیوی کو اپنی بہو سمجھتے تھے اپنی طرف اس کی نسبت کرتے تھے اس قاعدے سے لوگ حضرت زید کو زید ابن محمد کہتے تھے۔

[3] جب حضرت زید ابن حارثہ نے جناب زینب کو طلاق دی اور وہ حضور کے نکاح میں آئیں تب لوگوں نے کہنا شروع کردیا حضور انور نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا ان سب کی تردید میں یہ آیت اور بہت سی آیات نازل ہوئیں مثلاً فلما قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا اور جیسے ما کان محمد ابا احد من رجالکم یا جیسے ما جعل ادعیاءکم ابناءکم وغیرہ اس مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ انسان کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونی چاہئے مگر قرآن کریم نے جناب عیسی علیہ السلام کو ہر جگہ عیسی ابن مریم ہی فرمایا یعنی ماں کی طرف نسبت کیا اگر آپ کا کوئی باپ ہوتا تو باپ ہی کی طرف نسبت کی جاتی۔

www.alahazratnetwork.org

لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ فِیْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِیْرِ وَحِضَانَتِہٖ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِہٖ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہِ الْقَصْوَآءِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

علی سے فرمایا انت منی بلوغ صغیر اور پرورش کے باب میں ذکر کر دی گئی دوسری فصل روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا جب کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ۵۲ (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

۵۱ قصواء حضور کی اونٹنی کا نام تھا بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ چونکہ اس کا کان کٹا ہوا تھا اس لئے اسے قصواء کہتے تھے واللہ اعلم (مرقات) ۵

ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے ۔۔۔ سارباں کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے ۔۔۔ دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

حضور انور نے حجۃ الوداع کا خطبہ اسی اونٹنی پر دیا تھا ۔ ۵۲ عترت کے بہت معنی ہیں ۔ قوم ۔ اقارب ۔ نزدیکی لوگ ۔ ایک دادا کی اولاد ۔ اور گھر والے اہل بیتی فرما کر عترت کی تفسیر فرما دی کہ ۔۔ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہیں قرآن پکڑنے سے مراد ہے اس کے پر عمل کرنا عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا انکی روایات پر اعتماد کرنا انکے فرمانوں پر عمل کرنا اسکا مطلب یہ نہیں کہ صرف اہلبیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑ دو صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اہلبیت امت کیلئے کشتی ہیں صحابہ امت کے لئے تارے ہیں ۔ سمندر کے سفر میں دونوں کی ضرورت ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے بعض شارحین نے کہا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں (مرقات) بعض جاہل کہتے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد قیامت تک کے سید ہیں مگر یہ غلط ہے سید کہلانے والے لوگ بعض مرزائی ۔ شیعہ وغیرہ میں بعض فساق پھر ان کی اطاعت کیسی ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جاوے ۔

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى تَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے ۱؎ اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے ۲؎ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر آجاویں ۳؎ تو غور کرو تم ان دونوں کے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو (ترمذی) ؛ روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ

۱؎ یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے احدھما سے مراد قرآن کریم ہے اور اخرا سے مراد اہل بیت ہیں (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑا قرآن اہل بیت سے بڑا اور اہل بیت قرآن سے بڑے ورنہ پھر تو کل واحد منہا ہوتا یہاں بھی اہل بیت میں سارے گھر والے داخل ہیں خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد۔

۲؎ جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ تنزل کا ذریعہ بھی کہ اسی سے چڑھا جاتا ہے اسی سے اترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن ہی کے ذریعہ اس پر عمل کر کے ترقی ہوگی۔ قرآن چھوڑ کر تنزل قرآن اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑ لیا اللہ کی امان میں آگیا (مرقات) یہ فرمان عالی اس کی دلیل ہے کہ قرآن اہل بیت سے افضل ہے کیونکہ وہ اللہ کی رسی ہے (مرقات)

۳؎ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اہلبیت ہمیشہ قرآن و حدیث پر عامل رہیں گے قرآن ان کے دل و دماغ اور عمل میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر پہونچ جاویں گے۔ اور حضور کی بارگاہ عالی میں ان کی سفارش کریں گے۔ جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا۔

www.alahazratnetwork.org

وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ جَمِيعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞

اور حسن و حسین سے فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرے میں ان سے صلح جو ہوں [1] (ترمذی) ۞ روایت ہے جمیع ابن عمیر سے [2] فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا تھا [3] آپ نے فرمایا فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں فرمایا ان کے خاوند [4] (ترمذی) ۞

[1] اس حدیث کی بنا پر روافض حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب علی سے جنگ کی تو گویا حضور سے جنگ کی اور حضور سے جنگ کفر ہے اس کے تین جواب ہیں ایک الزامی دو تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر ان حضرات کی آپس میں صلح بھی ہو گئی جناب علی و عائشہ کی صلح تو ہو ہی گئی امیر معاویہ سے جناب علی نے صلح کی کوشش کی پھر امام حسن نے صلح کر لی لہذا ان پر انا سلم لمن سالمھم صادق آگیا جواب تحقیقی ایک یہ ہے کہ جنگ کا لفظ اظہار غضب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کفر مراد نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم سود خوار کے لئے فرماتا ہے فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ اور حضور فرماتے کہ جو ولی اللہ سے دشمنی کرے اٰذَنْتُہٗ بالحرب تیسرے یہ کہ دشمنی کی جنگ کو حرب کہتے ہیں ان بزرگوں کی جنگیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں دشمنی کی نہ تھیں جب برادران یوسف علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو اتنا ستا کر برسوں رلا کر کافر نہ ہوئے اور حضرت سارہ جناب ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و دانہ جنگل میں ڈلوا کر کافرہ نہ ہوئیں تو وہ حضرات صحابہ کافر کیسے ہوں گے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ۔

[2] یہ تابعی ہے کوفہ کے باشندے ہیں کہا جاتا ہے کہ خفیہ شیعہ تھا واللہ اعلم (اشعہ) [3] ان پھوپھی صاحبہ کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ سوال یا تو خود جمیع نے کیا یا ان کی پھوپھی نے سالت یا تو متکلم ہے یا واحد مخاطبہ (مرقات) [4] یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد بلکہ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہی سوال حضرت فاطمہ زہرا سے ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضور کو زیادہ پیاری جناب عائشہ تھیں حیران کے والد معلوم ہوا کہ ان کے دل بالکل پاک و صاف تھے افسوس ان پر جو ان حضرات کو ایک دوسرے کا دشمن کہتے ہیں (اشعہ) خیال رہے کہ محبت بہت قسم کی ہے اور محبوبیت کی نوعیتیں مختلف ہیں اولاد میں سب سے زیادہ پیاری جناب فاطمہ رض ہیں۔ بھائیوں میں سب سے زیادہ

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشِرَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذَالِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّيْ

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے [1] کہ جناب عباس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے [2] میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ کیا عرض کیا یارسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس مکھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں [3] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا [4] پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتی کہ اللہ رسول کے لیے تم لوگوں سے محبت کرے [5] پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا

پیارے علی مرتضےٰ ہیں ازواج پاک میں بہت پیاری جناب عائشہ صدیقہ ہیں غرضکہ ایک محبت کے سلسلہ میں جناب فاطمہ رض بہت پیاری دوسرے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ بہت پیاری رضی اللہ عنہا۔ مقابلہ ایک سلسلہ کے افراد میں ہوتا ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ جس حدیث کا راوی راضی ہو اور روایت فضائل اہل بیت کی ہو تو سمجھو کہ وہ حدیث موضوع ہے (مرقات) [1] آپ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں حضور کے چچازاد صحابی ہیں اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر شام ہی میں ۶۳ھ باسٹھ میں وفات پائی یعنی دمشق میں (مرقات اشعہ) [2] یعنی کسی نے آپ کو کسی کام یا کسی بات سے غصہ دلا دیا تھا اسی حالت میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے [3] یعنی غیر ہاشمی جو قریشی ہیں وہ ہم ہاشمیوں اور غیر ہاشمیوں میں فرق کرتے ہیں ہم نبی ہاشم کو اپنا غیر سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح ملتے ہیں اور نبی ہاشم سے منہ بنا کر ملتے ہیں۔ [4] حضور انور کا چہرہ انور مائل بسرخی تو ویسے ہی تھا جب کبھی ناراضی ہوتی تو اس سرخی میں تیزی آجاتی تھی یہ آپ کی ناراضی کی علامت ہوتی تھی یہ معنی ہیں حتی احمہ کے (مرقات) [5] اس سے مراد حضور کے سارے اہلبیت اولاد ازواج اور حضور کے سارے قرابت دار ہیں جن میں حضرت عباس اخص ہیں ان سب سے محبت اس لئے کرے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہ حضرات حضور کا کنبہ ہیں جب حضور پیارے تو حضور کا سارا کنبہ بھی پیارا ہے

www.alahazratnetwork.org

فَقَدْ اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی الْمَصَابِیْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ

اس نے مجھے ستایا[1] کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے[2] (ترمذی) اور مصابیح میں مطلب سے روایت کی ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں[3] (ترمذی) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا کہ جب پیر کا سویرا ہو تو تم اور تمہارے

[1] اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جو کوئی حضرت عباس کو عداوت سے ستائے وہ حضور کا دشمن ہے جس کا جھگڑا یا اختلاف حضرت عباس سے ہو جاوے وہ اس حکم میں داخل نہیں لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت علی اور عباس کا ایک باغ کے متعلق سخت جھگڑا ہوا تھا جو بارگاہ فاروقی میں پیش ہوا لہذا حضرت علی بھی اس زد میں آ گئے کیونکہ وہ دشمنی کی جنگ نہ تھی۔ بلکہ معاملات کا اختلاف تھا۔

[2] صنو ایک جڑ کی چند شاخوں کو کہتے ہیں چونکہ باپ اور چچا دونوں ہی ایک دادا کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے چچا کو باپ کا صنو کہا گیا مطلب یہ ہے مثل یعنی چچا والد کی مثل ہوتا ہے اس کا ادب و احترام باپ کا سا کرو۔ طبرانی نے بروایت ابوایوب انصاری حدیث نقل کی کہ ایک بار حضور نے فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ تمہارے باپ نبیوں کے سردار تمہارے باپ کے چچا حمزہ شہیدوں کے سردار دوسرے چچا دو پروں والے تمہارے بیٹے حسن و حسین سبط ہیں (مرقات)

[3] اس حدیث کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا کہ میں عباس سے قریب ہوں اور عباس مجھ سے قریب ہیں جناب عباس حضور سے صرف دو سال بڑے تھے کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بڑے یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم بڑے ہیں تو فرمایا کہ بڑے تو وہ ہی ہیں سر میری زیادہ ہے انا اسن وھو اکبر حضرت عباس بچپن میں گم ہو گئے تھے تو آپ کی والدہ نے منت مانی تھی کہ الٰہی میرا عباس مل جائے تو میں کعبہ کو ریشم کا غلاف پہناؤں آپ مل گئے تو انہوں نے ریشمی غلاف کعبہ کو پہنایا آپ سے ہی پہلے ریشمی غلاف چڑھایا حضرت عباس نے اپنی وفات کے وقت ستر غلام آزاد کئے آپ بیاسی سال عمر پائی۔ رجب ۳۲ھ بتیس میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئے فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ کی وفات بارہ ماہ رجب جمعہ کے دن ہوئی جنگ بدر میں حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ جبرًا فوج کفار میں لائے گئے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى اَدْعُوَ لَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ وَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وُلْدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيْ

فرزند میرے پاس آؤ[1] تاکہ میں تمہارے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تم کو اور تمہارے فرزند کو نفع دے چنانچہ وہ اور ان کے ساتھ ہم سب سویرے ہی گئے حضور نے ہم کو اپنا کمبل اوڑھایا[2] پھر فرمایا الٰہی عباس اور ان کے بیٹے کی ظاہری و باطنی بخشش کر[3] جو کوئی گناہ نہ چھوڑے الٰہی ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں[4] (ترمذی) اور رزین نے زیادہ کیا کہ الٰہی ان کی اولاد میں خلافت مقرر

[1] معلوم ہوا کہ سوموار کے دن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ورنہ آپ ابھی اس وقت دعا کر دیتے یا اس دن حضور کو کوئی خاص خوشی ہوگی خوشی اور جوش کے وقت کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب ان کے لڑکوں نے کہا یا ابانا استغفر لنا۔ ابا جان ہمارے لئے بخشش کی دعا کرو تو آپ نے فرمایا سوف استغفر لکم ربی۔ ابھی نہیں آئندہ دعا کروں گا۔ یعنی جب میں یوسف علیہ السلام کو دیکھوں گا دل خوش ہوگا تب دعا کروں گا۔ دعا کرانے اور دعا دینے میں بڑا فرق ہے یہاں ولد سے مراد ساری اولاد ہے۔ [2] لہٰذا حضرت عباس اور ان کے سارے لڑکے بھی اصحاب عبا ہیں کہ حضور انور نے انہیں اپنے کمبل شریف میں اپنے ساتھ لیا یہ ہی واقعہ حضرات فاطمہ و حسنین کریمین کے ساتھ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کا دن اور دوشنبہ کا سویرا بہت اعلیٰ دن اور اعلیٰ وقت ہے کیوں نہ ہو کہ یہ حضور انور کی ولادت پاک کا دن اور وقت ہے ہم کو بھی چاہیئے کہ دوشنبہ کے دن صبح سویرے درود شریف اور دعاؤں کی کثرت کیا کریں جس دن جس مہینہ جس وقت میں اللہ کی کوئی نعمت دنیا کو ملے وہ دن مہینہ وہ وقت تا قیامت برکت والا ہو جاتا ہے ماہ رمضان اور شب قدر میں ایک بار قرآن مجید اچکا مگر تا قیامت وہ مہینہ وہ رات برکت والی ہو گئی یوں ہی ماہ ربیع الاول دوشنبہ سویرا برکت والا ہے خصوصاً جبکہ ربیع الاول کا مہینہ بارہ تاریخ سویرے کا وقت ان کا اجتماع ہو جائے تب تو سبحان اللہ۔ [3] یعنی ظاہری ذنوب باطنی عیوب جو جملہ علام الغیوب سب کی معافی دیدے آئندہ کے لئے اصلاح فرمادے کہ نہ ان تک ذنوب پہونچیں نہ عیوب (از مرقات)

[4] یعنی حضرت عباس کو مع ان کی اولاد کے اپنی حفظ و امان میں رکھ یا حضرت عباس کو ان کی اولاد میں رہتے ہوئے محفوظ رکھ۔ مطلب ایک ہی ہے خیال رہے کہ ان بزرگوں کو کمبل شریف میں لے کر یہ اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ بظاہر چند ہیں مگر درحقیقت ایک ہیں کہ ایک کمبل رحمت میں ہیں کل قیامت میں ایک جھنڈے کے نیچے ہوں گے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی جِبْرَئِیْلَ مَرَّتَیْنِ وَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّؤْتِیَنِیَ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞

فرمایا ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے جبریل کو دوبار دیکھا اور ان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبار دعا کی (ترمذی) ۞ روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبار دعا کی کہ الٰہی انہیں حکمت عطا کر (ترمذی) ۞

۱ نبی کی خلافت باطنی ولایت ہے مطلب یہ ہے کہ الٰہی تا قیامت ان کی اولاد میں ولایت قائم رہے ان میں اولیاء اللہ ابدال غوث و قطب علم شریعت و طریقت رہے ان کی نسل ولایت سے خالی نہ ہو جائے اشعۃ اللمعات نے خلافت کے معنی کئے سلطنت۔ دولت پائیدار چنانچہ بہت عرصہ خلافت و سلطنت بنی عباس میں رہی (اشعہ) ۲ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے والد صاحب کے ساتھ حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور کے پاس ایک صاحب تھے جو بہت ہی حسین جمیل تھے کچھ دیر بعد حضرت عباس حضور انور کے پاس پھر حاضر ہوئے پوچھا حضور وہ حسین صاحب کہاں گئے فرمایا وہ جبریل تھے جب تم دونوں یہاں آئے تو جبریل نے مجھ سے پوچھا یہ دونوں کون تھے میں نے فرمایا میرے چچا اور میرے چچا کا بیٹا فرمایا یہ بچہ محل خیر ہے ہم نے فرمایا جبریل تم ان کے لئے دعا خیر کرو انہوں نے کہا اللھم بارک علیہ اللھم اجعل منہ کثیرًا طیبًا (مرقات) دوسری بار اور جگہ حضور انور کے پاس بیٹھا ہوا حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا آپ وہاں پہونچے اتفاقًا سلام نہ کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر یہ سلام کرتے تو میں انہیں بہت اچھا جواب دیتا۔ حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے ابن عباس تم کو سلام سے کس چیز نے منع کیا یہ واقع امام سیوطی نے جمع الجوامع میں بروایت ابن عساکر اور شیخ نے اشعۃ اللمعات میں نقل کیا خیال رہے کہ حضرت جبریل کو بشکل انسان ابن عباس نے دوبار دیکھا ان کی اصل شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے نہ دیکھا حضور نے بھی صرف دوبار ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔ ۳ ایک بار تو حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کمبل شریف میں لے کر دعا دی دوسری بار جب حضرت ابن عباس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے پانی رکھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم استنجا خانہ میں تشریف لے گئے تھے باہر تشریف لائے پانی رکھا ہوا دیکھ کر دعا دی (اشعۃ، مرقات) جب حضرت عبداللہ ابن عباس کو قبر میں رکھا تو

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ اِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِی الْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جناب جعفر فقرا سے بہت محبت کرتے تھے[1] اور ان کے بیٹھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے وہ[2] آپ سے باتیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابوالمساکین رکھتے تھے[3] (ترمذی) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جناب جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے دیکھا[4] (ترمذی) ۔ اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

لوگوں نے عیسیٰ وارثی یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ دیکھو اشعۃ اللمعات حکمت سے مراد ہے قرآن مجید کا علم حدیث شریف کی باریکیوں تک ذہن کی رسائی قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ فرعیہ کا استنباط ۔

[1] اگرچہ تمام صحابہ و اہل بیت مساکین سے محبت کرتے تھے مگر حضرت جعفر ابن ابی طالب ان سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا

[2] یعنی حضرت جعفر کی اکثر نشست و برخاست زیادہ تر محبت غربا و مساکین سے ہوتی تھی۔

[3] عربی میں ابو بہت معنی میں آتا ہے ۔ باپ ۔ والا ۔ مہربان یہاں آخری دو معنی میں ہے یعنی مسکینوں والے یا مسکینوں پر بہت مہربان ۔

[4] یہ فرمان عالی حضرت جعفر کی شہادت کے بعد کا ہے آپ غزوہ موتہ میں شہید ہونے لہذا یہاں دیکھنے سے مراد معراج میں دیکھنا نہیں بلکہ بیداری میں مدینہ منورہ سے دیکھنا مراد ہے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ مدینہ میں رہ کر جنت کو دیکھتی ہے تو یقیناً ہم کو بھی دیکھتی ہے حضور بفضلہ تعالیٰ ناظر ہیں لہٰذا حاضر ہی کہ نماز کسوف میں حضور نے ہاتھ بڑھایا پھر سمیٹ لیا بعد میں فرمایا کہ جنت کا خوشہ ہم نے پکڑ لیا تھا مگر چھوڑ دیا جب ان کی نگاہ ان کا ہاتھ مدینہ میں جنتے نوچے جنت میں پہونچ سکتا ہے تو ہم غریبوں کے پاس بھی پہونچ سکتا ہے ؎

اے فروغ تجلی صبح آثار و ظہور　　چشم تو بینندۂ ما فی الصدور

اس حدیث کی بنا پر آپ کا لقب جعفر طیار ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ ۞ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں [1] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں [2] (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گذر چکی [3] ۞ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے [4] فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا [5] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لیے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے [6] تو جب میں اپنی

[1] یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پائیں اور جنتی حضرت حسنین کریمین ان کے سردار ہیں ورنہ جنت میں تو سب ہی جوان ہوں گے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضرات حسنین کریمین حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کے بھی سردار ہوں شباب جمع ہے شاب کی بمعنی جوان، جوانی کی عمر اٹھارہ برس سے تیس سال تک ہے۔ [2] اس فرمانِ عالی کی شرح گزر گئی کہ جیسے باغ والے کو سارے باغ میں پھول پیارا ہوتا ہے ایسے ہی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے حضرات حسنین کریمین پیارے ہیں اولاد پھول ہی کہلاتی ہے سارے نواسی نواسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں فرزند بہت پیارے تھے [3] صاحب مشکوٰۃ نے صاحب مصابیح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث تو پہلی فصل میں لا چکے تھے پھر اب یہاں مکرر کیوں لے آئے مگر قارئین کو معلوم ہے کہ وہاں بخاری کی روایت تھی یہاں ترمذی کی روایت ہے نیز الفاظ حدیث میں کسی قدر فرق ہے محدثین ان وجوہ سے ایک حدیث کئی بار لے آتے ہیں۔ [4] حضرت اسامہ بن زید ابن حارثہ کے حالات و فضائل پیچھے گزر چکے۔ [5] طروق کے معنی ہیں طریق طے کر کے کسی کے پاس پہونچنا اب اصطلاح میں رات کے جانے کو طروق کہتے ہیں ماخوذ ہے طرد قہ الفحل سے اس لئے ستارے کو طارق کہتے ہیں کہ وہ رات میں گویا سفر کرتا ہے والسماء والطارق [6] یعنی مجھے یہ تو محسوس ہوتا تھا کہ حضور انور کی گود میں کچھ ہے کہ آپکی گود ابھری ہوئی تھی۔ مگر یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ کیا چیز رات اندھیری تھی اور وہ چیز بھی کمبل شریف میں چھپی ہوئی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْهِ فَكَشَفَهٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِكَیْهِ فَقَالَ هٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا بِنْتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْكِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْكِیْكِ

ضرورت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا یہ کیا ہے جو آپ گود میں لیے ہیں ۱؎ حضور نے اسے کھولا تو حسن و حسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں ۲؎ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر ۳؎ (ترمذی) یہ روایت ہے حضرت سلمٰی سے ۴؎ فرماتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے

۱؎ حضرت اسامہ بہت دیر تک حاضر رہے باتیں کرتے رہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے بغیر جنبش کئے ہوئے اس لئے آپ نے یہ پوچھنے کی ہمت کی۔

۲؎ یہ عبارت بیان ہے ابنائی کا یعنی یہ حکماً میرے بیٹے ہیں اور حقیقۃً میری بیٹی کے بیٹے ہیں مجھے ان سے بیٹوں جیسی محبت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور کی نسل ہے اس سے حضور کی نسل چلی گویا حسن و حسین حضور کی نسل بھی ہیں اور نسل کی اصل بھی ورنہ نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے۔ ہاں شرف ماں سے بھی ہو جاتا ہے لفظ آل دونوں پر بولا جاتا ہے بیٹے کی اولاد پر بھی اور بیٹی کی اولاد پر بھی حضرت حسن اور مریم اور عیسٰی علیہ السلام کو قرآن کریم نے عمران کی آل فرمایا حتی کہ ایک سورۃ کا نام آل عمران ہوا۔ ۳؎ اس دعا کا مقصود حضرت اسامہ کو سنانا اور بتانا ہے کہ اسامہ میرے حسن و حسین سے محبت کرو۔ کہ ان کی محبت اللہ تعالٰے کی محبوبیت کا ذریعہ ہے خیال رہے کہ دل محبت بجلی کی کرنٹ کی طرح ایک متعدی چیز ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی اولاد گھر والے نوکر دل چاکر دل حتی کہ اسکے شہر سے محبت ہو جاتی ہے۔ لا اقسم بھذا البلد وانت بھذا البلد ۔ ؎

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ دردے دلبر است

۴؎ بی بی سلمٰی جناب ابو رافع کی جو حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی زوجہ ہیں۔ حضرات ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دائی ازواج مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں جناب فاطمہ زہرا کو اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق نے غسل میت دیا ان کے ساتھ مدد کے لئے بی بی سلمٰی موجود تھیں (اشعہ۔ مرقات)

www.alahazratnetwork.org

قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ قَالَ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ

آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں ۱؎ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا ۲؎ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن اور حسین ۳؎ اور حضور

۱؎ حضرت ام سلمہؓ نے یہ خواب دسویں محرم جمعہ کے دن دوپہر میں دیکھی تھی وہ وقت تھا حضرت حسینؓ کی شہادت کا۔ مگر حق یہ ہے کہ خواب واقعہ کربلا سے پہلے کا ہے جس میں حضور انورؐ نے آئندہ آنے والے واقعہ کی ام سلمہ کو خبر دی ہے خاص شہادت کے دن کا واقعہ نہیں ۲؎ خیال رہے کہ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے اولاً ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ میں ابو سلمہ کی وفات ہوئی اسی سال حضورؐ کے نکاح میں آئیں چوراسی سال عمر پائی ۵۹ھ انسٹھ میں وفات ہوئی (اکمال۔ اشعہ) اور واقعہ کربلا آپ کی وفات سے دو سال بعد ہوا۔ حضور انورؐ نے آنے والے واقعہ کی حضرت ام سلمہ کو اس طرح خبر دے دی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر نے گایوں اور بالیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ واقعہ قحط سالی کئی سال بعد ہوا خواب میں آئندہ یا گذشتہ واقعات موجودہ شکل میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے مومن خصوصاً اہل بیت خصوصاً جناب حسینؓ کی تکلیف سے حضور انور کو قبر شریف میں تکلیف ہوتی ہے حضورؐ اس دنیا سے بے خبر نہیں رب فرماتا ہے عزیز علیہ ما عنتم دوسرے یہ کہ حضورؐ اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے کہ حضورؐ میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے تیسرے یہ کہ مقبولوں کی رفتار نور نظر کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کہیں تشریف لے جاویں مدینہ آپ سے خالی نہیں ہوتا جیسے نور نظر آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بھی رہتا ہے حضور نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑ لیا۔ مگر حضور رہے مدینہ میں ۳؎ اس کی شرح پہلے کی جا چکی ہے کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں اولاد سے محبت اور قسم کی ہے ازواج سے اور قسم کی دوستوں سے اور قسم کی اولاد میں حضرات۔

www.alahazratnetwork.org

لِفَاطِمَةَ اُدْعِیْ لِیْ اِبْنَیَّ فَیَشُمُّهُمَا وَیَضُمُّهُمَا اِلَیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا اِذْ جَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ

فاطمہ سے فرماتے تھے کہ میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر انہیں سونگھتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے ۱۲ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۳ روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو خطبہ دے رہے تھے ۴ اچانک حسن و حسین آئے جن پر دو سرخ قمیصیں تھیں ۵ وہ چلتے تھے اور گرتے تھے ۶ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے ان دونوں کو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا ۷ پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں ۸

حسنین بہت پیارے ہیں ازواج میں حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں دوست و احباب میں حضرت ابوبکر صدیق بہت پیارے ہیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں ۱ حضور انہیں کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو حضور کے پھول تھے پھول سونگھے ہی جاتے ہیں انہیں کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لئے تھا اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا ان سے پیار کرنا انہیں لپٹانا چمٹانا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۲ ذخائر میں ہے کہ یہ حدیث دوسری روایات میں حسن بھی ہے صحیح بھی (مرقات) ۳ غالباً یہ ہے کہ یہ خطبہ عظیمہ تھا بلکہ خطبہ جمعہ تھا ان دونوں کے لئے حضور نے خطبہ جمعہ توڑا جب ان کے لئے نماز کا سجدہ درازکیا جا سکتا ہے تو انہیں کے لئے خطبہ جمعہ بھی توڑا جا سکتا ہے ۴ یعنی ان دونوں فرزندوں کی قمیصوں میں سرخ دھاریاں تھیں خالص سرخ نہ تھیں کہ خالص سرخ کپڑا مردوں اور لڑکوں کو پہننا پہنانا ممنوع ہے (مرقات)

۵ یعنی یہ دونوں فرزند بہت چھوٹے تھے نیا نیا چلنا سیکھا تھا اس لئے برابر چل نہ سکتے تھے چلتے گر جاتے پھر اٹھ کر چلتے گر جاتے تھے جس سے کہ بہت چھوٹے بچوں میں دیکھا جاتا ہے۔ ۶ خیال رہے کہ اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا بلکہ خود ممبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے انہیں اٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا یہ ہے حضور کی انتہائی محبت ان دونوں سے ۷ اس آیت کریمہ میں فتنہ بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ بمعنی محنت یا آزمائش ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مومن کو ثواب دیتا ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

فِتْنَةٌ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ ۞ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهُ

میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے گرتے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات بند کردی اور ان دونوں کو اٹھا لیا ۱؎ (ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی) ۞ روایت ہے حضرت یعلے ابن مرۃ سے ۲؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں ۳؎ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں ۴؎ (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرمایا کہ حسین سینے اور

۱؎ خیال رہے کہ حضرات حسنین کریمین کے لئے خطبہ قطع کرنا حضور کی خصوصیت ہے نہ تو ہم کو جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لئے خطبہ جمعہ چھوڑیں یا توڑیں نہ حضرت علی و فاطمہ زہرا کو جائز تھا کہ انہیں صاحبزادوں کے لئے خطبہ یا نماز چھوڑیں حضور نے ان دونوں کے لئے اپنا سجدہ دراز فرمایا حضرت امامہ بنت ابو العاص یعنی اپنی نواسی کو کندھے پر لے کر نماز پڑھی اس طرح کہ رکوع سجدہ کے وقت انہیں اتار دیا بعد میں پھر کندھے پر لے لیا اگر ہم ایسا کریں گے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور ہم گنہگار ہوں گے اس لئے حضرت امامہ کو گود میں لے کر نہ تو ابو العاص نے نماز پڑھی نہ جناب زینب نے احکام شرعیہ اور ان خصوصیات کچھ اور ۲؎ حضرت یعلی صحابی ہیں غزوہ خیبر حنین حدیبیہ طائف میں شریک ہوئے آخری عمرہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے (مرقات اشعۃ) ۳؎ یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہئے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے چونکہ آئندہ واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے اس لئے اس قسم کی باتیں امت کو سمجھائیں (مرقات) احمد اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حسن میرے ہیں اور حسین علی کے اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا ہوتا ہے چھوٹا بیٹا باپ کا یہ تقسیم اظہار کرم کے لئے ہے دیکھو مرقات۔

۴؎ سبط وہ درخت ہیں کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت یعنی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے تھے کہ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی رب فرماتا ہے وقطعناھم اثنا عشر اسباطا امما ایسے ہی میرے حسین سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیَ مَعَہُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لِیْ وَلَکِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیْتُ مَعَہُ الْمَغْرِبَ

سر کے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے ۱؎ اور حسین اس سے نیچے کے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے ۲؎ (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں ۳؎ اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں ۴؎ تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب

مشرق و مغرب بھرے گی دیکھ لو آج سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی دیکھ لو کہ حسنی سید تھوڑے ہیں حسینی سید بہت زیادہ ہیں اس فرمان عالی کا ظہور ہے ۔

۱؎ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا از سر تا قدم بالکل ہم شکل مصطفےٰ تھی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے عرض کیا ہے ؎

رسول اللہ کی بیتی جاگتی تصویر کو دیکھا کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

اور آپ کے صاحبزادگان میں یہ مشابہت تقسیم کر دی گئی تھی یہاں اشبہ یا تو ماضی ہے باب افعال کا یا اسم تفضیل ہے مع بسیج کا حضرت حسین کی پنڈلی قدم شریف اور ایڑی بالکل حضور کے مشابہ تھی ۔ علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور کے مشابہ کر دے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے من تشبہ بقوم فھو منھم تو جسے خدا تعالےٰ اپنے محبوب کے مشابہ کرے اس کی محبوبیت کا کیا حال ہوگا اس لئے یہ حدیث فضائل اہل بیت کے سلسلے میں لائی گئی ۔

۳؎ حضرت حذیفہ کا گھر مسجد نبوی شریف سے کچھ فاصلے پر تھا ۔ اس لئے ان کو ان کی والدہ شام کے وقت گھر رہنے کی تاکید فرمائی تھیں مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دیتی تھیں انہیں یا تو حضرت حذیفہ پر خوف تھا یا اپنے پر اسلئے آپنے فرمایا کہ اماجان مجھے آج وہاں حاضری کی اجازت دے دیجئے ۔ ۴؎ یعنی رات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم کم ہوتا ہے ۔ مجھے عرض معروض کرنے کا اچھا موقعہ ملے گا ۔ اس لئے رات میں حاضری کی اجازت مانگی ۔

www.alahazratnetwork.org

فَصَلّٰی حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ

پڑھی آپ نے مغرب پڑھی حتی کہ عشاء پڑھی ۱؎ پھر حضور واپس ہوئے میں آپ کے پیچھے گیا حضور نے میری آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے کیا حذیفہ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے ۲؎ یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا ۳؎ اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں ۴؎ اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۵؎ (ترمذی) اور کہا کہ یہ

۱؎ یعنی میں نے نماز مغرب حضور انور کے ساتھ پڑھی پھر عشا تک حضور کے پاس حاضر رہا بعض مشائخ کرام مغرب سے عشاء تک نوافل اور وظائف پڑھتے ہیں اسے احیاء مابین العشائین کہتے ہیں اب بھی مدینہ منورہ میں مسلمان مغرب کی نماز کے لیے مسجد نبوی شریف میں جاتے ہیں تو عشاء پڑھ کر آتے ہیں ۲؎ حضور انور نے نور نبوت سے حضرت حذیفہ کو بھی جان لیا ان کے دل کی حاجت بھی معلوم کرلی کہ یہ کیوں آرہے ہیں بھلا جس پر پتھر کے دل کی بات ظاہر ہو کہ فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پر انسانوں کے دل کے حالات دلی تمنائیں کیسے مخفی رہ سکتی ہیں وہاں عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں انہیں ہماری حاجتیں مرادیں سب معلوم ہیں۔ شعر:۔ قدرت کی تحریریں جانے ٭ امی اور تقریریں جانے ٭ بخشش کی تدبیریں جانے ٭ وہ ہے رحمت والا۔ جن کا نام ہے محمد اُن سے دو جگ ہے اجیالا!

۳؎ اس فرشتہ کا نام روایات میں نہیں آیا بہر حال رحمت کا خاص فرشتہ ہے خادم بارگاہ ہے۔ ۴؎ اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا جنتی مومنین کی بیویوں کی سردار ہیں لہذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ وہ جناب خدیجۃ الکبرٰی اور عائشہ صدیقہ کی بھی سردار ہوں کیونکہ وہ تو سید الانبیاء کی زوجہ مطہرہ ہیں ٭ ۵؎ اس کی شرح پہلے گذر گئی جو لوگ جوانی میں وفات پاگئے اور تھے جنتی ان کے سردار حضرات حسنین کریمین ہیں لہذا آپ دونوں نبیوں کے سردار نہیں کیونکہ کوئی نبی جوانی میں دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ جنت میں سب ہی جوان ہوں گے ٭

www.alahazratnetwork.org

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ وَّخَمْسِمِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حدیث غریب ہے ۱ ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسن ابن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے تم بہت اچھی سواری پر سوار ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار بھی تو اچھا ہے ۲ (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت عمر سے کہ آپ نے اسامہ کے لیے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمائے اور عبداللہ ابن عمر کے لیے صرف تین ہزار مقرر فرمائے ۳ تو عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ۴ اللہ کی قسم وہ کسی موقعہ میں سب سے آگے نہ بڑھے ۵ فرمایا اس لیے کہ زید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

۱ یہ حدیث احمد نے بروایت حسن روایت فرمائی (مرقات) ۲ یعنی اے دیکھنے والے تو نے یہ تو دیکھا کہ جناب حسن کی سواری سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا کندھا ہے یہ نہ دیکھا کہ سوار سید الشہداء ہے اور سید الاولیاء حضرت علی کا فرزند دلبند ہے اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا لخت جگر ہے سید الانبیاء کا نور نظر ہے رضی اللہ عنہ آپ کا لقب ہے راکب دوش رسول ۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مشہور صحابہ کے لیے بیت المال سے سالانہ وظیفے مقرر فرمائے تھے۔ ان کے گذارے کے واسطے اس سلسلہ میں اپنے محبوب ترین فرزند کا سالانہ وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرماتے اور حضرت اسامہ کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کیے یعنی پانچ سو درہم زیادہ ۴ چونکہ وظیفے کی زیادتی کمی درجہ کی زیادتی کمی کی علامت ہوتی ہے اس لیے جناب عبداللہ نے سوال فرمایا مال ہوس یا حضرت اسامہ پر حسد سے نہ کہا ۵ مشہد کے معنی ہیں حاضری کی جگہ یعنی مجلس اس سے مراد عام مجلس خیر ہے علمی ہو یا عملی جہاد کی ہو یا حج کی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد جہاد ہے یعنی ایسی کوئی مجلس خیر نہیں گزری جس میں اسامہ شریک

www.alahazratnetwork.org

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْکَ وَکَانَ اُسَامَۃُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکَ وَاُمِّیْ وَاَنَا اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَخِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ جَبَلَۃَ بْنِ حَارِثَۃَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْعَثْ مَعِیَ اَخِیْ زَیْدًا قَالَ ھُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَکَ لَمْ

کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارے تھے[1] اور اسامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے[2] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو اپنے پیارے پر ترجیح دی[3] (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت جبلہ ابن حارثہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیجدیں[4] فرمایا وہ یہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں

ہوتے ہوں میں شریک نہ ہوا ہوں ۔ [1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی تواضع اور انکسار کی بنا پر ہے ورنہ حضرت عمر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی محبوب صحابی ہیں یا یوں کہو کہ گھر میں رہنے بسنے کی محبوبیت حضرت اسامہ کو زیادہ حاصل ہے ہر وقت گھر میں نظر آنے والے پر زیادہ کرم رہتا ہے غرضکہ اس سے کوئی خاص محبت مراد ہے[2] یہاں بھی وہ ہی تحقیق ہے کہ اس مخصوص محبت میں جناب اسامہ حضرت ابن عمر سے بڑھے ہوئے تھے ۔ [3] سبحان اللہ یہ ہے حضرت عمر کا عشق رسول آپ نے حضرات حسنین کریمین کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا تھا ۔ حضرات خلفاء ثلثہ اہل بیت اطہار کے لیے امان تھے ان کے زمانہ میں حضرات حسنین بلکہ حضرت علی کسی غزوہ میں نہ بھیجے گئے ۔ ان کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے حتی کے آپ کو مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا یہ ہی حال حضرات حسنین کریمین کا ہوا ۔ [4] حضرت زید کا پورا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر میں دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گئے تھے بازار میں فروخت کر دیئے گئے حکیم ابن خزام نے آپ کو خریدا اور اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبری کو ہدیۃً دے دیا جب حضرت خدیجۃ الکبری حضور کے نکاح میں آئیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور کی خدمت کے لیے مقرر فرما دیا ۔ حضور نے انہیں اپنا بیٹا بنا لیا ۔ آپ کے بڑے بھائی جبلہ ابن حارثہ کو پتہ لگا کہ زید ابن حارثہ حضور انور کے پاس ہیں ۔ تو وہ انہیں لینے آئے تب یہ عرض کیا ۔ خیال رہے کہ حضرت زید غزوہ موتہ میں حضرت جعفر کے ساتھ شہید ہوئے پچپن سال عمر پائی حضور نے انہیں حضرت جعفر کا بھائی بنا دیا تھا ۔

(اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

اَمْنَعُهُ قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا اُخَيِّرُ عَلَيْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَيْتُ رَاْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَاْيِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُّ وَ هَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ لِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

تو میں انہیں منع نہ کروں گا ۱؎ جناب زید نے کہا یارسول اللہ اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا ۲؎ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر دیکھی ۳؎ (ترمذی) ۴؎ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھاری بیمار ہوگئے تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ آئے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۵؎ جب کہ کلام فرمانا بند ہو چکا تھا تو حضور نے کوئی بات نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مجھ پر رکھنے اور اٹھانے لگے میں پہچان گیا کہ آپ میرے لیے دعائیں فرما رہے ہیں ۶؎ (ترمذی) ۷؎

۱؎ یعنی اگر یہ اپنے گھر جانا چاہیں تو لے جاؤ میں انھیں منع نہیں کروں گا ۲؎ یعنی آپ پر میرے ماں باپ بھائی برادر فدا ہوں میں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے در سے دور نہ کریں آپ کی خدمت دین و دنیا کی ساری نعمتوں سے افضل ہے ۳؎ یعنی میں نے انھیں حضور کے فراق کا مشورہ دیا انھوں نے وصال چاہا وہ مجھ سے بہتر رائے والے تھے انھوں نے حضور کو اختیار کیا۔ ۴؎ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے مہاجرین و انصار کا ایک لشکر روانہ فرمایا جس کے سردار حضرت اسامہ ابن زید تھے یہ لشکر ابھی مقام جرف میں پہونچا تھا جو مدینہ منورہ سے باہر قریب ہی ہے کہ اسے پتہ لگا کہ حضور انور کو سخت بخار اور درد سر ہے یہ سب لوگ یہ خبر وحشت اثر سن کر مدینہ منورہ واپس آگئے یہاں یہ واقعہ مذکور ہے چونکہ جرف مدینہ منورہ سے ایسا اونچا ہے جیسے عرفات مکہ معظمہ سے اس لیے ہبطت فرمایا یعنی میں اونچی جگہ سے اترا۔ مدینہ منورہ کے اردگرد کی زمین مدینہ سے اونچی ہے خود مدینہ پاک نشیبی حصہ میں واقع ہے اس لیے اردگرد کی زمین کو عوالی کہا جاتا ہے (مرقات) ۵؎ حضرت اسامہ اب جو حاضر بارگاہ ہوئے تو حیات شریف کے آخری لمحات تھے زبان مبارک سے کلام فرمانا بند کر دیا تھا اس لیے حضور انور نے اشارہ سے دعا فرمائی جسے حضرت اسامہ نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا حضرت اسامہ خوش

www.alahazratnetwork.org

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَآئِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَآئِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَآءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اِسْتَاْذِنْ لَّنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَآءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَّهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْئَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبَّ

اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ کیا [1] تو جناب عائشہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ یہ کام میں کروں فرمایا اے عائشہ ان سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں [2] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت اسامہ سے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا [3] کہ جناب علی و عباس آئے اجازت داخلہ چاہتے تھے انہوں نے اسامہ سے کہا کہ ہمارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے دو [4] میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی اور عباس اجازت مانگ رہے ہیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا مقصد انہیں یہاں لایا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا لیکن میں جانتا ہوں [5] انہیں اجازت دے دو وہ دونوں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ پوچھنے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور کو اپنے

تھے کہ انھوں نے حضور کی آخری دعائیں لے لیں ۞ [1] حضرت اسامہ ابن زید بچے تھے۔ حضور کی گود میں تھے کہ ناک آگئی حضور انور نے اپنے دست اقدس سے ناک صاف کرنا چاہی جیسے عموماً گود کے بچوں کے لیئے کیا جاتا ہے ۞ [2] حضور کی محبت رکن ایمان ہے۔ اور محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ حضور کے ہر محبوب سے محبت ہو حتی کہ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے دوستی کرے گوشت سے چھوٹے کدو سے محبت کرے۔ شعر

ومن مذهبي حب الديار لاهلها ولللناس فيما يعشقون مذاهب

[3] یعنی میں حضور کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا تھا۔ جسے اُس در کی دربانی مل جاوے وہ بادشاہ سے افضل ہو جاوے [4] اگر دروازہ پر کوئی نہ ہو تو سلام اجازت بلند آواز سے کرے کہ اندر آواز پہنچے اور اگر کوئی ہو تو اس کے ذریعہ سے اجازت حاصل کرے یہاں یہ ہی دوسری صورت تھی۔ [5] یعنی ہم نور نبوت سے اُن کے دل کے ارادے جانتے ہیں جس پر عرش و فرش

www.alahazratnetwork.org

اِلَیْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ

گھر والوں میں کوئی زیادہ پیارا ہے[1] فرمایا فاطمہ بنت محمد، وہ بولے ہم آپ کے اہل بیت کے متعلق پوچھنے نہیں آئے ہیں[2] فرمایا میرے گھر والوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور میں نے بھی انعام کیا[3] یعنی اسامہ ابن زید[4] وہ بولے پھر کون فرمایا علی ابن ابی طالب[5] تو جناب عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو ان سب سے آخر کر دیا[6] فرمایا کہ علی تم سے ہجرت میں سبقت

کی ہر چیز ظاہر ہو اس سے کیا چھپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا۔ شعر

دل فرش پر ہے تری نظر سر عرش پر ہے تری گذر ملکوت و ملک میں کوئی شے وہ نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

[1] یعنی حضور فرمادیں کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ تاکہ ہم اس کی محبوبیت پر ایمان لائیں اور ہم بھی اس سے محبت کریں[2] یہاں اہل سے مراد اولاد ہے یعنی ہم محبت ولادت کے متعلق نہیں پوچھتے ہم تو دوستوں کی دوستی کی محبت کے متعلق حضور سے پوچھنے آئے معلوم ہوا کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں ولادت کی محبت زوجیت کی دوستی کی وغیرہ وغیرہ ان ہر قسم کے محبوبوں میں ایک ایک سردار محبت ولادت میں فاطمہ زہرا سردار ہیں اور محبت زوجیت میں عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ علی وآلک[3] اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک۔ یہ آیت حضرت زید ابن حارثہ کے متعلق ہے ان پر اللہ نے یہ احسان کیا کہ انہیں ایمان عرفان کی دولت بخشی حضور انور نے احسان کیا کہ انہیں اپنا صحابی بلکہ اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا معلوم ہوا کہ حضور بھی اللہ کے بندوں پر انعام احسان کرتے ہیں[4] اگرچہ یہ انعام و اکرام حضرت زید پر ہوئے مگر چونکہ جناب اسامہ ان کے فرزند ہیں۔ اس لیئے وہ بھی اسی انعام سے فیض یاب ہوئے[5] سبحان اللہ یہاں حضرت علی کو محبوبیت میں جناب اسامہ ابن زید کے بعد فرمادیا معلوم ہوا کہ محبوبیت افضلیت کو لازم نہیں تمام کے نزدیک حضرت علی جناب اسامہ سے افضل ہیں مگر یہاں محبوبیت میں ان کو مقدم فرمایا گیا۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں محبت کی نوعیتیں مختلف ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں جناب اسامہ حضرت علی سے پہلے اور ان پر مقدم ہیں[6] یعنی یا رسول اللہ میں تو حضور انور کا چچا ہوں اور جناب علی چچازاد ہیں پھر ان کو مجھ پر مقدم کیوں فرمادیا اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی خیال رہے کہ یہ سوال اعتراض نہیں حضور انور پر اعتراض کفر ہے جو فرمایا۔ بالکل حق فرمایا۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَذُكِرَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَرِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ
الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ
فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لے گئے ہیں لہ (ترمذی) یہ حدیث کہ عم الرجل صنو ابیہ کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کر دی گئی ۔
تیسری فصل روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے ۲ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے
عصر کی نماز پڑھی پھر نکلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت علی تھے تو حسن کو دیکھا بچوں کے ساتھ
کھیل رہے تھے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا میرے باپ صدقے ۳ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم

لہ کیونکہ اے عباس تم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے دن کی جبکہ ہم تم کو راہ میں مل گئے تمہاری ہجرت
قبول ہو گئی مگر جناب علی تو ہماری ہجرت کے بعد ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہونچ چکے تھے خیال رہے کہ حضرت عباس کے ایمان
کے متعلق اختلاف ہے کہ ایمان کب لائے بعض نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور ایمان لاتے ہی ہجرت کے لیئے نکلے
بعض نے فرمایا کہ آپ بدر کے دن ایمان لائے جبکہ حضور نے خبر دی کہ عباس آپ میری چچی ام الفضل کو چار سو درہم دیکر جنگ بدر میں
شرکت کے لیئے نکلے تھے حضور کا یہ علم دیکھ کر ایمان لائے بعض کے نزدیک حضور کی ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے بہرحال
ظہور ایمان فتح مکہ کے دن ہوا دیلمی نے فردوس میں نقل فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں میرے بھائیوں میں بہتر علی ہیں چچاؤں میں بہتر حمزہ
ہیں بعض روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت عباس ابوسفیان بلال اور سلمان فارسی حضرت عمر کے دروازے پر گئے داخلہ کی
اجازت مانگی خادم نے کہا کہ پہلے بلال آئیں اس پر ابوسفیان نے جناب عباس سے کہا کہ عمر ہمارے غلاموں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں
حضرت عباس نے کہا کہ ہم اسلام میں بلال کے بعد آئے ہماری جزا یہی ہے۔ (مرآت) ۲ آپ صحابی ہیں نوفل ابن عبد مناف
کی اولاد سے ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے مکہ معظمہ میں رہے (مرآت) ۳ یعنی حضرت ابوبکر صدیق نے جناب حسن کو پیار محبت سے
اپنے کندھے پر اٹھا لیا بابی کے معنی یہ نہیں کہ میرے باپ کی قسم کہ غیر خدا کی قسم ممنوع ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ میرے باپ
تم پر فدا تم پر قربان۔ یہ ہے جناب صدیق کی محبت اہل بیت اطہار سے ۴ یعنی اے حسن تمہاری شکل حضور انور سے ملتی
جلتی ہے اپنے والد جناب علی سے نہیں ملتی جلتی خیال رہے کہ حضور سے بالکل مشابہت مخلوق میں کسی کو نہیں ہو سکتی اللہ
تعالیٰ نے حضور کو بیمثال بنایا ہے۔ شعر

انھیں خالق نے اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسیں ہو کر

www.alahazratnetwork.org

لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ زِيَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ

کی ہم شکل ہو علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے ۱ (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حضرت حسین کا سر لایا گیا ۲ تو طشت میں رکھا گیا ۳ وہ ٹھونکنے لگا ۴ اور ان کے حسن کے متعلق کچھ کہا ۵ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھے اور ۶ آپ وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے ۷

عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت وہ آئے لیکن آئے رحمۃ للعالمین ہو کر

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شکل نمونہ ہے حضور کے شکل مبارک کی لہذا یہ حدیث حضرت علی کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور کا مثل نہ پہلے دیکھا گیا نہ بعد میں (مرقات) کہ وہاں پوری مثلیت مراد ہے روافض کا ایک فرقہ غرابیہ ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی حضور سے ایسے مشابہ تھے جیسے کوا کوے سے جب پہلی وحی آئی تو حضرت علی حضور کے پاس تھے ہم شکلی کی وجہ سے جبریل دھوکا کھا گئے اور بجائے علی کے حضور کو وحی اور نبوت دے گئے (مرقات) شاید بعد میں رب نے فرمایا ہوگا خیر اب چلنے دو ۱ یہ شخص عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن زیاد ثقفی ہے۔ یہ یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لشکر تیار کیا یہ مردود ۶۶ھ چھیاسٹھ ہجری میں مقام موصل میں ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی کے ہاتھوں قتل کیا گیا ۲ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر اس مردود کے سامنے پیش کیا گیا واقعہ کربلا کے موقعہ پر یہاں اس کا ذکر ہے ۳ یعنی ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سر مبارک دانت اور ناک شریف میں ٹھونکیں لگانے لگا کچھ سوچتے ہوئے یہ حرکت کر رہا تھا۔ ۴ اس نے یا تو آپ کے حسن کی تعریف کی خواہ بطور تمسخر یا واقعی یا آپ کے متعلق برے الفاظ بولے کہ آپ حسین نہیں ہیں۔ نے تو آپ کے حسن کا برا شہرہ سنا تھا یہ تو کچھ بھی نہیں۔ مگر پہلے معنی قوی ہیں ابھی ترمذی کی روایت سے آرہا ہے ۵ ظاہر یہ ہے کہ حضرت انس کا یہ فرمان ابن زیاد کی تائید کے لیے ہے یعنی واقعہ امام حسین بڑے ہی خوبصورت و حسین تھے تجھے ان کے مقابلہ میں شرم کرنی چاہئے تھی۔ یہ حضور کے ہم شکل تھے تو نے کس چاند کی صورت کو خاک میں ملا دیا ۶ اس کی تحقیق ہم گذشتہ میں کر چکے ہیں کہ خالص وسمہ سبز رنگ دیتا ہے مگر مہندی سے مل کر تو پکا لال رنگ۔ دیتا ہے اور اگر مہندی سے غالب ہو سیاہ رنگ دیتا ہے ظاہر یہ ہے کہ

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حضرت حسین کا سر لایا گیا تو وہ آپ کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا ——— کہ میں نے اس جیسا حسین نہ دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے[1] اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح بھی ہے حسن بھی غریب بھی ۞ روایت ہے ام فضل بنت حارث سے[2] کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں

حضرت حسینؓ نے خالص وسمہ لگایا ہوا تھا اور داڑھی شریف کا رنگ ہرا تھا اور اگر سیاہ رنگ ہو۔ تب بھی آپ کو جائز تھا کہ آپ غازی تھے۔ غازی کو سیاہ خضاب جائز ہے بلاوجہ ممنوع ہے۔ لہذا اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی ۞

[1] طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی۔ میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے۔ تب وہ باز آیا۔ ذخائر میں بروایت عمارہ ابن عمر ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے تھے۔ یہ سب سر ایک طشت میں تھے کہ شور مچا وہ آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا۔ پھر شور مچا وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ اور ناک میں گھسا پھر چلا گیا۔ (از مرقات) رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخروی سزا باقی ہے یہ حدیث ترمذی نے بھی روایت فرمائی۔

[2] آپ کا نام لبابہ عامریہ ہے کنیت ام الفضل حضرت عباس کی زوجہ ہیں اور عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جناب خدیجہ کے بعد پہلے آپ ہی ایمان لائیں رضی اللہ عنہا (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ إِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حَجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حَجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّيْ إِلْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْرِيْقَانِ

بولیں یارسول اللہ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے ۱؎ فرمایا کیا ہے بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا ۲؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی ہے ان شاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا ۳؎ چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۴؎ پھر میں ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۵؎

۱؎ یہاں منکر بمعنی ممنوع یا حرام نہیں بلکہ بمعنی خطرناک ہیبت ناک ہے یعنی میں نے ایسی خواب دیکھی ہے جو میرے خیال میں بڑی ہی خطرناک اور ہیبت ناک ہے۔ ۲؎ حجر کے کسرہ سے بمعنی کوکھ اور ح کے فتح سے بمعنی پرورش آپ سمجھیں کہ حضور انور کے گوشت کا ٹکڑا میری گود میں آنا بہت ہی خطرناک ہے۔ ۳؎ یعنی جناب فاطمہ زہرا امید سے ہیں ان کے بیٹا ہوگا اور تم اسے اپنی گود میں کھلایا کروگی۔ حضرت حسین میرے جسم بلکہ میرے قلب و جگر کا ٹکڑا ہیں اس خواب کی یہ ہی تعبیر ہے۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ حضرت ام الفضل بطور خدمت جناب امام حسین کی پرورش کرتی تھیں مبارک ہیں امام حسین جو فاطمہ زہرا کے بطن شریف میں اور ام الفضل کی پرورش میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں رہے۔

۵؎ یعنی مجھے یہ پتہ نہیں لگا کہ حضور انور کے رونے کی ابتدا کیسے ہوئی کیونکہ میرا دھیان اتفاقاً بٹ گیا تھا جب میں نے حضور کی طرف دھیان کیا تو آپ کو زار و قطار روتے پایا۔

www.alahazratnetwork.org

اَلدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّآئِمُ ذَاتَ

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے ۱؎ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی ۲؎ میں نے کہا اس کو؟ فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے ۳؎ ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہری میں خواب

۱؎ یعنی حضور بلا سبب کیوں رو رہے ہیں۔ لخت جگر گود میں ہے یہ وقت تو خوشی کا ہے خوشی کے موقعہ پر غم کیسا۔

۲؎ امتی فرما کر یہ بتایا کہ جناب امام حسین کو قتل کرنے والے لوگ کلمہ گو ہوں گے اپنے کو مسلمان کہیں گے عیسائی یہودی یا مشرکین نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ تو یقیناً ہے مگر جن لوگوں نے اس فعل کو حلال سمجھ کر کیا یا حضرت امام حسین سے ذاتی عداوت کی بنا پر وہ تو کافر ہو گئے۔ اور جنہوں نے دنیاوی لالچ میں یہ حرکت کی وہ بدترین فاسق ہیں۔ قتل نبی کفر ہے غیر نبی کا قتل مطلقاً کفر نہیں یوں ہی جس نے حضرت امام حسن کو زہر دیا وہ بھی بدترین فاسق ہے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا یہ ہی حال قاتل علی اور قاتلِ عثمان کا ہے کہ یہ سب لوگ فاسقین ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے دسوں بھائی جنہوں نے انہیں ستایا کنویں میں ڈالا فروخت کیا یعقوب علیہ السلام کو جھوٹی خبر دی وہ سب لوگ فاسق ہوئے کافر نہیں ہوئے پھر توبہ کرنے اور ان دونوں بزرگوں سے معافی حاصل کر لینے پر ان کا فسق ختم ہوا اشعۃ فرماتے ہیں یہی اشارہ ہے جو لوگ قتل حسین کو کفر کہتے ہیں وہ قتل امام حسن قتل علی قتل عثمان کو کفر کیوں نہیں کہتے یوں ہی برادرانِ یوسف علیہ السلام کو کافر کیوں نہیں کہتے ۞

۳؎ یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کربلا کی مٹی لا کر دکھائی جو خونِ امام حسین سے سُرخ تھی خیال رہے کہ کربلا معلیٰ کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب سُرخ قتل امام حسین علیہ السلام کے وقت یا تو ساری مٹی سُرخ ہو گئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون گرا وہ ہی مٹی لا کر دکھائی مقبولین آئندہ کے واقعات کو دیکھ لیتے اور سُن لیتے ہیں حضور انور نے معراج کی رات جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا کہ حضرت بلال حضور کے آگے بٹو بجو کرتے جنت میں جائیں گے ۞

www.alahazratnetwork.org

يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاَخِيْرَ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ

میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا[1] میں نے کہا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا[2] میں وہ وقت خیال میں رکھنے لگا میں نے یہ وقت قتل کا پایا[3] یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں اور احمد نے آخری حدیث روایت کی روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں

[1] غالباً یہ خواب دسویں محرم الحرام ۶۱ھ کو دیکھا ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

[2] اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جہاں بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کربلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینہ والے محبوب اس موقعہ پر وہاں تشریف لے گئے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ جانے آنے میں قطعاً دیر نہیں لگتی دیکھو وہاں حضرت امام حسین شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضور آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آبھی گئے۔ حضرت ابن عباس کو خبر بھی دے دی۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کرا سکتے ہیں خون امام حسین علیہ السلام جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے پانچویں یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہر وقت آپ پر سلام نزائرین عرض کرتے رہتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کر رہا ہوتا ہے تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی ورنہ اندھی ہو جاتی۔

[3] یعنی میری اس خواب اور قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کا وقت بالکل ایک تھا پل بھر کا فرق نہ تھا رفتار نبی کا یہ عالم ہے معراج کی رات نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز بیت المقدس میں پڑھی۔ نور برق رفتار براق پر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو انبیاء کرام کو وہاں موجود پایا یہاں سے نبیوں نے حضور کو وداع کیا۔ آسمانوں پر استقبال کیا۔

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِّعْمَتِہٖ وَ اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ وَھُوَ آخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَۃِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے روزی دیتا ہے[1] اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو اور[2] میری محبت کے لیے میرے اہلبیت سے محبت کرو[3] (ترمذی) اور روایت ہے حضرت ابوذر سے[4] کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا[5] کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح کی کشتی کی طرح ہے

[1] یہاں انسان کی ابتدائی منزل کا ذکر ہے رب کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے محبت کرنا ابتداء ہے اور بذات خود اس سے محبت کرنا وہ نعمت دے یا نہ دے یہ ہے انسان کی انتہا ابتدار محبت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع۔ رب تعالٰے اپنی ذات و صفات سے محبوب ہے کرم نوازیاں تو بعد کی چیزیں ہیں۔

[2] یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ تعالٰی کا محبوب ہوں محبوب کا محبوب خود اپنا محبوب ہوتا ہے رب فرماتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ۔

[3] یعنی میری محبت حاصل کرنے کے لئے میرے گھر والوں اولاد پاک ازواج مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ان محبتوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہل بیت کی محبت زینہ ہے حضورؐ کی محبت کا اور حضور کی محبت ذریعہ ہے رب تعالٰی کی محبت کا (ازمرقات) مطلب یہ ہے کہ محبت اہل بیت اس لئے چاہیئے کہ وہ محبت رسول کا ذریعہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ بغض صحابہ کا ذریعہ بنے۔ جیسا کہ آج کل بعض مدعیان محبت اہل بیت کا طریقہ ہے کہ ان کے نزدیک محبت اہلبیت تبرا صحابہ سے مکمل ہوتا ہے یہ لوگ محبت اہلبیت کو بہانہ بناتے ہیں صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں[4] آپکا نام جندب ابن جنادہ غفاری ہے آپ اسلام سے پہلے ہی بڑے زاہد تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں مکہ معظمہ آکر ایمان لائے۔ پھر حضور کے حکم سے اپنے وطن چلے گئے۔ پھر بعد غزوہ خندق مدینہ منورہ میں آئے۔ پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات پائی (مرقات)

[5] دروازہ کعبہ اس لئے پکڑا تاکہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں کو معلوم ہو جاوے۔

www.alahazratnetwork.org

نُوْحٍ مَّنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔ بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔

جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا [1] (احمد) ۔
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے فضائل [2] پہلی فصل

[1] یعنی جیسے طوفانِ نوحی کے وقت ذریعہ نجات صرف کشتی نوح علیہ السلام تھی ایسے ہی تا قیامت ذریعہ نجات صرف محبت اہل بیت اور ان کی اطاعت ان کی اتباع ہے بغیر اطاعت و اتباع دعوٰی محبت بے کار ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے گویا دنیا سمندر ہے اس میں سفر کے لئے جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ کہ یہ اہل بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں خوارج کے پاس کشتی نہیں روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

[2] اللہ تعالیٰ کی تعریف کو حمد کہتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو نعت کہتے ہیں۔ بزرگان دین کی تعریف کو منقبت کہا جاتا ہے خواہ نثر میں ہو۔ یا نظم میں ازواج جمع ہے زوج کی یہ خاوند اور بیوی دونوں پر بولا جاتا ہے یہاں مراد بیویاں ہیں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بعض وہ ہیں جو نکاح میں بھی آئیں اور قرب سے بھی مشرف ہوئیں بعض وہ ہیں جو نکاح میں آئیں مگر قربت سے پہلے انہیں طلاق ہو گئی بعض کو حضور نے صرف پیغام دیا مگر ان سے نکاح نہ ہوا۔ بعض حضور کے زمانہ میں وفات پا گئیں۔ بعض حضور کے بعد فوت ہوئیں جو نکاح اور مقاربت دونوں سے مشرف ہوئیں ان کی تعداد بارہ یا چودہ ہے۔ اور ترتیب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد۔ سودہ بنت زمعہ۔ عائشہ صدیقہ۔ حفصہ بنت عمر۔ زینب بنت خزیمہ۔ ام سلمہ بنت امیہ۔ زینب بنت جحش۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان۔ جویریہ بنت حارث۔ میمونہ بنت حارث۔ صفیہ بنت حیی ریحانہ بنت زید۔ اور بیس بیویاں وہ ہیں جن سے نکاح ہوا مگر مقاربت سے پہلے طلاق ہو گئی۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام ان نکاحوں کی ترتیب یہ ہے کہ حضور نے پہلا نکاح بی بی خدیجہ سے کیا پچیس سال کی عمر شریف میں بی بی خدیجہ کی عمر شریف چالیس تھی اور ہجرت سے تین سال پہلے جناب خدیجہ کی وفات ہوئی۔ پھر سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اس کے بعد جناب عائشہ صدیقہ سے ہجرت سے پہلے نکاح کیا چھ سال عمر میں نو سال کی عمر میں رخصت ہوئی آپ کی وفات ۵۴ھ ہجری میں ہوئی پھر ۵ھ یا ۴ھ میں بی بی حفصہ سے نکاح کیا ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی ۳ھ میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ اور ۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۴ھ میں ام سلمہ امیہ مخزومیہ سے نکاح کیا ۵۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی ۵ھ میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا ۲۱ھ میں وفات ہوئی۔ پھر ۷ھ میں ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح ہوا

www.alahazratnetwork.org

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اَبُوْ کُرَیْبٍ وَاَشَارَ وَکِیْعٌ اِلَی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْ مَعَھَا اِنَآءٌ فِیْہِ اِدَامٌ وَطَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْکَ فَاقْرَءْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّھَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں ۱؎ اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں ۲؎ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابوکریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا ۳؎ ۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے ۴؎ تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر

نجاشی شاہ حبشہ نے آپ کا نکاح کیا یہ پہلے عبداللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ پہنچ کر وفات پا گئے اسی سنہ میں حضرت جویریہ سے نکاح کیا ۵۶ھ میں وفات ہوئی ۷ھ میں میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اسی سنہ میں صفیہ بنت حیی سے نکاح کیا آپ اس وقت سترہ سالہ تھیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ خیال رہے کہ حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سوا ابراہیم کے وہ جناب ماریہ قبطیہ کے شکم سے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں حقیقی ہیں زینب۔ کلثوم رقیہ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اور چار صاحبزادیاں سوتیلی ہیں جناب ام سلمہ کی بیٹیاں۔ ۱؎ ھا کا مرجع دنیا ہے یعنی ایک وقت میں جناب مریم جہان کی ساری عورتوں سے افضل تھیں۔ ۲؎ یعنی اب تا قیامت جناب خدیجہ جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب خدیجہ سے افضل ہیں یا برعکس نیز یہ کہ حضرت فاطمہ افضل ہیں یا بی بی خدیجہ۔ ۳؎ اس صورت میں بجائے ھا کے ھما ہوگا یا ضمیر واحد تغلیباً ارشاد ہوئی۔ ۴؎ یہ واقعہ حضور انور کے غار حرا میں تشریف فرما ہونے کا ہے ایک بار حضرت خدیجہ حضور کے لئے کھانا لے کر وہاں حاضر ہوئیں تب حضرت جبریل نے یہ خبر دی (مرقات) ہو سکتا ہے کہ ظہور نبوت کے بعد حضور انور نے غار حرا میں قیام فرمایا ہو تب یہ واقعہ ہوا۔ پہلی بار میں تو صرف اقرا وہاں نازل ہوئی۔

www.alahazratnetwork.org

فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ

کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے نہ کوئی تکلیف [1] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی [2] حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا [3] لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے، بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیجتے تھے [4]

[1] یعنی خدیجہ کے لئے جنت میں خاص مکان عطا کیا گیا ہے [2] غرت بنا ہے غیرت سے یہاں غیرت بمعنی شرم وحیا بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور انور کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ حضور کی بڑی ہی محبوبہ زوجہ ہیں آپکی محبوبیت بی بی خدیجہ کی محبوبیت سے کسی طرح کم نہیں رشک اس بات میں ہے جو ہم نے عرض کی بعد وفات محبت مصطفیٰ کا جوش [3] یعنی جناب خدیجہ رض میرے نکاح میں آئے بلکہ میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی موجودگی میں کسی بی بی سے نکاح نہیں کیا سارے نکاح ان کی وفات کے بعد کئے حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سوا جناب ابراہیم کے حضرت عائشہ صدیقہ حضور انور کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور انور کنوارے ملے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں ؎

سیما پہلی ماں کہ ہے امن و امان حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

[4] یعنی اکثر حضور انور حضرت خدیجہ کی طرف سے بکری ذبح فرماتے انہیں ثواب پہونچانے کے لئے اور اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ میت کو صدقہ و خیرات کا ثواب بخشنا سنت ہے تیسرے یہ کہ میت کے نام کا کھانا اس کے پیاروں دوستوں کو دینا بہتر ہے اس سے میت کو دہری خوشی ہوتی ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے دوستوں پیاروں کی امداد ہونے کی بعض لوگ گیارہویں کا کھانا یا دیگوں کو مزارات کے چڑھاوے وہاں کے مجاوروں کو دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے کہ مجاورین اور اولاد میت کو پیارے

www.alahazratnetwork.org

فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؕ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؕ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ

تو میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھیں ۱؎ تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں ایسی تھیں ان سے میری اولاد ہوئی ۲؎ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو سلمہ سے ۳؎ کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ حضرت جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں ۴؎ انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی ۵؎ (مسلم بخاری) ؕ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں مجھ سے

ہوتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ میت کو دنیا کے حالات کی خبر رہتی ہے تب ہی تو وہ اپنے پیاروں پر صدقہ کرنے سے خوش ہوتی ہے ؕ

۱؎ یعنی جب میں حضور انور کی زبان پاک سے ان کی بہت تعریف سنتی تو جوش غیرت میں عرض کرتی کہ یا رسول اللہ حضور تو ان کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں کہ گویا ان کے سوا کوئی بیوی آپ کو ملی ہی نہیں یا ان کے سوا دنیا میں کوئی بی بی ہے ہی نہیں ۲؎ یہاں کانت وکانت میں جناب خدیجہ کے بہت سے صفات کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ بہت روزہ دار تہجد گزار میری بڑی خدمت گزار میری تنہائی کی مونس میری غمگسار غار حرا کے چلے میں میری مددگار تھیں اور میری ساری اولاد انہیں سے ہے۔ وہ جناب فاطمہ زہرہ کی ماں ہیں قیامت تک کے سیدوں کی نانی رضی اللہ عنہا خیال رہے کہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد ابن اسد قریشیہ ہیں پہلے ابن ہالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر عتیق ابن عابد کے نکاح میں رہیں پھر چالیس سال کی عمر شریف میں حضور کے نکاح میں آئیں ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۶۵ پینسٹھ سال عمر شریف پائی حضور کے ساتھ پچیس سال رہیں (اکمال۔ مرقات) ۳؎ ابو سلمہ دو ہیں ایک تو جناب ام سلمہ کے پہلے خاوند وہ صحابی ہیں دوسرے ابو سلمہ ابن عبدالرحمن ابن عوف یہ تابعی ہیں یہ ہی یہاں مراد ہیں ۴؎ عائش ترخیم ہے عائشہ کی نہایت محبت و پیار میں یہ فرمایا گیا اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے رب تعالیٰ کا سلام پہونچایا (مرقات لمعات) ۵؎ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجود یکہ حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِى الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِئُ بِكِ الْمَلَكُ فِىْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِىْ هٰذِهٖ اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِىَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا۔ مجھ سے کہتا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہیں لہ میں نے تمہارے رخ سے کپڑا ہٹایا تو تم تھیں میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے جاری (پورا) فرماوے گا ۵۲ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں ہدیوں کے لیے جناب عائشہ کا دن تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی چاہتے تھے ۵۳

میں آتے تھے مگر میں اور نہیں نہ دیکھتی تھی نور کو دیکھنے کے لیے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہونچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام ۞ لہ کبھی تو خواب میں حضور پر جناب عائشہ صدیقہ ریشمی ٹکڑے میں پیش کی جاتی تھیں کبھی حضرت جبریل کی ہتھیلی پر آپ کی صورت نقش کی جاتی تھی ان دونوں واقعوں کا ذکر احادیث میں ہے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لیے منتخب ہیں یہ آپ کے لیے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں سمجھ لو کہ رب کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ رضی اللہ عنہا ۵۲ خیال رہے کہ یہاں ان یک شک کے لیے نہیں جیسے بادشاہ کہے کہ اگر میں بادشاہ ہوں تو تجھ کو یہ انعام دونگا یعنی چونکہ یہ خواب رب تعالیٰ کی طرف سے ہے لہذا ہو کے رہے گی خیال رہے کہ نبی کا خواب وحی ہوتی ہے خواہ ظہور نبوت کے بعد ہو یا پہلے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام کی سجدہ والی خواب آپ کی نبوت سے پہلے تھی مگر وحی منامی تھی۔ خیال رہے کہ حضور انور نے جناب عائشہ صدیقہ سے دسویں سال نبوت نکاح کیا ماہ شوال میں ہجرت سے دو سال پہلے ۲ سنہ ہجری میں رخصت ہوئی قریبًا نو سال حضور کے نکاح میں رہیں اٹھارہ سال کی عمر شریف تھی کہ حضور کا وصال ہوگیا ۵۷ سنہ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ **دسویں** رمضان منگل کی شب وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ نے آپ پر نماز پڑھائی اس وقت مروان مدینہ کا حاکم تھا امیر معاویہ کا دور سلطنت تھا رات میں دفن ہوئیں (مرقات) ۵۳ لوگ جانتے تھے کہ حضور کو جناب عائشہ صدیقہ سے بہت محبت ہے اون کے ذریعہ سے جو تحفہ ہمارا حضور تک پہنچے گا وہ حضور کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہوگا۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو ایصال ثواب حضور کی بارگاہ میں حاضر کریں حضرت

www.alahazratnetwork.org

وَقَالَتْ اِنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَآئِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَآئِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو گروہ تھیں ۱؎ ایک گروہ وہ جس میں جناب عائشہ اور حفصہ ۲؎ اور صفیہ ۳؎ اور سودہ تھیں ۴؎ اور دوسری جماعت میں ام سلمہ ۵؎ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں ۶؎ تو ام سلمہ کے گروہ گفتگو کی

عائشہ صدیقہ کا واسطہ ضرور اختیار کریں اور ان کا نام خوب سر لیا کریں ۔

۱؎ یعنی حضور انور کی بیویاں اوسوقت نو تھیں مگر ان کی دو جماعتیں بنی ہوئی تھیں ایک جماعت میں چار دوسری میں پانچ کیونکہ ہر بی بی اپنی متفق الخیال بی بی سے وابستہ تھیں ۲؎ جناب عائشہ صدیقہ کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں بی بی حفصہ جناب عمر فاروق کی دختر ہیں آپ کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں پہلے حنیس ابن وحافہ کے نکاح میں تھیں وہ غزوہ بدر کے بعد وفات پا گئے ۳؎ ۳ھ میں حضور انور کے نکاح میں آئیں آپ کی وفات شعبان ۴۵ھ پینتالیس میں ہوئی ساٹھ سال عمر پائی بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک طلاق آپ کو دیدی تھی پھر رجوع فرمالیا (مرقات) ۴؎ آپ صفیہ بنت حیی ابن اخطب ہیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں ۷ محرم ۷ھ میں غزوہ خیبر میں مارا گیا آپ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں ۔ پھر حضور انور نے انہیں قبول فرمایا ۵۰ھ پچاس میں آپ کی وفات ہوئی ۔ بقیع میں دفن ہوئیں (مرقات) ۵؎ آپ سودہ بنت زمعہ ہیں پہلے اپنے چچازاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں بی بی خدیجہ کے بعد ان سے حضور نے نکاح کیا ۔ ہجرت سے پہلے ہی اور آپ نے اپنی باری آخر میں جناب عائشہ صدیقہ کو ہبہ کر دی تھی ۔

۵۴ھ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ۶؎ آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے کنیت ام سلمہ پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ چار یا تین میں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں ۵۹ھ انسٹھ میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں ۶؎ باقی بیویاں حضرت زینب ۔ ام حبیبہ ۔ جویریہ اور میمونہ ہیں گویا پانچ ازواج کی جماعت یہ تھی رضی اللہ عنہن اجمعین ۔ بی بی زینب کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے زینب رکھا آپ بنت جحش ہیں آپ کی ماں امیہ بنت عبد المطلب ہیں حضور کی پھوپھی آپ پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان کی طلاق کے بعد ۳ھ میں حضور کے نکاح میں آئیں حضور انور کے بعد تمام بیویوں سے پہلے آپ کا انتقال ہوا بڑی سخی خوف خدا والی تھیں ۲۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی ترپن سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں ۔ ام حبیبہ کا نام رملہ تھا ۔ آپ

www.alahazratnetwork.org

فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ

ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرو کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے تو آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں [1] چنانچہ ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سوا عائشہ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے [2] ام سلمہ نے کہا یارسول اللہ میں

ابوسفیان ابن صخر ابن حرب کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابوالعاص ہیں یعنی عثمان غنی کی پھوپھی۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا نکاح حضور سے کیا غائبانہ کہ آپ حبشہ میں تھیں حضور انور مدینہ منورہ میں نکاح ہوا خود نجاشی نے چار سو دینار یا بارہ ہزار درہم مہر دیا حضور انور نے شرجیل ابن حسنہ کے ذریعہ ادھر حبشہ سے مدینہ منورہ بلایا بی بی جویریہ بنت حارث ابن خزاعی غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنی مصطلق ۶ھ پانچ میں قید ہوئیں حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتبہ کردیا ان کی کتابت حضور نے ادا کی پھر آزاد کرکے نکاح میں لے لیا آپ کا نام بھی برہ تھا جو حضور نے بدل کر جویریہ رکھا ربیع الاول ۵۶ھ چھپن میں وفات ہوئی ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی۔ بی بی **میمونہ** بنت حارث ہلالیہ عامریہ آپ کا نام بھی برہ تھا حضور نے میمونہ رکھا۔ آپ پہلے مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں آپ ان سے الگ ہوکر ابورہم کے نکاح میں آئیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں ذی قعدہ ۷ھ عمرہ قضا میں مقام سرف میں آپ سے حضور نے نکاح کیا وہاں ہی زفاف ہوا۔ اور وہاں ہی آپ کی وفات و قبر واقع ہوئی۔ جس جگہ زفاف ہوا وہاں ہی قبر بنی سرف مکہ معظمہ سے دس میل ہے آپ حضرت عباس کی سالی عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں اسماء بنت عباس کی بہن ہیں۔ (مرقات) ۱ھ یعنی ام سلمہ کے گروہ نے حضرت ام سلمہ کو اپنا نمائندہ بناکر حضور کی خدمت میں بھیجا کہ حضور انور لوگوں سے علانیہ فرمادیں کہ جو بھی کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں حضرت عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کرے ۲ھ یعنی ہمارے صحابہ کا رجحان قلبی جناب عائشہ کی طرف اتفاقی نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے اللہ کی وحی بھی صرف انہیں کے بستر میں آتی ہے تم میں سے کسی کے بستر میں نہیں آتی جب ربانی تحفہ انہی کے بستر میں آتا ہے تو اگر مخلوق کا تحفہ انہی کے گھر میں آئے تو کیا بعید چنانچہ آیت انک لا تھدی من احببت حضرت عائشہ کے بستر ہی میں آئی (مرقات) ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

www.alahazratnetwork.org

اَذَاكِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ فِيْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ وَرَوَايَةُ اَبِيْ مُوْسٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِّسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخُدَيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ

آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں [۱] پھر تمام بیویوں نے جناب فاطمہ کو بلایا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا [۲] انہوں نے حضور سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں تم ان سے محبت نہیں کرتیں بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو [۳] (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث کہ عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر الخ باب بدو الخلق میں ذکر کر دی گئی [۴] (روایت کیا اسے ابوموسیٰ نے) دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین

[۱] یہ ہے حضرت ام سلمہ کا ایمان آپ سمجھیں کہ حضرت عائشہ کی ایذا حضور انور کی ایذا ہے اور حضور کی ایذا رب تعالیٰ کی ایذا ہے یہ کفر یا کفر کا باعث ہے [۲] وہ بیویاں یہ سمجھیں کہ شاید ام سلمہ کے کہنے سے حضور انور کو ایذا ہوتی ہو جناب فاطمہ کے عرض کرنے سے ایذا نہ ہوگی لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ ازواج مطہرات نے حضور کی ایذا کیوں گوارا کی [۳] یعنی اے فاطمہ تم عائشہ صدیقہ سے محبت و الفت کرو اور کوئی بات ایسی نہ کرو جو اونہیں تکلیف دے کیونکہ ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے محبت حضور انور سے محبت ہے ان سرکار سے عداوت حضور سے عداوت ہے ان سرکار کی تکلیف حضور کی تکلیف ہے [۴] یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور نہ تھی ہم نے اس باب میں بیان کر دی اور مرآت میں وہاں ہی یہ عرض کر دیا گیا کہ ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں ایک جان کی ہوئی بہترین غذا ہے ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ نر و جنم نہایت ہی متقوی بہت مزے دار چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے ایسے ہی حضرت عائشہ صورت، سیرت، علم، عمل، فصاحت فطانت، ذکاوت، عقل، حضور کی محبوبیت وغیرہ ہزارہا صفات کی جامع ہیں حق یہ ہے کہ آپ ساری عورتوں حتی کہ خدیجہ الکبریٰ سے بھی افضل ہیں آپ بہت احادیث کی جامع علوم قرآنیہ کی ماہر بی بی ہیں رضی اللہ عنہا (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جِبْرَئِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِیْ خِرْقَةِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِیَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ

فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کا نی ہیں [1] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب جبریل ان کی صورت سبز ریشمی ٹکڑے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے عرض کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں [2] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب صفیہ کو خبر پہنچی

[1] یعنی مرد تو بہت کامل ہوئے مگر عورتوں میں یہ چار بیبیاں بہت کامل ہوئیں دوسری روایت میں اس کے بعد یہ ہے وفضل عائشہ علی سائر النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام خیال رہے کہ حضرت عائشہ وخدیجہ رضی اللہ عنہما کے متعلق تین قول ہیں ایک یہ کہ جناب عائشہ بی بی خدیجہ سے افضل ہیں دوسرے اس کے برعکس تیسرے اس میں خاموشی اس میں احتیاط ہے امام سیوطی نے نقایہ میں فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جناب مریم وفاطمہ تمام عورتوں سے افضل ہیں اور تمام ازواج مطہرات میں عائشہ و خدیجہ افضل ہیں ہم نے جناب فاطمہ زہرا کے شان میں عرض کیا ہے۔ شعر

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی — یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

[2] یہ مضمون پہلے گذر چکا ہے۔ خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ کے فضائل ریت کے ذروں۔ آسمان کے تاروں کی طرح بیشمار ہیں آپ رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں جو حضور انور کو عطا ہوئیں۔ آپ کی عصمت وعفت کی گواہی خود رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ نور میں دی حالانکہ جناب مریم اور یوسف علیہ السلام کی عصمت کی گواہی بچے سے دلوائی گئی

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ — ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام
بنت صدیق آرام جان نبی — اس حریم برائت پہ لاکھوں سلام

امت کو تیمم کی آسانی آپ کے صدقہ سے ملی حضور کا وصال آپ کے سینہ پر ہوا حضور کی آخری آرام گاہ آپ کا حجرہ ہے آپ کا لعاب حضور کے لعاب کے ساتھ وصال کے وقت جمع ہوا۔

آپ کے بستر میں وحی آتی تھی آپ
خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں رضی اللہ عنہا ۞

www.alahazratnetwork.org

قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَاَبْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اِتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ ۞ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا

کہ حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ۱؎ تو وہ روئیں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ وہ رو رہی تھیں فرمایا کیوں روتی ہو آپ بولیں کہ مجھے بی بی حفصہ نے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیٹی ہو ۲؎ تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کی بیوی ہو تو تم پر حفصہ کیسے فخر کرتی ہیں ۳؎ پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو ۴؎ (ترمذی۔ نسائی) ۞ روایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال جناب فاطمہ کو بلایا ۵؎ ان سے کچھ سرگوشی کی آپ روئیں پھر ان سے کچھ بات کی

۱؎ کیونکہ بی بی صفیہ حیی ابن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جناب حفصہ نے بطور طعن یہ کہا اس لیے جناب صفیہ روئیں ۲؎ کیونکہ حیی ابن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور بی بی حفصہ حضرت عمر کی بیٹی خیال رہے کہ حیی ابن اخطب کو اولاد نبی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ کفر کی وجہ سے انھوں نے اپنا رشتہ نبی سے توڑ دیا چونکہ بی بی صفیہ مومنہ ہیں لہذا نبی کی اولاد سے ہیں۔ کفر مومن سے رشتہ توڑ دیتا ہے ان شانئک ھو الابتر کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نہ رہا انہ لیس من اھلک۔ ۳؎ یعنی اے صفیہ تم کو تین عظمتیں حاصل ہیں تم ایک نبی حضرت ہارون کی بیٹی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی ہو۔ اور میری بیوی ہو تم کو تین نبیوں سے نسبت حاصل ہے۔ خیال رہے کہ حضرت حفصہ بنت عمر کو بھی یہ نسبتیں حاصل ہیں آپ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بھتیجی ہیں اور حضور کی زوجہ ہیں لہذا مطلب یہ ہے کہ حفصہ تم سے افضل نہیں بلکہ برابر ہیں (مرقات)۔ ۴؎ یعنی اے حفصہ طعنے۔ غیبت۔ ایذا رسانی تمہاری شان سے بعید ہے گذشتہ سے توبہ کرو آئندہ اس سے بچی رہو یہ باتیں جاہلیت کی عادات سے ہیں۔

۵؎ یہ راوی کا وہم ہے یہ واقعہ فتح مکہ کے سال نہیں ہوا بلکہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہوا ہے۔ حضور کی وفات شریف کے قریب جیسا کہ پہلے گزر چکا (مرقات) ۞

www.alahazratnetwork.org

فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَسَئَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو آپ ہنسیں ۱ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے ان کے رونے اور ان کے ہنسنے کے متعلق پوچھا تو بولیں مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ وفات پاجائیں گے ۲ تو میں روئی پھر مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے جنتی عورتوں کی سردار ہوں ۳ تو میں ہنسی ۴ (ترمذی) ۞ تیسری فصل روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی

۱ پہلے گزر چکا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے اس رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو جناب فاطمہ نے بتانے سے انکار کردیا پھر حضور کی وفات کے بعد ام المومنین نے وہی سوال فرمایا تب آپ نے بتادیا۔ ۲ معلوم ہوا کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اب قریب ہے، یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ ۳ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اے فاطمہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ کو ملوگی یہ دونوں باتیں حضور نے فرمائیں یہ کلام مبارک بھی اور وہ بھی لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

۴ یہ حدیث ازواج مطہرات کے فضائل میں اس لیے لائی گئی کہ اس میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا ذکر ہے اور بی بی مریم بھی حضور کی زوجہ ہیں جنت میں (مرقات اشعۃ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ جناب مریم سے افضل نہیں بلکہ ان کی برابری میں یہ ذکر ہے افضلیت کا رہی محبوبیت وہ ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو زیادہ عطا ہوئی۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا شعر

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام الاولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں قافلہ سالار عشق

رشتہ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفےٰ است

ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہا بر خاک او پاشیدمے

www.alahazratnetwork.org

حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ ۞ بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

کبھی بھی۔ پھر ہم نے جناب عائشہ سے پوچھا مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی ۞ روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی ۞ منقبتوں کا مجموعہ ۳؎

۱؎ یعنی اصحاب۔ رسول اللہ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو جناب عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوتے ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا از آدم تا ایندم کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ آپ علوم قرآنیہ علوم حدیث کی جامع تھیں بڑی محدثہ بڑی فقیہ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کسی عرض کیا کہ اے ام المومنین قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں صفا مروہ کی سعی واجب نہیں صرف جائز ہے۔ کیونکہ رب نے فرمایا۔ فلاجناح علیہ ان یطوف بھما۔ کہ ان کے سعی میں گناہ نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا فلاجناح علیہ ان لا یطوف بھما۔ دیکھو اس ایک جواب میں اصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرمادیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب نہ کرنے میں گناہ، جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے ۲؎ حضرت عائشہ صدیقہ علاوہ قرآن و حدیث و فقہ کے عالم ہونے کے بڑی شاعرہ۔ علم و انساب میں بڑی کامل فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبہ محبوب۔ رب العالمین تھیں حضرت ابوبکر صدیق کی لخت جگر نور نظر تھیں ہم سب کی باعث ناز قابل فخر ام المحترمہ جن کے گیت قرآن گاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ ابن طلحہ تابعی ہیں آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۱۰۴ھ ایک سو چار میں وفات پائی۔

۳؎ پچھلے بابوں میں صحابہ یا خاص صحابہ کرام کی خاص جماعتوں کے فضائل کا ذکر تھا اس باب میں بغیر تقرر متفرق صحابہؓ و اہل بیت کے فضائل کا ذکر ہوگا اس لیئے اسے جامع المناقب فرمایا۔

www.alahazratnetwork.org

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ فِیْ یَدِیْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِیْرٍ لَا اَهْوِیْ بِهَا اِلٰی مَکَانٍ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِیْ اِلَیْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاکَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا

پہلی فصل روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے [1] فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے وہاں ہی لے کر اڑ جاتا ہے [2] میں نے یہ خواب بی بی حفصہ سے کہی جناب حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرمائی [3] تو فرمایا کہ تمہارے بھائی نیک آدمی ہیں یا عبداللہ نیک آدمی ہیں [4] (مسلم بخاری) ؛ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام

[1] آپ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب قرشی عدوی ہیں بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ایمان لائے اول درجہ کے متبع سنت تھے آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کیے آپ ہمیشہ عملاً حجاج ابن یوسف کی مخالفت کرتے تھے۔ حجاج نے کسی کے ذریعہ آپ کے پاؤں میں زہریلا برچھا چبوا دیا اس سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی ولادت حضور پر وحی کی ابتدا ہونے سے ایک سال پہلے ہوئی وفات تہتر میں ہوئی حضرت زبیر کی شہادت سے تین ماہ بعد چوراسی سال عمر ہوئی مقام ذی طوی میں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ، خندق کے بعد سارے غزوات میں شریک ہوئے [2] یعنی میرے ہاتھ میں ریشمی رومال ہے جو پیروں کا کام دیتا ہے جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں اڑا جاتا ہے اور میں جنت میں ہوں رومال سفید ریشم کا ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے (مرقات) [3] یعنی حضور انور کی ہیبت کی وجہ سے میں نے یہ خواب براہ راست سرکار سے عرض نہ کی بلکہ اپنی ہمشیرہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائی [4] یعنی حضرت عبداللہ نے جو ریشمی رومال دیکھا ہے وہ ان کے نیک اعمال ہیں اس کی سفیدی وہ ان کا اخلاص ہے اس کی صفائی یہ ان کے دل کی صفائی ہے لہٰذا عبداللہ بڑے نیک صالح مخلص دیندار ہیں۔ خیال رہے کہ جیسے نبی کی خواب وحی ہوتی ہے ویسے ہی نبی کی تعبیر بھی وحی ہوتی ہے لہٰذا حضرت عبداللہ ابن عمر کا مومن صالح متقی ہونا وحی الٰہی سے ثابت ہوا یوسف علیہ السلام نے ان قیدیوں سے فرمایا تھا۔ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان تم نے خواب دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو جو میں نے تعبیر دے دی اس کا فیصلہ ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ تعبیر نبی رب کی وحی ہوتی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِىْ مَا يَصْنَعُ فِىْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۞ وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَ اَخِىْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نُرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَّجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لوگوں میں حضور سے بہت زیادہ مشابہ طریقہ میں سیرت میں اور ہدایت میں ام عبد کے بیٹے ہی ہیں [1] جب سے وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں وہاں لوٹنے تک ہم کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے گھر میں جب اکیلے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں [2] (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے ہم بہت عرصہ ٹھہرے تو ہم یہ ہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں [3] کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ کا بہت ہی آنا جانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے [4]

[1] ابن ام عبد حضرت عبداللہ ابن مسعود کی کنیت ہے آپ کی ماں کی کنیت ام عبد ہے کبھی کسی کو ماں کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں جیسے عبداللہ ابن مکتوم۔ [2] یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جب تک باہر ہوں اور ہم ان کو دیکھتے ہیں تب تک تو ان کی ہر ادا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اندرون خانہ ان کے حالات کیسے ہوتے ہیں یہ بدگمانی نہیں بلکہ تعریف میں احتیاط ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ [3] یعنی ہم دونوں بھائی یمن کے رہنے والے تھے وہاں سے مدینہ منورہ آئے مسلمان ہوئے عرصہ تک مدینہ میں رہے اور یہ سمجھتے رہے [4] حضرت عبداللہ ابن مسعود مشہور صحابی ہیں قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے جب حضور دار ارقم میں جلوہ افروز نہیں ہوئے تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک وضو کا لوٹا۔ نعلین شریف آپ ہی کے ہاتھ رہتی تھی خصوصاً سفر میں آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی جنگ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی آپ گندمی رنگ درمیانہ قد عہد فاروقی میں کوفہ کے حاکم اور خزانچی بھی رہے ۳۲ھ میں وفات پائی بقیع شریف میں دفن ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے فقیہ صحابی ہیں امام اعظم ابو حنیفہ انہی کے تبع ہیں ۞

www.alahazratnetwork.org

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

پاس دیکھتے تھے ۱ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید چار شخصوں سے سیکھو ۲ عبداللہ ابن مسعود ۳ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ۴ ابی ابن کعب اور معاذ ابن جبل ۵ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے علقمہ سے ۶ فرماتے ہیں کہ میں شام پہنچا تو میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر

۱ یعنی آپ اور آپ کی والدہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں اس قدر آتے جاتے تھے بغیر روک ٹوک اور بغیر اجازت طلب کیے کہ ہم سمجھے کہ آپ بھی اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں حضور انور نے آپ سے فرمادیا تھا کہ تم کو ہمارے گھر میں آنے کے لیئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بے اجازت بے روک ٹوک آجایا کرو ہاں اگر ہم تم کو اشارۃً کسی وقت کھنکار کر یا کسی اور طریقہ سے منع کردیا کریں تو رک جایا کرو۔ ۲ یعنی قرآن مجید کی تلاوت اس کے معنا میں اس کے احکام اس کے اسرار ان صحابہ سے خصوصیت کے ساتھ سیکھو خیال رہے کہ یہ چار صحابہ قرآن سکھانے والے ہیں اور حضرات خلفاء راشدین قرآن چلانے والے اسے جاری کرنے والے ہیں لہٰذا اس فرمان کا یہ مقصد نہیں کہ ان حضرات سے علوم قرآنیہ حاصل نہیں ہوئے ہر ایک کی ڈیوٹی علیحدہ ہے بعض روایات میں ہے کہ یہ چار حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے۔ انہوں نے براہ راست قرآن حضور انور سے سیکھا اور یاد کیا ۳ آپ قرآن مجید کے بڑے عالم فقیہ ہیں حتیٰ کہ امام اعظم اکثر احکام میں آپ کی اتباع کرتے ہیں رضی اللہ عنہا ۴ جناب سالم اصطخر یعنی ملک فارس کے تھے آپ مہاجرین اولین کی امامت کرتے تھے یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے حالانکہ ان میں حضرت عمر موجود تھے اور ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے آپ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ہیں حضور انور کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے ایمان لائے ۵ ابی ابن کعب سید القراء ہیں کاتب وحی ہیں۔ حضرت عمر آپ کو سید المسلمین کہتے تھے معاذ ابن جبل کے فضائل تو بے حد و بے شمار ہیں حضور انور نے انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا (اشعۃ اللمعات) ۶ آپ مشہور تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کرسکے (اشعۃ)۔ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے۔

www.alahazratnetwork.org

قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ

میں نے عرض کیا الٰہی مجھے نیک ساتھی ہم نشین عطا فرما[1] پھر میں ایک قوم کے ساتھ گیا ان میں بیٹھا تو ایک بوڑھے بزرگ آئے حتّٰی کہ میرے برابر بیٹھ گئے[2] میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابوالدرداء ہیں[3] میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین نصیب کرے تو اللہ نے مجھے آپ کو میسر کیا وہ بولے تم کون ہو میں نے کہا کہ میں کوفہ والوں میں سے ہوں[4] فرمایا کیا تمہارے پاس ام عبد کے بیٹے نہیں جو حضور کے نعلین اور تکیہ والے ہیں[5] اور وضو کے لوٹے والے[6] اور تم میں تو وہ بھی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی زبان

[1] یعنی میں نے دمشق کی جامع مسجد میں نفل پڑھکر یہ دعا کی کہ خدایا میں پردیس میں آیا ہوں مجھے یہاں اچھا ساتھی عطا فرما خیال رہے کہ جب کسی جگہ سفر میں جاوے تو وہاں کے نیک لوگوں سے ملنے کی کوشش کرے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے تو ان شاء اللہ سفر مبارک ہوگا میرا تجربہ ہے۔ [2] سبحان اللہ جس جنس کے پاس پہنچ گئی اللہ تعالیٰ کر کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اہل کو اہل تک پہونچاتے ہیں۔ (مرقات) [3] ابوالدرداء مشہور صحابی ہیں تارک الدنیا اصحاب صفہ میں سے ہیں حضرت سلمان فارسی کے عقد مولات والے بھائی ہیں۔ [4] من انت کے معنی تھے تم کون ہو آپ نے جواب دیا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں یہ بھی ایک طرح کی پہچان ہے۔ [5] یعنی کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں جو گھر حضر سفر میں حضور کے ساتھی ہیں نعلیں شریف اٹھانے کی ضرورت سفر میں ہوتی ہے تکیہ اٹھانے کی ضرورت گھر میں اور جو حضور کا ساتھی ہر جگہ کا ہو۔ وہ حضور انور کے علوم کا حامل بھی ضرور ہی ہوگا تمہارے شہر میں جب ایسے عالم موجود ہیں تو تم کو کسی کی کیا ضرورت ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کرے پھر دوسرے علماء سے۔

[6] یعنی حضور کے وضو اور استنجاء کا لوٹا آپ ہی اٹھاتے تھے گویا ہر جگہ ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ یَعْنِیْ عَمَّارًا وَلَیْسَ فِیْکُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُہٗ یَعْنِیْ حُذَیْفَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ امْرَاَۃَ اَبِیْ طَلْحَۃَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَۃً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ کُنَّا

پر شیطان سے امان دی ہے یعنی حضرت عمار[1] اور کیا تم میں حضور کے رازدار نہیں جن رازوں کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا[2] یعنی حضرت حذیفہ[3] (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابو طلحہ کی بیوی وہاں دیکھی[4] اور میں نے اپنے سامنے آہٹ سنی وہ بلال تھے[5] (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں

[1] یہ تفسیر کسی راوی کی ہے۔ یعنی صاحب اسرار سے حضرت عمار ابن یاسر مراد تھے۔ حضرت عمار بڑے جلیل القدر صحابی ہیں آپ نے راہ خدا میں بڑی سے بڑی تکالیف اٹھائی ہیں مشرکین مکہ نے آپ کو زندہ آگ میں ڈالا حضور انور نے دعا کی کہ الٰہی عمار پر آگ ٹھنڈی کر دے جیسے جناب خلیل پر آگ ٹھنڈی کی تھی بعض روایات میں ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو حضور ان پر گزرے اور آگ سے خطاب فرمایا یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم (مرقات) معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم پر خدا نے آگ ٹھنڈی کی اور عمار پر باذن پروردگار حضور نے آگ ٹھنڈی کی آپ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضور نے آپ کا نام طیب و مطیب رکھا تھا۔ آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اسی میں شہید ہوئے ۳۷ھ میں ترانوے سال عمر ہوئی۔ آپ کے والد کا نام یاسر تھا والدہ کا نام سمیہ جو نہایت بے دردی سے کفار مکہ کے ہاتھوں شہید ہوئیں[2] یعنی حضور انور کے خصوصی اسرار صرف حذیفہ کو معلوم ہیں جیسے تا قیامت منافقین کے نام پتے ان کے نسبت وغیرہ (مرقات)[3] حذیفہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے آپ کے والد کا نام جبل ہے لقب یمان آپ نے ۳۵ھ میں مدائن میں وفات پائی۔ حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد (مرقات) بار بار حضرت عمر پوچھا کرتے تھے اے حذیفہ تم مجھ کو تو منافقوں میں سے نہیں پاتے ہو میرے اندر کوئی نفاق تو نہیں فرمایا۔ ہرگز نہیں مگر تمہارے دسترخوان پر چند کھانے ہوتے ہیں تحقیق کی تو ایک اندے کی زردی سفیدی الگ الگ پکائی گئی تھی (اشعۃ اللمعات)[4] ان بی بی کا نام ام سلیم ہے، اولاً مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں اس سے حضرت انس پیدا ہوئے وہ مشرک ہو کر مارا گیا۔ اس کے بعد آپ ایمان لائیں، ابو طلحہ نے آپ کو پیغام نکاح دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کر دو یہی میرا مہر ہے۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوئے اور آپ انکے نکاح میں آئیں حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی۔[5] معراج کی شب میں نے جنت میں جاتے وقت اپنے

www.alahazratnetwork.org

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَآءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ

کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے تو مشرکین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو نکال دیں کہ یہ لوگ ہم پر جرات نہ کریں [1] فرماتے ہیں کہ وہ چھ آدمی میں اور ابن مسعود اور ہذیل کے ایک صاحب اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا میں نام نہیں لیتا [2] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں وہ بات آئی جو رب نے چاہا حضور نے دل میں کچھ سوچا [3]

آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی کہ آپ مجھ سے آگے جنت میں جا رہے ہیں یہ وہ نقشہ دکھایا گیا۔ جو قیامت میں حضور کے جنت میں جاتے وقت ہوگا۔ کہ حضرت بلال حضور سے آگے آگے مٹو چوکرتے ہوئے خادمانہ شان سے جائیں گے آج حضرت بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی یہ حدیث نوافل کے باب میں گزر چکی ہے۔ خیال رہے کہ بلال ابن رباح ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے مکہ معظمہ میں سب سے پہلے آپ اپنا اسلام ظاہر کیا بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آخر میں دمشق میں رہے وہاں ہی ۲۰ھ بیس ہجری میں وفات ہوئی ترسٹھ سال عمر پائی فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ نے امیہ ابن خلف کے ہاتھوں اسلام کی خاطر بہت سی مصیبتیں جھیلیں امیہ ابن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ اور بری طرح بدن چھید چھید کر مارا گیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت بلال کا اس سے بدلہ لیا امام احمد نے روایت کی کہ سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ عمار۔ سمیہ۔ صہیب۔ بلال مقداد ان میں سے حضرت بلال کو بہت سخت ایذائیں پہنچیں۔ [1] یعنی اگر ان چھ فقراء و مساکین کے ہوتے ہوئے ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو ان کو ہم سے برابری و ہمسری کرنے کی جرأت ہو جائے گی لہٰذا پہلے ان لوگوں کو اپنے سے ہٹا دیں پھر ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوں گے آپ کا کلام سنیں گے اگر دل نے مانا تو اسلام قبول کر لیں گے [2] غالباً وہ حضرات حضرت خباب، اور عمار ہیں میں کسی مصلحت سے ان کا نام نہیں لیا۔ خیال رہے کہ حضرت خباب ابن ارت تمیمی ہیں حضور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے۔ آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی ۳۷ھ میں وفات پائی ترسٹھ سال عمر ہوئی۔ (مرآت) [3] یعنی آپ کے دل میں خیال گزرا کہ ایک خاص وقت ان سرداروں کیلئے خاص کر دیا جائے کہ اس وقت کوئی مسکین موجود نہ ہو، اور سرداروں کو تبلیغ کی جاوے۔ ممکن ہے کہ

www.alahazratnetwork.org

نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا مُوْسٰى لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدٌ

تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور آپ انہیں نہ نکالیں جو شام سویرے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں ۱؎ (مسلم) ۲؎ روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوموسیٰ تم کو داؤد علیہ السلام کی سی خوش آوازی عطا ہوئی ۳؎ (مسلم بخاری) ۴؎ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا ۵؎ ابی ابن کعب۔ معاذ ابن جبل۔ زید

یہ مسلمان ہو جاویں اسلام قبول کر لینے پر اُن کے دل سے تکبر و غرور نکل جائے گا یہ خیال کوئی بُرا نہ تھا۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے لیئے تھا۔ ۱؎ یعنی اے محبوب ان مساکین و غربا کو اپنی کسی مجلس سے علیحدہ نہ کرو۔ ہر وقت انھیں حاضری کی اجازت دو یہ لوگ دن رات یعنی ہمیشہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دنیاوی لالچ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا کے لیئے اس فرمان عالی میں ان بزرگوں کے ایمان۔ اخلاص تقویٰ و طہارت کی گواہی دی گئی۔ خیال رہے کہ لفظ مرید یہاں سے ہی لیا گیا ہے یعنی اللہ کی رضا کا ارادہ کرنے والا یریدون وجھہ سے لفظ مرید مشتق ہے۔ ۲؎ آل داؤد میں لفظ آل زائد ہے داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے کہ جس مجلس میں آپ زبور کی تلاوت کرتے اُس مجلس سے جنازے نکلتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت ابوموسیٰ بھی بہت ہی خوش آواز تھے۔ خیال رہے کہ حضرت ابوموسیٰ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر کشتی والوں کے ساتھ خیبر میں پہنچے ۷ھ میں حضرت عمر نے امیر لشکر بنا کر بھیجا آپ نے اہواز فتح فرمایا شروع خلافت عثمانی تک آپ بصرہ میں رہے پھر وہاں سے کوفہ آگئے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۵۲ھ ہجری میں وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات) ۳؎ یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے یعنی حضور انور کے زمانہ حیات شریف میں ان چار صاحبوں نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا یہ حافظین قرآن تھے۔ کیونکہ قرآن کو کتابی شکل میں خلافت عثمانی میں جمع کیا گیا۔ خیال رہے یہاں انصاری خزرجی حفاظ مراد ہیں یعنی اس قبیلہ کے چار صاحبوں نے قرآن حفظ کیا ورنہ مہاجرین نے بھی حفظ کیا تھا

www.alahazratnetwork.org

بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ

ابن ثابت اور ابو زید انس سے کہا گیا کہ ابو زید کون ہے فرمایا میرے ایک چچا ہیں [1] (مسلم بخاری)
روایت ہے خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ پر ہو گیا [2] ہم میں سے بعض وہ تھے جو چلے گئے اپنا ثواب کچھ نہ چکھا [3] ان میں سے جناب مصعب ابن عمیر ہیں [4]

[1] ابو زید کا نام سعد ابن عمیر یا قیس ابن سکن ہے انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی اتنے صحابہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ جس سے قرآن کا تواتر قائم رہے چنانچہ جنگ یمامہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بہت ہی قریب ہوئی ہے یعنی شروع خلافت صدیقی میں اس میں ستر صحابہ حافظ شہید ہوئے جو حفاظ صحابہ زندہ رہے اور جو اس جنگ میں شریک ہی نہ ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں چنانچہ حضرات خلفاء راشدین حافظ تھے اور اگر اس زمانہ پاک میں زیادہ حافظ نہ بھی ہوں تب بھی تواتر قرآن میں فرق نہیں آتا کہ آیات قرآنیہ کے حفاظ سارے صحابہ ہی تھے حضرات انس کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے خزرج قبیلہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں چار حافظ قرآن ہیں۔

لطیفہ۔ ایک بار انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں مناظرہ ہوا اوس نے کہا کہ ہمارا قبیلہ افضل ہے کیونکہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ امین کاتب اور جن کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی یعنی عاصم ابن ثابت اور جن کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا یعنی سعد ابن معاذ ہم ہی میں ہیں تو خزرج بولے کہ جناب چار حافظ قرآن ہمارے قبیلہ میں ہیں زید ابن ثابت۔ ابو زید۔ معاذ ابن جبل۔ اور ابی ابن کعب۔ (مرقات) بہرحال خدا کے فضل سے ہر زمانہ میں ہزارہا حافظ رہے اور موجود ہیں لہذا تواتر قرآن باقی ہے۔ [2] یعنی بفضلہ تعالیٰ ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لئے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لئے اجر و ثواب لازم ہے [3] یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مومن کے لئے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات۔ غنیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے۔ [4] حضرت مصعب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابی ہیں اسلام سے پہلے بڑے ناز نعم میں پرورش پاتے رہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لئے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جا کر تبلیغ

www.alahazratnetwork.org

يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

جو احد کے دن شہید ہوئے تو ان کے لیے اتنا کپڑا نہ ملا جس میں انہیں کفن دیا جاوے سوا ایک چادر کے کہ ہم جب ان کا سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھکتے تو ان کا سر نکل جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو[1] بعض ہم میں وہ ہیں جن کے پھل پک گئے تو وہ انہیں چن رہا ہے[2] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سعد ابن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا رحمان کا عرش

کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت مومن ہو گئی پھر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعۃ عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی ۞

[1] کفن تین طرح کا ہوتا ہے۔ کفن سنت۔ کفن کفایت۔ کفن ضرورت حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا۔ دیکھو یہ کس ناز و نعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں (مرقات)

[2] یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھے مال غنیمت حاصل کئے آرام پایا خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا آخری ثواب کم نہیں ہو گیا۔

www.alahazratnetwork.org

لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذَا مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞

سعد ابن معاذ کی موت سے ہل گیا ۱ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریر کا جوڑا پیش کیا ۲ حضور کے صحابہ اسے چھونے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے ۳ تو فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو سعد ابن معاذ کے جنت میں رومال اس سے اچھے اور اس سے زیادہ نرم ہیں ۴ (مسلم بخاری)

۱ حدیث شریف بالکل ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی عرش اعظم نے حرکت کی تھی جیسے احد شریف حضور کی قدم شریف پڑنے پر ہلا تھا رب فرماتا ہے وان منها لما یهبط من خشیة الله ۔ عرش میں حس و حرکت ہے رہا یہ کہ کیوں ہلا اس میں چند احتمال ہیں ۱ آپ کی روح جب عرش پر پہونچی تو وہ نہایت خوشی سے جھوما ۲ حاملین عرش کو مطلع کرنے کے لئے اس نے جنبش کی ۔ ۳ آپ کی روح کی تعظیم و تکریم کے لئے ہلا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

واسطہ محبوب کا دنیا میں جو سنی مرے ۔۔۔ یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ بندہ صالح ملا ۔۔۔ فرش پر ماتم پڑے وہ طیب و طاہر گیا ۔

بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے حاملین عرش ملائکہ جھوم گئے مگر پہلا قول قوی ہے خیال رہے ۔ سعد ابن معاذ انصاری اشہلی اوسی ہیں ۔ پہلی بیعت عقبہ کے بعد دوسری بیعت سے پہلے مدینہ منورہ میں ایمان لائے آپ کے اسلام پر بہت سے بنی اشہل کے لوگ ایمان لائے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا ۔ آپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے غزوہ خندق میں آپ کے کندھے پر تیر لگا وہ خون نہ ٹھہرا حتی کہ ذی قعدہ ۵ھ پانچ میں وفات ہو گئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئے ۔
۲ یہ ریشمی جوڑا کسی عجمی بادشاہ نے حضور کی بارگاہ میں بطور ہدیہ بھیجا تھا اہل مدینہ کے لئے یہ ایک عجیب کپڑا تھا ۔ ۳ کیونکہ یہ مدینہ منورہ میں ایک عجیب شی تھی اس سے پہلے اہل مدینہ نے یہ چیز نہ دیکھی تھی ۴ مناديل جمع ہے منديل کی جس کا مادہ ندل ہے بمعنی میل چونکہ رومال سے میل صاف کیا جاتا ہے اس لئے اسے منديل کہتے ہیں یعنی حضرت سعد ابن معاذ کے ہاتھ منہ پونچھنے والے رومال بھی اس کپڑے سے زیادہ خوبصورت اور نرم ہیں جب اُن کے رومال کی یہ کیفیت ہے تو ان کے پہننے کے کپڑے کیسے ہونگے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ہر جنتی کا مکان اس کا لباس تک جانتے ہیں ۞

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَّاِنَّ وُلْدِيْ وَوُلْدَ وُلْدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

روایت ہے حضرت ام سلیم سے [1] انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انس آپ کا خدمت گار ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائیے حضور نے فرمایا الٰہی ان کا مال ان کی اولاد زیادہ کر اور انہیں تو جو عطا فرمادے اس میں برکت دے [2] حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم کہ میرا مال بہت زیادہ ہے [3] اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج تقریباً سو سے زیادہ ہیں [4] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق جو روئے زمین پر چلتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنت والوں سے ہے

[1] حضرت ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں اپنے فرزند حضرت انس کو لڑکپن میں حضور کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا حضرت انس حضور ہی کے پاس رہتے تھے۔ [2] یہ آخری کلمہ بہت ہی جامع ہے یعنی مال اولاد ایمان عزت و آبرو جو بھی تو انہیں عطا فرمائے اس میں برکت دے برکت اور کثرت کا فرق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

[3] چنانچہ حضرت انس مدینہ منورہ کے بڑے مالداروں میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی کثرت برکت دونوں عطا فرمائی تھیں۔ (مرقات)۔

[4] امام ابن حجر نے شرح شمائل شریف میں فرمایا کہ حضرت انس کی مذکر اولاد ایک سو پچیس ہوئی جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی یعنی بیٹے پوتے نواسے وغیرہم اور آپ کے باغ میں سال میں دو بار پھل آتا تھا (مرقات) خیال رہے کہ حضرت انس ابن مالک ابن نضر خزرجی کی کنیت ابو حمزہ ہے دس سال کی عمر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت فاروقی میں بصرہ میں تبلیغ دین کے لئے رہے ۹۳ھ کا یا نوے میں وفات پائی اکیسو تین سال کی عمر ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مال کی کثرت و برکت اللہ کی نعمت ہے جبکہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے اس زمانہ میں علماء کو رب تعالیٰ فاسق امیروں سے غنی فرمادے ۞

www.alahazratnetwork.org

اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا

سوا عبداللہ ابن سلام کے متعلق[1] (مسلم بخاری) ۱۲ روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے[2] فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرے پر انکسار کا اثر تھا لوگ بولے کہ یہ جنت والوں میں سے ہیں انہوں نے دو رکعت پڑھیں جن میں اختصار کر لیا[3] پھر نکل گئے اور میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا یہ صاحب جنتیوں میں سے ہیں وہ بولے خدا کی قسم کسی کو مناسب

[1] شاید یہ حدیث اس وقت کی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ وغیرہم دیگر صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی تھی لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں سے کہ ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں یا حسنین جوانان جنت کے سردار ہیں فاطمہ جنتی بی بیوں کی سردار ہیں وغیرہ بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت سعد کا مطلب یہ ہے کہ آج جو لوگ زندہ ہیں زمین پر چل رہے ان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃ نام لے کر جنتی نہیں فرمایا سوا حضرت عبداللہ ابن سلام کے کیونکہ باقی حضرات عشرہ نہیں اس وقت وفات پا چکے تھے عبداللہ ابن سلام ہی رہ گئے تھے اگرچہ حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی عشرہ بالجنۃ ہیں مگر اپنا نام نہیں لیا انکسار کے طور پر یا حضرت سعد نے اپنی بشارت براہ راست حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی دوسرے ذریعوں سے سنی تھی اور حضرت عبداللہ سلام کی بشارت خود سنی تھی بہرحال یہ حدیث دوسری بشارات کے خلاف نہیں اس کے اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ نومسلم یہودیوں میں سے کسی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت نہ دی بجز ان کے واللہ ورسولہ اعلم

[2] آپ مشہور تابعی ہیں زاہد متقی بصری ہیں انہیں حجاج ابن یوسف نے باندھ کر شہید کیا بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

[3] یعنی میں مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جن کے چہرے پر خشوع خضوع خوف الٰہی کے آثار تھے آئے خیال رہے کہ عجز و نیاز دلی ہوتا ہے مگر اس کا اثر چہرے پر نمودار ہوتا ہے رب فرماتا ہے۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود وہاں سجدہ کے اثر سے مراد پیشانی کا داغ نہیں بلکہ چہرے کا نور ہے جو کثرت سجود خصوصاً تہجد کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے ؎

بندۂ مومن کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور!

www.alahazratnetwork.org

يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ فَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي
رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ
فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَهْ فَقُلْتُ

نہیں کہ کسی کے متعلق وہ کہے جو جانتا نہ ہو[1] میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کیوں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا میں نے وہ خواب حضور پر پیش کیا تھا[2] میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اس کی فراخی اس کی سرسبزی بیان کی اس کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور بالائی حصہ آسمان میں اس کے بالائی حصہ میں ایک دستہ ہے[3] مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ

اسی لئے آیت میں فی وجوھھم فرمایا فی جباھھم نہ کہا داغ صرف پیشانی میں ہوتا ہے مگر نور پورے چہرے میں ہے۔

[1] آپ کا یہ کلام انتہائی عجز و نیاز پر مبنی ہے ورنہ صحابہ کرام ان کا جنتی ہونا یقین سے جانتے تھے کہ جس زبان پاک سے انہوں نے قرآن پاک سنا اسی سے یہ سنا تھا کہ عبداللہ ابن سلام جنتی ہیں جیسے قرآن یقینی ہے ایسے ہی حضور کے سارے فرمان یقینی ہیں۔ اس زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلتا سونے کی کان سے لوہا نہیں نکل سکتا حضور کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ فرق ہے۔ ہمارے اور صحابہ کرام کے ایمان و اعمال میں کہ ان حضرات کے ایمان و اعمال جبڑی شدہ ہیں ہمارے ایمان و اعمال کی خبر نہیں قبول ہیں یا نہیں ہم مومن مریں گے یا کافر۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمیں ایمان پر خاتمہ نصیب کرے آمین۔ یا اس کلام کا منشا یہ ہے کہ اے قیس یہ لوگ جو مجھے جنتی کہہ رہے ہیں صرف اپنی رائے سے نہیں کہتے۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کہتے ہیں یہ بچے ہیں پھر آپ نے اگلا واقعہ بیان فرمایا یہ مطلب حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں بیان کیا خیال رہے کہ کسی کے متعلق لوگوں کے منہ سے یہ نکلنا کہ یہ جنتی ہے یہ جنتی ہے اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے حضور فرماتے ہیں۔ انتم شھداء اللہ فی الارض رب فرماتا ہے لتکونوا شھداء علی الناس حضور غوث پاک خواجہ اجمیری۔ داتا ہجویری یقینی جنتی ہیں کیسے معلوم ہوا مومنوں کی گواہی سے[2] یہ بیان ہے اس چیز کا جس کی وجہ سے لوگ حضرت عبداللہ کو جنتی کہہ رہے تھے خیال رہے کہ جس خواب کی تصدیق و تعبیر پیغمبر کی طرف سے ہو جاوے وہ خواب وحی الٰہی کی طرح یقینی ہوتی ہے خواہ کسی کی خواب ہو چنانچہ اسلامی اذان حضرات صحابہ کرام کی خواب سے جاری کی گئی کیونکہ حضور انور نے اس کی تائید فرما دی دو کافر قیدیوں کی خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے دے دی تو وہ ہو کر رہی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان[3] عروہ کے بہت معنی ہیں۔ حلقہ۔ گرہ۔ دستہ۔ غرضکہ پکڑنے کی ہر چیز کو عروہ کہا جاتا ہے رب فرماتا ہے۔ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی۔

www.alahazratnetwork.org

لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ اِسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدَيَّ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ

میں نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا تو میرے پاس ایک خادم آیا[1] اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا حتی کہ اس کے اوپر پہنچ گیا پھر میں نے دستہ پکڑ لیا[2] مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ لو پھر میں جاگ پڑا وہ میرے ہاتھ میں ہی تھی میں نے یہ خواب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی[3] تو فرمایا کہ یہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے[4] اور یہ دستہ عروہ وثقی ہے[5] تم مرتے دم تک اسلام پر رہو گے[6] یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن سلام تھے (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ابن شماس انصار کے خطیب تھے[7] جب یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو

[1] منصف میم کے کسرہ ص کے فتح سے بنا ہے نصف نصفۃ سے بمعنی خادم خدمتہ اس کے معنی ہیں خدمتگار ملازم [2] یعنی اس نے جوں ہی میرا پیچھے سے کرتہ اٹھایا میں خود ہی اس ستون کے کنارہ پر پہنچ گیا اور وہ کڑا یا دستہ میں نے مضبوطی سے تھام لیا [3] حضور صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ان کی خوابیں سنا کرتے تھے تعبیر بھی خود ہی دیا کرتے تھے بلکہ کبھی اپنی خواب شریف بھی بیان فرماتے تھے۔ مع تعبیر کے اس لئے حضرات صحابہ اپنی خوابیں حضور پر پیش فرماتے تھے یہ واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے [4] یعنی یہ ستون جو تم نے باغ کے درمیان دیکھا یہ اسلام کا ستون ہے جس پر اسلام قائم ہے اور جو مسلمان بننے کا مدار ہے [5] اے عروہ وثقی اس لئے فرمایا کہ اس کے ٹوٹ جانے کا خطرہ نہیں وہ ثقی مؤنث ہے اوثق کا جس کا مصدر وثوق ہے بمعنی پختگی و مضبوطی [6] یعنی وہ دستہ و گرہ بھی مضبوط ہے اور تمہارا پکڑنا بھی مضبوط ان شاء اللہ ایمان پر جیو گے ایمان پر مرو گے حضور کے اس فرمان عالی سے حضرت عبداللہ کے ایمان کی رجسٹری ہو گئی [7] آپ انصاری خزرجی ہیں سنہ ۱۲ بارہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خطیب بمعنی فصیح۔ تاریخ دان عالم انساب ہے ۞

www.alahazratnetwork.org

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِىْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِىْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّىْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

آخر آیت تک ۱؎ تو جناب ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے غیر حاضر ہو گئے ۲؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سعد ابن معاذ سے پوچھا ۳؎ فرمایا ثابت کو کیا ہوا کیا وہ بیمار ہیں تب سعد ان کے پاس گئے ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان فرمایا تو ثابت بولے کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں حضور کی بارگاہ میں اونچی آواز والا ہوں، تو میں تو دوزخیوں میں سے ہوں ۴؎ یہ ماجرا حضرت سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ

۱؎ تمام سلاطین و حکام اپنے آداب مجلس خود بناتے ہیں مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم وہ سلطان کونین ہیں جن کے آداب دربار خود رب تعالیٰ نے بنائے اور انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات پر بھی جاری فرمائے یہ آیت کریمہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضور کے آستانہ عالیہ میں عرض و معروض کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے خیال رہے کہ یہاں گفتگو کا ذکر ہے کہ دوران گفتگو میں کسی کی آواز حضور کی آواز سے اونچی نہ ہو اس سے اذان وغیرہ دوسرے موقعہ مستثنیٰ ہیں وہ تو بلند آواز سے ہی ہوں گے ۲؎ یعنی شرم کی وجہ سے بارگاہ عالی میں حاضر نہ ہوئے کہ میں تو بارہا وہاں اونچی آواز سے بول چکا ہوں میرے اعمال ضبط ہو چکے اب کس منہ سے حاضر ہوؤں یہ غیرت قوت ایمان کی علامت ہے ۳؎ حضرت سعد ابن معاذ جناب ثابت کے پڑوسی اور ان کے قوم سے تھے انہیں ثابت کے حالات کی زیادہ خبر ہونی چاہیے تھی اس لئے حضور نے آپ سے پوچھا خیال رہے کہ سعد ابن معاذ شہید ہیں وفات پا گئے اور سورہ حجرات سنہ ہجری میں نازل ہوئی تو یہ واقعہ کیونکر درست ہوا لہٰذا حق ہے کہ اس صورت کی اگلی آیات لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ بعد میں نازل ہوئیں لاترفعوا اصواتکم پہلے نازل ہو چکی تھی (مرقات) ۴؎ یعنی اس آیت کریمہ کے حکم سے میں دوزخی ہو گیا تو اس جنتیوں کے بادشاہ عالم پناہ کی بارگاہ میں کس منہ سے جاؤں نار نور کے پاس کیسے جائے یہ بے انتہائی خوف الٰہی کیونکہ اس آیت کریمہ میں بے ادبی سے اونچی آواز سے بولنا مراد ہے جو چیخ کر بولنے کا عادی ہو وہ مراد نہیں حضور کی بے ادبی کفر ہے اور کفر آگ کا موجب ہے (مرقات) ؛

www.alahazratnetwork.org

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو جنت والوں سے ہیں ۱؎ (مسلم) ۲؎ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم بیٹھے تھے کہ سورۂ جمعہ اتری ۲؎ تو جب یہ آیت نازل ہوئی ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں ۳؎ فرمایا اور ہم میں سلمان فارسی تھے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھا ۴؎ پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو ان میں سے بعض

۱؎ یعنی اس خوف کی وجہ سے ان کے ایمان کی رجسٹری ہوگئی کہ انہوں نے انتہائی خوف سے آپ کو اس آیت کی زد میں محسوس کیا سبحان اللہ حضرت ثابت ابن قیس کی شہادت یوں ہوئی کہ غزوہ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے مقابل خلافتِ صدیقی ۱۲ھ میں ہوا جہاد کے وقت آپنے کفن پہنا خوشبو لی پھر میدان جنگ میں داخل ہوئے اعلیٰ درجہ کا جہاد کیا اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہ (مرقات) حضور کے فرمان کا یوں ظہور ہوا۔

۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ جمعہ مدنیہ ہے اور نماز جمعہ بعد ہجرت فرض ہوئی ہے جن لوگوں نے کہا کہ نماز جمعہ قبل ہجرت فرض ہو چکی تھی ادا کی گئی بعد ہجرت وہ قوی نہیں۔ جن حضرات نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کیا وہ جمعہ نہ تھا بلکہ نوافل تھے یہ حضرات اس دن جمع ہو جاتے تھے نوافل پڑھ لیتے تھے لہذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ حضرات صحابہ نے حضور انور کے مدینہ منورہ پہونچنے سے پہلے ہی مدینہ میں جمعہ شروع کر دیا تھا ۳؎ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بھی ہادی ہیں جو صحابہ کو نہ ملے بعد میں پیدا ہونگے اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس فرمان عالی کا کس جماعت کی طرف اشارہ ہے ۴؎ حضرت سلمان فارسی اصفہان کے باشندے ہیں رامہرمز کی اولاد ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے آپ کے والدین آتش پرست تھے آپ کو ایک عیسائی راہب کی صحبت ملی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات آپ کو سنائیں آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں نکل کھڑے ہوئے یہود نے پکڑ کر آپ کو فروخت کر دیا دس سے زیادہ مالکوں کی ملکیت میں رہے آخر جو بنی قریظہ یا بنی نضیر مدینہ کے ایک یہودی کے پاس پہنچے اس نے آپ کو مکاتب کر دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کر دیا لہذا آپ حضور کے آزاد کردہ ہیں آپ

www.alahazratnetwork.org

رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَآءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِىْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِىْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ

لوگ اسے پالیتے[1] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی اپنے ان بندوں کو یعنی ابوہریرہ کو اور ان کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا پیارا بنادے اور مومنین کو ان کا محبوب بنادے[2] (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے کہ ابوسفیان حضرت سلمان اور صہیب اور بلال پر گذرے[3] جو ایک جماعت میں تھے تو ان حضرات نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہ گذریں[4] تو جناب ابوبکر سے

کی عمر تین سو پچاس سال ہوئی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں سے آپ کی ملاقات ہے یعنی آپ عیسٰی علیہ السلام کے تابعی ہیں حضور کے صحابی آپ کے فضائل بے شمار ہیں مدائن میں ۳۵ھ ترپن میں وفات پائی (اکمال، مرقات) [1] اس فرمان عالی میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی منقبت ہے آپ فارسی النسل ہیں انہیں کی طرف حضور انور کا اشارہ ہے بعض احادیث میں رجل واحد ہے یعنی سلمان کے ہم وطن لوگوں میں ایک شخص (ابوحنیفہ) یا چند لوگ ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی) اس شان کے مالک ہوں گے کہ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو وہاں سے اتار لاتے دیکھ لو آج امام اعظم کے کیسے فیوض جاری ہیں یہاں لمعات نے فرمایا کہ عرب میں صحابہ زیادہ ہیں اور عجم میں تابعین زیادہ عجمیوں نے دین کی بڑی خدمات انجام دیں، اجتہاد، استنباط۔ فقہ عجم میں بہت رہا (لمعات) [2] یعنی جناب ابوہریرہ اور ان کی والدہ مسکین اور بے کس ہیں خدا انہیں کس والا بس والا بنادے مسلمانوں کو یہ دونوں پیارے ہوں مسلمان انہیں پیارے ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ تمام صحابہ کی آنکھوں کے تارے رہے اور رب نے انہیں اتنا مال دیا کہ ریشمی رومال سے جوتے صاف کرتے پیر پونچھتے تھے۔ خلافت جیدری میں حضرت علی کو بھی پیارے تھے اور امیر معاویہ کو بھی۔ کھانا امیر معاویہ کے ساتھ کھاتے تھے اور نماز حضرت علی کے پیچھے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھانا معاویہ کا مزے دار ہے، نماز علی کے پیچھے لذیذ ہے۔ [3] یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کا ہے جب کہ ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر صلح ہوجانے کی وجہ سے مدینہ منورہ آیا جایا کرتے تھے کیونکہ وہاں ان کی دختر حضرت ام حبیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں (مرقات، اشعہ) [4] یعنی اب تک اتنے جہاد

www.alahazratnetwork.org

هٰذَا الشَّيْخُ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کیا تم قریش کے بوڑھے اور ان کے سردار کے متعلق یہ کہتے ہو[1] پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کو خبر دی[2] تو فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کر دیا اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا[3] تب ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے بولے اے میرے بھائیو کیا میں نے تم کو رنجیدہ کر دیا وہ بولے نہیں اے میرے بھائی اللہ تم کو بخشے[4] (مسلم) بروایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے[5] (مسلم بخاری)

ہوئے مگر ہماری تلواروں نے ابوسفیان کی گردن نہ کاٹی اس کی تلواروں سے مراد غازی مجاہدوں کی تلواریں ہیں جو راہ الٰہی میں چلتی تھیں دشمن خدا سے مراد ابوسفیان ہیں کیونکہ اس وقت تک وہ کافر تھے۔ [1] یعنی ابوسفیان قرشی ہیں اور قریشیوں کے سردار ہیں اور ہمارے مدینہ میں امان سے آئے ہوئے ہیں تم ان کے لئے ایسے سخت لفظ بول رہے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر ان سے جنگ چھڑ جائے آپکا یہ فرمان نہایت ہی نیک نیتی پر مبنی تھا [2] یعنی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان حضرات نے ابوسفیان سے یہ کہا تھا میں نے یہ کہا مگر میری نیت نیک تھی من وعن سب کچھ عرض کر دیا [3] یعنی اے ابوبکر نیت تمہاری بالکل درست ہے مگر اس میں ایک کافر کی حمایت کی اور مومنوں کی تادیب کی مہک آ رہی ہے ممکن ہے کہ اس وجہ سے ان حضرات کے دلوں کو صدمہ پہونچا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مساکین وغربا خصوصاً مساکین صحابہ کی رضا خوشنودی میں ہے اس کی ناراضی ان حضرات کی ناراضی میں ہے ؎

دلا خوش باش کاں سلطانِ دیں را ہدر ویشاں و مسکیناں سرے ہست

[4] عرب میں یغفر اللہ لک اظہار خوشی کے لئے کہتے ہیں وہ یہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے رب فرماتا ہے عفا اللہ عنک لم اذنت لہم اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی رنجشیں بہت جلد دور کر لینی چاہئیں جس سے شکایت ہو اس سے براہ راست مل کر صفائی کر لینی چاہئے۔ آج مسلمان اس سبق کو بھول گئے اسی وجہ سے ان کی آپس کی رنجشیں ختم نہیں ہوتیں [5] یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہو سکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اسی لئے یہاں انصار جمع ارشاد ہوا۔ انصار حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور

www.alahazratnetwork.org

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُ اَبْغَضَهُمُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَآءَ فَطَفِقَ

روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصار سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق [1] تو جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے جس نے ان سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو [2] (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا [3]

مہاجرین کے ایسے انوکھے میزبان ہیں کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی تھی۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کر دیئے مگر ابوبکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکتا قیامت میں رب سے دلوایا جاوے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین ۞

[1] یعنی انصار سے وہ ہی محبت کرے گا جو کامل مومن ہوگا اور انصار سے بعض وہ ہی رکھے گا۔ جو اعتقادی یا عملی منافق ہوگا ایمان دل میں ہے مگر اس کی علامات ظاہری جسم میں موجود ہیں۔

[2] یہ کلمات دعا اور بددعا کے ہیں یعنی اے اللہ انصار کے محبین سے تو محبت فرما اور انصار کے دشمنوں سے تو دشمنی فرما اس سے روافض زمانہ عبرت حاصل کریں خیال رہے کہ یہاں دینی محبت و عداوت مراد ہے خیال رہے کہ انصار کا نام پہلے انبار قبلہ تھا۔ قبلہ ان کی مورث اعلیٰ تھیں جن میں اوس و خزرج دونوں جمع ہو جاتے حضور انورؐ نے ان کا نام انصار رکھا رب تعالےٰ کو یہ نام قبول ہوا اس نے بھی انہیں اسی نام سے یاد فرمایا من المہاجرین و انصار۔ جیسے مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا حضور نے اس کا نام مدینہ رکھا قرآن مجید نے بھی اسے مدینہ ہی فرمایا (مرقات)

[3] ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کو حنین کہتے ہیں ان سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تھا چنانچہ اس غزوہ میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں (اشعۃ اللمعات) ۔

www.alahazratnetwork.org

يُعْطِي رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَآءُهُمْ اَمَّا ذَوُوْ اٰرَآئِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَّاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

آپ قریشی لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے ۱؎ تو انصار نے کہا کہ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درجے بلند کرے آپ قریش کو تو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں ۲؎ حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی ۴؎ تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا ۵؎ جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھ دار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے سمجھداروں نے تو کچھ نہیں کہا رہے ہم میں سے نو عمر لوگ انہوں نے کہا ہے ۶؎ کہ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱؎ چنانچہ حضور نے اس موقعہ پر ابوسفیان کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ عطیہ بہت ہی زیادہ تھا اسی طرح اور نو مسلموں کو عطیے دیئے۔ مہاجرین اور انصار کو ان سے کم عطیے دیئے ۲؎ عربی میں یغفر اللہ اور غفر اللہ یا عفا اللہ کسی کلام کی تمہید کے لئے بولا جاتا ہے رب فرماتا ہے عفا اللہ عنك لم اذنت لهم لہٰذا اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور یہ گناہ کرے ہے رب ان کا یہ گناہ بخشے یہ بات تو کفر ہے ۳؎ یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواریں ابھی انکے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں مقصد یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی ابھی تو ہوئی ہے اس عبارت میں قلب ہے جیسے عرضت الناقة علی الحوض اصل میں یوں تھا عرضت الحوض علی الناقة ۴؎ کسی نے حضور انور سے یہ عرض کیا مگر غیبت یا شکایت کے لئے نہیں بلکہ اصلاح کیلئے کہ ان حضرات کی اطلاع ہو جائے خیال رہے کہ انصار کا یہ عرض کرنا حضور انور پر بدگمانی کے لئے نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ شاید ہمارے جہاد اور قربانیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں اگر قبول ہوتیں تو ہمکو انعام پورا ملتا یہ خوف الٰہی کی انتہا ہے لہٰذا ان حضرات کا یہ عرض کرنا کمال ایمان تھا کفر نہ تھا اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے توبہ نہیں کرائی بلکہ انہیں وہ بشارت دی جو آیت زیر مذکور ہے ۵؎ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ میں انصار کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں انصار

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں ۲؎ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہو ۳؎ انصار بولے ہاں یا رسول اللہ

کے سوار اور کوئی نہ رہے ان سے کچھ راز کی باتیں کرتا ہوں ۔ ۲؎ مطلب ۔ یہ ہے کہ یہ کلام کم عقلی کی وجہ سے صادر ہوا ۔ جو نیلے جوانوں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا ۔

۱؎ یہ ہے اقرار قصور کہ جو کچھ ہوا تھا صاف صاف عرض کر دیا ۔ آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا انکار جرم سے غضب آجاوے گا ۔

عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

۲؎ مقصد یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ عطیے دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ عطیے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب ہیں ۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے ہیں ابھی ان کے دل میری اور اسلام کی محبت اچھی طرح رچی نہیں میری اس داد و دہش سے ان کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی ۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت ، حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے نہ خدا تعالیٰ کی نہ اسلام کی دیکھ لو نجدی لوگ قرآن مجید کی کعبہ معظمہ کی کیسی بے حرمتی کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

۳؎ سبحان اللہ کیسا ایمان افروز دل و روح عشق سے لبریز فرمان ہے کہ مؤلفۃ القلوب نو مسلم لوگ تو اس پر خوشی خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کا ملا تم کو نصیب ہو گئی تم میرے ہو چکے اور میں تمہارا ہو چکا جب میں تمہارا ہو گیا تو کونین بلکہ خالق کونین تمہارا ہو گیا ۔

www.alahazratnetwork.org

قَدْ رَضِيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَاءً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَ

ہم راضی ہیں (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار میں سے ایک صاحب ہوتے ۲ اور اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل میں یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا ان کی گھاٹی میں چلوں ۳ اور

لطیفہ ۔ ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے فرمایا جسے نماز میں مزہ آئے وہ تو مزے کے لئے پڑھتا ہے اور جس کو مزہ نہ آئے وہ رب کے لئے پڑھتا ہے ان کے اس جواب کا لطف مجھے اب تک آرہا ہے بہت ہی تسکین ہوئی ؎

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ؛

۱ یعنی یا رسول اللہ ہم اس پر راضی ہیں اور راضی رہیں گے کچھ نہ ملے مگر حضور مل جاویں پھر کیا کمی ہے ؎

جنت نہ دیں نہ تری رویت ہو خیر سے اس گل کے آگے کیا حاجت برگ و بر کی ہے

کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

رضينا قسمة الجبار فينا لنا علم وللجهال مال

فان المال يفنى عن قريب وان العلم باق لايزال

۲ یہاں نسب ولادت کا ذکر نہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اشرف ترین نسب سے ہیں بلکہ نسبت کا ذکر ہے یعنی اگر رب تعالے نے ہم کو ہجرت کی عزت نہ دینا ہوتی تو ہم مدینہ منورہ میں پیدا ہوتے اور اپنے کو مہاجر نہ کہتے بلکہ انصاری کہتے چونکہ ہجرت نصرت سے افضل ہے اس لئے رب نے ہماری ولادت مکہ معظمہ میں کی اور ہمارا قیام مدینہ منورہ میں کیا اور ہم نبی مہاجر کہلائے اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین صحابہ انصار صحابہ سے افضل ہیں قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوتا ہے من المهاجرين والانصار ۔ یعنی مہاجرین کا ذکر پہلے انصار کا بعد میں باقی تمام مسلمانوں سے انصار افضل ہیں ۔ ۳ جنگل اور اس کے راستہ کو وادی کہتے ہیں پہاڑی راستوں کو شعب یہاں رائے اور خیال مراد ہے یعنی اگر تمام جہان کی رائے ایک ہو اور انصار کی رائے دوسری ہو تو میں انصار کی رائے کے موافق رائے دوں گا تمام کی راؤں پر انصار کی رائے کو ترجیح دونگا یہ مطلب نہیں کہ میں انصار کی اتباع کرونگا سارا جہان حضور کا تبع ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی شخص یا کسی قوم کے متبع نہیں ان سے ارشاد ہے اتبع ما اوحی الیک ؛

www.alahazratnetwork.org

شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْہُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ وَّمَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَھُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ

انصار اندرونی لباس ہیں اور باقی لوگ بیرونی لباس ہیں [1] تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے حوض پر ملو [3] (بخاری) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فتح مکہ کے دن [3] تو فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جاوے اسے امان ہے [4] اور جو ہتھیار کو رکھ دے اسے امان ہے [5] تو انصار بولے کہ ان محبوب کو اپنے

[1] شعائر بنا ہے شعر سے یعنی جسم کے بال جو لباس جسم سے بالکل متصل رہے اسے شعار کہتے ہیں کہ وہ بالوں سے ملا ہوتا ہے اور جو لباس اس شعار کے اوپر پہنا جاوے وہ دثار کہلاتا ہے جیسے بنیان یا شلوکہ کا شعار ہے اور اس کے اوپر والے کپڑے کرتہ واسکٹ اچکن دثار ہیں یعنی جیسے شعار جسم سے متصل رہتا ہے ایسے ہی انصار مجھ سے ملے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا اخلاص ان کی خدمت دوسرے عام مومنوں سے بہت زیادہ ہے الناس سے مراد عام مومنین ہیں حضرات خلفاء راشدین یا فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اس میں داخل نہیں [2] یعنی میرے بعد بعض اسلامی بادشاہ تم پر تم سے اور لوگوں کو ترجیح دیں گے بلکہ تمہارے حق دوسروں کو دیں گے تو تم ان سے بغاوت نہ کرنا بلکہ صبر کرنا چنانچہ سلاطین اموی کے زمانہ میں عموماً انصار کو نظر انداز کیا جاتا رہا حضور کی پیش گوئی درست ہوئی اس فرمان عالی میں انصار کے مومن ہونے ایمان پر خاتمہ حضور کے پاس حوض پر حاضر ہونے غرضکہ بے شمار فضائل کی خبر ہے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تم ان باتوں کو دنیا میں برداشت کرنا ہم حوض پر اور جنت میں ان سب کا بدلہ کر دیں گے [3] فتح کے دن ابوسفیان ایمان لائے حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول ابوسفیان کو فخر و بڑائی بڑی محبوب ہے اسلئے کچھ بڑائی انکو عطا فرمائی جاوے تب حضور انور نے ان کے گھر کو دار الامان بنا دیا اعلان فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے امان ہے ۔

[4] آپ کا نام ابوسفیان ابن صخر ابن حرب ہے اموی قرشی ہیں واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن اسلام لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے طائف کے غزوہ میں آپ کی ایک آنکھ شہید ہوئی غزوہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہو گئی ۳۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئے (اکمال ۔ مرقات)

[5] یعنی جو بھی ہتھیار جنگ ڈال دے اپنے کو غیر مسلح کر دے اپنے کو غیر مسلح کرے اس کا بھی خون معاف ہے اسے امان ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضَنًّا

سے محبت اور اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو گئی ۲؎ فرمایا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ کی محبت اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ایسا ہرگز نہیں ہے ۳؎ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ کی اور تمہاری طرف ہجرت کرلی ہے ۴؎ اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری موت میں ہے ۵؎ وہ بولے کہ ہم

۱؎ انصار کا حضور انور کو الرجل کہنا توہین کے لئے نہیں یہ لفظ عظمت توقیر کے لئے بھی بولا جاتا ہے فرشتے قبر میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا دکھا کر پوچھتے ہیں ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل وہاں بھی الرجل تعظیم کے لئے ہے ہاں اہانت یا برابری کے لئے حضور انور کو رجل کہنا کفر ہے لہذا فقہاء کرام کا فرمان کہ حضور انور کو رجل یا رجیل کہنا کفر ہے بالکل درست ہے کہ وہاں توہین یا برابری کے دعوے کے لئے کہنا مراد ہے انصار نے جب یہ دیکھا کہ ابوسفیان ۔ ہندہ ۔ عکرمہ ابن ابوجہل کو معافی دے دے بلکہ ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے تب وہ سمجھے کہ شاید اب حضور انور مکہ معظمہ میں رہائش اختیار فرمالیں گے ہمارا مدینہ ویران ہوجاوے گا وہ حضرات سمجھے کہ حضور کے عطیے اہل مکہ کی محبت کی بنا پر ہیں جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے اتنی محبت ہے تو لامحالہ خود مکہ معظمہ سے بھی محبت ہے پھر آپ مکہ معظمہ کو اب کیوں چھوڑیں گے۔

۲؎ یعنی رب تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بذریعہ وحی فرمایا کہ آج فتح مکہ کی سب کو خوشی ہے انصار غمگین ہیں آپ کے فراق کے اندیشہ سے ان کا اندیشہ دور فرمائیے انہیں بھی خوش کیجئے۔

۳؎ یعنی میں نے ان لوگوں کو یہ عطیے اس وجہ سے نہیں دیئے ہیں کہ مجھے تمہارے مقابلہ میں ان سے زیادہ محبت ہوگئی اور میں تم کو چھوڑ کر ان میں آن بسونگا بلکہ ان پر عطایا کی بارش انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لئے ہے۔ ۴؎ یعنی ہم اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں اور رسول کے ہر کام میں استقامت ہوتی ہے ہم نے جو قدم اٹھایا وہ پیچھے نہ ہٹے گا ہم مہاجر بن کر غیر مہاجر نہ بنیں گے ۵؎ یعنی خاطر جمع رکھو اب میں اپنی زندگی اور موت میں تم کو نہیں چھوڑوں گا ہم تم ہی میں جینگے

www.alahazratnetwork.org

بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُصَدِّقَانِکُمْ وَیَعْذِرَانِکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صِبْیَانًا وَّ نِسَآءً مُقْبِلِیْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یَعْنِی الْاَنْصَارَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْہُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ

نے جو کچھ کہا ہے اللہ رسول پر بخل کی وجہ سے ہے[1] فرمایا کہ اللہ رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تم کو معذور جانتے ہیں[2] (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں عورتوں کو دیکھا ایک شادی سے آتے ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے[3] فرمایا الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو یعنی انصار[4] (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عباس انصار کی

اور تم میں وفات پائیں گے ۔ [1] یعنی یا رسول اللہ ہم لوگ آپ پر بہت بخیل ہیں ہم نہیں چاہتے کہ آپ ہم کو چھوڑ کر اور جگہ رہیں ۔ ؎

نیناں میں جوان بسو تو نیناں جھانپ ہی لوں ناہیں دیکھوں اور کو ناتوئے دیکھن دوں

سبحان اللہ حضرات انصار مال کے ایسے سخی کہ انہوں نے اپنا سب کچھ حضور انور پر نچھاور کر دیا ۔ مگر حضور پر ایسے بخیل کہ ذرہ سی جدائی کی تاب نہیں اس بخل پر لاکھوں سخاوتیں نثار ہوں یہ بخل عین عبادت بلکہ روح عبادات بلکہ جان ایمان ہے [2] یعنی میں تم کو سچا اور محبت کا پکا مانتا ہوں میرا تم کو صادق جاننا رب تعالیٰ کا جاننا ہے لہٰذا اللہ رسول تم کو سچا جانتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ضمیر تثنیہ لانا بالکل جائز ہے [3] یہ انصاری لوگ ایک شادی سے خوش و خرم آ رہے تھے حضور انکو خوش دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور ان کی خوش خرمی کھڑے ہو کر ملاحظہ فرمانے لگے جیسے ماں باپ اپنی اولاد کی خوشی دیکھ خوش ہوتے ہیں حضور پر تمام جہان کے ماں باپ کی محبتیں قربان ہوں وہ اپنی امت خصوصاً انصار کی خوشی دیکھ کر کیوں خوش نہ ہوں گے ۔ حضور ہماری خوش خری سے خوش ہوتے ہیں ہمارے رنج و ملال سے غمگین ہوتے ہیں عزیز علیہ ما عنتم ۔ حضور انور نے خواب میں اپنی امت کو سمندر کا سفر کرتے دیکھا نہایت شان و شوکت سے تو حضور خوش خوش بیدار ہوئے تھے ۔ [4] اس کلام میں التفات ہے پہلے رب تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی تو گواہ رہ یا اے اللہ تو جانتا ہے ۔ پھر انصار سے خطاب فرمایا کہ تم لوگ مجھے بہت پیارے ہو انصار فرما کر راوی نے یہ بتایا کہ یہ کلام صرف ان لوگوں سے نہیں تھا بلکہ سارے انصار سے تھا یعنی سارے انصار مجھے بہت پیارے ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا يُبْكِيْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ

مجلسوں میں سے کسی مجلس پر گذرے وہ حضرت رو رہے تھے[1] تو ان دونوں نے کہا کہ تم کو کیا چیز رلاتی ہے وہ بولے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہم نشینی یاد آگئی[2] تو ان دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کو اس کی خبر دی[3] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے اپنے سر پر چادر کے کنارہ کی پٹی باندھی ہوئی تھی آپ منبر پر چڑھے اور اس دن کے بعد پھر کبھی نہ چڑھے[4] اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں[5] کیونکہ یہ لوگ میرے خاص مشیر اور میرے خاص ہیں[6]

[1] یہ واقعہ حضور انور کی مرض وفات شریف کا ہے جبکہ کئی دن حضور دولتخانہ سے باہر تشریف نہیں لائے شدت مرض کی وجہ سے انصار نے جمال جہاں آرا کچھ روز نہ دیکھا تو تڑپ گئے ؎

در فراقِ تو مرا چوں سوخت جان — چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں

[2] یعنی ہم لوگوں کو وہ مبارک گھڑیاں یاد آرہی ہیں جب ہم پروانوں کی طرح شمع جمال محمدی کے گرد قربان ہوتے تھے ہائے وہ ساعتیں کہاں گئیں ؎

خوشا دہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا — خوشا دہ وقت کہ طیبہ مقام اس کا

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول اللہ تعالیٰ اس کا ایک ذرہ ہم کو بھی عطا کرے ؎

ذرۂ عشق نبی از حق طلب — سوز صدیق و علی از حق طلب

[3] یہ حاضر ہونے والے حضرت عباس تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے عرض کیا کہ حضور انور آپ کے فراق میں بہت بے چین ہیں ایک جھلک حضور انہیں دکھا دیں [4] یعنی حضور انور کا یہ آخری وعظ بلکہ عام صحابہ کو آخری دیدار تھا اس وقت سارے اہل مدینہ کا کیا حال ہوا گا رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ؎

لذت بادہ عشقش ز من مست مپرس — ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

[5] اس میں خطاب یا تو مہاجرین سے ہے یا سارے اہل مدینہ سے یا اپنے بعد والے خلفاء سے یا تا قیامت سارے مسلمانوں سے [6] کرش کاف کے فتح اور ر کے کسرہ سے بروزن کتف اس کے چند معنی ہیں ، معدہ ، کنبہ ، چھوٹے

www.alahazratnetwork.org

وَقَدْ قَضُوا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یَكْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ

یہ لوگ وہ حق ادا کر چکے جو ان پر پڑتا تھا اور وہ حق باقی رہ گیا جو ان کا ہے لہ تو ان کے نیکوں سے قبول کرو اور ان کے بروں سے درگذر کرو ۲ (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں حضور کی وفات ہوئی ۳ حتیٰ کہ منبر پر جلوہ گر ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا کی ۴ پھر فرمایا کہ بعد حمد کے جان لو کہ لوگ بڑھیں گے اور انصار گھٹیں گے ۵ حتیٰ کہ ایسے

بچے جماعت مشرکار یہاں سارے معنی درست ہیں اور عیبہ خاص لباس رکھنے کی صندوقچی یہ ہر حال مطلب یہ ہے کہ انصار میرے خاص راز دار لوگ ہیں ۔ ۱ یعنی بیعت عقبہ میں انصار نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے آپ مدینہ منورہ تشریف لائیں ہم ہر طرح آپ پر نثار ہوں گے ہم نے ان سے ثواب جنت رحمت ۔ بخشش کا وعدہ کر لیا ہے انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہمارا وعدہ باقی ہے رب فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (لمعات مرقات اشعہ) ۲ یعنی اگر ان میں سے کوئی انصاری تم میں سے کسی کا کوئی قصور کرے پھر معذرت کرے تو اس کی معذرت قبول کر لو اور اگر وہ معذرت کرنے نہ آوے تب بھی اسے معاف دیدو نہ اس سے دنیا میں بدلہ لو نہ آخرت میں بدلہ لینے کی نیت کرو یہ میرے محسن ہیں ان سے اچھا سلوک کرو (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ انصار کو گناہ کرنے کی اجازت دیدی گئی محسن اور مسی کے یہ ہی معنی ہیں ۳ غالباً یہ پہلے ہی واقعہ کا ذکر ہے جو ابھی مذکور ہوا اور ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ اس مذکورہ واقعہ سے پہلے کا ہو کیونکہ اس پہلے واقعہ کے بعد تو حضور انور نہ باہر تشریف لائے نہ خطبہ فرمایا ۴ حمد و ثنا ہم معنی ہوتے ہیں کبھی ان میں یوں فرق کرتے ہیں کہ حمد وہ جو رب تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو ثنا وہ جو بندہ اپنی کوشش سے کرے یا حمد نعمتوں پر رب کی تعریف کو کہتے ہیں اور ثنا اس ذات کریم کی صفات عالیہ کے ذکر کو کہتے ہیں واللہ و رسولہ اعلم ۵ یعنی مہاجرین کی اولاد دنیا میں بکثرت ہو گی مگر انصار کی اولاد بہت کم ہو گی یا مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد بہت رہے گی انصار کی اولاد بہت کم ہو گی اب سارے مدینہ منورہ میں صرف ایک گھرانہ انصار کا ہے یعنی حمزہ ابوالجود کا گھرانہ دیکھ لو آج سید ۔ علوی ۔ عباسی بہت ہیں انصاری بہت تھوڑے بلکہ قریباً نہیں ہیں بعض لوگ بناوٹی انصاری ہو بعض شارحین نے کہا کہ مہاجرین تا قیامت ہوتے رہیں گے کہ ہجرت قائم ہے مگر انصار خصوصاً حضور انور کے مددگار انصار جو ہونا تھے وہ ہو لئے اشعہ میں اسی کو اختیار کیا ۔

www.alahazratnetwork.org

الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِیَ مِنْکُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْهِ قَوْمًا وَّیَنْفَعُ فِیْهِ اٰخَرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَلْیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَآءِ اَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ

ہوجائیں گے جیسے کھانے میں نمک [1] تو میں تم میں سے جو بھی کسی ایسے عہدہ کا مالک ہو جس میں کسی قوم کو نفع اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکے [2] تو وہ ان کے نیکوں سے قبول کرے اور برائی کرنے والوں سے درگذر کرے [3] (بخاری) ۔ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی انصار کو انصار کی اولاد ——— کی اولاد کو بخش دے [4] (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت ابواسید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنو نجار ہیں پھر بنی عبد الاشہل پھر بنی حارث ابن خزرج پھر بنی ساعدہ [5]

[1] یعنی اگرچہ انصار کم ہوجائیں گے مگر اسلام کی لذت و عمدگی انہی سے قائم ہوگی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے میں لذت اسی ہی کی ہوتی ہے تا قیامت اسلام کی بہاریں انہیں انصار سے ہیں جنہوں نے حضور انور کی مہمانی کا حق ادا کیا نمک مصلح طعام ہے اور انصار مصلح اسلام (اشعہ) [2] یعنی میرے بعد تم مہاجرین میں جو کسی اعلیٰ یا معمولی عہدہ پر فائز ہو وہ میری یہ وصیت یاد رکھے [3] اسی کی شرح ابھی گزر چکی کہ اس سے مراد قانون شکنی بغاوت ارتداد وغیرہ نہیں بلکہ شخصی ذاتی معاملات میں تصور و کوتاہی مراد ہے یعنی اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی اچھا سلوک کرے تو وہ دوگنا تگنا بدلہ بطور شکریہ ادا کرے اور اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی ذاتی بدسلوکی کرے تو وہ میری خاطر اس سے درگزر کرے کہ انصار میرے محسن میرے میزبان ہیں رضی اللہ عنہم [4] اس فرمان عالی میں یا تو انصار سے مراد صحابہ انصاری ہیں اور اولاد انصار سے مراد تابعین انصاری اور اولاد اولاد انصار سے مراد تبع تابعین انصاری ہیں یا تا قیامت ساری اولاد انصار مراد ہے یعنی بمعنی اولاد (مرقات و اشعہ) [5] یہ چاروں انصار کے قبیلے ہیں ان سب کا لقب انصار ہے عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ تھا اور حضور کے مددگاروں کا نام انصار ہوا۔ غیر خدا سے مدد لینا حرام یا شرک ہوتا تو یہ دونوں نام مشرکانہ ہوتے اور انہیں نصاریٰ یا انصار کہنا شرک ہوتا۔

www.alahazratnetwork.org

وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ وَالْمِقْدَادَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِھَا ظَعِیْنَۃً مَّعَھَا کِتَابٌ فَخُذُوْہُ مِنْھَا فَانْطَلَقْنَا یَتَعَادٰی بِنَا خَیْلُنَا

اور انصار کے سارے گھرانوں میں خیر ہے [1] (مسلم بخاری) ۔ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا [2] دوسری روایت میں بجائے مقداد کے ابو مرثد ہیں [3] تو فرمایا کہ تم جاؤ حتی کہ خاخ کے باغ میں پہنچو [4] وہاں ایک بوڑھی عورت ہے [5] جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو [6] چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے

[1] یعنی ان چار خاندانوں کے علاوہ اور جس قدر انصاری خاندان ہیں سب میں خیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار خاندانوں نے حضور انور کی خاص خدمات انجام دی ہوں گی [2] آپ مقداد ابن عمرو کندی ہیں آپ چھٹے مسلمان ہیں آپ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں لاکر دفن کئے گئے ستر سال عمر پائی ۳۳ھ تینتیس میں وفات ہوئی

[3] ابو مرثد کا نام کناز ابن حصین غنوی ہے۔ بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۱۲ھ میں وفات ہوئی ۶۲ چھیاسٹھ سال عمر ہوئی۔ حق یہ ہے کہ یہ چاروں حضرات اس خدمت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت علی، زبیر، مقداد اور ابو مرثد غنوی (مرقات)

[4] خاخ مدینہ منورہ کا ایک باغ تھا جو مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع تھا مدینہ پاک سے قریب ہی تھا اب وہ گم ہو چکا ہے۔ [5] ظعینہ پردہ نشیں عورت کو کہتے ہیں اس عورت کا نام سارہ تھا مکہ کی رہنے والی تھی قریش کی آزاد کردہ تھی چونکہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ کا مدینہ منورہ میں جانا آنا ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی مدینہ منورہ آئی تھی۔

[6] یہ ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کہ مدینہ منورہ سے یہ عورت کفار مکہ کے نام ایک خط جاسوسی کا لے کر چلی جو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپا رکھا تھا۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم عطا فرمایا تھا۔ اگرچہ وہ عورت جاسوسی کے جرم میں قتل کے قابل تھی مگر حضور انور نے نہ تو اس کے قتل کا حکم دیا نہ اسکی گرفتاری کا صرف یہ فرمایا کہ وہ خط اس سے لے لو اسے مکہ معظمہ جانے دو کیونکہ اس کے قتل سے کفار مکہ سے جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا منشاء الٰہی یہ تھا کہ بغیر سخت جنگ کے فتح مکہ ہو جائے ادھر وہ جاسوسی میں ناکام بنا دی گئی تھی۔

www.alahazratnetwork.org

حَتّٰی اَتَیْنَا اِلَی الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِیْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِی الْکِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ مِنْ کِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَتُلْقِیَنَّ الثِّیَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَیْنَا بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِیْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ یُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ اِنِّیْ کُنْتُ اِمْرَأً مُلْصَقًا فِیْ قُرَیْشٍ وَّلَمْ اَکُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَکَانَ مَنْ مَّعَکَ

دوڑا رہے تھے حتیٰ کہ ہم باغ میں آئے ۱؎ تو ہم اس بوڑھی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا یا خط نکال ورنہ کپڑے اتار ۲؎ تب اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ۳؎ ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب ابن بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے ۴؎ تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ۵؎ وہ بولے یا رسول اللہ حضور مجھ پر جلدی نہ کریں ۶؎ میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ

۱؎ یعنی ہم نے گھوڑے دوڑانے باغ میں آکر ہی دم لیا کسی جگہ ٹھہرے نہیں تاکہ وہ آگے نہ چلی جائے یہ ہے صحابہ کرام کا حضور کے فرمان عالی پر فوری عمل ۲؎ بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے لتخرجن الکتاب او لنجردنک یہ الفاظ بخاری باب من شہد بدرا میں ہیں یعنی یا تو خط نکال ورنہ ہم تجھے بالکل ننگا کر کے تیری تلاشی لیں گے یہاں اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ یا تو خط نکال ورنہ ننگی ہو تلاشی دے اس سے معلوم ہوا کہ کافرہ عورت کا نہ کوئی احترام ہے نہ اسکا کوئی پردہ اسے ننگا کر کے تلاشی لینا بروقت ضرورت ممنوع نہیں بلکہ فاسقہ عورت کا احترام کوئی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو زنا کی سزا میں کوڑے مارے کوڑوں کے درمیان اس کا دوپٹہ اتر گیا لوگوں نے کہا حضور اس کا پردہ فرمایا اس نے اپنا احترام خود ہی ختم کر دیا (دیکھو شامی) اگر وہ عورت خطرناک دیدیتی تو جناب علی شیر خدا اسے ننگا کر کے ہی اس کی تلاشی لیتے اور خط حاصل کرتے ۳؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی کمر سے یہ خط نکالا ہو سکتا ہے کہ اس کی چوٹی بہت دراز ہو کمر تک پہونچی ہو اس میں سے اس نے خط نکالا ہو لہذا دونوں روایات درست ہیں (مرقات) یہاں عقاص بمعنی چوٹی ہے ۴؎ یہ کلام راوی کا ہے جس میں اس واقعہ کی خبر دی گئی حاطب کے لکھے ہوئے یہ الفاظ نہ تھے (مرقات) ۵؎ یہ سوال اظہار غضب کے لئے ہے اسلام

www.alahazratnetwork.org

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہیں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں [۱] میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں [۲] میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر [۳] تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ کہا [۴] جناب عمر بولے یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں [۵] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی جاسوسی سخت جرم ہے کہ اس سے قوم ملک ملت سب ہی کو نقصان ہوتا ہے [۶] میں ہوں تو مجرم مگر سزا دینے میں حضور کچھ توقف فرمائیں میرا عذر سن لیں ۔ [۱] یعنی سارے مہاجرین مکہ کی کفار مکہ سے قرابتداریاں اور ان مہاجرین کے عزیز و اقارب مال گھر بار مکہ معظمہ میں ہیں کفار مکہ ان قرابت داریوں کی وجہ سے ان مہاجرین کے عزیزوں مال گھر بار کو چھیڑتے نہیں بلکہ ایک طرح کی حفاظت ہی کرتے ہیں ان سب کے گھر بار بال بچے عزیز و اقارب وہاں محفوظ ہیں [۲] یعنی میرے عزیز و اقارب گھر بار بھی مکہ معظمہ میں ہیں مگر میری کفار مکہ سے قرابت کوئی نہیں میں نے چاہا کہ ان پر یہ احسان کر دوں کہ مسلمانوں کے ارادے کی انہیں خبر دیدوں وہ اگرچہ کافر ہیں مگر احسان فراموش نہیں شاید اس احسان کی وجہ سے وہ میرے گھر بار وغیرہ کی حفاظت کریں حاطب نے فتح مکہ کی تیاریوں کی کفار کو خبر دی تھی کہ ہوشیار ہو جاؤ مکہ معظمہ پر مسلمان حملہ کرنے والے ہیں [۳] یہ جملہ پہلے کلام کی تاکید یا تفسیر ہے یعنی نہ تو میں اسلام سے پھر گیا ہوں نہ کفر سے راضی ہوا ہوں نہ کفار کا غلبہ چاہتا ہوں نہ مسلمانوں کی مغلوبیت سے راضی ہوں [۴] یعنی حاطب جو زبان سے کہہ رہے ہیں وہ ہی ان کے دل میں ہے واقعی وہ ہیں مسلمان یہ حرکت ان سے غلط فہمی کی بنا پر ہو گئی ۔

[۵] یعنی یا رسول اللہ اگرچہ حاطب ہیں تو مسلمان حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرما دی مگر انہوں نے کام منافقوں کا سا کیا ہے ۔ مجھے اجازت دے دیں میں قتل کر دوں تاکہ دوسروں کو آئندہ جاسوسی کی ہمت نہ پڑے ان کا قتل سیاسی اور ملکی انتظام کے لئے مناسب ہے حضرت عمر نے حضور انور کی نعوذ باللہ تردید نہ کی نہ حاطب کو عقیدے کا منافق مانا بلکہ سیاسی طور پر قتل کرنا چاہا اسی لئے تو حضور سے اجازت مانگی اگر وہ حاطب کو واقعی جاسوس سمجھتے تو بغیر پوچھے ہی انہیں قتل کر دیتے ۔ نیز

www.alahazratnetwork.org

وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں[1] تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر توجہ فرمائی[2] ہے فرمایا ہو کہ جو چاہو کرو[3] تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی[4] اور ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بخش چکا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ[5]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عمر پر عتاب نہ کیا یہ نہ فرمایا کہ جب میں انہیں مومن کہہ رہا ہوں تو تم انہیں منافق کیوں کہتے ہو لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ حضور کے زمانہ پاک میں منافقین کو قتل نہیں کیا جاتا تھا مگر جب ان کا کفر یا دینی نقصان ظاہر ہوتا تو وہ قابل قتل ضرور ہو جاتے تھے جاسوسی تو وہ جرم ہے جس سے مسلمان کا قتل بھی جائز ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت عمر کا اجازتِ قتل مانگنا حضور انور کے اس فرمان عالی سے پہلے تھا روایت کے الفاظ میں تقدیم تاخیر ہے پہلی بات مرقات نے فرمائی۔ دوسری بات اشعۃ اللمعات نے۔ [1] لہٰذا ان کا احترام کرو حاضرین بدر واجب الاحترام ہیں ان میں کوئی منافق یا کافر تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ [2] حضور انور کا شاید فرمانا بھی یقین کی بنا پر ہوتا ہے۔ حضور کا شاید ہمارے یقین سے بڑھ کر ہے شاید اس لیے فرمایا کہ اہل بدر اعمال سے بے نیاز نہ ہو جاویں (اشعہ) یا لعل فرمانا حضرت عمر کے لحاظ سے ہے جیسے رب بندوں سے فرماتا ہے لعلکم تفلحون (مرقات) [3] اس جملہ کی شرح فضائل عثمان ابن عفان کے باب میں عرض کی جا چکی ہے کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اہل بدر کو گناہوں یا کفر و شرک کی اجازت دے دی گئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ رحمت الٰہی تمہارے شامل حال رب کی دستگیری تمہاری دامن گیر ہے جو چاہو کرو تم وہ کام کر سکو گے ہی نہیں جو دوزخ کا ذریعہ ہو جن کے دلوں پر رب کی رحمت ہو۔ وہ دل گناہوں کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا جیسے پرندہ کے پر کاٹ کر کہا جائے کہ تم جہاں چاہے اڑتا پھر[4] یہ گذشتہ فرمان کی دلیل ہے یعنی جنت تمہارے لیے میں نے واجب کر دی۔ اب تم دوزخ والے کام نہیں کر سکتے لہٰذا اے عمر جناب۔ حاطب کا یہ عمل کفر و شرک یا گناہ والا نہیں ہو سکتا یہ غلط فہمی سے حاطب نے کیا ہے لہٰذا ان سے کچھ نہ کہو[5] اس آیت میں رب تعالیٰ نے ان حضرات خصوصاً حضرت حاطب کو الذین آمنو سے خطاب فرمایا معلوم ہوا کہ ان سے یہ جو کچھ سرزد ہوا وہ کفر نہ تھا خیال رہے کہ بدر والوں سے اخروی مغفرت کا وعدہ ہے دنیاوی سزا انہیں مل سکتی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح ابن اثاثہ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے جاری فرمائی جب وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت میں شریک ہو گئے۔ حالانکہ وہ بدری تھے۔ خیال رہے کہ حضرت حاطب۔

www.alahazratnetwork.org

اَوْلِیَآءُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۞ وَعَنْ رُ فَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَھْلَ بَدْرٍ فِیْکُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ کَلِمَۃً نَحْوَھَا قَالَ وَکَذٰلِکَ مَنْ شَھِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَآئِکَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنْ حَفْصَۃَ قَالَتْ قَالَ

(مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ۲؎ عرض کیا کہ آپ لوگ اپنے میں بدر والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں ۳؎ فرمایا مسلمانوں میں بہترین یا اس طرح کی اور بات کہی ۴؎ وہ بولے کہ یوں ہی فرشتوں میں وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے ۵؎ (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت حفصہ سے ۶؎ فرماتی ہیں

نے اپنے اس عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا خیال تک نہ کیا تھا ورنہ کفر ہوتا انہوں نے اپنے سے کفار کی اذیت دفع کرنے کی کوشش کی تھی ان کا خیال تھا اس سے حضور انور کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا مکہ معظمہ فتح ہو کر رہے گا (مرقات)

۱؎ آپ صحابی ہیں آپ کی کنیت ابو معاذ تھی انصاری ہیں بدر و احد اور سارے غزوات میں شریک ہوئے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی سلطنت کی ابتداء میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ غالباً حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ حضرات صحابہ سے بیان کیا ہوگا انہوں نے حضور سے سن کر روایت کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے حضرت جبریل کو حاضر ہوتے یہ عرض کرتے سنا ہو اور اگرچہ حضرت جبریل شکل انسانی میں تھے مگر اس گفتگو سے یہ حضرات پہچان گئے ہوں کہ آپ جبریل ہیں ۳؎ یعنی یا رسول اللہ حضور اور صحابہ کرام اہل بدر کو اپنے مومنوں میں سے کس درجہ کا سمجھتے ہیں تعدون میں خطاب حضور انور اور صحابہ کرام سے ہے اور تا فرمانا نہایت ہی موزون ہے یہاں من کی جگہ نہیں ہے یا بمعنی کیف ہے یا ما درجہ کے لیئے ہے ۴؎ اس جواب شریف سے معلوم ہوا غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی بدر میں حکماً شریک تھے کہ ان کے لیئے ان کا گھر میدان بدر بنا دیا تھا کیونکہ وہ حضور انور کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لئے حضور سے جو چاہیں بنا دیں۔ اگر چاہیں تو گجرات کو مدینہ بنا دیں۔ ہر مومن کی قبر انشاء اللہ مدینہ ہوگی۔ شعر

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۵؎ پانچ ہزار فرشتے بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیئے آئے تھے یہ دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت میکائیل و اسرافیل علیہم السلام بھی ہونگے۔ ۶؎ آپ جناب حفصہ بنت عمر فاروق زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْشَآءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا اَوِ الْحُدَيْبِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعْهُ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امید کرتا ہوں کہ جو بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ ان شاء اللہ دوزخ میں نہ جاوے گا [1] میں بولی یا رسول اللہ کیا رب تعالٰے نے یہ نہ فرمایا کہ تم کوئی نہیں مگر دوزخ پر ضرور وارد ہوگا [2] فرمایا تو کیا تم نے نہیں سنا کہ فرماتا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے [3] اور ایک روایت میں ہے کہ ان شاء اللہ کوئی وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی شجرہ والوں میں سے وہ دوزخ میں نہ جائیگا [4] (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں

ہیں ہم سارے مسلمانوں کی ماں رضی اللہ عنہا آپ کے حالات بیان ہو چکے ۞

[1] حضور انور کا یہ فرمان کہ میں امید کرتا ہوں بالکل تقیس کے لیئے ہے اور ان شاء اللہ فرمانا شک کے لیئے نہیں بلکہ یا برکت کے لیئے ہے یا اس کے معنی ہیں اللہ کے فضل سے جیسے رب فرماتا ہے۔ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ تعالٰی بلد اور اصحاب حدیبیہ یقیناً جنتی ہیں ان کا ایمان۔ تقوٰی۔ خاتمہ بالخیر۔ حساب قبر میں کامیابی حساب حشر میں سرخروئی پلصراط سے بخیریت گذر جانا سب کچھ رجسٹری شدہ ہے [2] ام المومنین حفصہ سمجھیں کہ آیت کریمہ میں لفظ وارد وہا بمعنی داخلہا ہے اس لیئے آپ نے یہ سوال فرمایا کہ رب فرماتا ہے کہ ہر شخص کو دوزخ میں ضرور جانا پڑے گا [3] خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے لہٰذا جنت کو جاتے ہوئے وہاں سے مومنوں کو بھی گذرنا پڑے گا کفار تو اس پل سے گر کر آگ میں داخل ہو جائیں گے مومنین بخیریت وہاں سے گذر جائیں گے۔ [4] خیال رہے کہ اس بیعت کے موقعہ پر حضرت عثمان غنی حضور کے بھیجے ہوئے نمائندہ رسول بنکر مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے صلح کی بات چیت کرنے حضور نے اپنے ایک ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ محمد کا ہاتھ ہے میں خود عثمان کی طرف سے بیعت لے رہا ہوں لہٰذا وہ بہ طریقہ احسن اس بیعت میں شریک تھے۔ اس غیر حاضری پر کروڑوں حاضریاں قربان ہو بیعت الرضوان میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام بھی شریک تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ۞

www.alahazratnetwork.org

يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعمِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْبُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ صَعِدَ هَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ

کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو تھے[1] ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج سارے زمین والوں سے بہتر ہو[2] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھاٹی پر کون چڑھے گا یعنی ثنیۃ البرار گھاٹی پر[3] اس سے وہ گناہ معاف ہوں گے جو بنی اسرائیل سے معاف ہوئے تھے[4] تو اس پر پہلے جو چڑھا وہ ہمارے سوار تھے۔ بنی خزرج پھر لوگ تانتا باندھ کر چڑھے[5] پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب کی بخشش ہوگئی سوا اس سرخ اونٹ والے کے[6] تو ہم اس کے پاس پہنچے ہم نے اس سے کہا

[1] یعنی جب مسلمان مدینہ منورہ سے حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو تیرہ سو تھے راستہ میں چودہ سو ہو گئے وہاں پہنچے پر پندرہ سو لوگ آکر ملتے رہے تعداد برابر بڑھتی رہی لہٰذا تینوں روایتیں درست ہیں [2] بانتم میں وہ دونوں نبی بھی داخل ہیں جو زمین پر ہی زندہ ہیں۔ یعنی حضرت خضر و الیاس علیہم السلام عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور ادریس علیہ السلام جنت میں ہیں زندہ ہیں وہ اس سے خارج ہیں کہ وہ زمین والے نہیں خیال رہے کہ افضل صحابہ خلفاء راشدین ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر حدیبیہ والے (از مرقات) یہ دونوں نبی اس بیعت میں شامل تھے [3] مراد میم کے پیش یا کسرہ یا فتحہ سے ایک پہاڑی ہے بہت سخت اور خار دار راہ والا حدیبیہ جاتے ہوئے حضور انور نے صحابہ کو اس پہاڑی پر چڑھنے کی رغبت دی تاکہ آس پاس کا حال دیکھ لیں کہیں کفار مکہ گھات میں نہ بیٹھے ہوں (اشعہ) اس چڑھنے پر بڑی بخشش کا وعدہ فرمایا [4] یہاں معاف ہونے سے مراد معاف ہونے کا وعدہ ہے اور اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفرلکم خطایاکم بنی اسرائیل نے حکم الٰہی نہ مانا کہ بجائے حطۃ کے حنطۃ کہا ان پر عذاب آگیا اس کا واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول اس آیت کی تفسیر میں دیکھو [5] لہٰذا یہ سب لوگ جنتی ہوئے مگر نبی خزرج اول درجے کے جنتی اسی لیے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا [6] یہ سرخ

www.alahazratnetwork.org

يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَانَ اَجِدَ ضَآلَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ قَالَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضَآئِلِ

تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مغفرت فرمادیں [1] وہ بولا کہ میرا اپنی گمی چیز پالینا تمہارے صاحب کی دعاء مغفرت سے مجھے زیادہ پیارا ہے [2] (مسلم) حضرت انس کی حدیث کہ حضور نے ابی ابن کعب سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں [3] فضائل قرآن کے بعد

اونٹ والا عبداللہ ابن ابی منافق یہ راہ ہی میں رہ گیا۔ صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں جانتے ہیں کہ کون قابل بخشش ہے کون نہیں۔

[1] حضرات صحابہ کرام کا اس کے پاس جانا اسے حاضری بارگاہ عالی کی رغبت دینا اس فرمان عالی کا سنانا اور اس کی منافقت دکھانے کے لیے تھا کہ واقعی وہ بخشش کے قابل نہیں حضور انور نے بالکل درست فرمایا ہے وہ حضرات حضور کی خبر میں شک یا تردد کی وجہ سے نہیں گئے تھے اب تک یہ چھپا ہوا تھا آج اس کی پردہ داری ان حضرات کے اس واقعہ سے ہوئی [2] اس کا وہی سرخ اونٹ یا کوئی اور چیز گم ہوگئی تھی یہ اس کی تلاش میں تھا کہ ان حضرات نے اسے بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے مشورہ دیا۔ اس کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ مجھے وہ گم شدہ اونٹ حضور انور کی دعاء مغفرت سے زیادہ پیارا ہے مجھے وہ تلاش کرنے دو۔ یہ بھی کفر ہے اور حضور انور کو اس طرح صاحبکم کہنا بھی کفر اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول یا نبی نہیں صرف ساتھی ہیں وہ بھی تمہارے ہیں میرے ساتھی بھی نہیں رب تعالیٰ نے حضور انور کو ہمارا صاحب فرمایا ما ضل صاحبکم وما غوی وہ حضور انور کی نعت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے یعنی وہ ذات تمہارے دل دماغ دین ایمان۔ جان کی ساتھی ہے کہ سب ساتھی تمہارا ساتھ چھوڑ دیں مگر وہ محبوب تمکو کہیں نہیں چھوڑتے آیت کریمہ۔ واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رءوسھم ورأیتھم یصدون وھم مستکبرون اسی طرف اشارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے بے نیاز ہونا اپنے کو ان کا محتاج نہ جاننا یہ سمجھنا کہ میں خود ہی خدا تعالیٰ سے سب کچھ لے لونگا مجھے حضور کی کیا ضرورت ہے سریحی کفر ہے اعلیحضرت نے فرمایا۔ شعر ؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

[3] اس کی شرح اور اس کے فوائد وہاں ہی بیان ہو چکے کہ اس فرمان عالی میں چند اشارہ ہیں ایک یہ کہ حضرت ابی ابن کعب کی بارگاہ الٰہی میں بڑی ہی عظمت ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دوسرے یہ کہ استاذ معلم اپنے شاگرد کو خود پڑھ کر سنائے یہ بھی سنت ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابی بن کعب قاریوں کے امام ہیں (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

الْقُرْاٰنِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَاھْتَدُوْا بِھَدْیِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ حُذَیْفَۃَ مَا حَدَّثَکُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْہُ بَدْلَ وَتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

باب میں ذکر کردی گئی ۱ دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد میرے صحابہ ہیں ابوبکر و عمر کی ۲ اور جناب عمار کا طریقہ اختیار کرو ۳ اور ام عبد کے بیٹے کا عہد و پیمان مضبوطی سے پکڑو ۴ اور حذیفہ کی روایت میں ہے کہ تم کو جو چیز ابن مسعود دیں اس کی تصدیق کرو ۵ بجائے اس کے کہ ام عبد کے بیٹے کا عہد مضبوط تھامو (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ

۱ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب فضائل القرآن کے بعد ذکر دی ۲ من بعدی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ میرے بعد ان کی پیروی کرنا دوسرے یہ کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوں گے ان کی پیروی کرنا ان کی اطاعت کرنا کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہوگی ۔ ۳ حضرت ابوبکر و عمر کے لیئے اقتدا ارشاد ہوا اور جناب عمار کے لیئے اہتدا کیونکہ اقتداء قول اور فعل دونوں کی ہوتی ہے مگر اہتداء صرف فعل یعنی کام میں ہوتی ہے یعنی جناب عمار کو تم جو کرتے دیکھو تم بھی عمل کرو کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں ان کا کوئی عمل ہدایت سے خالی نہیں ۔ ۴ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جس چیز کا تم کو عہد کریں اور تمکو جس چیز کی تاکید کریں اس پر ضرور عمل کرو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود فقہاء صحابہ میں سے ہیں ہمارے امام صاحب آپکے پیروکار ہیں چنانچہ جب صدیق اکبر کی خلافت کا مسئلہ پیش آیا ۔ تو پہلے آپنے ہی فرمایا کہ یہ خلافت بالکل درست ہے کیونکہ صدیق اکبر کو تو ہمارے دین کا پیشوا خود حضور انور بنا گئے پھر ان کے سوا ہماری دنیا کا پیشوا کون ہو سکتا ہے ۔ ۵ اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حضور انور جناب ابن مسعود کو خلافت راشدہ کی خبر دے چکے تھے انہوں نے اس خلافت کی تائید و تصدیق کی اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بنادوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب آجائے گا ۔ لیکن جو تمہیں حذیفہ خبر دیں اس کی تصدیق کرو دیکھو وہاں حضرت حذیفہ کی تصدیق کو خلافت کے مسئلہ سے ملایا گیا ۔ پھر حضرت حذیفہ نے خبر دی کہ حضور نے فرمایا ۔ کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی

www.alahazratnetwork.org

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۞ وَعَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ اَبِيْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

علیہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناتا تو لوگوں پر ام عبد کے فرزند کو بناتا ۱؎ (ترمذی، ابن ماجہ) روایت ہے حضرت خیثمہ ابن ابی سیرہ سے ۲؎ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرمائے تو اس نے میرے لیے جناب ابوہریرہ میسر فرمائے ۳؎ میں ان کے پاس بیٹھا میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر کرے تو مجھے آپ دیئے گئے ۴؎ فرمایا تم کہاں کے ہو میں نے کہا کوفے والوں میں سے ہوں میں یہاں بھلائی تلاش کرنے اسے حاصل کرنے آیا ہوں ۵؎ تو فرمایا کیا تم میں سعد ابن مالک

پیروی کرنا رمرقات) ۱؎ اس حدیث میں امارت سے مراد کسی خاص لشکر کا امیر بنانا ہے یا کسی موقعہ پر اپنی حیات شریف میں آپ کو اپنا خلیفہ بنانا ہے۔ جیسے کہ غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بنایا تھا۔ اس سے مراد خلافت معروفہ نہیں کہ اس میں قرشی ہونا ضروری ہے غیر قرشی خلیفہ نہیں ہوسکتا اور حضرت ابن مسعود قرشی نہیں ہیں (لمعات۔ مرقات۔ اشعہ) ۲؎ آپ خثیمہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی سیرہ جعفی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں ایسے سخی تھے کہ آپ کو دو لاکھ روپیہ میراث میں ملے سب علماء پر خرچ کر دیئے (مرقات) ۳؎ یعنی میں اپنے وطن کوفہ سے مدینہ منورہ طلب علم کے لیئے یا کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا تو میں نے یہ دعا کی اس سے معلوم ہوا کہ طلب علم کیلئے سفر بزرگوں کی سنت ہے۔ جس شہر میں جائے وہاں کے بزرگوں سے ضرور ملے۔ ورنہ وہاں کے مشہور مزارات پر حاضری دے کہ یہ بھی مقبولوں سے ملاقات ہے لاہور جاؤ تو حضور داتا صاحب قدس سرہ آستانہ پر حاضری دو۔ سرہند شریف گئے تو حضور مجدد صاحب کے آستانہ پر ضرور حاضری دو۔ اجمیر شریف جاؤ تو خواجہ صاحب کے مزار پر انوار پر حاضری دو ۴؎ یعنی اصحابی رسول آپ کی ملاقات کی مقبولیت کا اظہار ہے یہ ملاقات اتفاقی نہیں رب تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات اللہ کی نعمت ہے ۵؎ یہاں خیر سے مراد علم با عمل ہے جیسے قرآنی اصطلاح میں

www.alahazratnetwork.org

مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارٌ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِيْ اِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ

نہیں جو مقبول الدعا ہیں ۱؎ اور ابن مسعود نہیں جو حضور کی طہارت شریف کے منتظم اور نعلین پاک والے ہیں ۲؎ اور حذیفہ نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں اور کیا عمار نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے امان دی اور کیا سلمان نہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں ۳؎ (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر اچھے آدمی ہیں ابو عبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں ۴؎ اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں ۵؎ ثابت ابن قیس

حکمت کہا جاتا ہے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ۱؎ مالک نام ہے ابی وقاص کا آپ سعد ابن ابی وقاص ہیں آپ کے حالات اور مقبول الدعا ہونے کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے ۲؎ یعنی کوفہ ہی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور وضوء کا لوٹا اٹھانے والے صحابی ہیں جن کو اللہ یہ خدمت نصیب فرمائے سوچ لو وہ کیسے خوش نصیب اور کیسے شان والے ہو گئے ۳؎ حضرت سلمان فارسی پہلے عیسائی بنے اور انجیل شریف کے عالم رہے پھر مسلمان ہو کر قرآن کریم پر عمل کرتے رہے آپ نے کسی کو اپنے والد کا نام نہیں بتایا جب پوچھا جاتا کہ آپ کے والدین میں تو کہتے اسلام ورثہ میں ملا اسلام کا بچہ ہوں ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے رہے آپ کی عمر اور آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے (اشعہ) مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور سے پانچ سو ستر سال پہلے ہوئے ۴؎ ان بزرگوں کے حالات زندگی بیان ہو چکے ہیں حضور انور کا ان حضرات کے متعلق فرمانا کہ یہ حضرات اچھے ہیں ان کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے . . . . . .

www.alahazratnetwork.org

ابْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مَعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلٰثَةٍ عَلِیٍّ وَّعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِئْذَنُوْا

ابن شماس اچھے شخص ہیں معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں معاذ ابن عمرو بن جموع اچھے شخص ہیں [1] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے [2] علی۔ عمار۔ اور سلمان [3] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ جناب عمار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی تو فرمایا انہیں

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے

رضا قسمت ہی کھل جائے جو جبلاں سے خطاب آئے کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے

[1] آپ انصاری اوسی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۲۵ھ پچیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1] آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ میں آپ مع اپنے والد عمرو ابن جموع کے شریک ہوئے آپ نے اپنے بھائی معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا معاذ ابن عمرو نے ابوجہل کا پاؤں پکڑ کر اسے پچھاڑا جس پر عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ دیا آپ کے بھائی معاذ ابن عفراء نے ابوجہل کو ذبح کر دیا اسے سسکتا ہوا چھوڑا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس ملعون کا سر کاٹا حضرت معاذ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی (مرقات) غالبا یہ حضرات ایک مجمع میں جمع ہوں گے کہ حضور انور نے ان سبکو اس کرم نوازی سے نوازا (اشعہ) کہ انکے فضائل جمع فرمائے

[2] یعنی تمام مومنین جنت کے جویاں ہیں اور جنت ان تین شخصوں کی طالب و جویاں ہے سب طالب جنت ہیں اور یہ تین حضرات مطلوب جنت۔

[3] حضرت علی و عمار تو باغیوں میں گھرے ان سے بہت دکھ اٹھائے اور حضرت سلمان کفار کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھا چکے تھے کئی جگہ فروخت ہوئے سب لوگوں نے آپ کو غلام بنائے رکھا آخر کار محبوب کے قدم قدم تک پہونچ گئے جنت ان کی مشتاق نہ ہو تو کس کی ہو (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ

اجازت دے دو خوب آئے پاکیزہ اور پاکیزہ لے (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمار کو کبھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے ان میں سے سخت ترین کو اختیار کیا ۲ (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق بولے کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے یہ ہلکا پن ان کے بنی قریظہ میں فیصلہ کی وجہ سے ہے ۳

لے یعنی حضرت عمار بذات خود بھی پاکیزہ ہیں اور ان کے اخلاق۔ عادات۔ افعال۔ احوال بھی پاکیزہ طیب سے ذاتی پاکیزگی مراد ہے اور مطیب سے صفاتی اخلاقی پاکیزگی مراد خیال رہے کہ اکثر ظاہری پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں اور پاکیزگی کو طیب طہارت کا مقابل ہے نجاست اور طیب کا مقابل ہے خباثت کپڑا ناپاک تھا۔ دھو دیا طاہر ہو گیا۔ بکری ذبح کر دی گئی تو طیب ہو گئی مگر یہ قاعدہ اکثر یہ ہے کبھی ذاتی اور اندرونی پاکیزگی کو بھی طہارت کہہ دیتے ہیں رب فرماتا ہے ویطہرکم تطہیرا۔ تزکیہ۔ تطہیر۔ تطییب ان میں نفیس فرق ہے طیب صفت مشبہ اور مطیب باب تفعیل کا اسم مفعول فرما کر بہت ہی فضائل بیان فرما دیئے ۲ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے اشد ہما کے ارشد ہما ہے مگر عام نسخوں میں اشد ہما یعنی سخت ترین مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار کے سامنے جب ایسے دو کام پیش کئے گئے جن میں سے ایک جائز تھا مگر آسان اور دوسرا بہتر تھا مگر دشوار تو آپ نے بہتر اور مشکل کو اختیار فرمایا یہ عمل انکے اپنے ذاتی معاملہ میں تھا مگر دوسروں کیلئے آپ نے ہمیشہ آسان عمل اختیار کیا لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ عمار کو جب دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار فرمایا یعنی دوسروں کے لئے خیال رہے کہ مشکل ترین اور بہترین عمل اختیار کرنا طریقت ہے اور آسان و جائز کام کو اختیار کرنا شریعت ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اعلیٰ مستحب اور جائز آسان کام میں اختیار دیا گیا تو حضور نے ہمیشہ آسان عمل اختیار فرمایا یہ اپنی امت پر کرم نوازی تھی ۳ ان منافقوں نے یہ سمجھا کہ جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نیک اعمال نہیں ہیں یا بہت کم ہیں نیکیوں کا وزن ہوتا ہے تو بولے کہ چونکہ انہوں نے بنی قریظہ کا پنچ بننے پر فیصلہ یہ کیا تھا کہ ان کے جوان قتل کر دیئے جاویں اور بچے چھوڑ دیئے جاویں یہ ظلم تھا اس کی وجہ سے ان کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور جنازہ ہلکا ہو گیا حالانکہ حضور انور نے اس فیصلہ کے وقت فرمایا تھا کہ تم نے فرشتہ کا حکم دیا حضور انور جسے عدل فرما دیں اسے یہ بدنصیب ظلم کہتے تھے۔

www.alahazratnetwork.org

فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَآ اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَآ اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَآ اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ مِنْ ذِيْ لَهْجَةٍ

یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے ۱؎ (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر ایسے کو اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو ۲؎ (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا زمین نے کسی ایسے کو نہ اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو ۳؎

۱؎ یعنی حضرت سعد کا جنازہ تمہارے کندھوں پر لانے نام تھا حقیقۃً تو اسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے خیال رہے کہ نیک اعمال میں بھی وزن ہوتا ہے اور برے اعمال میں بھی مگر نیکی کا وزن اوپر کو جاتا ہے کہ اس میں نورانیت ہے اور گناہوں کا وزن نیچے آتا ہے کہ اس میں مادیت اور ظلمانیت ہے کثیف چیز نیچے گرتی ہے لطیف اوپر جاتی ہے رب فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب یہ بھی قول صوفیاء کا ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے ۲؎ غبراء سے مراد آسمان ہے کہ اس کا رنگ نیلا مائل بہ سبز ہے غبراء سے مراد زمین ہے کہ اس کا رنگ غبار آلود ہے مگر آسمان کا رنگ دیکھنے میں نہیں آتا کہ وہ شفاف ہے یہ نیلا رنگ جو نظر آتا ہے وہ آسمان کا نہیں بلکہ ہوا کا ہے یا خلا کا۔ اس لئے مختلف آسمانوں کے تارے ہم کو نظر آتے ہیں کوئی آسمان حجاب یا آڑ نہیں بنتا کیونکہ وہ شفاف ہیں ۳؎ ان جیسے فرمانوں میں یا تو حصر اضافی ہوتا ہے یا اس سے بعض ہستیاں مستثنیٰ ہوتی ہیں لہٰذا اس کا مطلب مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابوذر حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ سچے ہوں۔ رب فرماتا ہے قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ الخ ۴؎ لہجہ لام کے فتحہ کے سکون سے معنی زبانی یا نوک زبان یا کلام یا طریقہ بیان۔ (مرقات) حضرت ابوذر غفاری حق گوئی میں کسی کی ملامت نہیں فرماتے تھے اس کی وجہ سے کبھی دکھ بھی پاتے تھے۔ آپ مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے جب کہ کفار کا بہت زور تھا اور بار بار مجلس کفار میں آکر اپنے اسلام و ایمان کا اعلان کرتے رہے اور ان کے ہاتھوں بہت ہی ایذا پاتے رہے۔

www.alahazratnetwork.org

اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْهُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْمَوْتُ قَالَ اِلْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَیْمِرٍ اَبِی الدَّرْدَآءِ عِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِیْ كَانَ یَهُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

اور زیادہ وفادار ہو وہ عیسٰی ابن مریم سے مشابہ ہیں یعنی ترک دنیا میں ۱ (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ جب انہیں موت آئی تو فرمایا کہ تم چار شخصوں کے پاس علم تلاش کرو عویمر یعنی ابو الدرداء ۲ سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ ابن سلام کے پاس ۳ جو پہلے یہودی تھے ۴ پھر اسلام لائے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جنت والوں کے دس میں سے دسویں ہیں ۵ (ترمذی)

۱ چنانچہ حضرت ابوذر کا مذہب یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے۔ جو پائے فوراً خرچ کر دو۔ اس پر عامل تھے ۲

تج ڈال مال دھن کو ۞ کوڑی نہ رکھ کفن کو ۞ جس نے دیا ہے تن کو ۞ دے گا وہی کفن کو

خلافتِ عثمانیہ میں حضرت عثمان سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے مال کیوں جمع کیا ہے یہ تو حرام ہے اور زہد کی احادیث پیش کیا کرتے تھے عیسٰے علیہ السلام نے نہ کہیں مکان بنایا نہ مال جمع فرمایا۔ ۲ حضرت ابو الدرداء کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے آپ بڑے عالم فقیہ تھے ۳۲ھ بتیس میں دمشق میں وفات پائی (مرقات) ۳ یعنی علم دین یا علم حلال و حرام ان چار شخصوں سے تم کو بہ آسانی اور بہ فراوانی حاصل ہوگا۔ ۴ اس میں حضرت عبداللہ ابن سلام کی تعریف ہے کہ آپ یہودی تھے۔ پھر طلب حق اور طلب علم میں اپنی رضا و رغبت سے حضور انور کو دیکھتے ہی ایمان لائے۔ ۵ اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہو سکتی ہیں ۱ حضرت عبداللہ ابن سلام عشرہ مبشرہ میں سے ایک کی مثل ہیں درجات اور فضائل میں ۲ آپ جنت میں جاتے وقت دسویں ہوں گے کہ نو جنتی آپ سے پہلے جنت میں داخل ہو چکے دسویں آپ ۳ جنت میں مختلف قسم کی جماعتیں ترتیب وار جائیں گی آپ دسویں جماعت میں ہوں گے کہ نو جماعتیں آپ سے پہلے داخل ہوں گی دسویں جماعت آپ کی داخل ہوگی ۴ تو مسلم یہودی جو جنت میں جائیں گے ان میں سے دسویں نمبر میں آپ ہوں گے (مرقات، اشعہ) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے نہیں ہیں پھر یہ فرمان عالی کیونکر درست ہوا۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ

روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے[1] فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کردوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے[2] لیکن جو تم کو حذیفہ خبر دیں اس کو سچ مانو[3] اور جو تم کو عبداللہ پڑھائیں تم پڑھو[4] (ترمذی) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ لوگوں

[1] پہلے تو حضرات صحابہ نے انتظار کیا کہ حضور انور خود ہی کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں مگر جب حضور انورؐ نے یہ نہ کیا تو خود زبانی عرض کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرما دیں [2] اس ارشاد عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم میرے نامزد خلیفہ کی میرے بعد نافرمانی کرو تو تم پر دنیا میں عذاب آجاوے گا دوسرے یہ کہ تم میرے نامزد کرنے کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب آجاوے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ؓ کو حضور انور نے خلیفہ مقرر نہ کیا۔ ورنہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں۔ یوں حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہیوں پر دنیا میں عذاب آجاتا کہ یہ حضرات ان کے مخالف رہے اس سے پر لطف بات یہ معلوم ہوئی کہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نامزد کردہ نبی یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ان پر دنیا میں عذاب نہ آیا لیکن اگر حضورؐ کے نامزد کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتے تو عذاب آجاتا حضورؐ کا انتخاب فرمانا حضورؐ کی نامزدگی بہت اہم ہے۔

ادب گاہے است زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

صوفیاء فرماتے ہیں مصرع باخدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہشیار باش۔ بعض مجذوبوں نے جوش میں انا اللہ کہہ دیا۔ مگر انا محمد کہنے کی جرأت کسی میں نہ ہوئی۔ [3] یعنی میرے بعد جو بات حضرت حذیفہ کہیں۔ اسے سچ ماننا جسے وہ خلیفہ کہیں وہ خلیفہ برحق ہے اس لئے حضور انورؐ نے خلافت کے مطالبہ پر یہ ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے حضرت حذیفہ نے جناب صدیق و فاروق کی خلافت کا اقرار کیا لہذا وہ خلیفہ برحق ہیں حضرت حذیفہ حضور انورؐ کے صاحب راز صحابی ہیں حضورؐ کے دل کی باتوں دلی ارادوں پر مطلع ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضور کے ارادہ قلبی میں کون کون حضرات کب کب خلیفہ ہونے ہیں۔ [4] یعنی حضرت ابن مسعود تلاوت قرآن میرے فرمانوں کے متعلق جو تم کو ہدایت کریں اسے مان لینا حضرت حذیفہ دنیاوی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے تھے اور حضرت ابن مسعود اخروی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے ان دونوں نے خلفاء راشدین کی خلافت دل سے قبول کی اور مانی۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود جناب صدیق اکبر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضور انورؐ نے انہیں ہمارے دین کا امام بنا دیا تو ہم انہیں اپنی دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں ۞

www.alahazratnetwork.org

مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أُرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نَفَسَتْ وَلَا تُسَمُّوهُ حَتَّى أُسَمِّيَهُ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں کوئی نہیں جسے فتنہ پہنچے مگر میں اس پر خوف کرتا ہوں سوا محمد ابن مسلمہ کے [1] کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم کو فتنہ نقصان نہ دے گا [2] ۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں چراغ دیکھا تو فرمایا اے عائشہ میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا [3] تم لوگ اس کا نام نہ رکھنا حتی کہ میں اس کا نام رکھوں چنانچہ حضور نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے ہاتھ سے چھوہارے سے ان کی تحنیک کی [4] (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ

[1] آپ انصاری ہیں سوا تبوک سارے غزوات میں شریک ہوئے آپ کے ہاتھ پر حضرت مصعب ابن عمیر ایمان لائے ۷۰ ستر سال عمر ہوئی ۴۳ھ میں وفات پائی [2] یعنی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دیدی پھر انہیں کوئی فتنہ کیسے بہکا سکتا ہے آپ حضور کی امان میں ہیں چنانچہ آپ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور وفات تک رہے ۔

[3] یعنی آج تہجد کے وقت ہم نے حضرت زبیر ابن عوام کے گھر سے چراغ کی روشنی دیکھی ہے یہ بے وقت روشنی بتا رہی ہے کہ ان کے فرزند پیدا ہوا ۔

[4] یعنی حضور انور نے اپنے منہ میں چھوہارا یا کھجور چبا کر زبان کی نوک سے آپ کے تالو پر لگا دیا یہ ہے تحنیک خود ہی حضور نے آپ کا نام رکھا آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں اسماء بنت صدیق کے نور نظر صدیق اکبر کے نواسے عائشہ صدیقہ کے بھانجے حضرت صفیہ یعنی حضور کی پھوپھی کے پوتے آٹھ سال کی عمر میں حضور کے دست اقدس پر بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے ۱۷ جمادی آخرہ ۷۳ھ منگل کے دن سولی دی ۷۴ھ میں حجاز، یمن، عراق، خراسان کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ۔ آپ نے لوگوں کو اپنی سلطنت میں آٹھ حج کرائے بڑے عابد زاہد تھے (مرقات) ۔

www.alahazratnetwork.org

اَنَّهٗ قَالَ لِمُعٰوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

انہوں نے جناب معاویہ[1] کے لیے فرمایا الٰہی انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے[2] (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ تو اسلام لائے مگر عمرو ابن عاص ایمان لائے[3] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے

[1] اس سے حضرت معاویہ ابن ابوسفیان مراد ہیں معاویہ ابن حکم یا معاویہ ابن جاہمہ مراد نہیں جب حدیث میں مطلقاً معاویہ آتا ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں [2] اس دعا میں امیر معاویہ کو تین دعائیں دی گئیں آپ لوگوں کو ہدایت دیں۔ خود بھی ہدایت پر رہیں۔ آپ مکمل و کامل ہدایت پر رہیں و ہدایت عامہ تو تمام صحابہ کرام کو حاصل ہے یہاں ہدایت سے مراد کوئی خاص ہدایت ہے۔ حکومت۔ ملک رانی۔ فقہ وغیرہ کی ہدایت (مرقات) امام احمد نے بروایت عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور نے دعا کی الٰہی معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم دے انہیں عذاب سے بچالے انہیں شہروں پر تسلط دے دوسری روایت میں ہے کہ اے معاویہ جب تم بادشاہ بنو تو سخت گیر نہ ہونا نرمی کرنا (اشعہ) آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں حضور کے کاتب وحی یا کاتب خطوط رہے اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم ہوئے عمر فاروق کے زمانہ میں پھر آخر عمر تک یعنی چالیس سال حاکم رہے یعنی بیس سال حاکم چار سال عہد فاروقی میں بارہ سال خلافت عثمانیہ میں چار سال خلافت حیدری پھر امام حسن سے صلح کے بعد بیس سال تک سلطان رہے یہ صلح ۴۱ھ اکتالیس میں ہوئی اٹھتر سال عمر پائی رجب ۶۰ھ میں دمشق میں وفات ہوئی آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر، قمیص۔ کچھ بال کچھ ناخن تھے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن و بال رکھ دینا (مرقات) [3] یہاں لوگ سے مراد فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے لوگ ہیں کہ وہ لوگ اس وقت ڈر و خوف سے مسلمان ہوگئے بعد میں اللہ کی رحمت حضور کی کرم نوازیوں سے پختہ مومن بنے مگر حضرت عمر و ابن عاص جب شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں پہونچے وہاں شاہ حبشہ کے ایمان لانے کی کیفیت دیکھی تو وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور نہایت شوق و ذوق سے ایمان لائے بغیر کسی خوف یا لالچ کے ایک بار حضور انور نے انہیں ایسے لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق بھی تھے پہلے آپ کے دل میں حضور سے اور صحابہ کرام سے سخت عداوت تھی پھر حضور پر ایسے فدا اور قربان ہوئے کہ سبحان اللہ خلافت فاروقی میں فاتح مصر آپ ہی ہیں آپ فتح مکہ سے دو سال پہلے ایمان لائے اور حضور انور سے یہ شرط کرکے ایمان لائے کہ میرے سارے پچھلے گناہ بخش دیے جاویں (مرقات و اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَّدَيْنًا قَالَ أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ أَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَأَحْيٰى أَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ

اس کی اسناد قوی نہیں ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے کہ میں تم کو دل شکستہ دیکھتا ہوں [1] میں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید ہو گئے اور بچے اور قرض چھوڑ گئے [2] فرمایا کیا میں تم کو اس کی بشارت نہ دوں جس سے اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے [3] میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اللہ نے کسی سے بھی کبھی کلام نہ کیا مگر پردے کے پیچھے سے اور تمہارے والد کو زندہ کیا تو ان سے منہ در منہ کلام فرمایا [4] فرمایا اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر

[1] حضور انور کا یہ سوال واقعہ غزوہ احد کے بعد کا ہے جیسا کہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے یہ سوال عالی اگلی کرم نوازی کی تمہید ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور امت کے دکھ درد سے بے خبر ہیں حضور کو ہر ایک کے ہر درد کی خبر ہے یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا وما تلك بيمينك يا موسىٰ ۔ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے یہ اگلے کلام کی تمہید تھی ۔ [2] یعنی مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ قرض اور بہنوں کا بوجھ مجھ ناتجربہ کار پر پڑ گیا ۔ اب میں کیا کروں ۔

[3] یعنی اے جابر اپنے والد کے اخروی درجات سنو جس سے تمہارا غم غلط ہو جاوے ان فکروں سے تمہاری توجہ ہٹ جاوے آخرت کی نعمت ادھر کا دھیان ایسا ٹیکا ہے جس سے دنیا کے رنج و غم و تکالیف محسوس نہیں ہوتے ۔

[4] یعنی بعد موت رب تعالیٰ شہداء سے کلام تو فرماتا ہے مگر آج تک اس نے اپنا دیدار کسی شہید کو نہیں دیا تمہارے والد پہلے وہ شہید ہیں جنہیں دیدار بھی دیا کلام بھی کیا لہذا تمہارے والد شہداء میں دوسرے شہیدوں سے افضل ہیں ۔ مسئلہ اس زندگی میں بلاواسطہ رب نے کلام کسی سے نہ کیا سوا موسیٰ علیہ السلام کے بعد وفات قیامت سے پہلے کسی کو دیدار نہیں دیا ۔ سوا عبداللہ کے اس زندگی میں کسی کو اپنا دیدار نہیں دیا سوا ہمارے حضور کے جو معراج میں عطا ہوا بعد موت ہر شخص رب کا کلام سنے گا صدق عبدی یا کذب عبدی یہ سننا قبر کے حساب کے بعد ہوگا اور مومن کو دیدار الٰہی قیامت میں ہوگا ۔ پھر جنت میں ہوا کرے گا ۞

www.alahazratnetwork.org

أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِنِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

میں تجھے دوں گا ۱؎ انہوں نے عرض کیا اے رب مجھے زندہ کرتا کہ دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں ۲؎ تو رب تعالٰی نے فرمایا کہ ہمارا قانون جاری ہو چکا ہے کہ وفات یافتہ لوٹائے نہ جائینگے ۳؎ تب یہ آیت اتری کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو ۴؎ (ترمذی) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس بار دعاء مغفرت کی ۵؎ (ترمذی) ۔

۱؎ یعنی رب تعالٰی نے انکو اپنا دیدار بھی دیا اور بلاواسطہ کلام بھی اور کرم کا کیا معلوم ہوا کہ جو کچھ عالم ارواح میں ہو رہا ہے حضور کی نظر مدینہ منورہ سے دیکھ رہی ہے اور جو کچھ وہاں گفتگو ہو رہی ہے حضور مدینہ منورہ سے سن رہے ہیں جب لامکان کے کام و کلام حضور یہاں دیکھ سن رہے ہیں تو یقینی بات ہے کہ ہر جگہ کے کام و کلام حضور سنتے دیکھتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے وہ عالم ارواح دور ہے ہمارا گجرات قریب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ اپنی زندگی میں رب کو راضی کرے تو انشاء اللہ بعد موت رب ہم کو راضی کرے گا۔ ہم یہاں اللہ رسول سے پوچھ پوچھ کر کام کریں ان شاء اللہ وہاں رب تعالٰی ہم سے پوچھ پوچھ کر انعام دے گا ۲؎ یعنی مجھے جو مزہ تیری راہ میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا مولٰی تمنا ہے کہ پھر دنیا میں جاؤں اور تیرے نام پر سر کٹاؤں ۳؎ یعنی ہمارا یہ نہیں کہ جیسے امتحان لیکر پاس کر دیں۔ اس کا دوبارہ امتحان لیں تم تو اول نمبر پاس ہو کر آگئے اب دوبارہ امتحان کیسا۔ خیال رہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر نہ آنا۔ یہ رب کا قانون ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا پر مردوں کا زندہ ہو کر آنا یہ ان کی خصوصیت ہے قانون اور خصوصیات میں فرق ہے یوں ہی حضور انور کا اپنے والدین کا زندہ کرنا انہیں کلمہ پڑھانا صحابی بنانا حضور کی خصوصیات سے ہے ۴؎ یہاں تو ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ مت سمجھو مگر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ ۵؎ یا تو ایک ہی مجلس میں پچیس بار ان کے لیے دعا مغفرت فرمائی یا متعدد موقعوں پر دعائیں فرمائیں خیال رہے کہ حضرت جابر ابن عبداللہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری سلمی ہے بدر اور تمام غزوات میں شریک شام اور مصر میں قیام رہا جو رانوے سال عمر پائی ۷۴ھ ہجری وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں۔ آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں صحابہ کا دور ختم ہو گیا (مرقات)۔

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَيْبَتِیَ الَّتِیْ اٰوِیْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِیْ وَاِنَّ كَرِشِیَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُحْسِنِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے پریشان بال غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جاوے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ پوری کردے[1] ان میں سے براء ابن مالک ہیں[2] (ترمذی۔ بیہقی دلائل النبوۃ) ۔ روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ رہو میرے وہ خاص لوگ جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں میرے گھر والے ہیں[3] اور میرے اندرونی مشیر کار انصار ہیں تو ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو اور ان کے نیک کاروں سے نیکی قبول کرو[4] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث

[1] یعنی میری امت میں بعض غرباء مساکین جن کی کوئی نہ سنے وہ عند اللہ ایسے مقبول ہوسکتے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ خدا کی قسم تو جنتی ہے۔ یا قسم خدا کی تجھے بیٹا ملے گا یا قسم اللہ کی کل بارش ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے یہ کام کردے بڑوں سے دعا کرانے کی اصلی یہ حدیث بھی ہے اللہ بے قراروں کی سنتا ہے یا بے قرار بنو یا کسی بے قرار سے دعا کراؤ۔ اھ من یجیب المضطر اذا دعاہ۔

[2] آپ حضرت انس ابن مالک کے بھائی ہیں۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے بڑے جانباز بہادر تھے۔ ان غزوات کے علاوہ موقعوں پر ایک سو کفار مبارزین کو قتل کیا (مرقات) جنگ یمامہ میں بڑی دلیری سے لڑے ۲۱ھ میں وفات ہوئی (اشعہ)

[3] اہل بیت میں ازواج پاک اولاد مطہرات سب ہی داخل ہیں۔

[4] اس فرمان عالی کی شرح پہلے گزر چکی کہ اس میں خطاب یا ساری امت سے ہے یا اسلام کے خلفاء اور بادشاہوں سے کہ اگر کوئی انصاری کسی کے ذاتی معاملہ میں کچھ زیادتی کمی کردے تو اسے یہ سمجھ کر معاف کرو یہ ہمارے رسول کے میزبان بے مثال ہیں ان کا ہم سب پر احسان عظیم ہے اس پوری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اپنے گھر والوں اور جماعت انصار سے بہت ہی محبت ہے

www.alahazratnetwork.org

حَسَنٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ قَوْمَکَ السَّلَامَ فَاِنَّھُمْ فَعَلْتُ اَعِفَّۃٌ صُبُرٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدَ الْحَاطِبِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حسن ہے ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بغض رکھے گا انصار سے کوئی وہ شخص جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو[1] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے روایت ہے حضرت انس سے وہ ابو طلحہ سے راوی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہو[2] کیونکہ جیسا میں جانتا ہوں وہ لوگ پاک باز صبر والے ہیں[3] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے کہ حاطب کا غلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا[4]

[1] یعنی جس کے دل ایمان ہے وہ جنس انصار یا سارے انصار سے بغض نہ رکھے گا (مرقات) لہذا اگر کسی شخص کا کسی انصاری سے کسی ذاتی معاملہ میں اختلاف ہو جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں یا اگر انصار کی کوئی بات خلاف قانون اسلامی ہونے کی وجہ سے قبول نہ کی جائے وہ اس حکم کی زد میں نہیں حضور کے پردہ فرمانے کے بعد انصار نے کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا ایک تم مہاجرین میں سے تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی یہ رائے یہ حدیث پیش کر کے رد فرمادی کہ الخلافۃ فی القریش[2] اقرا اگر الف کے زبر اور ر سے کے کسرہ سے ہو تو اس کے بعد علی نہیں آتا اور اگر الف کے کسرہ اور ر سے کے فتحہ سے ہو تو بعد میں علی آتا ہے اقرا علی فلان یہاں پہلی قراءۃ ہے غالبا کسی جگہ انصار جمع ہوتے ہونگے حضرت ابو طلحہ بھی وہاں جا رہے ہونگے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو ان کے ذریعہ سلام کہلایا معلوم ہوا کہ کسی خاص شخص کو بھی سلام بھیجنا جائز ہے اور خاص قوم کو عام لوگوں کو بھی یہاں قومک سے مراد انصار ہیں کیونکہ ابو طلحہ خود انصاری ہیں[3] یعنی ہم انصار کو سلام اس احترام کی وجہ سے بھیج رہے ہیں جو ان کا ہمارے دل میں ہے اور احترام کی وجہ ان کی یہ دو صفات ہیں تقوی پرہیزگاری اور مصیبتوں (جہاد) میں صبر۔ اعفہ جمع ہے عفیف کی بمعنی پاک دامن حرص اور حرب کے پیش سے جمع صابر کی[4] یہ حاطب وہ ہے حاطب ابن ابی بلتعہ ہیں جنھوں نے حضور انور کے ارادے کی خبر اہل مکہ کو بھیجی تھی جس کا واقعہ پہلے گزر چکا۔

www.alahazratnetwork.org

يَشْكُوْ حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذِبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتَبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ

حاطب کی شکایت حضور سے کرتا تھا تو بولا یا رسول اللہ حاطب دوزخ میں جائیں گے [1] تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ کہا وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں [2] (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اگر تم منہ پھیرو گے تو رب دوسری قوم تمہارے سوا بدل لائے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے [3] صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ اگر ہم منہ پھیریں تو وہ ہماری عوض بدلہ میں لائے جائیں گے پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے [4] تو حضور نے جناب سلمان

[1] یا تو اس لیے حاطب دوزخ میں جائیں گے کہ انہوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کفار کے لیے کی یا اس لیے کہ وہ مجھ پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ [2] یعنی دوزخ میں نہیں جا سکتے کہ وہ غزوہ بدر اور بیعت الرضوان دونوں میں شریک ہوئے ہیں ارکان دوزخ میں سے ایک میں شرکت کرنے والا بھی جنتی ہے ان کا جاسوسی کا قصور رب تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اور وہ تجھ پر ظلم نہیں کر سکتے جسے تو ظلم سمجھتا ہے وہ ظلم نہیں ہے خیال رہے کہ نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے حضرت سلیمان کے صحابی کے متعلق چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تھا۔ لایحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لایشعرون کہ تم گر دو، لوگ اپنے پاؤں سے کچل نہ دیں۔ حالانکہ انہیں خبر نہ ہو معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی اور نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے وہ چیونٹیوں پر بھی ظلم نہیں کرتے اگر چیونٹی بھی ان کے پاؤں سے کچل جائے تو اللہ کی بے خبری بے توجہی کی وجہ سے کچل جائے گی۔

[3] اس آیت کریمہ میں خطاب حضرات صحابہ سے ہے کہ اگر تم لوگ دین اسلام کی خدمت نہیں کرو گے تو تمہاری جگہ رب تعالیٰ دوسری قوم سے خدمت دین لے لیگا۔ تم دین کے حاجتمند ہو دین تمہارا حاجتمند نہیں تب وہ سوال ہوا جو آگے مذکور ہے [4] یعنی یا رسول اللہ وہ کون خوش نصیب ہیں جو ہمارے فیل ہو جانے کی صورت میں دین کی خدمت بجا لائینگے اور اس صورت میں وہ ہم سے اچھے

www.alahazratnetwork.org

الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فارسی کی ران پر ہاتھ مارا پھر فرمایا کہ یہ اور ان کی قوم ہے [1] اگر دین ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے پالیتے [2] (ترمذی) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان پر یا ان کے بعض پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں جتنا مجھ کو تم پر یا تمہارے بعض پر بھروسہ ہے [3] (ترمذی) ۞ تیسری فصل روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہونگے اس قوم کا تعین فرمائیے ۞ [1] اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ ظاہر یہ ہے کہ اس فرمان عالی میں امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں بلکہ ان کے معتقدین کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوحنیفہ حضرت سلمان فارسی کے ہم وطن اور ہم قوم یعنی فارسی النسل ہیں۔ امام اعظم اور ان کے شاگردوں نے دین کی وہ خدمات کیں جسے زمانہ یاد رکھے گا۔ اب بھی دنیا میں دو تہائی مسلمان حنفی ہیں۔ باقی ایک تہائی میں سارے لوگ حدیث و آیات سے ایسے مسائل مستنبط فرمائے کہ سبحان اللہ [2] فرس و فرما کر حضور انور نے ظاہر فرمادیا کہ اس فرمانِ عالی میں اشارہ سارے عجم کی طرف نہیں ہے بلکہ اہل فارس مراد ہیں یعنی امام حنیفہ کیونکہ صرف آپ ہی فارسی النسل ہیں آپ کے سوا کوئی امام فارسی نہیں امام اعظم کے دادا حضرت زوطی حضرت علی کی محبت میں ایران چھوڑ کر آئے اسی لیے آپ کوفی ہوئے [3] بکم اور بعضکم میں خطاب مطلقاً اہل عرب سے ہے یعنی بعض عجمی لوگ بعض عربیوں سے افضل ہونگے ایمان میں تقوے میں۔ علم میں عمل میں۔ اجتہاد میں لہٰذا اس فرمان سے نہ تو ملازم آتا ہے کہ غیر صحابی صحابی سے افضل ہو جاویں اور نہ یہ کہ عجمی عربی سے افضل ہوں مسئلہ۔ جنس عربی جنس عجمی سے افضل ہے مگر بعض عجمی افراد بعض عربی افراد سے افضل ہیں چنانچہ عجمی مومن عربی کافر سے عجمی مخلص عربی منافق سے عجمی عالم عربی غیر عالم سے عجمی مجتہد عربی غیر مجتہد سے افضل ہے۔ مسئلہ۔ کوئی غیر صحابی کسی صحابی سے افضل بلکہ برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام جہان کے علماء صلحاء اولیاء غوث و قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے وہ حضرت مجتبیٰ یافتہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آسمان ہدایت کے تارے اسلام کے ستون ہیں ایمان کے معیار ہیں تقوے کی کسوٹی ہیں

www.alahazratnetwork.org

إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُفَقَاءَ وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُونِي إِلَى

نے کہ ہر نبی کے سات برگزیدہ اور حافظین ہوئے [1] اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر۔ حمزہ [2] ابو بکر۔ عمر۔ مصعب ابن عمیر۔ بلال۔ سلمان۔ عمار۔ عبداللہ ابن مسعود۔ ابوذر۔ مقداد [3] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت خالد ابن ولید سے [4] فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار ابن یاسر کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی تو میں نے گفتگو میں ان پر بہت سختی کی [5] عمار میری شکایت

رضی اللہ عنہم اجمعین اس کی تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ [1] نجباء جمع ہے نجیب کی بمعنی شریف، ممتحن اور برگزیدہ اور رفقاء جمع ہے رفیق کی بمعنی حافظ و نگہبان یعنی ہر نبی کے ان کی امت میں سات امتی ان کے منتخب اور ان نبی کے پاسبان ہوتے تھے مگر ہمکو اللہ تعالیٰ نے ایسے برگزیدہ چودہ افراد عطا فرمائے [2] جعفر ابن ابی طالب تو حضرت علی بھائی ہیں اور حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب حضور انور کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کنیت ابو عمارہ ہے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے آپ کو وحشی ابن حرب نے شہید کیا۔ حضور انور سے عمر میں دو یا چار سال پہلے پیدا ہوئے تھے (مرقات) [3] معلوم ہوا کہ ان چودہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کا ایسا قرب حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں دوسرے صحابہ کو اور قسم کی خصوصیات حاصل ہیں اس چمن میں ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے تمام احادیث پر نظر رکھنی چاہیے۔ علماء دین نے ساری احادیث کے مطالعہ سے جو مذہب حضرات صحابہ کے معلوم کیا ہے اس پر اعتبار رکھو کہ ان کی نظر ساری روایات پر تھی [4] آپ مخزومی ہیں آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ہیں یعنی حضرت [illegible] میمونہ کی ہمشیرہ زینب بنت حارث میں قریش کے سردار تھے حضور انور نے آپ کو لقب سیف اللہ دیا ۲۱ھ میں وفات پائی۔ بیرون مقام حمص شام میں آپ کا مزار ہے عبداللہ ابن عباس آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں (اکمال۔ مرقات) [5] یہاں سختی سے مراد گالی یا تہمت نہیں ہے بلکہ

www.alahazratnetwork.org

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَھُوَ یَشْکُوْنِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ یُغَلِّظُ لَہٗ وَلَا یَزِیْدُہٗ اِلَّا غِلْظَۃً وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاکِتٌ لَّا یَتَکَلَّمُ فَبَکَا عَمَّارٌ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا تَرَاہُ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰی عَمَّارًا عَادَاہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَہُ اللّٰہُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا کَانَ شَیْءٌ

کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر خالد پہنچے [1] فرمایا عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کر رہے تھے تو خالد ان پر بہت سختی کرنے لگے [2] ان کی سختی ہی بڑھتی گئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاموش تھے [3] کچھ کلام نہیں فرماتے تھے جناب عمار رونے لگے [4] بولے یا رسول اللہ کیا حضور خالد کو دیکھتے نہیں [5] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے خدا اس سے دشمنی کرے اور جو عمار سے بغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو [6] خالد فرماتے ہیں کہ پھر میں نکلا تو مجھے

سخت آواز سے بات کرنا مراد ہے جیسے کہ غصہ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ آواز اور لہجہ کی نکلتی ہے یہ جھگڑا کسی ذاتی معاملہ میں ہوا ہوگا نہ کہ دینی مسئلہ میں ہے۔ [1] یہ قول یا تو کسی راوی کا ہے کہ خالد آئے یا خود خالد ہی کا ہے رضی اللہ عنہ کہ اپنا نام لے کر بیان کیا یہ نہ فرمایا کہ میں آیا۔ [2] یعنی حضرت خالد جوش غصہ میں خود حضور انور کے سامنے جناب عمار پر سختی کرنے ان سے غصہ سے کلام کرنے لگے ابھی رہا عمار سے۔ واقف نہ تھے یا اس وقت تک آداب آستانہ کی آیات نہ آئی تھیں اس لیے آپ پر بے ادبی کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ [3] حضور انور نے اس خاموشی میں بہت کچھ فرما دیا تھا جسے حضرت خالد نہ سمجھ سکے غصہ کی وجہ سے حضور کی اداؤں میں تامل اور غور کرنا قلب سے ہی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ وہ سکون قلب نصیب کرے جو حضور کی اداؤں تک پہنچا دے [4] حضرت عمار اپنی بے بسی بتانے۔ خالد کی سختی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خاموشی ان تینوں کو دیکھ کر رو پڑے بس روتے ہی کی دیر تھی دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

تا نہ گرید ابر کے خندد چمن — تا نہ گرید طفل کے جوشش لبن!
زور را بگزار زاری را بگیر — رحم سوئے زاری آید اے فقیر

[5] یعنی حضور کیا میری بے بسی اور خالد کی سختی پر توجہ نہیں فرماتے یہاں دیکھنے سے مراد توجہ فرمانا ہے [6] قربان ان اداؤں کے ایک دعا میں سب کچھ فرما دیا۔ حضرت خالد جانے سے ٹھنڈا کر دیا عمار کا طرہ آفتاب تک پہنچا دیا۔ دونوں کے دلوں کو ملا دیا

www.alahazratnetwork.org

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رِّضٰی عَمَّارٍ فَلَقِیْتُہٗ بِمَا رَضِیَ فَرَضِیَ ۔ وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَۃِ رَوَاھُمَا اَحْمَدُ ۔ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ

حضرت عمار کی خوشنودی سے زیادہ پیاری کوئی چیز نہ تھی[1] پھر میں نے ان سے ان کی رضا کا برتاؤ کیا تو وہ راضی ہو گئے[2] روایت ہے حضرت ابو عبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں[3] اور یہ اپنے کنبے کے بہترین جوان ہیں[4] (احمد) روایت ہے بریدہ سے فرماتے ہیں

جناب عمار کا درجہ اور مقام سمجھا دیا اس کا نتیجہ وہ ہوا جو آگے مذکور ہے ۱۲ یعنی حضور کی اس رعا شریف سے میرے دل کی دنیا بدل گئی اس دل میں عمار کی محبت عزت و عظمت بھر گئی آپ اس مجلس پاک سے اٹھے بھی اس لیے کہ حضرت عمار کو علیحدگی میں بلا کر معافی مانگ لیں اپنی گذشتہ کوتاہی کا کفارہ کر لیں رضی اللہ عنہما اب حضرت خالد کو جناب عمار سب سے زیادہ محبوب ہو گئے انھیں راضی کرنے کو اولین فرض سمجھنے لگے۔ ۲ چنانچہ حضرت خالد اُن کے سینے سے لپٹ گئے ان سے معافی مانگی ان کے سامنے بہت ہی تواضع کی اور جس قدر اسباب رضا ہو سکتے تھے وہ سب جمع کر کے انھیں منا لیا۔ خیال رہے کہ آخر کار حضرت عمار جناب علی کے ساتھ تھے۔ اور جماعت امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مگر امیر معاویہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے۔ کیونکہ وہاں اختلاف رائے تھا۔ عداوت نہ تھی۔ جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام کہ انھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے یا بی بی ہاجرہ سے اختلاف تھا بغض نہ تھا نہ عداوت تھی یہ بات یاد رکھو یہاں دنیا میں تو حضور دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں قیامت کا نقشہ بھی حضور کے رعب سے بدل جائے گا۔

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائیگا اور ڈھکر کالا کمبل و آجائینگے حشر کا سارا نقشہ بدل جائیگا

۳ یعنی اللہ کی تلواریں دو قسم کی ہیں۔ مشہور تلوار اور غیر مشہور حضرت خالد ان میں سے ایک ہیں جو مشرکین و کفار پر اللہ نے سونتی ہے ۴ یعنی حضرت خالد قبیلہ بنی مخزوم میں بہترین بندے اور صالح مرد ہیں دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی کہ خالد اللہ کی تلوار ہیں۔ حمزہ اللہ رسول کے شیر ہیں ابو عبیدہ ابن جراح اللہ رسول کے امین ہیں۔ حذیفہ ابن یمان صفی الرحمٰن ہیں (یعنی اللہ کے چنے ہوئے بندے)۔ عبدالرحمٰن ابن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور جس کو بھی خطاب دیتے ہیں بالکل درست اور برمحل دیتے ہیں حضور کے خطابات دنیاوی حکومتوں کے نہیں کہ نرے جاہل کو شمس العلماء بڑے بزدل کو خان بہادر کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّھِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْھُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّھِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ تُحِبُّھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۞

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ۱؎ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم کو ان کے نام بتائیں ۲؎ فرمایا علی ان میں سے ہیں یہ تین بار فرماتے رہے ۳؎ اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ مجھے ان سے محبت کا حکم دیا اور خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ۴؎ (ترمذی) فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ جناب عمر فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور عتیق ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا ۵؎ (بخاری) ۞

۱؎ یوں تو رب تعالیٰ ہر مومن و متقی خصوصاً ہر صحابی سے محبت کرتا ہے۔ یحبھم و یحبونہ مگر ان چار حضرات سے خصوصی محبت فرماتا ہے محبت کی بہت نوعیتیں ہوتی ہیں ۲؎ تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں اللہ رسول کے پیارے ہمارے بھی پیارے ہونے چاہئیں ۳؎ بار بار فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ؓ ان چار میں فرد اعلیٰ ہیں ۴؎ یہ اس اجمال کی تفصیل ہے جو اجمال ابھی گزرا یہ حضرات اللہ کے محبوب کیوں نہ ہوں حضرت علی ؓ کے فضائل و مناقب ہماری شمار سے سوا ہیں ابوذر بڑے تھے بڑے تارک الدنیا صحابی ہیں حضرت مقداد چھٹے مومن ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ حضرت عثمان غنی ؓ کی خلافت میں فوت ہوئے انہیں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حضرت سلمان تو اہل بیت میں شمار ہیں تین سو سال حضور کی تلاش میں پریشان سرگرداں رہے آخر کار پہونچ گئے چٹائیاں بنا کر روزی کماتے اسی پر گزارہ کرتے تھے اپنے غنیمت اور وظیفے کو فقراء پر تقسیم کر دیتے تھے (اشعہ) یہ حضرات شکل انسانی میں فرشتے بلکہ فرشتوں سے افضل تھے ۵؎ پہلا لفظ سید آپ نے حقیقۃً فرمایا دوسرا سید تواضع اور انکسار کے طور پر کیونکہ حضرت بلال سے حضرت عمر افضل ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ سیادت سے افضلیت لازم نہیں آتی جیسے حضرت عبدہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ سے بڑھ کر سید نہ دیکھا حالانکہ آپ خلفاء راشدین کو دیکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق دو طرح ہمارے سید ہیں ایک تو بذات خود دوسرے ہمارے سید کے آقا جب حضرت بلال کی وفات کی خبر ہوئی تو آپ روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

اُٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اُٹھ گیا آج نقیب چشم پیغمبر!
اقبال کس کے لطف کا یہ فیض عام ہے — رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ اِنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِیْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۞ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی فَقَالَتْ

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے [1] کہ جناب بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے رکھیے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیجئے [2] (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں [3] تو حضور نے اپنی بعض ازواج کے پاس بھیجا [4] وہ بولیں اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں [5] پھر دوسری کے پاس بھیجا

[1] آپ قبیلہ بنی احمس سے ہیں اسلام لانے مدینہ منورہ آئے تو حضور وفات پا چکے تھے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ میں سے آپ نے نو صحابہ سے روایت کی یعنی سوا عبدالرحمن ابن عوف کے یہ آپ کی خصوصیت ہے غزوہ نہروان میں حضرت علی کے ساتھ تھے سو برس سے زیادہ عمر ہوئی ۱۰۰ھ اٹھانوے میں وفات ہوئی (مرقات) [2] حضور انور کی وفات کے بعد حضرت بلال تاب فراق نہ لاکر دمشق جانے لگے تب حضرت صدیق نے کہا اے بلال مدینہ میں رہو ہم کو اپنی دلنواز اذان سنایا کرو تب آپ نے حضرت صدیق سے یہ عرض کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے عرض کیا اے میرے مولیٰ اب میں مسجد نبوی حضور سے خالی نہیں دیکھ سکتا۔

چہ مشکل تر ازیں بر عاشق زار کہ بے دلدار بیند جاء دلدار

چنانچہ آپ شام کے قافلہ کے ساتھ دمشق چلے گئے وہاں ہی ۲۰ھ ہجری میں وفات پا گئے (اشعہ) اس گنہگار نے قبر انور کو بوسہ دیا ہے۔

[3] مجہود بنا ہے جہد سے یعنی مشقت اس کے معنی ہیں مشقت رسیدہ مراد ہے بھوکا کہ بھوک بھی ایک سخت مشقت ہے (مرقات) [4] یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر کچھ کھانا ہو تو ایک بھوکے کے لئے بھیجو معلوم ہوا کہ نیکی کی ابتداء اپنے اور اپنے گھر سے کرنی چاہیئے۔

[5] یعنی سوا پانی کے کوئی چیز نہ کھانے کی ہے نہ پینے کی ہمارا گھر ان سب سے خالی ہے۔ اللہ اکبر یہ ہے اس دولت خانہ کا حال جہاں سے اللہ کی نعمتیں تمام جہان میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ جن کے لنگر سے زمانہ پل رہا ہے

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

www.alahazratnetwork.org

مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّضَيِّفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ وَنَوِّمِيْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ فَقُوْمِيْ اِلَى السِّرَاجِ

انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور سب نے اسی طرح کہا [1] تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کون مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم کرے [2] تو انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے جنہیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا [3] وہ بولے یارسول اللہ میں۔ چنانچہ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے [4] اپنی بیوی سے بولے کیا تمہارے پاس کچھ ہے وہ بولیں نہیں سوائے میرے بچوں کے کھانے کے [5] فرمایا تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا سلا دینا [6] پھر جب ہمارا مہمان آئے تو انہیں دکھانا کہ ہم کھا رہے ہیں [7] جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کے لیے بڑھائیں

[1] یہ واقعہ اور ان جیسے واقعات فتح خیبر سے پہلے کے ہیں (مرقات) فتح خیبر کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر زوجہ صاحبہ کو ایک سال کی کھجوریں۔ جو وغیرہ عطا فرما دیتے تھے۔

[2] یُضَیِّفُ یا باب تفعیل سے ہے یا باب افعال سے دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مہمان بنانا اسے کھانا کھلانا۔

[3] آپ کا نام زید ابن سہل انصاری ہے حضرت انس کے سوتیلے والد جن کا مزار مقدس بصرہ میں ہے آپکے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

[4] رحل سامان کو بھی کہتے ہیں اور سامان رکھنے کی جگہ یعنی گھر کو بھی یہاں دوسرے معنی میں ہے یعنی گھر (اشعۃ اللمعات)

[5] یعنی ہمارے گھر میں اتنا تھوڑا کھانا ہے کہ ہم تم تو کھائیں گے نہیں صرف بچوں کو کھلائیں گے وہ بھی بقدر ضرورت ہی کھلائیں گے اسی لئے قوت فرمایا طعام نہ فرمایا۔

[6] یعنی ناسمجھ چھوٹے بچے بھوکے ہیں وہ بھوکے آسانی سے سو نہ سکیں گے مگر انہیں کسی صورت سے بہانہ سے سلا دینا سلانے کا حکم اس لئے دیا کہ بچے مہمان کو کھانا دیکھ کر صبر نہ کر سکیں گے روئیں گے شور مچائیں گے اس وجہ سے مہمان نہ کھا سکے گا۔

[7] اس زمانہ میں مہمان بغیر میزبان کے کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس لئے ان کو مہمان کے ساتھ کھانا ضروری تھا اور اس وقت پردہ فرض نہ ہوا تھا نیز یہ بی بی صاحبہ بہت بوڑھی تھیں لہذا یہ دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوتے (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

كَيْ تُصْلِحِيْهِ فَأَطْفِئِيْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَأَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ أَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِثْلَهُ وَلَمْ يُسَمِّ أَبَا طَلْحَةَ وَفِيْ آخِرِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

تو تم چراغ کی طرف ٹھیک کرنے کے بہانے کھڑی ہونا اسے بجھا دینا انہوں نے ایسا ہی کیا یہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھالیا انہوں نے بھوکے رات کاٹ دی پھر سویرا ہوا یہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوش ہوا یا راضی ہوا فلاں اور فلاں سے ایک روایت میں ہے تو یوں ہی مگر ابو طلحہ کا نام نہیں لیا ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انہیں خود بھوک ہو ۵

---

۱ یعنی ہم تم دونوں مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھیں پھر تم چراغ کی درستی کے بہانہ سے چراغ کو ہاتھ لگانا اور کھانس کر چراغ گل کر دینا دیا سلائی اس زمانہ میں موجود نہ تھی اس لئے چراغ دوبارہ روشن نہ ہو سکے گا ہم تم جھوٹ موٹ کھاتے اور اپنے منہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہیں اور خالی منہ چلاتے رہیں تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں اور وہ پیٹ بھر کر کھالے ۲ یعنی سارا گھر بھوکا سویا اور مہمان کو سیر کر دیا ۳ یا تو نماز فجر پڑھنے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے یا بعد نماز حضور انور سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں الیٰ رسول اللہ ہے تو اغد بمعنی ذہب ہے عام نسخوں میں علیٰ رسول اللہ ہے کیونکہ غدا میں اقبل کے معنی شامل ہیں (مرقات) ۴ ان عجیبی عبارتوں میں عجب یا ضحک بمعنی رضی ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس کام سے راضی ہو گیا یا ان سے راضی اور خوش ہو گیا رضا سے مراد خصوصی رضا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن سے راضی ہے اور قسم کی رضا اور ہر متقی پرہیزگار سے راضی ہے دوسری قسم کی رضا ان حضرات سے راضی ہے خصوصی رضا وہ ہی یہاں مراد ہے فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۵ یہ آیت انصار کی تعریف میں آئی ہے کہ یہ لوگ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حاجت روک کر بھی دوسروں کی حاجت روائی کر دیتے ہیں اس کے نزول کا سبب یہ ہی واقعہ ہے۔ خیال رہے کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ پہلے خویش بعد میں درویش مگر عشق و رضا کا فتویٰ یہ ہے کہ پہلے درویش بعد میں خویش چونکہ یہ شخص حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا تھا لہٰذا حضرت ابو طلحہ نے اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا۔ حضرت عمر کا آدھا مال خیرات کرنا آدھا مال گھر والوں کے لئے رکھنا شریعت تھا مگر حضرت صدیق اکبر کا اپنا سارا مال خیرات کرنا گھر میں جھاڑو دے دینا حکم طریقت تھا لہٰذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ جناب ابو طلحہ نے اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر اجنبی شخص کو روٹی کیوں کھلا دی۔

www.alahazratnetwork.org

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ

(مسلم بخاری) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے تو لوگ گذرنے لگے [1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پوچھنے لگے۔ اے ابوہریرہ یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو آپ فرماتے یہ اچھا بندہ ہے اور کہتے یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو فرماتے یہ برا بندہ ہے [2] حتیٰ کہ خالد ابن ولید گذرے تو حضور نے فرمایا یہ کون ہے [3] میں نے کہا کہ خالد ابن ولید ہیں تو فرمایا خالد ابن ولید اچھے بندے ہیں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں [4]

(ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا یا نبی اللہ ہر نبی کے خاص تابعین ہیں ہم نے آپ کی اتباع کی ہے [5] دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعین ہم

---

[1] یہ واقعہ یا تو فتح مکہ کے سفر کا ہے یا کسی دوسرے سفر کا کہ اس دوران میں ایک منزل پر نزول فرمایا اور یہ واقعہ پیش آیا [2] خیال رہے کہ کسی کی برائی کرنا اس کے سامنے یا پیچھے جائز ہے جبکہ دوسرے کو اس کے فساد سے بچانا مقصود ہو۔ محض گلہ مقصود نہ ہو۔ غیبت حرام ہے مگر غیبت میں چند شرطیں ہیں۔ مسلمان کی غیبت ہو اس کا چھپا ہوا عیب بیان کیا جاوے۔ اور دلی غصہ و حسد کی بنا پر بیان ہو۔ لہٰذا اس حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ غیبت ہے۔

[3] حضور انور حضرت خالد ابن ولید کو پہچانتے ہیں مگر یہ سوال انہیں گواہ بنانے کے لئے ہے سوال کے بہت مقصد ہوتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور انور خیمہ میں تھے حضرت ابوہریرہ باہر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی آہٹ سن کر یہ سوال کیا۔

[4] اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے ہو چکی ہے بہت صحابہ اللہ کی تلواریں ہیں ان میں سے حضرت خالد بھی ہیں۔ جیسے اسد اللہ حضرت علی مرتضیٰ بھی ہیں اور جناب امیر حمزہ بھی۔

[5] یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ توفیق بخشی کہ ہم حضور کے خاص خدام خاص متبع ہوئے یہ توفیق اس کی مہربانی سے

www.alahazratnetwork.org

اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَیًّا مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ اَکْثَرَ شَهِیْدًا اَعَزَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ یَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَیَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَیَوْمَ الْیَمَامَةِ عَلٰی عَهْدِ اَبِیْ بَکْرٍ سَبْعُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ کَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِیِّیْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ رض لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰی مَنْ بَعْدَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ تَسْمِیَةُ مَنْ سُمِّیَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ

میں سے بنائے لہ چنانچہ حضور نے یہ دعا کی لہ (بخاری) ۔ روایت ہے حضرت قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم عرب کے قبیلوں میں کوئی ایسا نہیں جانتے جو انصار سے زیادہ شہیدوں والا ہے اور قیامت میں زیادہ عزت والا ہو لہ ۳ بولے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ انصار میں احد کے دن ستر کیے گئے بیر معونہ میں ستر اور صدیق اکبر کے زمانہ میں یمامہ کے دن ستر لہ ۴ (بخاری) ۔ روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا لہ ۵ (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری

لہ ۱ اس گذارش کے چند معنی ہو سکتے ہیں قوی اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ تا قیامت جتنے مسلمان ہم انصار کی پیروی اور اطاعت کریں وہ کل قیامت میں ہمارے ہی زمرہ میں ہمارے ساتھ ہوں اللہ تعالیٰ جو درجات ہم کو عطا فرمادے ان سب کو دے لہذا اس میں ان شاء اللہ ہم سب مسلمان داخل ہیں یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ ہماری اولاد کو بھی انصاری کہا جاوے ۔

لہ ۲ حضور انور نے یہ دعا کی اور رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ۔ لہ ۳ یعنی ہم تمام صحابہ میں یہ مشہور تھا اور رہے کہ انصار کا قبیلہ دنیا میں زیادہ شہیدوں والا ہے اور آخرت میں بہت درجات والا کہ یہ لوگ حضور کے میزبان معاذین السلام ۔ اللہ رسول کے نام پر قربان ہیں انہیں میں زیادہ شہید ہیں ۔

لہ ۴ دوسری جماعتوں میں اتنے حضرات شہید نہیں ہوئے ۔ چنانچہ غزوہ احد میں انصار چودہ شہید ہوئے اور مہاجرین چھ بعض روایات میں ہے کہ ستر انصاری شہید ہوئے اور مہاجرین میں صرف امیر حمزہ ۔

لہ ۵ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے جو وظیفے مقرر فرمائے تو فی انصاری پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ تھے دوسروں کے وظیفے اس سے کم تھے اور حضرت عمر نے اس زیادتی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ حضرات درجات میں دوسروں سے افضل ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

فِی الْجَامِعِ لِلْبُخَارِیِّ النَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْھَاشِمِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ رُقَیَّۃَ وَضَرَبَ لَہٗ بِسَھْمِہٖ عَلِیٌّ

کی جامع میں بیان کیے گئے ۱؎ نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم ۲؎ عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی ۳؎ عمر ابن خطاب عدوی ۴؎ عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا ۵؎ علی

۱؎ اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں وہاں کفار ایک ہزار تھے امام بخاری نے یہاں ۴۴ حضرات کے نام ذکر کئے ہیں کچھ حضرات کے نام متفرق مقامات پر ذکر کئے اس بخاری میں ان کا تذکرہ مختلف حیثیتوں سے کیا کچھ نام بالکل ذکر نہ کئے یہ نام یکجا اس لئے ذکر کئے کہ ان ناموں کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر اصحاب بدر کے نام پڑھ کر دعائیں کی جائیں تو ان شاء اللہ قبول ہوں (اشعہ) یہ نام حروف تہجی کی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں سوا رحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے۔ ۲؎ سب سے پہلے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف کیا برکت کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ حضور انور اس وقت شانہ بہ شانہ سپاہیوں کے ساتھ تھے موجودہ زمانہ کی طرح نہ تھے کہ لڑتے ہیں سپاہی دور دور رہتے ہیں بڑے لوگ ۳؎ آپ کا نام شریف عبداللہ ہے لقب عتیق خطاب صدیق قرشی ہیں تیم ابن مرہ کے خاندان سے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبدرب الکعبہ تھا۔ حضور انورؐ نے عبداللہ رکھا (اشعہ) آپ کے والد بھی مومن صحابی ہیں ان کا نام عثمان ہے کنیت ابوقحافہ حضرت صدیق بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے بدر کی رات عریش میں آپ کی حفاظت میں رات بھر تلوار لئے عریش کے اردگرد گھومتے رہے جدھر سے آہٹ پاتے ادھر ہی پہونچ جاتے تھے (مرقات) عریش وہ ہی جگہ ہے جہاں آج مسجد عریش ہے یہاں حضرات صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر سا چھا دیا تھا۔ جہاں اللہ کے محبوب نے رات بھر دعائیں مانگی تھیں اس فقیر نے یہاں ایک رات گزاری ہے۔

۴؎ آپ عدی ابن کعب کی اولاد سے ہیں آپ کے خاندان کا نام عدوی ہے یہ قریش کا مشہور خاندان ہے آپ کا نام عمر لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ دراز قد خوبصورت تھے آپ کی پیشگوئی توریت میں بھی تھی قدرتی طور پر آپ کی ہیبت دلوں میں تھی آپ کی خلافت ساڑھے دس سال ہوئی ترسٹھ سال عمر شریف ہوئی آپ کے حالات شروع مرآت میں بیان ہو چکے۔

۵؎ آپ کے حالات مذکور ہو چکے آپ حکماً بدر میں شریک ہوئے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کا گھر آپ کے لئے بدر کا میدان بنا دیا گیا آپ کا لقب ذوالنورین ہے کیونکہ آپ کے نکاح میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں تھیں رقیہ و کلثوم ؛

www.alahazratnetwork.org

ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الْهَاشِمِیُّ اَیَاسُ بْنُ بُكَیْرٍ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِیُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ حَلِیْفٌ لِّقُرَیْشٍ اَبُوْحُذَیْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ الْقُرَشِیُّ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِی النَّظَارَةِ خُبَیْبٌ

ابن ابی طالب ہاشمی ۱ ایاس ابن بکیر ۲ بلال ابن رباح یعنی ابو بکر صدیق کے غلام ۳ حمزہ ابن عبد المطلب ہاشمی ۴ حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ۵ ابو حذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی ۶ حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے ۷ اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اوپر میں مقرر تھے ۸ خبیب ۹

۱ آپ کے فضائل و کمالات ذروں اور تاروں کی طرح بے شمار ہیں آپ کی کنیت ابو تراب ہے لقب اسد اللہ الغالب پیر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی منگل کو آپ ایمان لائے سات سال کی عمر میں پست قد، سرخ رنگ بڑی آنکھیں گھنی داڑھی وسیع العلم نہایت بہادر دلیر زاہد و سخی تھے آپ کی خلافت پانچ سال ہے ۱۷ رمضان شریف شب جمعہ کو کوفہ میں ابن ملجم مرادی کے ہاتھوں شہید ہوئے عمر شریف تریسٹھ سال ۲ آپ یعنی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے دار ارقم میں ایمان لائے ۳۴ھ میں وفات ہوئی ۳ آپ حضور کے مؤذن خاص ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے آپکو وہ سخت ایذائیں دیتا تھا فتح مکہ کے دن کعبہ معظمہ کی چھت پر پہلے آپ ہی نے اذان دی دمشق میں ۲۰ھ میں وفات پائی (اشعہ) اس فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے الحمد للہ۔ ۴ آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے حضور کے چچا اور رضائی بھائی بدر میں شریک احد میں شہید ہوئے حضور سے چار سال عمر میں زیادہ تھے آپکی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب ہے یعنی حضرت آمنہ کی بہن فرشتوں کو دیکھا گیا کہ آپ کی میت کو غسل دے رہے ہیں اور حنظلہ کو بھی (اشعہ) ۵ آپ کے حالات کچھ بیان ہو چکے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے بدر و خندق وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے ۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی عمر پینسٹھ سال ہوئی آپ کا اہل مکہ کو خط لکھنا وہ پکڑا جانا پہلے مذکور ہو چکا ہے ۶ آپکے نام میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام ابن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ہے فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ صاحب ہجرتین ہیں غزوۂ یمامہ میں شہید ہوئے ترپن ۵۳ سال عمر ہوئی (اشعہ)

۷ ربیع حارثہ کی ماں کا نام شریف ہے والد کا نام سراقہ ہے آپ انصار کے پہلے شہید ہیں آجکل کی زبان میں نظارہ کا ترجمہ اوپی ہے جو جنگ میں کسی اونچی جگہ بیٹھ کر دشمن کی نگرانی کرتا ہے اور اپنی فوج کو مطلع کرتا ہے آپ اوپی ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع ۳ھ میں کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ لاکر بنو حارث کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ نے بدر کے دن بنو حارث کے سردار کو قتل کیا تھا اس کی اولاد نے آپ کو خریدا اور سولی دی آپ پہلے سولی یافتہ ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

ابْنُ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیِّ خُنَیْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ رُفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِیُّ رُفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِیُّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ زَیْدُ ابْنُ سَهْلٍ اَبُوْطَلْحَةَ اَنْصَارِیُّ اَبُوْزَیْدٍ اَنْصَارِیُّ سَعْدٌ

ابن عدی انصاری خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد

آپ کی صوں کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپ نے صوں کے وقت عرض کی کہ خدایا کوئی نہیں جو میرا اسلام میرے نبی تک پہنچا دے تو ہی پہونچا دے چنانچہ حضرت جبریل نے آپ کا سلام حضور تک پہونچایا (اشعہ) آپ کے متعلق یہ شعر ہیں:

لے سجناں میں توڑ نباہی جان دتی راہ تیرے — حشر دہائے شرماں تینوں رکھ لئیں پردے میرے

مردے ویلے یار نہ ڈٹھا رہیہ افسوس ودھیرا — پھنگا سجناں کدی کریگا فیر میرے ول پھیرا

۱۵ آپ بی بی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہوئے مدینہ منورہ آکر اس زخم سے وفات پائی پہلے حبشہ کے مہاجر تھے پھر مدینہ منورہ کے مہاجر ہوئے ان کی وفات کے بعد بی بی حفصہ حضور انور کے نکاح میں آئیں (مرقات، اشعہ) ۵۲ دونوں باپ بیٹے صحابی انصاری ہیں بدر اور تمام غزوات میں شامل رہے جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی شروع سلطنت میں فوت ہوئے ۵۳ ابولبابہ انہیں رفاعہ کی کنیت ہے آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ کو بدر کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں حفاظت کے لیئے رکھا گیا۔ مگر غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ حضرت علی کی خلافت میں وفات ہوئی۔ ایک موقعہ پر اپنے کو ستون سے باندھ دیا تھا۔ اب تک اس ستون کا نام ستون ابولبابہ یا ستون توبہ ہے مسجد نبوی شریف میں ہے (اشعہ مرقات) ۵۴ آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور صدیق اکبر کے داماد یعنی صفیہ کے بیٹے اسماء کے خاوند جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شہید ہوئے وادی سباع میں دفن ہوئے۔ پھر وہاں سے آپ کی میت بصرہ پہونچائی گئی اُن کی قبر مشہور ہے آپ کو ابن جرموز نے جو حضرت علی کا سپاہی تھا شہید کیا۔ پھر حضرت علی کو اس نے اس قتل کی بشارت دی آپ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔ میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہوگا (اشعہ) ۵۵ آپ حضرت انس کے سوتیلے والد ام سلیم کے خاوند ہیں زید ابن سہل آپ کا نام ہے ابوطلحہ کنیت بارہا آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شامل ہوئے۔ بڑے امیر و سخی تھے ۳۱ھ اکتیس میں وفات ہوئی ستر سال عمر ہوئی (مرقات) ۵۶ آپ قرآن کے جامع اور قرآن کے حافظ

www.alahazratnetwork.org

ابْنُ مَالِكٍ زُهْرِيٌّ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ قُرَشِيٌّ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ ظَهِيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيُّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ

ابن مالک زہری ۱ سعد ابن خولہ قرشی ۲ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی ۳ سہل ابن حنیف انصاری ۴ ظہیر ابن رافع انصاری ۵ اور ان کے بھائی ۶ عبداللہ ابن مسعود ہذلی ۷ عبدالرحمٰن ابن عوف زہری ۸

صحابی ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے یا سعد ابن عمر ہے یا نفیس ابن سکن ۔

۱ آپ ہی کو سعد ابن وقاص کہا جاتا ہے ۔ عشرہ مبشرہ سے ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے ۔ حضور نے آپ سے فرمایا تھا اے سعد تیر مار تجھ پر میرے ماں باپ فدا مقام عقیق میں وفات پائی مدینہ منورہ میں دفن ہوئے ۵۵ھ پچپن ہجری امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات ہوئی ۔ ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی بہت ممالک اسلامیہ کے فاتح آپ ہی ہیں ۔

۲ آپ مینی ہیں بدر میں حاضر ہوئے ۔ حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں وفات پائی (اشعہ) ۳ آپ حضرت عمر کے بہنوئی ہیں آپ ہی کے ذریعہ حضرت عمر ایمان لائے مقام عقیق میں وفات پائی ۵۰ھ پچاس میں عمر شریف ستر سال سے زیادہ ہوئی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے والد زید ابن عمر نے حضور سے ملاقات کی ہے مگر ظہور نبوت سے پہلے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام کے ذبیحہ نہ کھائے انہیں موحد جاہلیت کہا جاتا ہے ۴ آپ اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے حضرت علی نے آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنایا پھر فارس کا کوفہ میں ۸۳ھ میں وفات پائی حضرت علی نے آپ کی نماز پڑھائی ۔

۵ آپ اوسی ہیں بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے ۶ ان کے بھائی کا نام مظہر ابن رافع ہے ۷ آپ کے فضائل بے شمار ہیں پہلے ذکر ہو چکے آپ خلافت فاروقی اور شروع خلافت عثمانی میں کوفہ کے افسر مال رہے پھر مدینہ منورہ میں رہے ۳۲ھ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی ۔ ۸ آپ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں زہرہ ابن کلاب کی اولاد سے ہیں واقعہ فیل سے دس سال بعد ولادت ہوئی ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے اولاً حبشہ کی طرف ہجرت کی اُحد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے آپ کے پیچھے حضور نے فجر کی ایک رکعت پڑھی ہے غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے کفارہ میں چار ہزار درہم خیرات کئے پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پانچ سو اونٹ غازیوں کو دیئے حضور کی وفات کے بعد ازواج پاک کی بہت ہی خدمت کی آپ کی چار بیویاں تھیں انہیں دس ہزار دینار میراث ملی خلافت عثمان میں وفات ہوئی (اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

عُبَیْدَۃُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِیُّ عُبَادَۃُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ وَعَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ الْعَنْزِیُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیُّ عُوَیْمِرُ بْنُ سَاعِدَۃَ الْاَنْصَارِیُّ

عبیدہ ابن حارث قرشی ۱ عبادہ ابن صامت انصاری ۲ عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے ۳ عقبہ ابن عمرو انصاری ۴ عامر ابن ربیعہ عنزی ۵ عاصم ابن ثابت انصاری ۶ عویم ابن ساعدہ انصاری ۷

۱ آپ کی کنیت ابوالحارث ہے قدیم الاسلام ہیں بدر کے دن ولید ابن عتبہ کو آپ نے للکار کر مقابلہ میں بلایا اور دونوں ایک دوسرے کے وار سے فوت ہوئے (اشعہ)

۲ آپ مشہور صحابی ہیں انصار کے نقیب تھے۔ دونوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جامعین قرآن میں سے ہیں بیت المقدس میں وفات پائی بیاسی سال عمر ہوئی۔

۳ آپ قدیم الاسلام ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ تولوا واعینھم تفیض من الدمع مدینہ منورہ میں رہے۔ امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔

۴ آپ کی کنیت ابومسعود انصاری ہے بدری ہیں مشہور صحابی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کا گھر بدر میں تھا غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے لہٰذا لفظ بدری سے امام بخاری کو دھوکا ہوا واللہ اعلم ۴۱ھ اکتالیس میں وفات ہوئی (مرقات واشعہ)

۵ آپ قبیلہ بنی عنزہ سے ہیں عنزہ آپ کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ کا نام ہے صاحب ہجرتین ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی۔

۶ آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع میں آپ ہی کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے جب آپ کا سر کاٹنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی لاش کی حفاظت کرنے کے لئے شہد کی مکھیاں اس پر بھیج دیں جس سے مشرکین آپ کی لاش تک نہ پہونچ سکے پھر لاش مبارک کو سیلاب بہا کر لے گیا۔ آپ کی قبر کہیں نہیں بنی بنولحیان نے آپ کو شہید کیا تھا (مرقات۔ اشعہ)

۷ آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کی وفات۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور انور کی حیات شریف میں ہی ہوگئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ۶۶ چھیاسٹھ سال عمر پائی (اشعہ) ؛

www.alahazratnetwork.org

عُتْبَانُ بْنُ مَالِكِ الْاَنْصَارِیُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَاَخُوْهُ مَالِكُ ابْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِیُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عِبَادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ

عتبان ابن مالک انصاری ۱ قدامہ ابن مظعون ۲ قتادہ ابن نعمان انصاری ۳ معاذ ابن عمرو ابن جموح ۴ معوذ ابن عفراء ۵ اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابواسید انصاری ۶ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن عبدالمطلب

۱ آپ خزرجی اوسی ہیں بدر میں حاضر ہوئے باوجودیکہ نابینا تھے آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لاکر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمالیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنالوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا۔ آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہم (اشعہ) ۲ آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں دو ہجرتوں والے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا پھر معزول فرمادیا۔ ۶۸ اسٹھ سال عمر پائی ۳۶ چھتیس میں وفات ہوئی (اشعہ)

۳ آپ حضرات ابوسعید خدری کے اخیافی بھائی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۲۳ تیئس ہجری میں وفات ہوئی حضرت عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی (مرقات)

۴ آپ خزرجی انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ہی نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ نے ابوجہل کا پاؤں کاٹ کر اسے زمین پر گرایا عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ ہی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جو بعد میں حضور نے اپنے لعاب شریف سے جوڑ دیا۔

۵ آپ معاذ کے بھائی ہیں عفراء آپ کی ماں کا نام ہے۔ جب ابوجہل زمین پر گر گیا تو اس کی گردن آپ نے کاٹی۔ پھر وہ سر لٹک رہا تھا کہ اس کا خبیث کا سر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے تن سے جدا کیا۔ غرضکہ ابوجہل کے قتل میں تین صحابہ کی جماعت شریک ہوئی اللہ نے اس عظیم الشان کار خیر میں ایک جماعت کو حصہ دیا ان کے ایک بھائی عوف ہیں جو بدر میں شہید ہوئے (مرقات)

۶ یہ بھی حضرت معاذ و معوذ کے بھائی ہیں ان تینوں کی ماں عفراء بنت عبید ابن ثعلبہ ہیں آپ بدر احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی ۷۰ ستر سال عمر ہوئی آخر میں نابینا ہوگئے تھے سب سے آخری بدری آپ ہی فوت ہوئے آپ کی وفات سے زمین اہل بدر صحابہ سے خالی ہوگئی (اشعہ و مرقات) مالک نام ہے اور ابواسید کنیت ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ **بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ**

ابن عبد مناف ۱؎ مرارہ ابن ربیع الانصاری ۲؎ معن بن عدی انصاری ۳؎ مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ۴؎ ہلال ابن امیہ انصاری ۵؎ اللہ تعالٰے ان سب سے راضی رہے ۔ یمن اور شام

۱؎ آپ کا نام عوف ہے مسطح آپ کا لقب ہے بدر ، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ام المومنین عائشہ صدیقہ کی تہمت میں آپ بھی شریک ہو گئے تھے آپ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائے گئے ۔ جب آپ کا وظیفہ حضرت ابوبکر صدیق نے بند فرما دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا الی القربی تب آپ نے وظیفہ جاری کر دیا اسی آیت میں حضرت صدیق کو اولوالفضل یعنی بعد رسول ساری مخلوق سے افضل فرمایا گیا ۔ ہم نے عرض کیا ہے ؎

تیرے مداح نبی تیرا ثنا گو اللہ حق اولوالفضل کہے اور پیمبر صدیق

مسطح کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی ۵۶ سال عمر پائی (مرقات وغیرہ)

۲؎ آپ انصاری عامری ہیں تیسرے وہ ہیں جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے ۔ جن کا بائیکاٹ کیا گیا تھا پھر ان کی توبہ رب نے قبول فرمائی وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض ۔ وہ تین حضرات حضرت کعب ابن مالک ہلال ابن امیہ مرارہ ابن ربیع ہیں اسی آیت کی وجہ سے سورۂ کا نام سورہ توبہ ہے ۔

۳؎ آپ بدری صحابی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شریک ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت زید ابن خطاب کا بھائی بنایا یہ دونوں ایک ہی دن میں شہید ہوئے ۔

۴؎ مقداد کے والد عمرو نے قبیلہ بنی کندہ سے معاہدہ کیا تھا ان کے حلیف تھے اس لئے انہیں کندی کہا جاتا ہے حضرت مقداد نے مقام جرف میں وفات پائی یعنی مدینہ منورہ سے تین میل دور وہاں سے آپ کی میت جنت البقیع میں لائی جہاں آپ دفن ہوئے ۳۳ھ تینتیس میں وفات ہوئی ستر سال عمر پائی ۵؎ آپ ہی تیسرے وہ صاحب ہیں جو غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے انہوں نے ہی اپنی بیوی کو شریک ابن صحماء سے تہمت لگائی تھی اور لعان کیا تھا ۔ یہ کل پینتالیس نام ہوئے ۔ ان ناموں کی توسل سے جو دعا مانگی جاوے ان شاء اللہ قبول ہوں گی بعض عارفین اصحاب بدر کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں ۶؎ یمن یا تو بنا ہے یمین سے بمعنی داہنی جانب بائیں کی مقابل ۔ چونکہ یہ مکہ معظمہ سے داہنی طرف ہے اسی لئے اس علاقہ کو یمن کہا جاتا ہے یا بنا ہے یمن بمعنی

www.alahazratnetwork.org

وَذِكْرِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ

کا ذکر ۱ اور اویس قرنی کا تذکرہ ۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے ۳ انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی روکے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کر دی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے

برکت سے چونکہ یہ متبرک علاقہ ہے لہذا یمن کہا جاتا ہے ۔ یہ علاقہ عرب کا پانچواں صوبہ ہے آج کل اس کا دار الخلافہ عدن ہے ۔

۱ شام اس علاقہ کا نام ہے جو فلسطین سے متصل ہے اس کا دار الخلافہ آج کل دمشق ہے ۔ یا تو شام مقابل ہے ۔ یمن کا معنی بائیں جانب چونکہ یہ مکہ معظمہ سے بائیں طرف ہے لہذا شام کہلاتا ہے یا سام ابن نوح علیہ السلام کی طرف نسبت ہے ۔ استعمال میں بجائے سام کے شام ہو گیا اس زمین میں کچھ سفید سرخ کالے نشانات ہیں جیسے جسم پر تل عربی تل کو شامہ کہتے ہیں اس وجہ سے اسے شام کہتے ہیں یہاں یمن اور شام کے ذکر سے مراد مطلقاً ان کا ذکر ہے ۔ خواہ اس سرزمین کا ذکر ہو یا وہاں کے باشندوں کا ۔

۲ بعض لوگ قرن سے مراد وہ جگہ سمجھے ہیں ۔ جو نجد والوں کا میقات یعنی جاء احرام ہے جسے قرنی منازل کہتے ہیں ۔ مگر یہ غلط ہے وہ قرن تو طائف کے پاس ہے حضرت اویس جہاں رہتے تھے وہ قرن یمن کی ایک بستی ہے جو قرابن رومان ابن ناجیہ ابن مراد نے بسائی یہ قرن حضرت اویس کے مورث اعلیٰ تھے ۔

۳ آپ اویس ابن عامر ہیں پہلے مراد ہیں پھر قرن میں رہے اس لئے آپ کو مرادی قرنی کہا جاتا ہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا ۔ مگر آپ کی والدہ کے پاس کوئی خدمت گار نہ تھا اس لئے ماں کو چھوڑ کر حاضر خدمت نہ ہوئے آپ کے بائیں پہلو پر برص کا سفید داغ تھا ۔ جو آپ کی بارہا دعا سے تھوڑا سا رہ گیا تھا آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کہ کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہید ہوئے اکمال نے صفین فرمایا ہے مگر اشعۃ اللمعات نے نہاوند کو ترجیح دی ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

جو ان سے ملے تو وہ اس کے لیے دعا مغفرت کریں[1] اور ایک روایت میں ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے[2] ان کی ایک ماں ہیں انہیں برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعا مغفرت کریں[3] (مسلم) ۔

[1] چونکہ حضرت اویس قرنی حضرت عمر کے زمانہ ہی میں حج کو آنے والے تھے اس لئے اس علیم وخبیر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ہی سے یہ فرمایا مگر فرمایا یہ کہ تم صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لئے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صالح سے دعا کرائے حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ ایک بار حضور انور نے حضرت عمر سے جب کہ وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جارہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ [2] امام احمد نے فرمایا کہ افضل تابعین جناب سعید ابن مسیب ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت اویس قرنی ہیں ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے بعض فرماتے ہیں کہ حضرت سعید ابن مسیب علوم شرعیہ میں افضل ہیں اور حضرت اویس عشق رسول کے لحاظ سے افضل لہذا یہاں حدیث میں دوسری افضلیت مراد ہے (مرقات) [3] حضرت اویس قرنی کے فضائل کے متعلق بہت احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ان کے فضائل کی بہت احادیث جمع فرمائی ہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابونعیم نے حلیہ میں بیہقی نے دلائل میں ابویعلیٰ نے اور ابن مندہ نے بہت احادیث اس قسم کی نقل فرمائی ہیں ہم صرف چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

۱ ابن عساکر نے بروایت سعید ابن مسیب حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضور انور نے مجھ سے فرمایا میری امت میں ایک شخص اویس قرنی ہے ان کے جسم میں برص کا داغ تھا ان کی دعا سے وہ درست ہوا تھوڑا سا باقی رہا اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام پہونچانا اور ان سے اپنے لئے دعا کرانا وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اگر وہ رب پر قسم کھالیں تو رب ان کی قسم پوری فرمادے وہ میری امت کی شفاعت کریں گے ان کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی عمر برابر لوگ بخشے جائیں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی حیات میں پھر حضرت صدیق کی خلافت میں تلاش کیا مگر نہ پایا پھر میں نے انہیں اپنی خلافت کے زمانہ میں پایا یہ حدیث بہت دراز ہے (اشعہ)

۲ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی حضرت عمر بہت روز تک حضرت اویس کی آمد کے منتظر رہے حجاج میں تلاش کرتے تھے ایک بار آپ کو پتہ لگا کہ مراد سے حجاج کا قافلہ آیا ہے آپ (حضرت علی نہ

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے [1] یہ لوگ طبیعت کے ملائم اور دلوں کے نرم ہیں [2] پیارا ایمان یمنی ہے اور حکمت

اس قافلہ میں پہونچے پوچھا کیا تم میں اویس نامی کوئی شخص ہے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک بھتیجہ ہے بہت کمزور و غریب انہوں نے فرمایا ہم اس کی تلاش میں ہیں کہا وہ عرفات کے قریب قافلہ کے اونٹ چرا رہے ہیں یہ دونوں حضرات وہاں ہی پہونچے ان سے ملاقات ہوئی فرمایا کیا تم اویس ہو کہا ہاں کیا تم قرنی مراد ہو فرمایا ہاں کیا تمہارے پہلو پر برص کے داغ کا کچھ بقیہ ہے فرمایا ہاں کہا ہم کو دکھائیے انہوں نے کرتہ اٹھا کر داغ دکھایا حضرت عمر و علی دونوں نے دوڑ کر اس داغ کے بوسے لئے پھر فرمایا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے اور ہم کو دعا کرانے کا حکم دیا ہے آپ ہم دونوں کے لئے دعا کریں اولاً اویس نے معذرت کی مگر پھر دعا کی (اشعہ) ہم نے بعض بزرگوں کو فرماتے سنا کہ بعض صحابہ نے حضرت اویس سے کہا کہ تم نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کی بولے کیا تم نے زیارت کی ہے فرمایا ہاں کہا بتاؤ محبوب کے سر داڑھی اور ریش مبارک میں کتنے کتنے بال سفید تھے صحابی نے کہا ہم نے شمار نہیں کئے۔ فرمایا مجھ سے پوچھو میں نے گن لئے ہیں سر شریف میں چودہ بال سفید تھے ڈاڑھی مبارک میں پانچ ریش بچی میں ایک واللہ اعلم ہم نے عرض کیا ہے۔

گو میسر نہیں سالک کو حضور مدنی — روح حاضر ہے مگر مثل اویس قرنی
جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی — یا خدا دور کسی طرح ہو بعد مدنی

[1] یہ فرمان عالی جب ہوا جبکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء یمن سے حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے تھے (اشعہ)

[2] فواد اور قلب ان میں بہت طرح فرق کیا گیا ہے۔ قلب پورے دل کو کہتے ہیں فواد دل کے اندرونی حصہ کو قلب دل کو کہتے ہیں۔ فواد دل سے اوپری غلاف کو یہ غلاف اگر باریک ہو تو نصیحت جلد قبول کر لیتا ہے اس لئے افئدہ کے لئے ارق ارشاد ہوا یعنی باریک اور قلب کے لئے الین فرمایا گیا یعنی نرم قلب اور فوادیوں ہی رقت و لین ان کے متعلق صوفیاء کرام کے عجیب عجیب اقوال ہیں اس کی کچھ بحث ہم نے تفسیر نعیمی ختم اللہ علی قلوبہم کی تفسیر میں کی ہے یعنی یمن والے نرم دل ملائم طبیعت والے ہوتے ہیں ان میں احکام الٰہیہ قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کے طبقات کا اثر لوگوں کی طبیعتوں پر پڑتا ہے کسی جگہ کے لوگ بہت نرم دل ہوتے ہیں جیسے یمنی اور کسی جگہ کے لوگ بہت سخت دل جیسے نجد۔

www.alahazratnetwork.org

يُمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ

یعنی ہے اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہے اور سکون و وقار بکری والوں میں ہے (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور فخر سے رہنے والے اونٹ والوں میں اور خیمہ میں رہنے والے شور مچانے والوں میں

۱ یعنی بمقابلہ مشرقی نجدیوں کے مجھے یمن کے لوگوں کا ایمان ان کا علم بہت پیارا ہے یہاں حجاز اور حضرات صحابہ کے مقابل یہ فرمان نہیں ہے (از اشعہ) یعنی یمنی لوگوں کے دل ایمان، عرفان حکمت کی کان ہیں ان کے مقابل لوگوں کا ذکر آگے آرہا ہے الحمد للہ کہ اہل سنت کے عقائد کے امام ابو موسیٰ اشعری ہیں جو یمنی ہیں انہیں کے متبعین اشاعرہ کہلاتے ہیں (دیکھو اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی اس زمانہ کے یمنی لوگوں کے متعلق ہے۔

۲ یعنی جو لوگ اونٹ گھوڑے پالنے۔ چرانے ان کی تجارت میں بہت مشغول رہتے ہیں ان میں عموماً غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ قیمتی مال ہے ان کا مالک اپنے کو بڑا امیر خیال کرتا ہے دوسروں کو ذلیل ۳ یعنی جو لوگ بکریاں پالنے ان کی تجارت کرتے ہیں وہ عموماً بمقابلہ اونٹ والوں گھوڑے والوں کے دل کے نرم ہوتے ہیں ان میں تکبر و غرور نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت بھی انسان پر اثر کرتی ہے جب جانوروں کی صحبت اثر کرتی ہے تو کفار اور مومنوں کی صحبت میں بھی ضرور اثر ہوگا۔ (مرقات اشعہ)

۴ مشرق سے مراد یا تو ملک فارس سے یا مدینہ منورہ کا شرقی علاقہ جہاں سے دجال نکلے گا یا اس سے مراد نجد کا علاقہ ہے کہ وہاں سے فرقہ وہابیہ پیدا ہوا۔ مرقات اشعہ) نجدیوں سے اسلام کو بڑے نقصانات پہونچے ان کے حملے اہل اسلام پر ہوئے ۵ گھوڑے والوں اونٹ والوں کے معنی ابھی عرض کئے گئے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اکثر انسان جب گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو دل میں کچھ فخر آجاتا ہے (مرقات) غالباً یہاں نفسانی لوگ مراد ہوں گے ورنہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری سنت ہے رب فرماتا ہے وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل۔ ۶ وبر کہتے ہیں بھیڑ کی ان کو یہاں مراد ادنی خیمے ہیں بدوی لوگ اکثر جنگلوں میں ادنی خیموں میں رہتے ہیں اہل وبر سے وہ ہی مراد ہیں فداد یعنی شور مچانے والا یعنی بدوی اور بادیہ نشیں لوگوں میں فخر و تکبر زیادہ ہوتا ہے جو خیموں میں جنگل میں رہتے ہیں جانور چراتے ہیں ان کے پیچھے شور مچاتے ہیں ان تک علم کی روشنی بہت کم پہونچتی ہے اب بھی عرب کے بادیہ نشین بدویوں میں یہ دیکھا جا رہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَآءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا

اور اطمینان بکری والوں میں سے[1] (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کی سختی اور ظلم مشرق میں ہے[2] اور ایمان حجاز والوں میں ہے[3] (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے[4] الٰہی ہمارے یمن میں برکت دے[5] لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں[6] فرمایا الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے الٰہی ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے[7]

[1] اس لئے اکثر انبیاء کرام نے بکریاں چرائی ہیں اس سے ملک رانی سیکھنے میں مدد بھی ملتی ہے [2] یعنی عرب کا جو علاقہ مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہے۔ نجد وہاں کے لوگوں کے دل سخت ہیں وہ لوگ ظالم ہیں۔ [3] حجاز وہ علاقہ ہے جس میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف خیبر وغیرہ واقع ہیں اس علاقہ کے خصوصاً مدینہ منورہ کے لوگ بہت کامل الایمان ہیں۔

[4] یعنی خدایا ہمارے شام کے مسلمانوں کے دین و دنیا میں برکتیں عطا فرما شام کو میں پر اس لئے مقدم فرمایا کہ شام ہی میں قیامت قائم ہوگی وہ ہی فلسطین سے متصل ہے اور فلسطین میں بیت المقدس عمان وغیرہ واقع ہیں جہاں ابدال وہاں ہی رہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ بھی شام ہی کا ایک شہر ہے۔ بہرحال شام بہت افضل علاقہ ہے۔

[5] یمن حضرت اویس قرنی کا وطن ہے وہاں کا ایمان وہاں کی حکمت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ بعض لوگوں نے فرمایا کہ مکہ معظمہ یمن کا ایک شہر ہے یمن والوں کا علاقہ ہے۔ اہل مدینہ کے لئے اکثر غلے دانہ یمن سے آیا کرتے ہیں۔ (مرقات)

[6] اس عرض میں درخواست دعا ہے یعنی یا حبیب اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کریں۔

[7] مکہ معظمہ حضور کی ولادت گاہ ہے مدینہ منورہ حضور کی دفن گاہ ہے یہ دونوں شہر میں اور شام سے خاص تعلق رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر ان دونوں علاقوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں فرمائی جا رہی ہیں (مرقات)

www.alahazratnetwork.org

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ ظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ۔ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ وَبَارِکْ لَنَا

لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں مجھے خیال ہے کہ تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے ۲ اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا ۳ بخاری دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے وہ جناب زید ابن ثابت سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سے نظر کی پھر فرمایا الٰہی ان کے دل ادھر لگادے ۴ اور ہم کو ہمارے

۱ یعنی مجھے اس میں شک ہے کہ حضور انور نے دوسری بار میں یہ اگلا کلام ارشاد فرمایا یا تیسری بار میں اس فرمان عالی میں تردد و شک نہیں ہے بلکہ اس میں تردد ہے کہ کس وقت فرمایا ۲ نجد عرب کا پانچواں مشہور صوبہ ہے یا ایسا مخصوص خطہ ہے کہ حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دعا سے محروم رہا دعا بھی ایسے وقت کی یعنی نجد کا خطہ میری دعا کے لائق نہیں اس خطہ کے مقدر میں فتنے زلزلے ہیں چنانچہ پہلے خوارج اور مرتدین نجد سے نکلے پھر عراق سے پھر فارس پھر خراسان سے پھر تاتار سے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) زلزلے سے مراد ظاہر زلزلے بھی ہیں اور دلوں کے زلزلے انقلابات بھی (مرقات) ۳ قرن کے بہت معنی ہیں ۔ ساتھی سینگ گروہ یہاں یعنی گروہ ہے حضور فرماتے ہیں خیر القرون قرنی یعنی نجد سے شیطانی گروہ نکلے گا چنانچہ وہاں سے عبدالوہاب نجدی اور اس متبعین یعنی وہابی فرقہ نکلا جس کے فتنے آج بھی دنیا کو بلائے ڈالتے ہیں بعض وہابی کہتے ہیں کہ یہاں نجد سے مراد کوئی اونچی جگہ ہے یہ مشہور علاقہ مراد نہیں یہ تاویل ایسی ہے جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ما تی من بعدی اسمہ احمد میں احمد سے مراد ہیں غلام احمد ہوں یا مسیح سے مراد ہیں مسیح قادیاں ہوں جیسے وہ تحریف ہے ایسے ہی یہ تحریف ہے جب یمن و شام سے خاص علاقے مراد ہیں یعنی مشہور شام یمن ہیں ایسے ہی نجد سے مراد بھی وہ ہی مشہور علاقہ ایسے معانی کرنے سے قرآن و حدیث سے ایمان اٹھ جاوے گا اقیموا الصلوٰۃ سے دعا مراد لے لو۔ اتوا الزکوٰۃ میں زکوٰۃ سے مراد صفائی پاکی لے لو سارے شرعی احکام ختم ہو جائیں گے نعوذ باللہ یا قرن یعنی شیطان کا سینگ بطلم سے یہی معلوم ہوتا ہے نجدیوں کو شیطان کا فرمانے کی تین وجہیں ہیں ۔ ۱ سینگ والے جانور کے سارے جسم سے سخت تر سینگ ہی ہوتے ہیں یہ ٹولہ بھی انبیاء و اولیاء کی عداوت میں شیطان سے سخت ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں سب کو بہکاؤں گا سوا تیرے محبوبوں کے ۔ الا عبادک منہم المخلصین مگر یہ فرقہ ہمیشہ نبیوں ولیوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے ۲ ہمیشہ سینگ والا جانور سینگوں ہی سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینگ کرتا ہے خود پیچھے سے سینگوں پر زور لگاتا ہے توڑ دھم (انا) ۳ سینگ والا جانور جب کسی گھر میں گھستا ہے تو پہلے سینگ داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کریگا پیچھے خود جائیگا ۴ یعنی اہل یمن کے دلوں میں ہماری محبت پیدا فرمادے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے اہل مدینہ پر رزق کی تنگی تھی یمن میں دانے پھل کثرت سے تھے ان کے ادھر آنے سے اہل مدینہ کو دنیاوی فائدے تھے اور انہیں دینی فائدے سے لئے یہ دعا فرمائی (مرقات اشعہ)

www.alahazratnetwork.org

فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَیِّ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِکَۃَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَۃٌ اَجْنِحَتَھَا عَلَیْھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ۔ رَوَاہُ

صاع میں اور ہمارے مد میں برکت دے[1] (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت زید ابن ثابت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کو خوشخبری ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس لیے فرمایا اس لیے کہ اللہ کے فرشتے اس پر اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں[2] (احمد، ترمذی) ۳ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرموت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی[3] جو لوگوں کو جمع کردے گی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو حضور کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم شام کو اختیار کرنا[4]

[1] یعنی یمن میں ہمارے لئے مد صاع میں برکت دے خیال رہے کہ چار مد کا ایک صاع ہوتا تھا اور وہ صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا لہٰذا ایک سیر سے کچھ زیادہ کا ہوا بہرحال اس سے مراد ہے وہاں کے رزق میں برکت ۔ [2] ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مکہ کے لئے تیرے خلیل نے دعا کی مدینہ کے لئے تیرے حبیب دعا کرتے ہیں کہ یہاں کے صاع مد میں مکہ سے دوگنی برکتیں عطا فرما (مرقات) ممکن ہے کہ بارک لنا میں بھی اہل مدینہ کے ناپ تول میں برکت مراد ہو [3] چونکہ چالیس ابدال ہمیشہ شام کے شہر دمشق میں رہیں گے اس لئے وہاں فرشتے حفاظت کے لئے مقرر ہیں معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے ملک میں حفظ و امان رہتی ہے ۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں کہ شام میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ہاں دوسرے مقامات سے کم یا وہاں کفر و گناہ کم ہوں گے جیسے ہر انسان کے ساتھ حفاظتی فرشتے رہتے ہیں ۔ مگر پھر بھی انسان کو تکلیف پہونچ جاتی ہے کہ یہ تکلیف رب تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اس وقت فرشتے حفاظت نہیں کرتے ۔ [4] حضرموت یمن کا ایک مشہور شہر ہے وہاں کے ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہاں شہر حضرموت مراد ہے غالباً یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا ظاہر یہ ہی ہے کہ آگ سے مراد یہ ہی محسوس آگ ہے اور اس آگ کا نکلنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ آگ سے مراد فتنہ و فساد کی آگ ہو اور اس سے کوئی خاص فتنہ مراد ہو جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے یہ بھی قریب قیامت ہی ہوگا (مرقات اشعہ) [5] اگر پہلی خبر میں آگ سے مراد محسوس آگ ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ تم اس وقت ملک شام چلے جانا کیونکہ وہ آگ سب لوگوں کو شام میں لے جاویگی جہاں قیامت قائم ہوگی تم اس افراتفری سے وہاں نہ پہونچنا پہلے ہی آرام سے پہونچ جانا اور اگر آگ سے مراد فتنہ و فساد کی آگ تھی تو اس فرمان عالی کا

www.alahazratnetwork.org

التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجَرِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِی الْاَرْضِ شَرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ

(ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی ۱؎ تو لوگوں میں بہتر وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ میں جاوے ۲؎ اور ایک روایت میں ہے کہ زمین والوں میں بہترین وہ ہے جو جناب ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے ۳؎ اور زمین میں بدترین باشندے رہ جائیں گے کہ ان کی زمین انہیں پھینکے گی ان سے اللہ کی ذات ناراض ہوگی ۴؎ انہیں آگ جمع کرے گی بندروں اور سوروں کے ساتھ ۵؎

مطلب یہ ہوگا کہ تم ایسے موقعہ پر ملک شام کے علماء کے عقائد ان کے سے اعمال اختیار کرنا کہ اس وقت وہ لوگ حق اور ایمان کی کسوٹی ہوں گے یا اس فتنہ و فساد میں تم شام میں رہنا کہ اس وقت شام کی حفاظت فرشتے کرتے ہوں گے (اشعہ)

۱؎ اس فرمان عالی میں ہجرت بعد ہجرت سے مراد یا تو بار بار ہجرتیں ہیں یعنی اسلام میں آگے پیچھے ہجرتیں ہوتی ہی رہیں گی دیکھ لو آج بھی ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کئی بار ہوئی یا پہلی ہجرت سے مراد ہے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت جو شروع اسلام میں ہو چکی اور دوسری ہجرت سے مراد وہ آخری ہجرت جب مسلمانوں کو دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی اور وہ ہر جگہ سے نکلنے اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں گے دوسرا احتمال قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۲؎ ابراہیم علیہ السلام کوفہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے مقام کوثی میں مگر وہاں رہ نہ سکے کفار نے بہت تنگ کیا تو مصر ہوتے ہوئے شام میں مقیم ہوئے خیال رہے کہ فلسطین اور شام دونوں علاقے ملے ہوئے ہیں چنانچہ اب بیت المقدس سے دمشق موٹر کار کے ذریعہ صرف ڈھائی گھنٹہ کا راستہ ہے ہوائی جہاز سے چند منٹ کا اس لئے فلسطین اور شام کو ایک دوسرے پر بول دیا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں آکر مقیم ہوئے تھے وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے یعنی الخلیل میں جو بیت مقدس سے تیس میل فاصلہ پر ہے ۳؎ کیونکہ شام کا علاقہ اس وقت فتنوں فسادوں سے محفوظ ہوگا خیال رہے کہ یہاں مہاجر جیم کے فتحہ سے ہے یعنی ہجرت گاہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب مسلمانوں کو سوا مدینہ منورہ کے کہیں امان نہ ملے گی وہ دوسرا زمانہ ہوگا لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ اسلام مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آویگا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف

www.alahazratnetwork.org

مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا فَجُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا

ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گذاریں اور قیلولہ کرے گی جب وہ قیلولہ کریں ۱؎ (ابوداؤد) ۲؎ روایت ہے ابن حوالہ سے ۳؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاملہ اس حد تک ہو جاوے گا کہ تم لوگ متفرق لشکر ہو جاؤ گے کوئی لشکر شام میں اور کوئی لشکر یمن میں اور کوئی لشکر عراق میں ہو گا ۴؎ ابن حوالہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لیے کوئی جگہ اختیار فرمایئے اگر میں یہ وقت پاؤں ۵؎ تو فرمایا کہ تم شام کو اختیار کرنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے ۵؎ کھچ آئیں گے اس کی طرف ۵؎ اس کے بہترین بندے ۵؎ لیکن

۱؎ قذر کے لفظی معنی پلیدی بھی ہوتے ہیں اور نفرت اور گھن کرنا بھی۔ یہاں دونوں معنی مراد نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے لہذا قذر بمعنی ناراضی ہے یعنی دنیا بھر میں وہ کفار و مشرکین رہیں گے جن سے لوگ بھی نفرت کریں اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو مسلمانوں کو ان میں رہنا ٹھیک نہیں ہوگا ۵؎ بندوں سے مراد کفار کے بچے ہیں اور سوروں سے مراد ہیں بڑے کفار یا ان سے مراد یہ جانور ہی ہوں پہلے معنی کو شارحین نے ترجیح دی ہے ؛ ۱؎ اس کی شرح باب علامات قیامت میں گزر چکی ۲؎ ابن حوالہ صحابی ہیں ازدی ہیں شام میں رہے وہاں ہی انتقال ہوا ۸۵ھ پچاسی میں وفات ہوئی۔ (جامع الاصول۔ اشعہ) ۳؎ یعنی ایک وقت ایسا آوے گا جبکہ مسلمان متفرق ہو کر اپنے وطن چھوڑ کر جگہ جگہ کہو جائیں گے۔ ۴؎ اگرچہ حضرت حوالہ کو یہ خبر تھی کہ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ اس وقت میں حیات نہ ہوں گا مگر پھر یہ سوال فرمایا تاکہ اس کا جواب لوگ سن لیں اور اس وقت جو مسلمان ہوں وہ اس پر عمل کریں ۵؎ ارض اللہ سے مراد زمین کے وہ علاقے ہیں جن میں اس وقت لوگ پھیل جائیں گے یعنی اس وقت تمام زمین سے شام بہتر زمین ہو گی لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ بہترین زمین تو مکہ معظمہ ہے اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس ہے یا خیر سے مراد ہے امن کی جگہ یعنی اس وقت امن کی جگہ شام ہو گی ۶؎ یعنی اس وقت اللہ کے مقبول بندے شام میں جمع ہو جائیں گے دوسرے علاقوں میں ایسے مبارک اجتماع نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کا اجتماع ہو وہ جگہ بہترین جگہ ہو جاتی ہے مقبولوں کے قرب سے زمین بھی اشرف ہو جاتی ہے ؛

www.alahazratnetwork.org

اِنْ اَبَیْتُمْ فَعَلَیْکُمْ بِیَمَانِیَتِکُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِکُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ تَوَکَّلَ لِیْ بِالشَّامِ وَاَھْلِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ شُرَیْحِ ابْنِ عُبَیْدٍ قَالَ ذُکِرَ اَھْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِیٍّ وَقِیْلَ اِلْعَنْھُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ

اگر تم نہ کرسکو تو اپنے یمن کو اختیار کرنا اور تالابوں سے پانی پینا[1] کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے لیے شام اور شام والوں کی ضمان دی ہے[2] (احمد، ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت شریح ابن عبید[3] سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا اور عرض کیا گیا اے امیرالمومنین ان پر لعنت کیجئے[4] فرمایا نہیں[5] میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے[6]

[1] غدر جمع ہے غدیر کی بمعنی تالاب یعنی یمن کے تالابوں سے خود بھی پانی پینا اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلانا کہ وہاں کا پانی بھی برکت والا ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کو وہاں کے تالابوں کے پانی سے نہ روکے اس پر سب کا حق ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کے قریب کا پانی بھی برکت والا ہوجاتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کے قریب والا پانی آب حیات ہے جہاں بھنی مچھلی زندہ ہوگئی یعنی رب فرماتا ہے فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا۔

[2] یعنی رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ہم شام والوں کو محفوظ رکھیں گے ان کی جان کو بھی ان کے ایمان کو بھی اس علاقہ کو اس وقت کفار کے شر سے بچائے گا [3] آپ تابعی ہیں عرب کے بڑے پایہ کے عالم ہیں حضرمی ہیں۔

[4] عراق میں کوفہ حضرت علی کا دارالخلافہ تھا اور شام میں دمشق حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ تھا اس زمانہ میں ان بزرگوں میں سخت اختلاف تھا حضرت علی رض کے حاشیہ نشینوں میں سے بعض نے حضرت علی رض سے عرض کیا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت فرمائیں اس زمانہ میں جنگ کے زمانہ میں دونوں فریق ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اس رواج کے مطابق یہ عرض کیا گیا [5] یعنی شام اور شام والوں پر لعنت کرنا جائز نہیں یا ان پر میں لعنت نہیں کروں گا نہ تو کسی کا نام لے کر نہ اجمالی لعنت کسی وصف کے ساتھ خیال رہے کہ نام لے کر لعنت کرنا صرف کفار کے لئے ہے اور مرے کافر پر بھی نام لے کر لعنت جب درست جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم ہو مگر کسی صفت سے لعنت کرنا گنہگار مسلمان پر بھی جائز ہے جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت آپ نے شام اور اہل شام کی اس قدر عظمت کی کہ وصف کے ساتھ بھی ان پر لعنت جائز نہ رکھی [6] یعنی امیر معاویہ اور ان کے لشکر والے لعنت کے مستحق نہیں اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو انہیں رب تعالیٰ شام جیسی مبارک زمین میں نہ رکھتا اور وہ شام والے نہ ہوتے۔

www.alahazratnetwork.org

وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُّسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهِمَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ

وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے[1] ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے[2] ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے[3] روایت ہے ایک صحابی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب شام فتح ہوگا[4] تو جب تم اس میں کوئی منزل کا اختیار دیئے جاؤ تو اس شہر کو

[1] اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی (تشریعی ولی) یعنی اللہ سے قرب رکھنے والے اولیاء حضور کی امت میں بے شمار ہیں جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں مگر تکوینی ولی جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں یہاں کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں ان کی قسمیں بہت ہیں ہر قسم کی تعداد جداگانہ ہے چنانچہ ہمیشہ امت رسول میں تین سو ولی حضرت آدم کے قلب پر چالیس ولی موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر سات ولی حضرت ابراہیم کے قلب پر پانچ ولی حضرت جبریل پر اور تین ولی حضرت میکائیل کے قلب پر ایک ولی حضرت اسرافیل کے قلب پر جب یہ ایک فوت ہوجاتا ہے تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے اور پانچ میں سے ایک ان تین اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان سات میں اور تین سو میں سے ایک ان چالیس اور کسی صالح مسلمان کو ان تین سو میں شامل کرکے یہ تعداد پوری کر دی جاتی ہے غرضکہ یہ مذکور تعداد پوری رہتی ہے چالیس ابدال کا یہاں ذکر ہے۔ ایک قطب اور سات اوتاد۔ پانچ اُمنا وغیرہ وہ یہ ہی ہیں خیال رہے کہ ان اولیاء میں کوئی قلب محمد رسول اللہ پر نہیں ہوتا کیونکہ قلب مصطفےٰ ایسا بے مثال ہے کہ عالم امر عالم امکان عالم اجسام کسی جگہ ان کی مثل ہو سکتا ہی نہیں کسی ولی کا قلب حضور جیسا نہیں ہو سکتا۔ حضور کے زمانہ پاک میں قطب حضرت اویس قرنی کے چچا عصام فخری کو کہا جاتا ہے واللہ اعلم (مرقات)

[2] صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شخص یا جو اسلامی فوج چہل ابدال کو اپنی پشت کی طرف لے کر کفار سے مناظرہ یا ان پر حملہ کرے ان شاء اللہ کامیاب ہوگا ان کی سمتیں تاریخ وار ہماری کتاب الوظائف میں مطالعہ کرو۔

[3] اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ برحق ہے اللہ اچھوں کے صدقے بروں کی مشکلیں حل کر دیتا ہے اور ان سے مصیبتیں ٹال دیتا ہے خیال رہے کہ جن چالیس ولیوں کا یہاں ذکر ہے انہیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ ان کے مقامات ان کی جگہ بدلتی رہتی ہے کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں کبھی جنوب میں کبھی شمال میں مگر ان کا ہیڈ کوارٹر شام ہے۔

www.alahazratnetwork.org

يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَإِنَّهَا مَعْقَلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا فِيهَا أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ ۞ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخِلَافَةُ بِالْمَدِينَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ ۞ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمُودًا مِنْ نُورٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي سَاطِعًا حَتَّى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ

اختیار کرنا جسے دمشق کہا جاتا ہے[1] کہ وہ جگہ مسلمانوں کی پناہ ہے لڑائیوں سے اور سامان کا خیمہ[2] اس میں وہ زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے[3] (دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں) ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ میں ہے اور سلطنت شام میں[4] ۞ روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتیٰ کہ شام میں ٹھہر گیا[5] (بیہقی دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کی پناہ گاہ غوطہ ہے

[1] چنانچہ خلافت صدیقی میں شام فتح ہونے کی ابتدا ہوئی اور خلافت فاروقی میں وہ مکمل فتح ہوا حضور کی یہ پیش گوئی بالکل درست ہوئی [2] یعنی اگر تم اس زمانہ میں کسی وجہ سے حجاز کا علاقہ چھوڑو دوسرے کسی علاقہ میں رہائش اختیار کرو تو شام کی رہائش اختیار کرنا خصوصاً اس کے شہر دمشق کی [3] یعنی شام خصوصاً دمشق کا علاقہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا فسطاط بڑے شہر کو بھی کہتے ہیں اور خیمہ کو بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں [3] غوطہ دمشق کا قنائی علاقہ ہے جہاں باغات کھیت وغیرہ کثرت سے ہیں یہ مسلمانوں کا مرکز بنے گا۔ فقیر نے وہ جگہ دیکھی ہے۔ [4] یعنی خلافت راشدہ کا دارالخلافہ مدینہ منورہ میں ہوگا۔ یہ حکم اکثریہ ہے کلی نہیں کیونکہ حضرت علی نے اپنا دارالخلافہ کوفہ کو مقرر فرما لیا۔ اور اسلام کی سلطنت کا دارالخلافہ شام میں ہے چنانچہ امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق رہا اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ امیر معاویہ اسلام کے سلطان برحق ہیں کہ نبی کریم نے اس کی پیشگوئی فرمائی دوسرے یہ کہ امیر معاویہ امام حسن سے صلح فرمانے کے بعد بھی سلطان ہی رہے خلیفہ نہیں ہوئے خلافت تو امام حسن پر ختم ہو چکی کہ حضور نے اسے ملک فرمایا [5] ظاہر یہ ہوا کہ نورانی ستون سے خلافت نبویہ امانت مصطفویہ کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں خلافت قائم ہوئی پھر سلطنت بن کر دمشق میں ٹھہری ۞

www.alahazratnetwork.org

بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۚ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَاْتِيْ مَلِكٌ مِنْ مُلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ

جو اس شہر کے کنارہ میں ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے ۱۲ بہ شام کے بہترین شہروں میں سے ہے ۱۲ (ابوداؤد) ۲ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن سلیمان سے فرماتے ہیں کہ عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سارے شہروں پر غالب آجاوے گا سوا دمشق کے ۱۲ (ابوداؤد) اس امت کے ثواب کا بیان ۱۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گذشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز

۱ے یعنی قیامت کے قریب جو بڑی بڑی جنگیں ہونگی۔ ان میں مسلمانوں کو دمشق میں پناہ ملے گی وہ جگہ ان کی پناہ گاہ ہو گی۔ ۲ے شام ایک ملک ہے جس میں بہت شہر ہیں حمص۔ دمشق وغیرہ دمشق ان سب میں افضل شہر ہے ۳ے یہ کوئی ظالم یا کافر بادشاہ ہوگا۔ جو جبراً ہر جگہ قبضہ کرے گا مگر دمشق پر قبضہ نہ کرے گا حضور انور کے مدینہ کی تو یہ شان ہے کہ وہاں دجال بھی نہ پہنچ سکے گا اس وقت فرشتے اس خطے کی حفاظت کریں گے خیال رہے کہ دمشق میں صرف وہ ظالم بادشاہ راج نہ کر سکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کبھی کوئی ظالم بادشاہ نہ ہوگا۔ نیز یہاں مدائن سے مراد غالباً شام کے سارے شہر ہیں ۴ے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے مزار میں ایسے ہی حضور کی امت ساری امتوں کی سردار ہے۔ رب فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس حتی کہ نبیوں رسولوں نے تمنا کی کہ ہم حضور کی امت ہوتے (اشعہ) اس امت کے بہت سے فرقے ہونگے یہاں جو فضائل بیان ہونگے ناجی فرقے کے فضائل ہیں ناری فرقوں کے یہ فضائل نہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہتر فرقے ہونگے ایک ناجی ہے باقی ناری (از مرقات) نجات والے ناجی فرقے کی علامت یہ ہے کہ اس میں اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے رب فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیہم معلوم ہوا کہ ایسے فرقے میں رہنا چاہیئے جس میں صادقین یعنی اولیاء اللہ ہوں جس شاخ میں سبزہ پھل پھول ہوں اس کو جڑ کا فیض مل رہا ہوتا ہے جو شاخ ان چیزوں سے خالی ہو اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ وہ آگ میں جلانے کے قابل ہوتی ہے سوا اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء اللہ نہیں ۱۲

www.alahazratnetwork.org

صَلٰوۃَ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِّصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا

کے درمیان سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے [1] اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کچھ مزدوروں سے کام کراتے ہیں تو کہے کہ کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر مالک نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قیراط پر [2] تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے [3] تو یہود و نصاریٰ غصہ ہو کر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور

[1] یہاں اجل بمعنی عمر ہے نہ کہ بمعنی موت رب فرماتا ہے واجل مسمی عندہ اور آیت کریمہ اذا جاء اجلھم میں اجل بمعنی موت ہے وہ یہاں مراد نہیں۔ یعنی پچھلی امتوں کے لحاظ سے اے میری امت والو! تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہونگے [2] یعنی یہود کا عمل بہت زیادہ ہے ثواب تھوڑا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا آدھا ہے، یہود کی برابر یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے نرم لہٰذا یہ تشبیہ بہت موزوں ہے [3] اس تشبیہ سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کا وقت درمثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر

www.alahazratnetwork.org

وَاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ يَّكُوْنُوْنَ بَعْدِیْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ۔

عطیے کم ہیں ۱؎ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں ۲؎ (بخاری)۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے ۳؎ ان میں سے ہر ایک تمنا کریگا وہ اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا

کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ بھی ہو جایا کرتا لہذا یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوی دلیل ہے ۔ ۱؎ دیکھو شمسون یہودی نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یعنی سوا اکیاسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر تمہارے لیئے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کر لو تو تم کو اس شمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے خیال رہے کہ یہ مقابلہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جبکہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا۔ اب جبکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انھیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لیئے ایمان شرط ہے کٹی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں رہ سکتی ۲؎ یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دیدیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں رہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دوگنا نہیں بلکہ سات سو گنا اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم ان پر چوتھائی مال زکوٰۃ ہم پر چالیسواں حصہ ان کے لیے ترک دنیا ثواب ہمارے لیئے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی ترک دنیا کا ثواب حضور کے صدقے سے انکو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں معلوم ہوا کہ نسبت بڑی بہاریں دکھاتی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں ۳؎ اس فرمان عالی میں تاقیامت ہم جیسے دور مجبور مسلمانوں کی عزت افزائی ہے اس فرمان پاک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بعد کے لوگ حضرات صحابہ سے افضل ہوں گے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی بن دیکھے مجھ سے محبت بہت ہی زیادہ قابل قدر ہوگی نوعیت محبت میں افضلیت اور چیز ہے کیفیت میں افضلیت۔ کچھ اور تمام امت بلکہ ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہونچ سکتی وہ حضرات اسلام صف اول کے مقتدی ہیں جو امام المرسلین کو دیکھتے حضور کی سنتے ہیں بعد کے لوگ پچھلی صفوں کے ہیں جو امام کی حرکات و کلام ان حضرات کے ذریعہ جانتے مانتے ہیں ۔

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِ الْقِصَاصِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مِثْلُ الْمَطَرِ

لہ (مسلم) یہ روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انہیں وہ نقصان نہ دیں گے جو انہیں رسوا کریں ۲ نہ وہ جو اُن کی مخالفت کریں حتیٰ کہ اللہ کا حکم آوے گا ۳ حالانکہ وہ اس حال پر ہونگے ۴ (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث اِن من عباد اللہ قصاص کے بیان میں ذکر کردی گئی ۵ دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی مثل اس بارش

۱ بالہ میں ب حوض کی یعنی تمنا کرینگے کہ ہماری جان مال اولاد سب کچھ فدا ہو جاوے مگر ایک نظارہ جمال جہان آرا کا میسر ہو جاوے آج مدینہ منورہ کی گلیاں دیکھنے کے لیئے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں مگر بعض کو میسر نہیں ہوتی ۲ گذشتہ امتیں اپنے نبی کے کچھ عرصہ بعد ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں یہ حضور انور کی خصوصیت سے کہ تا قیامت آپ کی امت ساری گمراہ نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک فرقہ حق پر ضرور رہیگا۔ اور اس حق والے فرقہ میں حق گو علماء مشائخ پیدا ہوتے رہیں گے ۳ یعنی کوئی دنیاوی طاقت والا انھیں اپنی طاقت سے نقصان نہیں پہنچا سکے گا اگر ساری قوم بھی مخالف ہو جائے تو اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئے گی۔ اُن کا مشن ناکام نہ ہوگا۔ دیکھ لو حضرت حسین کے مقابل ساری یزیدی طاغوتی طاقت آگئی مگر ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ شہادت اور تکالیف اور چیز ہے ناکامی کچھ اور لہٰذا حدیث واضح ہے بعض محدثین۔ فقہاء علماء۔ اولیاء اللہ شہید ہو گئے مگر اپنا کام کرتے رہے حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی انھیں تکلیف یا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مطلب وہ ہی ہے جو عرض کیا گیا۔ امر اللہ سے مراد قیامت ہے قیامت سے مراد قرب قیامت ہے جب تک کہ اسلام موجود ہے لہٰذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ قیامت جب آئے گی تو اس وقت دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا ۴ اس گروہ سے مراد علماء۔ محدثین۔ فقہا، غازیان اسلام اور استقلال والے مومنین سب ہی ہیں ۵ یعنی مصابیح میں وہ حدیث اس جگہ تھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کردی ہے یعنی اللہ کے بعض بندے وہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم

www.alahazratnetwork.org

لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُہٗ خَیْرٌ
اَمْ اَوَّلُہٗ اَوْ کَحَدِیْقَۃٍ اَطْعَمَ مِنْہَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اَطْعَمَ مِنْہَا فَوْجٌ

کی سی ہے کہ خبر نہیں کہ اگلی خیر ہے یا پچھلی [1] (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت جعفر سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے [2] فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو جاؤ خوشی سناؤ کہ میری امت کی مثال بارش کی ہے نہیں کہا جاتا کہ اس کی پچھلی اچھی ہے یا کہ اگلی [3] یا اس باغ کی سی ہے جس میں سے ایک سال ایک فوج نے کھایا پھر ایک سال کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری فرمادے۔

[1] یعنی جیسے موقعہ پر آنے والی بارشوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں بارش مفید تھی باقی بیکار بلکہ ساری بارشیں فائدہ مند ہوتی ہیں کہ اگلی بارش سے کھیتوں کی نشوونما ہوتی ہے آخری بارشوں سے دانہ وغیرہ کا پکنا۔ اسی طرح میری ساری امت میں خیر ہے حضرات صحابہ میں بھی اور ان کے بعد تا قیامت مسلمانوں میں بھی کہ یہ سب لوگ دین کی مختلف خدمات انجام دیتے رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ حضور کو علم نہیں کہ صحابہ افضل ہیں یا بعد کے لوگ۔ چنانچہ زمانہ نبوی سے آج تک مختلف شکلوں میں دینی خدمات انجام دے رہے اگرچہ حضرات صحابہ افضل ہیں خیر القرون قرنی مگر کوئی مومن بیکار نہیں (مرقات۔ اشعہ) یہ فرمان عالی ایسا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو ڈھلے ہوئے حلقے کی طرح ہے خبر نہیں کہ اس کے کنارے کہاں ہیں ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر

ان الخیار من القبائل واحد ۔۔۔ وبنو حنیفۃ کلھم اخیار!

خلاصہ یہ ہے کہ میری امت کے اگلے پچھلے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں خیر و خوبی پر وابستہ ہیں کوئی خوبی سے خالی نہیں [2] اس فرمان عالی میں جدہ کی ضمیر حضرت امام جعفر صادق کی طرف ہے امام جعفر صادق محمد باقر کے بیٹے ہیں اور امام باقر کے والد امام زین العابدین۔ ان کے والد امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اس اسناد کو محدثین سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی زنجیر (مرقات)۔

[3] یعنی ساری امت خیر ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر

تشابہ یوماہ علینا فاشھرا ۔۔۔ فما نحن ندری ای یومیہ افضل
ابوہ بداء العام یوم باسہ ۔۔۔ وما منھما الا اغر محجل

www.alahazratnetwork.org

عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ ۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوا الْمَلَائِكَةُ قَالَ وَمَالَهُمْ

دوسری فوج نے کھایا ۱؎ شاید کہ آخری فوج چوڑائی میں زیادہ چوڑی ہو اور گہرائی میں زیادہ گہری اور حسن میں زیادہ اچھی ہو ۲؎ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی ہوں اور آخر مسیح ہوں ۳؎ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھی فوج ہے نہ وہ مجھ سے ہیں نہ میں ان سے ۴؎ (زرین) نے روایت کیا ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے نزدیک مخلوق میں کون زیادہ پیارے ایمان والا ہے ۵؎ عرض کیا فرشتے فرمایا وہ

۱؎ یعنی باغ کے پھل جس بہار میں بھی کھاؤ لذت وہی ہوگی میرے اسلام و احکام کے پھل تاقیامت جب بھی کھاؤ لذت و رحمت وہ ہی ہوگی نیز ہر زمانہ میں علماء۔ اولیاء۔ مجاہدین۔ شہداء ہوتے رہیں گے یہ قرآن اور ہماری ذات کریم یہ نعمتیں تاقیامت تقسیم کرتے رہیں گے اور دنیا ان سے فیوض پاتی رہے گی۔ ۲؎ یعنی ممکن ہے کہ ایک باغ سے اگلی فوج کے مقابلہ میں آخری فوج زیادہ کھائے اور اس باغ کے پھلوں سے مختلف قسم کے رس۔ شربت۔ عرق وغیرہ تیار کرے اور لوگوں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرائے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میری امت کے آخری لوگ اس قرآن کی گہرائیوں میں زیادہ جائیں اس سے طرح طرح کے رس تیار کریں۔ یعنی لوگ علم حدیث۔ اسماء الرجال۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ تفسیر۔ شریعت اور طریقت۔ کے چار چار سلسلے بعد ہی میں علماء کرام نے اسی قرآن و حدیث سے تیار کیئے یہ ہے اس پیش گوئی کا ظہور اس زبان کا سبز لفظ لوبیے کا خط ہوتا ہے اس کے باوجود افضلیت مطلقہ صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے ۳؎ اگرچہ حضرت مسیح اور امام مہدی ایک ہی زمانہ میں ہونگے مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات امام مہدی کے بعد ہوگی امام مہدی پہلے وفات پائیں گے اس لیئے امام مہدی کو وسط اور حضرت مسیح کو آخر فرمایا ۴؎ یعنی میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی کے درمیان ٹیڑھی اور بے دین جماعتیں بھی ہونگی۔ جیسے مرزائی۔ چکڑالوی۔ وہابی۔ بہائی وغیرہم میں ان سے بیزار ہوں۔ وہ میرے نہیں میں ان کا نہیں۔ جو حضور کا نہ ہو وہ رب کا بھی نہیں ہوتا شعر

ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اسکی ہوئی ۔ ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

www.alahazratnetwork.org

لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُّؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْعَلَاءِ

کیوں ایمان نہ لائیں وہ تو اپنے رب کے پاس ہیں ۱؎ بولے تو نبی حضرات فرمایا وہ حضرات کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہے ۲؎ لوگوں نے عرض کیا کہ تو ہم نے فرمایا تم کیوں ایمان نہ لاؤ میں تو تمہارے درمیان ہوں ۳؎ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساری مخلوق میں پیاری ایمان والی وہ قوم ہے جو میرے بعد ہوگی وہ لوگ صحیفے پائیں گے جن میں وہ کتاب ہوگی، وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے ۴؎ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن علاء

۵؎ خلق سے مراد سارے اہل ایمان ہیں خواہ فرشتے ہوں یا جنات یا انسان یعنی ان سارے مومنوں میں زیادہ قابل قدر کس کا ایمان ہے یہاں افضلیت کا ذکر نہیں ۱؎ صحابہ کرام سمجھے کہ اس سوال کا مقصد افضلیت کی تحقیق فرمانا ہے اس لیئے انھوں نے فرشتوں کا نام لیا کہ وہ نورانی اور معصوم مخلوق ہے۔ اسے رب تعالیٰ سے بہت ہی قرب حاصل ہے جواب میں فرمایا کہ ان کی افضلیت میں شک نہیں مگر جہاں اسباب ایمان بہت کم ہوں اور ایمان کامل ہو۔ دین کی خدمت مکمل ہو وہ بات فرشتوں میں موجود نہیں اُن کا ایمان حیرت انگیز نہیں ۲؎ اس کا مطلب وہ ہی ہے جو ابھی کیا گیا کہ حضرات انبیاء کرام کا ایمان بھی حیرت کا باعث نہیں کیونکہ وہ وحی الٰہی اور وحی والے فرشتے کو دیکھتے ہیں۔ اُن کے اسباب ایمان بہت موجود ہیں۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ کسی کا ایمان نبی کے ایمان کے برابر ہو سکے ۳؎ یعنی تم نے مجھ کو دیکھا مجھ پر وحی الٰہی آتے دیکھی میرے معجزات دیکھے حضرت جبریل کو شکل انسانی میں آتے دیکھا تمہارے لیئے بھی ایمان لانے کے بہت اسباب ہیں وہ لوگ بتاؤ جن کے لیئے اسباب ایمان نہ ہوں یا کم ہوں مگر وہ ایمان میں بہت پختہ ہوں ۴؎ یعنی میری وفات کے بعد سے تاقیام قیامت۔ جو لوگ ایمان لائیں گے۔ جو صرف میرا نام سنکر ایمان لائیں گے ایمان بہت ہی قابل قدر اور حیرت انگیز ہوگا کہ ان کا ایمان ہر طرح ایمان بالغیب ہوگا فرشتوں نبیوں کا ایمان بالشہادہ ہے حضرات صحابہ کا ایمان بعض چیزوں پر بالغیب ہے بعض پر بالشہادہ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن کی شان اور اُن کے معجزات کو آنکھوں دیکھا۔ خدا کی قسم ایمان تو ان کا ہوگا جنھوں نے یہ کچھ نہ دیکھا ۔

www.alahazratnetwork.org

الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَّهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِيْ وَاٰمَنَ

حضرمی ہے [1] فرماتے تھے کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا [2] کہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جن کو اگلوں کا سا ثواب ہوگا [3] وہ بھلائی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے اور فتنوں والوں سے لڑیں گے [4] یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں ۞ روایت ہے حضرت ابوامامہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے دیکھا اور سات بار خوشخبری ہو جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان

جنھوں نے یہ کچھ نہ دیکھا اور ایمان لائیں [5] پھر آپ [6] یہ حدیث پڑھی یعنی ہو ... بالغیب۔ (مرقات اشعۃ اللمعات) رہے کہ شعر

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ... سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ادا حضور کا نام ایمان بخش ہے آج غازی عبدالقیوم غازی عبدالرشید غازی علم دین نے حضور کی عزت پر اپنے سر دیدئے یہ ہے اس حدیث کا ظہور صحف سے سر قرآن مجید کے سیکھنے پر ہیں احادیث فقہ صوفیاء و علماء کی تصنیفات کے اوراق ۞

[1] عبدالرحمن تو تابعی ہیں مگر ان کے راوی کا نام عبداللہ ہے جنہوں نے حضور کے سننے والے ہیں حضور انور کے زمانہ میں بحرین کے حاکم مقرر ہوئے حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم نے ان پر قائم رکھا ان کی وفات ۱۴ھ چودہ ہجری میں ہوئی اگر دیکھو اکمال۔ مرقات وغیرہ [2] سننے والے صحابی کا نام نہ لینا اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں ان کا نام معلوم نہ ہو تو حدیث مجہول نہیں رہتی [3] یعنی میری امت کے آخری لوگ اگرچہ میرے صحابہ کے سے اعمال نہیں کر سکینگے مگر اجر و ثواب میرے صحابہ کا سا پائینگے خیال رہے کہ ثواب اور چیز ہے درجہ اور مرتبہ کچھ اور ہے ہو سکتا ہے کہ کسی کا ثواب حضرات صحابہ کے برابر ہو جاوے مگر کسی کا درجہ ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر بادشاہ کسی سپاہی کو وزیر کی برابر یا وزیر سے زیادہ انعام دیدے تو سپاہی کا عہدہ وزیر کے برابر نہیں ہو سکتا [4] یہ اوس فرمان عالی کی وجہ سے ہے یعنی جو فتنے روافض خوارج دہابیوں۔ سزائیوں وغیرہم کے ہوں ان فتنوں کا مقابلہ وہی لوگ کرینگے اس لیے ان کو ثواب حضرات صحابہ کا سا ملے گا خیال رہے کہ قتال یعنی جہاد

www.alahazratnetwork.org

بِی رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔ وَعَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جُمُعَۃَ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ حَدِّثْنَا حَدِیْثًا سَمِعْتَہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا جَیِّدًا اِتَغَدَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاھَدْنَا مَعَکَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ یَّکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ

لایا لہ (احمد) ؛ روایت ہے ابن محیریز سے وہ فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہا ۵۲ (جو ایک صحابی ہیں) کہ ہم کو ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، فرمایا ہاں میں تم کو ایک کھری حدیث سناتا ہوں ۵۳ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا ۵۵ فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہونگے

تلوار سے بھی ہوتا ہے۔ قلم سے بھی زبان سے بھی یہاں قتال ان سب کو شامل ہے اسی طرح اچھی باتوں کا حکم بری باتوں سے روکنا بھی تلوار سے۔ قلم سے زبان سے عمل سے ہر طرح سے ہوتا ہے یہ فرمان بھی ان سب کو شامل ہے ؛

لہ یہاں لفظ سبع یعنی سات تحدید وحد بندی کے لیے نہیں۔ بلکہ بیان کثرت کے لئے ہے یعنی بے شمار برکتیں خوشخبریاں ان لوگوں کو ہوں جو مجھ پر ایمان لائیں گے مگر مجھے بغیر دیکھے ہوئے صرف صرف میرا نام سن کر مجھ پر فدا ہونگے یہ حدیث بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں بروایت حضرت ابوامامہ روایت کی۔

۵۲ آپ کا نام عبداللہ ہے ابو محیریز کنیت ہے تابعی ہیں بہت ہی متقی پرہیزگار تھے (اشعہ)

۵۳ ابو جمعہ کے نام شریف میں اختلاف ہے ان کا نام یا تو حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع صحابی ہیں آخر میں شام میں قیام رہا (مرقات)

۵۴ جید بنا ہے جودۃ سے بمعنی اچھی۔ کھری جو تم کو دین و دنیا میں بہت ہی نافع ہو۔

۵۵ آپ کے یہ کلمات اپنی تعریف نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں کا اقرار ہے یعنی رب تعالیٰ نے ہم کو ایسی نعمتوں سے مالا مال فرمایا اس کا شکر ہے اس نے ہم کو ایمان۔ اسلام۔ جہاد صحابیت۔ حضور کے دیدار سے مشرف فرمایا ؛

www.alahazratnetwork.org

يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اِلٰى اٰخِرِهٖ ۞ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ

مجھے دیکھا نہ ہوگا اور مجھ پر ایمان لائیں گے ۱؎ (احمد۔ دارمی) اور رزین نے ابو عبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک ۞ روایت ہے معاویہ ابن قرۃ سے ۲؎ وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائینگے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی ۳؎ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ منصور رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم

۱؎ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ نے صحابیت۔ دیدار جمال یار وغیرہ نعمتوں سے مشرف فرمایا ہے۔ تو اون لوگوں کو اس نعمت سے مالا مال کرے گا کہ وہ مجھے بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ مجھ پر جان و مال فدا کریں گے دین کی بڑی خدمات انجام دیں گے فتنوں میں گھرے ہوں گے۔ مگر دین پر قائم رہیں گے۔ اس خاص نعمت میں وہ تم سے بڑھ جائیں گے۔ خیال رہے کہ یہ جزوی فضیلت ہے مطلقاً فضیلت صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے ۲؎ آپ تابعی ہیں۔ جنگ جمل کے دن پیدا ہوئے اور ۱۱۳ھ ایک سو تیرہ میں وفات پائی آپ کی کنیت ابو ایاس ہے بصری ہیں آپ کے والد قرہ ابن ایاس قرنی ہیں ۳؎ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ شام ابدال کا مرکز ہے وہاں آخر تک ایمان رہے گا۔ جب وہاں کفر چھا جائے اور کوئی مومن نہ رہے تو سمجھو کہ شام کے ابدال ختم ہو گئے اور دنیا اولیاء اللہ سے خالی ہو گئی دنیا کا اولیاء اللہ سے خالی ہونا۔ قیامت کی آمد ہے چنانچہ جب قیامت آوے گی تو روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا خیال رہے کہ اس وقت مدینہ منورہ ویران ہو چکا ہوگا۔ وہاں کوئی آبادی نہ ہوگی۔ روضہ انور کی حفاظت جنگلی جانور کرتے رہیں گے۔ لہذا حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ منورہ پہلے ہی سے بگڑ چکا ہوگا۔ وہاں کفر و شرک پھیل چکا ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی فاسد یعنی کافر بلکہ فاسق العقیدہ نہ تھے ورنہ اس وقت ہی قیامت آجاتی کیونکہ امیر معاویہ کا دار الخلافہ

www.alahazratnetwork.org

اِبْنُ الْمَدِیْنِیِّ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ ۞

ہو جاوے ۱؎ ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ۳؎ ۞ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت کی بھول چوک سے درگذر کی ۴؎ اور جس پر وہ مجبور کیے جاویں ۵؎ (ابن ماجہ۔ بیہقی) ۞

دمشق تھا۔ امیر معاویہ کی سلطنت پر تمام والے متفق تھے یزید پلید کی حکومت پر اہل شام بھی متفق نہ تھے ۞

۱؎ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی کہ حضور کی امت میں ایک جماعت تاقیامت حق پر رہے گی حضور کی ساری امت گمراہ نہ ہوگی اور وہ جماعت حقہ ان شاء اللہ غالب رہے گی کوئی ان کو فنا نہ کر سکے گا وہ حضرات اپنے مقصد میں یعنی دین اسلام کو باقی رکھنے میں ہمیشہ کامیاب رہیں گے ۲؎ حدیث والوں سے مراد جکل کے وہابی نہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں ان بیچاروں کو نہ حدیث کی خبر ہے نہ ان کا حدیث پر عمل نہ انہوں نے فن حدیث کی کوئی خدمت کی۔ ان بیچاروں کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ سنت اور حدیث میں کیا فرق ہے ورنہ یہ لوگ اپنے کو اہل سنت کہتے نہ کہ اہل حدیث۔ بلکہ اس سے مراد حضرات محدثین کرام اور فقہاء عظام ہیں جنہوں نے اپنی عمریں اس فن شریف کی خدمت میں گذاریں یہاں مرقات نے فرمایا کہ اصحاب حدیث سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں خیال رہے کہ ہر فقیہ محدث ضرور ہوگا کیونکہ علم فقہ بغیر حدیث دانی نہیں حاصل ہوتا ۳؎ یعنی یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے بعض اسنادوں سے صحیح ہے بعض سے حسن ۴؎ خطا اور نسیان دونوں مقابل ہیں عمداً کے خطا میں مانع یاد ہوتا ہے مگر کام کا ارادہ نہیں ہوتا جیسے روزہ دار نے کلی کی بغیر ارادہ پانی حلق سے اتر گیا یہ ہوئی خطا۔ نسیان میں کام تو ارادہ سے ہوتا ہے مگر مانع یاد نہیں ہوتا جیسے روزہ دار کو روزہ یاد نہ رہا اور اس نے کھا پی لیا اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر یہ کرم فرمایا کہ ان کی بھول چوک معاف فرما دی اس میں ان پر گناہ ہوگا نہ پکڑ۔ اگرچہ بعض صورتوں میں ان دونوں پر احکام شرعیہ مرتب ہو جاتے ہیں جیسے نماز میں بھول کر بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا قتل خطاء میں کفارہ یا دیت لازم ہو جاتی ہے نماز کا واجب بھول جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

۵؎ یعنی مسلمان جو برا کام مجبور کرنے سے کرے تو وہ گناہ نہ ہوگا اگر مجبور منہ سے کفریہ بات بول دینے والا کافر نہ ہوگا

www.alahazratnetwork.org

وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

ترجمہ: اور بہز ابن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے فرمایا تم ستر امتیں پوری کرو گے تم اللہ پر ان سب سے بہتر اور عزت والے ہو۔

مجبور اشراب پلانے جانے والا گنہگار نہ ہوگا۔ غرضکہ یہاں مجبور سے عصیان کی نفی ہے احکام کی نفی نہیں اس لیے یہاں تجاوز فرمایا یعنی رب نے درگزر فرمائی۔ لہذا مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یہی احناف کا مذہب ہے خیال رہے کہ جرم کی مجبوری علیحدہ ہے کفر بکنے کے لیے خطرہ جان ضروری ہے جبر طلاق و نکاح کے لیے دوسرے جبر بھی کافی ہیں اس کی بحث کتب فقہ کتاب الاکراہ میں مطالعہ فرمائیں۔

۱ آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں ثقہ ہیں لہذا یہ روایت معاویہ ابن حیدہ سے ہے۔

۲ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں تم لوگ اللہ کے علم میں بہتر امت تھے تمہارا انتخاب پہلے ہی ہو چکا تھا یا یہ کہ تم بہترین امت ہو حق یہ ہے کہ اس میں خطاب ساری امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اس امت میں اگرچہ گنہگار بھی ہیں مگر چونکہ اون کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے اس لیے اس خیریت میں وہ بھی داخل ہیں۔ موتی کیچڑ میں سن کر بھی موتی رہتا ہے۔ بشرطیکہ حضور سے وابستہ رہیں۔

۳ ستر سے مراد یا بیان زیادتی ہے جیسے اردو میں لفظ بیسیوں یا ستر کا عدد مراد ہے یعنی دنیا میں بڑی بڑی امتیں ستر گزریں خیال رہے کہ بعض انبیاء کرام ایسے گزرے جن کا کوئی امتی نہ بنا کوئی اون پر ایمان نہ لایا بعض پر صرف ایک آدمی ایمان لایا بعض پر دو چار بعض پر کچھ اور زیادہ مگر جن نبیوں پر بڑی جماعتیں ایمان لائیں جنھیں امت کثیر کہا جاوے وہ کل ستر میں انھتر ہم سے پہلے ستر کا عدد امت رسول اللہ نے پورا کیا۔

۴ یعنی جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں ایسی ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل

www.alahazratnetwork.org

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۞

(ترمذی۔ابن ماجہ۔ دارمی) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے ۞

بلکہ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے اصحاب سے افضل حضور انور کے والدین دوسرے نبیوں کے غیر نبی والدین سے افضل حضور انور کے اہل بیت تمام نبیوں کے اہل بیت سے افضل بلکہ حضور انور کا مکہ مدینہ منورہ دوسرے نبیوں کی بستیوں سے افضل حضور کی ازواج پاک تمام نبیوں کی ازواج سے افضل غرضکہ افضلیت حضور کے دم قدم سے وابستہ ہے ۞

الحمد للہ کہ مرآت شرح مشکوٰۃ (جلد ششم) بالمبارک ۱۷ ذیقعدہ پنجشنبہ کو شروع ہو کر آج اکیس رمضان ۱۳۸۸ھ ہجری پنجشنبہ کے دن دس بجے دوپہر کو ختم ہوئی۔ آج اس گنہگار نے حضرت علی مشکل کشا شیر خدا جناب فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ۔ خدیجۃ الکبریٰ شہداء بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عرس کر کے مرآت کو ختم کیا۔ ان تمام حضرات کی وفات دشہادت ماہ رمضان ہی میں ہے رب تعالیٰ اسے قبول فرماوے اور اسے میرے لیے کفارہ سیأت وصدقہ جاریہ بنائے۔ جو صاحب اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ گنہگار کی مغفرت کی دعا کریں کہ اسی لالچ میں میں نے یہ محنت کی ہے۔ شعر

اے کہ بر مامی روی دامن کشاں ازسر اخلاص الحمد سے بخواں

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۞

بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۞

احمد یار خاں نعیمی اشرفی، مقیم گجرات (مغربی پاکستان)

۲۱ رمضان ۱۳۸۸ھ ، ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ء

www.alahazratnetwork.org

فہرست مضامین مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم

مضمون	صفحہ
باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔	۲
حضور انور کعبہ۔ عرش۔ قرآن مجید سب سے افضل ہیں حضور کا چہرہ زائر کو صحابی بنا دیتا ہے۔ جب حضور نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی تو مکہ میں رہنا مسلمانوں کو حرام ہو گیا۔	۲
قرآنی آیات کا مکی مدنی ہونا حضور انور کے مکی مدنی ہونے پر ہوا۔	″
حضور کے بعد حضرت ابراہیم کا درجہ ہے پھر موسےٰ علیہ السلام کا پھر خاموشی بہتر ہے۔	″
حضور کا سارا نسب آدم تا عبداللہ کفر و زنا سے پاک ہے۔	۳
حضرت ابراہیم کے والد تارخ ہیں والدہ متلی بنت نمر ہیں والد اور آپ میں فرق	″
حضور نور ہیں آپ کی نسل بھی نوری ہے ناری نہیں قرآن مجید سے ثبوت	″
قریش کے عجیب معانی۔	″
حضور کا نسب عدنان تک حضرت اسمٰعیل حضرت اسحاق سے افضل ہیں۔	۴
حضور عالم کی پناہ اور دافع البلاء ہیں	۴
حضور کے بعد سب سے پہلے حضرت عدیق کی چہ جناب نا روق کی قبر ہی کھلے گی۔	۵
حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ ہوگا۔	
آدم اور اولاد آدم حضور کے جھنڈے تلے ہوں گے۔	″
اسی قبیلہ کے اولیاء حنفی ہیں۔ یہ مذہب اولیاء ہے و دروازہ جنت کھلوانے کا نظارہ۔	۶
نوح علیہ السلام پر صرف اسی آدمی ایمان لائے عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت شان نبوت نہ پائیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام	
جناب خضر کے پاس۔	۷
حضور کی محبوبیت۔ ذکر کثیر۔ قرآن زندہ جاوید معجزات ہیں۔	۸
قرآن فصاحت و بلاغت میں علماء کے لئے اور سوز و گداز وغیرہ کے لحاظ سے عوام کے لئے معجزہ۔	″
سارے نبی حضور کے امتی ہیں	۱۰
حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اس کا مطلب۔	″
حضور کے سامنے ساری زمین ہے اور	۱۱
حضور اس میں تصرف فرما سکتے ہیں۔ توریت میں حضور کی شان دار نعتیں۔ شاہد کے نفیس معانی	
بشیر و نذیر۔	۱۴
عبد اور عبدہ میں فرق	۱۵
مذہب حق کی پہچان سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔	۱۸
حضور ذاتاً۔ نسباً۔ صفاتاً ہر طرح اعلیٰ و اشرف ہیں۔ شعب قبیلہ فخذ بطن میں فرق۔	۱۹
حضور پیدائش آدم سے پہلے نبی ہیں	۲۰
اور جسمانی نبوت و روحانی نبوت میں فرق انسانیت کی ابتدا۔	″
میلاد نبی بہ زبان نبی	۲۱
میں بشارت مسیح دعا خلیل ہوں	″
بوقت ولادت جناب آمنہ سے نور ظاہر ہوا جس سے شام کے	″
محل ظاہر ہو گئے۔ بوقت ولادت	
فرشتہ جناب آمنہ کے پاس آیا۔	″
حضور کے معجزات چھ	
قسم کے ہیں	″

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
سیّد کے معنی مشکل کشا حاجت روا دافع بلا ہیں۔	۲۲
لواء الحمد کے معانی۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے چار گھنٹے میں حساب باقی وقت میں حضور کی حمد ہو گی۔	۲۳
کلیم اللہ اور حبیب اللہ کے کلام میں فرق۔ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے عجیب معانی۔	۲۴
حبیب۔ خلیل۔ کلیم۔ روح اللہ اور صفی اللہ میں کس طرح فرق فقیر الی الخلق اور فقیر الی الخالق میں نفیس فرق	۲۷
حضور اوّل بھی ہیں آخر بھی نفیس تحقیق قیامت میں نبیوں کو عزت متقیوں کو بشارت مجرموں کو معافی حضور کے ذریعہ ملے گی۔	۲۹
میدان محشر میں سب ننگے جائینگے حضور انور اور خاص خدام لباس پہنے ہوئے۔	۳۰
اخلاق محمدی کی کچھ جھلکیاں	۳۳
حضور کی نعتیں جو توریت میں تھیں عفو اور غفر میں فرق۔	۳۴
حضور عفو بھی ہیں غفور بھی۔ حضور پیدا ہوئے مگر میں مگر آئے سارے جہان میں جیسے سورج چوتھے آسمان پہ ہے مگر طلوع ہوتا ہے سارے جہان پہ۔	۳۴
حضور کی خلافت مدینہ اور عراق میں اور ملک شام میں امیہ معاویہ کی سلطنت کی خبر توریت میں	۳۴
روضۂ اطہر میں چار قبریں ہیں ہوں گی	۳۶
ان کی تربیت۔	۳۶
حضور کی نبوت اور دوسرے نبیوں کی نبوت میں فرق وہ چراغ تھے حضور سورج	۳۵
میں حضور ساری زبانیں جانتے ہیں حتی کہ جانوروں پتھروں کی بھی۔	۳۸
روحانیت میں بھاری پلہ اونچا ہوتا ہے	۴۰
حضور پر قربانی فرض ہے زکوٰۃ فرض نہیں اس کی وجہ حضور کے لئے	۴۱
ارکان اسلام چار ہیں۔ نماز میں چھ فرض ہیں۔	۴۱
حضور کے نام اور حلیہ شریف	״
حضور کے نام ایک ہزار ہیں سب نام مشتق ہیں پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا رب نے اپنے تیس نام حضور کو دیئے	״
حضور کے تین نام حمد سے بنے ہیں حضور حامد محمود طالب مطلوب	۴۲

مضمون	صفحہ
مزید مراد سب کچھ ہیں۔	۴۲
احمد محمد دونوں ناموں میں مناسبت	۴۳
داڑھی کی حد	۴۴
مہر نبوت کی تحقیق	۴۵
حضور انور کا حلیہ شریف	۵۰
جناب عبد اللہ مدینہ منور میں پیدا ہوئے ام سلیم اور ام حرام کی بہن نے آپ کو	
دودھ پلایا وہاں ہی پرورش پائی	۵۲
جسے حیا زیادت ہوتی ہے اسے پسینہ بہت آتا ہے۔	״
حضور کا پسینہ خوشبو دار۔ اور دافع البلاء تھا۔	۵۴
ملاحت اور سیاحت میں نفیس فرق یہ دونوں حسن کے نام ہیں	۵۵
عورت اجنبی مردوں کو نعت یا تلاوت نہ سنائے۔	۵۹
چہرہ انور دیکھنا قرآن دیکھنے سے افضل ہے۔ قبر میں چہرہ دکھایا جاتا ہے نہ کہ قرآن یا کعبہ۔	۶۰
چاند اور چہرۂ انور کے حسن میں نفیس فرق حسن یوسف سے ہاتھ کٹے نہ کہ چاند کے حسن سے۔	״
بچے کے نام۔ صبی۔ غلام۔ رضیع خطیم وغیرہ۔	۶۲

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
حضور کے اخلاق و خصلتوں کا بیان	۶۴
حضور کے ہاتھوں کا دھووں شفاء ہے حضور کے اخلاق۔	۷۱
شارح کا عجیب خواب خلوت مغربیہ اور خلوت شرعیہ میں عجیب فرق۔	۷۲
حضور انور نے بعض کفار پر بد عا کیوں کی اور لیس لک کے معنی۔	۷۳
حضور انور ہر چیز رب سے سیکھ کر آئے کیا حضور کے کپڑوں بدن میں جوں پڑتی تھی۔	۷۹
حضرت ابراہیم کی دایہ اور ان کے خاوند کا نام اور مقام۔	۸۳
اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے یہ حدیث موضوع ہے مخلوط مال والے سے قرض ہدیہ لینا جائز ہے۔	۸۴
قرض اور دین میں فرق ان کے احکام سلطان خلیفہ اور خلیفہ راشدین میں فرق۔	″
امیر معاویہ سچے سلطان اسلام ہیں ان کا ذکر توریت میں ہے دملکہ بالشام۔	۸۷
وحی کی ابتدا کس طرح ہوئی اور حضور کی بعثت۔ وحی اور بعثت۔	۸۸
کے معنی وحی کے اقسام۔	۹۱
کلمہ اور خلفاء کے نام میں بارہ صرف ہیں۔	″
خیر القرون قرنی ہیں قرنی کا نکتہ۔	۹۲
خلفاء راشدین کی تاریخ وفات	۹۳
بزرگوں کے چلے مشقتیں۔ ترک حیوانات کا ثبوت۔ حضور نزول قرآن سے پہلے عارف باللہ عابد تھے۔	۹۴
ما انا بقاد کے نفیس معنی۔ پہلی نزول پر حضرت جبریل کو مشقت پہونچی	۹۵
کہ حضور کو بلع کے معنی بسم اللہ سورۃ کا جز نہیں۔ نزول اقرا پر حضور کو کس چیز کا خوف ہوا۔	۹۶
کیف ورقہ صحابی ہیں۔ حضور پہلے ان کے پاس کیوں گئے۔	۹۸
وحی کے وقت فرشتے کی پہچان نبی کے لئے ضروری ہے کبھی فرشتے عورتوں کی شکل میں آئے لڑکوں کی شکل میں ایک بار آئے حضور پر شدت صرف تبلیغی وحی میں ہوتی تھی۔ پہلی تبلیغ کعبہ میں نہیں۔ بلکہ صفا پہاڑ پر ہوئی	۱۰۲
انس کی بہت نفیس وجہیں حضور برزخ کبریٰ خالق و مخلوق کے درمیان	۱۰۲
حضور کی پہچان سات ارکان ایمان سے پہلے ہے پہلی تبلیغ کے مسائل	۱۰۴
ابی ابن خلف کو حضور نے اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا۔ بدر کی وجہ تسمیہ۔ امیہ ابن خلف کی لاش ریزہ ریزہ ہوگئی۔	۱۰۷
حضور کا دانت عتبہ نے شہید کیا اس کا ہر دانت ٹوٹ ہوا رہا۔	۱۱۱
نبوت کی پہلی آیت اقرا ہے۔ رسالت کی پہلی آیت یا ایہا المدثر	″
غار حرا میں حضور نے دو بار اعتکاف کیا پہلی بار چھ ماہ کا	۱۱۳
دوسری بار ایک ماہ کا۔ نماز تہجد کب آئی۔ باب علامات نبوت حضور کبھی نہ کھیلے اور یلعب مع الصبیان کا شق صدر اور شرح صدر کہاں ہوا؟	۱۱۴
پتھر حضور کو سلام کرتا تھا وہ پتھر کونسا ہے۔	۱۱۵
شق القمر کا عجیب واقعہ اور یہ واقعہ ہو چکا قرآن سے ثبوت	۱۱۶
قیامت کے سارے کاروبار عربی میں ہیں۔	

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
حضرت صالح و حضرت جبیس علیہما السلام حضر موت میں ہوئے یہ جگہ اولیاء کا شہر ہے۔	۱۲۲
ام حرام کی حدیث اور امیر معاویہ کی عظمت۔	۱۲۴
غزوہ روم امیر معاویہ کی سلطنت میں ہوا یزید ابن معاویہ جرنیل تھا۔	۱۲۵
ہرقل اور ابوسفیان کی حدیث	۱۲۹
حضور سے پہلے کسی نے جھوٹا دعوی نبوت نہیں کیا بعد میں جھوٹے دعوے کئے۔	۱۳۴
معراج کا بیان	۱۳۵
معراج کے معانی اور معراج کتنی بار ہوئی جسمانی معراج کب ہوئی۔	〃
معراج رات میں کیوں ہوئی۔	۱۳۶
ہر نبی کا حوض علیحدہ ہے حضور کا حوض کوثر ہے ہر نبی کا براق علیحدہ ہے حضور کا براق الگ۔ براق جنت میں کیوں پہنچا۔	۱۳۷
نبی کی رفتار براق سے تیز ہے دروازہ معراج بیت المقدس کے مقابل ہے۔	〃
معراج کا دروازہ صرف حضور کے لئے تھا۔ اس دروازے پر پہرے دار نے سوال کیوں کئے۔؟	۱۳۸

مضمون	صفحہ
خود رب حضور کے ساتھ تھا اس نے حضور کا استقبال کیا۔	۱۳۸
حضرت عیسٰی و یحیٰی کا رشتہ۔	۱۳۹
انبیاء کو موت فنا نہیں کرتی ان کی وفات جگہ کی تبدیلی ہے۔	〃
معراج میں انبیاء مختلف آسمانوں پر کیوں ہے۔ صالح کے نفیس معانی	۱۴۱
رب کے دیدار کی موسٰی علیہ السلام کا رونا کیوں تھا۔	۱۴۲
ہر آسمان پر حضرت جبریل نبی کا نام کیوں بتاتے تھے۔ حضور پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ سدرۃ منتہی کی وجہ تسمیہ۔	〃
حضور نے بیت المعمور میں فرشتوں کو نماز پڑھائی۔	۱۴۳
قوم موسٰی علیہ السلام پر دو نمازیں فرض تھیں۔ موسٰے علیہ السلام نے پچاس نمازیں پانچ کرائیں۔ اس کی حکمتیں۔	〃
معراج میں سواریوں کی تفصیل کہ براق، رفرف کہاں تک لے گئے۔	〃
سارے نبی حسین اور خوش آواز تھے۔	〃
حضور کے چہرے میں درد	۱۴۴

مضمون	صفحہ
نظر آتے تھے کسی کو حضور کا حسن کما حقہ نہیں دکھایا گیا۔ بخلاف حسن یوسف۔	۱۴۹
کلیم سے کلام خلوت حبیب کو بتا دیا مگر حبیب سے کلام خلوت کسی کو نہیں بتایا۔	۱۵۰
آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے۔	۱۵۳
سدرہ کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں بزرگ انسانوں کی روحیں ہیں۔	۱۵۸
سورۂ بقر کی آخری آیات معراج میں دیئے جانے کا مطلب۔	۱۵۹
معراج کے سویرے کفار کا بیت المقدس کی علامات پوچھنا حضور کا دیکھ کر بتانا اس کی وجہ۔	۱۶۰
معجزات کا بیان۔	۱۶۲
معجزہ۔ کرامت۔ ارہاص۔ معونت اور استدراج میں فرق۔	۱۴۵
صادق اور صدیق میں فرق۔	〃
غار ثور میں حضرت صدیق کو اپنا خوف نہ تھا حضور کا خوف تھا	۱۴۷
غار ثور کے واقعہ سے حضرت صدیق کے فضائل ثلث ثلثہ اور	۱۴۹

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
ثالثہم میں کیا فرق ہے۔	۱۶۳
حضرت صدیق تا قیامت حضور کا پہرہ دے رہے ہیں،	۱۶۴
ان معی ابی اور ان اللہ، معنا میں بہت نفیس فرق۔	۱۶۵
حضرت سراقہ کا عجیب واقعہ اور حضور کا انہیں کسری کے کنگن دینا۔	۱۶۶
علما، حفاظ کا کسی چیز کو مان لینا اس کی حقانیت کی دلیل ہے ابن سلام کا قبول ایمان۔	۱۶۹
حضور کا بدر میں ہر کافر کے قتل گاہ کا نشان اور جگہ بتانا۔	۱۷۱
حضور کے لعاب کے دس معجزے	۱۷۵
حضور کے عادۃً نہ کھانے اور عبارۃً نہ کھانے میں فرق۔	۱۷۶
حضرت جابر کے گھر حضور کی دعوت اور سرکار بغیر اجازت بہت لوگوں کو کیوں لے گئے نفیس بحث۔	۱۷۷
عصاء موسوی سے بارہ چشمے پانی کے پھوٹے مگر حضور کے لعاب سے روٹیوں بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے۔	۱۷۹
حضرت عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی	؍؍

مضمون	صفحہ
حضور کی انگلیوں کا پانی زمزم سے افضل ہے	۱۸۲
بوڑھی عورت کا پانی لینا صحابہ کو پلانا۔	۱۸۴
صحابہ نے خود اس کا پانی کیوں نہ لیا	؍؍
حضور نے کیوں لیا۔	؍؍
درختوں کا حضور کے پیچھے آنا۔	۱۸۵
درخت حضور کی زبان کو سمجھتے ہیں۔	؍؍
غزوہ موتہ میں شہداء کی خبر موت مدینہ میں دینا۔	۱۸۷
غزوہ حنین میں حضور کی شجاعت	۱۸۸
نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے	؍؍
وہ بھی دنیاوی کاموں میں	۱۹۵
حضور پر جادو کا اثر چالیس دن رہا۔	؍؍
مسحور اور مطبوب میں فرق۔	۱۹۶
وہابیوں خارجیوں کی اصل حضور کا بے ادب تمیں۔	۱۹۸
خوارج قرآن بہت پڑھیں گے	۱۹۹
شرک کے نتھنے خوارج سے نکلے۔	۲۰۰
ترجمہ قرآن ابوجہل بھی جانتا تھا مگر کافر تھا۔	۲۰۱
جناب ابوہریرہ کو قوت حافظہ کی عطا۔	۲۰۴
حضرت جریر کو قوت قلبی ہدایت کی عطا۔	۲۰۵
۱۹۶۵ء کی بھارتی حملہ میں حضور	؍؍

مضمون	صفحہ
انور اور صحابہ کرام و اولیاء اللہ کی مدد پاکستانیوں پر کرم	۲۰۹
حضور سے بارش نہ آنے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرنا۔	؍؍
حضرت سلیمان کے قبضہ میں ہوا دی گئی حضور کے قبضہ میں ساری خدائی کر دی گئی بارش کا واقعہ۔	۲۱۰
ستون خانہ کیوں رویا تھا۔	۲۱۲
ذکر کی محرومی سے یا حضور کے فرق میں۔	۲۱۲
حضور کے عاشق دونوں جہاں	؍؍
حضور کے بے دیکھے عاشق کروڑوں	؍؍
حسن یوسف، بہ مصری عورتوں کی انگلیاں کٹیں حسن محمدی پر سر کٹ رہے ہیں۔	۲۱۲
موت کو وفات کیوں کہتے ہیں۔	۲۱۳
اور کافر مومن محبوب کی وفات میں نفیس فرق۔	۲۱۳
کھجوروں کے ڈھیر کے گرد طواف قبر کا طواف۔	۲۱۴
بزرگوں کے قدم میں برکت ہے اپنے بچوں کو بزرگوں کا غلام بنانا	۲۱۵
اس کی برکت۔	۲۱۶
کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا	۲۱۸

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
کھانے پر کس کو کیوں بٹھایا اب کو کیوں نہیں۔	۲۱۹
...ین پانی بہت نفیس ہیں آب زمزم اور ...	
...کا بل میں نزول ...	۲۲۱
...ے مہمان میں حضور آنکھ کیوں ...	
...می فیر کیوں قضا ہوگئی۔	۲۲۲
کلمہ گو نوں ...	۲۲۶
حضور کی طرف سے عبادات حضور کو سلام کہلوانا۔	۲۲۷
کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا دعا کرنا۔	۲۲۸
...یں بالشرط درست ہے۔	۲۳۰
مسرت حضور کے دو رشتہ ہیں۔	۲۳۱
...د منافقوں کا حضور پر حملہ	۲۳۳
بحیرہ راہب کا عجیب واقعہ۔	۲۳۴
حضور تمام نبیوں ان کی امتوں کے بھی رسول ہیں۔	۲۳۵
اولیاء اللہ حمایت دین کی دلیل ہیں۔	〃
معراج میں براق حضور کی عزت افزائی کے لئے تھا۔	۲۳۷
حضور ساری مخلوق کی بولیاں سمجھتے ہیں فرہاد رس مشکل کشا دافع بلا ہیں جانوروں کے فیصلے	

مضمون	صفحہ
حضور کے ہاں ہوتے ہیں۔	۲۳۹
حضور سوتے میں بھی سلام لیتے تھے۔	۲۴۰
رب درختوں کو آپ کی سلامی کے لئے بھیجتا تھا۔	۲۴۰
کسی صحابی کو بھی کے ذریعہ ایمان ملا	
اور کس صحابی کو بھیڑیئے کے ذریعہ	۲۴۵
حضور نے خیبر میں زہر آلودہ گوشت کیوں کھا لیا عجیب حکمتیں۔	۲۴۷
حضور کا وہ گوشت کھانا ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیم کا ذبح فرزند۔	۲۴۸
حضور کا نماز میں اپنے خادم کو اور صحابہ کا حضور کو دیکھنا۔	۲۵۱
تم کو کوئی عمل نہ کرنا مضر نہیں اس کا مطلب برکت اور کثرت ہیں	
عجیب فرق۔	
ہجرت کی رات صدیق کی جاں نثاری	
حرم کے کبوتر کی نسل سے ہیں۔	۲۵۲
حضور یہود و غیر کی نسلی نسل سے خبردار ہیں۔ پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے چھپتا۔	۲۵۴
کل کون کا ذکر کہاں ملا ابوجہل کفار کی لاشوں سے خطاب۔	۲۵۵
وضع حدیث اور روایت بالمعنی میں فرق	۲۵۶
میت کے گھر کھانا کھانے کا حکم فاتحہ	۲۵۷

مضمون	صفحہ
...وغیرہ کس مال سے کی جاوے۔	۲۶۳
حضور نے کسی مشتبہ چیز کو کبھی ...	
...معلوم ہوا کہ کمائی کے موت ...	
جائز ہے	۲۶۴
...ہجرت میں چار صاحب تھے حضور ...	
...صدیق عامر ابن فہیرہ اور ام معبد ...	
...کی بکری کا دودھ کس کی ملکیت تھا نفیس تحقیق۔	۲۶۶
حضور کے معجزات تین قسم کے ہیں بعض تا قیامت موجود ہیں دیکھے جا رہے ہیں۔	۲۶۷
کرامات کا بیان	〃
حضور کے معجزات غوث پاک کی کرامات	
عالمگیر اور بہت ہی زیادہ ہیں۔	۲۶۸
اصحاب بعض کی تعداد اور ان کے	۲۷۰
بعض متبوع صحابہ۔	۲۷۱
مہمان کی وجہ سے روزہ نفل اور قسم توڑ دینا۔	۲۷۲
بعد وفات کرامات کا قبر سے ظہور	۲۷۳
حضور انور کا غسل کیسے ہوا حضرت خضر صحابی رسول اور اپنے وقت کے نبی ہیں۔	〃
مصیبت میں حضور کا نام کام آتا ہے آنا مولیٰ رسول اللہ جو لوگ مصیبت	

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
میں پیر کو بار کرتے ہیں ان کی وجہ	
آپنے اپنے کو اللہ کا بندہ کیوں نہ	
کہا بعض انبیاء علیہم السلام نور ایمان	
واعمال کی خوشبو دور سے محسوس	
کر لیتے ہیں۔	۲۷۵
حضور کی قبر دافع بلا ہے آسمان	
کے نیچے سب سے سر دعا کرنے کا ثبوت	۲۷۰
مروان ابن حکم کے حالات۔	۲۸۰
حضرت عمر نے مدینہ سے ساریہ	
کو پکار کر ان کی مدد کی مدینہ سے	۲۸۱
دل کی توجہ۔	
فرشتوں کا حج روضۂ اطہر پر روزانہ	
دو بار ہونا ہے۔	۲۸۲
مرض وفات۔ دفن کے دن اور	
غسل وغیرہ کے عجیب حالات	۲۸۳
حضور سے پہلے مدینہ منورہ میں	
کتنے صحابہ مدینہ پہونچ گئے تھے۔	״
سورۂ اعلیٰ مکیہ ہے یا مدینہ	
نفیس بحث۔	۲۸۴
شہداء احد پر نماز جنازہ۔	۲۸۶
مومن مر کر حضور کے پاس بھرے	
گھر میں پہونچتا ہے۔	״
تمام عالم کے ایمان کی نبض پر حضور	
کا ہاتھ ہے۔ حضور ہر ایک	

مضمون	صفحہ
کے درجہ ایمان سے خبردار ہیں۔	۲۸۷
حضور مدینہ سے حوض کوثر کو دیکھتے	
ہیں مکہ و ملکوت کی چابیاں حضور	
کو سارے [illegible] سے ملے گا حضور	
[illegible]	۲۸۷
[illegible]	
[illegible]	۲۸۸
حضور کی وفات پر حضرت فاطمہؓ کی	
بے قراری فرمانا تھی۔ عبادت تھی۔	۲۹۱
دنیا میں پانچ شخص بہت روئے ہیں	״
حضور کی آمد کی خوشی میں بچیوں کا	
گانا حبشیوں کا کودنا۔	״
دفن کے وقت صحابہ میں تبدیلی	
کیسی پیدا ہوئی۔	۲۹۲
اپنے گھر میں دفن ہونا حضور کی	
خصوصیت ہے۔ مسجد میں دفن	״
ممنوع ہے۔	
ترمذی کا ضعف حدیث حضرت صدیق	۲۹۳
اکو مضر نہیں۔	
حضور کی تجہیز و تکفین دفن وغیرہ حضرت	
صدیق کے حکم سے ہوئی۔	״
حضرت صدیق کی وفات حضور کی وفات	۲۹۳
کی طرح ہوئی فنا فی الرسول۔	
	۲۹۵

مضمون	صفحہ
وفات کے قریب کاغذ منگانا اور	
حضور کیا لکھوانا چاہتے ہیں۔	۲۹۶
کاغذ طلب کرنے پر صحابہ کے	
اختلافات کی نوعیت کیا تھی۔	۲۹۷
اشجع استفصواہ کی نفیس توجیہات	۲۹۸
جناب ام ایمن کے حالات	۳۰۰
حضرت فاطمہؓ کو اپنی اور ان	
کی وفات کی خبر دینا۔	۳۰۲
وفات پر خوشی عرس کا ثبوت	۳۰۳
فتح مکہ کے دن ایمان لانے والے	
یہ حکم قرآن ہے کہ مومن ہیں تعداد	
انبیاء اور تعداد صحابہ یکساں ہے	۳۰۴
درد حضور کے سر میں ہوا اور عائشہ	״
صدیقہ پر پڑا جس انتی کو حضور	
یاد کریں وہ تڑپنے لگتا ہے۔	۳۰۵
حضرت صدیق کی خلافت من جانب	
اللہ ہے۔ حضور نے انہیں اپنا	
جانشین عملی طور پر کر دیا تھا۔	۳۰۵
صرف جمہوریت لعنت ہے	۳۰۶
نبی کی نیند وضو اور ان کی موت	״
نکاح نہیں توڑتی۔ اس لئے وہ	
اپنی مرحومہ بیوی کو غسل و کفن دے	
سکتے ہیں۔ اور اس کے برعکس	
حضرت علیؓ کی خصوصیت۔	۳۰۶

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
مرض وفات میں رب کی مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے۔	۳۰۷
تین دن رب کی مزاج پرسی کی حکمت۔	۳۰۸
حضور کے گھر میں فرشتے بغیر اجازت نہیں آسکتے۔	۳۰۹
وفات کے وقت صرف حضرت عائشہ موجود تھیں نہ جناب فاطمہؓ تھیں نہ کوئی اور لہذا فاطمہؓ سے ملک الموت کی گفتگو کی روایت غلط ہے اللہ آپ کا اشتاق ہے اس کا مطلب	۳۱۰
حضور کی تعزیت پہلے فرشتوں نے کی پھر حضرت خضر نے۔	۳۱۱
حضور کا متروکہ مال نہ قابل میراث ہے نہ قابل وصیت۔	۳۱۲
چار زمینیں حضور کی ملک تھیں۔	۳۱۳
تاقیامت حضور کے نوکروں کو حضور کے ہاں سے تنخواہیں ملتی رہیں گی۔	″
کیا حضرت سلیمان جناب داؤد کے مال کے وارث ہوئے مال نسب سے وراثت کمال نسبت سے ہے۔	۳۱۴
جلالی نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک قوم کی ہلاکت تھی حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک	
قوم کی ہدایت ہے۔	۳۱۴
قریش کے فضائل۔	۳۱۵
قریش کے معنی اور نضر ابن کنانہ کی اولاد قریش ہے۔	″
خلافت سلطنت اور خلافت راشدہ غیر راشدہ میں فرق۔	۳۱۶
کیا خلافت قریش میں ہے بارہ خلفاء کون ہیں۔ جن کے زمانہ میں دین غالب رہے گا اس سے کے بارہ امام مراد نہیں ہوسکتے۔	۳۱۷
گیارہویں شریف کا تبرک سیدوں کو کھلانا بہتر ہے۔	۳۲۰
بنی امیہ کو ناپسند فرمانے کے معنی	۳۲۲
مختار ابن عبید مرتد ہوکر مرا۔	۳۲۳
حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار کو باندھ کر قتل کرایا۔ اور پچاس ہزار مقابلہ میں شہید ہوئے۔	″
جنت معلی کی قبریں کشف سے بنائی گئی ہیں حتی کہ بی بی خدیجہ کی قبر۔	۳۲۸
حضرت عبداللہ ابن زبیر کا واقعہ۔	۳۳۰
طفیل دوسی کی پیشانی چمکا دی۔	۳۳۳
مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔	۳۳۴
مناقب صحابہ	۳۳۴
صحابہ کی افضلیت کی ترتیب	
کوئی صحابی فاسق نہیں۔	″
صحابہ کے طفیل جہاد میں فتح۔	۳۳۷
تابعی ہونے کیلئے صحابی کی دراز صحبت ضروری ہے سارے	
تابعی ثقہ نہیں وفات یافت	
بزرگوں سے توسل۔	۳۳۸
صحابہ تابعین۔ تبع تابعین کے زمانوں کی حدود	۳۳۹
جماعت کے ساتھ رہو۔	۳۴۰
پاک پٹن شریف کے بہشتی دروازہ کی اصل حدیث و قرآن سے جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے	
مبارک ہے۔	۳۴۲
مدینہ کے گلی کوچوں وہاں کے کتوں سے محبت۔ حضرت امیر ملت کا واقعہ۔	″
صحابہ کا بدگو قتل کا مستحق ہے۔	۳۴۳
رفض کی ابتدا زمانہ حیدری میں ہوئی۔ روافض کا نام لے کر پیش گوئی۔	۳۴۴
ابوبکر صدیق کے فضائل آپ کا حلیہ۔ نسب وغیرہ۔	۳۴۶

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
حضرت عائشہ کا حضور سے نکاح اولاد کی قربانی ہے۔	۳۴۶
حضرت صدیق کے دو گھر تھے۔	۳۴۷
کھڑکی مسجد میں حضرت علی کی رہی یا ابوبکر صدیق کی۔	〃
خلت ابراہیمی اور خلت محمدی میں فرق۔	۳۴۸
حضرت علی چار یار اور پنجتن میں شامل ہیں۔ اور آپ کی خصوصیات	۳۵۲
خریداری بلال کا واقعہ۔	۳۵۳
کس محبت میں کون زیادہ پیارا ہے	〃
امامت صدیق کی حکمتیں۔	۳۵۴
عابدوں عاشقوں عارفوں کی عبادات میں فرق۔	۳۵۵
بعض شیخ صدیقی حضرات کو سانپ نہیں کاٹتا اور انکے پاؤں کے انگوٹھوں میں تل ہوتا ہے۔	۳۵۷
اب ہر ظاہری باطنی مالوں کی زکوٰۃ خود مالک دے۔	۳۵۸
ابوقحافہ کے ساتھ صدیق کا بت خانہ جانا اسے مارنا آپ کی ماں کا ولادت کے وقت غیبی آواز سننا کہ یہ صدیق عتیق رسول اللہ کا رفیق ہے۔	۳۵۸
مناقب حضرت عمر	۳۵۹
لفظ عمر کے معنی۔ اکیس آیات آپ کی رائے کے مطابق آئیں۔	
وفات۔ عمر شریف۔	۳۵۹
بارگاہ عالی میں اونچی آواز کرنے کی ناجائز صورت کیا ہے۔	۳۶۰
قمیص کی تعبیر دین سے کیوں دی جاتی ہے۔	۳۶۳
عالم مثال۔ خواب کی حقیقت۔	۳۶۴
دودھ کی تعبیر علم سے کیوں ہے	
کون صحابی کس علم کا سرچشمہ ہے	
علم کے دس حصے ہیں نو حصے حضرت عمر کو ایک سارے جہان کو۔	〃
سب طالب اسلام ہیں۔ حضرت عمر مطلوب اسلام۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ۔	۳۶۷
حضور نے معراج سے پہلے ہی مسلمانوں کو نمازیں پڑھائیں حضرت عمر کو فاروق کا خطاب کب ملا۔	۳۶۸
حضور کے سامنے دف بجانے کی نذر اس دف اور آجکل کے گانے بجانے میں فرق۔	۳۷۰
حضرت عمر کی تشریف آوری سے دف بند کیوں ہو گئی۔ حضرت عائشہ	
دسودہ کا ایک دوسرے کے منہ سے حلوہ مل دینا۔	۳۷۱
عید میلاد عید معراج کا ثبوت	۳۷۲
عام عورتوں اور ازواج پاک کے پردہ میں فرق۔	۳۷۴
بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی نفیس توجیہ۔ حضرت عمر کے اسلام پر احسانات۔	۳۷۶
دنیا میں چار انتخابات بہت شاندار ہوئے۔	〃
کرامات فاروق اعظم	۳۸۰
قابل دید عجیب کرامات	〃
قریب قیامت شیر بکری ایک جگہ پانی پئیں گے۔	۳۸۲
ابوبکر و عمر جنتی جوانوں۔ ادھیڑوں کے سردار ہیں اے علی ان سے نہ کہنا۔	۳۸۵
عقلی علوم بتائے جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں۔ حضور کو سب کے وقت وفات جار	
وفات کی خبر ہے۔	۳۸۶
ابوبکر و عمر کان اور آنکھیں ہیں۔	
اس کی چار عجیب شرحیں ہیں حضور آسمان و زمین کے بادشاہ	۳۸۷

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
ہیں اس لئے آپ کے دو وزیر	
آسمان میں ہیں دو زمین میں۔	۳۸۸
میثاق عرش پر لکھا ہے وزیراہ	
ابوبکرؓ و عمرؓ۔	″
اس عالم میں وزنی پلہ اونچا ہوتا	
ہے۔ ہلکا نیچا۔	۳۸۹
خلافت راشدہ اور ملوکیت میں	
فرق۔ امیر معاویہ کی سلطنت کا	۳۹۰
ذکر پچھلی آسمانی کتب میں تھا۔ و	
ملکہ بالشام۔	″
حضور آسمان کے ہر تارے زمین کے	
ہر شخص کے ہر عمل سے خبردار ہیں۔	۳۹۱
حضرت صدیق کی غار ثور کی ایک نیکی	
تمام جہان کی تمام نیکیوں سے بڑھ	
کر ہے۔	۳۹۱
حضرت عثمان کے مناقب آپ	
کے حالات شریفہ۔	۳۹۲
قیامت میں حضرت عثمان کا حساب	
نہ ہوگا۔ ان کی شرم کی وجہ سے	
کس غزوہ میں کتنے غازی صحابہ	
شریک ہوئے تبوک کے حالات	۳۹۴
حضرت عثمان نے تبوک میں کل	
کتنا چندہ دیا۔ انہیں کوئی کام مضر	
نہیں اس کا مطلب۔	۳۹۵

مضمون	صفحہ
کفار مکہ نے حضرت عثمان کو عمرہ کرنے	
کے لئے کہا آپ نے نہ کیا۔	۳۹۷
بیر رومہ پینتیس ہزار درہم میں خریدا	۳۹۸
مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں میں	
حضرت عثمان کی زمین شامل	
ہے۔	۳۹۹
حضور کے قدم پڑنے سے احد	
پہاڑ کو وجد آگیا قرآن میں سوزو	
گداز مکی مدنی ہوتا۔ حضور پر نازل	
ہونے سے ہوا۔ صوفیاء کا وجد	
اور حال۔	۴۰۰
جیسے جلوسوں ہڑبونگ کی وجہ سے	
سلطان سلطنت نہ چھوڑے۔	۴۰۲
کبھی ذکر اللہ کفر بھی ہوتا ہے	۴۰۴
دنیا میں کسی کے نکاح میں نبی کی دو	
بیٹیاں نہ آئیں سوائے حضرت عثمان	
کے اپنی شہادت کے وقت	۴۰۵
اپنے غلاموں کو بھی جنگ کی اجازت	
نہ دی۔	۴۰۷
جس قرآن پر خون عثمانی کے دھبے	
ہیں وہ آج موجود ہے۔	۴۰۸
خلفاء ثلثہ کے فضائل۔	″
وجد والے صوفیاء سے ضبط والے	
صوفی افضل ہیں۔	۴۰۹

مضمون	صفحہ
بوقت امتحان دفیعہ کی دعا نہ کرو	۴۱۰
صالح کے معانی اور صلاحیتوں	
میں عجیب فرق	۴۱۱
مناقب حضرت علیؓ	۴۱۲
آپ کا نام اور القاب	″
تبوک میں نیابت علی خلافت	
بلافصل کی دلیل نہیں بن سکتی۔	۴۱۳
فتح خیبر کے لئے حضرت علیؓ کے	
انتخاب کی حکمتیں آپ کی آنکھیں	
پھر کبھی نہیں دکھیں	۴۱۵
خیبر میں اولاً حضرت صدیق نے	
جنگ کی پھر حضرت عمر نے پھر	
حضرت علی نے آپ پر فتح ہوئی	۴۱۶
خیبر کا دروازہ اوکھیڑنا اسے	
ڈھال کی طرح استعمال فرمانا۔	″
حضرت علیؓ سردی کے کپڑے	
گرمی میں گرمی کے سردی میں	
پہنتے تھے لعاب کے بعد۔	۴۱۷
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	
کے معنی۔	″
لایودی عنی الا انا او علی	۴۱۸
کی نفیس تحقیق۔	″
محبوبیت کے اقسام اور حضرت علی	
کس محبت میں ست نہ کریں	

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
علیؓ دروازہ علم ہیں اور کون صحابی کس علم کے دروازہ ہیں۔	۴۲۰
علیؓ علم کا دروازہ ہیں ابوبکرؓ بنیاد عمرؓ دیوار عثمان چھت۔	۴۲۱
بحالت جنابت مسجد نبوی میں گزرنا تمام کے نزدیک حرام ہے۔	۴۲۲
وفات کے قریب حضرت علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف بند کر دیا گیا صرف صدیق کا باقی رہا۔	״
حضرت علیؓ مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں۔	۴۲۴
نصیری لوگ حضرت علیؓ کو خدا کہتے ہیں۔	״
غدیر خم کا واقعہ۔ مولیٰ کے معانی مولیٰ یعنی خلیفہ یا سلطان کبھی نہیں آتا فاللہ مولاہ	۴۲۵
بوقت نکاح حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی عمریں۔	۴۲۶
حضرت علیؓ کی وہ خصوصیت جو کسی مخلوق کو حاصل نہیں اور سلام اجازت کا جواب دینا ضروری نہیں سلام کے اقسام	۴۲۷
عشرہ مبشرہ کے فضائل	۴۲۸
خلافت کی صورتیں	۴۲۹
حضرت عثمانؓ خلیفہ کیسے بنے	۴۳۰
حضرت طلحہ نے حضورؐ کی حفاظت کرتے ہوئے ۸۰ زخم کھائے	״
حضرت زبیرؓ کے عجیب حالات پہلا تیر کفار کب چلا اور کس نے چلایا۔	۴۳۱
	۴۳۲
ابو عبیدہ ابن جراح کے عجیب حالات	۴۳۴
تین شخصوں کے متعلق قرآن نے کہا وہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے بچے رہے۔	۴۳۷
حضرت سعد ساتویں مومن ہیں پھر تہائی اسلام کیسے ہوئے۔	۴۴۴
حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے صدقات کی فہرست۔	۴۴۵
ازواج پاک کی خدمت حضورؐ کی رضا کا ذریعہ ہے۔	۴۴۶
بحران تین ہیں	״
حضرت صدیق نے ہجرت کے موقعہ پر آٹھ سو میں اونٹ حضورؐ کے ہاتھ فروخت کیا مگر وصول نہیں کیے۔	۴۴۸
حضرت بلال کی خریداری اور آزادی	۴۴۹
دردناک واقعہ۔	
فضائل اہل بیت	۴۵۰
اہلبیت رسولؐ کون کون ہیں اور ازواج اہل بیت رسولؐ میں	״
بہ حکم قرآن۔	״
کیا مباہلہ میں حضرت صدیق و فاروق بھی بلائے گئے تھے۔	۴۵۱
لفظ نجبتن پاک کہاں سے لیا گیا	۴۵۲
فاطمہ۔ بتول اور زہراؓ کے معنی آپ سے جنت کی خوشبو آتی تھی۔	۴۵۳
ہر رمضان میں حضورؐ کا جبریلؑ کے ساتھ پورے قرآن کا دور	۴۵۴
حضرت خدیجہؓ۔ عائشہؓ۔ فاطمہؓ ان میں افضل کون ہے۔	۴۵۵
حضرت فاطمہؓ کی عمر۔ نکاح آپ کے چھ بچے ہیں۔	۴۵۶
قیامت میں اعلان ہوگا کہ سب نگاہ نیچی کر لیں فاطمہؓ گذر رہی ہے	״
آپ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کی طرح گزریں گی۔	״
ثقلین کے عجیب معانی	۴۵۷
اہلبیت دو ہیں جسمانی گھر والے روحانی گھر والے یعنی علماء اولیاء	
اللہ کی رسی قرآن ہے یا حضورؐ	

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
بہت لذیذ تحقیق	۴۵۸
امام حسنؓ کے عجیب حالات	۴۵۹
کیا امیر معاویہ باغی ہیں۔	۴۶۰
امیر معاویہ نے ایک دفعہ امام حسنؓ کو چالیس کروڑ روپیہ نذر کئے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تھے۔	۴۶۱
عظیم الشان صحابہ کی موجودگی میں اسامہ ابن زید کو امیر بنایا۔	۴۶۵
زید ابن حارثہ کیسے غلام پھر حضورؐ کے بیٹے بنے۔	۴۶۶
کیا سارے سید اہل بیت ہیں	۴۶۷
قرآن اہل بیت سے بڑا ہے نہ کہ	
اہل بیت قرآن سے بڑے	۴۶۸
کیا حضرت علیؓ سے جنگ کفر ہے حرب یحیٰ خارجہ کی نفیس تحقیق۔	۴۶۹
فضیلت اہل بیت کی روایت اگر	
رافضی کرے تو موضوع ہے۔	〃
حضورؐ کی نظر حضور کا ہاتھ کہاں تک پہنچتا ہے۔	۴۷۴
حضرت فاطمہؓ کو غسل اسماء بنت عیس زوجہ صدیق نے دیا۔	
سلمیٰ نے مدد کی۔	〃
ام سلمہ کی وفات ۵۹ھ میں ہے اور	
واقعہ کربلا ۶۱ھ میں پھر خواب میں	
خبر دینے کے کیا معنی حضور کہیں	
سیر کریں رہتے ہیں مدینہ میں جیسے	
نور نظر رہتا ہے آنکھ میں اگرچہ	
آسمان کی سیر کرے۔	۴۷۷
حسن میرے ہیں حسین علی کے حسین	
اسباط میں سے سبط ہیں۔	۴۷۹
خلفاء ثلثہ اہل بیت کے لئے امان	
تھے۔	۴۸۳
کوئی بالکل حضورؐ کا ہم شکل نہیں ہو	
سکتا غرابی روافض کہتے ہیں کہ	
حضرت جبریلؑ غلطی سے بجائے علیؓ	
کے حضورؐ کو نبوت دے گئے	۴۸۰
ابن زیاد کے سر و ناک میں سانپ	
کا گھسنا۔	۴۸۹
قتل حسینؓ کفر ہے یا فسق۔ قتل علیؓ	
قتل عثمانؓ کی تحقیق	۴۹۱
حمد و نعت و منقبت میں فرق۔	۴۹۴
ازواج پاک کے اقسام۔	
حضور کی کل بیویاں کتنی اور کس	
طرح کی ہیں تربیت نکاح	
میت کا کھانا اس کے پیاروں	
کو کھلانا۔	۴۹۶
حضرت عائشہؓ رب کا تحفہ ہیں۔	
محبوب کو آپ کے حالات	۴۹۸
رب تعالیٰ بھی تحفۃً وحی حضورؐ پر	
حضرت عائشہؓ کے بستر میں	
بھیجتا ہے۔	۵۰۰
حضرت عائشہؓ جناب خدیجہ سے	۵۰۱
بھی افضل ہیں یا برعکس حضرت	۵۰۲
عائشہؓ کے بے مثال فضائل۔	
نبی کی تعبیر وحی ہوتی ہے۔	۵۰۶
حضرت عمار کو آگ میں ڈالا گیا	
حضورؐ کے فرمان سے آگ ٹھنڈی	
ہو گئی۔	۵۱۰
سات شخصوں نے پہلے اسلام	
ظاہر کیا۔	۵۱۱
کتنے صحابہ حافظ قرآن ہوئے۔	۵۱۳
سعد ابن معاذ کی وفات پر عرش	
اعظم کیوں ہلا۔	۵۱۵
حضور کی آواز سے اونچی آواز	
نہ کرنے کا مطلب۔	۵۲۰
ہجرت سے پہلے صحابہ نے جمعہ کی	
نماز جو پڑھی وہ نفل تھی۔	۵۲۱
امام اعظم اور ان کے ساتھیوں	
کے متعلق حضور کی بشارت۔	۵۲۲
انصار کا نام پہلے ابناء قیلہ	۵۲۴

www.alahazratnetwork.org

مضمون	صفحہ
حضورؐ نے انصار رکھا یہ بے مثال میزبان ہیں غزوہ حنین کی غنیمت کی تفصیل۔	۵۲۴
انصار کیوں گھٹیں گے۔ دوسرے لوگ کیوں بڑھیں گے۔	۵۳۲
کافرہ فاسقہ عورت کا کوئی احترام نہیں اسنے نگاہ کرکے تلاشی لینا درست ہے۔	۵۳۵
حضورؐ کی تصدیق کے بعد حاطب کے قتل کی حضرت عمرؓ نے اجازت کیوں مانگی۔	۵۳۶
اہل بدر جو چاہیں کریں۔ وہ جنتی ہیں اس کا مطلب۔	۵۳۷
زمزہ الیاس بیعت رضوان میں موجود تھے کل چار نبی زندہ ہیں حدیبیہ میں کوئی منافق شریک نہیں ہو سکا۔	۵۴۰
صدیق و فاروق کی خلافت بواسطہ خلیفہ حضورؐ کی طے فرمودہ ہے۔	۵۴۲
طیب اور طاہر میں فرق۔ جائز مگر آسان بہتر مگر مشکل ان میں سے کونسا عمل اختیار کرے۔	۵۴۶
نیکی کا وزن اوپر جاتا ہے۔ اور بدی کا وزن نیچے۔	۵۴۷
اگر حضرت علیؓ حضورؐ کے نامزد خلیفہ ہوتے تو آپ کے مخالفوں پر دنیا میں عذاب آتا۔ رب کے انتخاب اور حضورؐ کے انتخاب میں فرق۔	۵۴۹
امیر معاویہؓ کے فضائل اور حالات	
علم اور عمر ابن عاص کے حالات۔	۵۵۱
دیدار الٰہی کی نوعیتیں۔ کسے کب اور کیسے ہوگا۔	۵۵۲
حضور لامکاں کے کام و کلام سنتے دیکھتے ہیں۔ تم رب سے پوچھ کر کام کرو وہ تم سے پوچھ کر انعام۔	۵۵۳
نبی کے صحابی چیونٹی پر بھی ظلم نہیں کرتے۔	۵۵۶
ابو طلحہؓ کا خود بھوکے رہ کر مہمان کو کھلانا۔	۵۶۳
بدر والے صحابہ کے نام	۵۶۶
حضرت حمزہؓ اور حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل میت دیا۔	۵۶۸
حبیب کا آخری سلام حضورؐ تک حضرت جبریل علیہ السلام نے پہونچایا۔	۵۶۹
یمن شام اویس قرنی کا ذکر یمن کے معنی۔	۵۷۴
شام کے تین نفیس معنی۔ قرنی کے نفیس تحقیق	
حضرت اویسؓ کے حالات۔	۵۷۴
افضل مفضول سے دعا کرائے اویس کے فضائل کی احادیث۔	۵۷۵
نجد میں شیطانی گروہ نکلے گا وہاں زلزلے فتنے ہونگے اس کے لئے دعا کیسے کروں۔	۵۷۹
نجدیوں کو شیطان کا سینگ کیوں فرمایا عجیب بحث۔	۵۷۹
شام کے فضائل	۵۸۱
لعنت کے مسائل اہل شام مبارک ہیں	۵۸۳
اولیاء اللہ کی قسمیں ان کے تعداد ہر چالیس صالح مومنوں میں ایک ولی ضرور ہوتے ہیں۔ حضورؐ کے زمانہ میں قطب کون تھا۔	۵۸۴
خلافت مدینہ میں سلطنت اسلامیہ شام میں ہوگی۔ امیر معاویہ کی سلطنت۔	۵۸۵
باب ثواب هذه الامة	۵۸۶
وقت عصر وقت ظہر سے کم ہے	۵۸۷
آخر امت کی خدمات کا ذکر۔	۵۹۱
زیادہ پیارے ایمان والے وہ ہیں جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائیں گے۔	۵۹۲
حدیث والے کون حضرات ہیں۔	۵۹۶
خطا اور نسیان میں فرق ان کے احکام	
مجبور کون ہے اور اسکے احکام کیا ہیں۔	"
امتیں کل ستر ہیں۔	۵۹۷

www.alahazratnetwork.org

احادیث مبارکہ کی اقسام اور تعریفیں

۱۔ مرفوع وہ حدیث ہے جسکی اسناد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ اور صحابی کہے نبی کریم نے فرمایا۔

۲ موقوف وہ حدیث ہے جس کی اسناد صحابی تک پہنچے جیسے راوی کہے کہ فلاں صحابی نے یہ فرمایا۔

۳۔ مقطوع وہ حدیث ہے جس کی اسناد تابعی تک پہنچے۔ جیسے امام اعظم فرمائیں کہ صحابی نے یہ فرمایا۔

۴۔ اثر وہ حدیث ہے جو کسی طریقے سے حضور سے منقول ہو۔

۵۔ خبر وہ حدیث ہے۔ جس میں نبی کریم صحابہ اور تابعین سے روایت ہو۔ اور تاریخی واقعہ ہو۔

۶۔ حدیث وہ کلام ہے جس کی روایت نبی کریم یا صحابہ یا تابعین سے ہو۔ اور کسی عمل کا ذکر ہو۔

۷۔ مرسل وہ حدیث ہے جس کی اسناد میں صحابی کا ذکر رہ جائے تابعی کہے یہ حضور نے فرمایا۔

۸۔ معضل وہ حدیث ہے جسکی اسناد کے درمیان سے دو یا تین راوی رہ جائیں۔

۹ منقطع جسکی اسناد میں چند جگہ سے ایک ایک یا زیادہ راوی رہ جائیں۔

۱۰۔ مدلس وہ حدیث کہ جس کا راوی اپنے اس شیخ کا ذکر نہ کرے جس سے اس نے حدیث سنی۔ بلکہ اسکے اوپر کے راوی کا نام لے۔

۱۱۔ مضطرب وہ حدیث کہ جس کے متن یا اسناد میں راویوں کی کمی زیادتی ہو۔ یا آگے پیچھے ذکر ہو یا تبدیلی ہو جائے۔

۱۲۔ عنعنہ وہ حدیث جس کو صرف عَنْ سے روایت کیا جائے۔

۱۳۔ شاذ وہ حدیث جس کا راوی غیر معروف ہو۔ اور ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف روایت ہو۔

۱۴ مردود وہ حدیث جس کے تمام راوی ثقہ نہ ہوں۔

۱۵۔ محفوظ وہ حدیث جس کے سارے راوی ثقہ ہوں مگر اس کے مقابل ثقہ حدیث ہو لیکن ترجیح اس ثقہ حدیث کو ہو۔

۱۶۔ معلل وہ حدیث جس کی صحت میں بہت سے گہرے اور ہلکے اسباب اور علتیں ہوں۔

۱۷۔ متابعاً وہ حدیث جس کا راوی کسی دوسرے راوی کی حدیث کی مطابقت کرے

۱۸۔ حسن وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط بالکل نہ ہو۔

۱۹۔ ضعیف وہ حدیث جس کے راوی میں نہ عدل ہو نہ ضبط اور صحیح حدیث کی کوئی شرط اس میں نہ ہو۔

۲۰۔ متروک حدیث جسکے راوی پر دنیاوی کلام میں عام جھوٹ بولنے کا اتہام لگا ہو مگر روایت حدیث میں اسکا جھوٹ ثابت نہ ہو۔

۲۱۔ موضوع وہ حدیث جسکے راوی کا جھوٹ اکثر حدیث کی روایت میں ہوتا ہو۔ یا راوی خود اقرار کرے یا قرینوں سے معلوم ہو۔

۲۲۔ مبہم وہ حدیث جسکے راوی کا نام اور اس کی ذات اس کے حالات اس کا ثقہ ہونا معلوم نہ ہو سکے۔

۲۳۔ غریب وہ حدیث صحیح جس کا ایک راوی مشہور ہو۔

۲۴۔ عزیز وہ صحیح حدیث جس کے دو راوی معلوم ہوں۔

۲۵۔ مشہور وہ حدیث جس کے بہت سے راوی معلوم ہوں۔

۲۶۔ متواتر وہ حدیث جس کے اتنے زیادہ راوی ہوں۔ نبی پاک کے زمانہ سے لیکر آج تک جن کو جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

۲۷۔ متصل وہ حدیث جس کا راوی سند کے درمیان میں سے رہ نہ جائے۔

۲۸۔ معلقاً وہ حدیث جس کی سند کے شروع میں سے کوئی راوی رہ گیا ہو۔

۲۹۔ مدرج وہ حدیث جس کا راوی اپنے یا اپنے غیر کے کلام کو صحابی یا تابعی کی طرف سے درج کر دے۔ کسی غرض کے لئے۔

۳۰۔ حسن ذاتی وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط بالکل نہ پایا جائے۔

۳۱۔ حسن لغیرہٖ وہ ضعیف حدیث جس کے روایت کے راستے بہت سے ہوں اور اس کا ضعف ضروری ہو۔

۳۲۔ صحیح۔ وہ حدیث جس کا راوی مکمل عدل اور ضبط اور یادداشت والا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۳۳۔ صحیح لذاتہ۔ وہ حدیث جس کا عدل اور ضبط کمال طور پر راوی میں موجود ہو۔

۳۴۔ صحیح لغیرہٖ وہ حدیث جس کے راوی کا عدل اور ضبط کمزور ہو۔

۳۵۔ مختلط وہ حدیث جس کے راوی کا حافظہ بڑھاپے یا نابینا ہوتے۔ یا اس کی کتابیں گم ہونے کی وجہ سے کمزور پڑ جائے۔